سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

(سوموار13، جمعرات16، جمعتہ المبارک17، سوموار20، منگل21، بدھ22-جون2016)
(یوم الاثنین7، یوم الخمیس10، یوم الجمع11، یوم الاثنین14، یوم الثلاثہ15، یوم الاربعال16-رمضان المبارک1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد22(حصہ اوّل): شمارہ جات : 1تا6

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بائیسواں اجلاس

سوموار،13۔جون2016

جلد 22:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ	------------	1
3۔	ضمنی بجٹ بابت سال 16-2015 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ	------------	1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
4۔	ایجنڈا	------------	3
5۔	ایوان کے عہدیدار	------------	5
6۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	11
7۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	12
8۔	چیئرمینوں کا پینل	------------	13
	سرکاری کارروائی		
9۔	سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 پر وزیر خزانہ کی تقریر	------------	14
10۔	سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال 17-2016 کا ایوان میں پیش کیا جانا	------------	47
11۔	ضمنی بجٹ گوشوارہ بابت سال 16-2015 کا ایوان میں پیش کیا جانا	------------	48
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)		
12۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب 2016	------------	48
	قواعد اور ترامیم کا ایوان کی میز پر رکھا جانا		
13۔	قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب 2012 کی دفعہ 5(3) کے تحت گوشوارہ دوئم میں ترامیم اور متذکرہ قانون کی دفعہ 76(2) کے تحت وضع کردہ قواعد کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	------------	48
	جمعرات، 16-جون 2016		
	جلد 22: شمارہ 2		
14۔	ایجنڈا	------------	53
15۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	55
16۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	56
	سرکاری کارروائی		
	بحث		
17۔	سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 پر عام بحث	------------	57

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعتہ المبارک،17-جون2016	
	جلد 22: شمارہ 3	
18-	ایجنڈا ------------	137
19-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	139
20-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	140
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
21-	سالانہ بجٹ برائے سال 2016-17 پر عام بحث (---جاری) ------------	141
	سوموار،20-جون2016	
	جلد 22: شمارہ 4	
22-	ایجنڈا ------------	203
23-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	205
24-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	206
	تعزیت	
25-	معزز ممبر اسمبلی جناب محمد صدیق خان (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت ------------	207
	منگل،21-جون2016	
	جلد 22: شمارہ 5	
26-	ایجنڈا ------------	219
27-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	221
28-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	222

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
29۔	سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث (۔۔۔جاری) ------------	223
	بدھ، 22۔جون 2016	
	جلد 22: شمارہ 6	
30۔	ایجنڈا ------------	327
31۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	329
32۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	330
	تحاریک استحقاق	
33۔	ڈی سی او چنیوٹ کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ ------------	331
34۔	ایکسیئن محکمہ انہار لودھراں کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار ------------	332
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
35۔	سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث (۔۔۔جاری) ------------	335
36۔	کورم کی نشاندہی ------------	395
37۔	سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث (۔۔۔جاری) ------------	395
38۔	سالانہ بجٹ 17-2016 کے ترقیاتی پروگرام میں ترامیم کا پیش کیا جانا ------------	402
39۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(76)/2016/1434. Dated: 6th June, 2016. The following Orders, made by the Governor of the Punjab, are hereby published for general information:

> "In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby summon Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, 13th June, 2016 at 04:00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers, Lahore."

سالانہ بجٹ بابت سال 2016-17 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

> "In exercise of the powers conferred under rule 134 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby appoint Monday, 13th June, 2016 for the presentation of Annual Budget Statement for the financial year 2016-17 before the Provincial Assembly of the Punjab at 04:00 p.m."

ضمنی بجٹ بابت سال 2015-16 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

> "In exercise of the powers conferred under rule 147 read with 134 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby appoint Monday, 13th June, 2016 for the presentation of Supplementary Budget Statement for the financial year 2015-16 before the Provincial Assembly of the Punjab at 04:00 p.m."

Dated Lahore, the **MALIK MUHAMMAD RAFIQUE**
RAJWANA
5th June 2016 **GOVERNOR OF THE PUNJAB"**

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ13۔جون2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

(اے)بجٹ کا پیش کیا جانا

1۔ سالانہ بجٹ گوشوارہ برائے سال17-2016

وزیر خزانہ سالانہ بجٹ گوشوارہ برائے سال17-2016ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ ضمنی بجٹ گوشوارہ برائے سال16-2015

وزیر خزانہ ضمنی بجٹ گوشوارہ برائے سال16-2015ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودہ قانون کا پیش کیا جانا

3۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب2016

وزیر خزانہ مسودہ قانون مالیات پنجاب2016ایوان میں پیش کریں گے۔

(سی) قواعد اور ترامیم کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

4۔ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب 2012 کی دفعہ (3)5 کے تحت گوشوارہ دوئم میں ترامیم اور متذکرہ قانون کی دفعہ (2)76 کے تحت وضع کردہ قواعد

وزیر خزانہ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب 2012 کے گوشوارہ دوئم میں ترامیم سے متعلق اعلامیہ جات اور متذکرہ قانون کے تحت وضع کردہ قواعد ایوان کی میز پر رکھیں گی۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ایوان کے عہدیدار

جناب سپیکر	:	رانامحمداقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردارشیر علی گورچانی
وزیراعلیٰ	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	میاں محمودالرشید

2۔چیئرمینوں کا پینل

1۔	ملک محمد وارث کلو،ایم پی اے	پی پی۔42
2۔	میاں محمد شعیب اویسی،ایم پی اے	پی پی۔270
3۔	محترمہ راحیلہ خادم حسین،ایم پی اے	ڈبلیو۔345
4۔	سردار شہاب الدین خان،ایم پی اے	پی پی۔263

3۔کابینہ

1۔	راجہ اشفاق سرور	:	وزیر محنت وانسانی وسائل
2۔	جناب شیر علی خان	:	وزیر کان کنی ومعدنیات / توانائی*
3۔	جناب تنویراسلم ملک	:	وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات وتعمیرات*
4۔	جناب محمد آصف ملک	:	وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 11۔جون2013، 29۔مئی 2015 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (13تا29۔جون2016) تفویض کیا گیا۔

6

5۔	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر قانون و پارلیمانی امور
6۔	محترمہ حمیدہ وحید الدین	:	وزیر ترقی خواتین
7۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک، لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ *
8۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر آبکاری و محصولات
9۔	رانا مشہود احمد خان	:	وزیر سکولز ایجوکیشن،
10۔	میاں یاور زمان	:	وزیر آبپاشی
11۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
12۔	میاں عطاء محمد خان مانیکا	:	وزیر اوقاف اور مذہبی امور
13۔	ڈاکٹر فرخ جاوید	:	وزیر زراعت
14۔	جناب آصف سعید منیس	:	وزیر خصوصی تعلیم، امور نوجواناں * کھیلیں * آثار قدیمہ اور سیاحت *
15۔	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر سماجی بہبود اور بیت المال
16۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر امداد باہمی
17۔	چودھری محمد شفیق	:	وزیر صنعت، تجارت اور سرمایہ کاری
18۔	محترمہ ذکیہ شاہنواز خان	:	وزیر بہبود آبادی، ہائر ایجوکیشن *، تحفظ ماحول *
19۔	ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا	:	وزیر خزانہ
20۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	چودھری سرفراز افضل	:	امور نوجواناں، کھیل، آثار قدیمہ و سیاحت
2۔	راجہ محمد اویس خان	:	زکوٰۃ و عشر
3۔	جناب نذر حسین	:	قانون و پارلیمانی امور
4۔	صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی	:	لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ
5۔	حاجی محمد الیاس انصاری	:	سماجی بہبود و بیت المال
6۔	جناب محمد ثقلین انور سپرا	:	اوقاف و مذہبی امور
7۔	محترمہ راشدہ یعقوب	:	ترقی خواتین
8۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	ریونیو
9۔	جناب عمران خالد بٹ	:	صنعت، کامرس و تجارت
10۔	جناب محمد نواز چوہان	:	ٹرانسپورٹ
11۔	جناب اکمل سیف چٹھہ	:	تحفظ ماحول
12۔	چودھری محمد اسد اللہ	:	خوراک
13۔	نوابزادہ حیدر مہدی	:	مینجمنٹ اور پروفیشنل ڈویلپمنٹ
14۔	لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان	:	اشتمال املاک، پی ڈی ایم اے
15۔	خواجہ عمران نذیر	:	صحت
16۔	جناب رمضان صدیق بھٹی	:	لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ
17۔	چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)	:	ایس اینڈ جی اے ڈی
18۔	جناب سجاد حیدر گجر	:	ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر PA:4-18/2013 مورخہ 12۔ دسمبر 2013 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

19۔ رانا محمد ارشد	:	اطلاعات وثقافت
20۔ میاں محمد منیر	:	آبکاری ومحصولات
21۔ رانا اعجاز احمد نون	:	زراعت
22۔ محترمہ نغمہ مشتاق	:	بہبود آبادی
23۔ جناب احمد خان بلوچ	:	پبلک پراسیکیوشن
24۔ جناب عامر حیات ہراج	:	کان کنی ومعدنیات
25۔ رانا بابر حسین	:	خزانہ
26۔ میاں نوید علی	:	محنت وانسانی وسائل
27۔ جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا	:	مواصلات وتعمیرات
28۔ جناب محمود قادر خان	:	چیف منسٹر انسپکشن ٹیم
29۔ سردار عاطف حسین خان مزاری	:	خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم
30۔ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	منصوبہ بندی وترقیات
31۔ سردار عامر طلال گوپانگ	:	سپیشل ایجوکیشن
32۔ مہر اعجاز احمد اچلانہ	:	داخلہ
33۔ چودھری خالد محمود ججہ	:	آبپاشی
34۔ میاں فدا حسین	:	جنگلات، جنگلی حیات وماہی گیری
35۔ چودھری زاہد اکرم	:	کالونیز
36۔ محترمہ شاہین اشفاق	:	کوآپریٹوز
37۔ محترمہ مہوش سلطانہ	:	ہائرایجوکیشن
38۔ محترمہ جوئس رُوفن جولیس	:	سکولز ایجوکیشن
39۔ جناب طارق مسیح گل	:	انسانی حقوق واقلیتی امور

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر PA:4-18/5902 مورخہ 8۔دسمبر 2014 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کیے گئے۔

9

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب شکیل الرحمان خان

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی	:	رائے ممتاز حسین بابر
ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور اینڈ ریسرچ)	:	جناب عنایت اللہ لک
سپیشل سیکرٹری	:	حافظ محمد شفیق عادل

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

سوموار، 13۔ جون 2016

(یوم الاثنین، 7۔ رمضان المبارک 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت
جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا ؕ عَسٰی رَبُّكُمۡ اَنۡ
یُّكَفِّرَ عَنۡكُمۡ سَیِّاٰتِكُمۡ وَ یُدۡخِلَكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۙ یَوۡمَ
لَا یُخۡزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ ۚ نُوۡرُهُمۡ یَسۡعٰی بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَ بِاَیۡمَانِهِمۡ
یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَ اغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۸﴾

سورة التّحریم آیت 8

مومنو! اللہ کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔ امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور تم کو باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا اس دن اللہ پیغمبر کو اور (ان لوگوں کو) جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا۔ (بلکہ) ان کا نور ایمان ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہو گا اور وہ اللہ سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف فرما۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے (8)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

مجھ خطا کار سا انسان مدینے میں رہے
بن کے سرکار کا مہمان مدینے میں رہے
یاد آتی ہے مجھے اہل مدینہ کی یہ بات
زندہ رہنا ہو تو انسان مدینے میں رہے
اُن کی شفقت غم کونین بُھلا دیتی ہے
جتنے دن آپ کا مہمان مدینے میں رہے
چھوڑ آیا ہوں دل و جان یہ کہہ کر اعظم
آ رہا ہوں مرا سامان مدینے میں رہے

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	ملک محمد وارث کلو، ایم پی اے	پی پی۔42
2۔	میاں محمد شعیب اویسی، ایم پی اے	پی پی۔270
3۔	محترمہ راحیلہ خادم حسین، ایم پی اے	ڈبلیو۔345
4۔	سردار شہاب الدین خان، ایم پی اے	پی پی۔263

شکریہ

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں داخل ہوئے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیر شیر" کی نعرے بازی)

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: معزز ممبران! جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ آج کا دن گورنر پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 134 کے تحت بجٹ پیش کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ اب میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ تقریر کا آغاز کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی نشستوں پر
کھڑے ہو گئے اور "گو نواز گو" کی نعرے بازی)

سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 پر وزیر خزانہ کی تقریر

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر!

میرے لئے یہ امر باعث افتخار ہے کہ میں اس معزز ایوان کے سامنے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی سربراہی میں موجودہ صوبائی حکومت کا چوتھا بجٹ برائے مالی سال 17-2016 پیش کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر!

2۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت اپنے قائد، وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں ملک کو درپیش چیلنجز سے نکال کر ترقی اور استحکام کی ایک ایسی روشن راہ پر رواں دواں ہے جس کی منزل عوامی بہبود، مساوی معاشی ترقی اور انصاف پر مبنی معاشرے کا قیام ہے۔ یہی ہماری حکومت کا نصب العین ہے اور مالی سال 17-2016 کا بجٹ بھی انہی ترجیحات اور پالیسیوں کے حصول کی طرف ایک اور قدم ہے۔

جناب سپیکر!

3۔ آئندہ مالی سال کے دوران تعلیم، صحت، زراعت، صاف پانی کی فراہمی اور امن عامہ کے شعبے ہماری حکومت کی اوّلین ترجیحات میں شامل ہوں گے۔ ہم نے عہد کیا ہے کہ ان شعبوں میں دُوررَس اور ٹھوس نتائج حاصل کرنے کے لئے درکار وسائل میں کوئی کمی نہیں آنے دیں گے۔ چنانچہ میں نہایت مسرت کے ساتھ یہ اعلان کر رہی ہوں کہ حکومت نے آئندہ برس کے دوران قومی ترقی کے ان پانچ شعبوں پر کل بجٹ کا 57 فیصد یعنی 804۔ارب روپے کی خطیر رقم صرف کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تعلیم کے شعبہ میں پچھلے سال کی نسبت 47 فیصد اور سکول ایجوکیشن کی ترقی میں 71 فیصد زائد رقم مختص کی گئی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹے جھوٹے" کی نعرے بازی)

اسی طرح صحت کے شعبہ میں ترقیاتی بجٹ پچھلے سال سے 62 فیصد زائد ہے۔ زراعت، آبپاشی، لائیو سٹاک، جنگلات، ماہی پروری اور خوراک پر محیط زرعی معیشت کے لئے

پچھلے سال کی نسبت 47فیصد زائد بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ صاف پانی کے لئے مختص بجٹ پچھلے سال کی نسبت 88فیصد زائد ہے۔ امن عامہ کے لئے 48فیصد اضافی رقم رکھی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

4۔ میں اس امر کا اظہار ضروری سمجھتی ہوں کہ مسلم لیگ(ن) کی حکومت کا یہ بجٹ محض مالیاتی اعداد و شمار کا مجموعہ یا اقتصادی اقدامات پر مبنی کوئی روایتی دستاویز نہیں۔ یہ بجٹ اس جامع اور مربوط mid term Economic Growth Strategy پر مبنی ترقیاتی حکمت عملی کا جیتا جاگتا مظہر ہے جس پر حکومت پنجاب خادم اعلیٰ پنجاب کی قیادت میں صوبہ کے عوام خصوصاً ایک عام آدمی کی زندگی میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے پوری تندہی کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹے جھوٹے" کی نعرے بازی)

حکومت کی انہی کوششوں کے نتیجے میں گزشتہ برس کے دوران معیشت کے مختلف indicators مثبت سمت میں بڑھے ہیں اور یہی وہ حکمت عملی ہے جس کے ثمرات عوام کے لئے روزگار کے نئے مواقع، خدمات کے شعبہ کی ترقی اور امن و امان میں بہتری کی صورت میں بخوبی دیکھے جا سکتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

5۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ مالی سال کا ترقیاتی پروگرام نجی شعبہ کی طرف سے وسیع تر سرمایہ کاری کو راغب کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔ اسی طرح تعلیم، صحت اور شہریوں کو ہنرمند بنانے کی تربیت پر کئے جانے والے اخراجات ہمارے نوجوانوں کو نجی شعبہ میں روزگار کے حصول کے اہل بنانے میں مدد دیں گے۔ دریں اثناء حکومت صوبہ کی معیشت پر سرکاری اخراجات کی effectiveness کو improve کرنے کے لئے جامع Policy Reforms بھی لے کر آئے گی۔

جناب سپیکر!

6- پاکستان کے لئے عظیم دوست ملک عوامی جمہوریہ چین کی طرف سے پاک چین اقتصادی راہداری package کا اعلان ایک تاریخی واقعہ ہے۔ پاک چین دوستی کی 65 سالہ تاریخ میں اقتصادی تعاون کی ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ تاریخی package پاک چین دوستی کی علامت ہونے کے ساتھ ساتھ چین کی طرف سے وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار بھی ہے۔ میں یہاں وزیراعلیٰ پنجاب کی ان خدمات کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتی جو انہوں نے وزیراعظم پاکستان کی ٹیم کے ممبر کی حیثیت سے اس package کی تشکیل و تکمیل میں سرانجام دی ہیں۔ اس package کے نتیجے میں ترتیب دیئے جانے والے منصوبوں سے ملازمتوں کے تقریباً 7 لاکھ نئے مواقع پیدا ہوں گے اور پاکستان کی مجموعی GDP میں اڑھائی فیصد اضافہ متوقع ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ 46- ارب ڈالر کا یہ منصوبہ توانائی، موٹرویز، بندرگاہوں، ریلوے اور صنعت جیسے شعبوں میں انقلاب کے ذریعے ملک کی تقدیر بدل دے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

7- انفراسٹرکچر کے میگا پراجیکٹس اور بڑے ترقیاتی منصوبوں کی تعمیر میں وسائل کے زیاں کے امکانات ایک عالمی مسئلہ ہے۔ آپ کو اور اس معزز ایوان کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ پنجاب میں ایسے منصوبوں کی تعمیر و تکمیل میں شفافیت اور بچت کی ایک منفرد روایت جنم دیتے ہوئے نئی تاریخ رقم کی گئی ہے۔ میں نہایت فخر کے ساتھ یہ اعلان کر رہی ہوں کہ اس ضمن میں وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی ذاتی کاوشوں کے نتیجے میں پنجاب میں مختلف ترقیاتی منصوبوں میں 142- ارب روپے کی ناقابل یقین بچت کی گئی ہے۔ میں یہ وضاحت بھی کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ اس رقم میں وہ بچت شامل نہیں جو پنجاب میں وفاقی حکومت کے تحت جاری میگا پراجیکٹس میں کی گئی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"مک گیا تیرا شو نواز، گو نواز گو نواز" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

8- میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کے ممبران خصوصاً حکومت کے مخالفین سے درخواست کروں گی کہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی پہلے ایسا ہوا تھا کہ ایسے پراجیکٹس میں سے کم بولی دینے والوں کو رضاکارانہ طور پر اربوں روپے کم کرنے پر آمادہ کیا گیا ہو۔ اس سوال کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔ میں دیانتداری سے سمجھتی ہوں کہ اس عدیم المثال دردمندی اور جذبہ خدمت پر وزیراعلیٰ پنجاب اس ایوان کی طرف سے کھلے دل کے ساتھ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ میں اس ضمن میں ان کے لئے شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ کا یہ شعر پڑھنا چاہوں گی کہ:

ہوا ہے گو تند وتیز لیکن، چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

9- گڈ گورننس اور شفافیت مسلم لیگ(ن) کی حکومت کا طرہ امتیاز ہیں۔ میں اس ضمن میں Land Record Management Information System کی خاص طور پر مثال دینا چاہوں گی۔ حکومت پنجاب کو یہ امتیازی اعزاز حاصل ہے کہ اس سسٹم کے ذریعے پٹوار کلچر جیسے فرسودہ نظام کو دفن کرکے صوبے میں ایک جدید کمپیوٹرائزڈ عوام دوست نظام متعارف کروانے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ اس منصوبے کے ذریعے اب تک 23ہزار سے زائد دیہی مواضعات اور 5کروڑ 50لاکھ سے زائد مالکان اراضی کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا چکا ہے۔ ان سنٹرز سے ماہانہ 2لاکھ کے قریب کمپیوٹرائزڈ فردات اور 60ہزار سے زائد انتقالات کا اندراج ہو رہا ہے۔ اسی طرح حکومت نے عوام کو اشٹام پیپر کی خرید اور دستیابی کے ضمن میں جعلسازی، دھوکا دہی اور فراڈ سے بچانے کے لئے اس پورے نظام کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کا آغاز گوجرانوالہ میں ایک پائلٹ پراجیکٹ کے ذریعے کیا جا چکا ہے۔ آئندہ مالی سال میں اس کا دائرہ کار پورے پنجاب تک وسیع کر دیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹ اے، جھوٹ اے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

10۔ حکومت پنجاب کی گڈ گورننس کی پالیسی کا ایک اور سنگ میل پنجاب کے تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں E-Khidmat مراکز کا قیام ہے۔ان مراکز کے ذریعے شہریوں کو 14 قسم کی مختلف سروسز ایک ہی چھت تلے میسر ہوں گی۔ لاہور، راولپنڈی اور سرگودھا میں ان E-Khidmat مراکز نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"اک تے روزہ اتوں جھوٹ" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

11۔ پولیس کے نظام میں بہتری اور تھانہ کلچر کا خاتمہ ہر پاکستانی کا دیرینہ خواب ہے۔ میرا ایمان ہے کہ ہم انشاء اللہ پنجاب میں تھانہ کلچر کو اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے جس طرح ہم نے وزیراعلیٰ کی قیادت میں صدیوں پرانے پٹوار کلچر کا خاتمہ کیا ہے۔ تھانہ کلچر کے خاتمے اور پولیس اصلاحات کے لئے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں ان کی تفصیل میں آگے چل کر اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کروں گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"گو شہباز گو، گو نواز گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

12۔ اب میں اس معزز ایوان کے سامنے آئندہ مالی سال 2016-17 کے میزانیہ کے اہم خدوخال پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"ساڈا حق ایتھے رکھ" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

13۔ مالی سال 2016-17 کے بجٹ کا کل حجم ایک ہزار 681۔ارب 41 کروڑ روپے ہے۔ جنرل ریونیو وصولیوں کی مد میں ایک ہزار 319۔ارب روپے کا تخمینہ ہے جس میں ایک ہزار 39۔ارب روپے Federal Divisible Pool میں ٹیکسوں کی مد میں صوبائی حصہ ہے جو کہ این ایف سی ایوارڈ کے تحت حاصل ہوگا۔ صوبائی ریونیو میں 280۔ارب روپے کی

آمدن متوقع ہے جس میں ٹیکسوں کی مد میں 184۔ارب 40کروڑ روپے اور non-tax ریونیو کی مد میں 95۔ارب 61کروڑ روپے شامل ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"چل جھوٹی، چل جھوٹی" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

14۔ میں انتہائی فخر سے یہ اعلان کرتی ہوں کہ آئندہ مالی سال کے لئے ترقیاتی پروگرام کا حجم 550۔ارب روپے ہے۔ یہ ترقیاتی پروگرام صوبے میں ماضی کے تمام ترقیاتی پروگراموں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ رواں مالی سال کے 400۔ارب روپے کے پروگرام کی نسبت یہ پروگرام 37.5فیصد زیادہ ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس سال ترقیاتی پروگرام کے نتیجے میں روزگار کے 5لاکھ نئے مواقع پیدا ہوں گے۔ مالی سال 17-2016 میں جاری اخراجات کا کل تخمینہ 849۔ارب 94کروڑ روپے ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

15۔ اب میں چند اہم سیکٹرز کے لئے آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں مختص کئے گئے تخمینہ جات اور اہم اقدامات اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر!

16۔ میں انتہائی فخر سے یہ اعلان کرنا چاہتی ہوں کہ پنجاب کے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں تعلیم، صحت، واٹر سپلائی اینڈ sanitation، وومن ڈویلپمنٹ اور سماجی تحفظ جیسے سوشل سیکٹرز کے شعبوں کے لئے مجموعی طور پر 168۔ارب 87کروڑ روپے کی ترقیاتی رقم مختص کی گئی ہے جو کہ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ کا 31فیصد ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

17۔ میں اس معزز ایوان کو آگاہ کرنا چاہتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے مشن "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" کے ذریعے تعلیم کے شعبے میں انقلابی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اس پروگرام کا مقصد معیارِ تعلیم میں بہتری، سکولوں میں عالمی معیار کے مطابق تدریسی ماحول اور معیاری کتب کی فراہمی اور 100فیصد بچوں کا سکولوں میں داخلہ یقینی بنانا ہے۔ سکولوں میں IT labs کا قیام اور ذہین طلباء کے لئے میرٹ سکالرشپس بھی اسی پروگرام کا حصہ ہیں۔ ان ٹھوس اور

دُوررس اقدامات کے مثبت نتائج کا اعتراف ملکی اور بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والے آزاد ذرائع اور اداروں نے بھی کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"گونواز گو، گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

18۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر سکولز ایجوکیشن کے شعبہ کے لئے آئندہ مالی سال میں مختلف نوعیت کے ترقیاتی منصوبوں پر 56۔ارب 76 کروڑ روپے کی رقم صرف کی جائے گی جو کہ رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کے مقابلے میں 71 فیصد زیادہ ہے۔آئندہ مالی سال کے بجٹ میں صوبائی سطح پر جاری اخراجات کی مد میں 31۔ارب روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے جو کہ رواں مالی سال کی نسبت 47 فیصد زائد ہے۔ ضلعی سطح پر سکولز ایجوکیشن کے شعبے کے لئے مجموعی طور پر 169۔ارب روپے کی رقم صرف کی جائے گی۔اس طرح آئندہ مالی سال کے بجٹ میں سکول ایجوکیشن کے شعبے میں مجموعی طور پر 256۔ارب روپے کی خطیر رقم خرچ کی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹے جھوٹے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ تمام ممبران اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں اور منسٹر صاحبہ کی بات سنیں کیونکہ آپ لوگوں نے پھر اس پر بحث بھی کرنی ہے۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

جناب سپیکر!

19۔ حکومتِ پنجاب نے سال رواں میں صوبے کے 6511 سکولوں میں 5۔ارب روپے کی لاگت سے بنیادی سہولیات فراہم کیں اور 8۔ارب 50 کروڑ روپے کی لاگت سے 2664 سکولوں کی مخدوش عمارات کی بحالی کا کام مکمل کیا۔اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر آج میں اس معزز ایوان کے سامنے حکومتِ پنجاب کی طرف سے 50۔ارب روپے کی لاگت سے Strengthening of Schools کے ایک جامع اور مربوط پروگرام کے آغاز کا اعلان کر رہی ہوں۔ اس پروگرام کے تحت آئندہ دو برسوں میں صوبہ بھر کے تمام سکولوں میں

مخدوش عمارات کی بحالی، پرائمری سکولوں میں 36ہزار نئے کلاس رومز کی تعمیر اور missing facilitiesکی فراہمی کا کام مکمل کر لیا جائے گا۔آئندہ مالی سال کے دوران اس منصوبے کے تحت 28۔ارب روپے کی لاگت سے سکولوں میں 19ہزار سے زائد اضافی کمرے اور تمام سکولوں میںmissing facilitiesفراہم کی جائیں گی۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ حکومتِ پنجاب کے اس پروگرام میں برطانیہ کا ادارہDFIDبھی ہمقدم ہے۔DFID نے آئندہ دو برسوں میں36ہزار میں سے 11ہزار نئے کلاس رومز کی تعمیر کا ذمہ لیا ہے جس کی کل لاگت تقریباً17۔ارب 60کروڑ روپے ہے۔اس پروگرام پر تیزی سے عمل جاری ہے۔مزید برآں حکومتِ پنجاب سکولوں میں چھوٹے بچوں کے تعلیمی ماحول کو بہتر بنانے کے لئے سکولوں میں دس ہزار کمروں کوearly childhood education rooms میں تبدیل کر رہی ہے۔خادمِ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر جنوبی پنجاب کے گیارہ اضلاع میں سیکنڈری سکولوں کی سطح تک بچیوں کی حوصلہ افزائی اور ان کے تعلیمی نظام میںretention کو یقینی بنانے کے لئے چھٹی سے دسویں جماعت کی بچیوں کو ماہانہ وظیفے کی رقم-/200روپے سے بڑھا کر-/1000روپے کر دی گئی ہے۔اس پروگرام سے ان پسماندہ اضلاع کی تقریباً چار لاکھ بچیاں مستفید ہوں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹ ہے جھوٹ ہے"کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

20۔ حکومتِ پنجاب سکولوں میں اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے گزشتہ دو برس سے ایک جامع حکمت عملی پر عمل پیرا ہے۔آئندہ مالی سال میں بھی تمام پرائمری سکولوں کے لئے متعین کردہ سہولیات کی yardstick کے مطابق 45ہزار اضافی ٹیچرز مہیا کئے جائیں گے۔اس طرح ہر پرائمری سکول میں تدریسی خدمات سرانجام دینے کے لئے کم از کم تین اساتذہ کرام کی موجودگی یقینی ہو جائے گی۔ان بھرتیوں میں میرٹ کی پالیسی پر سختی سے عملدرآمد کے علاوہ اس امر کو یقینی بنایا جائے گا کہ ان اساتذہ کرام کا تعلق انہی مقامی علاقوں سے ہو جہاں انہوں نے اپنی تدریسی خدمات سرانجام دینی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"پاناما لیکس کے کتنے ارب روپے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

21۔ حکومتِ پنجاب کے تحت صرف سرکاری سکولوں میں ہی مفت تعلیم نہیں دی جا رہی بلکہ ہمارے لئے یہ امر باعث افتخار ہے کہ اس وقت صوبہ بھر کے ہزاروں پرائیویٹ سکولوں میں 19لاکھ سے زائد طلباء و طالبات حکومتِ پنجاب کی مالی معاونت سے مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال میں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے 12۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ اس طرح آئندہ مالی سال میں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی معاونت سے تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد بڑھ کر 22لاکھ ہو جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

22۔ حکومتِ پنجاب کا عزم ہے کہ صوبہ کا کوئی ہونہار طالب علم محض وسائل کی کمی کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم سے محروم نہ رہے۔ ہمیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس وقت تک صوبے کے تقریباً ڈیڑھ لاکھ طلباء و طالبات پنجاب ایجوکیشنل انڈوومنٹ فنڈ کے ذریعے وظائف حاصل کر کے اعلیٰ اور پیشہ ورانہ تعلیم سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ اس وقت فنڈ کا حجم 16۔ارب روپے تک پہنچ چکا ہے اس مقصد کے لئے سالانہ مختص کی جانے والی 2۔ ارب روپے کی رقم میں 100 فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے اور آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 4۔ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ اس طرح اس فنڈ کا حجم 20۔ارب روپے تک ہو جائے گا اور اس فنڈ سے وظائف حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد دو لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"ساڈا حق ایتھے رکھ" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

23۔ اسی طرح آج پنجاب کے طول و عرض میں قائم چودہ دانش سکول بھی فروغ تعلیم کے جذبے سے اُس محروم طبقے کے طلباء و طالبات کو جدید معیاری سہولیات فراہم کر رہے ہیں جن کے لئے معیاری تعلیم کا حصول ایک خواب سے کم نہ تھا۔ آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں منکیرہ

ضلع بھکر اور تونسہ ضلع ڈی جی خان جیسے دُور دراز اور پسماندہ علاقوں میں چار مزید دانش سکول قائم کرنے کے لئے 3۔ارب روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ٹبہ سلطان پور ضلع وہاڑی میں طلباء و طالبات کے لئے زیر تعمیر دو دانش سکولوں پر بھی کام تیزی سے جاری ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"گو نواز گو، گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

24۔ حکومتِ پنجاب نے خصوصی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے کئی اقدامات کئے ہیں۔آئندہ مالی سال کے بجٹ میں گورنمنٹ ڈگری کالج آف سپیشل ایجوکیشن ملتان کا قیام، گوجرانوالہ اور راولپنڈی میں سیکنڈری سکول برائے طالبات کا قیام اور آٹھ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹرز کی مڈل سے سیکنڈری اور پرائمری سے مڈل تک اپ گریڈیشن کی جائے گی۔آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں سپیشل ایجوکیشن کے لئے مجموعی طور پر تقریباً ایک ارب روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

25۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں ہائر ایجوکیشن کے شعبے کے لئے مجموعی طور پر 46۔ارب 86 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ہائر ایجوکیشن کے شعبے کے چیدہ چیدہ ترقیاتی منصوبہ جات میں سیالکوٹ، بہاولپور، رحیم یار خان، فیصل آباد اور ملتان میں قائم کی گئی یونیورسٹیوں میں اضافی عمارات اور ضروری آلات کی فراہمی شامل ہے۔آئندہ برس کے دوران 4۔ارب روپے کی لاگت سے صوبے کے چار لاکھ ذہین طلباء میں لیپ ٹاپ تقسیم کئے جائیں گے اور سیالکوٹ میں وومن یونیورسٹی کی تعمیر اور آئی ٹی اینڈ انجینئرنگ یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

26۔ پاک چین دوستی اور CPEC کی اہمیت کے پیش نظر رواں مالی سال میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر حکومتی خرچ پر طلباء و طالبات کو چین کی بہترین universities میں چینی زبان کا دو سالہ کورس کروانے کے لئے ایک منصوبے کا آغاز کر دیا گیا ہے۔اس وقت

پنجاب بھر سے میرٹ کی بنیاد پر چنے گئے 66 طلباء و طالبات کا پہلا Beijing badge میں اس کورس کا آغاز کر چکا University of Language, Art & Culture ہے۔ اسی طرح ایک اور انقلاب آفرین منصوبہ "شہباز شریف میرٹ سکالر شپ سکیم" کے نام سے متعارف کروایا جا رہا ہے۔ اس کے تحت حکومت پنجاب میرٹ کی بنیاد پر طلباء و طالبات کو دنیا بھر کی اعلیٰ universities میں ماسٹرز اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے مکمل تعلیمی اخراجات برداشت کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

27۔ عوام کو صحت کی بہترین سہولیات کی فراہمی حکومت پنجاب کا نصب العین ہے۔ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں شعبہ صحت کے لئے مجموعی طور پر 43۔ ارب 83 کروڑ روپے کی رقم مختص کئے جانے کی تجویز ہے جو کہ رواں مالی سال سے 43 فیصد زیادہ ہے۔

جناب سپیکر!

28۔ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر کے شعبے میں بہت سے نئے اقدامات اور منصوبہ جات متعارف کروائے جا چکے ہیں تاکہ پنجاب کے دور دراز علاقوں میں بسنے والے عوام کو ان کی دہلیز پر بہترین طبی سہولیات فراہم کی جا سکیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر آئندہ مالی سال میں 5۔ ارب 20 کروڑ روپے کی لاگت سے صوبہ بھر کے تمام ڈی ایچ کیو ہسپتالوں اور پندرہ بڑے ٹی ایچ کیو ہسپتالوں کو revamp کیا جائے گا۔ اس منصوبے کے تحت ان ہسپتالوں میں Physiotherapy, Burn Units, Dental Units, ICUs Units کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ مزید برآں ہسپتالوں میں مریضوں کی سہولت کے لئے نئے Beds اور دیگر وارڈ فرنیچر کی مکمل فراہمی شامل ہے۔ ان ہسپتالوں میں بنیادی diagnostic اور Electronic Medical Record کے نظام کی کمپیوٹرائزیشن بھی شامل ہے۔ اس منصوبے کے تحت تحصیل اور ضلعی سطح پر اعلیٰ طبی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جا رہا ہے تاکہ عوام کو بڑے شہروں کا رخ نہ کرنا پڑے۔ اسی طرح vaccination فیلڈ سٹاف کی نگرانی کے لئے موبائل فون کی مدد سے جدید نظام وضع کیا گیا ہے۔ اس نظام کی کامیابی کی وجہ سے Vaccination Coverage میں صوبائی سطح پر 22 فیصد سے زائد کا ریکارڈ اضافہ ہوا ہے جس کا اعتراف عالمی اداروں نے بھی کیا ہے۔ ہسپتالوں میں عملے کی حاضری کو

یقینی بنانے کے لئے صوبہ بھر کے 138 ہسپتالوں میں بائیو میٹرک اور CCTV آلات کی مدد سے ایک جدید نظام بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ادویات اور طبی آلات کے ریکارڈ کو بھی computerized کر دیا گیا ہے۔ آئندہ مالی سال میں computerized حاضری کے نظام کو تمام BHUs اور RHCs پر بھی نافذ کیا جا رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

29۔ پنجاب میں عالمی معیار کی drug testing لیبارٹریوں کا ایک جامع نیٹ ورک تشکیل دیا جانا بے حد ضروری ہے تاکہ عوام تک معیاری ادویات کی فراہمی کو یقینی بنایا جا سکے۔ اس ضمن میں لاہور کی drug testing لیبارٹری کی بین الاقوامی ماہرین کے ذریعے مکمل تنظیم نو کی گئی ہے۔ آئندہ مالی سال میں مزید چار شہروں (ملتان، بہاولپور، فیصل آباد اور راولپنڈی) میں واقع لیبارٹریوں کی تنظیم نو کی جائے گی اور اس سلسلے میں تمام لیبارٹریوں کو ISO-17025 certification دلائی جائے گی۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز کے نیٹ ورک کو دیگر Preventive پروگراموں ہیپاٹائٹس، ایڈز، ٹی بی کنٹرول اور دیگر پروگراموں کے ساتھ integrate کیا جائے گا۔ اسی طرح زچہ بچہ کی بہتر طبی سہولتوں کے لئے تقریباً 10۔ارب روپے کی لاگت سے IRMNCH پروگرام پنجاب کے لاکھوں بچوں اور ماؤں کی صحت کا ضامن ہو گا۔ میں یہاں ضرور ذکر کرنا چاہوں گی کہ BHUs کی سطح پر ماہانہ Skilled Birth Attendance بارہ ہزار سے بڑھ کر 48ہزار تک پہنچ گئی ہے۔

جناب سپیکر!

30۔ Specialized Health Care کے شعبہ کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے آئندہ مالی سال میں 24۔ارب 50 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ اس شعبے میں ہمارا ہدف بڑے ہسپتالوں میں معیاری طبی سہولیات کی فراہمی کو مزید بہتر کرنا ہے۔ ایک منصوبے کے تحت ملتان، راولپنڈی، فیصل آباد اور لاہور کے چار بڑے ٹرشری ہسپتالوں کی revamping کی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کے نئے میڈیکل کالجز سے ملحقہ ڈی ایچ کیو ہسپتالوں کو اپ گریڈ کر کے تدریسی ہسپتالوں کے برابر لایا جائے گا۔ اس سے مجموعی طور پر ان ہسپتالوں میں 1500 سے زائد Beds کا اضافہ ہو گا۔ آئندہ بجٹ میں رجب طیب اردگان ہسپتال مظفر گڑھ کا توسیعی منصوبہ اور ہیلتھ انشورنس پروگرام بھی شامل

ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میو ہسپتال میں سرجیکل ٹاور، بی وی ہسپتال بہاولپور میں کارڈیالوجی اور کارڈیک سرجری بلاک کی تعمیر اور چلڈرن ہسپتال ملتان میں اضافی 150 بیڈز کے یونٹ کے قیام کے منصوبے بھی شامل ہیں۔ وفاقی اور صوبائی حکومت کے مساوی اشتراک سے مری میں 100 بستروں پر مشتمل زچہ بچہ ہسپتال کے قیام کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ تین ارب روپے کی لاگت کے اس منصوبے کے لئے آئندہ مالی سال میں 45 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر!

31۔ گردوں اور جگر کی مہلک بیماریوں کے علاج کے لئے حکومت پنجاب نے پاکستان میں اپنی نوعیت کے منفرد منصوبے یعنی کہ پاکستان کڈنی اینڈ لیور انسٹیٹیوٹ لاہور پر باقاعدہ کام کا آغاز کر دیا ہے۔ 15-ارب روپے سے زائد لاگت کے اس منصوبے پر برق رفتاری سے کام جاری ہے۔ اس منصوبے کے لئے آئندہ مالی سال میں چار ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ اسی طرح ایک ٹرسٹ کے تحت 70 کروڑ روپے کی لاگت سے قائم کئے گئے نواز شریف کڈنی ہسپتال سوات نے بھی رواں مالی سال میں گردے کے مریضوں کو بہترین طبی سہولیات کی فراہمی کا آغاز کر دیا ہے۔ یہ پنجاب کے عوام اور حکومت کی طرف سے خیبر پختونخوا کے بھائیوں اور بہنوں کے لئے ایک تحفہ ہے۔ اسی طرح وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی ہدایت پر حکومت پنجاب 2-ارب روپے کی لاگت سے بلوچستان کے عوام کے لئے صحت اور دیگر شعبوں کے مختلف منصوبوں پر کام کر رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

32۔ آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے برس میں نے اپنی تقریر کے اختتام پر عام آدمی کے لئے ایک دعائیہ شعر کہا تھا وہ شعر یہ تھا کہ:

امن ملے ترے بچوں کو اور انصاف ملے
چاندی جیسا دودھ ملے اور پانی صاف ملے

جناب سپیکر!

33۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پنجاب حکومت اپنے شہریوں کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے اربوں روپے کی لاگت سے "پنجاب صاف پانی پروگرام" کا آغاز کر چکی ہے۔ یہ منصوبہ جہاں انسانی زندگی کی ایک اہم ضرورت پوری کرے گا وہاں اس کے ذریعے غیر معیاری پانی کی وجہ سے پھیلنے والی بہت سی بیماریوں پر قابو پانے میں بھی مدد ملے گی۔ اس منصوبے کے پہلے مرحلے میں 121۔ارب روپے کی لاگت سے پنجاب کے دس اضلاع کی 36 تحصیلوں میں تقریباً دو کروڑ 30 لاکھ سے زائد آبادی کو پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے گا۔ ان اضلاع میں جنوبی پنجاب کے چھ اضلاع (رحیم یار خان، لودھراں، ڈی جی خان، مظفر گڑھ، بہاولپور اور راجن پور) کے علاوہ فیصل آباد، قصور، اوکاڑہ اور ساہیوال کے اضلاع شامل ہیں جہاں زیر زمین پانی پینے کے لئے موزوں نہیں۔ صاف پانی کے اس منصوبے کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 30 ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ دریں اثنا اس پروگرام کے تحت ایک پائلٹ پراجیکٹ کے ذریعے جنوبی پنجاب کی پانچ تحصیلوں (لودھراں، خانپور، حاصل پور، دنیاپور اور منچن آباد) میں 80 سے زائد جدید ترین واٹر فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب مکمل ہو چکی ہے جن سے روزانہ تین لاکھ افراد کو عالمی معیار کا پینے کا صاف پانی حاصل ہو رہا ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے دوران معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "ساڈا حق ایتھے رکھ، گو نواز گو، گو شہباز گو، جھوٹ ہے اور فراڈ ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

34۔ پنجاب حکومت ایک کسان دوست حکومت ہے۔ ہم دعووں پر نہیں عمل پر یقین رکھتے ہیں۔ عالمی منڈی میں اجناس کی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے پنجاب سمیت پاکستان بھر کے کاشتکاروں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ کی بات سنیں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! ان مشکلات کے تدارک کے لئے وزیراعظم پاکستان نے ایک جامع کسان package کا اعلان کیا۔ اس ضمن میں حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کے اشتراک سے کاشتکاروں کو 55۔ارب روپے سے زائد کی براہ راست سبسڈی فراہم کی۔ کاشتکاروں کی اس بروقت مالی امداد سے ان کی مشکلات میں خاطر خواہ کمی آئی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"نواز شریف قدم بڑھاؤ ہم تمھارے ساتھ ہیں" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

35۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے زراعت کی بہتری اور کاشتکاروں کی خوشحالی کے لئے 100۔ارب روپے کے کسان package کا اعلان کیا ہے۔ یہ package دو برسوں پر محیط ہے۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اس کسان package کے لئے 50۔ارب روپے کی رقم مختص کئے جانے کی تجویز ہے۔ حکومت پنجاب کا یہ کسان package حکومت کی زرعی معیشت اور دیہی علاقوں کی ترقی کے عزم کی عکاسی کرتا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹے جھوٹے" کی نعرے بازی)

MR SPEAKER: Order please, Order please. This is not good.

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

جناب سپیکر!

36۔ 100۔ارب روپے کا کسان package ہو یا 300۔ارب روپے کا "صاف پانی پروگرام"۔ دیہی علاقوں میں 150۔ارب روپے کی مالیت کا پختہ سڑکوں کا پروگرام ہو یا آبپاشی کے نظام میں بہتری کے اربوں روپے کے منصوبے۔ ان تمام اقدامات کا مقصد زرعی معیشت اور دیہی علاقوں کی بھرپور ترقی کو یقینی بنانا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹے جھوٹے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: آپ نے پڑھا کچھ نہیں تو جھوٹ کیسے ہو گیا؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

جناب سپیکر!

37۔ حکومت پنجاب آئندہ مالی سال کے بجٹ میں زرعی معیشت کے شعبہ (آبپاشی، لائیوسٹاک، جنگلات وماہی پروری اور خوراک) کے لئے مجموعی طور پر 147۔ارب روپے کی رقم مختص کر رہی ہے جو کہ پنجاب کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ میں اب اس معزز ایوان کے سامنے آئندہ مالی سال کے لئے کسان package کے تحت مختص کردہ 50۔ارب روپے کے پروگرام کی تفصیل پیش کرنا چاہتی ہوں۔

(1) ہمارے کسان کی بدحالی کی ایک بڑی وجہ کھادوں کے نرخ میں غیر معمولی اضافہ ہے۔ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے کسان package کے تحت پیداواری لاگت کم کرنے کے لئے یوریا کھاد کی قیمت میں فی بوری 400 روپے اور ڈی اے پی کھاد کی قیمت میں فی بوری 300 روپے کی کمی کا اعلان کیا ہے۔ حکومت پنجاب بھی اس اقدام میں اپنا حصہ ڈالے گی۔ اس مقصد کے لئے آئندہ بجٹ میں 11۔ارب 60 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی جارہی ہے جس سے 52 لاکھ کاشتکار گھرانوں کو فائدہ ہوگا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو، گو نواز گو" کی نعرے بازی)

(2) کھاد، پانی، بیج جیسی زرعی ضروریات کی بروقت اور سستے داموں فراہمی کے لئے 4½ لاکھ سے زائد چھوٹے کاشتکاروں کو بنکوں اور مالیاتی اداروں کی وساطت سے 100۔ارب روپے سے زائد مالیت کے قرضہ جات فراہم کئے جائیں گے۔ اس مد میں تمام interest حکومت پنجاب برداشت کرے گی۔ اس مقصد کے لئے 17۔ارب 70 کروڑ روپے کی رقم بطور سبسڈی مختص کی جارہی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو، گو نواز گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز! معزز ممبران حزب اختلاف! اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

جناب سپیکر!

(3) آئندہ مالی سال کے بجٹ میں بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویلز پر GST کی ادائیگی کی مد میں 7-ارب روپے بطور سبسڈی فراہم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ حکومت کے اس اقدام سے دو لاکھ زرعی ٹیوب ویلز اور 25 لاکھ ایکڑ زرعی زمین کے مالک کاشتکاروں کو فائدہ پہنچے گا۔ یہاں یہ ذکر غیر مناسب نہ ہوگا کہ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی ہدایت پر وفاقی حکومت کاشتکاروں کے لئے ان ٹیوب ویلز پر بجلی کی فی یونٹ لاگت کو 8روپے 85 پیسے سے کم کر کے 5روپے 35 پیسے کرنے کے لئے اپنے طور پر خطیر سبسڈی کا اعلان کر چکی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹے جھوٹے" کی نعرے بازی)

(4) جدید زرعی مشینری کی فراہمی کے لئے ایک ارب 80 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں جس کے تحت صوبہ بھر میں سروس سنٹرز بنائے جائیں گے جہاں پر Tractor, Bulldozer, Harvester and Laser Land Levellers جیسی جدید اور بھاری مشینری اور دوسرے زرعی آلات دستیاب ہوں گے۔ حکومت کے اس اقدام سے ترپن ہزار ایکڑ اراضی کو قابل کاشت بنایا جائے گا اور روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو، گو نواز گو" کی نعرے بازی)

(5) کپاس کے موجودہ بحران کو حل کرنے کے لئے Cotton Seed Reform Project کا آغاز کیا جا رہا ہے میں اس پراجیکٹ کے لئے آئندہ مالی سال کے دوران 3-ارب روپے مختص کرنے کا اعلان کر رہی ہوں۔ اس پراجیکٹ کا مقصد مختلف بیماریوں کے خلاف مزاحمت رکھنے والے بیج کی ٹیکنالوجی حاصل کرنا ہے۔ اس پراجیکٹ کا مقصد مختلف بیماریوں کے خلاف مزاحمت رکھنے والے بیج کی ٹیکنالوجی حاصل کرنا ہے۔ اس بیج سے کپاس کے دس لاکھ کاشتکاروں کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ ہوگا اور کپاس کی مجموعی پیداوار ایک کروڑ گانٹھ تک چلی جائے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹے جھوٹے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: پہلے آپ اس کو پڑھ لیں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

جناب سپیکر!

(6) صوبے کے مختلف حصوں میں 5 ہزار ایکڑ اراضی پر شمسی توانائی سے چلنے والے Drip Irrigation System اور 1500 ایکڑ پر Tunnel Farming کے ذریعے بے موسمی فصلات حاصل کرنے کے منصوبے کے لئے 2۔ارب 50 کروڑ روپے مختص کئے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر!

38۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی خصوصی ہدایت پر وفاقی حکومت کی طرف سے Pesticides پر GST کے خاتمے کا اعلان پہلے ہی کیا جا چکا ہے جس سے ان کی قیمتوں میں نمایاں کمی ہوگی۔ میں یہاں یہ بھی عرض کرتی چلوں کہ حکومت نے زرعی مسائل کے مستقل حل کی خاطر کاشتکاروں، ماہرین، researchers, academia اور حکومتی عہدیداروں کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرنے کے لئے پنجاب ایگریکلچر کمیشن کے قیام کی منظوری بھی دی ہے۔

جناب سپیکر!

39۔ حکومت پنجاب شہری اور دیہی علاقوں سمیت صوبے کے تمام حصوں کی یکساں اور متوازن ترقی پر یقین رکھتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ زرعی اجناس کی منڈیوں تک رسائی اور دیہی علاقوں میں بسنے والے عوام کے نزدیکی قصبوں اور شہروں کے ساتھ رابطے کے لئے دیہی سڑکوں کی تعمیر اتنی ہی ضروری ہے جس قدر صوبے کے بڑے شہروں میں عوام کی نقل و حمل کے لئے سڑکوں، پلوں اور فلائی اوورز کے منصوبے۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق صوبے میں 150۔ ارب روپے مالیت کا "خادم پنجاب رُورل روڈز پروگرام" ہمارے اسی یقین کی عکاسی کرتا ہے۔ اس منصوبے کے تحت اب تک پنجاب میں 310۔ارب روپے کی لاگت سے 3,590 کلومیٹر پر محیط 405 سڑکوں کی تعمیر نو اور توسیع کا کام مکمل کیا جا چکا ہے۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اس منصوبے کے لئے 27۔ارب روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹے، جھوٹے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

40۔ میری خواہش ہے کہ شہری علاقوں کے ممبران اسمبلی خصوصاً حزب اختلاف کی نشستوں پر تشریف رکھنے والے میرے معزز ساتھی اپنی مصروفیات میں سے کچھ وقت نکال کر اس انقلاب کی ایک جھلک دیکھ سکیں جو ہمارے دیہات میں "پکیاں سڑکاں سوکھے پینڈے" کے عنوان سے جنم لے چکا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹے، جھوٹے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

41۔ لائیو سٹاک کا شعبہ پنجاب کی معیشت کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ صوبہ کے 30 سے 35 فیصد لوگ اپنی کل آمدن کا 40 فیصد حصہ لائیو سٹاک سیکٹر سے حاصل کرتے ہیں۔ رواں مالی سال میں لائیو سٹاک پالیسی کو دوبارہ ترتیب دیا گیا ہے۔ صوبہ بھر میں چھ کروڑ سے زائد جانوروں کو حفاظتی ٹیکے لگائے گئے۔ عوام کو صحت منداور تازہ گوشت کی فراہمی یقینی بنانے کے لئے ہیلپ لائن کا اجراء کیا گیا۔ اس کے علاوہ مویشیوں کے لئے موبائل ڈسپنسریز بنائی گئیں۔ علاوہ ازیں ملکی سطح پر ویکسین کی پیداوار بڑھانے کے لئے ویکسین ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور میں بین الاقوامی معیار کی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ آئندہ مالی سال میں اس شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے لئے 9۔ارب 22 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"شیم، شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

42۔ آبپاشی کے جامع نظام کے بغیر زرعی ترقی اور خود کفالت ممکن نہیں۔ آئندہ مالی سال کے لئے محکمہ آبپاشی کے ترقیاتی کاموں کے لئے 41۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے جو رواں مالی سال کے مقابلے میں 29 فیصد زیادہ ہے۔ آبپاشی کے شعبے میں جاری منصوبوں میں جناح

بیراج، خانکی بیراج اور سلیمانکی بیراج کی بحالی اور تعمیر نو کے منصوبے شامل ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ Greater Thal Canal Phase-II کے منصوبے پر کام آئندہ مالی سال میں بھی جاری رہے گا۔ حکومت پنجاب دریائے جہلم کے دائیں کنارے سے 110 میل لمبی نئی نہر جلال پور کینال کے منصوبے پر رواں مالی سال سے کام کا آغاز کر چکی ہے۔اس نہر سے 80 دیہات کی تقریباً سوا دو لاکھ آبادی کو فائدہ ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹے، جھوٹے" کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

43۔ پُرامن معاشرہ روشن مستقبل کی ضمانت ہوتا ہے۔ بد قسمتی سے عالمی سطح پر ہونے والے واقعات نے پچھلے پندرہ سالوں میں پاکستانی معاشرے کو خوف اور بدامنی کی آماجگاہ بنا دیا تھا۔ موجودہ حکومت نے اقتدار سنبھالتے ہی وفاقی اور صوبائی سطح پر قانون نافذ کرنے والے اداروں کے تعاون سے نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جس سے دہشت گردی کے مسئلے پر ممکنہ حد تک قابو پا لیا گیا ہے۔ مجھے اس ایوان کے سامنے یہ بیان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ رواں سال میں گزشتہ سال کی نسبت دہشت گردی کے واقعات میں 67 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں امن وامان کے لئے مجموعی طور پر 145۔ارب 46 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"ڈرامے باز، ڈرامے باز" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

44۔ اس موقع پر میں اپنے شہید ساتھی کرنل شجاع خانزادہ کو سلام پیش کرتی ہوں جنہوں نے پنجاب میں دہشت گردی کے خاتمے اور امن وامان کے قیام کے لئے اپنی جان کی لازوال قربانی پیش کی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں عوام، پاک فوج، پولیس اور سکیورٹی اداروں سے تعلق رکھنے والے ان تمام شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتی ہوں جنہوں نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

جناب سپیکر!

45۔ حکومت پنجاب نے چھ بڑے شہروں یعنی لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ، ملتان اور بہاولپور کی سکیورٹی کو جدید خطوط پر یقینی بنانے کے لئے پنجاب سیف سٹی پروگرام کا آغاز کر دیا ہے۔ اس منصوبے کا کل تخمینہ تقریباً 44۔ارب روپے لگایا گیا ہے۔ پہلے مرحلے میں پنجاب سیف سٹی اتھارٹی کے تحت لاہور میں 13۔ارب روپے کی لاگت سے جدید ترین ٹیکنالوجی کی مدد سے نگرانی کے ایک جامع نظام پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے جسے جون 2017 تک مکمل کر لیا جائے گا۔ بقیہ پانچ شہروں میں اس منصوبے کو انشاء اللہ دسمبر 2017 تک مکمل کر لیا جائے گا۔ اس منصوبے کے تحت جدید ترین سکیورٹی کیمروں اور کنٹرول رومز کے ذریعے شہر بھر کی نگرانی کی جائے گی جس سے لاقانونیت اور سٹریٹ کرائم کا خاتمہ ممکن ہو گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹے، جھوٹے" کی نعرے بازی)

جناب عبدالمجید خان نیازی: جنوبی پنجاب والوں کو انسان سمجھو، جنوبی پنجاب والوں کو انسان سمجھو۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

جناب سپیکر!

46۔ پولیس کے نظام میں بہتری اور تھانہ کلچر کا خاتمہ ہر پاکستانی کا دیرینہ خواب ہے۔ عوام کسی بھی حکومت سے policing کے ایک ایسے نظام کی توقع رکھنے میں حق بجانب ہیں جہاں وہ عزت نفس کو خطرے میں ڈالے بغیر اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ اور اپنے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنا سکیں۔ محکمہ پولیس میں زیر عمل اصلاحات اور پولیس تھانوں میں ریفارمز کا جاری پروگرام حکومت پنجاب کے اس عزم کا عکاس ہے کہ پولیس کا محکمہ عوام دوست اور ان کے مددگار کے طور پر پہچانا جائے۔ اس مقصد کے لئے روایتی پولیس میں اصلاحات اور نئے سپیشلائزڈ یونٹس کے قیام کو بھی یقینی بنایا جا رہا ہے۔ ڈولفن فورس، پولیس ایمرجنسی ریسپانس یونٹ اور سپیشلائزڈ پروٹیکشن یونٹ کا قیام اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ Counter-Terrorism Department بھی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے اپنا کردار بخوبی ادا کر رہا ہے۔ اسی طرح پنجاب کے تمام پولیس سٹیشنز میں Reception Rooms قائم کئے جا چکے ہیں جہاں پر آنے والے شہریوں کو ایک باعزت اور باسہولت ماحول فراہم کیا جا رہا ہے۔

تھانوں کے نظام کو ایک جدید مہذب معاشرے کے تقاضوں کے مطابق بنانے کے لئے اب تک پنجاب کے 716 تھانوں میں سے 374 تھانوں کو اس آن لائن نظام سے منسلک کیا جا چکا ہے۔ آئندہ برس اس نظام کو پورے پنجاب میں رائج کر دیا جائے گا۔ اسی طرح مجھے یقین ہے کہ پولیس کے تربیتی اداروں میں انفراسٹرکچر کی فراہمی، متعلقہ اہلکاروں اور افسروں کی جدید تفتیشی طریق کار کی ٹریننگ اور اہم شہروں میں فرانزک سائنس لیبارٹری کی سہولت کی توسیع تھانہ کلچر کے خاتمے کے سفر میں اہم سنگ میل ثابت ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹے، جھوٹے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

47۔ رواں مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی دارالحکومت میں سٹریٹ کرائم کی روک تھام کے لئے ڈولفن فورس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ آزاد ذرائع کی رپورٹ کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں سٹریٹ کرائمز میں نمایاں کمی آئی ہے۔ اس فورس کی افادیت کے پیش نظر آئندہ مالی سال میں اس کا دائرہ کار فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی، ملتان، بہاولپور، سیالکوٹ، جھنگ اور سرگودھا میں پھیلایا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹے، جھوٹے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

48۔ وفاقی حکومت ہو یا صوبائی، ہماری قیادت عوام کو لوڈشیڈنگ سے نجات دلانے کے لئے شب و روز کوشاں ہے۔ حکومت نے کوئلے، گیس، شمسی توانائی اور پن بجلی کے منصوبوں پر بیک وقت کام کا آغاز کیا ہے۔ ہمارے لئے یہ امر باعث افتخار ہے کہ حکومت پنجاب نے شمسی توانائی کے ذریعے بجلی پیدا کرنے والے پاکستان کی تاریخ کے پہلے منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا ہے۔ قائداعظم سولر پارک میں قائم کئے جانے والے 100 میگاواٹ کے اس پاور پلانٹ سے جولائی 2015 سے ملکی سسٹم میں بجلی شامل ہو رہی ہے۔ دریں اثناء ایک معروف چینی کمپنی نے قائداعظم سولر پارک میں چائنا پاکستان اکنامک کوریڈور (CPEC) منصوبے

کے تحت 900 میگاواٹ کے ایک نئے منصوبے پر کام کا آغاز کر دیا ہے جس کے تحت آئندہ چند دنوں میں 300 میگاواٹ بجلی نیشنل گرڈ میں شامل ہو جائے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹے جھوٹے" کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

49۔ اس وقت پنجاب میں بیک وقت پبلک سیکٹر اور نجی شعبے میں بجلی کے منصوبہ جات پر تیزی سے کام جاری ہے۔ نجی شعبے میں مجموعی طور پر 6,545 میگاواٹ سے زائد کے منصوبہ جات پر کام مختلف مراحل میں ہے۔ حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت نے گیس کے تین منصوبوں پر بیک وقت کام شروع کر دیا ہے جن سے مجموعی طور پر 3600 میگاواٹ بجلی نیشنل گرڈ میں شامل ہو جائے گی۔ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں توانائی کے سولہ منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے وسائل فراہم کئے جا رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹے جھوٹے" کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

50۔ میں یہاں بجلی کے منصوبہ جات کا ذکر کرنا ضرور سمجھتی ہوں۔

- بھکھی ضلع شیخوپورہ میں حکومت پنجاب کی سرمایہ کاری سے گیس سے چلنے والا 1180 میگاواٹ کا پاور پلانٹ زیر تعمیر ہے۔ یہ پلانٹ انشاء اللہ مارچ 2017 تک 360 میگاواٹ اور دسمبر 2017 تک مکمل پیداواری صلاحیت کے مطابق بجلی نیشنل گرڈ میں شامل کر دے گا۔ میں اس معزز ایوان کو بتانا چاہتی ہوں کہ اس نوعیت کے پاور پلانٹ کے لئے نیپرا کی متعین کردہ بجلی کی پیداواری لاگت 9.77 روپے فی کلوواٹ آور تھی۔ اس پیداواری لاگت میں پلانٹ کی تعمیر سے متعلقہ تمام اخراجات شامل ہوتے ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی کاوش سے بھکھی پاور پلانٹ کی تعمیری لاگت میں کمی لائی گئی جس کے نتیجے میں نیپرا نے اس پلانٹ سے حاصل ہونے والی بجلی کی پیداواری لاگت کو 9.77 روپے فی کلوواٹ آور سے کم کر کے 6.36 روپے فی کلوواٹ آور کر دیا ہے۔ اس سے نہ صرف صارفین کے مفادات کا تحفظ ہو گا بلکہ ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک جدید ترین پلانٹ کی تنصیب کے ذریعے سستی بجلی پیدا کی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے آوازیں
"پاکستان میں ایک ایسا ہسپتال بناؤ جہاں نواز شریف اور
شہباز شریف کا علاج ہو تاکہ انہیں باہر نہ جانا پڑے")

- حویلی بہادر شاہ ضلع جھنگ کے مقام پر 1230 میگاواٹ کا پاور پلانٹ، بلوکی کے مقام پر 1223 میگاواٹ کا پاور پلانٹ اور قادر آباد ساہیوال میں 1320 میگاواٹ کوئلے سے چلنے والا پاور پلانٹ انشاءاللہ دسمبر 2017 تک مکمل ہو جائیں گے۔
- تونسہ کے مقام پر نجی شعبے کی سرمایہ کاری سے 135 میگاواٹ کے ہائیڈل پاور پلانٹ کی منصوبہ بندی کا کام مکمل کیا جائے گا۔
- روجھان کے مقام پر ہوا کی طاقت سے بجلی پیدا کرنے والے 1000 میگاواٹ کے منصوبے پر Denmark کی کمپنی feasibility study پر کام کر رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹے جھوٹے" کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

51- عوام کو محفوظ اور عالمی معیار کی سفری سہولیات فراہم کرنا موجودہ حکومت کی اوّلین ترجیحات میں سے ایک ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر گزشتہ دور حکومت میں میٹرو بس سسٹم کے ذریعے عوام کو جدید سفری سہولیات فراہم کی گئیں۔ انشاءاللہ ملتان میٹرو کا افتتاح جلد ہو جائے گا جس کے ذریعے جنوبی پنجاب کے اس مرکزی شہر کے لاکھوں لوگ مستفید ہوں گے۔ اسی طرح آپ کی حکومت نے لاہور اورنج لائن ٹرین میٹرو ٹرین جیسے ایک ایسے منصوبے کا آغاز کیا ہے جس کی پاکستان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔

میں اس موقع پر مالی اور تیکنیکی تعاون فراہم کرنے پر عظیم دوست ملک چین کا خصوصی طور شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ بلاشبہ چین نے ایک قابل اعتماد دوست ملک ہونے کا حق ادا کیا ہے۔ اورنج لائن ٹرین میٹرو ٹرین منصوبہ اپنی افادیت اور بچت، Environmentally Safe ٹرانسپورٹ اور روزگار کے ان گنت نئے مواقع پیدا کرنے کے باعث اپنی مثال آپ ثابت ہوگا۔ اس کی تکمیل پر ابتدا میں تقریباً اڑھائی لاکھ افراد یومیہ سفر کریں گے بعدازاں اس سے پانچ لاکھ افراد یومیہ استفادہ کریں گے۔ اس سے اڑھائی گھنٹے کا سفر 45 منٹ میں طے ہو

گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس منصوبے کی کامیابی کے بعد پاکستان کے بڑے شہروں میں بھی ایسے منصوبوں پر عملدرآمد کیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"شوباز" کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

52۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج ایک مخصوص طبقہ اورنج لائن ٹرین کی شکل میں عام آدمی کو ملنے والی اس سہولت پر سیخ پا ہے اور اس کے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

53۔ پاکستان کے غریب عوام، اپنی جگہ یہ سوال اٹھانے میں حق بجانب ہیں کہ وزیراعظم کا کسان package ہو یا پھر ڈینگی کی وباء کے دوران وزیراعلیٰ کی طرف سے بلڈ ٹیسٹ کی 90 روپے فیس کا تعین، پاکستانی اشرافیہ کے یہ نمائندے، غریب اور بے سہارا عوام کی فلاح کے لئے کئے جانے والے ہر اقدام کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب پاکستانی سیاست اور معاشرے کے ان کرداروں کو آج نہیں تو مستقبل کے تاریخ دان کو ضرور دینا پڑے گا۔

جناب سپیکر!

54۔ اقتصادی ترقی اور معاشی نشوونما، کوالٹی انفراسٹرکچر کے بغیر ناممکن ہے۔ حکومت پنجاب نے ایک جامع منصوبہ کے تحت صوبے بھر کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے انفراسٹرکچر کے کئی منصوبے تشکیل دیئے ہیں۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اس شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے لئے 130۔ارب 28 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔ ان منصوبوں میں بڑے اور چھوٹے شہروں میں تعمیر ہونے والی سڑکیں اور پل شامل ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

55۔ اسی طرح حکومت پنجاب صنعتی انفراسٹرکچر کی تعمیر اور ترقی پر خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ ایک جامع منصوبہ بندی کے تحت پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں صنعتی زونز کے قیام پر کام ہو رہا ہے۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے مسرت ہو رہی ہے کہ پنجاب سپیشل اکنامک زون اتھارٹی نے پہلے تین سپیشل اکنامک زونز کی منظوری دے دی ہے جن میں Value Addition City, M-III Industrial City اور Qauid-e-Azam Apparel Park خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان سے نہ صرف اندورنی و بیرونی سرمایہ کاری میں قابل قدر اضافہ ہوگا بلکہ تقریباً10لاکھ لوگوں کو روزگار کے مواقع ملیں گے۔ حکومت پنجاب صوبے میں سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لئے، چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کی حوصلہ افزائی اور Industrial Estates میں جدید انفراسٹرکچر کی فراہمی کے لئے، ease of doing business کے منصوبے کے تحت ریفارمز کے ایک جامع پروگرام کو ترتیب دے رہی ہے۔ اسی سلسلے میں عالمی بنک کے تعاون سے 10۔ارب روپے کی لاگت سے Jobs & Competitiveness کے پانچ سالہ پروگرام کا بھی آغاز کیا جا رہا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹے جھوٹے" کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

56۔ پاکستانی سیاست کا ایک عام طالب علم بھی جنوبی پنجاب کے نام پر اپنی سیاست کی دکان چمکانے والے سیاستدانوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ان سیاستدانوں میں کچھ ایسے بھی تھے جو اپنے سیاسی کیریئر کے دوران صدر، وزیر اعظم، گورنر اور وزیر اعلیٰ کے اہم عہدے پر بھی پہنچے لیکن ان کی فرد عمل جنوبی پنجاب کے علاقوں کے عوام کی خدمت سے خالی رہی۔ ہمیں فخر ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے اپنے ہر دور میں جنوبی پنجاب کی ترقی، خوشحالی اور وہاں کے عوام کی فلاح و بہبود کو جو فوقیت دی ہے اس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی توجہ نے جنوبی پنجاب کے عوام کی محرومیوں کا ازالہ کرنے کے لئے ہر شعبہ میں کثیر رقم مختص کی اور وہاں پر میگا پراجیکٹس کا آغاز کیا۔ پینے کے صاف

پانی کا پروگرام ہو یا آبپاشی کے میگا پراجیکٹس کا ذکر ہو، جنوبی پنجاب ہمیشہ ترقیاتی پروگرام کے حوالے سے خادم پنجاب کا ترجیحی خطہ رہا ہے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران کی طرف سے "جھوٹ ہے، جھوٹ ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

57۔ وقت کی کمی کے باعث میں ان تمام منصوبوں کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتی جو حکومت نے جنوبی پنجاب کی تعمیر و ترقی کے لئے تشکیل دیئے ہیں۔ تاہم میں مختصراً یہ عرض کروں گی کہ حکومت پنجاب آئندہ بجٹ مالی سال 17-2016 میں جنوبی پنجاب کے مختلف علاقوں میں جاری اور نئے ترقیاتی منصوبوں کے لئے مجموعی طور پر 173۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کر رہی ہے۔ ان منصوبوں میں جنوبی پنجاب کے سب سے بڑے شہر ملتان میں میٹرو بس سسٹم کا فقید المثال منصوبہ، خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی رحیم یار خان، نہر لوئر باری دوآب کی بحالی، کیڈٹ کالجز کا قیام، چولستان کے لئے ترقیاتی پروگرام، طیب اردگان ہسپتال کی توسیع۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ Please no comments.

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

جناب سپیکر! ضلع راجن پور کو رحیم یار خان سے ملانے کے لئے دریائے سندھ پر پل کی تعمیر، ٹیچنگ ہسپتال ڈی جی خان کی اپ گریڈیشن اور بہاولپور میں ویٹرنری یونیورسٹی جیسے اہم منصوبے شامل ہیں۔ میں یہاں معزز ایوان کو یاد کرانا چاہتی ہوں کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے 67 فیصد پارٹنر سکولوں اور 69 فیصد طالب علموں کا تعلق بھی جنوبی پنجاب کے دور دراز علاقوں سے ہے۔ اسی طرح لیپ ٹاپس کی تقسیم میں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے طلباء و طالبات کو 50 فیصد کوٹا دیا گیا ہے جو کہ آبادی کے تناسب سے 18 فیصد زیادہ ہے۔

جناب سپیکر!

58۔ حکومت ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے پسماندہ قبائلی علاقوں کی ترقی پر خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ ان علاقوں میں عوام کی سہولت کے لئے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! 138 کلومیٹر لمبی سڑکوں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔

MR SPEAKER: Please have your seats.

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! دریں اثناء رواں مالی سال کے دوران علاقے کے 10 ہزار گھروں کو شمسی توانائی سے روشن کیا گیا ہے۔ ہم نے آئندہ مالی سال کے دوران ان علاقوں کی تعمیر و ترقی کے لئے ایک ارب 20 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران کی طرف سے
"جھوٹ ہے، جھوٹ ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

59۔ خواتین ہماری آبادی کا تقریباً نصف حصہ ہیں معاشرتی ترقی اور ملکی خوشحالی کا کوئی خواب خواتین کو قومی دھارے میں شریک کئے بغیر شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ خواتین کی بہبود و ترقی کے لئے حکومت پنجاب کی حکمت عملی اسی حقیقت کی آئینہ دار ہے۔ خواتین کی صحت سے متعلقہ منصوبہ IRMNCH کا ذکر ہو یا وزیر اعلیٰ کی خود روزگار سکیم میں چالیس فیصد سے زائد خواتین کی شرکت، چھٹی سے دسویں جماعت کی طالبات کو وظائف کی ادائیگی ہو یا ورکنگ وومن ہاسٹل کی تعمیر، یہ سب اس امر کے گواہ ہیں کہ حکومت خواتین کی ترقی کو یقینی بنانے کے لئے جامع اور مربوط اقدامات کر رہی ہے۔ اسی جذبے کے تحت خواتین کے لئے روزگار کے زیادہ مواقع پیدا کرنے کے لئے سرکاری ملازمتوں میں ان کا پندرہ فیصد کوٹا مقرر کیا گیا ہے اور ان کی عمر کی بالائی حد میں تین سال بڑھا دیئے گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران کی طرف سے
"جھوٹ ہے، جھوٹ ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! خواتین کے لئے معاشرتی تحفظ کی فراہمی اور وراثت میں ان کے حق کو یقینی بنانے کے لئے خصوصی قانون سازی کی گئی ہے۔ حکومت کی طرف سے منتقل کئے جانے والے جناح آبادیوں، کچی آبادیوں اور دوسری سکیموں کے تمام اثاثوں کی الاٹمنٹ اب شوہر اور بیوی کو مشترکہ طور پر کی جاتی ہے۔ خواتین کے لئے اپنے حقوق کے تحفظ اور کسی زیادتی کے ازالے کی خاطر پولیس سے رجوع کرنے کے لئے صوبے بھر کے 716 پولیس سٹیشنز میں سے 548 پولیس سٹیشنز میں خاتون Help Desk قائم کئے جا چکے ہیں۔ 24 کروڑ روپے کی لاگت سے ملتان میں وومن پروٹیکشن سنٹر تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ یہ ادارہ عورتوں پر ہونے والے ظلم کی ایف آئی آر کا اندراج، Collection of Evidence، فسٹ ایڈ اور پراسیکیوشن سروسز کی خدمات ایک ہی جگہ پر مہیا کرے گا۔

جناب سپیکر!

60۔ نوجوان اس قوم کا سرمایہ ہیں۔ حکومت پنجاب کی یہ کوشش ہے کہ نوجوانوں کی تربیت کے لئے ایسے مواقع فراہم کئے جائیں کہ وہ اپنی صلاحیتوں کا بہترین استعمال کرتے ہوئے ملک و ملت کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں یوتھ افیئرز کے لئے مجموعی طور پر 23۔ارب روپے 30 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔ مختلف شعبہ جات میں جاری نوجوانوں کے لئے منصوبہ جات میں ان کی فنی تربیت، لیپ ٹاپس کی فراہمی اور خود روزگار سکیم کے ذریعے انہیں مواقع فراہم کرنا شامل ہے۔ اسی طرح 2۔ارب 90 کروڑ روپے کی لاگت سے جاری منصوبے جس میں نوجوانوں کے لئے سپورٹس کمپلیکس، سٹیڈیم اور جمنیزیم کی فراہمی کو یقینی بنایا جا رہا ہے تاکہ وہ صحت مند سرگرمیوں میں حصہ لے سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ صوبے میں 36 E-Libraries بھی قائم کی جا رہی ہیں جہاں پر نوجوانوں کو مطالعہ کی بہترین سہولیات میسر ہوں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران کی طرف سے
"گو نواز گو" "گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

61۔ کوئی بھی معیشت ہنر مند افراد کے بغیر تعمیر و ترقی کی منزل طے نہیں کر سکی۔ چنانچہ حکومت پنجاب نے فنی اور تکنیکی تعلیم کے شعبے میں بھی ایک جامع حکمت عملی ترتیب دی ہے۔ Punjab Skills Strategy 2018 کے تحت 20 لاکھ نوجوانوں کو فنی اور ووکیشنل

ٹریننگ سے آراستہ کرنے کا ایک جامع پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔اس پروگرام کے تحت اب تک تقریباً 4لاکھ 50ہزار سے زائد نوجوانوں کو فنی تربیت دی گئی ہے۔ ہماری یہ کوشش ہو گی کہ اس پروگرام کے تحت نوجوانوں کی فنی تربیت کے تمام اہداف کو مقررہ مدت کے اندر حاصل کر لیا جائے۔آئندہ مالی سال میں اس شعبے کے لئے 6۔ارب 50کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر!

62۔ گھر بیٹھے انٹرنیٹ کے ذریعے روزگار ایک نئی حقیقت ہے جس سے بہت سے لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔تاہم ہمارے ملک میں یہ شرح کم ہے اس لئے حکومت پنجاب نے ای۔روزگار ٹریننگ پروگرام شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے تحت پنجاب بھر میں تعلیم یافتہ افراد بالخصوص خواتین کو گھر بیٹھے باعزت روزگار کمانے کے مواقع فراہم کئے جائیں گے۔اس منصوبے کے تحت پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ صوبے بھر میں تربیتی مراکز قائم کرے گا جن میں 10ہزار سے زائد افراد کو انٹرنیٹ کے ذریعے معاشی طور پر خود کفیل بننے کی بلامعاوضہ تربیت دی جائے گی۔

جناب سپیکر!

63۔ شہریوں کے لئے باعزت روزگار کے مواقع فراہم کرنا ہر ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی ہدایت پر وزیر اعلیٰ خود روزگار سکیم کا آغاز نومبر 2011 میں کیا گیا۔اس سکیم کے تحت اب تک دس لاکھ خاندانوں کو 21۔ارب روپے سے زائد کے بلاسود قرضے جاری کئے جا چکے ہیں۔آزاد مبصرین کی رائے کے مطابق اس سکیم نے کم آمدن والے گھرانوں پر بہت مثبت اثرات مرتب کئے ہیں۔ مجھے اس ایوان کو بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اس سکیم سے استفادہ کرنے والوں میں 40فیصد سے زائد خواتین ہیں۔اس سکیم کی افادیت کے پیش نظر مالی سال 17-2016 میں اس سکیم کے لئے مزید 3۔ارب روپے مہیا کئے جا رہے ہیں۔آئندہ مالی سال کے اختتام تک مجموعی طور پر 15لاکھ سے زائد خاندانوں کو معاشی خود کفالت کے لئے بلاسود قرضے جاری کئے جا چکے ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹ ہے، جھوٹ ہے، گو نواز گو، پاناما لیکس کا حساب دو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

64۔ پاکستان کا آئین اقلیتوں کو تمام حقوق مہیا کرتا ہے۔حکومت پنجاب اقلیتوں کی فلاح و بہبود اور تحفظ کے لئے کوشاں ہے۔رواں مالی سال کے دوران 46کروڑ روپے کی لاگت سے Minorities Development Fundقائم کیا گیا ہے جس کے تحت ترقیاتی منصوبہ جات مکمل کئے جا رہے ہیں۔ان منصوبہ جات کا مقصد ہمارے اقلیتی بھائیوں کے معیار زندگی میں بہتری لانا ہے۔اسی طرح اقلیتی کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے طلباء و طالبات کے لئے رواں مالی سال کے دوران 22کروڑ روپے کی مالیت کے تعلیمی وظائف کا بھی اجراء کیا گیا اور آئندہ مالی سال میں بھی اس سلسلے کو 25کروڑ روپے کی لاگت سے جاری رکھا جائے گا۔اسی طرح حکومت پنجاب نے سرکاری ملازمتوں میں اقلیتی برادری کے لئے پانچ فیصد کوٹا مختص کیا ہے۔ہر سال کرسمس کے موقع پر مسیحی بھائیوں کی خدمت کے لئے ارزاں کرسمس بازار لگانے کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔اسی طرح سکھ برادری کے مذہبی تہوار اور عبادت گاہوں کی دیکھ بھال کے لئے خصوصی اقدامات کئے جاتے ہیں۔آئندہ بجٹ میں مجموعی طور پر ہیومن رائٹس اور اقلیتی برادری کی بہتری کے لئے ایک ارب 60کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر!

65۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو سلام پیش کرتی ہوں جنہوں نے اینٹوں کے بھٹوں پر تپتی دوپہر میں بیگار کرتے معصوم بچوں کے ہاتھوں سے مٹّی اور گارے کی اینٹیں چھین کر انہیں قلم دوات اور کتاب تھمادی ہے اور انہیں اس راستے پر روانہ کر دیا ہے جس کی منزل صرف اور صرف ایک روشن مستقبل ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب کی ذاتی نگرانی اور سرپرستی میں پنجاب بھر کے بھٹوں سے پچاس ہزار سے زائد بچوں کو جبری مشقت سے نجات دلا کر تعلیم و تربیت کے راستے پر گامزن کر دیا ہے۔ان خاندانوں کی معاشی مجبوریوں کے پیش نظر سکول جانے والے بھٹہ مزدوروں کے بچوں اور ان کے خاندانوں کے لئے سکول میں داخلے کے وقت دو ہزار روپے اور ماہانہ ایک ہزار روپے وظیفہ کا اجراء بھی کیا گیا ہے۔حکومت پنجاب کے ان اقدامات

کی ILO جیسے مستند ادارے نے بھی بھرپور پذیرائی کی ہے۔ مجھے اس ایوان کو بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے اب اس مہم کا دائرہ کار ورکشاپوں، پٹرول پمپوں اور چھوٹے ہوٹلوں جہاں پر ان بچوں سے مشقت لی جاتی ہے تک پھیلا دیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

66۔ حکومت پنجاب محنت کش برادری کی فلاح و بہبود کے لئے لاتعداد فلاحی منصوبوں پر عمل پیرا ہے اور دُوررَس اقدامات کر رہی ہے۔ لیبر قوانین کا مؤثر اور مثبت اطلاق، صحت مند ٹریڈ یونین سرگرمیوں کا فروغ، جبری مشقت کا خاتمہ، رہائشی سہولتوں کی فراہمی اور طبی مراکز کا قیام ہماری اوّلین ترجیحات ہیں۔ پنجاب سوشل سکیورٹی کے ہسپتالوں میں کارکنان اور ان کے لواحقین کو مفت طبی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ فیصل آباد میں میٹرنٹی اینڈ چائلڈ سنٹر اور جھنگ میں 50 بستروں پر مشتمل ہسپتال کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے 62 سکولوں میں پینتالیس ہزار بچے زیر تعلیم ہیں جن کو کتابیں، کاپیاں، یونیفارم اور ٹرانسپورٹ کی مفت سہولیات میسر ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ صنعتی کارکنوں کے لئے Marriage Grant اور ان کے بچوں کے لئے تعلیمی وظائف کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ صوبہ بھر میں مختلف لیبر کالونیوں میں 6 ہزار سے زائد فلیٹس زیر تعمیر ہیں۔

جناب سپیکر!

67۔ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف مزدور اور محنت کش کو پاکستان کی اساس سمجھتے ہیں۔ اسی طبقے کی وجہ سے ملک میں معاشی اور اقتصادی ترقی کا عمل جاری ہے۔ وزیر اعظم پاکستان نے مزدور کی کم از کم تنخواہ -/14,000 روپے مقرر کی ہے۔ حکومت پنجاب اس وعدے پر مکمل عملدرآمد کرے گی اور مزدوروں اور محنت کشوں کو ان کا حق دلانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھے گی۔

جناب سپیکر!

68۔ پنجاب حکومت نئے ٹیکس لگانے کی بجائے ٹیکس دہندگان کی تعداد میں اضافے اور محصولات کے نظام کو کرپشن سے پاک کرنے کے لئے اقدامات پر یقین رکھتی ہے چنانچہ حکومت نے آئندہ برس کے بجٹ میں پراپرٹی ٹیکس کے دائرہ کار کو گھروں سے بڑھا کر پلاٹوں تک وسیع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس اقدام سے جہاں زمینوں کی قیمتوں میں مصنوعی اضافے کا

سد باب ہو گا وہاں پلاٹوں کی خرید و فروخت میں سٹے بازی کے رجحان کے خاتمے میں بھی مدد ملے گی۔ اسی طرح سیلز ٹیکس کے دائرہ کار کو بڑھا کر اس میں بعض نئی خدمات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!

69۔ سرکاری ملازمین قومی ترقی کے منصوبوں پر عملدرآمد اور عوام تک خدمات پہنچانے والی حکومتی مشینری کا ایک اہم جزو ہیں۔ یہ ملازمین اور پنشنرز اپنی محدود آمدنی کی وجہ سے مہنگائی اور افراط زر سے نسبتاً زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ حکومت پنجاب نے صوبائی ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں 10 فیصد اضافہ کا فیصلہ کیا ہے۔ اس اضافے کا تعین وفاقی حکومت کے طے شدہ فارمولے کے تحت کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

70۔ مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ہماری حکومت کا بجٹ ایک عوام دوست، متوازن اور ترقیاتی بجٹ ہے۔ میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے کابینہ کے ممبران، محکمہ خزانہ اور محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے افسران اور ماتحت عملے کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے اس بجٹ کی تیاری میں شب و روز انتھک محنت کی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"مک گیا تیرا شو گو نواز گو، جھوٹ ہے جھوٹ ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

71۔ اپنی تقریر کا اختتام کرتے ہوئے میں اس حقیقت کا دوبارہ اظہار کرنا چاہتی ہوں کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت کا یہ بجٹ اعداد و شمار کی تفصیل اور اہداف کی نشاندہی کی کوئی روایتی دستاویز نہیں۔ ہمارے نزدیک یہ بجٹ غریب عوام کی خدمت اور پنجاب کی ترقی کے ایک مقدس عہد نامہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ عہد نامہ صوبے کے عوام کو صحت اور تعلیم کی معیاری سہولتیں مہیا کرنے کا عہد نامہ ہے۔ یہ عہد نامہ روزگار کے مواقع میں اضافے، قرضوں کی فراہمی اور فنی تربیت کے ذریعے پنجاب کے ان نوجوانوں کے دلوں میں امید کی شمع روشن کرنے کا عہد نامہ ہے جو حالات کی سنگینی سے دل شکستہ ہو چکے ہیں۔ یہ عہد نامہ دنیا کی اعلیٰ ترین یونیورسٹیوں میں ان محنتی لیکن کم وسیلہ طلباء کی شمولیت کو یقینی بنانے کا

عہد نامہ ہے جن کے والدین اپنے ہونہار بچوں کو ان اداروں میں تعلیم دلانے کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔

جناب سپیکر! یہ عہد نامہ پنجاب میں تعمیر و ترقی کے اس سفر کو پوری رفتار کے ساتھ جاری رکھنے کا عہد نامہ ہے جس کا مقصد ایک عام آدمی کی مشکلات میں آسانی اور اس پر زندگی کے بوجھ کو کم کرنا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں اس عہد نامے کے ایک ایک لفظ کو حقیقت کا روپ دینے کے لئے اپنی بہترین صلاحیتیں اور تمام تر توانائیاں وقف کر دیں گے۔

دشوار تر ہے جن کے لئے روز و شب کا بوجھ
ان کے لئے حیات کو آساں کریں گے ہم
برہم ہوں بجلیاں کہ ہوائیں خلاف ہوں
کچھ بھی ہو اہتمام چراغاں کریں گے ہم

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو!

پاکستان پائندہ باد

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 پیش کریں۔

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال 17-2016 کا ایوان میں پیش کیا جانا

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 پیش کر دیا گیا۔ اب وزیر خزانہ گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 16-2015 پیش کریں۔

ضمنی بجٹ گوشوارہ بابت سال16-2015کا
ایوان میں پیش کیا جانا

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال16-2015پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال16-2015پیش کر دیا گیا۔

مسودہ قانون
(جو متعارف ہوا)

MR SPEAKER: Minister for Finance may introduce the Punjab Finance Bill 2016.

مسودہ قانون مالیات پنجاب2016

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I introduce the Punjab Finance Bill 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Finance Bill 2016 has been introduced.

قواعد اور ترامیم کا ایوان کی میز پر رکھا جانا
قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب2012کی دفعہ(3)5کے تحت
گوشوارہ دوئم میں ترامیم اور متذکرہ قانون کی دفعہ(2)76کے تحت
وضع کردہ قواعد کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I lay the notifications relating to the amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under the Act ibid.

MR SPEAKER: The notifications relating to the amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under the Act ibid has been laid.

ماشاء اللہ۔آج کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ جمعرات مورخہ 16-جون 2016 سے سالانہ بجٹ پر عام بحث کا آغاز ہو گا۔عام بحث کے لئے چار یوم یعنی 16,17,20 اور 21-جون 2016 مختص کئے گئے ہیں۔آخر میں وزیر خزانہ صاحبہ بجٹ پر عام بحث کو wind up کریں گی۔بجٹ کی عام بحث میں جو معزز ممبران حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کا اندراج سیکرٹری اسمبلی کے پاس مع تاریخ کروالیں۔

اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 16-جون 2016 صبح 11:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

جمعرات،16۔جون2016
(یوم الخمیس،10۔رمضان المبارک1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22: شمارہ 2

53

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ16۔جون2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016پر عام بحث

55

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

جمعرات،16-جون2016

(یوم الخمیس،10-رمضان المبارک1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر40منٹ پر زیر صدارت **جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔**

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ
عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸۳﴾ اَیَّامًا
مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ
فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ فِدۡیَۃٌ
طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ ؕ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا فَہُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ ؕ
وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۴﴾ شَہۡرُ رَمَضَانَ
الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ
الۡہُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَہِدَ مِنۡکُمُ الشَّہۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ ؕ وَ
مَنۡ کَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ
یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۫ وَلِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّۃَ
وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ہَدٰىکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۱۸۵﴾

سورۃ البَقَرَۃ آیات 183تا185

مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو(183)(روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کرلے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلادیں اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے (184)(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہئے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کا شمار پورا کرلے۔ اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور (یہ آسانی کا حکم) اس لئے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کرلو اور اس احسان کے بدلے کہ اللہ نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی سے یاد کرو اور اس کا شکر کرو(185)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبولﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
اُمت پر تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اُس دین میں اب تفرقہ خود آ کے پڑا ہے
جو دین کہ ہمدرد بنی نوع بشر تھا
اب جنگ و جدل چاروں طرف اس میں بپا ہے
اُمت میں تیری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
نسبت بہت اچھی ہے مگر حال بُرا ہے

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 پر عام بحث

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 پر بحث شروع کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ بحث 21۔ جون تک جاری رہے گی اور میری کوشش ہو گی کہ جن صاحبان کے نام میرے پاس آئے ہیں ان کو ضرور موقع ملے تاہم میری مقررین سے گزارش ہو گی کہ وہ کم از کم وقت میں اپنی بات مکمل کریں تاکہ دوسروں کو بھی موقع مل سکے۔ جن صاحبان نے نام نہیں بھجوائے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کے پاس بھجوادیں۔ اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 پر بحث کا آغاز کرتے ہیں اور میں قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔ جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! شکریہ۔ پنجاب کا بجٹ حسب روایت بار بار کی درخواست اور حکومت کو یاددہانیوں کے باوجود اس مرتبہ بھی کلرکوں، سیکشن افسروں اور ڈپٹی سیکرٹریوں کی سفارشات پر یہ compile ہوا، پیش کیا گیا اور پاس بھی ہو جائے گا۔ میں پچھلے کئی سالوں سے وزیر خزانہ اور حکومت کی خدمت میں یہ عرض کرتا رہا ہوں اور اب پھر دوبارہ اس بات کو دہرائے دیتا ہوں کہ اگر یہ بجٹ تیاری سے پہلے جو ہمارے مختلف ڈیپارٹمنٹس کی ان سٹینڈنگ کمیٹیز ہیں، ہر محکمے کی ایک سٹینڈنگ کمیٹی ہے جس کے ممبر تمام منتخب نمائندے ہیں، کیا ہم اسی طرح سے یہ سارا وقت ضائع کرتے رہیں گے۔ بیوروکریسی پر ہمارا انحصار کب تک چلتا رہے گا اور ان منتخب نمائندوں کو ہم کب empower کریں گے، یہاں پر 80 فیصد حکومتی بنچوں سے تعلق رکھنے والے ایم پی ایز ہیں یا 80 فیصد سے بھی زائد ہوں گے تو کیوں ان پر اعتماد نہیں کیا جاتا اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کا مقصد کیا ہے؟ پوری دنیا میں جہاں بھی پارلیمانی جمہوریت ہے کہیں پر بھی ایسا نہیں ہوتا کہ کلرک، بیوروکریٹ اور سیکشن افسر پچھلی بجٹ کی کتابیں اٹھائیں اور اس میں 19/20 کی تبدیلی کریں اور ٹھیک سے 25 کلو کی کتابیں یہاں پر رکھ دی جائیں اور ایک دو دن ہم یہاں پر اپنی اپنی تقریر کریں اور گھروں کو چلے جائیں تو خدا کے لئے آئندہ واسطے ہی یہ اس practice کو اپنالیں کیونکہ جو درد، دکھ، priority اور مسائل ایک منتخب نمائندہ سمجھ سکتا وہ کبھی کوئی سرکاری کارندہ اور بیوروکریٹ نہیں سمجھ سکتا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے منتخب نمائندوں کی true spirit کے ساتھ ان کو empower کیا جانا چاہئے کیونکہ جو fix priorities وہ کر سکتے ہیں وہ کبھی بھی بیوروکریسی نہیں کر سکتی۔ میرا چیلنج ہے کہ آپ پچھلا پندرہ سالہ بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں کہ ایک ہی انداز کے ساتھ figures میں 19/20 کر کے بجٹ آپ کے سامنے آ جاتا ہے۔ خدا کے لئے ان تمام سٹینڈنگ کمیٹیوں ایجوکیشن، ہیلتھ، لوکل گورنمنٹ، ہوم، لاء اینڈ آرڈر اور ریونیو کو آپ آئندہ یہ ٹاسک دیں۔ وہ کمیٹیاں proposals تیار کریں کہ onground پنجاب کی عوام کے حقیقی مسائل کیا ہیں، ان کی ترجیحات کیا ہونی چاہئیں، کیا ترجیحات صرف ٹرانسپورٹ ہونی چاہئے یا ترجیحات میں کسان اور ایگریکلچر سب سے اوّلین ترجیح ہونی چاہئے، ترجیحات میں پینے کے لئے صاف پانی کا کون سا نمبر آتا ہے، صحت اور تعلیم کو کہاں رکھا جانا چاہئے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم بار بار یہ بات کرتے ہیں لیکن حکمران یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ نقار خانے میں توتی کی آواز ہے اور اپوزیشن کی اس آواز کو کبھی وزن نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ 100 فیصد جو منتخب نمائندے ہیں یہ ان کے دل کی آواز ہیں کہ انہیں empower کیا جائے وہ اپنے تن من، دھن اور اپنے ذہن کی تمام صلاحیتوں کو لے کر بجٹ میں عملی طور پر اس وقت ہی شامل ہو سکتے ہیں کہ جب انہیں اس بجٹ کی دستاویز کی تیاری میں involve کیا جائے، ان کی ترجیحات کو لیا جائے اور ان کی ترجیحات کو سامنے رکھا جائے لیکن انتہائی افسوسناک بات ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا ہے۔ آج بجٹ پیش ہوا ہے اور کل کروڑوں روپے کے اشتہارات دیئے گئے ہیں یہ کیا تماشا ہے بھئی؟ یہ پنجاب کے 10 کروڑ عوام کی خون پسینے کی کمائی ہے۔ آپ نے کون سا مورچہ فتح کر لیا ہے کہ آپ اخبارات میں قدآور فرنٹ پیج پر کروڑوں روپے کے اشتہارات دے رہے ہیں کہ ہم نے یہ بجٹ پیش کیا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا پر بھی آپ اس کو مسلسل چلائے جا رہے ہیں یہ شرمناک بات ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ حکمران امانت میں خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ آپ نے بجٹ پیش کیا ہے اور ابھی بجٹ پاس بھی نہیں ہوا ہے اور بجٹ بھی کون سا پیش کیا، خسارے کا بجٹ پیش کیا ہے۔ اگر یہ ٹیکس فری بجٹ ہوتا اگر یہ deficit کا بجٹ نہ ہوتا تو چلیں اس کی کوئی justification بھی بنتی تھی کہ جناب حکمرانوں نے تاریخ میں یہ ایک انوکھا کام کیا ہے اور یہ پنجاب کا ٹیکس فری بجٹ ہے اور یہ خسارے کا بجٹ نہیں ہے لہٰذا تب اس پر خوشی کے شادیانے بجاتے۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے اور شرم کی بات ہے کہ 114۔ ارب روپے اس بجٹ کا خسارہ ہے اس کو پورا کرنے کے لئے ہم نے کشکول اٹھایا ہوا

ہے، ہم ترلے لے رہے ہیں کہ بجٹ کے اس خسارے کو پورا کیا جائے، ہم خوشی سے شادیانے بجا رہے ہیں اور کروڑوں روپے کے اشتہارات دے رہے ہیں۔185۔ارب روپے کے نئے ٹیکسز نے پنجاب کے ہر طبقے کو جکڑ دیا ہے، کسی کو نہیں چھوڑا اور دیہاتوں میں جن کو ہم سیپی، نائی، لوہار، ترکھان، موچی اور جولاہے کہتے ہیں سب پر ہی آپ نے سروسز سیلز ٹیکس کے نام پر ٹیکس لگا دیا ہے۔آپ یہ بجٹ پیش کر رہے ہیں اور اس پر آپ خوشی کے شادیانے بجا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ صوبے کی مالی حالت میاں محمد شہباز شریف اور ان کا خاندان یوں تو 30/25سال سے پنجاب پر حکمران ہیں لیکن مسلسل اقتدار کا نواں سال ہے جب 2008میں منتخب ہوئے تو اس وقت صوبہ 402۔ارب روپےsurplus میں تھا اور خزانہ بھرا ہوا تھا لیکن آج نویں سال میں یہ صوبہ 533۔ارب روپے کا مقروض ہے یہ according to figures ہے اس کے علاوہ پتا نہیں کتنا ہے تو یہ خوشی کی بات ہے یا کہ ڈوب مرنے کا مقام ہے؟

جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ بجٹ پیش کر کے میری بہن محترمہ وزیر خزانہ نے جس اعتبار سے، جس انداز سے لہک لہک کر بازو کو لہرا لہرا کر بجٹ پیش کیا تو ایسے لگا جیسے کہ پنجاب میں پتا نہیں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں لیکن جب بجٹ کی دستاویزات دیکھیں اور اس کے ورق الٹے تو پتا چلا کہ صوبے کے یہ حالات ہیں۔مجھے اس وقت پنجابی کا مصرعہ بڑاfit نظر آیا کہ:

"پلے نئیں دھیلا تے کر دی پھرے میلہ میلہ"

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایک ایسا بجٹ جو خسارے کا بجٹ ہے جس میں 185۔ارب روپے کے نئے ٹیکس، 114۔ارب روپے کے بجٹ deficit کو پورا کرنے کے لئے قرضے جن پر محترمہ خوشی سے شاداں و فرحاں ہیں اور حکمران کروڑوں روپے کے اشتہارات اخبارات میں دے رہے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے۔وزیر خزانہ نے پچھلے سال بجٹ تقریر میں جو اہداف مقرر کئے تھے وہ تقریر میرے پاس ہے جس میں یہ فرماتی ہیں کہ صوبے کی معاشی ترقی کی شرح 2018تک سات سے آٹھ فیصد تک لے کر جائیں گے، نوجوانوں کو روزگار کی فراہمی کے لئے دس لاکھ مواقع پیدا کرنا، 2018تک صوبے میں پرائیویٹ انوسٹمنٹ کو دُگنا کرنا اور اس کے ساتھ ہی برآمدات میں اضافے کی شرح کو 15فیصد تک لے کر جانا ہے۔

جناب سپیکر! میرا یہ چیلنج ہے کیونکہ ان تمام اہداف میں سے کوئی ایک ہدف بھی حاصل نہیں کیا جا سکا۔ معاشی ترقی کی شرح وزیر خزانہ 4.7 فیصد کہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ایک ڈیڑھ سال پیچھے رہ گیا ہے لہٰذا ہم اسے سات سے آٹھ فیصد تک لے کر جائیں گے جبکہ غیر جانبدار اداروں کے تمام سروے 3.8 فیصد کہہ رہے ہیں۔ چلیں، ہم 4 فیصد ہی تصور کر لیتے ہیں لیکن کیا ایک سال میں آپ مزید 4 فیصد اس میں اضافہ کریں گے never کیونکہ growth rate total failure ہے۔ اس میں سب سے بڑا failure ایگریکلچر کے اندر ہے۔ پاکستان کا پنجاب جو ایک زرعی صوبہ ہے جس میں اس growth rate کو بہتر کرنے کے لئے اس میں بہتری لانا ضروری تھی جو کہ minus two پر گیا اور پاکستان کی 70 سالہ تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ دس لاکھ نوجوانوں کو روزگار فراہم کریں گے جبکہ 100 ملیں اور کارخانے بند ہو گئے۔ دس لاکھ افراد پچھلے تین سالوں میں بے روزگار ہوئے ہیں جبکہ ان کا پچھلی دفعہ یہ target تھا کہ دس لاکھ لوگوں کو ہم نوکریاں دیں گے۔

جناب سپیکر! اسی طرح انہوں نے کہا کہ پرائیویٹ انوسٹمنٹ کو ڈگنا کرنا ہے۔ میں نے جیسے پہلے کہا کہ فیکٹریاں اور کارخانے دھڑا دھڑ بند ہو رہے ہیں لیکن اس بجٹ میں حکومت نے انڈسٹری اور فیکٹری کا نام تک لینا گوارا نہیں کیا جبکہ دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم انوسٹمنٹ کو double کریں گے۔ اسی طرح انہوں نے کہا ہے کہ برآمدات میں اضافے کی شرح کو 15 فیصد تک لے کر جانا ہے جبکہ 18 فیصد کم ہو گئی ہے اور برابر بھی نہیں رکھ سکے۔ 25 بلین ڈالر پچھلی دفعہ تھی اور 21 بلین ڈالر اس دفعہ ہے یعنی 18 فیصد اس میں کمی واقع ہو چکی ہے۔ انہوں نے اب 0.9 فیصد ایکسپورٹ ٹیکس بھی لگا دیا ہے۔ دنیا میں کسی بھی ملک کے اندر اپنی برآمدات کو بڑھانے کے لئے زیرو ریٹ ہوتا ہے۔ اس میں تھوڑی بہت بہتری ہو سکتی تھی لیکن انہوں نے تقریباً ایک فیصد ایکسپورٹ ٹیکس لگا کر اس کا گلا بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گھونٹ دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں پہلے بجٹ میں ٹیکسوں کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ جیسے میں نے پہلے کہا کہ اس میں 185- ارب روپے کے ٹیکس ہیں جبکہ یہ کہتے ہیں کہ کوئی ٹیکس نہیں لگا۔ میں نے شروع میں کہہ دیا تھا کہ انہوں نے کوئی طبقہ چھوڑا ہی نہیں ہے جس پر ٹیکس نہ لگا ہو۔ آئندہ سال پنجاب کے حکمرانوں کی یہی سوچ اور یہی mindset رہا تو شاید سانس لینے پر بھی ٹیکس لگ جائے، یہ بعید نہیں کہ ہر قبر پر بھی یہ ٹیکس لگا دیں گے اور کہیں گے کہ جو بندہ مرے گا اور جو اس کی قبر بنائے گا اتنا ٹیکس اسے بھی دینا پڑے گا۔ یہ طریقہ، یہ سوچ اور یہ انداز کہ کسی طبقے کو بھی نہیں چھوڑا اور اس ٹیکس نیٹ سے باہر نہیں

رہنے دیا۔ جیسے میں نے پہلے کہا کہ 0.9 فیصد ایکسپورٹ پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے، خالی پلاٹوں پر ٹیکس لگا دیا ہے اور انتہائی مضحکہ خیز بات ہے کہ ہر طرف سے پنجاب کے تمام طبقوں کو ٹیکس نیٹ کے اندر جکڑ دیا ہے۔ بطور شاعر کہ:

کس کس کی زباں روکنے جاؤں تیری خاطر
کس کس کی تباہی میں تیرا ہاتھ نہیں ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم اور serious بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کی توجہ بھی چاہتا ہوں۔ 16-2015 کے وائٹ پیپر اور 17-2016 کے وائٹ پیپر میں ایگزیکٹو سمری کے اندر سو فیصد تضاد ہے، اس میں کوئی ایک figure دوسری figure کے ساتھ نہیں ملتی۔ آپ مجھے یہ بتا دیں کہ ہم کس کو درست سمجھیں اور کس کو درست مانیں؟ میرے پاس 16-2015 کے وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر 7 میں جتنی figures ہیں وہ 17-2016 کے وائٹ پیپر کی figures کے ساتھ نہیں ملتیں۔ ان دونوں وائٹ پیپرز کی کاپی میں وزیر خزانہ کو بھجوا دیتا ہوں جو اسے دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ صفحہ نمبر 7 دیکھ لیں گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس میں اتنا بڑا فراڈ ہے اور اس ایوان کی توہین اور breach of privilege ہے۔ اسمبلی کے floor پر ایک بجٹ پاس کرا دیا، کیا وہ غلط تھا یا جو آج پیش کیا ہے یہ غلط ہے؟ 16-2015 کے بجٹ کے وائٹ پیپر کے اندر 23 محکمہ جات ہیں جن کے اندر کوئی figure کسی دوسری کے ساتھ نہیں ملتی اور مختلف figures ہیں۔ 16-2015 میں جو بجٹ پیش ہوا تھا اس کا جو یہاں پر reference دیا گیا ہے وہ 17-2016 میں total different ہے۔ یہ کون سا جادو ہے، فراڈ ہے، غلطی ہے، دانستہ کیا گیا ہے یا غیر دانستہ کیا گیا ہے لیکن یہ اسمبلی کے floor پر کیسے آ گیا؟ یہ انتہائی serious معاملہ ہے لہٰذا اس کی تحقیقات ہونی چاہئیں۔ وزیر خزانہ کو فوری طور پر اس کو probe کرنا چاہئے کہ یہ حرکت کیوں ہوئی ہے؟ اگر یہ حرکت ہوئی ہے تو اس ایوان کے سامنے انہیں یہاں پر کھڑے ہو کر apologize کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جب وہ wind up کریں گی تو ضرور بتائیں گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے انہیں books بھی بھیج دی ہیں جو انہیں دیکھ لیں اور اپنے کسی expert کو بھیج کر تسلی بھی کروالیں۔ اب میں تھوڑا سا اوپر سے نقشہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ 15-2014 میں وزیر اعلیٰ ہاؤس و سیکرٹریٹ کا بجٹ 21 کروڑ 99 لاکھ روپے تھا جبکہ خرچ 45 کروڑ روپے کئے گئے۔ 16-2015 کے بجٹ میں 34 کروڑ 42 لاکھ روپے رکھے گئے تھے جبکہ خرچ 57 کروڑ 24 لاکھ روپے کئے گئے۔ 16-2015 میں سیکرٹریٹ سے ہٹ کر وزیر اعلیٰ ہاؤس کے لئے 13 کروڑ روپے رکھے گئے تھے جبکہ خرچ 14 کروڑ روپے کئے گئے یعنی پچھلے سال میں جو رقم مختص تھی اس سے 70 فیصد زائد رقم خرچ کی گئی۔ آئندہ کے لئے 42 کروڑ 38 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ وزیر اعلیٰ جو خادمِ اعلیٰ ہیں یہ 15-2014 میں بجٹ 21 کروڑ 99 لاکھ یعنی 22 کروڑ روپے رکھتے ہیں جبکہ دو سال کے اندر اندر اس بجٹ میں سو فیصد اضافہ کر دیتے ہیں۔ اب یہ بجٹ 42 کروڑ 38 لاکھ روپے رکھا گیا ہے یعنی سرکاری ملازمین اور کلرکوں کی تنخواہ کے لئے آپ 10 فیصد بڑھائیں جبکہ اپنی ذات کے لئے سو فیصد بڑھائیں۔ خادمِ اعلیٰ ہمیں روزانہ کتنے میں پڑ رہے ہیں، ذرا یہ figure جمع تو کریں؟ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کے ٹوٹل ملا کر 61 کروڑ 24 لاکھ روپے بنتے ہیں اور آپ اسے ذرا دنوں پر لے جائیں تو 17 لاکھ روپے روزانہ میں خادم اعلیٰ پڑ رہے ہیں جو کہ کسی ملک میں، کسی صوبے میں اور کسی مقروض صوبے میں شرمناک بات ہے۔ صوبے کا جو چیف ایگزیکٹو ہے، کوئی تصور کر سکتا ہے کہ جہاں پر 40 فیصد لوگ خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہوں، جہاں پر لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہ ہو، جہاں پر خادم اعلیٰ انقلابی باتیں، انقلابی شعر ہر محفل میں، ہر تقریر میں اور ہر ایوان میں گنگنا رہے ہوں لیکن خود اپنے گریبان میں نہیں جھانکتے کہ 17 لاکھ روپے، میں 1700 روپے، 17 ہزار روپے نہیں کہہ رہا، ایک لاکھ 17 ہزار روپے نہیں کہہ رہا بلکہ 17 لاکھ روپے کہہ رہا ہوں کہ روزانہ خادم اعلیٰ کا خرچہ ہے جو کہ لمحہ فکریہ ہے۔

جناب سپیکر! ذرا مسلمانوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کی اہلیہ عید کے موقع پر کہتی ہیں کہ کل عید پر کھانے کی سپیشل میٹھی چیز بنا رہی ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ بجٹ تو تھا نہیں۔ فنانس کے لوگوں سے بات کرتا ہوں محترمہ اہلیہ کہتی ہیں کہ میں نے روزانہ کے خرچ سے کچھ بچا بچا کر رکھا ہوا تھا اور اس سے ہم یہ ڈشیں بنا سکتے ہیں۔ خاموشی سے سن لیا اور ماتھے پر ناگواری کا احساس ہے۔ اگلے دن جا کر وہاں پر کہتے ہیں کہ میری تنخواہ میں سے اتنی کٹوتی کر دی جائے کہ میں اس کے بغیر بھی اپنا گزارا کر سکتا ہوں۔ پچھلے مہینے میں نے اتنے میں گزارہ کیا ہے اور میری اہلیہ نے اتنے پیسے بچا لئے تھے تو اس کا

مطلب ہے کہ میں اس کے بغیر بھی اپنی زندگی گزار سکتا ہوں۔ وہ ہمارے راہنما تھے، ایک یہ راہنما ہیں کہ زبانی اتنے بڑے بڑے دعوے، اتنی بڑی بڑی باتیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہئے کہ جس پر وہ عمل نہ کر سکیں اس لئے یہ 17 لاکھ روپے روزانہ کا وزیر اعلیٰ کا خرچ ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر غریب آدمی تڑپ رہا ہے، بلک رہا ہے، سسک رہا ہے، لوڈ شیڈنگ سے جان نکلی جا رہی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کے گھر کے لئے 84 لاکھ روپے کے نئے جنریٹر آ گئے ہیں۔ خدا کے بندو کیا وہ جنریٹر repair نہیں ہو سکتے تھے، کیا ان کی مرمت نہیں ہو سکتی تھی؟ 84 لاکھ روپے یعنی تقریباً ایک کروڑ روپے کے جنریٹر وزیر اعلیٰ کے گھر کے لئے، شہنشاہ معظم کے گھر کے لئے لگا دیئے ہیں اور لوگ گرمی میں لوڈ شیڈنگ سے بلک رہے ہیں، وہ جان سے ہاتھ دھو رہے ہیں، ہلاکتیں ہو رہی ہیں اور دوسری طرف صوبے کا وزیر اعلیٰ کروڑ، کروڑ روپے کے جنریٹر اپنے گھروں پر لگا رہا ہے۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ نے آگے کتنے خادم رکھے ہوئے ہیں؟ 15-2014 میں 635 تھے، 16-2015 میں 655 ہو گئے اور 17-2016 میں ان کی تعداد 675 ہو گئی۔ یہ وہ 675 لوگ ہیں جو ان کی ہر وقت خدمت گزاری کے لئے کمر بستہ رہتے ہیں اور بیسیوں ملازم اس سے ہٹ کر ہیں جو مختلف محکموں سے یہاں پر اپنی خدمات سرانجام دیتے ہیں لیکن تنخواہیں اپنے parent department سے لیتے ہیں۔ یہاں پر کئی دفعہ بات ہوئی اور وزیر اعلیٰ کی طرف سے ان کے ترجمانوں نے یہ کہا کہ وزیر اعلیٰ جب باہر جاتے ہیں تو وہ ٹکٹ اپنی جیب سے لیتے ہیں۔ دیکھئے سپلیمنٹری بجٹ کا صفحہ 32 جہاں 37 لاکھ روپے پی آئی اے کو ٹکٹوں کی مد میں دیا گیا ہے۔ آپ کہیں جی، ٹھیک ہے سرکاری خرچ پر میں باہر جاتا ہوں لیکن یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ میں اپنی جیب سے ٹکٹ کے پیسے ادا کرتا ہوں جبکہ یہ بجٹ کے اندر موجود ہے کہ انہوں نے 37 لاکھ روپے ٹکٹوں کے ضمن میں دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! گورنر ہاؤس پر ایک کروڑ 47 لاکھ اور گورنر سیکرٹریٹ پر 8 کروڑ 78 لاکھ روپے جو کل اخراجات 10 کروڑ 25 لاکھ روپے ہیں یعنی ½3 لاکھ روپے روزانہ میں رجوانہ صاحب پنجاب کے لوگوں کو پڑ رہے ہیں۔ ½3 لاکھ روپے روز میں پڑ رہے ہیں اور کام کیا ہے صرف وہاں پر بیٹھنا اور اسمبلی requisite ہونی ہے، اس پر دستخط کرنے ہیں اور notifications کے اوپر دستخط کرنا ہے۔ اس غریب عوام کے اوپر ساڑھے تین لاکھ روپے روز میں گورنر صاحب پڑ رہے ہیں جو کہ لمحہ فکریہ ہے۔

جناب سپیکر! سکیورٹی کے نام پر ایک لاکھ 20 ہزار روپے روزانہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترم! ذرا خیال رکھیں کہ گورنر صاحب ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جی، میں خیال رکھ رہا ہوں اور یہ بجٹ کی جو کتابیں آپ نے دی ہیں جس میں ریکارڈ ہے اور یہ پنجاب کا منتخب ایوان۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس طرح یہاں نام لے کر بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ پنجاب کا منتخب ایوان ہے اور یہ میرا حق ہے اور مجھے اس سے کوئی روک نہیں سکتا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میاں صاحب! آپ انہیں bound نہیں کر سکتے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ان کو expose نہ کروں کہ صوبے میں ہو کیا رہا ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! آئین آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے جناب محترم گورنر صاحب کے متعلق یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک کروڑ20 لاکھ روپے گورنر ہاؤس کی سکیورٹی پر لگا دیا گیا ہے۔ بھئی پندرہ پندرہ فٹ اونچی تو پہلے ہی دیواریں ہیں اور ہر پچاس فٹ کے بعد اوپر سکیورٹی گارڈ گن تان کر بیٹھا ہوا ہے، وہاں پر کوئی چڑی نہیں پھڑک سکتی اور پر نہیں مار سکتی۔ اس کے بعد رجوانہ صاحب کو اتنی زیادہ اپنی فکر ہو گئی؟ یہ تو عوامی آدمی تھے لیکن کیا اس ہاؤس میں جو جاتا ہے اس کا ذہن بدل جاتا ہے اور اس کا mindset تبدیل ہو جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! گورنر صاحب کو زیر بحث نہ لایا جائے۔ مہربانی ہو گی آپ کو یہ زیب نہیں دیتا۔ ان کے متعلق آپ ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت زیادتی ہے اس لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ منسٹرز بلاک، دس سال کے بعد منسٹرز بلاک مکمل ہو ہی گیا، فرنیچر بھی وہاں آ گیا۔ آپ اندازہ کریں کہ ابھی وہاں کوئی منسٹر شفٹ نہیں ہوا لیکن اس کی سکیورٹی پر کتنا خرچ ہے؟ پچھلے بجٹ میں لگا، 63 لاکھ 97 ہزار روپے یعنی 64 لاکھ روپے منسٹرز کے دفاتر کی حفاظت کے لئے ہے۔ بھئی صوبے کے اندر financial ڈسپلن کو کنٹرول کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟ Statutory Committee بنی ہوئی ہے، کفایت شعاری کی باتیں ہو رہی ہیں لیکن یہ منسٹرز بلاک بنا ہے جہاں آپ دو سکیورٹی والے گن مین رکھ چھوڑیں۔ یہ 64/63 لاکھ روپے خالی بلڈنگ جہاں کوئی دفتر فنکشنل نہیں

ہے اور اس کے اوپر یہ تماشا بنایا ہوا ہے۔ یہ پیسے کس طرح فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے approve ہوئے ہیں؟ کیا وزیر خزانہ یہ پوچھیں گی اور ہاؤس کو بتائیں گی کہ اتنے پیسے یہاں پر کیسے خرچ ہوئے؟

جناب سپیکر! جنرل ایڈمنسٹریشن 16-2015 میں بجٹ کے اندر provision ہے 27- ارب 85 کروڑ روپے اور خرچ کئے جاتے ہیں 32- ارب 55 کروڑ روپے۔ آپ اندازہ کریں کہ ایس اینڈ جی اے ڈی اور دوسرے ڈیپارٹمنٹس جہاں کفایت شعاری کے نام پر کمیٹیوں کے ڈھکوسلے چل رہے ہیں، 5- ارب روپے، پانچ لاکھ نہیں کہہ رہا بلکہ 5- ارب روپے جو بجٹ میں provision ہے، اس سے زائد خرچ کر لیا گیا ہے۔ یہ ہے ہمارے پنجاب کا حال جس کی ایک ہلکی سی جھلک میں نے آپ کو دکھائی کیونکہ مجھے باقی ڈیپارٹمنٹس کے اوپر بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات کے اندر آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پنجاب میں کیا ہو رہا ہے۔ صرف ایک مثال اور دے کر میں اپنی بات کو آگے بڑھاؤں گا کہ یہاں پر ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کا پورا ایک دفتر ہے جس کا کروڑوں روپے سالانہ بجٹ ہے کیونکہ وہ گورنمنٹ کے point of view کی advocacy عدالتوں کے اندر جا کر کرتے ہیں۔ یہاں کیا ہے؟ خواجہ حارث کو بطور پرائیویٹ کونسل کروڑوں روپے ادا کر دیا گیا ہے کہ بھئی وہ منظور نظر ہے اور کون ہے خواجہ حارث؟ آپ کے ایڈووکیٹ جنرل، ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل اور ڈپٹی ایڈووکیٹ جنرل کس مرض کی دوا ہیں اور آپ نے پوری فوج بھرتی کی ہوئی ہے تو وہ کرتے کیا ہیں؟ ضمنی بجٹ 16-2015 کے صفحہ 33 تا 36 پر 75 لاکھ روپے ایک دفعہ دیا ہے، 27 لاکھ پچاس ہزار روپے دوسری دفعہ دیا ہے، 12 لاکھ 96 ہزار روپے تیسری دفعہ دیا ہے اور ضمنی بجٹ کے صفحہ 227 پر 60 لاکھ روپے پھر اُس private counsel کو engage کر کے یہ فیس دی ہے انہیں کوئی پوچھنے والا ہے کہ یہ کروڑوں روپیہ آپ نے کس طرح اپنی خیرات سمجھ کر لوگوں کے اندر بانٹ دی ہے؟ یہ سریحاً ظلم ہے، آپ کے experts وکیل اگر ایڈووکیٹ جنرل ہیں یا دوسرے ہیں۔ کبھی کبھی اس طرح کی اشتناء ہو جاتی ہے لیکن ایک ہی بندے کو آپ نے تین چار کروڑ روپیہ اپنی لیگل فیس کی مد میں ادا کر دیا ہے یہ میں نے دیگ میں سے ایک دانہ نکالا ہے اس طرح کی درجنوں مثالیں اس بجٹ کے اندر موجود ہیں یہ تماشا اب بند ہونا چاہئے، یہ سلسلہ اب ختم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ کے مختلف شعبوں کی طرف آتا ہوں۔ محترمہ وزیر خزانہ نے بہت بہتر انداز میں بجٹ کے اندر جو چیزیں تھیں اُس کا comparison کیا لیکن جب ہم حقیقت حال میں جاتے ہیں تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اور رائے ایوان خود بنائے گا۔

جناب سپیکر! شعبہ زراعت کے لئے بجٹ 16-2015 میں 10- ارب روپے رکھے گئے اور خرچ کتنے کئے گئے؟ 2- ارب روپے یعنی کسان زندہ درگور ہو گئے، وہ خودکشیاں کر رہے ہیں۔ بجٹ میں 10- ارب روپے رکھے گئے خرچ 2- ارب کئے گئے 20 فیصد سے بھی کم خرچ ہوئے اس کی کوئی justification ہے؟ یہ میں ہاؤس پر چھوڑتا ہوں، میں معزز ممبران پر چھوڑتا ہوں کہ آپ اپنے ذہن، ضمیر اور دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ یہ حکومت کسانوں کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے لئے 44- ارب روپے رکھے گئے، 19- ارب روپے خرچ ہوئے 50 فیصد سے بھی کم خرچ ہوئے۔ صنعت و معدنی ترقی کے لئے 9- ارب روپیہ رکھا گیا 3- ارب روپے خرچ ہوئے 30 فیصد سے بھی کم خرچ ہوئے۔ لائیو سٹاک کے لئے 4- ارب 99 کروڑ روپے رکھا گیا ایک ارب 98 کروڑ روپیہ خرچ ہوئے یعنی 40 فیصد سے بھی کم۔ حکمران عورتوں کے حقوق کے بڑے چیمپئین بنتے ہیں، حقوق نسواں کی باتیں ہوتی ہیں بڑا کریڈٹ لینے کی کوششیں ہوتی ہی۔ وومن ڈویلپمنٹ کے لئے 45 کروڑ روپے رکھے گئے 11 کروڑ روپے خرچ ہوئے جو شرم کی بات ہے۔ 25 فیصد سے بھی کم خرچ ہوئے۔ او خدا کے بندوں جو آپ نے بجٹ رکھا اُس کو تو utilize کر لو، آپ تو بڑے experts ہیں، آپ کے پاس تو بڑی ٹیم ہے، آپ کو تو حکومت کرنے کا رواں صدی کا تجربہ ہے اگر آپ کا یہ حال ہے تو اللہ حافظ ہے۔ باقی کسی کا کیا حال ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر! سوشل ویلفیئر اور بیت المال کے لئے ایک ارب 20 کروڑ روپے رکھے گئے 12 کروڑ روپے خرچ ہوئے یعنی 10 فیصد سے بھی کم خرچ ہوئے۔ آپ اندازہ کریں کہ بیت المال اُن محکوم طبقوں، بیوگان، یتیم، بے سہارا، مسکین لوگوں کے لئے ہے جن کو اپنے کسی مسئلے کو پورا کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے مدد دی جاتی ہے اُس کے لئے ایک ارب 20 کروڑ روپے رکھے ہوئے ہیں اور خرچ 12 کروڑ کرتے ہیں یعنی 10 فیصد سے بھی کم خرچ ہوئے۔ باقی میں آگے بتاؤں گا کہ باقی فنڈز ان سارے محکموں سے نکل کر کدھر جاتے رہے ہیں۔ انرجی سیکٹر، بڑی دلچسپ بات قائد ایوان دو تین دفعہ ہاؤس میں آئے اور یہ بلبوں، انرجی، کھمبوں اور پاور جنریشن، سولر پاور، hydel اور coal power کے علاوہ انہیں کوئی بات ہی یاد نہ آئی۔ یہاں پر پونے گھنٹے کی تقریر فرما کر گئے ہیں اور ذرا کرتوت دیکھیں

انرجی سیکٹر میں 31-ارب روپیہ رکھا گیا11-ارب روپیہ خرچ ہوا آپ اندازہ کریں لوڈشیڈنگ سے لوگ مرے جارہے ہیں، بھونے جارہے ہیں اور قائد ایوان آج سے تین سال پہلے فرماتے ہیں کہ چھ ماہ میں لوڈشیڈنگ ختم کر دوں گا، اُس کے بعد کہا کہ نہیں یہ جذباتی پن تھا میں نے کچھ ٹائم تھوڑا کہہ دیا ہے اس کو ڈبل کر دینا چاہئے، پھر ڈبل نہیں چار گنا کر دیا کہ دو سال میں مکمل قابو پالوں گا اور یہ ایک دفعہ نہیں کہا متعدد دفعہ کہا ہے، یہ مختلف میڈیا چینلز پر وڈیو کلپس چلتے ہیں۔آپ اندازہ کریں کہ بجٹ میں 31-ارب روپیہ رکھا گیا اور خرچ 11-ارب روپیہ کیا گیا یعنی 30 فیصد سے بھی کم تو یہ لمحہ فکریہ ہے کہ حکومت لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے کتنی سنجیدہ ہے اور energy crisis سے اس صوبہ کے عوام کی جان چھڑانے کے لئے کتنی سنجیدہ ہے۔

جناب سپیکر! لیبر ڈیپارٹمنٹ کے لئے 60 کروڑ 6 لاکھ روپے رکھے گئے اس میں سے 17 کروڑ روپے خرچ ہوئے 25 فیصد سے بھی کم خرچ ہوئے یہ بھی سوچنے والی بات ہے۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے لئے 13-ارب روپے رکھے گئے 4-ارب روپے خرچ ہوئے یعنی 30 فیصد خرچ ہوئے اور "صاف پانی پروگرام" صاف پانی کے لئے کتنی باتیں ہوتی ہیں یہاں پر محترمہ وزیر خزانہ نے پورے دو تین صفحے ہی صاف پانی پر پڑھ دیئے ہیں کہ بس اب تو پینے کے پانی کا مسئلہ ہی حل ہو گیا ہے۔ فلٹریشن پلانٹ لگیں گے جس میں جنوبی پنجاب کے آٹھ اضلاع بھی شامل ہوں گے اور اُس میں سب لوگوں کو گھر گھر پینے کا صاف پانی پہنچے گا۔آپ اندازہ کریں پچھلے سال 11-ارب روپے رکھے گئے تھے اُس میں سے 4-ارب 98 کروڑ روپے خرچ ہوئے اور یہ بھی 50 فیصد سے کم اور ایک بات میں بھول گیا تھا ایک کمال پچھلے بجٹ کا ہے، حکمرانوں کا ایک شاہکار ہے جس کا میں اب ذکر کرنے جارہا ہوں۔ ٹرانسپورٹ کے لئے 33-ارب روپے رکھے گئے تھے 97-ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں یہ مضحکہ خیز صورتحال ہے، انسانوں کو جانوں کے لالے پڑے ہوئے ہیں، پینے کا صاف پانی نہیں ہے، کسان زندہ درگور ہو رہے ہیں، اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کی لوڈشیڈنگ ہے، ہسپتالوں میں دوائیاں نہیں ہیں ایک کروڑ 20 لاکھ بچے سکولوں سے باہر ہیں کھٹی گڈی چلنی چاہیدی اے۔ ٹرانسپورٹ کے لئے 33-ارب روپے رکھے گئے اور خرچ 97-ارب روپے کئے گئے۔ کوئی پوچھنے والا ہے کوئی ان کا ہاتھ روکنے والا ہے، کوئی ان کی اصلاح کرنے والا ہے اور کوئی ان کی ترجیحات کو بدلنے کے لئے مجبور کرنے والا ہے؟ اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔یہاں پر پنجاب کے عوام کس کسمپرسی کے عالم میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور انہیں ٹرانسپورٹ کا شوق اتنا چڑھا ہوا ہے کہ اس کے لئے 33-ارب روپیہ رکھا ہوا تھا باقی سارے محکموں سے فنڈز کاٹ

کر 97۔ارب روپیہ خرچ کیا گیا اور آئندہ کے لئے دیکھیں 124۔ارب روپیہ رکھا ہوا ہے کسان مرتے ہیں مر جائیں، جہنم میں جائیں، مزدور مر جائیں، بچے سکول نہ جائیں، لوگوں کی جان بچتی ہے بچے نہیں بچتی تو نہ بچے گڈی چلنی چاہیدی اے۔ آئندہ کے بجٹ میں ٹرانسپورٹ کے لئے 124۔ارب روپیہ رکھا ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں اس ساری صورتحال پر کیا کہا جا سکتا ہے کہ Chief Executive of the Province اگر وہ اپنی ذات، اپنے سیکرٹریٹ، اپنی رہائش اور اپنی ناک کے نیچے ان ڈیپارٹمنٹس کے اندر financial discipline نہیں لا سکتے تو باقی صوبے کے اندر کیا ہوگا؟ باقی لوگ کیسے لے کر آئیں گے یہ total failure ہے اگر کوئی نیا آدمی ہوتا تو اُس کو کچھ الاؤنس دیا جا سکتا تھا یہ میاں محمد شہباز شریف جنہوں نے بجٹوں کی اور حکومتوں کی پی ایچ ڈی کر لی ہے اگر اُن کے financial discipline کا یہ عالم ہے کوئی لائن سیدھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں نے ایک چھوٹی جھلک جھلک آپ کو دکھائی ہے اُن کے گھر کی، اُن کے سیکرٹریٹ کی، اُن کے ملازموں کی، اُن کی سکیورٹی کی اور گورنر صاحب کی یہ ایک چھوٹی سی picture میں نے پینٹ کی ہے اگر اُن کا یہ حال ہے تو باقی سارے صوبے کا کیا حال ہوگا؟ میرا خیال ہے اس پر تبصرے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج پنجاب آگے کی طرف نہیں پیچھے کی طرف جا رہا ہے اُس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ حکمرانوں کے قول و فعل میں تضاد ہے وہ جو باتیں کرتے ہیں اُس پر خود عمل کرتے ہیں اور نہ ہی اُس پر دوسروں سے عمل کروا سکتے ہیں۔ جو شخص خود عمل نہیں کرتا وہ دوسروں کو کسی طور پر مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ ان باتوں پر عمل کریں۔

جناب سپیکر! میں نے بجٹ کے حوالے سے جو مختلف ڈیپارٹمنٹس کی ہلکی سی جھلک رکھی ہے اس پر میں دو دو، چار چار منٹ کی تفصیل میں جانا چاہوں گا۔ وزیر خزانہ صاحبہ نے اپنی بجٹ تقریر میں زراعت کے لئے، کسانوں کے لئے 100۔ارب روپے کے کسان package کا اعلان کیا اور ساتھ ہی یہ کہتی ہیں "لیکن یہ دو سال کا ہے"۔ پھر کیا ضرورت ہے آپ کو کہنے کی کہ 100۔ارب روپے ہے بلکہ آپ یہ کہیں کہ ہم نے 50۔ارب روپے رکھے ہیں۔ یہ ان کی بجٹ تقریر ہے جس میں یہ فرماتی ہیں کہ وزیراعلیٰ نے زراعت کی بہتری اور کاشتکاروں کی خوشحالی کے لئے 100۔ارب روپے کسان package کا اعلان کیا ہے۔ یہ package دو برسوں پر محیط ہے۔ جب یہ دو برسوں پر محیط ہے تو جو آئندہ مالی سال کا بجٹ ہے اس میں تو 50۔ارب روپے اس کے حصے میں آئیں گے۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اس کسان package کے لئے 50۔ارب روپے مختص کئے جانے کی تجویز ہے۔ یہ جو

50۔ارب روپے کا کہہ رہی ہیں کہ ہم نے کسانوں کے لئے مختص کیا ہے آگے جاکر فرماتی ہیں کہ "ہمارے کسان کی بدحالی کی ایک بڑی وجہ کھادوں کے نرخ میں غیر معمولی اضافہ ہے۔ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے کسان package کے تحت پیداواری لاگت کم کرنے کے لئے یوریا کھاد کی قیمت میں فی بوری 400روپے اور ڈی اے پی کھاد کی قیمت میں فی بوری 300روپے کی کمی کا اعلان کیا ہے۔ حکومت پنجاب بھی اس اقدام میں اپنا حصہ ڈالے گی۔ اس مقصد کے لئے آئندہ بجٹ میں 11۔ارب 60 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی جا رہی ہے۔"یہ کتنی عجیب و غریب بات ہے یعنی وزیراعظم package کا اعلان کر رہا ہے کہ 400 روپے فی بوری کھاد سستی ہو جائے گی ہم اس پر سبسڈی دے رہے ہیں اور محترمہ کہہ رہی ہیں کہ "اسیں حصہ پانااے ساڈے کولو پیسے لے لو، تہانوں کی لوڑ اے مرکزتوں خرچ کرن دی"یعنی کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ اس 50۔ارب روپے میں سے تقریباً 12۔ارب روپے سیدھا سیدھا اڑ گیا۔ وزیراعظم سستی کھاد کا اعلان کر رہا ہے اور پیسے ہم لوگ آگے بڑھ بڑھ کر پیش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی چیزیں انتہائی مضحکہ خیز ہیں۔ پھر آگے جاکر یہ کہتی ہیں کہ "کھاد، پانی، بیج جیسی زرعی ضروریات کی بروقت اور سستے داموں فراہمی کے لئے ساڑھے چار لاکھ سے زائد چھوٹے کاشتکاروں کو بنکوں اور مالیاتی اداروں کی وساطت سے 100۔ارب روپے سے زائد مالیت کے قرضہ جات فراہم کئے جائیں گے۔اس مد میں تمام interest حکومت پنجاب برداشت کرے گی۔اس مقصد کے لئے 17۔ارب 70 کروڑ روپے کی رقم بطور سبسڈی مختص کی جا رہی ہے۔"آپ اندازہ کریں کہ 13۔ارب روپے پہلے نکل گیا اور کاشتکاروں کو ہم قرضے لے کر دیں گے اور 18۔ارب روپے یہ بھی نکل گیا۔اس طرح سے 30,31۔ارب روپے تو گیا اور ابھی کسان کے ہاتھوں براہ راست کوئی چیز نہیں لگی۔ان کا interest rate 16 percent ہے۔آپ کے ساتھ انڈیا ہے ایگریکلچر مقاصد کے لئے تمام کمرشل بنکوں سے 4فیصد پر loan ہے۔

جناب سپیکر!میں نے پری بجٹ سیشن میں بھی یہ عرض کیا تھا کہ آپ ایک کسان کریڈٹ کارڈ جاری کریں۔ بھکاریوں کی طرح لوگوں کو ذلیل و خوار کرنے کا طریقہ چھوڑ دیں کہ چند ہزار کاشتکاروں کو قرضے دلوائیں۔آپ ایک پالیسی بنائیں اور کسان کو ہر مالیاتی ادارے سے چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو حکومت ان کو پابند کرے کہ اگر کسی کے پاس ایک ایکڑ زمین بھی ہے تو چونکہ وہ دس پندرہ لاکھ روپے ایکڑ سے کم نہیں ہے تو اس ایک ایکڑ زمین کو وہاں پر pledge کرے، اس کی ایک limit دس، پندرہ لاکھ مقرر

کر دے اور اس کو ایک کریڈٹ کارڈ جاری کر دے۔ وہ کریڈٹ کارڈ زمیندار کی جیب میں ہو۔ وہ آڑھتیوں، بیوپاریوں، ناگہانی و آسمانی آفتوں سے بچنے کے لئے اپنے جانور نہیں بیچے گا، وہ اپنی فصل اونے پونے نہیں بیچے گا بلکہ وہ انتہائی نامساعد حالات میں اپنی جیب سے کریڈٹ کارڈ نکالے گا اور ایک honourable طریقے کے ساتھ بنک میں جائے گا۔ وہاں سے اپنی ضرورت کے مطابق پچاس ہزار، ایک لاکھ، دو لاکھ، چار لاکھ loan لے گا کیونکہ اس کی ایک limit منظور ہے۔ اس loan سے اپنی ضرورت پوری کرے گا اور جونہی اس کے پاس رقم آئے گی وہ جاکر بنک میں واپس کرا دے گا۔ یہ ایک honourable طریقہ ہے اس کو تو اختیار نہیں کیا اور بھکاریوں کی طرح اپنے منظور نظر لوگوں کو نوازنے کے لئے آپ نے 17۔ارب 60 کروڑ روپے کی سبسڈی رکھ دی ہے۔

جناب سپیکر! یہ آگے فرماتی ہیں کہ "کپاس کے موجودہ بحران کو حل کرنے کے لئے Cotton Seed Reform Project کا آغاز کیا جا رہا ہے میں اس پراجیکٹ کے لئے آئندہ مالی سال کے دوران 3۔ارب روپے مختص کرنے کا اعلان کر رہی ہوں۔ اس پراجیکٹ کا مقصد مختلف بیماریوں کے خلاف مزاحمت رکھنے والے بیج کی ٹیکنالوجی حاصل کرنا ہے۔ اس بیج سے کپاس کے دس لاکھ کاشتکاروں کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ ہوگا اور کپاس کی مجموعی پیداوار ایک کروڑ گانٹھ تک چلی جائے گی۔" کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج اگر سب سے زیادہ تباہی ایگریکلچر سیکٹر کے اندر ہوئی ہے تو وہ کپاس کے کاشتکاروں کی ہوئی ہے۔ 165۔ارب روپے کا نقصان پچھلے سال کپاس کے کاشتکاروں کا ہوا ہے۔ ان کی فصل کو کیڑا لگ گیا اور پوری فصل تباہ و برباد ہو گئی۔ کسی نے ان کے آنسو بھی نہیں پونچھے۔ پچھلے سال دس ملین گانٹھ کپاس پیدا ہوئی تھی اور اس بار 6 ملین گانٹھ کپاس پیدا ہوئی۔ اس میں 40 فیصد کا سیدھا سیدھا decline آیا ہے۔ کسان کی بہتری کو لالی پاپ دینے کے لئے جس طرح اس بجٹ میں رکھا ہے آج سے 8 سال پہلے، 7 سال پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب نے پنجاب کاٹن بورڈ کا اعلان فرمایا تھا جس کا چیئرمین چیف منسٹر خود ہے۔ اس کی دو میٹنگیں ہوئیں اور پچھلے سات سالوں میں ایک میٹنگ نہیں ہوئی۔ یہ حکمرانوں کی seriousness ہے، ان کی کوئی پالیسی نہیں ہے۔ کسان اُجڑ گئے، بک گئے، مر گئے اور کاٹن کی فصل تباہ و برباد ہو گئی۔ انہوں نے 165۔ارب روپے کا نقصان کروالیا، ہوش انہیں اب آیا ہے۔ بیج کے بارے میں کوئی ریسرچ کا طریقہ ہے اور نہ کوئی standard بیج ہے۔ دو نمبر بیج سمگلنگ ہو کر آتے ہیں اور کسان ان بیجوں سے اپنی فصل کاشت کرنے پر مجبور ہے۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر کھاد کے حوالے سے بات کروں گا وزیراعظم نے جس سبسڈی کا ذکر کیا ہے اس کے بعد یوریا کھاد کی قیمت 1500,1400 روپے فی بوری ہونی چاہئے جو ابھی تک نہیں ہوئی۔ انڈیا میں یہ کھاد 450 روپے فی بوری ہے جس کو پاکستانی روپوں میں convert کر لیں تو تقریباً 750 روپے بنتے ہیں۔ یہاں پر اس کے profit کا margin سو فیصد کیوں ہے، سو فیصد مہنگی کیوں ہے؟ ڈی اے پی کھاد یہاں پر 3400 ہے جو 4500 روپے تک گئی ہے۔ جب آلو کی فصل کاشت ہو رہی تھی تو stockists مصنوعی shortage پیدا کر دیتے ہیں، وہ shortage انہوں نے پیدا کی اور لوگوں نے مجبور ہو کر 4400 روپے کی ڈی اے پی کھاد کی بوری لے کر ڈالی ہے۔ آج کل 3600 روپے کی ڈی اے پی کھاد کی بوری مل رہی ہے اور انڈیا میں یہ بوری 1700 روپے کی ہے۔ یہاں پر بھی ڈبل کا فرق ہے، سو فیصد اضافہ ہے۔ اب آپ یہ تماشا دیکھیں کہ اس کھاد کی لاگت کیا ہے؟ اگر کوئی جانیں، دیکھے تو اس کی cost 600 rupees per bag ہے۔ اب تین گنا منافع پر 200 فیصد منافع۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو 600 روپے کے حساب سے contract دلوا دیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے نہ دلوائیں آپ ان کسانوں کو دلوائیں۔ آپ دلچسپ بات سنیں کہ Angro fertilizer ایک company ہے جس نے آج سے دو تین سال پہلے سوئی گیس کی بندش کا بہانہ بنا کر کھاد جو 900 روپے قیمت میں فی بوری available تھی اسے 1800 روپے فی بوری تک لے گئے۔ اب پچھلے دو سال سے انہیں گیس کا کوٹا بحال کر دیا گیا ہے اور وہ بجلی کی بجائے گیس سے کھاد بنا رہے ہیں تو اب یہ قیمت 900 سے 1000 روپے فی بوری ہونی چاہئے تھی لیکن آج بھی اس کی قیمت اسی طرح سے ہے۔ یہ Angro fertilizer کو دیکھنا پڑے گا اور اس کی تہہ میں جانا پڑے گا کہ اس میں کس کس کی شراکت داری ہے اور اس پر اتنی مہربانیاں کیوں ہیں۔ اس کے باوجود اس کھاد کا 80 فیصد کنٹرول اس Angro fertilizer کے ہاتھ میں ہے جب چاہے اربوں روپے کسانوں سے لوٹ لے اس کی سالانہ آمدن ایک بلین ڈالر ہے۔

جناب سپیکر! آپ ان کی پچھلے دو سال کی statement نکلوا کر دیکھیں کہ ان کو ایک ارب ڈالر کا منافع ہوا ہے۔ یہ حکمرانوں کا کام ہے کہ اس کی تہہ تک پہنچیں تاکہ کسان بے چارہ جو پس رہا ہے اس کی تھوڑی بہت شنوائی ہو سکے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جو پچھلے 70 سال سے ہمارا ایگریکلچر صوبہ ہے، یہ food basket تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ لاہور صوبہ کا Provincial Head Quarter ہے آپ

بادامی باغ چلے جائیں، پنجاب کے لوگوں کو کوئی سبزی ٹماٹر، ادرک، پیاز، لیمن اور لہسن مقامی نہیں مل رہی۔

جناب سپیکر! میں حلفاً روزے سے یہ کہہ رہا ہوں کہ میں چند دن پہلے بادامی باغ گیا اور مجھے پوری منڈی میں گھومنے سے local product کوئی نہیں ملی، ہاں لوگوں نے کہا کہ انڈیا کی products ہیں تو میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا کہ خدارا یہ صوبہ جو کبھی پوری دنیا کو اناج سپلائی کرتا تھا، یہ صوبہ جو کبھی food basket تھا آج یہ دن بھی اس پر آنا تھا کہ یہاں ٹماٹر بھی باہر سے آرہے ہیں، ادرک بھی باہر سے آ رہی ہے، پیاز بھی باہر سے آرہا ہے اور لیموں بھی انڈیا کا آرہا ہے تو آپ سوچیں کہ ہمارے کاشتکار کا کیا حال ہوگا، حکومت زرعی پالیسی کب اس طرح کی بنائے گی کہ جس سے اس صوبے کے کسانوں کو سہارا ملے؟ یہاں سرحد سے اس پار دس کلو میٹر باہر چلے جائیں تو 60 سے 65 من فی ایکڑ پیداوار ہے اور اگر آپ دس کلو میٹر ادھر لاہور یا پورے پنجاب میں آ جائیں تو 30 سے 35 من فی ایکڑ پیداوار ہے۔ اس کا کون ذمہ دار ہے، کیا حکمران ذمہ دار نہیں ہیں، کیا وہ ہندو ہم سے زیادہ محنتی ہیں اور کیا وہ ہم سے زیادہ کاریگر ہیں؟ نہیں، ان کی حکومتوں نے کسان کے لئے ایگریکلچر پر کام کیا ہے۔ انہوں نے زبانی جمع خرچ نہیں کیا، ریسرچ کی ہے، ادارے بنائے ہیں، نئے نئے بیج نکالے ہیں اور ان experiment کے بعد ان کا کسان آج ہم سے 100 فیصد زیادہ بہتر ہے۔ اخراجات وہی ہیں، کھاد بھی وہی پڑتی ہے، پانی بھی اسی طرح لگتا ہے اور محنت بھی اتنی ہے لیکن وہ 65 من فی ایکڑ پیداوار لے رہے ہیں اور ہم ادھر 30 سے 32 من فی ایکڑ پیداوار لے رہے ہیں۔ یہ حکومت اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا total failure ہے اس میں کوئی ریسرچ نہیں ہوئی کہ فی ایکڑ پیداوار کس طرح سے بڑھائیں۔ بیج کے لئے کوئی ادارہ نہیں ہے، ایک سیڈ کارپوریشن ہے سالہا سال سے وہ کچھ زمینداروں کو سیڈ فراہم کر دیتی ہے اور ان کی فصل اٹھا لیتی ہے۔ بس "اللہ اللہ خیر صلا" کوئی اس طرح کا mechanism موجود نہیں ہے کہ جس میں آپ اس پر ریسرچ کریں کہ فی ایکڑ پیداوار کو کس طرح سے بڑھایا جا سکتا ہے۔ یہ حالیہ دنوں میں باردانہ پر جو تماشا ہوا ہے اور اسمبلی میں بھی اس پر بات ہوئی۔ اب تک اس کی بازگشت دیہاتوں میں بلند ہو رہی ہے لوگ رو پیٹ رہے ہیں، لوگوں کو اپنے سال کے اخراجات کے لئے بھی گندم سے وہ پیسے نہیں ملے اور ایک کاشتکار جو سارا سال محنت کرتا ہے بلکہ اس کی پوری فیملی محنت کرتی ہے اس کے بچے بھی محنت کرتے ہیں اور گھر کی خواتین بھی کام کرتی ہیں۔ گوڈی کرنے، پانی لگانے میں اور کھاد دینے میں پورا کنبہ ان چند ایکڑوں پر کام

کرتا ہے لیکن وہ چند ایکڑوں کی کمائی سے اپنی دو وقت کی روٹی کا رشتہ برقرار نہیں رکھ سکتے اور اس کسمپرسی کے بارے شاید شاعر مشرق نے کہا تھا کہ:

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ support price کے حوالے سے ڈرامہ بھی حکومت کو بند کر دینا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، please wind up کریں، آپ مہربانی کرکے دوسروں کا بھی خیال کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ابھی تو صرف زراعت پر بات کی ہے میرے اٹھارہ محکمے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! پھر آپ to the point بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں to the point بات کر رہا ہوں، میں بجٹ کا پوسٹ مارٹم کر رہا ہوں، اس صوبے کے اندر جو تباہ حالیاں جاری ہیں، جو تباہ کاریاں ہو رہی ہیں، جو فنانشل ڈاکے پڑ رہے ہیں ان کو مجھے بے نقاب کرنے دیں، یہ سال میں ایک دفعہ موقع ملتا ہے۔ اگر میں کوئی غلط بات کروں گا تو مجھے ٹوک دیجئے گا۔ میں facts and figures کے ساتھ بات کر رہا ہوں، میں کوئی اِدھر اُدھر کی باتیں نہیں ملا رہا۔

جناب سپیکر: جی، دوسروں کا بھی خیال کریں ان کا بھی حق ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ مجھے اس پر بات کرنے دیں یہ پنجاب کے دس کروڑ عوام کے حقوق اور ان کے مسائل کی بات ہے۔ میں ایک بات یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے ایک سال سے حکمرانوں کو کسانوں اور زراعت کا دورہ پڑ گیا ہے، ہر تقریر میں ذکر ہے، وزیراعظم بھی package کا اعلان کر رہا ہے، وزیراعلیٰ بھی package کا اعلان کر رہا ہے اور وزراء بھی بھاگے ہوئے ہیں، بجٹ کے اندر دو تین صفحے بھی کالے کر دیئے ہیں کہ کسان کسان کسان، بھائی! کسان کے ساتھ آپ کیا کر رہے ہیں؟ 17 فیصد جی ایس ٹی زرعی آلات، کھادوں، بیجوں اور پیسٹی سائیڈ پر دنیا میں کسی جگہ نہیں ہے۔ اب وزیراعلیٰ نے کچھ فیصد کمی کا اعلان کیا ہے، اب اللہ کرے کہ اس پر عمل ہو جائے۔ آپ نے یہاں پر سرنج پکڑی ہوئی ہے اور کسان کے خون کا آخری قطرہ بھی

نکالنے کے لئے تیار ہیں۔ بیوپاری انہیں چمٹا ہوا ہے ،آڑھتی انہیں چمٹا ہوا ہے ، ٹیکس انہیں نہیں چھوڑتے، جی ایس ٹی اور بجلی کے بل نے ان کی رات کی نیندیں حرام کی ہوئی ہیں۔آپ ایک کام کریں کہ پورے سسٹم کو subsidies کریں،آپ دیکھیں کہ پوری دنیا کے اندر یورپ میں سبسڈی 37 فیصد ہے، امریکہ میں 26 فیصد سبسڈی ہے ،چین میں 34 فیصد سبسڈی ہے اور ہمارے پڑوسی ملک میں 23 فیصد سبسڈی ہے۔آپ سبسڈی کے اس نظام کو بحال کریں ،اگر آپ زمیندار کے ساتھ مخلص ہیں ،اگر آپ چاہتے ہیں کہ زمیندار بھی عزت وآبرو کے ساتھ گزارہ کر سکے تو آپ کو یہ ہر صورت میں subsidies system کو بحال کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! اب میں اس طرف آتا ہوں کہ ہمارے کسان کے ساتھ زیادتی کیا ہو رہی ہے ؟اگر آپ کسان کی بہتری چاہتے ہیں،ایک فلیٹ ریٹ ہوتا تھا اور زمیندار کو سہولت تھی کہ دس ہزار روپے فلیٹ ریٹ پر جتنا بھی پانی استعمال کرنا ہے آپ کر لیں۔وہ facility اور subsidy حکومت نے ختم کر دی ہے۔اب ادھر 8 روپے 85 پیسے فی یونٹ زمیندار کو بجلی ملتی ہے،اب وزیر اعظم کہتے ہیں کہ ہم اس میں 2 سے 3 روپے فی یونٹ قیمت کم کر دیں گے۔جب ہو گا تو پتا چلے گا کہ کم ہوتا ہے یا نہیں ؟انڈیا میں ایک فیصد فی یونٹ بجلی کی cost ہے بلکہ almost وہاں پر بجلی فری ہے اور یہاں پر ہم کسان کو دونوں ہاتھوں سے رگڑا دے رہے ہیں اور پھر ہم کہتے ہیں کہ کسان کو ریلیف دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر دو سے تین تجاویز محترمہ وزیر خزانہ کو دینا چاہوں گا کہ اگر آپ زمیندار کے ساتھ مخلص ہیں تو زرعی inputs پر تمام قسم کے ٹیکس ختم کر دیں اور آپ زراعت میں سبسڈی کا نظام بحال کریں،آپ فصلوں کی انشورنس کی پالیسی اپنائیں۔کسان کریڈیٹ کارڈ کا میں نے آپ سے ذکر کر دیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ تمام اضلاع میں کسان میلوں کا اہتمام کریں،اضلاع میں اگر ممکن نہیں ہے تو آپ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر اس کا اہتمام کریں۔وہ کسان جو اپنے کھیت کے اندر صبح شام محنت کرتا ہے، جو سب سے زیادہ پیداوار لے کر آتا ہے اس کو انعام دیں۔آپ کسان میلوں کا اہتمام سرکاری سرپرستی میں کریں، ضلعی سطح پر وزیر خوراک جائیں،ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر وزیر اعلیٰ خود جائیں،پورے ڈویژن میں جس کاشتکار کی کوئی achievement ہے، جس کی سب سے زیادہ فی ایکڑ پیداوار ہے، جس نے سب سے اچھے دودھ دینے والے جانور پالے ہیں، جس نے کوئی نئی اختراع کی ہے ان کسان میلوں میں کسانوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔حکومتی سطح پر ماڈرن زرعی آلات متعارف کروائے جائیں کیونکہ ہمارے کسان سینکڑوں سالوں کے روائتی طریقوں پر ابھی تک لگے ہوئے ہیں۔اس

وقت چھوٹے چھوٹے زرعی آلات پوری دنیا میں introduce ہو چکے ہیں جس سے کسان کی آمدن میں بے پناہ اضافہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں تعلیم کی طرف آتا ہوں۔ 16-2015 کے بجٹ میں پنجاب حکومت نے "بڑھو پنجاب، پڑھو پنجاب" کا نعرہ لگا کر عوام کو بتایا کہ تعلیم کے لئے 310۔ارب روپے مختص کر دیئے گئے ہیں۔ اب سال 17-2016 میں وزیر خزانہ نے پھر اسی نعرہ کا سہارا لیتے ہوئے، اس سال تعلیم پر جو رقم مختص کی ہے، اس میں وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کرتے ہوئے بڑے فخر سے یہ بتایا کہ سکولوں کے ترقیاتی بجٹ میں 71 فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے۔ مگر یہ بتانا گوارا نہیں کیا کہ اس معزز ایوان کو یہ بھی بتائیں کہ سکول ایجوکیشن کے لئے مختص 19۔ارب 73 کروڑ روپے میں سے صرف 59 فیصد فنڈز استعمال ہو سکے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن کے لئے 11۔ارب 25 کروڑ روپے مختص تھے یہاں بھی 61 فیصد فنڈز کا استعمال ہوا۔ سپیشل ایجوکیشن کے لئے 84 کروڑ 90 لاکھ روپے رکھے گئے تھے ان میں سے صرف 29 فیصد فنڈز استعمال ہوئے۔ لٹریسی کے لئے ایک ارب 86 کروڑ 90 لاکھ روپے مختص تھے اس میں سے صرف 51 فیصد فنڈز استعمال ہو سکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے سال خستہ سکولوں کی عمارتوں کی تعمیر نو کے لئے، renovations کے لئے 8۔ارب 52 کروڑ روپے رکھے گئے تھے، اس سال بجٹ کی دستاویز میں سے اس سکیم کا نام و نشان مٹا کر ایک نئی سکیم کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! تازہ ترین سروے کے مطابق پنجاب میں ایک کروڑ 14 لاکھ بچے جو کہ school going age کے ہیں وہ اس وقت بھی سکولوں سے باہر ہیں۔ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ یہ ہمارا آئینی تقاضا ہے، آئین کے آرٹیکل (A)25 کے مطابق ریاست کی ذمہ داری ہے کہ پانچ سے پندرہ سال کی عمر کے ہر بچے کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کی جائے گی۔ کیا یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ ایک کروڑ 15 لاکھ بچے اب تک سکولوں سے باہر کیوں ہیں؟ اتنے بلند و بانگ دعوؤں کے باوجود اس پرائمری ایجوکیشن کے پھیلاؤ کے لئے اور ان بچوں کو سکولوں میں لانے کے لئے حکومت نے کوئی کامیابی حاصل نہیں کی۔ پنجاب کے سات ہزار سکولوں کی عمارتوں کو خطرناک جبکہ 900 عمارتوں کو انتہائی خطرناک قرار دیا گیا ہے۔ پچھلے بجٹ میں سکولوں کے از سر نو تعمیر کے لئے 8۔ارب 51 کروڑ روپے مختص تھے اور ابتدائی طور پر 4۔ارب 25 کروڑ روپے جاری کئے گئے ہیں۔ جن سکولوں میں بنیادی سہولتیں، چار دیواری، فرنیچر پانی اور لیٹرینوں کے لئے جاری کئے گئے لیکن دسمبر 2015 تک چھ تا سات فیصد رقم خرچ کی جا سکی تھی۔ پنجاب کے سرکاری سکولوں کی تعداد اس وقت 57 ہزار 998 ہے، گھوسٹ سکولوں کی تعداد 15 ہزار

ہے، مکمل عمارات والے سکولوں کی تعداد 11ہزار 123 ہے، چار دیواری کے بغیر سکولوں کی تعداد 8ہزار 7 ہے۔ پینے کے پانی سے محروم سکولوں کی تعداد 6ہزار 220 ہے، ایک کمرے پر مشتمل سکولوں کی تعداد 4ہزار ہے۔ آج سے چند دن پہلے سارا دن میڈیا کے اندر جاتی امرا سے ملحقہ سلطانکے ایک گاؤں ہے، وہاں پر لڑکوں کا جو ہائی سکول ہے اس کو سارا دن ٹی وی کے مختلف چینلز پر دکھایا جاتا رہا ہے کہ کس طرح سے بچے دھوپ میں، درختوں کے نیچے چار دیواری کے بغیر بیٹھے ہوئے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اگر لاہور شہر میں اس طرح سے ہو رہا ہے تو باقی شہروں میں کیا حال ہو گا۔ یہ تو ایک واقعہ ہے جو اس وقت مختلف چینلز نے دکھایا کہ بچے دھوپ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ علاقہ وزیراعظم کی رہائش سے ایک کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اگر لاہور شہر میں یہ حالات ہیں تو باقی شہروں کے متعلق آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان کی کیا صورتحال ہو گی؟ جنوبی پنجاب کے بعض اضلاع جیسے بہاولنگر، بہاولپور راجن پور اور لیہ میں سینکڑوں سکول ایسے بھی ہیں جہاں پر وڈیرے اور زمیندار قابض ہیں، سکولوں کی عمارتوں میں گھوڑے اور مویشی بندھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات کے اندر حکومت پانچ ہزار سکولوں کو privatize کر رہی ہے۔ آپ نے یہ بھی دیکھا ہو گا کہ اساتذہ مسلسل سڑکوں پر آکر اپنے مطالبات کے لئے احتجاج کر رہے ہیں اور دھمکی دے رہے ہیں، دھرنا دے رہے ہیں، حکومت کو اس روش، فیصلے سے باز رکھنے کے لئے احتجاج کر رہے ہیں کہ ان پانچ ہزار سکولوں کو privatize نہ کیا جائے۔ یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ ریاست کی جو بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے وہ کسی بھی شہری کے لئے تعلیم، صحت، اس کے جان و مال کا تحفظ اس کی اوّلین اور بنیادی ذمہ داری ہے لیکن حکومت کا، حکمرانوں کا mindset کیا ہے؟ پچھلے اٹھارہ سال سے انہوں نے اپنے آپ کو ان چیزوں سے بری الذمہ قرار دے دیا ہے اور پرائیویٹ سیکٹر کے رحم و کرم پر سب کچھ چھوڑ دیا گیا ہے۔ آج گلی گلی، گھر گھر چھوٹے چھوٹے نئے سکول کھلے ہوئے ہیں، ہر گلی کے corner پر آپ کو کوئی نہ کوئی بورڈ لگا ہوا نظر آئے گا کہ یہ پرائیویٹ سکول ہے۔ وہ سکول جو آج سے بیس تیس سال پہلے، جن سکولوں میں خود ہم نے تعلیم حاصل کی ہے، جو اپنے زمانے کے اچھے سکول سمجھے جاتے تھے ان میں جونیئر ماڈل سکول تھے۔ اسی طرح پبلک کے دوسرے گورنمنٹ سکول تھے جن میں سارے لوگ تعلیم حاصل کرتے تھے لیکن آج ان کی حالت انتہائی دگرگوں ہے۔ وہاں پر سٹاف نہیں ہے اور ان پر حکومت کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ حکومت کی ساری توجہ یہ ہے کہ اس بلا سے کسی طرح ہم جان چھڑا لیں اور سب کچھ پرائیویٹ سیکٹر کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ پرائیویٹ سکولوں

کی جو فیسیں ہیں، اب اس کی regularity کے لئے ایک بل ہم نے پیش کیا ہے جو پاس بھی ہو گیا ہے، اس سے شاید کوئی بہتری آ جائے لیکن شتر بے مہار کی طرح اور mushroom کی طرح یہ پرائیویٹ سکولوں کا نیٹ ورک پالا ہوا ہے۔ خدارا میں یہ کہتا ہوں کہ آپ پرائیویٹ سکولوں کی جو حالت زار ہے اس کی طرف توجہ دیں اور اس انتہائی اہم شعبہ کو آپ نظر انداز نہ کریں، اس کو پرائیویٹ سیکٹر کے حوالے نہ کریں بلکہ آئین کے آرٹیکل 25(A) کے تحت بچوں کو سکول لے جانا ریاست کی جو آئینی ذمہ داری ہے اس کے پیش نظر آپ اس پر بھرپور توجہ دیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے بجٹ کا بھرپور استعمال ہونا چاہئے جو کہ بہت ضروری ہے۔ پرائمری سکولوں کو نظر انداز کیا گیا ہے، یہ جو ایک کروڑ پندرہ لاکھ بچے ہیں، اسی صورت میں سکولوں میں جائیں گے جب آپ ان سرکاری سکولوں کی طرف توجہ دیں گے اور سرکاری سکولوں کی حالت کو بہتر کریں گے۔ پرائمری تعلیم کو priority basis پر توجہ دیں، پانچ جماعتیں اگر کسی غریب کا بچہ پڑھ لے گا، جو اردو لکھنے پڑھنے کے قابل ہو جائے تو وہ اپنے روزگار کے قابل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کے حوالے سے بات کروں گا حکومت نے 16-2015 کے بجٹ میں صحت عامہ کے فروغ اور بہترین علاج معالجہ کے جدید سہولیات کا اعلان کیا۔ اس شعبہ کے لئے 166۔ارب 13 کروڑ روپے مختص کئے۔ اس شعبہ میں فنڈز کے استعمال کی شرح 38 فیصد رہی۔ انشورنس کارڈ کی مد میں مختص ایک ارب 49 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے لیکن ابھی تک یہ سکیم پنجاب میں شروع نہیں ہو سکی۔ اس کے علاوہ اقلیتوں کی میڈیکل سہولیات کے لئے 19 کروڑ روپے رکھے گئے تھے جو استعمال نہیں کئے جا سکے۔ اس سے آگے مرکزی حکومت کی طرف سے مختلف بیماریوں کو کنٹرول کرنے کے لئے فیڈرل گرانٹ کے لئے ایک ارب 62 کروڑ روپے دیئے گئے۔ ان میں سے صرف 93 کروڑ روپے استعمال ہو سکے۔

جناب سپیکر! ماں اور بچے کی صحت کے پروگرام پر تقریباً ایک ارب روپے سے زائد رقم دی گئی جس میں سے 63 کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ National Blind Control Programme کے 12 کروڑ روپے میں سے 6 کروڑ روپے خرچ ہو سکے۔ اسی طرح ٹی بی کنٹرول پروگرام کے لئے 96 لاکھ روپے میں سے صرف 10 لاکھ روپے استعمال کئے جا سکے۔ مجموعی طور پر محکمہ صحت کے 2۔ارب روپے سے زائد کے فنڈز واپس کر دیئے گئے۔

جناب سپیکر! ہمارے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ 2-ارب روپیہ جو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا تھا جس سے صحت کے شعبے میں بہتری آنا تھی آپ نے اسے واپس کر دیا اور اس وقت اس شعبے کی جو حالت ہے اس پر کانوں کو ہاتھ لگانے کو دل کرتا ہے۔ آج سے دو ماہ پہلے میں نے اپنے چند معزز ممبران اسمبلی کے ساتھ لاہور اور اس کے گرد و نواح کے ہسپتالوں میں visit کیا، آپ اندازہ کریں کہ میو ہسپتال جو ایشیا کا سب سے بڑا ہسپتال ہے جو پاکستان اور لاہور کا تو ہے ہی ہے ہم وہاں پر اچانک visit کرنے کے لئے گئے تو انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہاں پر ایم آر آئی مشین نہیں ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایشیا کے سب سے بڑے ہسپتال میں ایم آر آئی مشین نہیں ہے وہاں پر ایک سو مریضوں کی قطار لگی ہوئی تھی ہم نے ان سے انٹرویو کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ آج ہمیں پرچی دے دیں گے کہ جنرل ہسپتال، جناح ہسپتال یا کسی پرائیویٹ ہسپتال سے ایم آر آئی کروا کر لے آئیں اور اس کی رپورٹ کے بعد آپ کا علاج شروع ہوگا۔ تین دن سے لاہور اور لاہور سے باہر کے علاقوں سے بھی بے چارے لوگ آئے ہوئے تھے۔اس کے بعد ہم ایمرجنسی میں گئے وہاں 150 لوگوں کی گنجائش ہے لیکن وہاں دو سے اڑھائی ہزار لوگ روزانہ میو ہسپتال کی ایمرجنسی کے اندر آتے ہیں۔ان آنکھوں نے دیکھا کہ ایک بیڈ پر تین تین لوگ پڑے تھے، کسی کا سر پھٹا ہوا ہے، کسی کی stitching ہو رہی ہے کسی کو انجکشن لگا ہوا ہے اور کسی کو گلوکوز کی بوتلیں لگی ہوئی ہیں اور ایک ایک بیڈ پر تین تین لوگ پڑے ہیں اور جب بیڈ ختم ہو گئے تو مریض نیچے زمین پر چادریں بچھا کر لیٹے ہوئے تھے اور وہیں انہیں treatment دیا جا رہا تھا۔ یہ ہمارے Capital لاہور کے میو ہسپتال کا حال ہے۔ شاید اس سال سرجیکل ٹاور کے لئے کچھ پیسے رکھے ہیں وہ عمارت دس سال سے ان کا منہ چڑا رہی ہے چار سو بیڈ کے اس ٹاور کو deliberately فنڈز نہیں دیئے جا رہے کہ یہ چودھری پرویز الہٰی کے دور میں بنا تھا۔ بھائی یہ کیا بات ہے اور یہ کیا mind-set ؟ وزیر آباد کارڈیالوجی ہسپتال پورے ڈویژن کو feed کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر! Ultimately یہ ہوتا ہے کہ جب آپ نے وہاں پر وہ ہسپتال چالو نہیں کیا تو اس پوری ڈویژن کے پانچوں اضلاع کے سارے مریض بھاگ کر پی آئی سی لاہور آ جاتے ہیں۔ میں آپ کو دعوت دوں گا اور کسی دن اچانک وزیر خزانہ بھی میرے ساتھ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی چلیں اور دیکھیں کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ میں یہ ایمرجنسی بلاک کی بات کر رہا ہوں کہ کرسیوں پر، ویل چیئرز پر لوگوں کو drips لگی ہوئی ہیں، لوگ نیچے پرنے بچھا کر لیٹے ہوئے ہیں اور وہیں انہیں first aid دی جا رہی ہے ایک ایک بیڈ پر تین تین، چار چار لوگ لیٹے ہوئے ہیں وہاں سانس لینا دشوار ہو رہا ہے، وہاں

کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہے۔ وہاں پر جو مریض اپنا ٹیسٹ کرواتا ہے پہلے ہفتوں لگ جاتے ہیں لیکن اس کی باری نہیں آتی جب باری آ جائے اور اگر کسی کا surgical treatment ہے تو اسے سالوں کی تاریخ دے دی جاتی ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ جس مریض نے فوری operate ہونا ہے وہ غریب آدمی ہے چونکہ دل کا مہنگا علاج ہے وہ stent نہیں ڈلوا سکتا اور وہ بائی پاس نہیں کروا سکتا چونکہ اس کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ وہ نازک حالت میں جاتا ہے لیکن اس کے باوجود اسے چھ ماہ اور ایک سال کی date دے دی جاتی ہے، کوئی آدمی مرتا ہے تو مر جائے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں لاہور کی بات کر رہا ہوں باہر پر بھی دو منٹ بات کروں گا۔ یہاں موہلنوال میں ڈینٹل ہسپتال کی اربوں روپے کی لاگت سے نہر کے کنارے پر بلڈنگ کھڑی ہے لیکن وہاں سٹاف نہیں دیا اور وہ ہسپتال functional نہیں ہے وہاں کوئی کام نہیں ہو رہا۔ کہاں ہے وزیر صحت؟ اتنا اہم محکمہ وزیر صحت کے بغیر چل رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے ذہن میں یہ بات کیوں نہیں آتی کہ یہ اپنے اختیارات کو decentralize کریں۔ یہ اتنا اہم شعبہ ہے، صحت سے اوپر کوئی چیز نہیں ہے تعلیم بھی بعد میں آتی ہے اور باقی سب چیزیں بھی بعد میں آتی ہیں جب تک انسانی صحت بحال نہیں ہوتی تو کچھ بھی نہیں۔ وزیر قانون بیٹھے ہیں میں آپ کے توسط سے ان سے اور وزیر خزانہ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ ہاتھ باندھ کر وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو کہیں کہ آپ ہیلتھ کا کوئی independent منسٹر مقرر کر دیں اور وہ focus کریں چونکہ سارے مسائل کے لئے وزیر اعلیٰ کے پاس وقت نہیں ہے۔ ایک آدمی چوبیس گھنٹوں میں سے بیس گھنٹے کام کر سکتا ہے بائیس گھنٹے کام کر سکتا ہے لیکن ایک آدمی چوبیس گھنٹوں میں سے اڑتالیس گھنٹے کام نہیں کر سکتا۔ ان کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ انتہائی اہم بنیادی نوعیت کے محکموں کو بھی اپنے ہاتھ میں رکھیں؟ Why، ٹیم کے کسی فرد پر کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! لوگ مر رہے ہیں، لوگ تڑپ رہے ہیں، لوگوں کے پاس کوئی سہولت نہیں ہے اور لوگ آہ و بکا کر رہے ہیں۔ یہ صرف لاہور شہر کی بات نہیں ہے آپ کسی ضلع کے اندر چلے جائیں، کسی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں چلے جائیں، کسی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں چلے جائیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ وہ بچڑ خانے ہیں وہ ہسپتال نہیں ہیں۔ باہر سے stitching کے لئے بھی لوگوں کو ایمبولینس میں ڈال کر لاہور لے کر آنا پڑتا ہے۔ پچھلے دنوں لیہ کے اندر جو سانحہ ہوا جس میں زہریلی

مٹھائی کھانے سے 30/35 لوگ مارے گئے۔ یہ کیوں ہوا؟ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بنا ہوا ہے لیکن وہاں پر کوئی سہولت نہیں ہے، وہ diagnose نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر! میں خود لیہ کے اس گاؤں میں گیا ہوں اور ان متاثرہ خاندانوں سے مل کر جو دلخراش باتیں اور حقائق معلوم ہوئے ہیں میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی اب جاگ جانا چاہئے۔ آپ یہاں لاہور میں بیٹھے ہیں اور میں نے لاہور کے ہسپتالوں کا ایک سرسری سا خاکہ آپ کے سامنے رکھا ہے باہر تو کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہے۔ وہ تیس آدمی پھڑک پھڑک کر مر گئے ہیں ایک فیملی کے تیرہ لوگ مرے ہیں، ایک گھر کا معذور سربراہ اور اس کے آٹھ جوان بچے، ان کے گھر کی تین خواتین اور باقی بچوں نے چار دن تک تڑپ تڑپ کر جان دی ہے وہاں کوئی نہیں پہنچا۔ وزیر اعلیٰ پہنچا ہے، وزیر صحت تو کوئی تھا ہی نہیں، کسی ڈی سی او کو سمجھ آئی ہے اور نہ کسی کمشنر کی غیرت جاگی کہ یہ جو غریب تڑپ رہے ہیں، سسک رہے ہیں فوری طور پر ان کی جان بچانے کی کوشش کی جائے۔ لوگ وہاں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں گئے ہیں تو انہوں کہا کہ ایہہ تے نشتر دا کیس اے۔ وہاں سے نشتر ہسپتال میں مریض لے جانے کے لئے ایمبولینس پانچ ہزار روپے لے رہی ہے۔ ایک غریب کاشتکار جس کے درجن بھر لوگ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں تڑپ رہے ہیں وہ پانچ پانچ ہزار روپے دے کر دو پھیروں میں ان کو نشتر ہسپتال میں لے کر گیا لیکن وہاں پر انہوں نے زحمت ہی گوارا نہیں کی۔ انہوں نے ابتدائی treatment دے کر کہا کہ ٹھیک اے تسیں انہاں نوں لے جاؤ تو وہ وہاں سے واپس آ گئے۔ جب تھوڑا شور مچا اور کچھ لوگ مارے گئے پھر نشتر ہسپتال سے پیغام آیا کہ آپ مریضوں کو بھیج دیں۔ وہاں چار پانچ دنوں کے اندر درجنوں لوگ ایک ایک کر کے اللہ کو پیارے ہو گئے اور medical facilities نہ ہونے کی وجہ سے یہ لوگ مرے ہیں۔ ان کا خون کس پر ہے؟ حکمرانوں پر ہے، اس کا جواب دینا پڑے گا، آپ امین ہیں، لوگوں نے اپنے جان و مال کے تحفظ کے لئے آپ کو ووٹ دیئے ہیں۔ آپ اپنا حق حکمرانی تو استعمال کر رہے ہیں لیکن ان کی دادرسی کون کرے گا اور ان تیس لوگوں کا خون کس کے ہاتھ پر ہے؟

جناب سپیکر! پورے پنجاب کے انتہائی خوفناک حالات ہیں، میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ سے بھی کہتا ہوں کہ خدا کے لئے آپ تحصیل ہیڈ کوارٹر اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ایک ایک مثالی ہسپتال بنا دیں تو آپ کی دنیا بھی بہتر ہو جائے گی اور آپ کی آخرت بھی بہتر ہو جائے گی۔ آپ نے پنجاب کے دس کروڑ عوام کو بچڑوں اور قصابوں کے رحم و کرم پر چھوڑا ہوا ہے۔ یہ نظام زیادہ دیر نہیں چل سکتا اس کا ایک

saturation point آگیا ہے لوگ اپنے آپ کو پیٹ رہے ہیں۔چھوٹی سی بیماری کے لئے بھی لوگ بچوں اور بوڑھے مریضوں کو لاہور کی طرف لانے کے لئے rush کرتے ہیں اور یہاں لاہور کے ہسپتالوں کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ "کھٹی گڈی" کی تکمیل میں ایک سال کی تاخیر کر لیں۔ "کھٹی گڈی" دو سال کی بجائے تین سال میں بن جائے گی اور اس کے لئے مختص شُدہ فنڈز میں سے 50۔ارب روپے نکال لیں۔اس 50۔ارب روپے میں سے 2،2۔ارب روپے ہر تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال پر لگائیں تاکہ لوگوں کو علاج کی سہولتیں ان کے علاقوں میں ہی میسر آ سکیں۔آپ یہ "کھٹی گڈی" ایک سال بعد چلا لینا۔ہزاروں لوگ میڈیکل کی سہولتیں میسر نہ ہونے کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں للہذا ان کا خیال کریں اور اپنی ترجیحات کو بدلیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی یہ سب تجاویز اچھی ہیں لیکن ذرا مہربانی کر کے عوام کا بھی خیال رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! عوام کی بھلائی کے لئے ہی تو میں یہ ساری باتیں کر رہا ہوں۔حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے میرے بھائی ان باتوں کو بڑے غور سے سُن رہے ہیں اور appreciate بھی کر رہے ہیں لیکن ان کی مجبوری ہے کہ وہ تالیاں اور ڈیسک نہیں بجا سکتے۔میں یہ باتیں دل سے کر رہا ہوں اور جو حقائق ہیں وہی عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! WHO کہتا ہے کہ ایک ہزار افراد کے لئے ایک ڈاکٹر ہونا چاہئے۔اسی طرح دو سو افراد کے لئے ایک Dentist اور پانچ مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے ایک نرس مہیا ہونی چاہئے۔صوبہ پنجاب کے اندر اس وقت کیا صورتحال ہے؟ پنجاب کے اندر اس وقت یہ صورتحال ہے کہ 2173 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر میسر ہے یعنی اس وقت ڈاکٹروں کی تعداد double ہونی چاہئے۔یہاں ہمارے صوبہ میں 400 افراد کے لئے بھی ایک Dentist میسر نہیں ہے تو حکومت کے policy makers کہاں ہیں اور وہ کیا کر رہے ہیں؟ میڈیکل کالجوں میں جو کچھ ہو رہا ہے اگر میں وہ بیان کرنا شروع کر دوں تو بہت وقت لگے گا۔میڈیکل کالجوں کے حوالے سے بہت ہی خوفناک قسم کا data ہے۔میڈیکل کالجوں میں 70 فیصد تک لڑکیاں داخل ہو رہی ہیں اور اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو چند سال کے بعد آپ کو کوئی مرد ڈاکٹر نہیں ملے گا۔ہماری بہنیں جو اس وقت میڈیکل کالجوں میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں ان میں سے آدھی اپنی ڈیوٹی پر نہیں آئیں گی۔کیا حکمران سوئے ہوئے ہیں اور جب مشکل سر پر آن پڑے گی تو پھر یہ

سوچیں گے کہ اب کیا کریں؟ بھئی! اس کو چیک کریں اور میڈیکل کالجوں میں اس تعداد کو balance کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ 70 فیصد بچیاں اپنے talent کی بنیاد پر داخل ہوتی ہیں لیکن کیا یہ بچیاں THQs میں جا کر ڈیوٹی کر سکتی ہیں، کیا لاہور، فیصل آباد اور گوجرانوالہ کے شہروں میں رہنے والی بچیاں کسی تحصیل ہیڈکوارٹر کے اندر جا کر نوکری کر سکتی ہیں؟ ان علاقوں میں تو آپ کے مرد ڈاکٹر نہیں جاتے۔ وہاں تو ہفتے میں ایک دن مقرر ہے اور وہ وہاں پر ایک دو گھنٹے کے لئے ہو کر آ جاتے ہیں۔ انہیں کون پوچھنے والا ہے؟ پہلی بات یہ ہے کہ پانچ سالوں کے بعد آپ کے مرد ڈاکٹر بہت کم ہو جائیں گے دوسرا ہمارے ملک اور صوبے کا brain drain ہو رہا ہے۔ قابل ڈاکٹر حضرات اور کنگ ایڈورڈ یا دوسرے اچھے سرکاری میڈیکل کالجوں میں سے تعلیم حاصل کرنے والے ڈاکٹرز تیزی سے باہر جا رہے ہیں۔ وہ Step-1 and Step-II کرنے کے بعد امریکہ یا UK کی residency حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ ڈاکٹر FRCS کرنے چلے جاتے ہیں اور پھر وہیں settle ہو جاتے ہیں کیونکہ وہاں پر ان ڈاکٹروں کو بڑی charming salary ملتی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت انتہائی alarming صورتحال ہے۔ میں تجویز کروں گا کہ حکومت میڈیکل کالجوں کے داخلوں میں male and female کا توازن برقرار رکھے۔ جب 70 یا 80 فیصد بچیاں ڈاکٹر بنیں گی اور ان میں سے جب کچھ بچیوں کی شادیاں ہو جائیں گی تو وہ نوکری پر نہیں جائیں گی، وہ serve نہیں کر سکیں گی اور جو باقی بچیں گی ان سب کو لاہور کے اندر accommodate کرنا پڑے گا کیونکہ یہ بچیاں BHUs اور THQs میں نہیں جا سکتیں۔ حکمرانوں کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے لہٰذا حکومت اس حوالے سے نئے سرے سے پالیسی بنائے۔ میرے پاس اس وقت شعبہ صحت کے حوالے سے کافی تجاویز ہیں لیکن میں صرف یہ عرض کروں گا کہ آپ ایک full fledged وزیر صحت مقرر کریں۔ اسی طرح میڈیکل کالجوں میں داخلوں اور ہسپتالوں کے حوالے سے ایک جامع پالیسی نئے سرے سے مرتب کی جائے۔ موجودہ حکومت لاہور اور چند دوسرے بڑے شہروں میں میڈیکل کی سہولتیں میسر کر کے شور مچا دیتی ہے کہ ہم نے یہ یہ کر دیا ہے۔ خُدا کے بندو! 70 فیصد لوگ دیہاتوں میں رہتے ہیں۔ آپ لاہور اور چند بڑے شہروں کو چھوڑ کر باہر نکل کر لوگوں کے حالات دیکھیں۔ آپ تحصیل اور قصبوں کے اندر جا کر دیکھیں گے تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ جب ایک عام آدمی وہاں پر بیمار ہوتا ہے تو اس کے ساتھ کیا بیتتی ہے۔ ہمیں اس کی طرف آنا چاہئے اور حکومت

کو ترجیحی بنیادوں پر ان remote areas کے اندر لوگوں کو صحت کی سہولتوں کی فراہمی کے لئے ایک مربوط اور مؤثر منصوبہ بندی کرنی چاہیئے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر! پچھلے سال 16-2015 کے بجٹ میں لاء اینڈ آرڈر کے لئے ہم نے 109۔ارب اور 25 کروڑ روپے مختص کئے تھے۔ بجٹ میں بڑے شہروں کے لئے سیف سٹی پروگرام کے اجراء کا بھی اعلان کیا گیا تھا۔ اس سیف سٹی پروگرام کے تحت لاہور شہر کے لئے 4۔ارب روپے سے زائد کے فنڈز مختص کئے گئے تھے۔ وزیر خزانہ نے پچھلے سال کی اپنی بجٹ تقریر میں یہ کہا تھا کہ دسمبر 2015 تک لاہور کے اندر سیف سٹی پروگرام کے تحت مختص شدہ فنڈز ہم استعمال کر لیں گے اور یہ منصوبہ لاہور کے اندر جرائم پر قابو پانے میں انتہائی معاون ثابت ہوگا۔ بجٹ تقریر کے point-57 اور صفحہ نمبر 16 میں لکھا گیا تھا کہ "حکومت نے بڑے شہروں میں سیف سٹی پروگرام کے اجراء کا فیصلہ کیا ہے۔ اس پروگرام کے تحت 4۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جدید آلات، کیمروں کے ذریعے نگرانی، قانون شکن شرپسند عناصر کی نشاندہی اور انہیں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر قانون کی گرفت میں لانے کا ایک مربوط نظام تیار کیا جا رہا ہے۔ یہ منصوبہ جات لاہور میں دسمبر 2015 تک اور راولپنڈی فیصل آباد، ملتان اور گوجرانوالہ میں 2016 کے دوران مکمل ہو جائیں گے۔"

جناب سپیکر! دسمبر تو گزر گیا بلکہ چھ ماہ اُوپر ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک اس منصوبے پر کام بھی شروع نہیں ہو سکا۔ اس منصوبہ کے لئے 4۔ارب روپے رکھے ہوئے تھے۔ اب وہ 4۔ارب روپے کدھر گئے؟ میرا خیال ہے کہ وہ بھی "کھٹی گڈی" میں لگ گئے ہوں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجٹ میں figures رکھ دینا، funds مختص کر دینا اور اس کے بعد ان targets کو achieve نہ کرنا یہ حکومت کا failure ہے۔ رانا ثناء اللہ خان وزیر قانون اس وقت ایوان میں تشریف فرما ہیں۔ لاہور شہر میں رہنے والے لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کے حوالے سے بجٹ کے اندر 4۔ارب روپے کی ایک رقم provided ہے اور ساتھ دوسرے شہروں کا بھی ہے کہ یہ منصوبہ دسمبر 2015 تک پایۂ تکمیل تک پہنچے گا۔ آج جون 2016 ہے ابھی تک اس منصوبے پر کام شروع ہی نہیں ہو سکا اس پر کام کیوں شروع نہیں ہو سکا کہ لوگوں کی جان و مال کا تحفظ حکومت کی priorities کے اندر نہیں ہے۔ اپنے نمبر بنانے کے لئے پیسا رکھ دیا کہ جی، سیف سٹی پروگرام کے لئے کیمرے لگ جائیں گے، یہ ہو جائے گا، وہ ہو جائے

گا اور ایک لمحہ ضائع ہوئے بغیر مجرم پکڑا جائے گا جس کی وجہ سے crime rate بڑا نیچے آ جائے گا لیکن آپ یہ 4-ارب روپیہ re-appropriation کے نام پر ادھر اُدھر لے گئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ پنجاب بھر میں 80 پولیس سروس سنٹرز کے قیام کا اعلان کیا گیا تھا جس کو عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا۔ عوام کی حفاظت کی بجائے پولیس اہلکاروں کی بڑی تعداد VVIP's کی ڈیوٹی پر ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ 131 شخصیات کو سکیورٹی دینے کے حوالے سے قانون میں provision موجود ہے لیکن 911 شخصیات کو سرکاری protocol دیا جا رہا ہے۔ مجموعی طور پر 43 ہزار 918 پولیس اہلکار VVIP سکیورٹی کے اوپر تعینات ہیں۔ ماڈل ٹاؤن، جاتی اُمرا اور دیگر camp offices کے اوپر ایلیٹ فورس اور پولیس کے ہزاروں نوجوان تعینات ہیں۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ حکمران اپنی سکیورٹی کے بارے میں اتنے حساس ہیں لیکن عوام کو چوروں اور ڈاکوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ صرف لاہور شہر کے اندر پچھلے تین ماہ کے دوران قتل کی 148 وارداتیں ہوئی ہیں، ڈکیتی کے دوران مزاحمت کرنے پر 9 افراد قتل ہوئے ہیں، ڈکیتی و راہزنی کی 1477 وارداتیں ہوئی ہیں، گاڑی اور موٹر سائیکل چھیننے کے 264 واقعات ہوئے ہیں اور اغواء کے 4 واقعات ہوئے ہیں۔ اگر ہم پورے صوبہ پنجاب کی طرف چلیں تو 16-2015 کے ابتدائی 9 ماہ میں قتل کی 4198 وارداتیں، اقدامِ قتل 4805، اغواء 12328، اغواء برائے تاوان 73 اور زیادتی کے 2555، اجتماعی زیادتی کے 2211، راہزنی کے 15235 اور جسمانی تشدد کے 14673 واقعات رپورٹ ہوئے ہیں۔ آج کل کے trend کے مطابق 40 فیصد واقعات کی رپورٹ درج ہی نہیں ہوتی اُس کی وجہ یہ ہے کہ deliver system, کرنے میں ٹوٹل ناکام ہو چکا ہے اور collapse ہو چکا ہے۔ ایک آدمی ایف آئی آر درج کرانے جاتا ہے جو مظلوم ہے، جو لُٹا پٹا ہے، جس کے ساتھ زیادتی ہو گئی ہے، اُس کی چوری ہو گئی ہے، اُس کے ساتھ کوئی ظلم ہو گیا ہے تب تک اُس کی ایف آئی آر درج نہیں ہوتی جب تک کوئی ایم این اے، کوئی ایم پی اے یا کوئی بااثر شخص جا کر پولیس کو pressurize نہ کرے تو اس طرح گھنٹوں نہیں، دنوں نہیں بلکہ واردات کو ہوئے ہوئے ہفتوں گزر جاتے ہیں لیکن ایف آئی آر درج نہیں ہوتی اور اگر خوش قسمتی سے ایف آئی آر درج ہو جائے تو تفتیش کا نظام اتنا پیچیدہ ہے کہ ایک عام آدمی کے لئے اُس سے گزرنا محال ہے۔ اُس واردات کے مجرم کو پکڑنے کے لئے اور اُس کی نشاندہی کے لئے پولیس والے کہیں گے کہ پٹرول ڈلوا کر گاڑی لے کر آ جاؤ۔ پانچ سات پولیس والے اُس گاڑی میں بیٹھ جائیں

گے، سارا دن اُس گاڑی میں گھومیں گے۔ گاڑی کے پٹرول کا خرچہ، اُن پولیس والوں کے کھانے کا خرچہ اور اُن کا نذرانہ اُس مظلوم آدمی کے ذمہ ہے جس کو انصاف فراہم کرنا State کی ذمہ داری ہے۔ State سوئی ہوئی ہے اُس کو رتی برابر مظلوم عوام کی فکر نہیں ہے۔ بہت سارے مقدمات کی تفتیش نہیں ہو پاتی اور اگر pursue کر کے کسی مقدمہ کی تفتیش ہو جائے تو prosecution نہیں ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ کتنے فیصد لوگ ہیں جو ان ایف آئی آرز میں نامزد ہوتے ہیں اور جنہیں سزا ہوتی ہے کیونکہ یہاں پر prosecution کا کوئی نظام نہیں ہے۔ 70 فیصد سے زائد مجرم ان lacunas کی وجہ سے اور سسٹم میں کمزوریوں کی وجہ سے رہا ہو جاتے ہیں اور آ کر دوبارہ پہلے سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ جرائم میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب پچھلے 8/9 سال سے ہر تقریر میں تھانہ کلچر کی تبدیلی کی باتیں فرماتے ہیں کہ تھانہ کلچر کو بدل دیا ہے، پٹواری کلچر کو بدل دیا ہے۔ بھئی! کیا بدل دیا ہے؟ حالات تو پہلے سے زیادہ دگرگوں ہو گئے ہیں، حالات تو پہلے سے زیادہ خوفناک ہو گئے ہیں اور رشوت کا ریٹ پہلے سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ لوگ اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ بے بس اور بے سہارا محسوس کرتے ہیں۔ لوگوں کو فوری انصاف اور اُن کی شکایات کے ازالے کے لئے حکومت کے پاس کوئی سسٹم نہیں ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے 9 سالوں سے وہی روایتی طور طریقے ہیں ایک سال، دو سال، پانچ سال نہیں، آپ ہر سال پولیس کے بجٹ میں اضافہ بھی کر دیتے ہیں، نئی نئی forces بھی بنا دیتے ہیں۔ یہ ایلیٹ فورس بن گئی ہے جی، اب یہ ڈولفن فورس بن گئی ہے لیکن جرائم تو کم نہیں ہو رہے۔ آپ پولیس کے بجٹ میں اضافہ کرتے جا رہے ہیں اور اِدھر جرائم کی رفتار اور تعداد میں بھی اُسی speed کے ساتھ اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اس لئے اس روایتی انداز سے جان چھڑائیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو فوری طور پر دو تین چیزیں کرنی چاہئیں۔ ایک تو online FIR کا اندراج اگر دوسرے صوبوں میں یہ ہو سکتا ہے تو پنجاب میں کیوں نہیں ہو سکتا؟ دیکھیں، ایک آدمی کے ساتھ زیادتی ہو جاتی ہے وہ انصاف کا طالب ہے، وہ پریشان ہے، وہ مظلوم ہے تو وہ کس کا دروازہ کھٹکھٹائے؟ کیونکہ یہاں تو کوئی سسٹم نہیں ہے۔ اگر وہ گھر بیٹھے ہوئے online FIR درج کرا دیتا ہے تو اُس کی تکلیف کا آدھا مداوا ہو جاتا ہے کہ چلیں، میری ایف آئی آر درج ہو گئی ہے کہ یہ واقعہ ریکارڈ میں آ گیا ہے تو مجھے کسی نہ کسی stage کے اوپر اس سے relief ملے گا اور میں مجرموں کو سزا دلانے کے قابل ہو جاؤں گا لیکن اگر ایک آدمی پر ظلم ہوا ہو اور اُس کا پورا زور ایف آئی آر درج کرانے پر ہی لگ جائے گا تو پھر آپ آگے اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگلے مراحل سے وہ کس طرح سے گزر سکتا ہے تو

میں وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ اس پر نہ تو اتنا بڑا بجٹ involve ہے یہ ایک بہت ہی بہتر فیصلہ ہو گا کہ اگر آپ دوسرے صوبوں کی طرح یہاں پنجاب میں بھی online FIR کا نظام متعارف کرائیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ Community Policing کی طرف توجہ دیں اور یہ جو لگا بندھا طریقہ ہے کہ کسی ایس ایچ او یا کسی ڈی ایس پی نے ایک جگہ پر دو تین ماہ سے زیادہ ٹھہرنا ہی نہیں تو وہ جرائم کو خاک کنٹرول کرے گا؟ ایک شخص جب کسی علاقہ میں تعینات ہوتا ہے تو اُس کا تین سال کا tenure ہے۔ آپ تین ماہ کے بعد اُسے اُٹھا کر کہیں اور پھینک دیتے ہیں۔ ایک سال کے اندر پانچ پانچ، سات سات ایس ایچ اوز یا پولیس افسران ایک تھانے میں لگیں گے تو کسی صورت میں بھی آپ لاء اینڈ آرڈر کو بہتر نہیں کر سکتے۔ آپ افسران کو اُن کا tenure مکمل کرنے دیں اور اگر اُس کے علاقہ میں کوئی heinous crime ہو جاتا ہے تو اُس کو suspend کریں لیکن یہاں سے اُس کو بدلا دوسرے تھانے میں لگا دیا، دوسرے کو بدلا اِدھر لگا دیا تو یہ سلسلہ زیادہ دیر نہیں چلنا چاہئے۔ آپ پولیس افسران کو میرٹ کی بنیاد پر posting دیں اور پھر اُس کے پاس دو تین سال کا task ہو کہ میں نے اس علاقہ کے اندر امن عامہ کی صورتحال کو بہتر کرنا ہے، میں نے جرائم پیشہ لوگوں پر قابو پانا ہے، یہاں پر میں نے عام آدمی کو انصاف فراہم کرنا ہے اور مجھ پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں ہے، مجھے یہاں سے کوئی pre-mature transfer نہیں کر سکتا تو وہ دل لگا کر اُس علاقہ کو ایک مثالی علاقہ بنا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں عدالتی نظام پر لمبی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن وزیر قانون سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ خدارا یہ جو ہمارا عدالتی سسٹم ہے اس کے اندر انقلابی اور دوررس بنیادی تبدیلیاں لانے کا وقت آ گیا ہے۔ یہاں کسی کو انصاف نہیں مل رہا اور نسل در نسل ایک ایف آئی آر کٹ جائے یا ایک دیوانی مقدمہ درج ہو جائے تو پچیس پچیس، تیس تیس سال لوگ ذلیل و رسوا ہو جاتے ہیں۔ عام آدمی کے پاس وکیلوں کو دینے کے لئے لاکھوں روپے نہیں ہیں۔ سول عدالتوں میں سالہا سال ایک مقدمہ چلتا ہے اس کے بعد سیشن کورٹ ہے اور اس کی سیڑھیاں چڑھ چڑھ کر ایک آدمی اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے اس کے بعد ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ ہے۔ یہ ہمارا کام ہے، حکمرانوں کا کام ہے اور حکومت کا کام ہے کہ یہاں پر لوگوں کو relief دیں۔ آپ ہمسایہ ملک جائیں اور وہاں study کریں کہ تین سے چھ ماہ کے اندر عام مقدمات کا ہر صورت فیصلہ ہونا ہے۔ انہوں نے اس میں category wise کیا ہوا ہے کہ فلاں category کا کوئی کیس ہے تو اس کی ایک اپیل ہے اور وہ بھی تین ماہ میں dispose of ہو جاتی ہے۔

اس سے بڑا کوئی کیس ہو تو وہ اوپر ہائی کورٹ وغیرہ میں جا سکتا ہے۔ اگر اُدھر یہ بہتری ہو سکتی ہے تو یہاں یہ بہتری کیوں نہیں ہو سکتی؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج حکمرانوں کی اور حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ عام آدمی کے جان و مال کو تحفظ اور انصاف فراہم کرے۔ ان کے ساتھ جو ظلم اور زیادتی ہوتی ہے اس کا مداوا کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے وزیر خزانہ کی پچھلی تقریر کا حوالہ دے کر کہا تھا کہ انہوں نے پچھلے سال کہا تھا کہ ہم دس لاکھ افراد کو روزگار فراہم کریں گے۔ اس میں صورتحال یہ ہے کہ اس پوری بجٹ تقریر کے اندر ایک لفظ بھی انڈسٹری کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ لوگ جو خود انڈسٹریلسٹ ہیں جنہوں نے خود کارخانے بنائے ہیں جو انڈسٹری کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ Employment کے لئے، بے روزگاری کے خاتمے کے لئے، عام آدمی کے relief کے لئے، ملک کے اندر growth rate بڑھانے کے لئے، ایکسپورٹ کے لئے اور امپورٹ سے چھٹکارے کے لئے انڈسٹری ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتی ہے لیکن اس بجٹ تقریر میں دو لفظ یاد دولائنیں بھی وزیر خزانہ بول دیتیں تو شاید تشفی ہو جاتی کہ انڈسٹری کا ذکر تو کیا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جو اتنا کہا ہے اس پر تو آپ کو اتفاق نہیں ہے دو لائنیں لکھنے سے کیا ہو جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! لکھ تو دیتے تو ہم یہ کہتے کہ یہ بھولے نہیں ہیں۔ انہوں نے سند پر بھی یاد رکھا ہوا ہے لیکن لگتا ہے کہ "کھٹی گڈی" نے سب کچھ بھلا دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ انتہائی افسوسناک حقیقت ہے کہ پچھلے دو تین سال کے اندر صرف ٹیکسٹائل سیکٹر میں 113 ملیں بند ہو چکی ہیں۔ اگر وزیر خزانہ چاہیں تو میرے پاس فہرست پڑی ہے میں ان کو یہ فہرست دے سکتا ہوں۔ پنجاب میں 113 ملیں بند ہو گئی ہیں اور یہ کہہ رہی ہیں کہ دس لاکھ افراد کو روزگار کے مواقع دیں گے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ دس لاکھ لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں اور آپ کو اس کی کوئی پریشانی نہیں ہے۔ یہ ملیں کیوں بند ہوئی ہیں؟ یہ اس لئے بند ہوئی ہیں کہ دیگر صوبوں سندھ اور خیبر پختونخوا میں انڈسٹری کے لئے بجلی کا جو ٹیرف ہے وہ 6 روپے فی یونٹ ہے اور پنجاب کے صنعتکار کے ساتھ حکومت کیا سلوک کر رہی ہے کہ 15 روپے فی یونٹ بجلی دے رہی ہے۔ اس میں fuel adjustment کے تین روپے نکال دیں تو باقی 12 روپے فی یونٹ رہ جاتا ہے۔ آپ خیبر پختونخوا میں چلے جائیں تو 6 روپے فی یونٹ بجلی اور cost آدھی ہو گئی۔ سندھ میں چلے جائیں تو cost آدھی ہو

گئی۔ اگر پنجاب میں آپ فیکٹری لگائیں تو آپ 12 روپے فی یونٹ دیں تو کوئی پاگل ہے جو اتنے بڑے تفاوت اور فرق کے ساتھ کام کرے۔ اس کے لئے ایسا کرنا ممکن ہی نہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ NEPRA نے اعلان کیا کہ بجلی کی average production cost 3 روپے 90 پیسے فی یونٹ ہے۔ یہ پچھلے دنوں اخبارات میں آیا ہے۔ دہائی خدا کی کہ 3 روپے 90 پیسے فی یونٹ بجلی کی average cost ہے اس میں ہائیڈل، گیس اور کوئلے والی ساری بجلیوں کو شامل کیا گیا ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ جو بجلی 3 روپے 90 پیسے فی یونٹ میں پڑ رہی ہے یہ 5 یا 6 روپے فی یونٹ دے سکتے ہیں۔ آپ صنعت کو بجلی 12 روپے فی یونٹ دے رہے ہیں یعنی 200 گنا منافع لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ پنجاب کا جو صنعت کار ہے اس سے 98 فیصد ریکوری ہے، پورے پاکستان میں اتنی ریکوری کسی جگہ نہیں ہے اور کیوں یہ تماشا ہے؟ تماشا پھر اور دیکھیں کہ آج سے تین چار سال پہلے جب پٹرول ایک سو ڈالر سے اوپر فی بیرل تھا تو انڈسٹری کو جو بجلی فراہم کی جا رہی تھی وہ بجلی 9 روپے فی یونٹ تھی۔ اب پٹرول کی قیمت تقریباً 50 ڈالر فی بیرل کے لگ بھگ ہے لیکن انڈسٹری کو بجلی 12 روپے فی یونٹ دی جا رہی ہے۔ یعنی جب پٹرول کی قیمت ڈبل تھی تو آپ بجلی 9 روپے فی یونٹ دے رہے تھے اور جب پٹرول کی قیمت آدھی ہو گئی تو آپ انہیں 12 روپے فی یونٹ دے رہے ہیں۔ ان حالات کے اندر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ہمارے یہ حکمران سوچ کیا رہے ہیں اور ان کی ترجیحات کیا ہیں اور کیا ان کا کوئی اس طرح کا پلان ہے؟

جناب سپیکر! زراعت کی زبوں حالی کی داستان میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے۔ اسی طرح صحت اور تعلیم کے شعبے ہیں۔ ہم سمجھتے تھے کہ یہ صنعت کار ہیں اس پر ان کا focus ہو گا یہاں پر بہتری آئے گی لیکن میں نے یہ بتایا ہے کہ صرف ٹیکسٹائل سیکٹر میں ایک سو سے زائد فیکٹریاں بند ہو گئی ہیں۔ یہ جو ظلم ہے کہ یہاں پر 12 روپے فی یونٹ بجلی دے رہے ہیں، سندھ اور خیبر پختونخوا میں 6 روپے فی یونٹ بجلی مل رہی ہے آخر کیوں؟ میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ اس تفاوت کو کم کیا جائے۔ اس میں جو cost ہے وہ کم ہو گی۔ اس کے بغیر صنعتی یونٹ تیزی کے ساتھ بند ہو رہے ہیں اور بند ہوتے چلے جائیں گے۔ یہاں سے لوگ shift ہو رہے ہیں، دوسرے صوبوں اور دوسرے ملکوں میں جا رہے ہیں۔ لوگ بنگلہ دیش میں جا رہے ہیں اور UAE میں جا رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہاں viable نہیں ہے۔ یہاں تو صرف کوئی چھوٹا موٹا یونٹ ہے باقی تمام سرمایہ بڑی تیزی کے ساتھ اربوں روپے کی صورت

میں اس ملک و صوبہ سے نہ صرف brain drain ہو رہا ہے بلکہ یہ wealth بھی بڑی تیزی کے ساتھ باہر منتقل ہو رہی ہے۔ خدا کے لئے آپ کو اس کا احساس زیاں ہونا چاہئے اور اس کے اوپر آپ study کریں اور انڈسٹری کی صورتحال کو سنبھالا دینے کے لئے فوری اور ہنگامی اقدامات آپ کو کرنے ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پچھلے دو تین بجٹ تقاریر میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا ذکر ہوتا رہا ہے۔ شیخ علاؤالدین چلے گئے ہیں وہ پہلے ان projects کے head رہے ہیں پھر انہوں نے پچھلے سال استعفیٰ دے دیا تھا۔ آپ ان کی تقاریر اٹھا کر دیکھ لیں اور ان سے پہلے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کی تقاریر میں بھی دیکھ لیں کہ آشیانہ آشیانہ کی ہر دفعہ صدائے بازگشت اس ایوان میں بلند ہوتی تھی۔ وہ ڈرامے ہوتے تھے کہ بس جناب ہاؤسنگ کا مسئلہ ہی حل ہو گیا ہے غریب آدمی کو تو ہم بنے بنائے گھر دے رہے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ "کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا" آپ اندازہ کریں کہ اس بجٹ میں تو محترمہ نے اس کا ذکر کرنا بھی گوارا نہیں کیا یعنی یہ بجٹ تقریر آشیانہ ہاؤسنگ سکیم سے خالی ہے۔ وہ جو اپنا طرہ امتیاز کہتے تھے کہ جناب ہم نے یہ کیا۔ انہوں نے 2700 گھر الاٹ کرنے تھے۔ میں وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ خدا کے لئے ان پوائنٹس کو نوٹ کریں اور جا کر visit کریں کہ جو آشیانہ سکیمیں مکمل ہوئی ہیں ان کا جا کر حال دیکھیں۔ یہ 2700 لوگوں کو آپ نے گھر دینے تھے 90 فیصد الاٹیوں کو آپ نے ابھی تک وہ گھر نہیں دیئے۔ پچھلے چار پانچ سال سے وہ دھکے کھاتے پھر رہے ہیں۔ آپ فیصل آباد چلے جائیں، سرگودھا چلے جائیں یا جن جن اضلاع میں بھی آپ نے یہ پروگرام شروع کیا تھا وہاں پر وہ سارے گھر خالی پڑے ہیں کیونکہ وہاں پر سروسز فراہم نہیں کی گئیں۔ لاہور کے اندر جو آشیانہ ہے اس میں 400 گھر بنے ہیں جا کر ان کی کوالٹی دیکھ لیں کہ ان کا کیا حال ہے۔ ان کی چھتوں میں دراڑیں ہیں، پلستر نہیں ہے، سوئی گیس کی فراہمی نہیں ہے وہاں جو سوڈیڑھ سو مکین رہ رہے ہیں وہ آپ کو اس کی داستان سنائیں گے کہ ان کے ساتھ ہوا کیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے یہاں حکومت یہ کرے کہ شہروں پر دباؤ کو کم کرنے کے لئے آپ یہاں سے پچاس، سو کلو میٹر جی ٹی روڈ پر چلے جائیں موٹر وے پر چلے جائیں وہاں پنڈی بھٹیاں کے پاس barren land پڑی ہے، وہ ایگریکلچر کے point of view سے کوئی اتنی قیمتی زمین نہیں ہے وہاں پر آپ کوئی چھوٹے چھوٹے اور نئے شہر آباد کریں۔ پورے پنجاب کا بوجھ لاہور پر ہے جو کوئی بھی اٹھتا ہے وہ بھاگ کر لاہور آ جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو اب بتاؤں کہ لاہور کے مقامی لوگ اقلیت میں بدل گئے ہیں۔ ہماری تو یہاں پر تعداد 25/20 فیصد رہ گئی ہے۔ 75 فیصد لوگ مضافات سے پورے پنجاب سے یہاں پر آکر settle ہوگئے ہیں۔ اگر اسی طرح سے آبادی کا دباؤ بڑھتا رہا تو آپ خود دیکھ لیں گے۔ جو حال پنڈی اور باقی بڑے شہروں کا ہے۔ کوئی بھی پلاننگ نہیں ہے۔ ہاؤسنگ کا شعبہ کسی زمانے میں آج سے تیس سال پہلے بھٹو دور میں ہم اس وقت نوجوان طالب علم تھے، بڑی بڑی سکیمیں بنتی تھیں یہ ٹاؤن شپ بھی اس زمانے میں بنی ہے۔ عام آدمیوں کو چھوٹے پلاٹوں کی فراہمی اور گھروں کی تعمیر کے سلسلے میں حکومت facilitate کرتی تھی لیکن اب حکومت نے سرے سے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہاؤسنگ کا شعبہ بجٹ تقریر سے ہی نکال دیا ہے وہ ان کی priorities میں شامل ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر آپ اندازہ کریں کہ آدھے ہمارے مسائل اسی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ 50 فیصد سے زائد لوگ جو لاہور میں آکر کام کاج کرتے ہیں وہ ایک ایک کمرے کا آٹھ آٹھ، دس دس ہزار روپے کرایہ دے رہے ہیں ان میں سے بہت سے criminals ہیں جو کہ ان پوش آبادیوں اور دوسری آبادیوں سے ملحقہ گاؤں جو ان آبادیوں کے اندر مواضعات آ گئے تھے ان کے اندر چار چار منزلہ کواٹرز بنے ہوئے ہیں ان میں رہ رہے ہیں۔ یہاں پر حکومت نے نہ تو اس کو روکنے کی کوشش کی کہ بڑے شہروں پر ہم دباؤ کو روکیں اور بڑے شہروں کے قرب وجوار میں نئے شہر آباد کریں جہاں آپ لوگوں کو facilities دیں، جہاں سستے پلاٹس اور سستی رہائش گاہیں دیں۔ قسطوں پر ہی آپ ان کو یہ دے دیں لیکن سوائے ڈرامے بازی کے کسی کی کوئی توجہ اس طرف نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا ڈرامہ رچایا گیا جو کہ تین چار سال خوب چلا خوب رچایا، خوب باتیں کیں اور اس کے بعد اس کی داستان بھی نہیں ہے، داستانوں میں اور اس کا ذکر تک بھول گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ادارے اس کے ذمہ دار ہیں، ایل ڈی اے بنایا ہوا ہے، ایف ڈی اے بنایا ہوا ہے اور اس کے بعد گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے، آر ڈی اے ہے ان تمام اداروں کا کام لوگوں کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنا تھا لیکن یہ pure commercial ادارے بن چکے ہیں۔ میرا چیلنج ہے کہ ایل ڈی اے اور یہ دوسرے ادارے سوائے منافع کمانے، لوگوں کو لوٹنے اور کمرشلائزیشن کے نام پر لوگوں کی جیبوں پر اربوں روپے کا ڈاکا ڈالنے کے ان کا اور کوئی کام نہیں ہے۔ یہ پرائیویٹ سیکٹر کو crush کر رہے ہیں۔ ان کی sister organization جو کہ پرائیویٹ سیکٹر میں تھوڑا بہت کام کر رہی ہیں ان پر بھی پابندیاں ہیں اور سخت ترین پابندیاں ہیں۔ جب ایک ادارہ خود کمرشل بنیادوں پر کام کرے گا۔ آپ

ایل ڈی اے کی جتنی بھی سکیمیں ہیں کہیں پر بھی چلے جائیں 10 لاکھ روپے مرلہ سے کم کوئی پلاٹ نہیں ہے۔آپ ایک غریب آدمی کی طرف دیکھیں کہ جو 30/20 ہزار روپے تنخواہ لیتا ہے وہ ساری زندگی بھی لگا رہے تو کیا وہ دو یا تین مرلے کا پلاٹ یا گھر لے سکتا ہے تو اس کا جواب ہوگا کہ نہیں؟ بھئی! یہ ادارے کیا کر رہے ہیں، ان کا کام یہ ہے کہ آپ اونے پونے زمینیں خریدیں اس پورے شہر لاہور کو آپ نے کمرشلائز کر دیا اس کی شناخت ختم کر دی یہاں پر آپ نے ایل ڈی اے سٹی کے نام پر 60 ہزار کنال اور ہزاروں ایکڑ کی acquisition شروع کر دی اور ابھی وہاں پر زمین ہی نہیں ہے۔اوورسیز پاکستانیوں سے اور یہاں سے اربوں روپیہ اکٹھا کر لیا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، کیوں؟ کیونکہ یہ کمرشل ادارے ہیں ان کو کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ عوام کو سہولت دینا، عوام کے لئے سوچنا اور عوام کو سستی رہائش گاہیں فراہم کرنا ان کے manifesto میں شامل ہی نہیں ہے۔آج سے دو سال پہلے ہم نے ماشاءاللہ ایل ڈی اے کا دائر کار بڑھا کر چار اضلاع اس میں مزید شامل کر دیئے ہیں، اس میں ننکانہ صاحب، قصور اور شیخوپورہ ہیں اور وہاں پر لوگ جو تھوڑا بہت سہولت اور سکھ کے سانس رہ رہے تھے اب روزانہ ان کو ایک نوٹس آیا ہوتا ہے اور لوگ روتے بیٹھتے ہیں، جو کوئی دکاندار کہیں پر ہے یا کسی نے کوئی گھر بنا لیا ہے تو اس کے نقشے کی approval کے نام پر اور اس کی کمرشلائیزیشن کے نام پر ایل ڈی اے ان کی چیخیں نکلوا رہا ہے۔ ایل ڈی اے اور دوسری ڈویلپمنٹ اتھارٹیوں کے ظلم وستم سے عوام کو نجات دلانے کا وقت آگیا ہے۔ اربوں روپے منافع کے لئے یہ ادارے نہیں تھے یہ ادارے no profit no loss base پر لوگوں کو شہری سہولتیں فراہم کرنے کے لئے تھے، لوگوں کی رہائشی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تھے کدھر ہے ایل ڈی اے اور کون سی سکیمیں ہیں اور یہ کہاں پر سکیمیں بنا رہا ہے۔ یہ اربوں روپے خرچ کر کے publicize کر کے اس ادارے کا نام misuse کر کے آپ ایل ڈی اے سٹی کے نام پر کھربوں روپے اکٹھے کر لیں اور آپ ایک کاروباری ادارہ بنیں اور وہاں پر ایک عام آدمی کا ذکر کدھر ہے ایک سرکاری ملازم کا ذکر کدھر ہے۔ایک مزدور کا ذکر کدھر ہے، ایک کسان کے حقوق کی بات کدھر ہے اور لوگوں کو شہری سہولتیں فراہم کرنے کے ان کے جو پروگرام اور مقاصد ہیں وہ کہاں پورے ہو رہے ہیں تو وہ پورے نہیں ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس جانب بھی توجہ دینی چاہئے اور ایل ڈی اے کو اس طرح کی چیرہ دستیوں سے روکنا چاہئے اور اس کا اصل مقصد شہریوں کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنا ہے لہٰذا اس حد تک اس کو focus کرنا چاہئے۔اب ذرا دل تھام کر اورنج لائن ٹرین منصوبہ۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں دل کیوں تھاموں، مجھے کیوں بول رہے ہیں۔ میری بات سنیں کہ دوسروں کے حقوق اور اپنے ساتھیوں کا بھی تھوڑا خیال کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں پنجاب کے 10 کروڑ عوام کے حقوق کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ چھوڑیں۔ آپ بس پانچ منٹ اور بات کر لیں۔ بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں ان کے مسائل، ان کے جذبات اور ان کے احساسات کی بات کر رہا ہوں، میں ان کے دُکھوں کی بات کر رہا ہوں تو آپ کو مجھے appreciate کرنا چاہئے۔ آپ کو تو مجھے کہنا چاہئے کہ آپ جتنی دیر مرضی بول لیں، آپ bifurcation کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ دوسروں کے حقوق کا بھی خیال کریں۔ آپ دوسروں کے حقوق کا خیال نہیں کرتے۔ This is not good at all.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے۔۔

جناب سپیکر: جی، last and final.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ ایک ایسا منصوبہ ہے جس نے پورے پنجاب کی عوام کے حقوق پر ڈاکا ڈالا ہے جو کہ پنجاب کی عوام کو بنیادی ضروریات زندگی سے محروم کرنے کا منصوبہ ہے۔ وہ جنوبی پنجاب یا شمالی پنجاب ہو یا سنٹرل پنجاب ہو یہ اربوں روپے شہر لاہور پر لگ رہے ہیں۔ میں لاہور کا باسی ہوں مجھے شاید یہ بات نہیں کرنی چاہئے لیکن میں پنجاب کے 10 کروڑ عوام کا کسٹوڈین ہوں اس لئے مجھے اپنے ذاتی مفاد اور اپنی شہر داری کے تعلق کو اور اپنی اس جنم بھومی کو ایک طرف رکھتے ہوئے مجھے بات کرنی ہو گی، مجھے پنجاب کی 10 کروڑ عوام کی بات کرنی ہو گی مجھے جنوبی پنجاب کی بات کرنی ہو گی مجھے شمالی پنجاب کی بات کرنی ہو گی مجھے سنٹرل پنجاب کی بات کرنی ہو گی، وہاں کے مزدوروں، کسانوں اور وہاں کے کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کرنے والے عوام کے حقوق اور جذبات کی مجھے یہاں پر ترجمانی کرنی ہو گی کہ یہ 200۔ ارب روپے CPEC اور یہ "کھٹی گڈی" چل رہی ہے اور حقیقت حال کیا ہے آپ ذرا اندازہ کریں اور میں یہ کہا کرتا ہوں کہ آئندہ آنے والی نسلیں پنجاب کے حکمرانوں کو کبھی معاف نہیں کریں گی ان کا نام پنجاب کی تاریخ میں سیاہ حروف میں لکھا جائے گا کہ جن کی گردنوں پر سینکڑوں لوگوں کا خون ہو گا کہ جو اس طرح کے مکروہ اور فضول منصوبے شروع

کر کے کروڑوں لوگوں کے حقوق پر ڈاکا ڈالا گیا ہے اور آنکھیں بند کی ہوئی ہیں دماغ ماؤف کیا ہوا ہے۔ قرض پر قرض لے کر اس پنجاب کے ایک ایک باسی کو لاکھوں روپے کا مقروض کر کے آج ٹرانسپورٹ کے نام پر یہ جو دھوکا دیا جا رہا ہے ان کے حقوق پر ڈاکا ڈالا جا رہا ہے ان کی بنیادی ضروریات زندگی کو اور ان کے منہ سے نوالوں کو چھینا جا رہا ہے یہ وہ خونی اور قاتل منصوبہ ہے جس پر آپ مجھے دومنٹ دیجئے۔ یہ اورنج لائن ٹرین میں روزانہ اڑھائی لاکھ مسافر سفر کیا کریں گے اور فی مسافر آنے جانے کا خرچہ 171 روپے ہوگا۔ فی کس passenger کو 40 روپے دینے پڑیں گے یعنی 171 روپے cost ہے جبکہ 40 روپے ایک مسافر وہاں پر دے گا اور باقی 131 روپے حکومت subsidy فراہم کرے گی۔ 4 کروڑ 27 لاکھ 50 ہزار روپے روزانہ خرچہ آئے گا جبکہ روزانہ کی آمدنی کتنی ہوگی؟ اگر اڑھائی لاکھ مسافر روزانہ سفر کرتے ہیں تو ایک کروڑ روپے روزانہ ان کی ٹکٹوں سے وصول کریں گے یعنی روزانہ 3 کروڑ 27 لاکھ 50 ہزار روپے خسارہ ہوگا۔ لاہور میں دس پندرہ کلو میٹر ٹھوکر نیاز بیگ سے گجرپورہ تک کے لوگوں کو سہولت دینے کے لئے روزانہ پنجاب کے عوام کو 3 کروڑ 27 لاکھ 50 ہزار روپے کا ٹیکہ لگے گا۔ ماہانہ خسارہ 98 کروڑ 25 لاکھ روپے جبکہ سالانہ subsidy یا خسارہ 11۔ارب 79 کروڑ روپے ہوگا۔ میں حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے دوستوں کو بھی متوجہ کر رہا ہوں کہ آپ اندازہ کریں کہ ایک منصوبہ جس میں لاہور کے شہری ٹھوکر نیاز بیگ سے گجرپورہ تک سفر کریں گے اور جو اس روٹ پر رہتے ہیں وہی سفر کریں گے جبکہ اچھرہ والا آدمی چوبرجی کی طرف اورنج لائن ٹرین پر نہیں آ سکے گا۔ اس روٹ پر جو لوگ سفر کریں گے اس پر 12۔ارب روپیہ سالانہ ہمیں خسارہ برداشت کرنا پڑے گا۔ اس پر سوائے ضد اور ہٹ دھرمی کے کوئی logic، کوئی sense یا کوئی دلیل نہیں ہے۔ کوئی ایک بات بھی اس بارے میں نہیں کی جا سکتی کہ آپ 12۔ارب روپے کی اتنی خطیر رقم اس میں نقصان کریں حالانکہ ½3۔ارب روپے میٹرو بس کا خسارہ الگ ہے۔ ان دونوں کا آپ 15۔ارب روپے لگا لیں جو ہمارا خسارہ ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم subsidy دے رہے ہیں۔ ایسی بات نہیں کہ ایک دفعہ اورنج لائن ٹرین بن گئی تو جان چھوٹ گئی بلکہ یہ وہ پیسے ہیں جو کہ subsidy ہے اور جو قرضہ لیا ہے اُس پر سود الگ ہے۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! کیا کوئی توجیہ ہے کہ ایک مقروض صوبہ 533۔ارب روپے قرض پر اس سال بجٹ deficit کو پورا کرنے کے لئے 114۔ارب روپیہ پھر سود لے رہا ہے اور دوسری طرف اس منصوبے کے اوپر سود کی مد میں اربوں روپیہ دیں جس کے بعد 12۔ارب روپے کی subsidy اورنج لائن ٹرین اور 3.5۔ارب روپے کی subsidy میٹرو بس پر دیں۔ لاہور کے اندر لاہور کے شہریوں کے

لئے یہ اتنا بڑا سوالیہ نشان ہے اور پنجاب کے لوگ سوچتے ہیں کہ کیا سب کچھ لاہور میں ہے؟ پنجاب کے لوگ، جنوبی پنجاب کے لوگ، دیہاتوں کے لوگ، باقی تمام اضلاع کے لوگ، مزدور، کسان، جوان، بوڑھے، مائیں، بہنیں اور اپنے بیگانے سب سر پکڑ کر بیٹھے ہیں کہ کیا یہ اورنج لائن ٹرین اور سب کچھ لاہور میں ہے؟ پنجاب کے ایک ایک باسی، ہاری، کاشتکار، مظلوم، مزدور اور کسان کے خون پسینے کی کمائی کاٹ کر لاہور کے شہریوں کے لئے یہ 15۔ارب روپیہ حکومت فراہم کرے گی؟ یہی تو سوچنے کی بات ہے۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر! یہ بادشاہ اور شہزادے ہیں لیکن ڈیموکریٹک حکمران نہیں ہیں۔ یہ جمہوری اندازِ حکمرانی نہیں بلکہ ڈکٹیٹر شپ اور بادشاہت ہے۔ ایک بادشاہ نے رات کو خواب دیکھا، ایک بات سوچی، فیصلہ کیا اور صبح اُس پر عملدرآمد کے لئے گھوڑے دوڑا دیئے لیکن کسی کی نہیں سنی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ منصوبہ مکمل تو کرنے جا رہے ہیں لیکن اس میں digging کے دوران 38 افراد اب تک جاں بحق ہو چکے ہیں جس کا اعتراف یہ خود کر چکے ہیں۔ ایک تو پورے پنجاب کی گالیاں لاہوریوں کو ملتی ہیں کہ "ساڈے سارے پیسے کھا گئے تے سانوں لٹ کے لے گئے"

جناب سپیکر! دوسری طرف یہ ہوگا کہ چار سے چھ درجے لاہور کا ڈگری درجہ حرارت گرمیوں میں بڑھ جائے گا۔ موسمیاتی ماہرین یہ کہہ رہے ہیں کہ جب کنکریٹ کی فاؤنڈیشن مکمل ہو گی تو یہ درجہ حرارت مزید بڑھ جائے گا۔ کنکریٹ کے سٹرکچر کی عمر پچاس سال ہے یعنی 25 برس کے بعد اس کی شکست وریخت شروع ہو جائے گی جس کا مطلب یہ ہے کہ 25/30 سال کے لئے آپ یہ کھربوں روپیہ لگا رہے ہیں اور ایک ایسا منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچا رہے ہیں جو کسی حیثیت میں بھی viable نہیں ہے۔ پنجاب کے دس کروڑ عوام کے حقوق پر ڈاکا ڈال کر اگر کوئی منصوبہ ایسا بناتے جو دیرپا ہوتا اور صحیح معنوں میں viable ہوتا تو پھر بھی اس کو گوارا کیا جا سکتا تھا۔ آج کے اخبارات میں عدالتی کمیشن کی رپورٹ آئی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ عدالتی احکامات کی واضح خلاف ورزی کی گئی ہے۔ ہائی کورٹ نے ایک سینئر ترین وکلاء پر کمیشن مقرر کیا جس نے جا کر visit کیا اور اس نے اپنی رپورٹ ہائی کورٹ میں submit کی ہے۔ اس رپورٹ کے اندر اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ عدالتی حکم کے باوجود انتظامیہ نے چوبرجی، شالامار باغ، لکشمی چوک، بابا موج دریا اور زیب النساء کا مقبرہ سمیت تمام تاریخی عمارات کی حدود کے اندر یہ کام شروع کیا ہے۔ عدالتیں الگ پیٹ اور چیخ رہی ہیں جبکہ آپ قانون کی بات کرتے ہو، جمہوریت کی بات کرتے ہو، ڈیموکریسی کی پیداوار ہو اور آپ Rule of Law کی

بات کرتے ہو۔ عدالتِ عالیہ اس صوبے کی سب سے بڑی کورٹ ہے جو آپ کو حکم امتناعی جاری کرتی ہے کہ آپ یہاں پر کام روک دیں۔ اس بات پر میاں محمد شہباز شریف کو نااہل ہونا چاہئے، وزیر اعلیٰ پنجاب اور اورنج لائن ٹرین کے تمام کارکنان پر اس بات پر پرچہ درج ہونا چاہئے کہ عدالت عالیہ کا حکم نہیں مانا۔۔۔

جناب سپیکر: کیا یہ بجٹ پر تقریر ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ بجٹ ہے۔ حکمرانوں کے نزدیک اورنج لائن ٹرین ہی تو بجٹ ہے اور کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ بجٹ پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! دواڑھائی سوارب روپیہ کیوں لگایا جارہا ہے؟

جناب سپیکر: یہ کورٹ کا کام ہے اور کورٹ کو اپنا کام کرنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اپنے کام سے کام کر رہا ہوں کہ اس صوبے کا چیف ایگزیکٹو عدالتوں کے حکم کو پھاڑ کر فضا میں بکھیر دے اور یہاں پر حکم امتناعی کے باوجود اداروں سے کہے کہ [***********] کیا یہ جنگل کا قانون ہے؟

جناب سپیکر: چند الفاظ ایسے ہیں جن کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے اور ایسے الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ کارروائی کا حصہ بنے گا۔ میرا خیال ہے کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی جو غیر پارلیمانی ہو۔

جناب سپیکر: میں میڈیا حضرات سے بھی کہوں گا کہ غیر پارلیمانی الفاظ شائع نہ کئے جائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نیسپاک اور باقی جتنے اداروں کو کنٹریکٹ دیئے گئے ہیں وہ بغیر rules کو follow کئے دیئے گئے ہیں۔ پیسے اندھا دھند لوٹائے جا رہے ہیں۔ کل کو کوئی neutral, unbiased اور میرٹ پر انکوائری کرنے والا ٹربیونل یا کمیشن بنے گا تو تمام لوگ پھانسی کے پھندے پر جھول جائیں گے جو یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ 38 افراد کو اب تک موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ کہا تھا لیکن رانا ثناء اللہ نہیں مانے۔ یہ 10۔ارب 80کروڑ روپے مختلف heads میں سے graveyard کے پیسے، لوکل گورنمنٹ کے پیسے اور 2۔ارب روپے صحت کے پیسے جو re-appropriation کے نام پر اورنج لائن ٹرین کو دے دیئے گئے ہیں اور کمال خوبصورتی سے دیئے گئے ہیں۔ کمال ضروری ہے اور پتا بھی نہیں لگنے دیا اور بقول شاعر:

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ جو چاہیں کر سکتے ہیں، یہ بادشاہت کے دور میں ہیں، انہیں عوامی حقوق، جمہوریت، جمہوری روایات، لوگوں کا احتجاج، لوگوں کی پکار، لوگوں کے اعتراضات، لوگوں کے اندیشے، لوگوں کے وسوسے اور لوگوں کی شکایات کی کوئی پروا نہیں ہے اور برملا وزیر اعلیٰ کہتے ہیں، یہاں آکر بھی کہتے ہیں اور گلی گلی جا کر بھی یہ کہتے ہیں لیکن آنے والا وقت بتائے گا کہ ان کا غلط فیصلہ تھا۔ یہ پنجاب کے دس کروڑ عوام کے حقوق پر ڈاکا تھا اور صوبے کو اربوں روپے کا مقروض کر کے ایک ایسا منصوبہ پنجاب اور لاہور کے لوگوں کی سہولت کے لئے بنایا گیا جس سے پورے پنجاب کے عوام کے حقوق بدترین طریقے کے ساتھ متاثر ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چند اور مسائل کی طرف بھی دلانا چاہوں گا۔ جب پاکستان بنا تو لاکھوں لوگوں کی قربانیاں تھیں اور لوگ آگ اور خون کا دریا پار کر کے اس پاکستان میں آئے تھے۔ یہاں لاہور کے اندر یہ 200۔ارب روپے لگا رہے ہیں جس میں سے صرف آدھا فیصد میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یعنی ایک ارب روپے اگر یہ باب پاکستان پر لگا دیتے، مسلم لیگ چیمپئین بنتی ہے پاکستان کی خالق جماعت ہونے کا ان کا دعویٰ ہے لیکن وہ لاکھوں لوگ جن کا مقدس خون اس ملک کی بنیادوں میں شامل ہے۔ آج سے 20/25 سال پہلے باب پاکستان کا منصوبہ بنتا ہے۔ ایک میموریل کونسل بنتی ہے۔ نواز شریف بطور وزیر اعظم اس کے سرپرست اعلیٰ بنتے ہیں۔ غلام حیدر وائیں اس کے چیئرمین بنتے ہیں۔ پاکستان کے نامور اور معزز ترین لوگ اس میموریل کونسل کے ممبر ہیں۔ پاکستان کے ان شہداء کی یاد میں جنہوں نے اپنا گھر بار لٹایا، جنہوں نے اپنے بیٹوں، بیٹیوں، بہنوں اور ماؤں کی عصمتوں کو لٹایا، ان کی یاد میں ایک منصوبہ بنایا جاتا ہے کہ ہم یہاں ایک یادگار تعمیر کریں گے۔ کونسل بن گئی، اخبارات میں اشتہار آ گیا اور 23 نامور بین الاقوامی اور قومی آرکیٹکٹ نے competition میں حصہ لیا اور اپنے اپنے ڈیزائن اور

submit plan کئے۔اس کمیٹی میں پاکستان کے جو سب سے معزز ترین لوگ تھے،وہ لیٹر شاید میرے پاس یہاں پڑا ہو گا جس کی کاپی آپ کو دکھانا چاہوں گا، کہ ان لوگوں نے select کیا۔ایک آرکیٹکٹ امجد مختار کا ڈیزائن اتفاق رائے سے select کیا گیا جو پسند آیا اور اسے approve کیا گیا۔وہاں پر کام شروع ہو گیا وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے وہ lay stone کر دیا۔اب اس کے بعد آپ اندازہ کریں کہ آج بیس سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے۔اس منصوبے پر 86 کروڑ روپے خرچ ہو چکا ہے،اگلے دن میں کچھ صحافیوں اور ایک دو ایم پی ایز کے ساتھ وہاں visit کرنے گیا تو مجھے یہ دیکھ کر اتنا دکھ ہوا کہ اس یادگار کا 86 کروڑ روپے کی لاگت سے تقریباً 50 فیصد سٹرکچر مکمل ہے لیکن پچھلے آٹھ سالوں میں اس منصوبے کے لئے ایک روپے کا بجٹ بھی نہیں دیا گیا۔اس یادگار کے اندر سینکڑوں کی تعداد میں جانور، میرے پاس ویڈیو موجود ہے کہ بھینسیں،گائیں اور گدھے وہاں پر گھوم رہے ہیں۔

جناب سپیکر!یہ حال ہے ہمارے شہداء کی یادگار کا،وہ ہے باب پاکستان۔اب منصوبہ کیا ہے؟ منصوبہ یہ ہے کہ آٹھ سال سے تو پیسا نہیں دیا تو اب اس ڈیزائن کو cancel کرکے ایک نئی کو نسل بنانے کا ہم سن رہے ہیں کہ اسے ختم کر دو۔کبھی تاریخ میں ہم نے ایسا نہیں دیکھا۔ایک یادگار بن رہی ہے جس کا پچاس فیصد سٹرکچر مکمل ہو گیا ہے۔اس کا منصوبہ اتفاق رائے سے پاکستان کے معزز ترین لوگوں نے approve کیا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کو dismantle کر دو اور نئی کمیٹی بناؤ۔بات کیا ہے؟

جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ اس منصوبے کی والٹن روڈ کے فرنٹ پر ایک سو کنال کی پارکنگ جو اس original ڈیزائن کے اندر ہے،اس پر لوگوں کی نظریں ہیں، حکمرانوں کی اور وہاں کے لوگوں کی نظریں ہیں۔کیا proposal ہے؟ Proposal یہ ہے کہ اس ایک سو کنال کی پٹی جو والٹن روڈ پر ہے جو اوسطاً پانچ کروڑ روپے کی کنال زمین ہے،اس کو پلاٹ بنا کر lease out کر دیا جائے،کمرشل لوگوں کو دے دیا جائے،وہاں پر پلازے بن جائیں،ریسٹوران بن جائیں،وہاں پر شادی ہال بن جائیں کیونکہ وہاں سے generate income ہو گی اور یہ پراجیکٹ sustainable ہو جائے گا۔

جناب سپیکر!کبھی قومی یادگاروں کے ساتھ اس طرح کا بھونڈا سلوک تاریخ میں ہم نے کبھی سنا اور نہ کبھی سوچا کہ ایسا ہو سکتا ہے۔یہ اس حکومت میں ہو رہا ہے۔یہ خادم اعلیٰ کے ناک کے نیچے ہو رہا ہے۔اس منصوبے کو ایک پائی نہیں دی۔ہم نے مرنا ہے اور میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ آئندہ آنے والی نسلوں نے یہاں رہنا ہے تو خدا کے لئے ہم کوئی ایسا کام نہ کریں جو نہ صرف ہماری دنیا بلکہ ہماری عاقبت و آخرت بھی تباہ و برباد کر دے۔میں سختی کے ساتھ اس کو مسترد کرتا ہوں جو حکومت کرنے جا

رہی ہے اور ہم یہ نہیں ہونے دیں گے۔ ہم رمضان المبارک کے بعد وہاں پر دھرنا دیں گے، وہاں بیٹھیں گے، ان کو روکیں گے، ان کے ہاتھ روکیں گے اور اگر وہاں پر ہمیں اپنی جان بھی دینا پڑی تو ہم دیں گے۔ میں یہ بات زبانی نہیں کر رہا بلکہ وہاں پر عمل کر کے دکھاؤں گا۔ جو وہاں اس بلڈنگ کو dismantle کرنے آئے گا اور جو وہاں پر کمرشل activity کے نام پر اپنے منظور نظر کارندوں کو اربوں روپے کی پراپرٹی دینے کے لالچ میں اس منصوبے کو ختم کرنے کی بات کر رہا ہے اس کے خلاف ہماری کھلی جنگ ہوگی۔ یہ ہم نہیں ہونے دیں گے اور کسی صورت نہیں ہونے دیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ وزیر خزانہ کو جیسے میں نے پہلے کہا کہ اگر یہ صرف اورنج لائن ٹرین کا آدھ فیصد یعنی 200۔ارب روپے میں سے ایک ارب روپے نکال لیں تو باب پاکستان کی وہ شاندار تاریخی اور قومی اہمیت کی حامل بلڈنگ مکمل ہو سکتی ہے تو خدارا اس کی کوئی provision نکالیں۔ مسلم لیگ پاکستان کی خالق جماعت، پاکستان کے شہیدوں کی یادگار، یہ چیز اگر حکومت ابھی نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر! میں بجٹ میں یہ aspect کروں گا کہ وزیر خزانہ اس کا اعلان کریں گی اور اس ملک کے ان شہیدوں کی اور ان کی ارواح کی دعائیں لیں گی اور اگر حکمرانوں کو یہ نصیب نہ ہوا تو پھر پی ٹی آئی اس یادگار کو مکمل کرے گی اور ہم چندہ لے کر اسے مکمل کریں گے۔

جناب سپیکر! انرجی سیکٹر، کتنی باتیں کرتے ہیں اور کتنی اہمیت ہے انرجی کے لئے۔

تم دیئے بجھاتے رہو ہم دیئے جلاتے رہیں گے

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ بھی یہ ضرور پڑھتے ہیں اور ہر جگہ باتیں ہوتی ہیں۔ یعنی انرجی، انرجی اور آپ اندازہ کریں کہ پچھلے تین سالوں میں یہ چھ ماہ سے دو سال پر آ گئے اور اب تیسرا سال گزر گیا، "پکھیاں جھلن وزیر اعلیٰ جا کے مینار پاکستان سب کو لے کر"۔ آج تین سال ہو گئے ہیں بھئی! کدھر ہیں میاں محمد شہباز شریف؟ آپ تو بڑے efficient تھے، آپ تو ہر منصوبے میں تھے، آپ نے تو مرکزی وزیر بجلی و پانی کو بھی مات کر دیا تھا۔ کبھی آپ چائنا جا رہے ہیں، کبھی ترکی جا رہے ہیں اور انرجی کے منصوبے ہیں۔ یہاں coal سے منصوبہ بن رہا ہے، یہ سولر سے منصوبہ بن رہا ہے۔ یہ قائد اعظم سولر پارک بن گیا ہے۔ حالت یہ ہے جیسے میں نے شروع میں کہا کہ 31۔ارب روپے پچھلی دفعہ رکھا گیا تھا جس میں سے 11۔ارب روپے خرچ ہوا ہے یعنی 30 فیصد خرچ ہوا ہے۔ یہ ان کی priorities ہیں، لوگ عذاب جھیل رہے ہیں، لوگ دوزخ کے اندر جی رہے ہیں۔ اس گرمی میں رمضان المبارک

کے اندر غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ سے لوگ تڑپ رہے ہیں۔ حکمرانوں کی حالت دیکھیں، ان کے دعوے سنیں، ان کی باتیں سنیں ان کے قول وفعل دیکھیں کہ 31۔ارب روپیہ رکھا گیا تھا اور 11۔ارب روپیہ خرچ کیا گیا اور یہ قائداعظم سولر پارک کا محترمہ وزیر خزانہ نے بجٹ بک میں ذکر کیا کہ ہم قائداعظم سولر پارک سے یہ کر رہے ہیں اور وہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں توجہ چاہتا ہوں محترمہ وزیر خزانہ کی وفاقی حکومت ہو یا صوبائی ہماری قیادت عوام کو لوڈشیڈنگ سے نجات دلانے کے لئے شب و روز کوشاں ہیں یعنی کرتوت نظر آ گئے کہ 31۔ارب روپیہ رکھا ہوا ہے اور 11۔ارب روپیہ خرچ ہوا شب و روز کوشاں ہیں یعنی جو بجٹ رکھا ہوا ہے وہ بھی استعمال نہیں ہوا۔ آگے کیا ہے؟ حکومت نے کوئلے، گیس، شمسی توانائی اور پن بجلی کے منصوبوں پر بیک وقت کام کا آغاز کیا ہے ہمارے لئے یہ امر باعث افتخار ہے کہ حکومت پنجاب نے شمسی توانائی کے ذریعے بجلی پیدا کرنے والے پاکستان کی تاریخ کے پہلے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا ہے۔ قائداعظم سولر پارک میں قائم کئے جانے والے 100 میگاواٹ کے اس پاور پلانٹ سے جولائی 2015 سے ملکی سسٹم میں بجلی شامل ہو رہی ہے۔ اتنا بڑا جھوٹ یعنی ایک طرف کہہ رہی ہیں قائداعظم سولر پارک نے 100 میگاواٹ بجلی نیشنل گرڈ میں شامل کر دی ہے اور دوسری طرف یہ ہے کہ ضمنی بجٹ میں قائداعظم سولر پارک کو privatize کرنے کے لئے privatize commission کے لئے 10 کروڑ 75 لاکھ روپے کا بجٹ رکھا ہوا ہے شرم کی بات ہے یعنی آپ کی حکومت کریڈٹ یہ لے رہی ہیں کہ قائداعظم سولر پارک سے 100 میگاواٹ ہم نے بجلی بنا دی ہے اب اُس سے جان چھوڑانا چاہ رہی ہیں کیوں؟

جناب سپیکر! 10 کروڑ 75 لاکھ روپیہ یہ میں نہیں کہہ رہا یہ بجٹ کی کتابیں کہہ رہی ہیں کہ آپ نے privatize commission کے لئے یہ پیسے رکھے ہیں کہ ساڈی جان ادھے کولوں چھوڑاو ہم ادھر پھنس گئے ہیں۔ اس کو privatize کرو، کسی کمپنی کو دے دو، جب یہ سوچ ہو تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ لوڈشیڈنگ کے لئے ہمارے حکمران کتنے serious ہیں اور میں آپ سے عرض کروں جو باتیں انہوں نے کیں نندی پور کا حال آپ کے سامنے ہے پچھلے سال نندی پور میں ہم اپوزیشن کے پندرہ بیس معزز ایم پی ایز وہاں پر گئے ہم نے اُدھر دھرنا بھی دیا تھا کہ نندی پور پاور پراجیکٹ کی اربوں روپے کاسٹ بڑھ گئی جہاں پر furnace oil کی جگہ ڈیزل ڈال کر اُس کو چلایا اُس کا بھٹہ بیٹھ گیا وزیر اعظم صاحب جا کر inauguration کرتے ہیں اُس inauguration function کے اوپر اڑھائی کروڑ روپیہ خرچ

کرتے ہیں۔ اُس کے بعد چھ آٹھ ماہ تک وہ منصوبہ dump ہو جاتا ہے اور ابھی بھی نہیں پتا کہ اُس منصوبے کا کیا بنا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انرجی کے بارے میں حکمرانوں کے جتنے دعوے ہیں وہ گا، گے، گی، ہو جائے گا، ہو رہا ہے، ہو جائے گی، ہو گیا، یہ گا، گے، گی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اگر practically کہیں پاور جنریشن ہوئی ہوتی، اگر عملی طور پر بجلی پیدا ہوئی ہوتی، اگر عملی طور پر بجلی نیشنل گرڈ کے اندر آئی ہوتی تو کیا لوڈ شیڈنگ میں فرق نہ پڑتا؟ اب اصل بات کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ ان کا نیشنل گرڈ کا جو transmission system ہے 15 ہزار میگا واٹ سے زیادہ اس کے اندر capacity نہیں ہے، یہ لوڈ نہیں سہار سکتا ہے آپ دو تین سو میگا واٹ بجلی پیدا بھی کر لیں۔ آپ کے گرڈ بھٹک بھٹک اُڑیں گے، آپ کے ٹرانسفارمر اُڑیں گے۔ بجلی کے expert کو انرجی کے expert کو لے آئیں میرا چیلنج ہے میں یہاں ایوان میں کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ جب تک national transmission کی capacity کو enhance نہیں کیا جاتا، اُس کی capacity کو آپ نہیں بڑھاتے، نئی لائنیں نہیں ڈالتے، نئی سروسز نہیں دیتے اور نئے گرڈ نہیں بناتے۔ آپ بجلی پیدا بھی کر لیں ابھی تو گا، گے، گی ہے اور اگر کل کو پیدا بھی ہو گی تو یہ عوام کے کسی کام کی نہیں ہے اُس کام پر آپ کو توجہ دینا چاہئے اور یہ جو سستے نعرے ہیں ان سے ہٹ کر سنجیدگی کے ساتھ آپ کو کم از کم اتنا کام تو کر لینا چاہئے کہ لوگوں کو گرمیوں میں temporarily relief مل جائے اگر بجلی رمضان المبارک میں نہیں مل رہی تو باقی تو بعد کی باتیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں یہ مجرمانہ غفلت ہے 31۔ ارب روپے رکھے گئے جن میں سے صرف 11۔ ارب روپیہ خرچ کیا گیا 20۔ ارب روپے کدھر گئے ہوں گے؟ یہ 20۔ ارب روپیہ دوبارہ "کھٹی گڈی" میں گیا ہو گا۔ اب میں تھوڑی سی بات لوکل گورنمنٹ کی کروں گا۔

جناب سپیکر! اس صوبے کے اندر لوکل گورنمنٹ کے انتخابات ہوئے آج آٹھ ماہ سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے ابھی تک یہ ہاؤس مکمل نہیں ہوئے، سپیشل سیٹوں پر انتخابات نہیں ہوئے۔ چیئرمین، وائس چیئرمین، میئران کا ابھی تک چناؤ نہیں ہوا یہ process complete کیوں نہیں ہوا؟ میں یہ سمجھتا ہوں یہ اُن ہزاروں منتخب نمائندوں کی توہین ہے جنہیں لوگوں نے ووٹ دے کر پچھلے دس ماہ سے elect کیا ہے۔ میں پھر یہ کہوں گا، مجھے کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ وہ 60،70 فیصد حکمران جماعت سے تعلق رکھتے ہیں وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔ انہوں نے ہاؤس مکمل نہیں کیا، اُن کو

empowerکرنا تو دور کی بات ہے اُن کو فنڈز کی فراہمی تو اگلی بات ہے لیکن ہاؤس ہی مکمل نہیں ہوا اس میں حکومت سنجیدہ نہیں ہے چھوٹے موٹے جو سٹے آرڈر ہیں جو وزیر قانون کی موچھ کے ایک اشارے سے ہٹائے جا سکتے ہیں اس میں وہ سنجیدگی نہیں دکھا رہے کہ جناب یہ سٹے آرڈر ختم کر کے یہ لوکل گورنمنٹ کے جو ادارے ہیں اُن کو آپ مکمل کریں۔ ایک honourableطریقے سے ، یہ جو third tier of governmentہے مقامی حکومتیں آپ نے پہلے ان کا خون کیا ہوا ہے۔ Constitutionکی دفعہ 140(A) کے تحت ایک انتہائی پاور فل جو مقامی ادارے ہیں وہ آئین کی ضرورت ہیں جن کے پاس financialاور administrative powerہو وہ تو آپ نے کاٹ کوٹ کر لولے لنگڑے پہلے کر دیئے اور آپ ایسا کر سکتے تھے۔ آپ کے پاس ہاؤس کے اندر یہاں پر عددی اکثریت ہے آپ نے بالکل بھی نہیں سوچا کہ constitutionکی true spiritکے مطابق ہم یہ لوکل گورنمنٹ کا ایکٹ پاس کریں اور ان کو empowerکریں۔ آپ کا مائنڈ سیٹ تو یہ ہے کہ آپ اپنے اختیارات تو ایم پی ایز کو دینے کو تیار نہیں ہیں، آپ اپنے اختیارات تو وزیروں کو دینے کو تیار نہیں ہیں، آپ تو اکیلے ہیں، آپ کو تن تنہا حکمرانی کرنے کا چسکا پڑا ہوا ہے، آپ اپنے ممبران کے اوپر اعتبار نہیں کرتے کجا یہ کہ آپ لوکل گورنمنٹ کو اختیارات دے دیں۔ یہ آپ کا جو مائنڈ سیٹ تھا۔ وہ آپ نے کر دیا لیکن جو لولے لنگڑے ادارے بنائے ہیں اب ان کے ہاؤس کو مکمل کر دیں۔ انہوں نے بھلا یہ کیوں مکمل نہیں کئے؟ اگر یہ چار ماہ پہلے مکمل ہو جاتے، کونسلیں بن جاتیں، ٹاؤن اور یونین کونسلوں میں چیئرمین آ جاتے، شہروں میں میئر آ جاتے تو پھر ان کے لئے فنڈز چاہئیں تھے وہ فنڈز کدھر چلے گئے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! اورنج لائن ٹرین کے لئے چلے گئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وہ فنڈز پھر کھٹی گڈی میں چلے گئے۔ یہ ادارے deliberately اس لئے مکمل نہیں کئے گئے کہ جب یہ ہاؤس مکمل ہو جاتے تو ان اداروں کے چیئرمینوں کے لئے دفاتر چاہئیں تھے، ان کو روزمرہ کے چھوٹے موٹے ڈویلپمنٹ کے کاموں کے لئے فنڈز چاہئیں تھے اور اربوں روپے کے فنڈز لوکل گورنمنٹ کی مد میں رکھے ہوئے تھے deliberately delaying tacticsاستعمال کئے گئے تاکہ جون جولائی تک یہ ادارے مکمل نہ ہو سکیں۔ جب ادارے ہی مکمل نہیں ہوں گے تو یہ فنڈز وغیرہ کی بات تو بعد میں آتی ہے اس لئے یہ سارے فنڈز پھر دوبارہ اورنج لائن ٹرین کو منتقل ہو گئے۔ اب کیا ہو رہا ہے؟ اب یہ ہو رہا ہے کہ 25,25 کروڑ روپیہ جو مقامی حکومتوں کا ہے جو آئینی طور پر ان کا حق ہے۔ کہیں نالی کا کام ہے، کہیں سڑک کا کام ہے، کہیں گٹر کا کام ہے، کہیں

قبرستان کی چاردیواری ہے اور کہیں سکولوں کی چاردیواریاں ہیں۔ ان اداروں کو محروم کرکے اب یہ 25,25 کروڑ روپے کے لیٹر ایم پی ایز کو جارہے ہیں۔ میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا اگر آپ چاہیں گی تو میں آپ کو لیٹر کی کاپی دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو تو بعد میں دیناآپ پہلے مجھے تو دکھائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! آپ کو بھی دکھاتا ہوں۔ یہ فنڈز حکومتی بنچوں کے ایم پی ایز کو دیئے جارہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صریحاً غیر آئینی، غیر قانونی اور غیر اخلاقی activity ہے۔ This is immoral اس کا کوئی قانونی اور اخلاقی جواز نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ اپوزیشن کے لوگ بھی عوام سے ووٹ لے کر جیتے ہیں، یہ بھی elected نمائندے ہیں، یہ اس معزز ایوان کے ماتھے کا جھومر ہیں جو عوام کے حقوق کی بات کرتے ہیں، جو عوام کے مسائل کی بات کرتے ہیں، جو عوام کے دکھوں کی بات کرتے ہیں، جو حکمرانوں کی غلط کاریوں کو، ان کی irregularities کو، ان کی منفی سوچ کو، ان کے غیر جمہوری رویوں اور ہتھکنڈوں کو expose کرتے ہیں۔ یہ اس ایوان کے ماتھے کا جھومر ہیں اور آپ ان کا حق مار کر باقی لوگوں کو 25,25 کروڑ روپے دیں، یہ ہم نہیں ہونے دیں گے۔ ہم اس کے اوپر آخری حد تک جائیں گے۔

جناب سپیکر: کیا بات کررہے ہیں؟ کسی کو نہیں دیئے ایسی کوئی بات نہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! ایوان کے اندر بھی، ایوان کے باہر بھی آخری حد تک جائیں گے۔ یہ ہمارے منتخب نمائندوں کے مینڈیٹ کی توہین ہے۔ ہم ووٹ لے کر آئے ہیں ہم سے ہارے ہوئے وہ لوگ جنہیں عوام نے مسترد کر دیا ہے آپ انہیں پنجاب کے بجٹ سے، پنجاب کے خزانے سے کروڑوں روپے دیں اور وہاں یہ منتخب نمائندے ان کی شکلیں دیکھیں یہ نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہوگا تو پھر پنجاب کے تیس چالیس حلقوں کے اندر گلی گلی میں لڑائی ہوگی۔ ہم وہاں وہ کام نہیں ہونے دیں گے۔ اگر ہمارے منتخب نمائندوں کے ذریعے سے کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوگا تو پھر ہارے ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: کسی کی ذات کو کوئی پیسا نہیں دیا جاتا۔ آپ یہ کیا بات کررہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! میں آپ کو لیٹر بھجوا رہا ہوں۔ میں لوکل گورنمنٹ اور ڈویلپمنٹ کے حوالے سے بات کررہا تھا۔ میں وزیر خزانہ سے یہ کہوں گا کہ جو پنجاب کا

ڈویلپمنٹ بجٹ ہے For God sack, it is not a joke کہ آپ یہاں اپوزیشن کے معزز ممبران کو دیواروں کے ساتھ لگادیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! خیبر پختونخوا کے اندر آپ کے ایم پی ایز کو فنڈز مل رہے ہیں۔آپ ابھی اٹھیں اور انہیں فون کریں کہ کیا ان کو فنڈز نہیں مل رہے ہیں، سندھ کے اندر کیا فنڈز نہیں مل رہے ہیں؟ کیا یہ یتیموں کا صوبہ ہے، یہاں کیوں فنڈز نہیں مل رہے ہیں؟ یہ بھکاریوں کا صوبہ ہے، یہ immoral practice کیوں ہے اور یہ غیر آئینی پریکٹس کیوں ہے؟ محترمہ وزیر خزانہ! میں آپ سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ اس انتہائی burning issue پر وزیر اعلیٰ پنجاب سے exclusive time لے کر بات کریں گی۔تین سال پہلے یہاں کھڑے ہو کر قائد ایوان نے پہلے دن مجھے مخاطب کرتے ہوئے بات کی تھی کہ ہم اپوزیشن کو اعتماد میں لے کر فیصلہ سازی میں شریک کریں گے اور ان کے ساتھ مساوی سلوک بھی کریں گے۔آج کہاں گیا ان کا وعدہ؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹ، جھوٹ" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! آپ نے اگر ایم پی ایز کو کوئی ڈویلپمنٹ کی سکیمیں دینی ہیں، ان کی priorities لینی ہیں، ان کی choice پوچھنی ہے تو پھر across the board آپ کو تمام elected لوگوں سے یہ proposals, priorities اور منصوبے لینے چاہئیں صرف حکومتی بنچوں کے ایم پی ایز کے ہی نہیں لینے چاہئیں۔یہ آپ وزیر اعلیٰ پنجاب سے بات کریں۔

جناب سپیکر: آپ خود بات کر لیا کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم نے تو یہاں کئی دفعہ بات کی ہے، میں آج بھی بات کر رہا ہوں لیکن ہم نے کوئی بھیک نہیں مانگنی This is our constitutional right یہ ہمارا آئینی اور اخلاقی حق ہے کہ جب آپ دوسرے صوبوں میں لے رہے ہیں تو اس صوبے میں کیوں نہیں دیتے؟ "بڑا وڈا دل اے شہباز شریف دا، اودا چڑی تو وی چھوٹا دل اے" آپ کے تین چار سو ممبران ہیں اور ہمارے تیس پینتیس ممبران ہیں آپ ان کے حق پر ڈاکا ڈالیں، ان کو دیوار کے ساتھ لگادیں، ان کو پوچھیں بھی نہ اور ان کو ڈویلپمنٹ بھی نہ دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"شیم، شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! چلیں ہمیں نہ دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن جو ہم سے ہارے ہوئے لوگ ہیں ان کو کیوں دے رہے ہیں؟ اگر آپ نے یہ پریکٹس جاری رکھی تو میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ پھر ہم لوگ نہیں چھوڑیں گے، جو ترقیاتی کام کے نام پر آئے گا ہم اپنے محلے اور گلیوں میں ان کو لٹائیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"بادشاہت ختم کرو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! آج کل جو رمضان بازاروں اور سستے بازاروں کا تماشا ہو رہا ہے وہاں پر ڈی سی او، ٹی ایم اوز، مقامی ایم پی اے، ایم این اے اور حکومتوں کے چمچوں کڑچھوں کی تصویریں لگی ہوئی ہیں۔ آدھا بجٹ تو اس پر لگا دیا ہے۔ آپ کسی بازار میں چلے جائیں وہاں ناقص میٹریل ہے اور تمام چمچوں کڑچھوں کو نوازنے کے لئے انہیں بازاروں کا سرپرست بنا دیا ہے۔ آپ جا کر دیکھیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے کوئی پوچھنے والا ہے؟ وہاں پر کس قانون کے تحت لوکل گورنمنٹ کروڑوں روپے کے فنڈز رمضان بازار کے اندر ان مذموم تصویروں پر لگا رہی ہے، ان کے پاس کوئی جواب ہے، کوئی پوچھنے والا ہے کہ رمضان بازار کے اندر یہ جو آپ کے چیلے چانٹے ہیں ان کی سینکڑوں کی تعداد میں قد آور تصویریں کیا کر رہی ہیں؟ یہ لمحہ فکریہ ہے، یہ قابل افسوس بات ہے اور یہ پیسوں کا زیاں ہے۔ جس نے کرنا ہے اپنی جیب سے کرے۔ ٹی ایم او کون ہوتا ہے، ڈی سی او کون ہے کہ وہ سرکاری پیسے مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں کی تصویروں پر لگا دے۔ جس طرح رمضان بازار کی تزئین و آرائش ہے کہ ٹینٹ لگے ہوئے ہیں، قمقمیں جل رہے ہیں، غبن ہے، سٹاف ہے اور ہٹو بچو کی صدائیں ہیں۔ وہاں پر اس طرح کا تماشا ہے کہ جو رمضان بازار کا اصل essence تھا، جو اصل spirit تھی وہ تو پیچھے رہے گی اور نمود و نمائش، ڈرامے بازی، اپنا نام اور اس کی تشہیر آگے آ گئی۔ اس سارے ڈرامے بازی کو چیک کرنا چاہئے یہ کسی صورت مناسب نہیں ہے کہ آپ سرکاری وسائل کو اس طرح سے ضائع کریں۔

جناب سپیکر! اب میں احتساب کی طرف آتا ہوں۔ احتساب کے نام پر آج پنجاب کے اندر اس حکومت کا نواں سال ہے۔ سارے ایم پی ایز اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں یا اپنے آپ سے پوچھیں کہ ان نو سالوں میں ہر محکمے کی کرپشن کم ہوئی ہے یا بڑھی ہے؟ روزے ہیں آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر پوچھ لیں، اپنے آپ سے یہ سارے پوچھ لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں ابھی پوچھ کر بتاؤں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جی، آپ پوچھ کر بتائیں۔ یہ کرپشن بڑھی ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ ابھی بتائیں گے آپ تھوڑی دیر ٹھہریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ پچھلے دنوں فافن کی رپورٹ آئی ہے جس میں فافن نے چاروں صوبوں کے اندر ہزاروں گھرانوں اور ہزاروں افراد کا سروے کرنے کے بعد ایک analysis report جاری کی جس میں انہوں نے کہا کہ صوبہ پنجاب first آ گیا ہے۔ بھائی! پنجاب کس میں first آ گیا ہے؟ پنجاب رشوت لینے اور رشوت ستانی میں نمبر 1 ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"شیم شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر! اب آپ اندازہ کریں کہ uninterrupted حکومت پچھلے آٹھ سال سے سیاہ اور سفید کے مالک میاں شہباز شریف اور ان کی کابینہ ہے اور یہ خوف ناک رپورٹ کہ پنجاب رشوت ستانی میں نمبر 1 پر ہے۔ یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم احتساب کے نعرے لگاتے ہیں، ہم کرپشن فری معاشرے کی بات کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ ہم نے باقی سارے محکموں کے اندر سے کرپشن ختم کر دی لیکن یہ رپورٹ آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ میرے پاس پانچ چھ محکمے ہیں اور اگر آپ اجازت دیں تو جاری رکھوں لیکن کہیں تو اسے wind up کر دوں؟

معزز ممبران حزب اختلاف: آپ چلتے رہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! اب میں لائیو سٹاک پر آتا ہوں۔ لائیو سٹاک ایک ایسا محکمہ ہے کہ جس پر جو بجٹ رکھا گیا تھا اس کا 50 فیصد خرچ ہوا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت پورے پنجاب کے اندر اگر یہ برائلر مرغی بھی نہ ہوتی تو شاید بکرے کا گوشت پانچ ہزار روپے کلو ہوتا۔ اس وقت بھی بکرے کا گوشت ایک عام آدمی یعنی پاکستان کے 80 فیصد عوام کو شاید عید پر نصیب ہوتا ہے۔ ان کے نصیبوں میں عام دنوں کے اندر بکرے کا گوشت نہیں ہے۔ 850 روپے فی کلو بکرے کا گوشت بک رہا ہے۔ پچھلے دنوں یہاں پر قانون سازی ہوئی کہ مادہ جانوروں کو ذبح نہیں کیا جائے گا۔ اس قانون پر کوئی عمل نہیں ہو رہا۔ اس شہر لاہور کے اندر ہزاروں گھوڑے اور گدھے بلکہ ہر بڑے شہر میں تھے، کبھی آپ نے سوچا ہے کہ چنگ چی آنے سے پہلے یہاں پر کتنے گھوڑے اور گدھے گاڑیاں ہوتی تھیں؟ اب چنگ چی آ گئی ہے تو وہ گھوڑے اور گدھے کدھر گئے ہیں وہ زمین نگل گئی ہے یا آسمان کھا گیا ہے؟ وہ لاکھوں گھوڑے اور گدھے پنجاب کے عوام کے ذمے ہیں اور ان کے نصیبوں میں لکھے تھے۔ آج خالص دودھ نام کی کوئی چیز اس پنجاب کے اندر available نہیں ہے۔ یہاں سب tetra pack

ہے اور اس پر آپ رپورٹ پڑھیں تو وہ اتنی خوفناک ہے، خشک دودھ گھول کر tetra pack میں لوگوں کو تقسیم کر رہے ہیں، یہ کھلا دودھ ہے، یہ زہر ملا دودھ ہے جو پنجاب کے معصوم بچے پینے پر مجبور ہیں۔ یہ لائیو سٹاک کی بات کرتے ہیں اور وزیراعلیٰ بھی بات کرتے ہیں پچھلے آٹھ نو سالوں کے اندر کوئی اس طرح کی خاطر خواہ improvement اس شعبے کے اندر نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کم از کم اور کچھ نہیں تو پنجاب کے جو معصوم بچے ہیں ان تک خالص دودھ کی فراہمی کے لئے کیا حکومت کے پاس کوئی منصوبہ ہے جواب آئے گا یا نہیں؟ جتنے بھی ان کے بڑے ڈپو تھے سب کو privatize کیا جا رہا ہے اور وہ ٹھیکے پر دیئے جا رہے ہیں۔ آپ نے گوشت import پر پابندی لگائی لیکن گوشت کی export پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ہمارا 80 فیصد چھوٹا جانور export ہو رہا ہے، وہ مڈل ایسٹ جا رہا ہے، وہ سعودیہ جا رہا ہے، کوئی پوچھنے اور بتانے والا نہیں ہے۔ جو اس کو export کر رہے ہیں وہ اربوں روپے کما رہے ہیں۔ یہاں پر پنجاب کے عام آدمی کو مہینے میں ایک دفعہ بکرے کا گوشت نصیب نہیں ہے لیکن حکومت کے پاس کوئی پالیسی نہیں ہے۔ یہی حال دودھ کا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو priority basis پر اس شعبے کے لئے بجٹ بھی رکھنا چاہئے اور اس پر توجہ بھی دی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں اور جیسے میں نے شروع میں کہا کہ بجٹ تو وزیر خزانہ نے بہت اعلیٰ انداز سے پیش کیا لیکن جب اس پر آئندہ سال عمل ہو گا تو پھر یہ کریڈٹ اور شاباش کی مستحق ہوں گی۔ اس طرح نہیں جیسے میں نے ان کی پچھلی بجٹ تقریر کے اندر جو ٹارگٹس تھے اس میں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا اور اب ان ٹارگٹس کا اس بجٹ کی تقریر کے اندر کوئی ذکر بھی نہیں ہے۔ ہم growth rate اتنا کر دیں گے، ہم اتنے روزگار فراہم کریں گے، ہم export کو اتنا بڑھا دیں گے، ہم انوسٹمنٹ کو ڈبل کر دیں گے۔ یہ سارے ان کے ٹارگٹس تھے جو یہ پچھلی تقریر میں تھے اس دفعہ غائب ہیں۔ یہ کالم میں نہیں ہیں اور یہ priorities ہیں ہی نہیں، اگر تو یہ ہونا ہے کہ آپ نے re-appropriation کے نام پر سارے بجٹ کا حلیہ ہی بدل دینا ہے جو ہمیشہ ماضی میں ہوتا رہا ہے، خدارا آپ نے ضمنی بجٹ کو practice بنا لیا ہے۔ یہ قانون کے اندر provision ضرور ہے لیکن یہ اس لئے ہے کہ آپ کو استثنیٰ ہو کہ کہیں با امر مجبوری کچھ فنڈز ادھر ادھر کرنے پڑیں تو آپ اس کو re-adjust کر لیں لیکن re-appropriation کے نام پر آپ پورے بجٹ کا حلیہ بگاڑ دیں، پورے بجٹ کو ادھر سے ادھر کر دیں اور اس کو ضمنی بجٹ میں لا کر پاس کروا لیں یہ practice محترمہ وزیر خزانہ ختم ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ کے صوبے کے حالات کبھی بہتر نہیں ہو سکتے جب تک آپChief Executive financial disciplineمیں سے لے کر کیبنٹ، ایم این ایز، ایم پی ایز، سیکرٹری بیوروکریٹس، کمشنر اور ڈی سی او خود مثال نہیں بنتے، آپ نے ایک کمیٹی سادگی اور کفایت شعاری کے لئے بنائی ہوئی ہے لیکن اس کا کیا فائدہ؟ میں نے پہلے مثال دی ہے کہ آپ نے 5۔ارب روپے کا ٹھیکہ تو ایس اینڈ جی اے ڈی میں لگا دیا اس میں 27۔ارب روپے ٹینڈرز تھے اور آپ نے 32۔ارب روپے سے زیادہ خرچ کر دیئے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ بھائی! 50 کروڑ روپے کا فرق ہو سکتا تھا لیکن آپ نے جو فنڈز رکھے ہوئے تھے اس سے زائد بیوروکریسی نے خرچ کروالیا اور آپ نے کر دیا اس لئے financial disciplineکو قائم کئے بغیر صوبے کی حالت کسی صورت بہتر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ سے عرض کروں گا کہ جب تک آپ کے ادارے وہ کام نہیں کرتے، آپ جتنا مرضی اچھا بجٹ دے لیں، بڑی خوبصورت تقریر کر لیں، بڑی اچھی planningکر لیں، بیوروکریسی بھی ایک institution تھا لیکن بدقسمتی سے یہ پچھلے 20اور 25 سال سے روبہ انحطاط ہے، یہ institutionتباہ و برباد ہو گیا ہے اور کیوں تباہ و برباد ہوا ہے؟ اس لئے کہ جب بیوروکریسی کو یہ پتا ہو گا، گریڈ 18 کا افسر گریڈ 20 پر لگ گیا ہے اور وزیراعلیٰ کی وجہ سے لگ گیا ہے، یہ انہیں بڑا پسند آگیا ہے، 19 اور 20 گریڈ کے افسر وہیں بیٹھے ہیں اسی ڈیپارٹمنٹ کے اندر ہیں اور humiliate ہو رہے ہیں۔ آپ گریڈ 18 کے لوگوں کو 20 اور 21 کی پوسٹوں پر لگا دیں گے تو پھر بیوروکریسی تباہ و برباد ہو گی۔ جب بیوروکریسی آئین و قانون، جمہوریت، Constitution, Rule of Lawاور روایات کی طرف نہیں دیکھے گی، حکمرانوں کی ابرو کے اشارہ کی طرف دیکھے گی تو یہی حال ہو گا جو ہو گیا ہے۔ صوبے کے اندر سارا سسٹم collapseہو گیا ہے، تباہ و برباد ہو گیا ہے، کوئی کل سیدھی نہیں ہے۔ آپ کسی دفتر میں چلے جائیں، کسی سیکرٹری کے پاس چلے جائیں، کسی autonomous bodyمیں چلے جائیں آپ کو یہی حال ہی نظر آئے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ انحطاط کیوں ہے؟ یہ انحطاط اس لئے ہے کہ اداروں کی مضبوطی پر ہماری کوئی توجہ نہیں ہے۔ ہم سارا کام pick and chooseکی بنیاد پر کر رہے ہیں، personalپسند ناپسند کے مطابق جب آپ سارا کچھ کریں گے تو پھر یہی ہو گا جو ہو رہا ہے۔ جب تک اختیارات کی مرکزیت ختم نہیں ہوتی، جب تک ان اختیارات کو decentralizeنہیں کیا جاتا، جب

تک ذہن میں یہ بات نہیں آتی کہ ادارے اس وقت مضبوط ہوں گے جب empower ہوں گے۔ جب ان کے پاس اختیارات ہوں گے، جب وہ فیصلے کرنے میں آزاد ہوں گے اور جب وہ خود targets مقرر کریں گے تو achieve بھی کریں گے اور اس سے بہتری بھی آ سکتی ہے۔ جب ایک شخص خود ہی ہر فن مولا بنے اور یہ کہے کہ جو میں کہتا ہوں، میری انگلی کے اشارے سے وہ کام ہو جانا چاہئے۔ اس میں ادارے ہیں، اس میں اختیارات کی نچلی سطح پر تقسیم ہے اور اس میں نہ ہی کوئی آپ کو ٹیم ورک نظر آئے گا۔

جناب سپیکر! معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ یہاں پر میرے کچھ وزراء بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، خدا کی قسم کبھی وزراء کی یہ حالت نہیں دیکھی تھی جو آج ہے۔ وزیر اپنے محکمے کا وزیر ہوتا تھا، جناب ارشد خان لودھی بیٹھے ہوئے ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔ ہم نے وہ دور بھی دیکھا ہوا ہے ہم بھی ایم پی اے تھے، 1988 کی اسمبلی میں بھی تھے، 1990 کی اسمبلی میں بھی تھے لیکن اب کسی منسٹر کے پاس پاورز ہی نہیں ہیں۔ جب وزیر بھی سرکاری گاڑی لے کر خوش ہے کہ بس بھائی اپنی عزت بچاؤ "اسے وچ ای ٹھیک اے" جب ڈی سی او اور محکمہ کا سیکرٹری ہاٹ لائن پر direct وزیر اعلیٰ کے ساتھ رابطے میں ہے۔ ڈی سی او اور کمشنر رات کو حمزہ صاحب کو رپورٹ کرتا ہے، پھر وہ صبح کو چیف منسٹر کو رپورٹ کرتا ہے۔ اس کو کیا پرواہ ہے کہ میاں صاحب کیا کہہ رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران کی طرف سے
"شیم، شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کو اپنے اختیارات decentralize کرنے چاہئیں، اپنی کیبنٹ کو با اختیار بنانا چاہئے، اداروں کو مضبوط کرنا چاہئے، اس کے ساتھ ہی financial discipline نافذ کرنا چاہئے پھر ہی صوبے کے اندر بہتری آ سکتی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ کہوں گا کہ بقول شاعر:

قافلے گزریں وہاں کیونکہ سلامت واعظ
ہو جہاں راہزن و راہنما ایک ہی شخص

وماعلینا الاالبلاغ o

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا محمد ارشد!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
ایاک نعبد وایاک نستعین۔
جناب سپیکر! جنہوں نے عوام کا کچھ کرنا نہیں اور خلق خدا کے لئے پریشانیاں پیدا کرنے کا انٹرنیشنل ٹھیکہ لیا ہوا ہے وہ دائیں بائیں طبلے تو بجاتے ہیں مگر عوام کی بات کرنے کی ان کو توفیق نہیں ہوتی۔ الحمد للہ پاکستان کی تاریخ میں اتنا اچھا بجٹ جس کا حجم 1681۔ارب 91کروڑ کا ہے پیش کیا گیا ہے۔ آج تک پاکستان کی ہسٹری میں اتنے بڑے حجم کا بجٹ کبھی پنجاب کا تھا اور نہ ہی کسی اور صوبے کا تھا۔ یہ وژن میرے قائد میاں محمد نواز شریف کا ہے، میاں محمد شہباز شریف کا ہے کہ الحمد للہ خادم اعلیٰ پنجاب نے پانچ مہینے کی دن رات کی struggle کرنے کے بعد یہ بجٹ بنایا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ یہاں پر pre budget session بھی ہوتا ہے، اس وقت میرے ان بھائیوں کو توفیق نہیں ہوئی تھی کہ یہ وہاں پر عوام کے لئے کوئی proposal دیتے، عوام کے لئے کوئی تجویز دیتے لیکن طبلہ بجانا ہی ان کے نصیب میں لکھا ہوا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہ الحمد للہ، الحمد للہ ہی کہتے رہیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جب پنجاب کی دس کروڑ عوام کے لئے بجٹ پیش کیا جارہا تھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ محترمہ! ہر بات کا کوئی طریقہ ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ طبلے بجاتے رہے، جب بسم اللہ کا لفظ شروع ہوا تو ان کے پیٹ میں درد ہونا شروع ہو گیا اور آخر تک وہ طبلے بجاتے رہے۔ اتنی غیر سنجیدہ اپوزیشن آج تک پاکستان کی ہسٹری میں نہیں تھی، جن کو عوامی فلاح و بہبود کا بجٹ بھی سننا نصیب نہ ہوا۔ پنجاب کا بجٹ ایک فلاحی بجٹ ہے ہماری اس میں priority ایجوکیشن، ہیلتھ، امن عامہ اور اس کے علاوہ مفاد عامہ کے دوسرے منصوبے شامل ہیں۔ پنجاب کے عوام کی ترجیحات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ تبدیلی کی ہے۔ اگر آپ ہیلتھ کے شعبہ کو دیکھیں گے تو اس میں 260۔ارب 62کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ تبدیلی ہے کہ اس میں 63 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ 5½۔ارب روپے کا اضافہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں، تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں اور بیسک ہیلتھ سنٹرز کے

لئے کیا گیا ہے۔یہ وہ ہسپتال ہیں جہاں پر بنیادی سہولیات پوری طرح میسر نہیں ہیں جہاں پر equipments چاہیں، الحمد للہ اس کو عملی شکل دینے کے لئے اس کے فنڈز میں اضافہ کیا گیا ہے۔اسی طرح پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں 15۔ارب روپے میڈیسن کے لئے رکھے گئے ہیں تاکہ جو بھی آدمی ہسپتال میں جائے اس کو وہاں سے میڈیسن مل سکے کیونکہ خادم اعلیٰ پنجاب نے یہ تہیہ کیا ہوا ہے کہ عوام کو ہر ممکن سہولیات مہیا کی جائیں گی۔ہماری ہیلتھ کے متعلق جو priorities تھیں ان کو ہم نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے تاکہ عوام کو facilitate کر سکیں۔پنجاب کے اندر اس وقت تقریباً 200 کے قریب یونین کونسلز میں Basic Health Centres ہیں، وہاں پر چوبیس گھنٹے ڈاکٹر موجود ہوتے ہیں، یہ سہولت کسی اور صوبے میں کیوں نہیں ہے؟ آپ خود دیکھیں خیبر پختونخوا کا بھی بجٹ آیا ہے لیکن وہاں کی عوام کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کیا جا رہا ہے۔اسی طرح آپ ایجوکیشن کو دیکھ لیں کہ 312۔ارب 91 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا ہے، آج پنجاب کے اندر ہر پیدا ہونے والے بچے کو ایجوکیشن دینا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں، ہم اپنی ڈیوٹی سمجھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم نے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے 12۔ارب روپے رکھے ہیں تاکہ غریب کا بچہ مفت تعلیم حاصل کر سکے، ہم ان بچوں کو پہلی سے لے کر میٹرک تک مفت تعلیم دے رہے ہیں اس کے علاوہ کتابیں دے رہے ہیں، اس سے 19 لاکھ بچوں کو فری ایجوکیشن دی جا رہی ہے اور اس سال انشاء اللہ تعالیٰ یہ تعداد 19 لاکھ سے بڑھ کر 22 لاکھ تک ہو جائے گی۔اس کے علاوہ ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ جو کہ ایک غریب کے بچے کا خواب تھا ایچی سن کالج اور LUMS University میں پڑھنے کا جو ادھورا خواب تھا الحمد للہ یہ میاں محمد نواز شریف کا ہی وژن تھا جس کو خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی supervision میں مکمل کیا گیا۔2008 میں ہم نے 2۔ارب سے یہ منصوبہ شروع کیا تھا لیکن آج یہ 16۔ارب روپے تک پہنچ چکا ہے۔پہلے ڈیڑھ لاکھ بچے ملک کے اندر اور ملک سے باہر تعلیم حاصل کرتے تھے۔اب انشاء اللہ دو لاکھ سے زائد بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گے۔ہم نے ان کے لئے یہ قدغن نہیں لگائی کہ وہ مسلم لیگ (ن) سے وابستہ ہوں بلکہ پنجاب کے اندر جو بھی اچھا اور talented بچہ ہے، جو ذہین بچہ ہے اس کو درخواست دیئے بغیر یہ سکالر شپ ان کے گھر کی دہلیز پر پہنچتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ ایک تبدیلی ہے، انصاف کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتے ہوئے یہ سب کچھ ہو رہا ہے، اسی طرح ہم نے 4۔ارب روپے لیپ ٹاپ کے لئے بھی رکھے ہیں تو ان کے پیٹ میں درد کیوں ہوتا ہے، اتنی غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کرنے والوں کے پیٹ میں درد ہو رہا ہے کہ غریب کو سکالرشپ

کیوں مل رہا ہے، ایک غریب کو کتاب کیوں دی جا رہی ہے، ایک غریب جس کی پانچ ہزار روپے ماہانہ انکم ہے اگر اس کے بچے کو ایچیسن کالج جیسی دانش سکول میں ایجوکیشن دی جا رہی ہے تو انٹرنیشنل ایجنڈے پر عمل کرنے والوں کے پاؤں کیوں اکھڑ گئے ہیں، کیوں پریشان ہیں اور ان کو دن رات نیند کیوں نہیں آتی؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک پر غریب کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا ایک سرمایہ دار کا، جتنا ایک پیراشوٹر کا، جتنا ایک جہاز میں بیٹھنے والے کا ہے۔ ہم نے دانش سکول بنائے ہیں وہاں پر ریڑھی چلانے والے اور فروٹ بیچنے والے کا بیٹا اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا ہے جس سے پوری دنیا میں پاکستان کا نام سنہری حروف میں لکھا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب، پنجاب کا دل ہے ہم نے 172۔ارب روپے کا ایک بہت بڑا portion جنوبی پنجاب کو دیا ہے۔ اگر آپ ڈیرہ غازی خان میں دیکھیں گے تو وہاں پر میڈیکل کالج مکمل ہو چکا ہے اور بچے پڑھ رہے ہیں۔ وہاں پر غازی برو تھا یونیورسٹی بھی بن چکی ہے اور اگر آپ رحیم یار خان جائیں گے تو خواجہ فرید انجینئرنگ یونیورسٹی پنجاب کے آخری ضلع میں بن رہی ہے تاکہ وہاں کے بچوں کو لاہور نہ آنا پڑے بلکہ وہ وہاں سے تعلیم حاصل کر کے پوری دنیا میں اپنا اور پاکستان کا نام روشن کر سکیں۔ اگر آپ بہاولپور جائیں گے تو وہاں پر جنرل یونیورسٹی already موجود تھی لیکن اب وہاں پر ویٹرنری یونیورسٹی مکمل ہو چکی ہے اور بہاولنگر میں بھی یونیورسٹی بن چکی ہے۔ جن کے پیٹ میں میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین کا درد ہو رہا تھا۔ آیا جو پیراشوٹر ہیں، جو پارٹیاں بدلنے والے ہیں، جو فنڈز اکٹھا کرنے والے ہیں کیا ان کا ہی اس ملک پر حق ہے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایک بندہ جو میٹرو بس پر گجومتہ سے بیٹھ کر شاہدرہ تک جاتا ہے اور بیس روپے میں ائیر کنڈیشنڈ بس میں سفر کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس پاکستان کے لئے دعا گو ہے اور وہ قائد محترم کے لئے بھی دعا کرتا ہے۔ آج روزانہ تقریباً پونے تین لاکھ لوگ اس پر سفر کرتے ہیں وہ سارے شہر لاہور کے نہیں ہیں بلکہ باہر سے آنے والا مزدور اس پر سفر کرتا ہے، پنجاب بھر سے آنے والا طالب علم اس پر بیٹھتا ہے اور اس پر ایک عام آدمی بیٹھتا ہے اور وہ دعائیں دے رہے ہیں۔ ان کو نصیب کیوں نہیں ہوا کہ یہ سوا تین سال میں کچھ کرتے۔ یہ نہیں کریں گے یہ صرف طبلے بجائیں گے، یہ صرف پپٹ شو لگائیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے اگر ہم نے اس کو تعلیم دینے کا فیصلہ کیا ہے، ایک بچہ جو بھٹہ مزدور تھا اگر ہم نے اسے اپنی گود میں لے لیا ہے تو ان کے پیٹ میں کیوں

درد ہو رہا ہے؟ یہ بھی تو ان بچوں کو پڑھانا شروع کریں۔ یہ نہیں پڑھائیں گے کیونکہ ان کے ایجنڈے کچھ اور ہیں۔ اب بھٹہ مزدور بچے کے ساتھ ساتھ ورکشاپ میں کام کرنے والے بچے کو بھی اسی طرح مستفید کریں گے اس کو بھی سکالرشپ دیں گے اس کے باپ کو بھی ہم اسی طرح motivate کریں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر زمیندار کی بڑی بات کی گئی، جب ہماری گورنمنٹ آئی تھی تو یہی پٹرول 114 روپے فی لٹر تھا اور آج 65 روپے لٹر ہے۔ جب پٹرول اور ڈیزل سستا ہوتا ہے تو ہمارا زمیندار مستفید ہوتا ہے۔ Farm to Market Roads دور دراز بسنے والے ایک عام آدمی کا خواب تھا۔ اگر لاہور میں کارپٹ روڈ بنے ہیں تو الحمد للہ اب پورے پنجاب میں Farm to Market Roads بن چکے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! 27۔ارب روپے کا منصوبہ عام آدمی کے لئے رکھ دیا گیا ہے۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ان کا ٹائم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے پاس ہی گھڑی ہے آپ کے پاس نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یوریا کی بوری پر عام آدمی کے لئے -/400 روپے کی سبسڈی ہے اور ڈی اے پی کی بوری پر -/300 روپے سبسڈی ملے گی۔ ہمارا زمیندار خوشحال ہو چکا ہے، ہمارا گنا 180 روپے فی من ہے لیکن دائیں بائیں طبلے بجانے والوں کے صوبوں میں تو 135 روپے فی من ہے اور اس کی بھی payment نہیں ہو رہی۔ ہم نے زمیندار کو 100۔ارب روپے کا package دیا ہے اس میں 50۔ارب روپے اس سال دے رہے ہیں تاکہ زمیندار کو مزید خوشحال کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! رمضان بازاروں پر نکتہ چینی کرنے والو سن لو الحمد للہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے اس مقدس مہینے کے تقدس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس پاک مہینے میں ہی پاکستان بنا تھا اور اس پاک مہینے میں ہی قرآن پاک کا نزول ہوا تھا اور آج اس تقدس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے چیف منسٹر صاحب اگر خود بازار visit کرتے ہیں، اگر چھتیس

اضلاع میں وزراء اور پارلیمانی سیکرٹری visit کرتے ہیں جس سے عام آدمی کو 20 روپے فی کلو کم قیمت میں دال مل رہی ہے اگر اچھا بینگن 22 روپے میں مل رہا ہے، اگر اچھا ٹماٹر 12 روپے میں مل رہا ہے جو 90 روپے میں تھا۔ اگر پیاز 22 روپے میں مل رہا ہے اور بھنڈی 26 روپے میں مل رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! عام آدمی کو relief مل رہا ہے۔ الحمد للہ پنجاب کا بجٹ ایک غریب آدمی کا بجٹ ہے، ایک طالب علم کا بجٹ ہے۔ یہ بجٹ زمیندار کے ساتھ ساتھ عام آدمی کا بجٹ بھی ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! کاش یہ لوگ سنجیدہ ہوتے اور ہمارا بجٹ سنتے تو ان پر اثر ہوتا کیونکہ ان کا عوام سے کوئی لینا دینا نہیں ہے اور عوام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ملک سے باہر بیٹھ کر پیسے اکٹھے کرتے ہیں اور ملک کے اندر عدم تحفظ پیدا کرتے ہیں۔ اب انشاء اللہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں اقتصادی راہداری بھی مکمل ہو گی، ضرب عضب بھی کامیاب ہو گا اور ان کے بیرونی ایجنڈے کسی صورت میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ یہ سیاسی بے روزگار اب روزگار کے چکر میں ہیں لیکن انشاء اللہ ان کو روزگار نہیں ملے گا۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ جی، علی اصغر منڈا!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چوہدری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں منگل کو اپنی تقریر کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، قاضی احمد سعید!

قاضی احمد سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا، جتنا وقت مقرر کیا گیا ہے میں اسی وقت میں اپنی بات wind up کرنے کی کوشش کروں گا۔ 13- جون کو محترمہ وزیر خزانہ نے اسمبلی میں مالیاتی اعداد و شمار کا مجموعہ روایتی، فرمائشی، آرائشی اور زیبائشی دستاویزات کے طور پر پیش کیا۔ جب میں نے 16-2015 اور 17-2016 کے بجٹ کا تقابلی جائزہ لیا تو لفظوں کے ہیر پھیر کے علاوہ مجھے کوئی بات نظر نہیں آئی، صرف اور صرف شعبدہ بازی اور بازی گری سے کام لے کر بجٹ پڑھا گیا ہے۔ یہ بجٹ پنجاب کا بجٹ نہیں تھا، یہ بجٹ جنوبی پنجاب کا بجٹ

نہیں تھا بلکہ یہ بجٹ لاہور کا بجٹ تھا۔ ہمیں جنوبی پنجاب کی بات کرنے کا موقع کیوں ملتا ہے، ہم جنوبی پنجاب کے غریب عوام کی بات کیوں کرتے ہیں اور ہم جنوبی پنجاب کے غریب طلباء کی بات کیوں کرتے ہیں؟ اس لئے کہ یہ چو تھا بجٹ ہے اور ہم ہر بجٹ میں مطالبہ کرتے ہیں کہ نیشنل فنانس کمیشن کی بنیاد پر حکومت پنجاب صوبائی فنانس کمیشن قائم کرے تاکہ ہمیں پتا چلے کہ ہمارے ضلعوں کو آبادی کے تناسب سے پیسا مل رہا ہے اور ترقی ہو رہی ہے تب ہمیں یہ بات کرنے کا موقع نہ ملے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ کے ترقیاتی بجٹ میں جنوبی پنجاب کی بات ہو رہی تھی کہ 172۔ارب روپے رکھے گئے ہیں میں اس بات کو تو تسلیم کرتا ہوں کہ 172۔ارب روپے رکھے گئے ہیں لیکن یہ بھی جھوٹی تسلی ہے۔ جب سال کے آخری ایام آئیں گے اور جب مالی سال ختم ہو رہا ہو گا تو پتا چلے گا کہ دس یا پندرہ فیصد پیسے خرچ ہوئے ہیں جبکہ باقی پیسے lapse ہو گئے یا ارباب اختیار لوگ اپنے من پسند منصوبوں کی خاطر وہ رقم لاہور لے گئے ہیں۔ یہ بات on record ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے گزشتہ بجٹ میں شعبہ صحت اور تعلیم کے لئے جو فنڈز مختص کئے گئے تھے ان میں سے 18۔ارب روپے وہاں سے نکال کر اورنج لائن ٹرین پر لگائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں عوام کو ٹیکسوں میں گھیر لیا گیا ہے اور عوام کو ٹیکسوں میں قید کر دیا گیا ہے۔ سیلز ٹیکس، پروفیشنل ٹیکس، انکم ٹیکس، زرعی انکم ٹیکس، ودہولڈنگ ٹیکس پتا نہیں اور کون کون سے ٹیکس عوام پر لگا دیئے گئے ہیں۔ میں اس کو غریب کش، کسان کش اور مزدور کش بجٹ کہوں گا۔ بجٹ کے حوالے سے میں صرف چند شعبہ جات پر بات کروں گا کیونکہ وقت بہت کم ہے۔ میاں محمد شہباز شریف جو کہ میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں میں انہی کے الفاظ سے اپنی بات شروع کرتا ہوں۔ وہ کہتے تھے کہ:

"اگر ہم نے چھ مہینے میں لوڈشیڈنگ ختم نہ کر دی تو میرا نام بدل دینا"

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کوئی نئی بات کریں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! نئی بات بھی کر لیں گے پہلے اس پرانی بات کا جواب تو دے دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ پہلے وزیراعلیٰ کا نام بدلیں پھر ہم نئی بات بھی کر لیں گے۔

MR SPEAKER: No cross talks please.

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! وہ دن یاد کریں کہ جب مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد شہباز شریف پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت سے یہی بات کہتے تھے جو میں آج آپ سے کہہ رہا ہوں؟ جب وہ مینار پاکستان میں بیٹھ کر ہاتھ سے پنکھے لہراتے تھے اور لوڈ شیڈنگ کے خلاف احتجاج کرتے تھے۔ مسلم لیگ (ن) کی قیادت نے اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو بدنام کیا اور سیاسی نعرہ لگایا۔ خواجہ محمد نظام المحمود ابھی میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور وہ مجھے حلفاً کہہ رہے تھے کہ ہمارے علاقے میں اٹھارہ اٹھارہ گھنٹےلوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔ صرف چند بڑے شہروں میں آٹھ گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہے باقی سب علاقوں میں سولہ یا اٹھارہ گھنٹے کی غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! گزشتہ بجٹ میں محترمہ وزیر خزانہ نے بھکھی شیخوپورہ پاور پلانٹ، رحیم یار خان سولر پاور پلانٹ، فیصل آباد اور دیگر شہروں میں بجلی پیدا کرنے والے پلانٹس لگانے کے منصوبہ جات کا ذکر کیا تھا۔ اب موجودہ بجٹ میں ان تمام منصوبہ جات کو وہ گول کر گئی ہیں اور اسی طرح نندی پور پاور پراجیکٹ کا ذکر بھی نہیں کیا گیا جو کہ بجلی کے بحران کو دُور کرنے میں ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حکومت بجلی کے بحران کو دُور کرنے میں بُری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حکومت پچھلے تین سالوں میں بجلی کے بحران کو ختم نہیں کر سکی اور عوام کو اس حوالے سے کوئی ریلیف نہیں دے سکی۔

جناب سپیکر! جہاں تک فنڈز کی تقسیم کا تعلق ہے تو گزشتہ تین سالوں میں حکومت نے حزب اختلاف کے ممبران کو فنڈز فراہم نہیں کئے حالانکہ میاں محمد شہباز شریف یہ کہتے رہے کہ قانون سازی یا ترقیاتی پروگراموں کے حوالے سے ہم حزب اختلاف کی رائے لیں گے اور ان کو ساتھ بٹھائیں گے لیکن عملی طور پر حکومت کی طرف سے ایسا کچھ نہیں کیا گیا۔ پچھلے چار سالوں میں اس حکومت نے حزب اختلاف کے ممبران کو فنڈز فراہم نہیں کئے۔ یہ کہاں کی جمہوریت ہے؟ آج جس کرسی پر یہ بیٹھے ہوئے ہیں یہ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کا ثمر ہے۔ جب ان کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہماری حکومت ہچکولوں میں ہے، پاناما لیکس کا ماحول چل پڑا ہے تو جناب آصف زرداری سے کہتے ہیں کہ جمہوریت خطرے میں ہے۔ کیا یہی جمہوریت ہے کہ آپ ہمارے مقابلے میں ہارے ہوئے لوگوں کی تجاویز پر فنڈز جاری کریں، ہم سے تجاویز لی جائیں اور نہ ہی ہمیں ترقیاتی فنڈز دیئے جائیں؟ اسی طرح حزب اختلاف کے ممبران کو ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کا ممبر بنایا گیا اور نہ ہی اس کمیٹی کی طرف سے منظور کئے گئے ترقیاتی کاموں میں ہمیں کوئی حصہ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! زراعت پاکستان اور صوبہ پنجاب کی ترقی میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ زراعت ہمارے ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس ایوان میں معزز ممبران کی زیادہ تعداد زراعت پیشہ سے وابستہ ہے اور وہ کسان یا زمیندار ہیں۔ گزشتہ تین سالوں میں کسانوں کا استحصال اور ان کا معاشی قتل کیا گیا۔ اس حکومت کی طرف سے کسانوں کو کسی قسم کا کوئی relief نہیں دیا گیا۔ کسان آبیانہ، زرعی ٹیکس، زرعی انکم ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس، پروفیشنل ٹیکس اور ودہولڈنگ ٹیکس بھی دیتا ہے لیکن جب وہ اپنی فصل فروخت کے لئے بازار میں لے کر آتا ہے تو اسے اس کی صحیح قیمت نہیں ملتی۔ کیا یہی گڈ گورننس ہے اور آپ نے دیکھا کہ گزشتہ سالوں میں دھان، کماد اور گندم کی فصل کا کیا حشر ہوا ہے؟

جناب سپیکر! میں نے پچھلی دفعہ بھی اپنے حلقہ کے ایک گندم خریداری سنٹر کا ذکر کیا تھا جہاں پر مسلم لیگ (ن) کے لوگوں نے پٹواریوں کے ذریعے سے اپنے فرضی نام درج کروا کر سنٹر کے عملہ کو یرغمال بنایا اور وہاں سے تمام کا تمام باردانہ حاصل کر لیا تھا جبکہ غریب کسان اپنی گندم اونے پونے داموں بیچتا رہا۔ حکومت چاہتی ہے کہ وہ پنجاب کی عوام کو relief دے۔ پہلے حکومت پنجاب نے سستی روٹی کا منصوبہ شروع کیا لیکن بعد میں ان کے فرنٹ مین اس منصوبے میں شامل ہو گئے جو اربوں روپے ہڑپ کر گئے اور یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔

جناب سپیکر! میں ایک اہم issue کی طرف محترمہ وزیر خزانہ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے حکم جاری کیا تھا کہ منڈی مویشیاں سے کوئی ٹیکس نہیں لیا جائے گا یعنی اس کو tax free کر دیا گیا۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ جونہی یہ اعلان ہوا ساتھ ہی شاید یہ ہدایات جاری ہوئیں، ان کے اپنے کرتا دھرتا من پسند لوگوں نے منڈی مویشیوں پر قبضہ کر لیا اور وہ اب بھی تین سے سات سو روپے تک فی جانور ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔ میرے حلقہ خان بیلا میں واقع منڈی مویشیاں پر مسلم لیگ (ن) کے لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ وہاں پر بورڈ تو فری منڈی مویشیاں کا لگا ہوا ہے لیکن وہ لوگ تین سے سات سو روپے تک فی جانور وصول کر رہے ہیں۔ آپ اس بات کی inquiry کروالیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ عوام کو کتنا relief مل رہا ہے۔

جناب سپیکر! سرکاری ملازمین کو مہنگائی کے اس پُرآشوب دور میں ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ اس دفعہ بھی سابقہ دور کی طرح ان کی دس فیصد تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں۔ میں یہ بات فخر سے کہوں گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں سالانہ 30 فیصد ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی گئیں اور اس حساب سے

پانچ سالوں میں 150 فیصد تنخواہیں بڑھائی گئیں۔ہماری باتوں کو اپوزیشن کی بات سمجھ کر نظر انداز نہ کریں بلکہ ہماری تجاویز پر غور کریں۔ہمارے احساسات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری تجاویز پر غور کیا جائے۔میری یہ گزارش ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 20 فیصد اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر!جہاں تک پنجاب میں غربت اور بے روزگاری کا تعلق ہے تو اس بجٹ میں جنوبی پنجاب کے لئے کوئی ایسا منصوبہ نہیں رکھا گیا کہ جس سے لوگوں کو روزگار فراہم ہو اور غربت کا خاتمہ ہو سکے۔میرے ہاتھ میں اس وقت 9۔جون 2016 کا روزنامہ "ایکسپریس" ملتان ہے۔اس میں لکھا ہے کہ "غربت سے تنگ خاتون نے دو بیٹیوں کو تیزاب پلایا اور پھر خود بھی پی لیا۔"یہ جنوبی پنجاب کے حالات ہیں۔موجودہ حکمران آسائشات اور تعیشات میں پڑے ہوئے ہیں جبکہ غریب لوگ غربت کے مارے خودکشیاں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے صرف اتنی گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ہم جب جنوبی پنجاب کی محرومیوں کی بات کرتے ہیں تو یہ حقیقت ہے کیونکہ ہمارے علاقے میں جانور اور انسان ایک ہی جوہڑ سے پانی پیتے ہیں۔وہاں کے سکولوں میں بچوں کے بیٹھنے کے لئے فرنیچر میسر نہیں اور وہاں کے سکولوں کی چھت نہیں ہے۔ابھی میاں محمود الرشید فرما رہے تھے کہ لاہور شہر میں آبادی کا بوجھ بڑھ گیا ہے کیونکہ لاہور میں لوگ منتقل ہو رہے ہیں۔لاہور میں لوگ اس لئے منتقل ہو رہے ہیں کیونکہ یہاں پر اچھے تعلیمی ادارے اور ہسپتال موجود ہیں۔جنوبی پنجاب کے لوگ اپنے بچوں کی تعلیم اور صحت کے لئے اپنے علاقے چھوڑنے پر مجبور ہیں۔ہم جنوبی پنجاب کی بات اس لئے کرتے ہیں کہ وہاں پر بے روزگاری کا عالم اور غربت ہے۔آپ بجٹ میں 172۔ارب روپے رکھ لیں اور اس کے بعد پندرہ بیس فیصد خرچ کرنے کے بعد وہ سارا پیسا lapse کر کے میٹرو بس یا اورنج لائن ٹرین پر خرچ کر دیں تو یہ کہاں کا انصاف ہے؟اسی وجہ سے پھر صوبوں سے آوازیں اُٹھتی ہیں اور ہمیں پنجاب سے یا لاہور سے دشمنی نہیں۔اورنج لائن ٹرین منصوبہ بہت اچھی بات ہے وہ اربوں کھربوں میں بن گیا اب وہ کیسے چلے گا؟ہر سال اس پر 12۔ارب روپیہ کی subsidy آئے گی کیا یہ عوام کے ٹیکس کا پیسا نہیں ہے؟آپ ہر سال جنوبی پنجاب کے دو تین اضلاع میں 12۔ارب روپیہ سے صاف پانی مہیا کر سکتے ہیں۔میں اُس علاقہ سے تعلق رکھتا ہوں جہاں ہر سال سیلاب کی وجہ سے لاکھوں ایکڑ زمین تباہ ہو جاتی ہے،لاکھوں لوگ بے گھر ہو جاتے ہیں۔وہاں پر سیلاب روکنے کے لئے بندوں کے پُشتے نہیں ہیں،کوئی پالیسی نہیں ہے اور محکمہ آبپاشی کرپشن کا گڑھ بن گیا ہے۔بندوں،پُشتوں اور بھل صفائی کے نام پر محکمہ آبپاشی اربوں کھربوں روپیہ ہڑپ

کر جاتا ہے۔ موگہ جات کا ریٹ ایک لاکھ روپیہ مقرر ہے تو tail پر پانی کیسے پہنچے گا، کیا کسان ترقی کرے گا اور کیا خوشحالی آئے گی؟ اس لئے ہم جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں کہ ارباب اختیار لوگوں کو سوچنا چاہئے۔

جناب سپیکر! آپ بخوبی جانتے ہیں اور اللہ گواہ ہے کہ جنوبی پنجاب کے ہسپتال خالی پڑے ہیں۔ لوگوں کی قوت خرید نہیں ہے، ہسپتالوں میں دوائیاں نہیں ہیں، ڈاکٹرز نہیں ہیں تو غریب لوگوں کو مجبوراً پرائیویٹ ہسپتالوں کا رُخ کرنا پڑتا ہے۔ لوگ تڑپ تڑپ کر جان دے دیتے ہیں اور مائیں footpath پر بچے جنم دے دیتی ہیں۔ یہاں لاہور میں بڑے بڑے ہسپتال ہیں اور اس بجٹ میں یہ بات تو آئی ہے کہ اتنے بستر بڑھادیں گے، اتنے کمرے بڑھادیں گے، اتنی مشینیں آ جائیں گی لیکن کسی نئے ہسپتال کا اعلان نہیں کیا گیا جس سے جنوبی پنجاب کے لوگوں کو relief ملے اور اُن کے بچوں کو صحت میسر آئے۔

جناب سپیکر! میں اب ایک دو منٹ میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ حکومت نے میٹرو بس بنائی ہمیں اس بات سے کوئی جھگڑا نہیں ہے لیکن اس ایوان کو یہ پتا ہونا چاہئے کہ 3۔ارب روپیہ میٹرو بس پر سفر کرنے کے لئے subsidy دی جا رہی ہے۔ سستی روٹی سکیم پر بھی اربوں روپیہ subsidy دے کر ضائع کر دیا گیا، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بھی کہیں گم ہو گئی اور اب اورنج لائن ٹرین بنے گی اُس کا کیا حشر ہوتا ہے یہ وقت بتائے گا اور یہ مورخ لکھے گا۔ آپ خرچ کریں ہمیں فرق نہیں پڑتا لیکن تخت لاہور جو خزانے کی کنجی ہے اُس سے جنوبی پنجاب کے لوگوں کو سکھ کے سانس کے لئے کوئی relief ملنا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی صاحب! بہت شکریہ

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں آخر میں ایک شعر آپ کی نذر کرتا ہوں:

ہزاراں مٹکے ونڈتج گئے ہِن ہزاراں ساگر پوتج گئے ہِن
اساں جو منگے تاں اساں کو آدِن ونڈتج گئے ہِن ونڈتج گئے ہِن

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ گلناز شہزادی!

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! شکریہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
وَالۡعَصۡرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾

Mr Speaker! I pray for the speedy recovery of our beloved leader and honourable Prime Minister Mian Muhammad Nawaz Sharif. Sir, we suffer as you suffer. You are a real hero of Muslim Ummah get well soon.

جناب سپیکر! اس سال 1.452 trillion rupees کا پنجاب بجٹ پیش کیا گیا جس کے حوالے سے بلاشبہ میں یہ کہوں گی کہ یہ غریب دوست بھی ہے، عوام دوست بھی ہے، تعلیم دوست بھی ہے اور کسان دوست بھی ہے۔ اس بجٹ کی سب سے خاص اور اہم بات یہ ہے کہ یہاں پر پچھلے تقریباً تین ساڑھے تین گھنٹوں سے جن مسائل کا ذکر کیا گیا اگر وہ اس کو تھوڑا سا consider کر لیتے تو انہیں اس بجٹ میں اُن کا حل مل جاتا تھا۔ اگر ہم پچھلے حکمرانوں کے بجٹ کو دیکھیں تو اس میں ratio of population and resources کو کبھی بھی consider کر کے بجٹ پیش نہیں کئے گئے جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ بجٹ میں percentage increase کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ جو issues رہ گئے ہیں اُن کو اچھے طریقے سے resolve کیا جا سکے اور تمام departments and disciplines میں اور بہتری لائی جا سکے۔ جیسے ایجوکیشن کے بجٹ میں 47 فیصد اضافہ کرنا، اسی طرح صاف پانی کے منصوبوں کے بجٹ میں 88 فیصد اضافہ کرنا، ترقیاتی کاموں کے لئے 550 بلین روپے کا بجٹ مختص کرنا، صحت کے بجٹ میں پچھلے سال کے بجٹ کی نسبت 52 فیصد اضافہ کرنا یہ سب انہی issues کو resolve کرنے کے لئے ہے۔

جناب سپیکر! میں پنجاب حکومت کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جس نے سیالکوٹ میں وومن یونیورسٹی اور آئی ٹی یونیورسٹی کے قیام کے لئے بجٹ مختص کیا۔ اس سال کے بجٹ میں سکولز ایجوکیشن کے لئے 256 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں اور یہ 71 percent more than previous budget ہے۔ اگر ہم تعلیمی پالیسیوں کا تسلسل دیکھیں جو میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے سالوں میں introduce کرائیں اُن میں سے "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" جو پچھلے سال launch کی گئی تھی تو اگر یہاں پر اس کے ثمرات کا ذکر نہ کیا جائے تو یہ بہت ناانصافی ہو گی۔ "الف لام" کے ایک سروے

کے مطابق اس سال ہم ایک ملین بچوں کوenroll کرنے میں کامیاب ہوئے جو ایک بہت بڑی achievement ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ "الف لام" کے ہی ایک اور سروے کے مطابق صوبہ پنجاب تعلیم کے infrastructureاور سیکھنے کے معیار میں نمبر1 پر ہے لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ جو تنقید کر کے گئے ہیں وہ یہاں پر سُننے کے لئے موجود نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ مزید جو ranking کی گئیں اُس میں top tenمیں صوبہ پنجاب کے 10 اضلاع اور خیبر پختونخوا کا صرف ایک ضلع اپنی جگہ بنا سکا ہے۔ اس کے علاوہ اگر سکولز میں basic facilities کی بات کی جائے تو پنجاب کے سکولز میں basic facilities 93 percent جبکہ خیبر پختونخوا میں basic facilities 44 percent ہیں یہ سب achievements اُن ایجوکیشن پالیسیوں کی وجہ سے ہیں جو میاں محمد شہباز شریف نے time to time introduce کرائیں۔ محنتی اور ذہین طلباء کو acknowledge کرانے کے لئے کبھی laptop distribution، کبھی different criteria پر scholarships دینا اور اسی طرح کی ایجوکیشن پالیسیوں کی continuity میں ہمیں یہ reward دیکھنے کو ملے اور ہمیں یہاں پر 71 percent more budget allocation دکھائی دے رہی ہے تو انشاء اللہ مستقبل میں ہمیں اس سے بھی زیادہ fruitful rewards ملیں گے۔

I salute the vision and endless efforts of our honourable Chief Minister Mian Muhammad Shahbaz Sharif.

جناب سپیکر! ہم اس کے آگے صاف پانی پراجیکٹ کو دیکھتے ہیں۔ اس کے فیز-I میں جن اضلاع کو شامل کیا گیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ سیالکوٹ کے figures جو محکمہ نے دیئے تھے ان کے مطابق 58 فیصد پانی صاف نہیں ہے۔ پانی ہی جب صاف نہیں ہو گا تو اس سے جو بیماریاں آئیں گی اس سے ورکر کی صحت پر اثر پڑے گا۔ سیالکوٹ ایک صنعتی شہر ہے اس لئے اس کی ایکسپورٹ پر بھی اسی طرح اثر پڑے گا۔ میں منسٹر صاحبہ سے گزارش کروں گی کہ وہ اس چیز کو ضرور مدنظر رکھیں کہ سیالکوٹ ایک صنعتی شہر ہے اس کو اگر صاف پانی پروگرام کے فیز-I میں شامل کر لیا جائے تو مہربانی ہو گی۔ میں ان الفاظ کے ساتھ wind up کرنا چاہوں گی کہ:

رات کو دن میں بدلتی ہے زمین کی گردش
اور بدل جاتے ہیں دن گردش حالات کے ساتھ

مگر خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا
شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ فائزہ مشتاق!

محترمہ فائزہ مشتاق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! حکومت پنجاب کا چوتھا بجٹ برائے سال 17-2016 ایک عوام دوست، متوازن اور ترقیاتی بجٹ ہے۔ میں ایسا بجٹ پیش کرنے پر محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو بہت مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس بجٹ میں میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق صحت، تعلیم، زراعت، امن عامہ اور صاف پانی کے شعبوں کو خصوصی اہمیت سے نوازا گیا ہے۔ اس بجٹ کا تقریباً 57 فیصد حصہ ان پانچ شعبوں کے لئے مختص کیا گیا ہے جو اس بجٹ کے عوام دوست ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ حکومت پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی زیر قیادت عام آدمی کی ضروریات میں آسانی لانے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہے جس کا واضح ثبوت معیشت کے مختلف indicators کا مثبت سمت میں بڑھنا اور روزگار کے نت نئے مواقع فراہم کرنا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب کا ایک بہت احسن قدم E۔ روزگار ٹریننگ سنٹرز کا قیام ہے جس کے تحت پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ پنجاب بھر میں اپنے تربیتی مراکز قائم کرے گا اور دس ہزار افراد خصوصاً تعلیم یافتہ خواتین کو بذریعہ انٹرنیٹ معاشی طور پر خود کفیل ہونے کی بلا معاوضہ تربیت دی جائے گی۔

جناب سپیکر! خواتین ہماری آبادی کا تقریباً نصف سے زیادہ حصہ ہیں۔ خواتین کو معیشت کی ترقی کے دھارے میں شامل کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے خواتین کا کوٹا سرکاری ملازمتوں میں 15 فیصد تک کیا ہے اور عمر کی حد میں بھی تین سال کا اضافہ کیا ہے جو خواتین کی ترقی کے لئے بہت اہم اور اچھا قدم ہے۔

جناب سپیکر! منڈی بہاؤالدین میں چلڈرن ہسپتال 12-2011 میں قائم کیا گیا تھا مگر آج تک اس میں پیرا میڈیکل سٹاف، سپیشلائزڈ ڈاکٹر اور janitorial سٹاف مکمل فراہم نہیں کیا گیا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس مالی سال میں اس ہسپتال کی missing facilities اور missing staff کو پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر! منڈی بہاؤالدین میں ڈسٹرکٹ کمپلیکس میں ڈی ایچ کیو ہسپتال تقریباً آٹھ نو سال سے زیر تعمیر ہے۔ ہر سال ایک یا دو کروڑ کی گرانٹ فراہم کی جاتی ہے جو اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہے۔ یہ حکومت پنجاب کا بہت بڑا کارنامہ ہو گا اگر اس ہسپتال کو آئندہ مالی سال میں مکمل کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! منڈی بہاؤالدین کی آبادی تقریباً دو ملین کے قریب ہے اور اس میں ایک بھی یونیورسٹی نہیں ہے۔ طلباء کو اپنی اعلیٰ تعلیم کے لئے باہر دوسرے شہروں میں جانا پڑتا ہے جس سے ان کے اخراجات بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے براہ مہربانی منڈی بہاؤالدین میں پنجاب یونیورسٹی یا گجرات یونیورسٹی کا سب کیمپس قائم کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کرنا چاہتی ہوں اور میں ہمیشہ ہر تقریر میں یہ بات کرتی ہوں کہ منڈی بہاؤالدین شہر کو ریلوے لائن دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے اور ٹرین کے آنے اور جانے کے اوقات میں پھاٹک بند ہونے کی وجہ سے ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور اکثر ٹریفک جام رہتی ہے۔ اس سلسلہ میں بھی علاقہ کے عوام کی مشکلات کا حل نکالا جائے اور وہاں پر دو انڈر پاس old & new رسول روڈ پر قائم کئے جائیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ملک مظہر عباس راں!

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج اس بجٹ پر بات کرتے ہوئے میں خوشی، اظہار مسرت اور شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ ساتھ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں حکومت پنجاب نے پہلی دفعہ ایگریکلچر سیکٹر کو اہمیت دی ہے۔ زراعت جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ پاکستان کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اس کو بڑے عرصے سے نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ اس سال پھر ایک ایسا وقت آیا ہے کہ اس ایگریکلچر نے reverse results دیئے اور صاحبان اقتدار کو شاید اس بات پر احساس ہوا کہ ہم نے اس کو نظر انداز کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ 21 فیصد صنعتی شعبہ کا GDP میں حصہ ہے اور 20 فیصد زراعت کا حصہ ہے لیکن جو 21 فیصد ہے وہ بھی زراعت پر base کرتا ہے۔ اگر زراعت کا یہی حال رہا تو یہ 21 فیصد بھی بیٹھ جائے گا۔ میں اپنے ضلع کے ایک بہت بڑے صنعتکار کو ملا تو مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت اور شاید خوشی بھی ہوئی کہ جس طرح ہم کسان اپنی فصلوں کی حالت اور قیمت پر روتے تھے وہ بندہ جسے نظر آ رہا تھا کہ اگر کاٹن ختم ہو گئی تو ہماری ٹیکسٹائل کی صنعت کا کیا

حال ہو گا؟ وہ ہمارے ساتھ اس رونے میں شامل تھا اور صنعتکاروں نے بھی اس اہمیت کو شاید جان لیا ہے کہ صنعت کو بچانے کے لئے زراعت کو زندہ رکھنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! میں حکومت پنجاب، حکومت پاکستان اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی پالیسیوں کو سراہتا ہوں کہ انہوں نے بہت دیر سے سہی لیکن ایک step لیا ہے۔ یہاں ابھی فی ایکڑ پیداوار کی بات ہو رہی تھی۔ میں لمبی بات اس لئے نہیں کر سکتا کہ شاید ابھی آپ گھنٹی بجا دیں گے۔ میں ایک ہی بات کرتا ہوں کہ دنیا میں اب بیج کی ٹیکنالوجی اپنائی جا رہی ہے۔ ہائی برڈ بیج پیدا کئے جا رہے ہیں۔ انڈیا اور دوسرے زرعی ممالک نے ہائی برڈ کی ٹیکنالوجی کو اپنایا ہے جس کی وجہ سے ان کی فی ایکڑ پیداوار بہت زیادہ ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہوں گا کہ آپ نے جو package زراعت کے لئے دیا ہے اس میں آپ خدارا پاکستان، پنجاب اور ایگریکلچر سیکٹر پر مہربانی کرتے ہوئے ہائی برڈ ٹیکنالوجی کو امپورٹ کرائیں۔ ہائی برڈ سیڈ کی ٹیکنالوجی کے حصول کے لئے کام کیا جائے اور اس سے آگے جا کر آپ کی فی ایکڑ پیداوار بڑھے گی اور پھر inputs کی قیمتوں کو کم کیا جائے تاکہ ہم انٹرنیشنل لیول پر دوسرے ممالک سے compete کر سکیں۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں خوش قسمتی سے میری ملاقات ہمارے لیڈر میاں محمد شہباز شریف سے ہوئی تو ان کو میں نے صحت کے حوالے سے دو باتیں کیں جن کو انہوں نے appreciate کیا اور انہوں نے کہا کہ یہ ضرور ہونا چاہئے تو میں بہت خوش ہوں اور وہ گزارشات یہ تھیں کہ مجھے ذاتی علاج کے لئے ایک vascular surgeon کی ضرورت تھی تو پورے پنجاب کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں کہیں بھی vascular surgeon نہیں تھا۔

جناب سپیکر! میں نے ان کو گزارش کی کہ نشتر اور دوسرے بڑے بڑے ہسپتالوں میں vascular surgeon کی سیٹ ہی نہیں ہے تو مہربانی کر کے محترمہ وزیر خزانہ جو آپ کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز ہیں ان میں کم از کم vascular surgeon کی seat create کروائیں تاکہ بروقت لوگوں کا علاج کیا جا سکے۔ میری اس بات کو وزیر اعلیٰ نے appreciate کیا اور اسی وقت انہوں نے آرڈر دیا کہ ہمارے مشیر صحت خواجہ سلمان رفیق سے ان کی ملاقات کروائی جائے، اس بات کو ڈیڑھ دو ماہ ہو چکے ہیں لیکن ان کو ٹائم ہی نہیں مل سکا۔ ابھی یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ ہسپتالوں میں ایک بیڈ پر تین تین مریض ہیں تو ایسا کیوں ہے؟ اس کا بھی حل موجود ہے کہ محترمہ وزیر خزانہ ہر ڈسٹرکٹ میں ایک visiting

BHU,s and RHC,s میں آپریشن کی surgeon کی seat create کر دیں۔ آپ کے سہولتیں موجود ہیں لیکن وہاں پر سرجن موجود نہیں ہے۔ کسی کو اگر اپینڈکس کی تکلیف ہوتی ہے تو وہ نشتر جاتا ہے، ہرنیا کا آپریشن کروانا ہو تو وہ نشتر جاتا ہے یا ضلعی ہیڈکوارٹر کے ہسپتال میں جاتا ہے۔ اگر آپ کے پاس visiting surgeon ہو گا تو وہ ان districts میں جا کر آپریشن کر سکے گا۔ گھنٹی بج گئی ہے اگر میں حلقے کی بات نہ کروں تو شاید زیادتی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب! آپ بات کریں۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایک بات جان کی امان چاہتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں خدارا میں کوئی تنقید نہیں بلکہ یہ تو محبت میں بات ہے۔ محبت میں بات یہ ہے کہ پچھلے بجٹ میں جو جنوبی پنجاب کو فنڈز دیئے گئے تھے ان کی utilization کی ہم کو تفصیل دی جائے کہ کتنے فنڈز آپ نے جنوبی پنجاب میں utilize کئے اور کتنے lapse ہوئے اور باقی کہاں پر خرچ ہوئے؟ یہ جو فنڈ آپ نے مقرر کیا ہے اس پر بھی ہم آپ کے شکر گزار ہیں اور امید کرتے ہیں کہ صحیح طور پر وقت کے ساتھ ان کو utilize کیا جائے گا۔ ایک بہت بڑی block allocation رکھی جاتی ہے تو مجھے اور میرے حلقے کو اس بجٹ میں کچھ بھی نہیں ملا اور سالہا سال ہم بھاگتے رہیں گے اور ڈائریکٹو کرواتے رہیں گے۔ آخر جب بجٹ آئے گا تو اس میں ہمارے لئے ٹھن ٹھن ہو گی تو مہربانی کر کے جو سڑکوں کا بجٹ ہے۔ ایک بات ابھی میرے ذہن میں آئی ہے آپ ہمیں بتائیں میں ایوان میں کھڑے ہو کر پوچھتا ہوں کہ downfall میں اریگیشن میں کتنی نہروں اور راجباہوں کی لائننگ کی گئی ہے اور وہ لائننگ اپر پنجاب میں ہوئی ہے یا کہ لوئر پنجاب میں ہوئی ہے۔ زیادہ ضرورت تو ادھر ہے جہاں ہم ٹیل پر ہیں اور جب یہاں سے ملتان کے لئے نکلتے ہیں تو ہر راجباہ پکا ہو رہا ہے تو ادھر ہمارے پاس ٹیل پر پانی ہی نہیں ہے۔ اسی طرح اریگیشن کے سلسلے میں، میں ایک تجویز بھی دینا چاہتا ہوں کہ بڑے بڑے شہر بن کر آباد ہو گئے ہیں وہاں پر کالونیاں بن گئی ہیں یہ further ملتان ہی میں نہیں بلکہ ہر بڑے ضلع اور شہر میں بنی ہیں لیکن پانی اسی طرح سے ان زمینداروں کو مل رہا ہے تو اس کے لئے خدارا سروے کروایا جائے کہ جہاں پر آبادیاں بن گئی ہیں ان کا زرعی پانی کاٹا گیا ہے اور وہ پانی ہزاروں کیوسک میں ہو گا لہٰذا وہ پانی وہاں پر دیا جائے جہاں پر پانی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! بس یہی میری گزارشات ہیں اور آخر میں ایک شعر کہنا چاہتا ہوں۔ وہ تو چلے گئے ہیں ان کے لئے لکھا تھا ہو سکتا ہے ان تک پہنچ ہی جائے۔

ان کے دل میں کیا چھپا ہے یہ تو بس خدا ہی جانتا ہے
دل اگر بے نقاب ہوتے تو سوچو کتنے فساد ہوتے
سمندر اگر شراب ہوتے تو سوچو کتنے فساد ہوتے
گناہ نہ ہوتے ثواب ہوتے تو سوچو کتنے فساد ہوتے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، الحاج محمد الیاس چنیوٹی!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام من لا نبی بعدہ۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ محترمہ وزیر خزانہ نے 17-2016 کا بجٹ پیش کیا میری دعا اور خواہش ہے کہ جو وعدے اور خواہشیں اس بجٹ میں دکھائی گئی ہیں اللہ کرے کہ وہ وعدے پورے کرنے کی توفیق بھی ہو جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ پورے صوبے کو تو بہت کچھ دیا گیا ہے مگر جیسے میرے پیش رو ملک صاحب نے بتایا کہ ماہ جنوری سے تیار ہونے بجٹ اب آ رہا ہے اس کی تگ ودو کے لئے ہم نے محکمہ سکول، کالجز، صحت، پی اینڈ ڈی، فنانس اور محکمہ انہار کے چکر لگائے ہیں۔ سکیمیں تیار کیں اور فزیبلٹی کیں مگر اتنے پاپڑ بیلنے کے بعد صرف دو سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کی نوید سنائی گئی ہے جبکہ وہاڑی میں 40 سکول، فیصل آباد میں 37، لاہور میں 35 اور 500 فٹ ایک بازار پر مشتمل ضلع ننکانہ صاحب کے 9 سکول جبکہ میرے حلقے میں دو سکول اپ گریڈ کئے جائیں گے میں نے دس بارہ سکولوں کے لئے گزارش کی تھی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ playgrounds کی مد میں میں نے ایک پروٹوٹائپ جمنیزیم مانگا تھا وہ بھی نہ دیا گیا اندرون شہر، ٹف ٹائل، سڑکوں کی مرمت اور بہت سی سکیمیں دی تھیں لیکن کسی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسرے اضلاع کے بارے میں جب پڑھا تو وہاں ٹف ٹائلیں، سیوریج اور سڑکوں کی مد میں کروڑوں روپے کے فنڈز مختص کئے گئے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ یہ بجٹ بنانے کا طریق کار کیا ہے کون لوگ ہیں جو بجٹ ترتیب دیتے ہیں اور جو ترجیحات ہیں ان کی کیا بنیاد ہے؟ 550 ارب روپے میں سے میری بارہ یونین کونسلز کو صرف 5 کروڑ روپے اور میرے پڑوس میں

چناب نگر کی دو یونین کونسلز کو73کروڑ روپے کا سیوریج عنایت کیا گیا ہے یہ غیر منصفانہ تقسیم میری سمجھ سے بالاتر ہے۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے بجٹ کے دوران بھی آگاہ کر چکا ہوں کہ جو چناب نگر کا علاقہ اس کے کاغذات گواہ ہیں کہ 1947 میں قادیانیوں نے ایک ہزار 34ایکڑ زمین خریدی یہ ان کی پرائیویٹ کالونی ہے۔ پرائیویٹ کالونی میں حکومت اتنا بڑا فنڈ نہیں لگا سکتی یعنی آپ کہہ سکتے ہیں کہ بحریہ ٹاؤن اور دیگر سوسائٹیز ہیں تو آپ نے کبھی وہاں پر دو چار کروڑ روپے فنڈز نہیں دیئے۔ آخر وہ لوگ جنہوں نے پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا، جنہوں نے 1974 کی قرارداد کو تسلیم نہیں کیا اور 1984 کے آرڈیننس کو تسلیم نہیں کیا وہ اپنے آپ کو ایک پرائیویٹ کالونی کہتے ہیں لہٰذا انہیں کس قانون کے تحت 73 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے؟ یہ تقسیم میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ ہم نے کالجوں اور سکولوں کے لئے لکھا ہے۔ ابھی پچھلے مہینے سیالکوٹ سے وفاقی وزیر نے کہا کہ ہر ضلع میں یونیورسٹی ہو گی یا اس کا کیمپس ہو گا۔ میں نے یونیورسٹی اور کیمپس کے لئے بھی لکھا لیکن کرنا کیا وہاں پر تو کالج تک کا اعلان نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے ساتھ اور میرے حلقے کے ساتھ سخت ناانصافی ہے۔ جب تک مجھے انصاف نہیں دیا جائے گا اور دوسرے حلقوں کے برابر میری سکیمیں منظور نہیں کی جائیں گی، میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر الحاج محمد الیاس چنیوٹی ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا بابر صاحب! آپ چنیوٹی کے ساتھ بیٹھیں اور انہیں جا کر منائیں۔ رانا محمد ارشد (ایڈووکیٹ) بات کر چکے ہیں، ڈاکٹر فرزانہ نذیر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری علی اصغر منڈا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلے نمبر پر چودھری غلام مرتضیٰ ہیں۔ جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) آپ کا نام میرے پاس نہیں ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا پانچواں نام تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میرے پاس آپ کا نام نہیں ہے۔ جی، چودھری غلام مرتضیٰ!

چودھری غلام مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ وزیر خزانہ پنجاب کو ان کے منسٹر بننے کے بعد دوسرا بجٹ پیش کرنے اور 1681۔ارب روپے کا بجٹ مختص کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں۔ میں اپنی بات کو صرف ترقیاتی بجٹ کے figure کی حد تک محدود رکھوں گا کہ ترقیاتی بجٹ کے لئے 550۔ارب روپے کا figure ماشاء اللہ بہت بڑا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ ضرورت کے مطابق ہر

سال ترقیاتی بجٹ میں اور مجموعی طور پر پورے بجٹ میں اضافہ کیا جاتا ہے لیکن جس طرح مولانا چنیوٹی صاحب بات کر کے گئے ہیں وہ اپنے دل کی بات کر کے گئے ہیں اور میری باتیں بھی تقریباً اُن سے ملتی جلتی ہیں کہ کب تک آپ کی جھوٹی مدح سرائی کی جائے؟ 550-ارب روپے کا بجٹ دینے کے بعد بندہ دیکھتا ہے کہ اس کی تقسیم کیسے کی جائے گی تو یہ ایک سوالیہ نشان ہے؟ میں نے اس سے پہلے تین بار ہر بجٹ میں اپنی گزارشات پیش کیں کہ آپ کے figures دل کو بڑے موہ لینے والے ہوتے ہیں لیکن خدارا اس کی تقسیم کا کوئی طریق کار بنائیں ورنہ جب آپ ایک شہر یا ایک حلقے کو بے تحاشا بجٹ دے کر دوسرے کو زیرو پوزیشن پر لے جاتے ہیں تو لوگ آپس میں نفرت کا باعث بنتے ہیں۔

جناب سپیکر! وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ساتھ والے لوگ ہماری حق تلفی کر رہے ہیں۔ تقسیم کرنے والے پتا نہیں کتنے پتھر دل لوگ ہیں کہ ترجیحات بناتے وقت اُن کی کیا yardstick ہے، یہ میری سمجھ سے بالاتر ہے؟ اگر پورے پنجاب کو صوبائی حلقوں میں تقسیم کریں تو 300 کے قریب صوبائی حلقہ جات ہیں لہٰذا 550-ارب روپے کو اگر تقسیم کریں تو اس حوالے سے ہر صوبائی حلقے کے لوگوں کا ایک ارب 80 کروڑ روپے حق بنتا ہے کہ اُن پر خرچ کیا جائے۔ ایک ارب 80 کروڑ روپے بہت بڑی figure ہے۔ مان لیتے ہیں کہ کہیں اس کی ضرورت زیادہ ہے تو کہیں کم ہے لہٰذا اس کو کم بھی کیا جائے تو ایک ارب 80 کروڑ روپے کم کر کے کم از کم ایک ارب روپے پر لے آئیں لیکن حالت بالکل مختلف ہے۔ میں ہر بار کہتا رہا ہوں پھر بھی ہارون آباد تین سالوں سے ignore ہوتا رہا ہے، اس بار بھی میں کہتا ہوں کہ 175-ارب روپے ملنے چاہئیں لیکن صرف 9 کروڑ روپے ملے ہیں اور صرف چار واٹر سپلائی سکیمیں اس میں آسکی ہیں۔ میں اس بات پر شکر گزار ہوں کہ اگر آپ یہ رقم بھی نہ دیتے تو ہم آپ لوگوں کا کیا کر سکتے تھے سوائے یہ کہ احتجاج کر کے چلے جائیں لیکن اس کے بعد بھی کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی؟

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے ایک انتہائی تکلیف دہ صورتحال ہے کہ چھوٹے شہروں کا کوئی نام ہی نہیں لیتا۔ جنوبی پنجاب کا جب نام لیا جاتا ہے تو خدارا آئندہ ہارون آباد اور فورٹ عباس کو minus جنوبی پنجاب کا نام لیا کریں۔ جنوبی پنجاب پر آپ جو احسان کرتے ہیں اس میں چھوٹی تحصیلوں کے THQs کو ہمیشہ کی طرح بالکل نظرانداز کیا جا رہا ہے اور اس بار بھی کیا گیا ہے جس کی مثال یہ ہے کہ 43-ارب روپے کا بجٹ صحت کی مد میں ترقیاتی کاموں کے لئے رکھا گیا ہے جبکہ ہارون آباد میں ان 43-ارب روپے میں سے ایک روپیہ بھی ہمارے مقدر میں نہیں ہے۔ وہاں صورتحال یہ ہے کہ

گندا پانی پینے سے لوگ گردوں، جگر، کینسر اور بے شمار بیماریوں کا شکار ہو گئے ہیں۔ آج سے ایک ماہ پہلے کی میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ میں ایک جواں سال شخص کی فوتیدگی پر گیا جس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو دیکھ کر مجھے ترس آیا اور میں نے پوچھا کہ ان کے والد کو کیا ہوا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ پیاس سے تنگ تھے اور کسی نلکے سے پانی بھر کر نہیں لا سکے لیکن ہمارے گھروں میں جو پانی کیڑے مکوڑوں والا آتا ہے وہ پیا ہے۔ انہوں نے مجھے اس پانی کی تصویر بھی دکھائی۔ اس گندا پانی پینے سے ایک فٹ سے زیادہ بڑے سائز کا سانپ نما کیڑا اُس شخص کے پیٹ کے اندر پیدا ہوا اور ہفتوں مہینوں میں ہی اس کا nervous system ختم ہو گیا اور اس کے گردے وغیرہ کو کھا گیا جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ میں اُن چھوٹے بچوں کو دیکھ کر literally رو یا ہوں کہ وہاں پر ان بچوں کا کون والی وارث ہے اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس چیز کے ذمہ دار ہم لوگ ہی ہیں کیونکہ ہم اُن کو پینے کا صاف پانی نہیں دے سکتے۔ میرے پاس وہ تصویر ہے جسے آپ دیکھ بھی سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ ایک مثال دے رہا ہوں لیکن اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں۔ اگر صاف پانی نہیں دینا تو پھر ہسپتالوں کی حالت ہی بہتر کر دیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک بیڈ پر تین تین مریض پڑے ہیں لیکن ہماری بد نصیبی یہ ہے کہ اگر آپ ہمارے ہسپتالوں میں چلے جائیں تو بیڈ خالی نظر آتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں ڈاکٹر نہیں ہیں اور انتہائی کم ہیں۔ ڈاکٹروں نے وہاں یہ وتیرا بنا رکھا ہے کہ وہ ہر مریض کو بہاولپور، ملتان اور لاہور کے لئے refer کر دیتے ہیں۔ ان مریضوں میں 80 فیصد مریض ایسے ہیں جن کو ہارٹ اٹیک یا کوئی دوسری بیماری ہو تو وہ راستے میں ہی دم توڑ جاتے ہیں۔ میں اس بار تمام forums کے پاس جا جا کر beg کرتا رہا ہوں کہ خدارا صحت کے حوالے سے تھوڑی توجہ کریں۔

جناب سپیکر! سڑکات کا انفراسٹرکچر تباہ و برباد ہے اور اس 550۔ارب روپے کے ترقیاتی بجٹ میں ایک single road ADP میں شامل نہیں ہے۔ مجھے تو یہ بھی نہیں پتا کہ ہمارا قصور کیا ہے، ہمارا قصور بتا دیا جائے تاکہ میں اس کا ازالہ کر لوں اور آپ کے آگے ہاتھ جوڑ لوں، کیا تقسیم کرتے وقت پورے 550۔ارب روپے میں سے ایک road بھی ہمیں نہیں دے سکتے تھے اور کیا یہ آپ کا ظرف ہے اور یہ گورنمنٹ ہے؟ میں اپنی ذاتی رائے نہیں دے رہا بلکہ یہ لوگوں کی زبان ہے۔ آپ بھی جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں تو اب لوگوں کی زبان پر یہ بات آنا شروع ہو گئی ہے اور کہتے ہیں کہ اس طرح کی منحوس جمہوریت سے آمریت بہتر تھی، میں معذرت کے ساتھ یہ الفاظ کہہ رہا ہوں۔ اگر جمہوریت کا چہرہ اتنا مکروہ ہے تو میں یقین سے کہہ رہا ہوں کہ اس سے آمریت واقعی بہتر تھی۔ خدارا جمہوریت کو

اتنا بدنام نہ کریں اور اس حد تک لوگوں کے ساتھ ظلم نہ کیا جائے کیونکہ کل کو جمہوری لوگ پھر گلے شکوے کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! زمینداروں کے حوالے سے 50۔ارب روپے کا package رکھا ہے جو بہت اچھی بات ہے لیکن میں زمینداروں کے دل کی بات بتا رہا ہوں کہ وہ انا کے ساتھ جینا چاہتے ہیں اور انا کے ساتھ ہی زندگی گزارتے ہیں۔ اتنا بڑا بجٹ جو بھیک نما پچھلے سال دیا گیا ہے تو اتنی رقم خرچ کر کے یہ ہماری بدقسمتی نہیں کہ اس کے بعد بھی ہم لوگوں کی بددعائیں لیں لہٰذا اس کا طریق کار ٹھیک کریں۔ پٹواری کے رحم و کرم پر لوگوں کو چھوڑ دیا گیا، جس نے تین ہزار روپیہ فی فائل دیا اُس کو 60 ہزار روپیہ مل گیا اور جس نے تین ہزار نہیں دیا اُس کو نہیں ملا۔ اتنی بڑی رقم لینے کے بعد لوگ پھر بھی ہمیں بُرا کیوں کہیں؟ جس نے پٹواری کو تین ہزار روپے دے کر پیسے لئے ہیں وہ پھر بھی آپ کی بدخوئی کر رہا ہے کہ مجھے پیسے ایسے نہیں ملے بلکہ تین ہزار روپے خرچ کئے ہیں تو 60 ہزار ملے ہیں۔ جن کو minus کر دیا ہے اور پیسے نہیں ملے وہ تو بددعائیں دے ہی رہے ہیں۔ اس 50۔ارب روپے کی utilization کو بہتر کرنے کے لئے بہتر ہے کہ لوگوں کو لائنوں میں بھکاریوں کی طرح کھڑا کرنے کی بجائے ایک لاکھ کیمونٹی کو 50۔ارب روپے دینے ہیں تو کوشش کریں کہ اس میں سے pick and choose کرنے کا اختیار کسی کو نہ دیں۔ اس رقم کو چاہے per person کم کر لیں لیکن سب کو دیں تاکہ لوگ بھکاریوں کی طرح نہ لیں بلکہ باعزت طریقے کے ساتھ ہر ایک کو تھوڑا بھی ملے گا تو وہ مطمئن رہیں گے۔ جب pick and choose کا اختیار دیا جاتا ہے تو پٹواری وہی سلوک کرتے ہیں جو عرصہ دراز سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ سکولوں کی اپ گریڈیشن کی بات کروں گا۔ سکولوں کے لئے اڑھائی سو ارب روپیہ رکھا گیا ہے جبکہ پورے ہارون آباد میں سنگل ایک سکول کو بھی اپ گریڈ کرنے کی توفیق نہیں ہو سکی۔ ساتھ والے حلقوں میں جائیں تو ماشاء اللہ بے شمار نظر آتے ہیں حالانکہ اس کا ذکر کرنا نہیں بنتا اور کسی سے حسد کی بات نہیں ہے لیکن اس طرح کی تقسیم پر لوگ منفی سوچ سوچنے پر مجبور ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ چالیس کے قریب گاؤں سیم کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلی بار بھی میں نے کہا اور اس بار بھی سیکرٹری صاحب سے ملا کہ چالیس گاؤں کا مطلب یہ ہے کہ لاکھوں لوگ سیم کی وجہ سے تباہ و برباد ہیں اور ان کے رقبے بالکل تباہ ہو چکے ہیں لہٰذا ان کو ٹیوب ویل سسٹم نصب کر کے یا سیم نالے بنا کر بحال کیا جا سکتا ہے لیکن اس دفعہ بھی ایک روپیہ رکھنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اُن لوگوں کا والی وارث کون ہے، ان کا قصور کیا ہے اور گناہ کیا ہے؟ اُن کا گناہ بتا دیں تاکہ

اس کا ازالہ کیا جا سکے۔ جو لوگ زمیندار تھے جن کا ہاتھ دینے والا تھا وہ مانگ بھی نہیں سکتے اور پھر ان کے اوپر چھوڑ دیا جاتا ہے تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کو کہ وہ ٹیکس لینے کے لئے جا رہے ہیں جو ان کو جا کر نوٹس تھما رہے ہیں اور ساتھ میں threat کر رہے ہیں کہ لائیں ٹیکس جبکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہماری انکم نہیں ہے اور ہماری زمینیں تباہ ہو رہی ہیں۔ ہم ٹیکس کیا دیں ہمیں تو دو وقت کی روٹی نہیں مل رہی اور آپ ہم سے ٹیکس لینے کے لئے آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ عجیب و غریب قسم کا قانون ہے اور دیکھا یہ جانا چاہئے کہ اگر کسی جگہ پر جرم ہو رہا ہے اور اگر پچاس لوگ جرم کر رہے ہیں تو ان پچاس کو پکڑیں اور اگر کہیں ایک بھی بندہ جرم نہیں کرتا تو ایک کو بھی نہیں پکڑنا چاہئے۔ جب رمضان المبارک آتا ہے اور اس طرح کے کوئی اہم مواقع آتے ہیں تو ڈی سی اوز کو targets دے دیئے جاتے ہیں کہ آپ کے ضلع کا یہ ٹارگٹ ہے تو ڈی سی او پھر آگے اے سی صاحبان کو ٹارگٹ دیتے ہیں کہ اتنے جرمانے ہونے چاہئیں۔ یہ کتنی بڑی ناانصافی ہے کہ ٹارگٹ دیا جاتا ہے جو کہ عجیب سکھا شاہی ہے جو میری سمجھ سے بالاتر ہے اور الفاظ شاید نامناسب ہیں۔ عجیب قانون ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی جرم نہیں کر رہا اور کوئی مہنگی چیزیں فروخت نہیں کر رہا تو پھر بھی اس کا زبردستی چالان اپنا ٹارگٹ پورا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ خدارا قانون کے چہرے مہرے کو بہتر کریں جو کہ نظر بھی آنا چاہئے۔ یہ بھی انتہائی ناانصافی پر مبنی بات ہے کہ جو ٹارگٹ آفیسرز کو دیئے جاتے ہیں تو پھر وہ لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں چاہے وہ جرم کر رہے ہیں یا نہیں۔ ٹریفک سارجنٹ کو دیکھ لیں انہیں بھی ٹارگٹ دیئے جاتے ہیں کہ شام تک 20 چالان جمع کراؤ۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ایک جگہ پر 20 لوگوں نے قانون کی violation کرنی ہے 200 لوگ بھی قانون کو violate کر سکتے ہیں تو ان 200 کو پکڑیں۔ اگر کوئی ایک فرد بھی violation نہیں کرتا تو ایک کو بھی نہیں پکڑنا چاہئے۔ اس طرح کی یہ چیزیں ہیں جو لوگوں میں بے چینی، بے قراری اور تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔

جناب سپیکر! چونکہ میرا دل دکھی ہے اور سچی بات پوچھیں تو یہ کوئی تقریر نہیں ہے بلکہ یہ دکھوں کا اظہار ہے تو خدارا ان پر نظر ثانی کر لیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں تو نظر ثانی کر لیں تو یہ آپ کا احسان نہیں ہو گا بلکہ یہ آپ کی ذمہ داری میں آتا ہے۔

جناب سپیکر! آخری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ صاف پانی کی بات کی گئی ہے جس میں 10 اضلاع کی 35 تحصیلوں کی بات ہے اور اس بجٹ کی کتاب میں پھر ہارون آباد تحصیل کا نام شامل نہیں ہے۔ میں نے حالات آپ کو بتا دیئے ہیں، لوگ جھولیاں اٹھا کر بد دعائیں دیتے ہیں تو میری گزارش ہے

کہ ان سے بچیں۔ دس اضلاع کی 35 تحصیلوں میں ہارون آباد کا نام نہیں ہے اور میں نے سارا ریکارڈ چھان مارا ہے لیکن ہارون آباد کا نام اس میں نظر نہیں آیا تو خدارا اسے بھی شامل کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: فنانس منسٹر صاحبہ اسے نوٹ کر لیں۔ چودھری غلام مرتضیٰ صاحب! منسٹر صاحبہ نے اس کا نام نوٹ کر لیا ہے۔ محمد آصف باجوہ ایڈووکیٹ!

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 17-2016 کے بجٹ میں یقینی طور پر سوشل سیکٹر پر خاص توجہ دی گئی ہے اور میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے وزیراعلیٰ صاحب کی supervision میں یہ بجٹ ترتیب دیا جو کہ یقینی طور پر بیوروکریسی کا بجٹ نہیں ہے بلکہ عوام کے منتخب نمائندوں کا بجٹ ہے اور مرکز میں بھی جس طرح سے بجٹ پیش کیا گیا ہے تو تین سالوں کی بھرپور محنت سے آج "مورگن سٹینلے ملٹی مارکیٹ" میں ہمارا نام آگیا ہے جس پر میں انہیں بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یقینی طور پر پاکستان کی معیشت ان لوگوں کی وجہ سے بہتر ہوئی ہے۔ جو لوگ بجٹ بناتے ہیں یعنی قوم کے نمائندے محنت کرتے ہیں، ان کی وجہ سے ہمیں آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوا کہ آج ہم "مورگن سٹینلے ملٹی مارکیٹ" کے ممبر بننے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! پیش کردہ بجٹ کو میں نے سوشل سیکٹر کا بجٹ اس لئے کہا کہ پوری دنیا میں سوشل سیکٹر پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے جس میں صحت، تعلیم اور دوسرے اسی طرح کے public interest کے یعنی عوام کی ترقی کے matter کو اس میں رکھا جاتا ہے۔ یقینی طور پر صحت کے لئے 150۔ارب روپے رکھے گئے جس میں 16۔ارب 60 کروڑ روپے کی مفت ادویات ہیں جس کی وجہ سے عوام یقینی طور پر ریلیف محسوس کریں گے کیونکہ اس سال بھی چیف منسٹر صاحب کا یہ concern رہا ہے کہ ایمرجنسی اور چلڈرن وارڈز کے علاوہ خواتین کے زچہ بچہ سیکٹر میں لوگوں کو مفت ادویات ملیں۔ میرا خیال ہے کہ اس بجٹ میں جتنی بڑی رقم رکھی گئی ہے اس سے عوام کو یقیناً ریلیف ملے گا۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے 312۔ارب روپے رکھے ہیں اور 71 فیصد ڈویلپمنٹ کے بجٹ سے یقیناً missing facilities اور دیہاتی علاقوں کے چھوٹے پرائمری سکولوں میں کمرہ جات کی تعمیر ہوگی جہاں چھوٹے بچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کریں گے اور ہمارے خلاف جو پراپیگنڈا کیا جاتا تھا اس کا یہ یقینی طور پر توڑ ہے۔50۔ارب روپے بہت بڑی رقم ہے جو کہ کسان کے لئے رکھی گئی لیکن اس حوالے سے میری چند ایک گزارشات ہیں کہ پچھلے سال کسان کو subsidize rates پر

agricultural implementsدیئے گئے لیکن کسانوں کو جس طریقے سے اس کا فائدہ پہنچنا چاہئے تھا شاید ہم اس طریقے سے انہیں فائدہ پہنچا نہیں سکے کیونکہ ایک ہی کسان کو چار چار implements دے دیئے گئے۔ اگر کوئی غریب کسان ہے تو وہ چار implementsنہیں خرید سکتا لہٰذا زیادہ سے زیادہ لوگوں کو involveکیا جائے اور ہر کسان کو ایک ایک implementدیا جائے اور ایسے لوگوں کو implementدیا جائے جن کے پاس پہلے کوئی implementنہیں ہے اور اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے ایک گزارش کروں گا کہ ڈسکہ پنجاب کی ایک بہت بڑی تحصیل ہے جس میں ہزاروں کارخانے ہیں جہاں پر agricultural implementsتیار کئے جاتے ہیں اور وہاں agriculturalکے ساتھ ساتھ سرجیکل کے آلات بھی تیار کئے جاتے ہیں، آٹو پارٹس کے آلات تیار کئے جاتے ہیں جبکہ لاہور میں میسی فرگوسن ٹریکٹر کے 70سے 80فیصد پارٹس ڈسکہ سے تیار ہو کر آتے ہیں۔ ڈسکہ میں ایک سال انڈسٹریل اسٹیٹ بھی ہے اور بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ چائنا نے سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کو ترقی دے کر ترقی کی لیکن ہم اس سوچ کو ابھی تک شاید developنہیں کر سکے حالانکہ بے پناہ لوگ ایسے ہیں جو unskilledہیں اور ڈسکہ میں پچاس ہزار کے قریب لوگ کام کرتے ہیں لیکن وہاں پر ایک بھی ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ نہیں ہے۔ میں آج اپنی چوتھی بجٹ سیشن تقریر میں پھر اس بات کی طرف توجہ دلا رہا ہوں اور ہر سال requestکی کہ ڈسکہ میں اس کی بہت ضرورت ہے اور شدید ضرورت ہے کہ لوگوں کو skilled workersمہیا کئے جائیں لہٰذا وہاں ایک بھی پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ یا کوئی ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ہی کم از کم بنا دیا جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کو skilledبنایا جاسکے اور لوگ بہتر طریقے سے ایک standardizeکام کر سکیں۔

جناب سپیکر! جو لوگ ڈسکہ میں زرعی آلات تیار کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح دوسرے شعبوں کو سیلز ٹیکس میں indemnityدی گئی ہے اور جی ایس ٹی سے نکالا گیا ہے اسی طریقے سے ٹریکٹر سازی اور جو جو آلات ٹریکٹر کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں انہیں بھی انکم ٹیکس فری قرار دیا جانا چاہئے تاکہ ان کے ratesکم ہو سکیں تاکہ کسانوں کو سہولت میسر آ سکے۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ تقسیم کئے جانے والے زرعی آلات جو فیکٹریاں بناتی ہیں، پاکستان میں کیا صرف چار فیکٹریاں ہیں، نہیں۔ ڈسکہ کے بعد حافظ آباد، میاں چنوں، اوکاڑہ، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور لاہور جیسے شہروں میں زرعی آلات تیار ہوتے ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ جو لوگ حکومت کو زرعی آلات فراہم کرتے ہیں ان کی اپنی کوئی

فیکٹریاں نہیں ہیں بلکہ وہ آلات باہر سے تیار کرواتے ہیں اور ان سے لے کر خود supplier بن جاتے ہیں۔ یہ مخصوص قسم کے لوگ ہیں جو گزشتہ چار سالوں سے اس قسم کا فراڈ کر رہے ہیں تو میری آپ کی توسط سے محکمہ زراعت سے، ان کے ارباب اختیار سے، وزیر زراعت سے اور وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ انہوں نے جو شرائط پری کوالیفکیشن کی رکھی ہیں، ان پر ذرا غور کریں اور جو لوگ اصل مینو فیکچررز ہیں، ڈسکہ سے، فیصل آباد اور دوسرے شہروں سے ان کو on board لیں اور انہوں نے جو پری کوالیفکیشن کی شرائط رکھی ہیں، ان کو تبدیل کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس میں involve کیا جا سکے کیونکہ اس سے مقابلے کا رجحان پیدا ہوگا۔ اگر انہوں نے کوئی implement دو لاکھ روپے کا لیا ہے تو ہم ڈسکہ والے اسے ڈیڑھ لاکھ روپے میں دینے کو تیار ہیں اس لئے میری humble submission ہے کہ ایسی باتوں کو بغور دیکھ لیں۔ اگر اوپن مارکیٹ میں کوئی چیز دو لاکھ روپے کی ہے جب حکومت سپلائی کرتی ہے تو وہ ساڑھے تین لاکھ روپے کی سپلائی کرتی ہے تو اس سے کسان کو ریلیف نہیں ملتا۔

جناب سپیکر! پنجاب کا کل ترقیاتی بجٹ 550۔ارب روپے کا ہے جس میں 27۔ارب KPRR پروگرام کے لئے ہیں، سڑکوں کے لئے 52۔ارب روپے اور ٹرانسپورٹ کے لئے 92۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ لیپ ٹاپ کے لئے 23.3۔ارب روپے، دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے 145.5۔ارب روپے ہیں، بلدیاتی اداروں کے لئے 286.5۔ارب روپے اور ریسکیو 1122 کے لئے 4۔ارب 20 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں دس فیصد اضافہ کیا گیا ہے جبکہ پنشنرز کے لئے 128۔ارب روپے اس عوامی بجٹ میں رکھے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً یہ ایک متوازن بجٹ ہے اور یہ غریب کا بجٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جن لوگوں نے بڑی بڑی باتیں یہاں کیں اور وہ باتیں کر کے چلے گئے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ بیگم نسرین جاوید!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ زیب النساء اعوان!

محترمہ زیب النساء اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے قائد پاکستان وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے کامیاب آپریشن ہونے پر پوری قوم کی شکر گزار ہوں جنہوں نے دعائیں کیں اور مختلف صدقات دیئے۔ اس کے بعد میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی پوری ٹیم جس میں ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا، رانا ثناء اللہ خان، جناب شیر علی خان اور باقی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ یہ ایک عوام دوست بجٹ اور کسان دوست بجٹ ہے۔ جب بھی ہمارے قائد

میاں محمد نواز شریف کی اور میاں محمد شہباز شریف کی حکومت آئی تو وہ عوام کو نہیں بھولے۔اس کے بعد میں میاں محمد شہباز شریف کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے لاہور کے بعد راولپنڈی کو بڑے پراجیکٹس دیئے جن میں خواتین کے ایک ہسپتال کا بھی انہی دنوں افتتاح ہوا جس پر میں راولپنڈی کے عوام کی طرف سے ان کی شکر گزار ہوں۔ انہوں نے راولپنڈی میں میٹرو بس کا منصوبہ دیا۔ جب بھی میاں صاحبان کی حکومت آئی تو انہوں نے کبھی پیلو کیب سکیم دی، موٹروے جیسے منصوبے دیئے اور جو وعدہ کیا وہ وفا کیا۔

وہ وعدہ ہی کیا جو وفا نہ ہو
اور وہ قرض ہی کیا جو ادا نہ ہوا

اس کے بعد میں قائد میاں محمد شہباز شریف کے لئے بھی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت دے، انہیں نظر بد سے بچائے۔ ایک شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گی۔ باتیں تو کافی ساری تھیں لیکن وقت تھوڑا تھا۔

جب اپنا قافلہ عزم و یقین سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے رستہ وہیں سے نکلے گا
وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دو
مجھے یقین ہے چشمہ یہیں سے نکلے گا

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب اجلاس کل بروز جمعتہ المبارک مورخہ 17۔جون 2016 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل بھی سالانہ بجٹ 17-2016 پر بحث جاری رہے گی۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

جمعتہ المبارک،17۔جون2016

(یوم الجمع،11۔رمضان المبارک1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22: شمارہ 3

137

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ17-جون2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

139

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 17-جون 2016

(یوم الجمع، 11-رمضان المبارک 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت
جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

قٓ ۚ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ ۚ﴿۱﴾ بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ
مِّنۡہُمۡ فَقَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ﴿۲﴾ ءَاِذَا مِتۡنَا
وَکُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِکَ رَجۡعٌۢ بَعِیۡدٌ ﴿۳﴾ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا تَنۡقُصُ الۡاَرۡضُ
مِنۡہُمۡ ۚ وَعِنۡدَنَا کِتٰبٌ حَفِیۡظٌ ﴿۴﴾ بَلۡ کَذَّبُوۡا بِالۡحَقِّ لَمَّا جَآءَہُمۡ
فَہُمۡ فِیۡۤ اَمۡرٍ مَّرِیۡجٍ ﴿۵﴾

سورۃ قٓ آیات 1 تا 5

قٓ۔ قرآن مجید کی قسم (کہ محمد پیغمبر اللہ ہیں)(1) لیکن ان لوگوں نے تعجب کیا کہ انہی میں سے ایک ہدایت کرنے والا ان کے پاس آیا تو کافر کہنے لگے کہ یہ بات تو (بڑی) عجیب ہے(2) بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے (تو پھر زندہ ہوں گے ؟) یہ زندہ ہونا (عقل سے) بعید ہے(3) ان کے جسموں کو زمین جتنا (کھا کھا کر) کم کرتی جاتی ہے ہمیں معلوم ہے اور ہمارے پاس تحریری یادداشت بھی ہے(4) بلکہ (عجیب بات یہ ہے کہ) جب ان کے پاس (دین) حق آ پہنچا تو انہوں نے اس کو جھوٹ سمجھا سو یہ ایک الجھی ہوئی بات میں (پڑ رہے) ہیں(5)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل ٹھکانہ میرے حضور کا ہے
یہ جلوہ خانہ میرے حضور کا ہے
نعمتیں سب وہی دلاتے ہیں
دانہ دانہ میرے حضور کا ہے
جس پر اتری ہے **آیتہ** تطہیر
وہ گھرانہ میرے حضور کا ہے
ذکر شامل نماز میں خالد
پنجگانہ میرے حضور کا ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ گوندل صاحب! آپ کدھر جا رہے ہیں؟ کہیں باہر نہ نکل جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میں ادھر ہی ہوں۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: تحریک استحقاق کا محرک حاضر نہیں ہے لہٰذا اب ہم سالانہ بجٹ 17-2016 پر بحث شروع کرتے ہیں اور سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 پر بحث کا آغاز کل مورخہ 16۔ جون 2016 سے ہوا۔ آج بھی بحث جاری رہے گی جو ممبران بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنا نام مع تاریخ سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔ میرے پاس جو لسٹ ہے اس کے مطابق پہلا نام رانا منوّر حسین المعروف رانا منوّر غوث خان!---موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر فرزانہ نذیر!---موجود نہیں ہیں۔ محترمہ فاطمہ فریحہ!--- موجود نہیں ہیں۔ جی، محترمہ مدیحہ رانا!

محترمہ مدیحہ رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے مالی سال 17-2016 کے بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کا لگا تار نواں بجٹ ہے اور اس تاریخ ساز کارنامے پر میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ پیش کیا ہے جس کی مالیت 1681۔ ارب روپے ہے۔

جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف نے ہمیشہ سے ہی عوام دوست بجٹ پیش کرنے کے لئے پنجاب کے تمام محکموں کے اعلیٰ عہدیداروں، عوامی نمائندوں اور عوام کو براہ راست بجٹ سازی کے عمل میں شامل کیا جس کے نتیجے میں ہمیں اتنا متوازن بجٹ حاصل ہوا ہے۔ میں آپ کے توسط سے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی نذر ایک شعر کرتی ہوں:

تیرے ہاتھ میں قلم ہے تیرے ذہن میں اُجالا
تجھے کیا مٹا سکے گا ظلمتوں کا پالا
تجھے فکر امن عالم اسے اپنی ذات کا غم
تو طلوع ہو رہا ہے وہ غروب ہونے والا

جناب سپیکر! میں انرجی بحران پر بات کرنا چاہوں گی جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو بہت سارے مسائل درپیش تھے جس میں سے سب سے بڑاchallenge انرجی بحران کا تھا۔ انرجی بحران سے نمپٹنے کے لئے اس متوازن بجٹ میں 9۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی جو کہ پنجاب کے عوام کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق فیصل آباد سے ہے اور فیصل آباد ایک صنعتی شہر ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان کا مانچسٹر کہلاتا ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ پچھلی حکومت کی نااہلی کی وجہ سے بائیس بائیس گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی تھی اور اس کی وجہ سے جو طبقہ سب سے زیادہ متاثر ہوا وہ ہمارے صنعت سے وابستہ لوگ ہیں۔ اب میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کی شبانہ روز محنت کی بدولت لوڈ شیڈنگ کا دورانیہ کم ہوا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صنعتوں کو بھی بلا تعطل بجلی فراہم کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر بات کرنا چاہوں گی کہ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف پر بھروسہ کرتے ہوئے چائنا نے نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں بجلی کی فراہمی کے لئے بہت سارے پراجیکٹس شروع کئے ہیں۔ سی پیک کی کامیابی کے بعد جو انوسٹمنٹ ہوگی اس سے ایک طرف تو بجلی کے بحران پر قابو پالیا جائے گا اور دوسری طرف بے روزگاری کا خاتمہ بھی ہوگا۔ سال 2018 میں بھکھی ضلع شیخوپورہ، حویلی بہادر شاہ ضلع جھنگ، تونسہ اور روجھان کے پاور پراجیکٹس سے ہزاروں میگا واٹ بجلی کے یونٹس نیشنل گرڈ میں شامل ہوں گے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان میں لوڈ شیڈنگ ختم ہو جائے گی۔ میں یہاں پر یہی کہوں گی کہ:

جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو بجٹ بنا کر سر عام رکھ دیا ہے

جناب سپیکر! ہمیشہ کی طرح ٹیکنیکل ایجوکیشن مسلم لیگ (ن) کی ترجیحات میں شامل ہے۔ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کا وژن ہے کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ذریعے ہی اس ملک کو ترقی کی راہ

پر گامزن کیا جا سکتا ہے اس کے لئے بجٹ میں 6-ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کر دی گئی ہے۔ انشاء اللہ اس سے بھی 20 لاکھ افراد کو ہنر مند بنایا جائے گا۔ میں یہاں پر پنجاب کے ادارے TEVTA کا ذکر کرنا چاہوں گی جہاں پر بہت سارے courses کروائے جاتے ہیں۔ اس میں الیکٹریشن کورس، درزی کورس، قصاب کورس، پلمبر کورس، سلائی کڑھائی اور Chinese language کے courses بھی کروائے جاتے ہیں۔ طالب علموں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے باہر کے ممالک میں بھجوایا جارہا ہے۔ ہم طالب علموں کو وظائف اور tool kits بھی فراہم کر رہے ہیں۔ انٹرنیٹ سے مکمل طور پر مستفید ہونے کے لئے حکومت پنجاب نے اس بجٹ میں ای روزگار پروگرام شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کے لئے ایک بہت بڑا تحفہ ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق 2011 سے پنجاب میں بلا سود قرضے دیئے جا رہے ہیں جن کا حجم 21-ارب روپے سے زائد ہے۔ اس سال بھی 3-ارب روپے سے 15 لاکھ افراد کو بلا سود قرضے فراہم کئے جائیں گے جو انشاء اللہ پنجاب کی خوشحالی کا باعث ہوں گے۔ میں یہی message دینا چاہوں گی کہ:

تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے
عبث ہے شکوہ تقدیر یزداں
تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے

جناب سپیکر! اب میں خواتین کی بات کروں گی۔ ہماری حکومت نے وومن ڈویلپمنٹ کے لئے اس مالی سال میں ایک ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ میں پنجاب کے عوام کی طرف سے حکومت پنجاب کی شکر گزار ہوں کہ اس نے خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے وومن پروٹیکشن ایکٹ پنجاب اسمبلی سے پاس کروایا۔ اسی طرح خواتین کو اپنے حقوق کے حصول کے لئے ٹال فری نمبر 1143 کا اجراء بھی مسلم لیگ (ن) کی حکومت کا اہم کارنامہ ہے۔ جن خواتین کے بچے تھے اور وہ اپنی ملازمت صحیح طریقے سے نہیں کر سکتی تھیں ان کے بچوں کے لئے بے بی ڈے کیئر سنٹرز بنائے گئے اور جو خواتین دور دراز علاقوں میں رہتی تھیں ان کو وومن ہاسٹل کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر جو خواتین ٹرانسپورٹ کے مسائل سے دوچار تھیں ان کے لئے Scooty for Working Women کا اجراء کیا گیا ہے۔ لاہور سے پائلٹ پراجیکٹ کا افتتاح ہو چکا ہے۔ میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے درخواست

ہے کہ میرے شہر فیصل آباد کو بھی Scooty for Working Women Project سے نوازا جائے تاکہ اس علاقے کی تمام working ladies اپنی scooties پر نظر آئیں۔

جناب سپیکر! میرے اپوزیشن کے ساتھی تبدیلی کی بات کرتے ہیں۔ تبدیلی کا نعرہ لگانا تو بہت آسان بات ہے۔ خیبر پختونخوا کی عوام نے پی ٹی آئی کو mandate دیا اور انہوں نے وہاں پر حکومت بنائی۔ صوبہ پنجاب میں عوام نے مسلم لیگ (ن) کو mandate دیا اور میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے حکومت بنائی۔ ہم نے اپنے طالب علموں کو لیپ ٹاپ اور سولر سسٹم دیئے، بلا سود قرضے دیئے اور اعلیٰ تعلیم کے لئے باہر بھیجا جبکہ پی ٹی آئی کی حکومت نے خیبر پختونخوا کی عوام کو چوہے دان تھما دیئے ہیں۔ خیبر پختونخوا حکومت نے چوہے پکڑنے کے لئے انعام مقرر کیا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ مناسب بات نہیں ہے۔ آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر! میں حزب اختلاف کو ایک پیغام ضرور دوں گی کہ جو انسان اپنے بچوں کی پاکستان میں تربیت نہیں کر سکا، جو شخص اپنے خاندان، اپنی بیوی یا اپنی فیملی کو بچا کر نہیں رکھ سکا اور جو انسان اپنے صوبے کی خدمت نہیں کر سکا وہ پاکستان کا کیا خیال رکھے گا؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ایسی بات نہ کریں۔ آپ بجٹ پر تقریر کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہ کیا ہو رہا ہے؟ اگر یہ ذاتیات پر بات کریں گی تو پھر ہم بھی ان کے قائدین کے بارے میں بات کریں گے۔ مہربانی کر کے ان کو منع کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر! اس متوازن بجٹ میں حزب اختلاف کو کوئی اچھائی نظر آئے یا نہ آئے لیکن انشاء اللہ عوام اس بجٹ کو ضرور سراہے گی۔ میں اپوزیشن کی نذر یہ شعر کروں گی کہ:

فکر انجام کر انجام سے پہلے پہلے
دن تو تیرا ہے مگر شام سے پہلے پہلے
آئے بکنے پہ تو حیرت میں ہمیں ڈال دیا
وہ جو بے مول تھے نیلام سے پہلے پہلے

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے اس بجٹ میں 312-ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے جو انشاءاللہ صوبہ پنجاب میں تعلیمی وتدریسی میدان میں روشنیوں اور آبشاروں کا باعث بنے گی۔ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اپنے اداروں سے کام لینے کے ماہر ہیں اور ان کی قائدانہ صلاحیتیں PEEF, PEC, PEFاور اسی طرح کے دیگر اداروں کی نمایاں کارکردگی سے نظر آتی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر الف اعلان کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ پنجاب کے سکولوں میں بچوں کی enrolmentاور quality of educationمیں صوبہ پنجاب نمبر1 پر ہے۔ میں یہاں پر پنجاب ایجوکیشن اینڈوومنٹ فنڈ کا ذکر بھی کرنا چاہوں گی جس کا حجم پہلے 16-ارب روپے تھا اور اس بجٹ میں 4-ارب روپے کا مزید اضافہ کیا گیا ہے تاکہ ہمارے لاکھوں طالب علموں کو سکالرشپ مل سکے۔ پنجاب میں پہلے چودہ دانش سکول کام کر رہے ہیں اور اس بجٹ میں چار مزید سکولوں کا اضافہ کیا گیا ہے جس کے لئے 3-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! سکولوں میں آئی ٹی لیبز قائم کی جارہی ہیں اور ذہین بچوں کو میرٹ پر سکالرشپ دیئے جائیں گے۔ 45ہزار اساتذہ کی بھرتیاں کی جارہی ہیں جس سے quality of educationمیں مزید بہتری آئے گی۔ جنوبی پنجاب میں طالبات کو ماہانہ وظیفہ 200روپے سے بڑھا کر ایک ہزار روپے کرنا کسی تاریخ ساز کارنامے سے کم نہیں۔ میں حزب اختلاف سے کہوں گی کہ یہ ہیں وزیراعلیٰ پنجاب جو کہ بچوں کو تعلیم دلوانے کے لئے دن رات محنت کر رہے ہیں۔ جب خیبر پختونخوا کے وزیراعلیٰ پنجاب آتے ہیں تو وہ دھرنا دیتے ہیں، خٹک ڈانس دکھاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اس پر میں یہی کہنا چاہتی ہوں کہ:

ہر ایک سوال کا اس کو جواب کیا دیتے
ہم اپنی ذات کا اس کو حساب کیا دیتے
جو ایک لفظ کی خوشبو نہ رکھ سکا محفوظ
ہم اس کے ہاتھ میں پوری کتاب کیا دیتے

جناب سپیکر: محترمہ! wind upکرلیں۔

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر! میٹرو بس پر بہت تنقید کی گئی تھی۔ میرے قائد نے صرف میٹرو بس پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس سے بڑھ کر اورنج لائن ٹرین کا ایک اور منصوبہ مکمل کرنے کا عہد کیا ہے۔ میں

سمجھتی ہوں کہ اورنج لائن ٹرین کا منصوبہ لاہور کی عوام کے لئے ایک شاہکار ہو گا۔ جب اڑھائی گھنٹے کا فاصلہ صرف 45 منٹ میں طے ہو گا تو عوام کو بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔ یہاں پر میں کہتی چلوں:

کس میں ہمت ہے ہماری پرواز میں لائے کمی
ہم پروں سے نہیں، حوصلوں سے اُڑا کرتے ہیں

جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف کی نیت صاف ہے، حوصلے بلند ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان ایشیاء کا tiger بنے گا۔ میں یہاں پر بات کرتی چلوں کہ رمضان package کے لئے 5۔ارب روپے مختص کرنا عوام کے ساتھ محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے قائد میاں محمد نواز شریف کو زندگی اور صحت عطا فرمائے تاکہ وہ دُگنی قوت کے ساتھ ملک و قوم کی خدمت کر سکیں۔ میں آخر میں یہی کہوں گی:

دُشوار تر ہے جن کے لئے روز و شب کا بوجھ
ان کے لئے حیات کو آسان کریں گے ہم
برہم بجلیاں کہ ہوائیں خلاف ہوں
کچھ بھی ہو اہتمام چراغاں کریں گے ہم

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک بات کرتی چلوں کہ اس سال 50۔ارب روپے صحت کے لئے مختص کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے بہت سارے ہسپتال بنیں گے، ICU's بنیں گے اور اس کے علاوہ ہسپتالوں میں عملے کی حاضری کو یقینی بنانے کے لئے بائیو میٹرک طریقہ اور CCTV's نصب کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ پاکستان کڈنی اینڈ لیور سنٹر کے لئے 4۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے اس سے نہ صرف صوبہ پنجاب کی عوام بلکہ پورا پاکستان مستفید ہو گا۔

جناب سپیکر! میں ایک منٹ مزید لوں گی۔ سوشل ویلفیئر کے لئے ایک ارب 68 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کرنا پنجاب حکومت کا اہم کارنامہ ہے اور اس کارنامہ نے عوام کے دل موہ لئے ہیں۔ یہ رقم Model Children Homes, Women Hostels, صنعت زاروں، ضلعی جیلوں پر لگائی جائے گی جہاں پر بے سہارا خواتین کو آسرا ملے گا، بزرگوں کو گھریلو ماحول ملے گا۔ اس طرح کے اچھے اور نیک کاموں سے مسلم لیگ (ن) کی نہ صرف دنیا میں ترقی ہو گی بلکہ آخرت میں بھی ان کا نام ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب طارق مسیح گل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد وحید گل !۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ)!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جناب خالد وحید چودھری۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نجمہ بیگم!

محترمہ نجمہ بیگم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔آج مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع ملااور مجھے سال میں ایک بار بولنے کا موقع ملتاہے تو مجھے تھوڑاساٹائم زیادہ دیجئے گا۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور اپنی بہن محترمہ عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے 1681۔ارب روپے کا اتنااچھا، متوازن، عوام دوست، کسان دوست اور تعلیم دوست بجٹ پیش کیا۔ان 28 صفحات کے اندر صوبہ پنجاب کے بجٹ کا جو حساب کتاب رکھا گیا ہے معلوم نہیں کہ معزز ممبران حزب اختلاف نے اس کو پڑھا نہیں ہے اور یہ صاف نظر آرہا تھا کہ انہوں نے پڑھا ہے اور نہ سمجھا ہے۔ان کو بجٹ کی اس پوری bookمیں کچھ نظر نہیں آیا۔ان کی سوچ ہی ایسی ہے کہ ان کو کچھ سمجھ آنا ہی نہیں ہے۔انہوں نے تبدیلی کے نعرے لگائے جبکہ ہم نے تبدیلی کرکے دکھائی۔

جناب سپیکر! میں ڈیری غازی خان کی خواتین کی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے ہماری ایم این اے مسز شہناز سلیم اور میری تجویز پر خواتین کے لئے ماڈل بازار میں 40 دکانوں کا تحفہ دیاکیونکہ ہر شعبہ میں خواتین اپنا کردار ادا کرتی ہیں تو ڈیرہ غازی خان کی خواتین ماڈل بازار کی ان دکانوں میں اپنا کاروبار شروع کرکے ملکی معاشی ترقی میں حصہ لیں گی اور ملک کا نام روشن کریں گی۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں 173۔ارب روپیہ جنوبی پنجاب کے لئے رکھا گیاہے۔ میں کہتی ہوں کہ حزب اختلاف والے جنوبی پنجاب کا نام استعمال کرکے اپنی سیاست چمکاتے ہیں حالانکہ ہمارے وزیراعلیٰ کی ترجیحات میں جنوبی پنجاب کی ترقی شامل ہے۔انہوں نے ڈیرہ غازی خان کو میڈیکل کالج دیا، غازی یونیورسٹی دی، ڈیرہ غازی خان کی ترقی کے لئے فنڈز دیئےاور ہمیں فنڈز کی آگے بھی مزید ضرورت ہے کیونکہ ڈیری غازی خان چار صوبوں کا سنگم ہے اس پر خیبر پختونخوا، سندھ اور بلوچستان کے بارڈرز ہیں۔امن وامان کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے ہمیں پولیس فورس کی بہت ضرورت ہے کیونکہ وہاں کچا کے علاقہ میں آپریشن بھی چل رہاہے اس کے ساتھ ساتھ وہاں پراور بھی وارداتیں ہوتی ہیں تو ہم نے اس حوالہ سے جب ڈی پی او سے بات کی تو انہوں نے یہی مطالبہ کیا کہ ہمیں نفری چاہئے۔ میری گزارش

ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے لئے پولیس کی بھرتیوں میں اضافہ کیا جائے تاکہ امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنایا جاسکے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ سے میری ایک درخواست ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں ایک برن سنٹر بھی قائم کیا جائے کیونکہ سلنڈر پھٹنے سے میری سگی بہن کی death ہوگئی تھی کیونکہ ملتان جاتے ہوئے راستے میں وہ دم توڑ گئیں اگر ڈیرہ غازی خان میں برن سنٹر ہوتا تو شاید اُن کی جان بچائی جاسکتی تھی۔اس کے ساتھ ساتھ ڈیرہ غازی خان میں کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ کے لئے بھی ہمارا مطالبہ ہے کیونکہ ملتان جاتے ہوئے ہمارے اکثر مریض راستے میں دم توڑ جاتے ہیں۔جنوبی پنجاب کے اس 173۔ارب روپے میں سے ڈیرہ غازی خان کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز دیئے جائیں تاکہ ہمیں مخالفین کے طعنے نہ سُننے پڑیں کہ جنوبی پنجاب کا بجٹ اُٹھا کر لاہور پر لگا دیا جاتا ہے تو جب جنوبی پنجاب کی ترقی میں اضافہ ہوگا تو یہ ان کے منہ پر طمانچہ ثابت ہوگا۔

جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان کا گورنمنٹ کامرس کالج 1929 میں قائم ہوا اس کالج کے ہر سال سینکڑوں بچے تعلیم حاصل کرکے ملک کی معیشت میں حصہ لیتے ہیں لیکن اس کالج کے طلباء کے لئے ٹرانسپورٹ کی سہولت میسر نہیں ہے لہٰذا اُنہیں ٹرانسپورٹ کی سہولت دی جائے۔

جناب سپیکر! صاف پانی منصوبہ میں جنوبی پنجاب کو بھی شامل کیا گیا ہے جو قابل تحسین اقدام ہے کیونکہ وہاں کی عوام کو صاف پانی مہیا نہیں ہے تو میری گزارش ہے کہ ڈیرہ غازی خان شہر کو بھی اس منصوبہ میں شامل کیا جائے تاکہ ہمارے شہر کے لوگ بھی صاف پانی سے مستفید ہوسکیں اور وزیراعلیٰ کو دعائیں دیں۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو داد دیتی ہوں کہ پچھلے دنوں قرات اور نعت کے جو مقابلے ہوئے اُس میں ڈیرہ غازی خان کی بچیوں نے چیک کی صورت میں انعام حاصل کئے۔ایک بہت غریب اور مستحق بچی نے ڈویژن بھر میں پوزیشن لی جب میں نے اُس کو چیک دیتے ہوئے دیکھا تو اُس کی جوتی ٹُوٹی ہوئی تھی اُس کو ایک لاکھ 35 ہزار روپے کا چیک ملا۔میں نے اُس سے پوچھا کہ آپ ان پیسوں کا کیا کروگی تو اُس نے کہا کہ میں عمرے پر جا کر اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب کے لئے دعائیں کروں گی کیونکہ میں آج تک یہ سعادت حاصل نہ کرسکتی تھی تو انہوں نے یہ کام کرکے میرا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! اب میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین طوطا کہانی بن چکی ہے حزب اختلاف والے تو بڑی بڑی گاڑیوں میں آتے ہیں لیکن ان کو نہیں پتا کہ غریب عوام کس طرح سے سفر کرتے ہیں۔میرا

تعلق ایک عام گھرانے سے ہے مجھے پتا ہے اور میں میٹرو بس پر سفر کرتی ہوں۔آپ 20 روپے میں کہاں سے کہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔ میں جب میٹرو بس پر سفر کر رہی ہوتی ہوں تو بس میں مزدوری کرنے والی عورتیں بھی ہوتی ہیں، نرسیں بھی ہوتی ہیں، ڈاکٹر بھی ہوتی ہیں، ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والی خواتین ہوتی ہیں میں اُن سے پوچھتی ہوں کہ بی بی! یہ میٹرو بس آپ کے لئے کتنا فائدہ مند ہے تو وہ کہتی ہیں کہ "واہ! شہباز تیری پرواز"۔انشاء اللہ اورنج لائن ٹرین بھی بنے گی اور اُس کا فائدہ صرف لاہور والوں کا نہیں ہے کیونکہ بار بار کہا جاتا ہے کہ یہ لاہور کا منصوبہ ہے۔یہ منصوبہ صرف لاہور کا نہیں ہے بلکہ یہ منصوبہ پورے پنجاب کا ہے۔لاہور میں ہمارے بچے تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں، ہمارے جنوبی پنجاب کے لوگ یہاں کاروبار بھی کرتے ہیں، یہاں نوکریاں بھی کرتے ہیں اور اس میٹرو بس سے فائدہ بھی اُٹھاتے ہیں۔ ہم پنجاب کو الگ الگ نہیں سمجھتے کہ یہ جنوبی پنجاب ہے اور یہ شمالی پنجاب ہے بلکہ یہ ہمارا پنجاب ہے اور یہ ہمارا پاکستان ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف اور ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا وژن ہے کہ ہم نے ملک کو ترقی کی طرف لے کر جانا ہے اور ترقی کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ ہمارا ملک ترقی کر رہا ہے اور کرے گا کیونکہ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ:

خون دل دے کر نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے
بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ فوزیہ ایوب قریشی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں طارق محمود!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ پنجاب حکومت کا 1681۔ارب روپے کا ریکارڈ بجٹ برائے مالی سال 17-2016 ہے۔اس میں 550۔ارب روپے ترقیاتی پروگراموں کے لئے ہیں۔

جناب سپیکر! جو بھی بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو وہ پچھلے سال کا 70 فیصد وہی ہوتا ہے اس میں وقت کے مطابق تبدیلی کی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کے اوپر کوئی شک کی گنجائش نہیں۔اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت نے یہ کوشش کی کہ ہسپتالوں میں مفت ادویات ملیں۔ میں بھی کبھی کبھی چیک کرتا ہوں۔یہ پبلک ٹرانسپورٹ کا صرف سوال تھا کہ پاکستان میں پبلک ٹرانسپورٹ ہے تو ہماری حکومت نے ثابت کیا ہے کہ واقعی پبلک ٹرانسپورٹ ہوتی ہے اور لوگوں کو کم کرائے پر اچھی سہولت ملتی ہے۔

جناب سپکر! پچھلے سال جو بجٹ پیش کیا گیا اس میں جو فنڈز رکھے گئے، یہ حیرانی کی بات ہے کہ اس پر غور نہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں غور کرنا چاہئے۔ ہم زراعت کی بات کرتے ہیں تو ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ ہم نے جو تبدیلیاں کی ہیں اس کا ہمیں پھل بھی ملے گا۔ ہم نے جو تبدیلیاں نہیں کیں وہ ہمیں کر لینی چاہئیں۔ یہ بجٹ جو ہم بناتے ہیں اس کے بعد ہماری ترجیحات کچھ اور ہو جاتی ہیں۔ ہماری ترجیحات بھی بجٹ کے مطابق رہنی چاہئیں۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ نے اس دفعہ ایک بڑا اچھا کام کیا۔ انہوں نے کہا کہ تمام پارلیمنٹیرینز اپنی اپنی ترجیحات لکھ کر دے دیں۔ ہم نے انہیں ترجیحات لکھ کر دے دیں، میرا سوال صرف یہ ہے کہ وہ کدھر گئیں؟ تمام پارلیمنٹیرینز سے جب لکھی ہوئی ترجیحات لی گئی تھیں تو وہ کدھر گئی ہیں؟

جناب سپیکر! ہمیں بہتری کے لئے سوچنا ہے میں انتہائی افسوس سے یہ بات کرتا ہوں کہ کل اپوزیشن لیڈر جو پہلے بھی میرے ساتھ رہے ہیں، میرے colleague رہے ہیں اور آج بھی ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ ہم میں سننے کی برداشت بھی ہونی چاہئے۔ محترمہ وزیر خزانہ جب تقریر کر رہی تھیں تو جو ماحول یہاں پر تھا میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کبھی نہیں ہونا چاہئے۔ ہم نے کل ان کی تقریر غور سے سنی ہے، انہوں نے جو صحیح باتیں کیں وہ ٹھیک تھیں لیکن جب ہماری باری آئے تو انہیں بھی سننا چاہئے اور جب ان کی باری ہو تو ہم بھی سنیں۔ ہمیں وہ ماحول اس اسمبلی میں دکھانا پڑے گا جو لوگ دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم اگر کوئی تبدیلی اور بہتری چاہتے ہیں تو ہمیں یہ ماحول دکھانا پڑے گا۔

جناب سپیکر! میں 1988 میں اسمبلی میں آیا تھا اور آج بھی اس اسمبلی میں ہوں۔ آپ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ غریب آدمی کے پاس انصاف نہیں ہے۔ یہاں اتنا مہنگا انصاف ہے کہ یقین جانئے کہ سائل بے چارہ در در کی ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ ہمیں اس میں تبدیلی لانے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ تبدیلی کیسے آسکتی ہے؟ یہ تبدیلی اس طرح آسکتی ہے کہ جو لوگ پاکستان میں stakeholders ہیں جو سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس اقتدار ہے، جو سمجھتے ہیں کہ ہم اقتدار میں آنے والے ہیں اور جو سمجھتے ہیں کہ ہمیں پبلک سپورٹ حاصل ہے۔ ان سب کو مل بیٹھ کر سوچنا پڑے گا کہ پاکستان میں کس طرح ہم بہترین انصاف لوگوں کو مہیا کر سکتے ہیں، ہم کیسے تبدیلی لا سکتے ہیں؟ میری جو سوچ ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنی پبلک اور سوسائٹی کو aware کریں کہ ہر آدمی میرٹ کی طرف آئے، انصاف کی طرف آئے اور اپنی

باری کا انتظار کرے۔ ہماری حکومت بالکل یہ ثابت کردے کہ ہم نے انصاف ہر حال میں لوگوں تک پہنچانا ہے چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

جناب سپیکر! میں اکثر یہ دیکھتا ہوں کہ لوگ بے چارے عدالتوں کے باہر کھڑے ہوتے ہیں کوئی واقعہ ہو جاتا ہے تو تمام وکلاء ہڑتال پر چلے جاتے ہیں اور تمام کیس ٹھپ ہو جاتے ہیں۔ یہ ہمارا پڑھا لکھا طبقہ ہے۔ ہم ہیلتھ پر کتنا خرچ کر رہے ہیں لیکن ہمارے ڈاکٹر ہڑتال پر چلے جاتے ہیں، ہم ایجوکیشن پر کتنا پیسا خرچ کر رہے ہیں لیکن ہمارے ایجوکیشن والے ہڑتال پر چلے جاتے ہیں۔آج ہر پاکستانی اور ہر پنجابی شہری کو سوچنا پڑے گا کہ میں گورنمنٹ سے کتنی تنخواہ لیتا ہوں اس کے بدلے میں، میں اسے کیا دیتا ہوں۔ ہمیں سوچ تبدیل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس میں بہترین کردار ہماری حکومت ادا کر سکتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر ہم یہ کہیں کہ ہم زراعت کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں تو آپ یہاں پر تقاریر نکال کر دیکھ لیں کہ پچھلے جتنے بجٹ ہیں ان کی تقاریر دیکھ لیں ہم یہ کہتے رہے کہ زمیندار کو سولر ٹیوب ویل دے دیں۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اگر آج ہمارے زمیندار کو سولر ٹیوب ویل ملا ہوتا چاہے اس سے پیسے اقساط میں لے لیتے تو آج وہ بے چارہ اپنا ٹیوب ویل چلا کر اپنی زمین کو آباد کر سکتا تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ زمیندار کو سستی بجلی دی جائے۔ یہ سستی بجلی پوری دنیا میں تمام زمینداروں کو دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! ہم پورے پنجاب کے ماحول میں تبدیلی جنگلات کی وجہ سے لا سکتے ہیں۔ میں پچھلے دنوں جنگلات کے حوالے سے امریکہ کے ایک زمیندار کی رپورٹ دیکھ رہا تھا کہ اس کی ایک مربع زمین تھی اس میں سے پانچ ایکڑ پر اس کا جنگل ہے۔ وہ اس میں سے ایک درخت بھی نہیں لے سکتا۔ وہ جنگل گورنمنٹ کے کاغذات میں موجود ہے جو اسی زمیندار کا ہے لیکن اگر وہ ایک درخت بھی اس میں سے لے گا تو اس سے پہلے گورنمنٹ سے اجازت لے گا۔ زمیندار جس کی زمین ہے اس کو اسلحہ لائسنس کی کوئی ضرورت نہیں وہ اپنے لوگوں کو خود دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے اور میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ انصاف کے لئے تمام سربراہوں کو بیٹھ کر اس ملک کی غریب عوام کو انصاف کی فراہمی کے لئے سوچنا چاہئے کہ ہم کس طرح لوگوں کو انصاف دے سکتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے، آپ نے اور ان سارے بھائیوں نے ٹی وی پر مشرف کو انصاف مانگتے ہوئے دیکھا، ہم نے زرداری صاحب کو انصاف مانگتے ہوئے دیکھا، ہم نے میاں محمد نواز شریف کو انصاف مانگتے ہوئے دیکھا اور ہم خود مانگتے رہے۔ آج ہم برسر اقتدار ہیں اور ہمارے پاس mandate ہے۔ آج ہم سب سر جوڑ کر کیوں نہیں سوچتے کہ ہم عام آدمی کو انصاف کس طرح دے سکتے ہیں۔ یہ آسان سا کام ہے ہمیں کیمونٹی میں تبدیلی لانا پڑے گی۔ لوگوں کو ضمیر کے مطابق کھڑا ہونا ہوگا۔ اب وقت آگیا ہے کہ پاکستان کو ترقی کی راہ پر ڈالا جائے۔ ہم اپنے ضمیر کے مطابق کام کریں اور ہر آدمی سوچ لے کہ میں نے بالکل صحیح کام کرنا ہے۔ ہمارے لوگ سوچتے کیا ہیں؟ میرے پاس لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ درجہ چہارم میں بھرتی کرا دیں۔ وہ درجہ چہارم کا اس لئے کہتے ہیں کہ کام نہ کرنا پڑے اور تنخواہ مل جائے۔ اگر ہماری سوچ تبدیل ہو جائے تو یقین جانئے کہ پاکستان سے کوئی اچھا ملک نہ ہے۔ یہاں وسائل کی کمی نہیں ہے یہاں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ بھی انصاف کریں۔ آپ ٹائم کے ساتھ انصاف کریں۔ مہربانی کریں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے تو ہمیشہ ہی انصاف کی بات کی ہے۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ کے والد صاحب بھی ماشاء اللہ ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ میری جو ضروری باتیں ہیں وہ یہ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! سب نے بات کرنی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: میاں صاحب! کیا غصے میں آکر بیٹھ گئے ہیں یا ویسے ہی مہربانی کی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو سپیکر کا حکم ہے وہ ٹھیک ہے۔ میں پارلیمنٹیرین ہوں اور میں نے کبھی ایسی بات نہیں کی۔ آپ نے جب کہہ دیا ہے تو میرے لئے کافی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ چودھری محمد اقبال!

چودھری محمد اقبال: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بجٹ پر اپنی معروضات پیش کرنے کا وقت عنایت فرمایا ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ حکومت کا نصب العین عوامی بہبود، مساوی معاشی ترقی اور انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کرنے کے لئے یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ 17-2016 کا بجٹ انہی ترجیحات کے گرد گھومتا ہے تو اللہ کرے میری دعا ہے کہ یہ بھی ایسا ہی ثابت ہو۔ میں اپنی معروضات دو

باتوں کے گرد رکھوں گا،اس میں ایجوکیشن اور زراعت کی بات کروں گا اور میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

جناب سپیکر! میں ایجوکیشن کے حوالے سے بات کروں گا کہ ہمارے قائد پنجاب، خادم پنجاب innovative قسم کے آدمی ہیں اور نئی نئی چیزیں ایجاد کرتے ہیں تو اس پر اپوزیشن کی طرف سے بڑا اعتراض آتا ہے کہ فلاں نہیں چل رہا اور فلاں نہیں چل رہا تو جب بھی کوئی نئی چیز معرض وجود میں آتی ہے تو اس پر چھوٹے موٹے نقائص رہ جاتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایجوکیشن کو ترجیح دی ہے اس کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ ایک انقلابی لیڈر نیلسن منڈیلا کا ایک قول میں quote کروں گا وہ فرماتے ہیں کہ:

> Education is the most powerful weapon which you can use to change the world.

جناب سپیکر! اس پر جن ملکوں نے کام کیا ہے مثال کے طور پر برازیل میں ایجوکیشن کو ترجیح دی گئی اور ایجوکیشن پر invest کیا گیا تو انہوں نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ اقوام عالم میں سر اٹھا کر جینے کا طریقہ یہی ہے کہ ایجوکیشن کو ترجیح دی جائے۔ جو قومیں ایجوکیشن میں آگے ہیں وہ دنیا کے سارے میدانوں میں آگے ہیں اور دنیا پر rule کر رہی ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے خاص طور پر grass root level پر یعنی سکولز ایجوکیشن سے اس کو ٹھیک کرنے کی کاوشیں شروع کی ہیں۔ سکول ایک بنیادی tier ہے جہاں سے اصلاح ہوتی ہے اور سکولوں کو ٹھیک کرنے کے لئے انہوں نے 312.8 بلین روپیہ رکھا ہے اور اس کے لئے focus school education ہے۔ اس فنڈ کو 33 ملین سے 47 ملین تک بڑھایا بھی گیا ہے اور سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کروں گا کہ مجھے بھی اس دشت میں بڑا عرصہ گزرا ہے تو میں نے اس طرح کا ایجوکیشن میرٹ پہلے کبھی نہیں دیکھا جو کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے introduce کروایا ہے۔ وہ کیا ہے؟ یہاں پر میرے حکومتی اور اپوزیشن کے بھی colleagues بیٹھے ہوئے ہیں، ایجوکیشن میں جتنے ٹیچرز بھی بھرتی ہوئے ہیں وہ سارے کے سارے میرٹ پر بھرتی ہوئے ہیں ایسی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ جب بنیاد صحیح ہو گی تو سارے معاملات ٹھیک ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اپوزیشن بنچوں کی طرف سے کوئی شاباش نہیں آئی ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے میرے بھائی نے desk بجا دیا ہے تو شکر ہے کہ انہوں نے اس بات کو accept کیا ہے۔ دانش سکول پر بڑی تنقید ہوتی رہی ہے کہ بجٹ کے سارے پیسے دانش سکول پر لگا دیئے ہیں۔ میں نے لاہور میں دانش سکول کا ایک function attend کیا تھا وہاں پر ایک بچی نے تقریر کی جو کہ میں سن کے حیران رہ گیا اس کی ماں ہے، نہ ہی باپ ہے اور اس بے چاری کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے اس کو سکول میں داخل کروایا اس نے نہ صرف پاکستان میں بلکہ اپنی قابلیت کا لوہا پاکستان سے باہر جا کر بھی منوایا اور دنیا نے اس بات کو مانا کہ ایک ایسا بچہ جو کہ لاوارث ہے اس کو بھی پڑھانے والا کوئی لیڈر پاکستان میں موجود ہے۔ میرا خیال ہے کہ کسی اچھی بات کی تائید بھی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسرا سکولوں کا انفراسٹرکچر ٹھیک کرنے کی بڑی کوشش کی گئی ہے ان میں نئے کمرے بن رہے ہیں، اس پر بہت کام ہو رہا ہے تو یہ سارا کام ہم کو پتا نہیں نظر کیوں نہیں آتا اس کی مجھے سمجھ نہیں آتی؟ اس کے علاوہ۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! کس کو نظر نہیں آتا؟

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! اپوزیشن کو نظر نہیں آتا۔ ایک میگا پراجیکٹ "لینڈ ریکارڈ مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم" پٹواری کلچر سے جان چھڑانے کے لئے introduce کروایا گیا ہے۔ آپ کو پتا ہے کیونکہ آپ خود زمیندار ہیں کہ ایک زمیندار کو فرد لینے کے لئے کتنا رُلنا پڑتا تھا تو انہوں نے کمپیوٹرائزڈ سسٹم کر کے بہت آسانی کر دی ہے۔ میں اپنے چھوٹے بھائی طارق صاحب سے پوچھ رہا تھا کہ کبھی آپ اس کمپیوٹر سنٹر گئے ہیں تو انہوں نے بتایا ہے کہ ہاں میں بھی گیا ہوں۔ گوجرانوالہ میں نے خود ایک سنٹر کا visit کیا ہے۔ بندے کی آمنے سامنے بیٹھ کر deal ہو جاتی ہے، کسی پٹواری کی ضرورت ہے نہ کسی اور کی ضرورت ہے۔ یہ سسٹم بہترین چل رہا ہے اگر کوئی چھوٹی موٹی خامی یا کمی رہ گئی ہے تو وہ بھی آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ نکل جائے گی تو جو innovator ہے اس کی کم از کم تعریف ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بڑا اعتراض آتا ہے کہ پولیس کے نظام میں بہتری لانے کے لئے سارا بجٹ ان کو دے دیا ہے۔ پاکستان اور پنجاب کے اندر اتنے challenges ہیں اور دہشت گردی عام ہے۔ امن عامہ کی حالت یہ ہے کہ رات کو بندہ سکون کے ساتھ سو نہیں سکتا اگر پرانی وہی ڈنڈے والی روایتی پولیس ہو گی تو کیا اس سے کام ہو گا، اس کے لئے سی ٹی ڈی اور ڈولفن فورس بنائی گئی ہے تاکہ عوام کو تحفظ دیا جائے۔ آپ عوام کو اگر سونے کی سڑکیں بھی بنا دیں لیکن وہ رات کو سکون کے ساتھ سو بھی نہ

سکیں تو اس میں کسی حکومت کی کیا کارکردگی ہے؟ حکومت کی جو بنیادی ترجیح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ عوام امن عامہ اور تحفظ محسوس کریں اور رات کو سکون کی نیند سوئیں تو اس پر اتنا کام ہو رہا ہے جو کہ سب نے دیکھا ہے اور دیکھ بھی رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میں جہاں پر کوئی خرابی ہے اس کو بھی ساتھ ساتھ point out کرنا چاہوں گا کہ بندوق کا اصل کمال نہیں ہوتا بلکہ بندوق چلانے والا بہترین ہونا چاہئے تو وہاں implementation میں تھوڑی کمی ہے تو وہ بندوق چلانے والوں کو صحیح کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ کام صحیح طریقے سے اور implementation ٹھیک طریقے سے کریں۔ قوانین سارے ہی اچھے ہوتے ہیں لیکن ان پر implement کرنا اصل کام ہوتا ہے۔ اس میں کمی دور کرنی چاہئے۔ میں نے تو ابھی بات شروع کی ہے اور آپ نے گھنٹی بھی بجادی ہے۔ "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" کے ذریعے اس وقت جو صوبے کے اندر انقلاب آ رہا ہے اس سے بھی بہت زیادہ بہتری آ رہی ہے۔ اس میں جو کمی کوتاہی ہے وہ بھی میں ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیراعظم پاکستان نے 55۔ارب روپے کی زمینداروں کو جو سبسڈی دی ہے وہ قابل تعریف ہے اور 100۔ارب روپے کا جو package وزیراعلیٰ نے دیا ہے وہ بھی قابل تعریف ہے لیکن زراعت میں do more کی ضرورت ہے۔ اس پیشے سے میرا بھی تعلق ہے اور پچھلے دو سال سے جو حالت مونجی اور کاٹن کے کاشتکار کی ہوئی ہے اس کے بارے میں میرے سارے بھائی جانتے ہیں کہ ان کے ساتھ کیا حالات گزرے ہیں تو ان کو compensate کرنے کے لئے یہ کاوشیں تو بہت ضروری ہیں لیکن اس میں do more ہونا چاہئے اور فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے اس پر کام ہونا چاہئے۔ No doubt کہ انٹرنیشنل لیول پر اجناس کا ریٹ نیچے آیا ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ do more کا نام لیتے ہیں تو کچھ اور یاد آ جاتا ہے اس لئے اس کو کچھ اور ہی کہہ دیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! آپ کو امریکہ یاد آ رہا ہے؟ ہم پاکستان میں رہتے ہیں اور میں پاکستان کی بات کر رہا ہوں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ international crisis کی وجہ سے اجناس کا ریٹ نیچے آیا ہے لیکن فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ اگر سر جوڑ کے بیٹھا جائے تو اجناس کا ریٹ صحیح کیا جا سکتا ہے۔ ہمارا problem یہ ہے کہ جب فصل زیادہ ہوتی ہے تو ہمارے لئے مسئلہ بن جاتا ہے جب اس کی shortage ہوتی ہے پھر بھی ہمارے لئے مسئلہ بن جاتا ہے اس کی وجہ ہماری امپورٹ ایکسپورٹ ٹھیک نہیں ہے تو آپ اپنی ایکسپورٹ کو صحیح کروائیں اور دنیا میں اپنی مارکیٹ create کریں تو ہماری گندم کسی سے کم نہیں ہے، ہمارا چاول کسی سے کم نہیں ہے اور یہ export item کاٹن اور چاول پاکستان کا gold

ہے اس کو کیش کروانے کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ مل کر ایسی پالیسی بنانی چاہئے کہ ہمارے کاشتکار کا مداوا ہو سکے اور اس کا ایک ہی حل ہے کہ ان کی اجناس کا ان کو صحیح ریٹ ملے۔ جتنے مرضی آپ ان کو package دے دیں جب تک اجناس کا ریٹ ٹھیک نہیں ہو گا تو ان کی حالت زار کبھی ٹھیک نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہماری یونیورسٹیاں خاص طور پر جو ایگریکلچر یونیورسٹیاں ہیں وہ ریسرچ میں بہت پیچھے ہیں اس لئے ان کو فیلڈ کے ساتھ attach کر کے ریسرچ کی جائے جو کہ فیلڈ کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ اس کے علاوہ میں چھوٹی چھوٹی دو چار باتیں عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک ہماری حکومت کا بڑا طرہ امتیاز ہے کہ ہم سرکاری ملازمین کا بہت خیال رکھتے ہیں ان کی تنخواہ میں ہر بجٹ میں 10/20 فیصد اضافہ کیا جاتا ہے۔ اس کے طریق کار پر میں نے پچھلے بجٹ میں بھی عرض کی تھی شاید محترمہ وزیر خزانہ کو میں اپنی بات سمجھا نہیں سکا یا ان کو سمجھ نہیں آئی یہ تو وہی بتا سکتی ہیں۔ میرا اعتراض یہ ہے کہ یہ جو ہم نے 10 فیصد تنخواہ بڑھائی ہے۔ کیا آپ میری بات سن رہے ہیں؟

جناب سپیکر: میں تو غور سے سن رہا ہوں لیکن میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اور منسٹر صاحبہ دونوں آپ کی بات نہیں سن رہے تو میں ان کو ٹوکنے لگا تھا۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! جو 10 فیصد تنخواہ بڑھائی جاتی ہے مثال کے طور پر ایک بندہ 2 لاکھ روپے تنخواہ لیتا ہے تو اس کی 20 ہزار روپے تنخواہ بڑھے گی لیکن ایک بندہ جو 10 ہزار روپے تنخواہ لیتا ہے تو اس کی ایک ہزار روپے بڑھے گی۔ کیا مہنگائی 10 ہزار روپے تنخواہ والے کو effect نہیں کرتی؟ تنخواہ بڑھانے کی بجائے اس کا نام آپ مہنگائی الاؤنس رکھیں اور at par سب ہی کو دیں تاکہ چھوٹے ملازم کی حالت بھی بہتر ہو سکے۔ بجٹ کے آخری صفحے کے اوپر جو شعر لکھا ہے کہ:

دشوار تر ہے جن کے لئے روز و شب کا بوجھ
ان کے لئے حیات کو آساں کریں گے ہم

یہ ایمانداری سے بتائیں کہ کیا آپ آسان کر رہے ہیں؟ اگر آسان کرنا ہے تو چھوٹے ملازم کا ہاتھ پکڑیں۔

جناب سپیکر: چلیں، میرے خیال میں اتنی ہی بات کافی ہے۔ اب آپ wind up کریں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ میں آخری بات کروں گا کیونکہ اب آپ کا حکم آ گیا ہے۔ میں آپ کے نوٹس میں پنشنرز کے حوالے سے یہ بات بھی لانا چاہتا ہوں کہ پوری دنیا میں بزرگ شہریوں کا بڑا خیال کیا جاتا ہے۔ پنشن کے اندر computation کی مد میں ایک

مخصوص رقم کاٹی جاتی ہے جو کہ 15 سال کے بعد دی جاتی ہے۔اس کے اوپر سپریم کورٹ نے فیصلہ کر دیا ہے جس پر مرکزی حکومت اور دوسری صوبائی حکومتیں عمل کرتے ہوئے یہ سہولت بھی دے رہی ہیں لیکن ہمارا محکمہ خزانہ پنجاب میں اس سہولت کو implement نہیں کر رہا۔ یہ بات معزز پارلیمانی سیکرٹری لکھ لیں۔ یہ ہائی کورٹ میں بھی معاملہ اٹھا ہے اور ہائی کورٹ نے متعدد بار یہ ہدایت کی ہے کہ 75 سالہ عمر رسیدہ لوگوں کو تنگ نہ کیا جائے اور ان کی اپیل منظور کی جائے۔ان گزارشات کے ساتھ میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ رخسانہ کوکب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں عرفان دولتانہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔اب میرے خیال میں پھر دوبارہ سے نام شروع کرنے پڑیں گے۔ڈاکٹر فرزانہ نذیر!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ

جناب سپیکر: ذرا مہربانی کر کے ٹائم کا خیال رکھئے گا and this I tell you اس سے آگے آپ کو ٹائم نہیں ملے گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! راستے بند تھے اس لئے بڑی مشکل سے پہنچی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سب لوگ اُدھر سے ہی آ رہے ہیں، آپ اکیلی نہیں آئیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! شکریہ۔ بجٹ 17-2016 ایک ایسا بجٹ ہے جو کہ معیشت کے پروان کے لئے ایک انقلابی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک طرف ملک کی معاشی، سماجی اور معاشرتی ضروریات کو پورا کرنے کی طرف احسن قدم ہے تو دوسری طرف حکومت ایک ایسی بنیاد رکھ رہی ہے جو آئندہ آنے والے دنوں میں اس صوبے کی ترقی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ مالی سال 17-2016 کے بجٹ کا کل حجم 1681۔ارب 41 کروڑ روپے ہے جس میں NFC ایوارڈ کے تحت 1039۔ارب 91 کروڑ روپے حاصل ہوں گے۔ صوبہ پنجاب کی مختلف مدات سے آمدنی 641۔ارب 50 کروڑ روپے حاصل ہوگی جس میں ٹیکس ریونیو، نان ٹیکس ریونیو اور capital receipts شامل ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں اخراجات کے حوالے سے بات کروں گی جس میں 550۔ارب روپے ترقیاتی بجٹ کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ اس حکومت کا سب سے بڑا احسن قدم ہے کیونکہ ترقیاتی کاموں سے بڑی بڑی سڑکیں بنے گئیں اور ویسے بھی سڑکات کا جال بچھایا جا رہا ہے۔اس سے foreign

investorsآئیں گے، کسان کی منڈیوں تک رسائی آسان ہو گی اور نتیجتاً عوام کو سستے داموں چیزیں فراہم ہوں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور حکومت کی حکمت عملی یہ ہے کہ کسانوں کو زیادہ سے زیادہ facilitate کیا جائے حالانکہ تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ 50۔ارب روپے کی خطیر رقم کسانوں کے لئے مختص کی گئی ہے تاکہ cultivation زیادہ سے زیادہ بڑھے کیونکہ ہمارا ملک ایک زرخیز اور زرعی ملک ہے۔ جب پیداوار زیادہ ہو گی تو export بڑھے گی جس سے نتیجتاً کسان بھی خوشحال ہو گا اور عوام بھی خوشحال ہو گی۔اب میں بجٹ ترجیحات کی طرف روشنی ڈالوں گی۔سوشل سیکٹر کی ترقی اوّلین ترجیح ہے جس میں تعلیم، صحت، صاف پانی کی فراہمی،sanitation، وومن ڈویلپمنٹ اور سماجی تحفظ شامل ہیں جس کے لئے 168۔ارب 87کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو کہ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ کا 31فیصد ہے۔ کسی بھی ملک کی ترقی کا دارومدار صحت مند افراد پر منحصر ہوتا ہے۔ حکومت نے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے شعبہ صحت کے لئے پاکستان میں پہلی دفعہ 43۔ارب 83کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے جو کہ رواں مالی سال سے 43فیصد زیادہ ہے۔ حکومت کی seriousnessکا اسی سے پتا چلتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ عوام کو doorstep پر سہولیات فراہم کی جائیں گی۔ٹی ایچ کیو اور ڈی ایچ کیو ہسپتالوں کو اپ گریڈ کیا جا رہا ہے اور modern equipment دیئے جا رہے ہیں جس میں فزیو تھراپی اور ڈینٹل سنٹر سمیت ایک ہی چھت تلے قائم کئے جا رہے ہیں۔یورپ، امریکہ اور کہیں بھی اتنی health care facility نہیں ہے جبکہ ایمرجنسی کے لئے بھی ایک ایک ارب روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ تمام ہسپتالوں میں beds کی تعداد بھی بڑھا دی گئی ہے۔اس کے علاوہ صاف پانی کی فراہمی کی گئی ہے تاکہ ہیپاٹائٹس اور gastro-enteritis جیسے موذی امراض سے بچا جا سکے اور preventive measures لئے جائیں۔

جناب سپیکر! حدیث مبارکہ میں ہے کہ "علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے"علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے۔اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری حکومت نے تعلیم پر سب سے زیادہ توجہ دی ہے۔ سکول ایجوکیشن priority پر ہے جس کے مختلف نوعیت کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے 56۔ارب 76کروڑ کی رقم مختص کی گئی ہے جو کہ رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کے مقابلے میں 71فیصد زیادہ ہے۔ تعلیم کے لئے جو انقلابی اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں"پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب"اس بات کی غمازی کر رہا ہے۔جب پرائمری سکول سے بچوں کو بہتر تعلیم و تربیت

فراہم کی جائے گی تو ساتھ ساتھ ان کو جدید خطوط پر استوار تعلیم اور تربیت بھی حاصل ہو گی کیونکہ تعلیم کے ساتھ جب تربیت ہو گی تو ایک balance معاشرہ آپ کے سامنے آئے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! خواتین کی شمولیت کے بغیر ملک کی ترقی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا اسی لئے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ترجیحات عورتوں کی empowerment ہے۔ ان کی بہبود کے لئے تقریباً 4.2 ارب کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ ملازمتوں میں 15 فیصد پہلے ہی کوٹہ دے چکے ہیں جبکہ ڈے کیئر سنٹر کا قیام عورتوں کی بہبود کے لئے ہی ہے۔ خواتین کی بہبود اور ان کی ترقی کے لئے حقیقی اقدامات اٹھائے گئے ہیں تاکہ خواتین معاشرے میں باعزت اور بلند مقام حاصل کریں۔

جناب سپیکر! میں عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، فنانس منسٹر اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دیتی ہوں جن کی دن رات انتھک محنت سے پنجاب ترقی کی راہوں پر گامزن ہے اور پوری دنیا میں وزیر اعلیٰ کی انتھک محنت کے گیت گائے جا رہے ہیں۔ یورپ، برطانیہ اور ہر جگہ پر وزیر اعلیٰ کی کاوشوں کو سراہا جا رہا ہے اس لئے میں انتھک وزیر اعلیٰ کے لئے ایک شعر پیش کرتی ہوں۔ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے لئے ہی ہے۔

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُردم ہے اگر تُو، تو نہیں خطرہ اُفتاد
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہ proper شعر نہیں ہے۔ انہوں نے اس میں لفظ proper استعمال نہیں کئے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! حضرت ابو بکر صدیقؓ کا واقعہ تھا جس کو قائد حزب اختلاف نے حضرت عمرؓ کا واقعہ بنا دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی بیگم سے کہا کہ آپ نے حلوہ کیسے بنا دیا تو انہوں نے کہا کہ بس تھوڑا تھوڑا آٹا جمع کر کے اس میں سے سوجی نکال کر حلوہ بنایا ہے۔ قائد حزب اختلاف بات غلط کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے آپ کو ایسی کیا بات کر دی ہے کہ آپ ایک دم اٹھی ہیں؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ان کو بھی پڑھ کر آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ تشریف رکھیں۔ رانا منوّر حسین المعروف رانا منوّر غوث خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ فاطمہ فریحہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب طارق مسیح گل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد وحید گل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ)۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب خالد غنی چودھری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب احمد خان بلوچ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں وزیر اعلیٰ کا مشکور ہوں اور محترمہ وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ماشاء اللہ پہلی دفعہ اس بجٹ میں کسان کے لئے کچھ رکھا گیا ہے، وعدہ تو وزیر صاحبہ نے پچھلے بجٹ میں کیا تھا، چلیں اس بجٹ میں کسان کے لئے کچھ نہ ہو سکا لیکن اس بجٹ میں کسان کے لئے جو کچھ رکھا گیا ہے جس پر میں وزیر اعلیٰ اور ان کی تمام ٹیم کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! میں 1985 سے ایم پی اے آ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ پہلی دفعہ کسی بجٹ میں کسان کے متعلق کچھ رکھا گیا ہے، اس کے مسائل حل کئے گئے ہیں، کھادوں کی بجٹ میں قیمت پہلی دفعہ کم کی گئی ہے، بجلی کی قیمت بھی پہلی دفعہ کم کی گئی ہے اور زرعی آلات پر بھی ٹیکس پہلی دفعہ اس بجٹ میں ختم کئے گئے ہیں تو اللہ کرے اس پر عمل ہو جائے۔ یہ نہ ہو کہ جیسے اپوزیشن والے کہتے تھے کہ یہ "جھوٹ ہے، جھوٹ ہے" تو اللہ کرے یہ جھوٹ نہ ہو اور یہ سچ ثابت ہو جائے انشاء اللہ۔ ہمیں امید ہے کہ جو کچھ کسانوں کے لئے رکھا گیا ہے اس پر عمل ہو گا اور کسان خوشحال ہو گا کیونکہ کسان کی خوشحالی میں ہی ملک کی خوشحالی ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ ٹیکسٹائل ملوں کو باہر سے روئی کی گانٹھیں خریدنے کی اجازت دی جاتی ہے اور ان کے تمام taxes ختم کر دیئے جاتے ہیں۔ جب روئی باہر سے آ جاتی ہے تو ginner پریشان ہوتا ہے اور وہ کاشتکار کی روئی خریدنے کے لئے تیار نہیں ہوتا لہٰذا اس چیز پر ضرور توجہ دی جائے کہ اگر ہم روئی کو باہر کے ملک سے اور انڈیا سے خرید کر اپنے ملک میں لائیں گے تو پھر ہماری اپنی روئی کو کوئی نہیں خریدتا جس سے کاشتکار کو صحیح rate نہیں ملتا اور کاشتکار پریشان ہو جاتا ہے۔ مہربانی کر کے اس پر پابندی لگائیں کہ جب تک اپنے کاشتکار کی روئی خرید نہ کی جائے اس وقت تک باہر سے روئی منگوانے کی اجازت نہ دیں۔ یہ کرتے کیا ہیں کہ تمام taxes ختم کروا لیتے ہیں اور بہانہ یہ کرتے ہیں کہ اپنے ملک میں روئی کی کمی ہے اور تمام taxes معاف کروا کے روئی باہر سے لے

آتے ہیں جس سے کاشتکار کا سخت نقصان ہوتا ہے۔ جب کاشتکار کی روئی کوئی نہیں لیتا تو پھر کسان پریشان ہو کر سڑکوں پر آتا ہے۔ اتنا اعلیٰ بجٹ اور اتنی اعلیٰ مراعات کسان کو دے کر اگر روئی کو باہر سے خریدنے کی اجازت دے دی تو کسان کو دی گئی سب مراعات ختم ہو جائیں گی اور ان کا کسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔

جناب سپیکر! بجٹ میں سب سے اچھا آئٹم صاف پانی کا دیا گیا ہے کہ ملک میں جتنی بیماریاں ہیں وہ صاف پانی کی وجہ سے ہیں۔ حقیقت یہ ہے---

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! صاف پانی نہ ہونے کی وجہ سے بیماریاں پھیل رہی ہیں اور صاف پانی کی وجہ سے نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! جی، صاف پانی نہ ہونے کی وجہ سے یہ بیماریاں پھیلتی ہیں جس میں ہیپاٹائٹس وغیرہ ہے۔ جس طرح وزیراعلیٰ نے اعلان کیا ہے کہ اب صاف پانی ہر بستی اور ہر گھر تک انشاء اللہ پہنچے گا۔ اگر یہ صاف پانی پنجاب کے ہر گھر میں پہنچ گیا تو میں کہتا ہوں کہ بے شک ہسپتالوں کے لئے رقم نہ رکھیں اور جو نئے ہسپتال بناتے ہیں وہ نہ بنائیں بلکہ وہ پیسے صاف پانی پر خرچ کریں تو انشاء اللہ ہسپتالوں کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ہسپتال بنانے کی بجائے یہ صاف پانی انتہائی ضروری ہے لہٰذا نئے ہسپتال نہ بنائیں بلکہ صاف پانی ہر گھر میں پہنچائیں تو انشاء اللہ اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ میں نے اس بجٹ میں پڑھا ہے کہ واٹر فلٹریشن پلانٹ کے لئے چھ کنال کا ایک اور طریقہ نکل رہا ہے جبکہ پہلے دس مرلے میں فلٹریشن پلانٹ لگا دیا جاتا ہے۔ اب چھ کنال میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگایا جائے گا اور ٹینکی بنائی جائے گی جس سے پائپوں کے ذریعے دور دور تک ساتھ والی آبادیوں میں پانی سپلائی کیا جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ طریقہ کامیاب نہیں ہوگا کیونکہ راستے میں لوگ پائپوں کو "کٹ" کر لیتے ہیں اور راستے میں سبزیاں کاشت کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے مویشیوں کے لئے بھی پانی جمع کر لیتے ہیں جبکہ اس طریقے سے خراب پانی بھی پائپوں کے ذریعے آگے چلا جاتا ہے اور صاف پانی فراہم کرنے کے لئے جتنی محنت کی ہوتی ہے وہ ضائع ہو جاتی ہے۔ اس حوالے سے میری گزارش ہے کہ پہلے والے طریقے یعنی دس مرلے میں لگنے والے واٹر فلٹریشن پلانٹ سے بالکل صاف پانی لوگوں کے گھروں تک پہنچتا ہے لہٰذا اس نئی تجویز پر عمل نہ کریں کیونکہ اس سے پھر وہی پرانا واٹر سپلائی والا حال ہوگا جس سے صاف پانی لوگوں کے گھروں تک نہیں پہنچے گا۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کا بہت اچھا بجٹ ہے اور ضرورت کے مطابق بجٹ دیا گیا ہے۔ مجھے اس حوالے سے ایک افسوس ہے کہ ہمارا 12۔ارب روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی کہا تھا اور اب بھی کہہ رہا ہوں کہ 12۔ارب روپے جو پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو دے رہے ہیں یہ بالکل ضائع ہو رہا ہے کیونکہ وہ اپنے بچوں کی تعداد غلط دے رہے ہیں اور سکول بنانے کی شرائط پر بھی عمل نہیں کر رہے۔ افسوس کی بات یہ ہے یہ "ون مین شو کی سکیم" ہے جسے کوئی چیک کرنے والا نہیں ہے۔ وہ کرتے کیا ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم 2۔ارب روپے دے رہے ہیں اور 2۔ارب روپے کا لالچ دے کر حکومت کے 12۔ارب روپے ضائع کر رہے ہیں۔ میں یہ بات ہاؤس میں کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ اس کے لئے کمیٹی کیوں نہیں بنائی جاتی، اس کے لئے مقامی ضلع کے ای ڈی او کو، مقامی ضلع کے ڈی سی او اور مقامی حلقہ کے ایم پی اے کو اگر کمیٹی میں شامل کر دیں جو چیک کرے کہ کیا وہ سکول جائز اور صحیح ہے؟ آیا ایک کلو میٹر کا جو فاصلہ مقرر ہے کہ اس میں سرکاری سکول نہ ہو۔ ایک، ایک کلو میٹر میں انہوں نے تین، تین سکول بنا لئے ہیں، وہ 8/7 لاکھ روپے ماہانہ کما رہے ہیں اور حکومتی پیسے ضائع کر رہے ہیں تو خدارا ہمارے خون پسینے کی 12۔ارب روپے کی کمائی کو بچایا جائے۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ اس کے لئے کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے اور کبھی کسی نے چیک نہیں کیا کہ یہ 12۔ارب روپے جو ہم دے رہے ہیں یہ کیسے خرچ ہو رہا ہے۔ اسے ضائع نہ کریں اور مہربانی کر کے اسے ضرور چیک کریں کیونکہ جو تعداد میں نے بچوں کی بتائی ہے وہ وہاں نہیں ہے اور جو ٹیچرز لگے ہوئے ہیں وہ بھی میٹرک پاس ہیں۔ وزیر اعلیٰ کے مقرر کئے گئے میرٹ کے مطابق ٹیچرز نہیں ہیں۔ بی ایڈ ٹیچرز نہیں ہیں، بی اے ہیں، ایف اے ہیں اور میٹرک پاس ٹیچرز ہیں۔ ٹیچرز صحیح ہیں، ان کے پڑھانے کا طریقہ صحیح ہے اور نہ ان کی بلڈنگ صحیح ہیں تو خدارا اس کے لئے کمیٹی بنا کر اسے چیک کریں کیونکہ 12۔ارب روپے کی رقم تھوڑی نہیں ہے بلکہ بہت زیادہ رقم ہے اس لئے اسے ضرور چیک کریں۔

جناب سپیکر! چونکہ میری باری تو سوموار کو تھی لیکن جناب نے حکم دیا ہے تو میں آخری بات کر کے بیٹھ جاتا ہوں۔ میری گزارش ہے کہ پولیس میں بھی ایک مہربانی کریں کہ پولیس میں انسپکٹرز تو لائن میں بیٹھے ہیں اور سب انسپکٹرز ایس ایچ او لگے ہوئے ہیں۔ ایسا نہ کریں اچھے اور شریف انسپکٹرز کو ایس ایچ او کیوں نہیں لگایا جاتا؟ اس لئے نہیں لگایا جاتا کہ وہ پیسے تھوڑے دیتے ہیں اور سب انسپکٹرز صاحبان پیسے زیادہ دیتے ہیں۔ خدا کے لئے اس طرح نہ کریں اور انسپکٹرز ایس ایچ او لگائے جائیں۔ اگر اس ضلع میں انسپکٹرز نہیں ہیں تو پھر ضرور سب انسپکٹرز کو ایس ایچ او لگائیں۔ اگر انسپکٹرز موجود ہیں اور سب

انسپکٹرز کو ایس ایچ او لگانا تو پھر وہی بات ہے نہ کہ نیلامی ہوتی ہے اور جو تھانوں میں ایس ایچ او لگنے کے زیادہ پیسے دیتا ہے اسے ایس ایچ او لگا دیا جاتا ہے۔ یہ ظلم نہ کریں کیونکہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے جس سے ناانصافی پیدا ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ نے بار بار کہا ہے لیکن چالان چودہ دن میں عدالت نہیں جا رہا حالانکہ پالیسی ہے کہ چودہ دن میں چالان ہر صورت عدالت میں جائے اور بے شک اسے چیک کریں۔

جناب سپیکر: پالیسی نہیں باقاعدہ قانون ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! چالان چودہ دن میں عدالت میں پیش نہیں کر رہے اس سے بہت زیادتی ہو رہی ہے دوسرا انوسٹی گیشن کا طریق کار غریب اور شریف آدمی کے لئے بہت مشکل ہے۔ وہ باقاعدہ درخواست دے اس کے لئے بورڈ بٹھانے میں مہینہ لگتا ہے مہینے میں پولیس والے پیسے لے کر جس کو سزا کرنی ہوتی ہے یا چالان کرنا ہوتا ہے یا جیل بھیجنا ہوتا ہے اُس کو بھیج دیتے ہیں اور جس کو چھوڑنا ہوتا ہے اُسے چھوڑ دیتے ہیں۔ بورڈ مہینے کے بعد بیٹھتا ہے پھر اُس کی انوسٹی گیشن تبدیل ہوتی ہے غریب اور شریف آدمی کو انصاف نہیں مل رہا مہربانی کریں۔ اس کی پہلی جو انوسٹی گیشن ہے وہ کم سے کم ڈی پی او کو اختیار دے دیں کہ وہ پہلی تفتیش تبدیل کر سکیں تاکہ اُس غریب کو انصاف مل سکے میں صرف آخر میں یہی کہوں گا کہ جس طریقے سے ہمارے اپوزیشن کے بھائی جو کچھ بھی کہیں کسانوں کو سڑکوں پر نہیں لا سکیں گے۔ آپ تھانہ میں بھی غریب اور شریف آدمی کی عزت نفس کا خیال رکھیں اور اُس کو انصاف ملنے لگ جائے اور عوامی نمائندے کی کوئی سن لے کہ غریب اور شریف آدمی کو جب انصاف تھانے میں نہیں ملتا تو وہ عوامی نمائندے کے پاس آجاتا ہے وہ وزیر اعلیٰ کے پاس نہیں جا سکتا عوامی نمائندہ جب تھانے میں فون کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں بے بس ہوں مجھے حکم ہے کہ آپ ایم پی ایز اور ایم این ایز کے کہنے پر کچھ بھی نہ کریں خدارا ہم تین لاکھ چار لاکھ آبادی کے نمائندے ہیں اگر ہمارے کہنے پر ایک غریب اور شریف آدمی کو انصاف ہی نہیں مل سکتا تو پھر عوامی نمائندے کے پاس اُن غریب اور شریف آدمی کو آنے کا کیا فائدہ؟ غریب آدمی کے عوامی نمائندے کے پاس آنے سے اُن کے مسائل اگر حل ہو جائیں تو جو کہتے ہیں انصاف بہت مشکل ہے میں کہتا ہوں بہت آسان ہو جائے گا، اگر عوامی نمائندے کو بھی اتنا اختیارات دے دیں اُس پر اعتبار کریں، اگر تین لاکھ آدمی نے اعتبار کیا ہے تو کم از کم انتظامیہ بھی اعتبار کرے، ہمارے وزیر اعلیٰ بھی ہم پر اعتبار کریں کہ ہم غلط نہیں کرتے کوئی نمائندہ ایسا نہیں ہوتا جو اپنے حلقے میں الیکشن لڑنے کے لئے غلط کام کرے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! عوامی نمائندے ہمیشہ اچھا کام کرتے ہیں۔ تو اُن کو اختیارات دیں۔ اس سے عوام کو فائدہ ہو گا، مسلم لیگ (ن) کا فائدہ ہو گا، اپنی پارٹی کا فائدہ ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، رانا منوّر حسین المعروف رانا منوّر غوث خان! آپ کا نمبر پہلا تھا لیکن آپ لیٹ آئے ہیں۔ جی، بولیں۔

رانا منوّر حسین المعروف رانا منوّر غوث خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر: منوّر صاحب! ٹائم کا خیال رکھیں مہربانی۔

رانا منوّر حسین المعروف رانا منوّر غوث خان: جناب سپیکر! بجٹ 2016 پر میں کچھ معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں ہماری حکومت نے جو بجٹ پیش کیا الحمد للہ جو بجٹ تقریر منسٹر صاحبہ نے پڑھی ہے اُس میں زرعی اصلاحات کے بارے میں اور زراعت کے بارے میں جو subsidies زمینداروں کو، کسانوں کو دی گئی ہیں اُس پر میں وزیراعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ جو غریب کسانوں، زمیندار پر زرعی انکم ٹیکس لاگو کیا گیا ہے جو 2002 کی اسمبلی میں لگایا گیا تھا اور اُس سے پہلے تجاویز آئی تھیں۔ پورے پنجاب کے زمیندار اور کسان پریشان ہیں اس وقت زمینداروں اور کسانوں کی کیفیت یہ ہے کہ پچھلے تین سالوں میں زمینداروں اور کسانوں نے کچھ بھی earn نہیں کیا یقیناً ہماری حکومت اُن کو پٹرول اور ڈیزل کی مد میں بہت سی subsidies دے رہی ہے، کھادوں پر subsidy دی گئی ہے۔ اس بجٹ میں بڑا properly announce کیا گیا فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے بھی اور صوبائی گورنمنٹ کی طرف سے بھی لیکن اس سے زمینداروں، کسانوں کی اشک شوئی نہیں ہو سکی۔ منسٹر صاحبہ یہاں پر تشریف فرما ہیں میں آپ کے توسط سے اُس سے گزارش کروں گا کہ اس زرعی انکم ٹیکس کو جو آئی ایم ایف نے ہمارے غریب کسانوں پر لاگو کروایا ہے۔ میری یہ وزیراعلیٰ پنجاب سے گزارش ہے کہ اگر وہ اس کو ختم نہیں کر سکتے تو دس سال کے لئے اس کو مؤخر ضرور کریں۔

جناب سپیکر! پختہ کھال بنائے جاتے ہیں، کبھی وہ 30 فیصد پر بنائے جاتے ہیں، کبھی وہ 40 فیصد بنائے جاتے ہیں اگر وہ مکمل کھال نہیں بناتے تو اس کا زمینداروں اور کسانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہے پچھلے

کئی سالوں سے ہم یہاں پر بار بار budget speeches میں بھی اور pre-budget میں بھی اور مختلف مواقعوں پر بھی جب بھی ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا question day ہوتا ہے اُس دن بھی اس پالیسی کے بارے میں بار بار یہ گزارش کرتے رہے ہیں کہ پختہ کھالوں کی جو پالیسی بنائی ہوئی ہے اور پچھلے کئی سالوں سے یہ implement ہے اُس کو مہربانی کر کے review کیا جائے اور اس کی نئی پالیسی adopt کی جائے تاکہ زمینداروں، کسانوں کو زیادہ فائدہ ہو اور زیادہ سے زیادہ کھال پختہ ہو سکیں۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب نے جو رورل سیکٹر میں روڈز پروگرام شروع کیا ہے اُس پر میں وزیراعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں پچھلے پہلے سال میں روڈز پروگرام کے لئے 15۔ارب روپیہ رکھا گیا تھا پچھلے سال 30۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے اور اس سال 27۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے اس سے دیہاتوں کی صورتحال بہت مختلف ہوئی ہے۔ جہاں جہاں پر بھی یہ روڈز بنے ہیں وہاں کے دیہاتی لوگوں کو farm to market واقعتاً اُن لوگوں کو بہت فائدہ ہوا ہے جبکہ پہلے یہ باتیں سنی جاتی تھیں کہ farm to market road بنائی گئی ہے وہ پتا نہیں چلتا تھا کہ کہاں پر بنی ہے لیکن اس دفعہ جو farm to market roads بنی ہیں وہ واقعی فارم سے مارکیٹ تک access ملی ہے۔ کارپٹ روڈ بنے ہیں تو دیہاتوں کو فائدہ ہوا ہے اور دیہاتوں میں خوبصورتی آئی ہے۔ اس کو اگر زیادہ سے زیادہ بہتر طریقے سے بنایا جائے اور اس کو تھوڑا سا اور وسیع کر دیا جائے اور اس کے لئے بجٹ اور زیادہ مختص کر دیا جائے تو وزیراعلیٰ اور محترمہ وزیر خزانہ کی پنجاب کے عوام پر خاص مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر! پچھلے کئی سالوں سے نئے سکولز کی تعمیر نہیں ہو رہی اپ گریڈیشن بھی ہوتی ہے اور پرائمری سکولوں کو پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ پنجاب کی آبادی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے پچھلے کئی سالوں سے نئے پرائمری سکولز نہیں بنائے گئے تو میری آپ کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ نئے پرائمری سکول بنانے کے لئے تھوڑی سی پالیسی کو تبدیل کیا جائے اور نئے پرائمری سکول بنائے جائیں۔ جہاں پر مڈل سکول ہیں اُن کو ہائی کیا جائے اور جہاں پر ہائی سکول ہیں اُن کو اگر آپ ہائر سیکنڈری نہیں کر سکتے تو جہاں پر adjoining آبادی اور وہاں کے جو feeding high schools زیادہ ہیں اور وہاں پر کالجز بنانے ضروری ہیں تو وہاں پر کالجز ضرور بنائے جائیں تاکہ پنجاب کے عوام اپنے بچوں اور بچیوں کو آسانی سے ہائر ایجوکیشن دلوا سکیں۔

جناب سپیکر! BHUs کی تعمیر و مرمت کا کام پچھلے کئی سالوں سے نہیں ہو رہا اور ادویات آخری مہینوں میں purchase کی جاتی ہیں جو مالی سال کے پہلے کئی مہینے ہوتے ہیں اُس میں BHUs میں

مریض جاتے ہیں۔RHCs میں جاتے ہیں،DHQs میں جاتے ہیں اور جو THQs میں جاتے ہیں اُن کو ادویات کی فراہمی میں اکثر و بیشتر پنجاب گورنمنٹ کی وجہ سے نہیں بلکہ وہاں کا جو purchasing کا میکانزم ہوتا ہے اُس کی وجہ سے face problems کرنا پڑتے ہیں تو میرا خیال ہے اس وقت محکمہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ پوری طرح سے اس کو pursue کر رہا ہے،اس پالیسی کو review کر رہا ہے لیکن محترم وزیر اعلیٰ کی خصوصی نظر کرم کی ضرورت ہے کہ جیسے ہی مالی سال شروع ہو اُسی وقت فوراً ادویات خریدی جائیں اور وہاں پر متعلقہ ہسپتال میں چاہے وہ BHUs,RHCs,THQs, اور DHQs ہوں وہاں پر provide کر دی جائیں تاکہ غریب اور ضرورت مند مریضوں کو فائدہ ہو سکے۔ہسپتالوں کی چار دیواریاں اور وہاں کے کواٹرز وغیرہ بڑی بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جس طرح سے محکمہ تعلیم نے بڑا special initiative لیتے ہوئے حکومت نے toilet blocks بنائے ہیں وہاں کی boundary walls بنائی ہیں،safety walls بنائی ہیں اور جو ناگفتہ بہ حالت میں بلڈنگز تھیں اُن کو ٹھیک کیا گیا ہے۔اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن جو ہمارے دیہاتی ہسپتالز ہیں اُن کی ناگفتہ بہ صورتحال کو بھی بہتر کرنے کی ازحد ضرورت ہے۔

جناب سپیکر!دیہاتوں میں ڈاکٹرز جانا پسند نہیں کرتے جب ریکروٹمنٹ ہوتی ہے تو ڈاکٹر صاحبان کچھ عرصہ بعد یا resign کر دیتے ہیں یا کسی اچھے ہسپتال کا رخ کر لیتے ہیں۔BHUs میں ڈاکٹرز کی appointments کی جائیں تاکہ غریب اور دیہاتی لوگوں کو صحت کی سہولیات وہاں پر میسر آسکیں۔

جناب سپیکر!واٹر سپلائی سکیم کو پچھلے کئی سالوں سے کم edge دیا جا رہا ہے۔دیہاتوں اور شہروں میں پانی تیزی سے خراب ہو رہا ہے۔کئی کروڑ روپے کی واٹر سپلائی سکیم بنائی جاتی ہے لیکن اس کو user committee کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔اگر user committee کے علاوہ پی اینڈ ڈی کا الگ سے operation and maintenance wing بنا دیا جائے اور یہ واٹر سپلائی سکیم ان کے حوالے کر دی جائے تو اس کا رزلٹ بہتر آئے گا پنجاب کے عوام کو بہتر سہولیات میسر ہوں گی۔

جناب سپیکر!سرگودھا ڈسٹرکٹ جو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اور اس کا ایریا ڈیرہ اسماعیل خان تک جاتا ہے یہاں کے لوگوں کو کارڈیالوجی کے ہسپتال کے لئے فیصل آباد،لاہور یا راولپنڈی جانا پڑتا ہے۔میری آپ کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ سرگودھا میں کارڈیالوجی بنایا جائے جو سرگودھا کارڈیالوجی کے نام سے ہو تاکہ وہاں کے عوام الناس کو فائدہ ہو۔

جناب سپیکر! لائیو سٹاک کے ڈیپارٹمنٹ میں بہت بہتری آئی ہے۔ ایمبولینس سروس شروع کی گئی ہے اور موٹر سائیکلوں پر quick service provide کی ہے۔ خاص طور پر حیوانات کا ریکارڈ رکھا گیا ہے اس پر میں پنجاب حکومت اور وزاعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ پنجاب کے عوام، دیہاتوں کے لوگ اور چھوٹے کسان اس وقت پنجاب لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی سے بے حد مطمئن ہیں اس کی کارکردگی اس وقت لائق تحسین ہے۔ میں وزیر اعلیٰ کو اعلیٰ اقدامات کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! بہت سے ضلعوں میں پولیس کی نفری بہت کم ہو گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے پولیس ملازمین ریٹائرڈ ہو گئے ہیں اور کئی حادثات کی وجہ سے شہید ہو گئے ہیں۔ وہ شیڈول کے مطابق ریکروٹمنٹ کرتے ہیں جو کہ ناکافی ہے۔ میں اپنے ضلع سرگودھا کی بات کرتا ہوں اگر سرگودھا کو منڈی بہاؤالدین سے compare کریں تو منڈی بہاؤالدین میں کئی گنا پولیس کی نفری ہے حالانکہ وہ ایک چھوٹا سا ضلع ہے جبکہ سرگودھا ڈسٹرکٹ سات تحصیلوں کا ڈسٹرکٹ ہے اور وہاں پر بہت کم نفری ہے لہٰذا سرگودھا میں پولیس کی نفری کو بڑھایا جائے، ان کی استعداد کار کو بڑھایا جائے تاکہ لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرنے کے لئے حکومت کو آسانی ہو سکے۔

جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ کے الیکشن ہو گئے ہیں اور پچھلے کئی ماہ سے بے چارے چیئرمین، کونسلرز وغیرہ مارے مارے پھر رہے ہیں ان کو کب اختیارات ملیں گے؟ میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ میں جو 227۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اس سے فوری طور پر لوکل گورنمنٹ کے سسٹم کو functional کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب نذر حسین گوندل!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ کسی بھی ریاست کا مالی تخمینہ مرتب کرتے وقت اس ریاست کے اندرونی بیرونی حالات کو مدنظر رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ پاکستان جیسی ریاست جس کے تین اطراف کی سرحدوں پر خلفشار ہو، اندرونی بیرونی جارحیت ہو جس کے اثرات ملک کے اندر دہشت گردی اور امن عامہ کی صورتحال میں ہو۔ جب ملک کے ارد گرد ملک کو متاثر کرنے کے لئے دہشت گردی پھیلائی جا رہی ہو، دہشت گردی کی آڑ میں اور اس کے سائے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہو تو ان عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے پنجاب کے موجودہ بجٹ کو اس طور پر مرتب کرنے سے میاں محمد شہباز شریف خادم اعلیٰ

پنجاب، محکمہ خزانہ کے تمام افسران اور محترمہ وزیر خزانہ مبارکباد کی مستحق ہیں۔یہ بجٹ میاں محمد شہباز شریف کی پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کا ایک بہت عمدہ ثبوت ہے۔آپ تمام محکمہ جات کی طرف نظر دوڑا کر دیکھیں محکمہ تعلیم اور محکمہ صحت کا ذکر بہت زیادہ کیا جاتا ہے۔محکمہ تعلیم میں نئے پرائمری سکولوں کے اجراء کی بات ہو، پرائمری ٹو ایلیمنٹری سکولوں کی اپ گریڈیشن کی بات ہو، ایلیمنٹری ٹو سیکنڈری اور سیکنڈری ٹو ہائر ایجوکیشن کی بات ہو تو آپ دیکھیں کہ تفصیلی طور پر ہر جگہ، ہر ضلع اور ہر تحصیل میں نئے سکولوں کا اجراء کیا گیا ہے۔اپ گریڈیشن کی جو بنیاد رکھی گئی ہے اس سے انشاء اللہ آنے والے چند سالوں میں ایک مؤثر انداز میں بہتر تعلیمی نظام وجود میں آئے گا۔تمام طلباء کو لازمی طور پر سکول میں داخل کرنے کے لئے، ان کو سہولتیں بہم فراہم کرنے کے لئے، ان کی missing facilities کو دور کرنے کے لئے چھت، بجلی، ٹائلٹ اور چار دیواری فراہم کی جا رہی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ پرانے کمروں کی جگہ نئے کمرے اور اضافی کمرے بھی فراہم کئے جا رہے ہیں۔بچوں کو incentive دینے کے لئے انڈوومنٹ فنڈ، کمپیوٹر، لیب ٹاپ کی تقسیم کے ساتھ ساتھ ان کو سپیشل وظائف دئیے جا رہے ہیں۔اساتذہ کی تقرری کی جا رہی ہے۔میٹرک پاس پی ٹی سی ٹیچر بھرتی کرنے کی بجائے بی اے، ایم اے، ایم ایڈ ٹیچرز تعینات کئے جا رہے ہیں۔بہتر صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے ٹیچرز کو مناسب اور اضافی مراعات دی جا رہی ہیں۔یہ تمام عوامل وہ ہیں جو تعلیم کے معیار کو بہتر کرنے کے لئے اور اچھی تعلیم فراہم کرنے کے لئے کئے جا رہے ہیں۔ہائر ایجوکیشن کے نئے کالجز کے اجراء کے ساتھ ساتھ کالجز میں missing facilities پوری کی جا رہی ہیں۔ایک سکیم ترتیب دی گئی ہے کہ ہر ضلع میں کم از کم ایک یونیورسٹی یا کسی یونیورسٹی کا سب کیمپس ضرور موجود ہو۔ان کی اضافی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بھی اضافی فنڈز رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!آپ ملاحظہ فرمائیں کہ محکمہ صحت میں BHU، RHC، THQ اور DHQ ہو ہر ہسپتال کو اپ گریڈیشن کرنے کے لئے وہاں مناسب ڈاکٹر تعینات کرنے کے علاوہ تمام ضروریات کی فراہمی یقینی بنانے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔آپ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں دیکھیں وہاں پرانے چینل کو پختہ کیا جا رہا ہے، نئی distributary lines بنائی جا رہی ہیں۔جہاں پہلے نہری نظام نہیں تھا وہاں نیا نظام متعارف کروایا جا رہا ہے اور نئی نہریں بنائی جا رہی ہیں۔خاص طور پر میں اپنے علاقہ تحصیل پنڈ دادنخان جو کہ دریائے جہلم کے کنارے دائیں جانب واقع ہے وہاں سندھ طاس کے تحت 1960 میں نہر بننی چاہئے تھی لیکن نہیں بنی۔آج حکومت پنجاب نے دریائے جہلم کے ساتھ سالٹ رینج اور دریائے

جہلم کے درمیان ڈیڑھ لاکھ ایکڑ اراضی کے لئے نہ صرف نہری سکیم منظور کی ہے بلکہ رسول بیراج سے نہر نکالنے کے لئے 3-ارب روپے مختص کرکے اس محروم علاقے کو بھی جدید سسٹم سے نوازنے کے اقدامات کئے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ جتنے بھی پرانے بیراج ہیں ان کو بھی مرمت کیا جا رہا ہے اور نئے واٹر کورس بنائے جا رہے ہیں۔ زمینداروں کو اس لحاظ سے فائدہ پہنچانے کے لئے ان کی زرعی اجناس کو درست طور پر منڈیوں میں پہنچانے کے لئے فارم ٹو مارکیٹ روڈز بنائی جا رہی ہیں۔"خادم اعلیٰ پنجاب روڈ پروگرام" کے تحت ہر تحصیل، ہر ضلع میں انتہائی مؤثر انداز سے سڑکیں تعمیر کی جا رہی ہیں۔ تحصیل سے انٹر تحصیل، انٹر ڈسٹرکٹ اور دوسرے ڈویژنل ہیڈکوارٹر تک جدید سڑکوں کا جال بچھایا جا رہا ہے۔ جتنی بھی ابتدائی ضروریات ہیں وہ ہر لحاظ سے زمینداروں کے لئے پہنچائی جا رہی ہیں۔ بجلی سستی کی جا رہی ہے، کھاد پر سبسڈی دی جا رہی ہے، یوریا اور دیگر کھادوں کو سستا کرکے زمینداروں تک پہنچائی جا رہی ہیں۔ سولر سسٹم کا ایک نظام متعارف کروا کر زمینداروں کے لئے سولر سسٹم کے تحت ٹیوب ویل نصب کئے جا رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تمام اقدامات ہر لحاظ سے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہیں اور پنجاب کی ترقی کے لئے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ دیگر محکمہ جات ملاحظہ فرمائیں کہ mines and minerals کے تحت پورے پنجاب میں جہاں بھی ذخائر موجود ہیں وہاں جدید institutions قائم کئے جا رہے ہیں۔ لوگوں کو فنی تعلیم دینے کے لئے ادارے قائم کئے جا رہے ہیں اور وہاں feasibility study کے لئے سڑکوں کے جال بچھائے جا رہے ہیں اور نکاسی آب کو بہتر کیا جا رہا ہے۔ لوگوں کو اس لحاظ سے trained کر کے ان کے لئے فلاح و بہبود کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ ہو، کوئی بھی منصوبہ ہو وہ مؤثر طور پر عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہے۔ اس ضمن میں جو بھی اقدامات کئے گئے ہیں وہ یقینی طور پر وزیر اعلیٰ کی قائدانہ صلاحیت، ان کی اچھی سوچ اور عوام کی خدمت کے جذبے کی عکاسی کرتے ہیں۔ انشاء اللہ یہ بجٹ اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ایک بہت مؤثر اور احسن قدم ثابت ہو گا۔ بہت مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب عبدالرؤف مغل!

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں وزیر خزانہ پنجاب ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کی طرف سے 1681۔ارب روپے کا سالانہ تخمینہ پیش کرنے پر انہیں اور حکومت پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس میں صحت، زراعت، تعلیم، امن عامہ اور جنوبی پنجاب میں جو صاف پانی کے لئے 80 سے زائد مقامات پر پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر جدید فلٹریشن پلانٹس نصب ہو کر لاکھوں گھرانوں کو صاف پانی مہیا کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس سے لوگوں کی صحت عامہ میں انتہائی مثبت تبدیلی آئے گی، لوگوں پر بیماریوں کے علاج کے حوالے سے بوجھ میں کمی بھی آئے گی۔ آئندہ بھی جو صاف پانی کے لئے 30۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے وہ بھی لائق تحسین ہے۔ میں یہاں پر اُن چیزوں کو دہرانا نہیں چاہتا جو پہلے باتیں ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر تعلیم کے حوالے سے بات کہوں گا کہ وزیر تعلیم جو کہ اسمبلی میں تو بہت کم ٹائم دیتے ہیں انہیں چاہئے کہ "ای ڈی او" صاحبان کو حکم جاری کریں کہ تمام سیکنڈری سکولوں کا سروے کیا جائے وہاں پر دائیں بائیں اور ان کے surrounding میں جتنے ہائی سکول یا ایلیمنٹری سکول موجود ہیں ان سیکنڈری سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکول میں اپ گریڈ کیا جائے کیونکہ دیہاتی علاقوں کی بچیوں کو بڑے قصبات اور شہروں میں جانا بہت مشکل ہوتا ہے تاکہ ان سکولوں میں بچیاں میٹرک کے بجائے انٹر میڈیٹ تک تعلیم سے استفادہ کر سکیں اور اس کو ایک پالیسی کے طور پر adopt کیا جائے۔ یہاں پر تھوڑی دیر پہلے معزز ممبر احمد خان بلوچ نے بات کی ہے کہ تھانوں میں "ایس ایچ او" لگانے کے لئے انسپکٹر کی بجائے سب انسپکٹر تعینات کر دیئے جاتے ہیں تو میں بھی اس معاملے میں reservation رکھتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ کہیں تو ہم میرٹ کی بہت تکرار سنتے ہیں اور کہیں کچھ ایسے سیکٹر ہیں جن کو فارغ چھوڑ دیا گیا ہے۔ جس طرح purchases کے لئے PPRA Rules بنائے گئے ہیں تو کیا ان کے لئے کوئی طریق کار نہیں ہے کہ سب انسپکٹر کے بجائے لازمی طور پر ایک انسپکٹر کو تھانے میں ایس ایچ او تعینات کیا جائے؟ کیا انسپکٹر لیول کے لوگ وہاں پر موجود نہیں ہیں؟ اگر نہیں ہیں تو زیادہ بہتر کوالیفکیشن کے لوگوں کو نئے سرے سے بھرتی کیا جائے اور انہیں انسپکٹر کے طور پر وہاں تعینات کیا جائے۔ پھر بات تلخ ہو جائے گی کہ انسپکٹر کی بجائے سب انسپکٹر کے لئے کیا چیز راغب کرتی ہے وہ آپ بھی سمجھتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں۔ میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ ہمارے وزیر داخلہ کو اس پر خصوصی توجہ دینی چاہئے اور کسی تھانے میں کوئی سب انسپکٹر "ایس ایچ او" کے طور پر تعینات نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے حکومت پنجاب نے انقلابی اقدامات کئے ہیں، گزشتہ سال پانچ ہزار روپیہ فی ایکڑ لوگوں کو امدادی رقوم دی گئیں کیونکہ لوگوں کو دھان کی فصل کی بہتر قیمت نہیں مل سکی۔ اس دفعہ یوریا کھاد میں 500 روپیہ اور ڈی اے پی کھاد میں 300 روپیہ سبسڈی دی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر عملدر آمد بھی شروع ہو چکا ہے اور اس وقت لوگوں کو 2500 روپے ڈی اے پی کھاد مل رہی ہے یہ نہایت خوش آئند اقدام ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حقیقی کاشتکار وہ نہیں ہے جو اپنی زمینیں ٹھیکے پر دیتے ہیں بلکہ چھوٹے اور حقیقی کاشتکار ٹھیکیدار ہیں جنہوں نے زمینیں ٹھیکے پر لی ہوئی ہیں ان کو اس کا فائدہ پہنچے گا اور حکومت نے grass roots level تک فائدہ پہنچانے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔

جناب سپیکر! اب میں یہاں پر social justice کے حوالے سے بات کروں گا، social justice کے حوالے سے بانی پاکستان قائد اعظم کا ایک نظریہ تھا وہ social justice اور Islamic socialism پر زور دیتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی حوالے سے شہروں میں میٹرو بسیں اور اورنج لائن ٹرین شروع کی جا رہی ہیں اور اس میں سے ایک پراجیکٹ دو تین سال سے اپنی افادیت ثابت کر چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی مخالفت کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ اس کو promote کرنا چاہئے کیونکہ اس پر کوئی امیر لوگ سفر نہیں کرتے بلکہ اس پر مزدور، وکلاء، اساتذہ اور ملازم پیشہ لوگ سفر کرتے ہیں اور وہی لوگ ٹرانسپورٹ کے ان پراجیکٹس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مخالفت برائے مخالفت کی روش بہتر نہیں ہے بلکہ اس کو تحسین اور سپورٹ کرنی چاہئے۔ واقعی یہ غریب، مزدور اور ملازمت پیشہ لوگوں کے لئے انتہائی فائدہ مند پراجیکٹ ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے چند منٹ لوں گا، میں سمجھتا ہوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج جب میں تقریر کر رہا ہوں تو اس کو سنا جا رہا ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ محترمہ وزیر خزانہ کی تقریر کو قطعی طور پر سننے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی۔ اپوزیشن نے پہلے صفحے سے لے کر آخری صفحے تک بھرپور شور مچائے رکھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس بات کو چھوڑیں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! میں آپ سے بھی گلہ کرتا ہوں کہ آپ بھی ان کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! میں آپ کی خوشی کے لئے اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جناب جمیل حسن خان!

جناب جمیل حسن خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کے بجٹ کے حوالے سے پیش کئے گئے اقدامات کو appreciate کرتا ہوں۔ ہمارے پنجاب کے اندر اللہ کے فضل سے ایجوکیشن کا نظام بہت اچھا چل رہا ہے، میرٹ کی پالیسی کو پورے پنجاب میں پسند کیا جارہا ہے۔ سکولوں میں missing facilities دی جارہی ہیں اور تعلیم کے لئے بہت کچھ ہو رہا ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ تشریف رکھتی ہیں اور میں یہ بات ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت کی طرف سے تعلیم پر اتنا پیسا خرچ کیا جارہا ہے، ہمارے قائد کا اس شعبہ میں بہت interest ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ایجوکیشن کے ادارے کو اچھا بنایا جائے لیکن صورتحال یہ ہے کہ سب اچھا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے وزیر تعلیم رانا مشہود احمد خان کے علم میں لایا گیا ہیں کہ جناب اتنا کچھ ہمارے وزیر اعلیٰ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے لئے کر رہے ہیں۔ میرے حلقہ میں ایک ہائی سکول ہے جو کہ میری بیٹیوں کا سکول ہے لیکن ایک سال سے اس میں بجلی کا کنکشن نہیں ہے۔ آج سے ایک مہینہ پہلے میں نے ایجوکیشن منسٹر سے کہا کہ کتنے شرم کی بات ہے کہ تم بات کرتے ہو کہ ہم یہ کر رہے ہیں، وہ کر رہے ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ کیا کر رہے ہو، جاؤ دیکھو میری بیٹیاں گرمی میں بیٹھ کر پڑھتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج کے دور میں کوئی ایسا سکول ہے جہاں پر بجلی پنکھا نہ ہو اور دسویں جماعت کی بچیاں وہاں پر پڑھ رہی ہوں؟ [**********] جو لوگ یہ کام کرتے ہیں، میں استدعا کرتا ہوں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف سے۔۔۔

جناب سپیکر: ایسے الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف سے میں استدعا کرتا ہوں کہ خدارا جتنی آپ محنت کر رہے ہیں، جتنا آپ اس صوبے میں پیسا لگا رہے ہیں، جتنی ہمارے صوبے نے ترقی کی ہے، جن لوگوں کو یہ ذمہ داریاں دی گئی ہیں، ان سے پوچھا جائے کہ آج کے دور میں میری یہ بچیاں بجلی کے بغیر کیسے پڑھ سکتی ہیں؟ آپ خود ہی اندازہ کر لیں، ان چیزوں کی correction کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! دوسری میری گزارش یہ ہے کہ پورے صوبے میں سڑکوں کے جال بچھائے گئے ہیں، میرے قائد نے اربوں روپے سڑکوں کے لئے دیئے ہیں تاکہ پنجاب کے لوگ enjoy کریں، اچھی زندگیاں بسر کریں لیکن ہم تو اتنا بھی نہیں کرتے کہ ہم اپنے قائد کا regard کریں۔ انہوں نے جو پیسے دیئے ہیں ان کو ٹھیک طرح سے استعمال بھی کر سکیں۔

جناب سپیکر! آپ کے حلقہ سے گزر کر میں لاہور آتا ہوں، بلوکی سے لے کر بھائی پھیرو تک آپ سڑک کا حال دیکھ لیں، ابھی تین سال نہیں ہوئے کہ کروڑوں روپے اس سڑک کے لئے دیا گیا تھا لیکن پتا نہیں وہ ٹھیکیدار کھا گیا ہے یا کوئی اور کھا گیا ہے، وہاں پر تو چلنے کے قابل راستہ ہی نہیں ہے۔ بلوکی سے بھائی پھیرو تک چلنے کے لئے راستہ نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! نام درست کر لیں۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! بلوکی سے پھول نگر تک سڑک کی حالت خراب ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں لا رہا ہوں کہ وہاں پر پیسا وزیر اعلیٰ نے لگایا لیکن اس کی output کیا نکلی؟ وہاں پر کھڈے پڑے ہوئے ہیں، روزانہ حادثات ہوتے ہیں، میری آنکھوں کے سامنے تین چار موٹر سائیکلوں کے accident ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر مواصلات و تعمیرات ضرور اس کا نوٹس لیں گے۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ اب میری گزارش ہے کہ اس پیسے کو بچایا جائے اور proper طریقے سے utilize کیا جائے تاکہ اس کا ہمیں فائدہ حاصل ہو سکے۔ ابھی میرے ایک دوست لائیو سٹاک کے حوالے سے بات کر رہے تھے، میں بھی ایک breeder ہوں، میں نے اپنی زمینوں پر جانور رکھے ہوئے ہیں، میں جہاں کہیں بھی جاتا ہوں موٹر سائیکلوں کے پیچھے 1122 یا پتا نہیں کیا نمبر لکھا ہوتا ہے لیکن ان کا تعلق محکمہ لائیو سٹاک سے ہے، کہیں ان کی vans بھی جا رہی ہوتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ 1122 کی بات کر رہے ہیں؟

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! موٹر سائیکلوں پر ان کا کوئی نمبر لکھا ہوتا ہے مجھے صحیح معلوم نہیں کہ کیا نمبر ہے، 1122 کی طرح انہوں نے بھی ایک نمبر لکھا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! ان کے بے شمار موٹر سائیکل گھوم رہے ہیں، بے شمار ایمبولینسیں بھی ان کو provide کر دی گئی ہیں۔ میرا ڈیڑھ دو سو جانوروں کا ایک فارم ہے لیکن وہاں پر کوئی آدمی جانے کے لئے تیار نہیں ہوتا، میں وہاں کا ایم پی اے ہوں، جب کوئی ضرورت پڑے تو بڑی مشکل کے ساتھ سفارشوں کے ساتھ ہم اس کو وہاں بلاتے ہیں۔ میں نے لائیو سٹاک کے ڈائریکٹر سے بھی بات کی ہے، محکمہ کے متعلقہ لوگوں سے میری اچھی اچھی باتیں ہوتی ہیں، یہ اب ایک ادارہ بن گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محکمہ لائیو سٹاک پر بے شمار پیسا خرچ کیا گیا ہے لیکن لوگوں کو اس کا ابھی تک کوئی فائدہ نہیں پہنچا، میں خود اس کی مثال ہوں کہ مجھے اس کا کوئی privilege نہیں ہے، حالانکہ جتنے جانور اس ضلع میں میرے پاس ہیں وہ بہت کم لوگوں کے پاس ہوں گے۔ ہم لوگ روزی کمانے کے لئے مشقت کرتے ہیں، محنت کرتے ہیں لیکن جب ادارے سے کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ حل کر دو تو وہ کہتے ہیں کہ کر رہے ہیں، کروا رہے ہیں، یعنی یہ خانہ پُری ہے اس خانہ پُری کے رواج کو ختم کیا جائے اور ڈویلپمنٹ کے لئے کام کیا جائے۔ اسی طرح ایک اور مسئلہ محترمہ وزیر خزانہ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ آپ نے بہت اچھا کام کیا ہے، بڑے فنڈز دیئے ہیں، ہم لوگ آپ سے بہت خوش ہیں کہ ہمارا پنجاب ترقی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہاں پر ہر روز appreciation ہوتی ہے کہ لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا گیا ہے، اب پٹواریوں سے جان چھوٹ گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں محترمہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جب کسی فارمر کو یہ پتا چلتا ہے کہ تمہارا حلقہ کمپیوٹرائز نہیں ہوا تو پھر وہ کہتا ہے کہ تم خوش قسمت ہو، اللہ کرے تمہارا حلقہ کمپیوٹرائز نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ننکانہ صاحب کے کمپیوٹر سنٹر پر آپ چلے جائیں وہاں پر پینے کے لئے پانی تک نہیں ملتا، بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں ہے، انتشار ہوتا ہے کہ وہاں سے لوگوں کو دھکے دے کر نکال دیا جاتا ہے کہ جاؤ یہاں پر انصاف ہو رہا ہے ہم پیسے نہیں لیتے۔ پیسے نہ لینے کا مقصد اور ہے ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے، ہم مسلمان ہیں ہمارا تو ویسے ہی فرض ہے کہ ہم پیسے لیں اور ہم رشوت نہ لیں۔ یہ کسی پر ہمارا احسان

نہیں ہے لیکن آپ لینڈ ریونیو ریکارڈ کے آفس میں کسی کو بھیج کر چیک کروالیں وہاں پر پینے کے لئے پانی تک نہیں ملتا۔ بوڑھے لوگ دھوپ میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ وہاں پر اگر کوئی چھوٹی سی بھی غلطی نکل آئے جیسے کسی کا نام شناختی کارڈ میں نعمت علی خان لکھا ہوا ہے اور ریونیو ریکارڈ میں نعمت علی لکھا ہوا ہے تو اس کا یہ کام پھڈے میں پڑ جائے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے نام ٹھیک کروا کر لائیں، جب ٹھیک کروا کر لاؤ گے تو پھر بات بنے گی، اس کے علاوہ نہیں بنے گی۔ ہمیں پھر پٹواری کے پیچھے جانا پڑتا ہے تحصیلدار کے پیچھے جانا پڑتا ہے۔ وہاں پر اگر ایک نیا نظام چلایا گیا ہے تو اس نظام کو بہتر بنایا جائے، اس کے لئے فنڈز رکھا جائے، وہاں پر ایسی جگہ ہو جہاں پر لوگ عزت کے ساتھ بیٹھ سکیں۔ جیسے رمضان بازار میں اے سی لگ گئے ہیں، صوفے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ریونیو لینڈ ریکارڈ کے جو دفاتر بنائے گئے ہیں وہاں زمینداروں، غریبوں، مسکینوں کے لئے جو دھکے کھاتے پھرتے ہیں ان کے بیٹھنے کے لئے تو کم از کم جگہ ہو، ان کے پانی پینے کے لئے کوئی جگہ ہونی چاہئے لہٰذا میری گزارش ہو گی کہ ان چیزوں کا خیال رکھا جائے۔ جہاں تک زمینداروں کا معاملہ ہے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف حکومت کی یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ انہوں نے پاکستان میں کسانوں کے لئے ایک اتنا بڑا package دیا ہے کہ 50 فیصد بجلی کے reduce charges کر دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں کھاد بھی سستی دی گئی ہے، ہم نے سکھ کا سانس لیا ہے، ہم اس کے لئے اپنے قائدین کے بے حد مشکور ہیں کہ انہوں نے آخر کار زمینداروں کے بارے میں اپنا رویہ بہت اچھا کیا ہے بلکہ ایک انقلابی قدم اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں گزارش کرتا ہوں کہ بعض معاملات میں معیار اور feasibility کی بات کی جاتی ہے، پچھلے دنوں کوئی کالج بنانا تھا تو انہوں نے کہا کہ اس کے لئے پہلے feasibility report آئے گی۔

جناب سپیکر! کالجوں، سکولوں کے لئے تعلیم کے لئے کوئی feasibility نہیں ہونی چاہئے اگر کسی جنگل میں دس بچوں کو بھی پڑھایا جائے تو وہ بھی فائدے والی بات ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ زمینداروں کے لئے پکے کھال بنائے جائیں اس کا procedure بھی آسان کیا جائے جس کے لئے ہمیں زیادہ بھاگ دوڑ نہ کرنی پڑے بلکہ اس کے لئے پہلے سے فنڈز مختص ہونے چاہئیں تاکہ زمیندار پوری طرح سے مستفید ہو سکے اور آسانی کے ساتھ کام ہو جائے۔ اس سے پانی کی بھی بچت ہو گی، جب پانی کی بچت ہو گی تو اس سے ملک و قوم کو فائدہ پہنچے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! بہت مہربانی اور شکریہ

جناب سپیکر: جناب طارق مسیح گل!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں اس مقدس ایوان میں بیٹھے ہوئے اپنے معزز اراکین اسمبلی اور آپ کی خدمت میں اس نام کو سلام عرض کرتا ہوں جس نے کہا مانگو تو تم کو دیا جائے گا ڈھونڈو تو پاؤ گے دروازہ کھٹکٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔ یہ نام سب ناموں سے اعلیٰ ہے۔

جناب سپیکر! 17-2016 کا اتنا بڑا بجٹ یعنی 1681 ارب 41 کروڑ روپے کا بجٹ میری بہن ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا وزیر خزانہ پنجاب نے پیش کیا ہے، یہ پنجاب کی عوام کی سہولت کے لئے پنجاب کی عوام کی بہتری کے لئے، خوشحالی کے لئے پیش کیا ہے۔ اس کا credit میرے لیڈر، میرے شیر، میرے قائد، قائد محترم شہباز پاکستان، شیر پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو جاتا ہے جنہوں نے اتنے بڑے صوبے کا اتنا بڑا بجٹ دے کر، پنجاب کے رہنے والے باسیوں کو جن کا پنجاب سے تعلق ہے، ان پر بہت بڑا احسان تو میں نہیں کہوں گا لیکن ان کی سہولت کے لئے یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ یہ بجٹ جس پر ہماری حکومت نے اور ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کی ٹیم نے پانچ باتوں پر بہت زور دیا ہے۔ تعلیم، صحت، زراعت، صاف پانی کی فراہمی اور امن عامہ کے شعبے ہیں۔ یہ سارے کام زندگی کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں مگر جس انداز سے، جس بہتری کے ساتھ، جس انداز میں اس بجٹ کو پیش کیا گیا ہے، اس بجٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اپنے قائد، اپنی پیاری بہن اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور انہیں کہتا ہوں کہ آپ کے زبردست خیالات اور کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج پنجاب کے اندر ہر آدمی، ہر بہن، ہر بھائی میاں محمد شہباز شریف کو سراہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ہمارا ایک ہی لیڈر اور ایک ہی پارٹی ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ہیرو میاں محمد شہباز شریف جو پنجاب کی حکومت سنبھالے ہوئے ہے جو رات دیکھتا ہے، دن دیکھتا ہے، دوپہر دیکھتا ہے، گرمی دیکھتا ہے، سردی دیکھتا ہے اور نہ تپتی دھوپ دیکھتا ہے بلکہ وہ صرف اور صرف یہ چاہتا ہے کہ ہم نے پنجاب کی عوام کی سہولت کے لئے کام کرنا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! بجٹ پر بات کریں قصیدے نہیں ہونے چاہئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! انہوں نے دن رات محنت کر کے ہمارے وسائل اور ہمارے مسائل کو دیکھتے ہوئے اس طرح کا بجٹ پیش کیا ہے۔ اپوزیشن کے پیٹ میں اس لئے مروڑ اٹھتا ہے اور ان کو بڑی زبردست تکلیف ہوتی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ 2018 کا سال آنے والا ہے اور اگر لوگوں کو سہولتیں مل گئیں، لوگوں کی صحت کے لئے کام کیا گیا، اگر لوگوں کی تعلیم پر بات کی گئی اور صاف پانی مہیا کیا گیا تو پھر 2018 میں ہمارا کیا بنے گا؟ ان سے کوئی یہ بات پوچھے کہ آپ لوگوں کو پریشانی کیا ہے، آپ لوگوں کے مروڑ کا علاج کیا ہے اور آپ لوگوں کے پیٹ میں جو درد اٹھتا ہے اس تکلیف کا علاج کیا ہے؟ ہم اپنے پنجاب کے ببر شیر سے کہیں گے کہ وہ ان کے لئے میڈیسن لے کر آئیں، اپوزیشن کو صحت کے پروگرام سے اتفاق نہیں ہے، ان کو ایجوکیشن سے محبت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! انہیں قوم کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ انہیں پنجاب کے بڑے صوبے کے ساتھ کوئی پیار نہیں ہے۔ یہ تو چاہتے ہیں کہ ہم یہاں پر صرف اور صرف شور کرتے رہیں۔ اس دن میری بہن نے بڑے اچھے انداز سے بجٹ پیش کرنے کا طریقہ اپنایا اور میں شرم سے یہ بات کہنا گوارا نہیں کرتا لیکن پھر بھی کہہ دیتا ہوں کہ جس طریقے سے [***********] اور شور اس لئے ڈالا گیا کہ وہ بہن گھبرا جائے۔ شور اس لئے ڈالا گیا کہ وزیر خزانہ خاتون ہے یہ گھبرا جائے گی لیکن ان کو اتنا پتا نہیں تھا کہ یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ورکر ہے یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی شیرنی ہے، یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ایک پیاری خاتون ہے اس لئے وہ گھبرائی نہیں بلکہ وہ اپنا بجٹ پیش کرتی رہی اور یہ چیختے چلاتے رہے۔ ان کا چیخنا چلانا بنتا ہے، یہ چلاتے رہیں گے یہ چیختے رہیں گے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ کیسی غیر پارلیمانی زبان استعمال کر رہے ہیں بندے کو ہاتھی کہنا کتنا نامناسب ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! میری بہن بجٹ پیش کرتی رہی میرا شیر ببر قائد ایوان، شیر پنجاب میاں محمد شہباز شریف جس کا نام---

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 181 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: Have your seat ان کو بات کرنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! یہ چیخیں گے یہ چلائیں گے یہ واویلا کریں گے، یہ شور ڈالیں گے۔ میرے لیڈر دن کو سوتے ہیں اور نہ رات کو اور چوبیس گھنٹوں میں بائیس گھنٹے عوام کی خدمت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: بجٹ پر آ جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! جو یہ کہتے ہیں کہ پنجاب کا بجٹ ٹھیک نہیں ہے، تعلیم کا بجٹ نہیں ہے حالانکہ 57 فیصد ایجوکیشن کے لئے ہے اور اس مد میں 43۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ میرے کسان اور کاشتکار بھائیوں کے لئے 100۔ارب روپے کا جو package دیا گیا ہے کیا اس سے کسان خوشحال نہیں ہو گا اور یہ چاہتے ہیں کہ اگر کسان خوشحال ہو گیا تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟ ہم تو اب باری لگا کر بیٹھے ہیں ہم تو لائن میں انتظار کر رہے ہیں، ہمیں کیا کچھ ملے گا ہم تو 2018 میں بھی نکرے لگ جائیں گے اور کونے میں لگ جائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! اسے اور ٹائم دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! ان کے لیڈر رات کو وزیر اعظم کا خواب دیکھتے ہیں، ان کا لیڈر رات کو سوتا ہے، تکیے پر سر رکھتا ہے اور آنکھ پر ہاتھ رکھ کر سوچتا ہے کہ اب میں سونے لگا ہوں صبح اٹھوں گا تو وزیر اعظم بن جاؤں گا اور وزیر اعظم بن کر سوچوں گا کہ [**********] بلکہ ہم تو تعلیم کی بات کرتے ہیں، ہم صحت کی بات کرتے ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! ان کی گفتگو سے ظاہر ہو رہا ہے کہ نسوار انہوں نے کھائی ہوئی ہے۔ آپ کیسے مسخرے کھڑے کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ اپنی بات کر رہے ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ بڑی مہربانی۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 181 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! ہم جب بات کرتے ہیں تو اپنی قوم کے لئے کرتے ہیں، آپ چیختے رہیں آپ چلاتے رہیں آپ دھرنا دیتے رہیں۔ میرا مشورہ ہے کہ دھرنا سیاست سے باہر آ جاؤ پھر ہم سے بات کرو ہم آپ سے بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! دھرنے میں کیا کریں گے؟ کام کرنے والوں کا دھرنا راستہ نہیں روکتا، ہم کام کریں گے، ہم سڑکیں بنائیں گے تم سڑکوں پر دھرنے دو، تمہارا کام سڑکوں پر دھرنے دینا ہے اور ہمارا کام سڑکیں بنانا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! تمہارا کام ہے دھرنے دینا ہمارا کام ہے اپنی قوم کو تعلیم سے آراستہ کرنا، ہمارا کام ہے قوم کو صحت سے آراستہ کرنا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! آپ دھرنے چھوڑو اور لوگوں کے کام کرو لوگوں کی بات کرو، لوگوں کے مسائل حل کرو پھر آپ کو حکومت کا خواب دیکھنا نصیب ہوگا ورنہ نہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! بس آخری بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے اندر صوبہ پنجاب میں میری مینارٹی کے علاوہ دوسری قومیں بھی ہیں جن میں سکھ برادری ہے، ہندو برادری ہے ان تمام مینارٹیز کے لئے میری حکومت نے، میرے لیڈر نے اور میری پیاری بہن نے جو 100۔ ارب روپے کا بجٹ مختص کیا ہے اس بجٹ کو ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے قبول کرتے ہیں اور اپنی بہن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ کو یہ کہتا ہوں کہ آپ اسی طرح کام کرتی رہیں پنجاب کی اقلیتیں آپ کے ساتھ ہیں، شیر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے ساتھ ہیں اگر آپ نے ہمارے مسائل حل کرنے کے لئے ہمارا بجٹ مختص کیا ہے ہمارے بجٹ پر بات کی

ہے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں، اقلیتیں آپ کے ساتھ کھڑی ہیں۔یہ جو نام نہاد اقلیتوں کی بات کرتے ہیں کہ اقلیتیں ہمارے ساتھ ہیں آپ کے جو کارکنان ہیں آپ نے جن کو ہیرو بنایا ہے آپ کہتے ہیں کہ پی ٹی آئی کے وہ لوگ ہمارا سب کچھ ہیں پہلے ان کو سمجھائیں کہ جب ٹی وی پر آتے ہیں تو مینارٹیز کے ساتھ بات کیسے کرنا ہوتی ہے ان کو بات کرنا سکھائیں ان کو بتائیں کہ اقلیتوں کے حقوق کیسے دینے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! جب تک ہم ہیں ہم اقلیتوں کے حقوق پر ڈاکا نہیں ڈالنے دیں گے، ہم آپ کے ساتھ آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کریں گے اور[*******] جو ہمارا حق سلب کرے گا، جو ہمارے حقوق کو پامال کرے گا، جو ہمارے حقوق کی دھجیاں اڑائے گا، جو ہمارے حقوق کے ساتھ مذاق کرے گا تو میں کہتا ہوں کہ اس کے اگلے اور پچھلوں کے ساتھ ہم بھی مذاق کرنا جانتے ہیں ہم بھی پھڑاڈالنا جانتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بڑی مہربانی آپ کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! یہ بجٹ غریب کا بجٹ ہے، اقلیتوں کا بجٹ ہے، یہ کسانوں کا بجٹ ہے، یہ بہنوں کا بجٹ ہے، یہ بھائیوں کا بجٹ ہے، یہ مزدوروں کا بجٹ ہے، یہ آپ کا بجٹ ہے، یہ میرا بجٹ ہے، یہ ہم سب کا بجٹ ہے اس پر میں اپنی بہن اور اپنے لیڈر کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سردار خالد محمود وارن!

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! شکریہ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری بات سن لیں انہوں نے دو بڑے غلط لفظ استعمال کئے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے floor ان کو دیا ہے اب آپ مہربانی کریں۔جب ان کی بات ختم ہو گی تو پھر میں آپ کی بات سنوں گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کیا کریں۔

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 181 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ انہوں نے دو لفظ انتہائی غلط استعمال کئے ہیں۔

جناب سپیکر: کون سے؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ایک کہا کہ ایک ہاتھی نما شخص اور۔۔۔

جناب سپیکر: اگر کوئی ایسا لفظ آیا ہے۔۔۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اگر معزز ممبر کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے آپ کو peace of mind ملتا ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ I could not listen that I am sorry میں نہیں سن سکا۔ اِدھر شیر ہے اُدھر ہاتھی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! اگر میں نے کوئی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں تو ان کو واپس لینے کے لئے تیار ہوں مگر بجٹ والے دن انہوں نے جو الفاظ میرے لیڈر کے بارے میں استعمال کئے تھے وہ بھی واپس لئے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ اگر کوئی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال ہوئے ہیں تو ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ اگر طارق مسیح گل نے "ہاتھی" کا لفظ استعمال کیا ہے تو اس کو بھی کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ اب میں floor سردار خالد محمود وارن کو دیتا ہوں۔

سردار خالد محمود وارن: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں 2016-17 دا بجٹ پیش کرن تے اپنی بہن وزیر خزانہ، اپنے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف تے اُنہاں دی ٹیم کوں خراج تحسین پیش کریندا اں۔ خصوصاً میں ایس بجٹ وچ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے مجھ سے اس کی اجازت نہیں لی لہٰذا تشریف رکھیں۔ آپ کون سی زبان بول رہے ہیں؟

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! میں سرائیکی وچ بولیندا پیا ہم۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! سرائیکی وچ بولینداں پیا ہم۔

جناب سپیکر: سرائیکی میں بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

سردار خالد محمود وارن: سائیں! انگریزی وچ تقریر تھیندی پئی اے۔

جناب سپیکر: ہر چیز کا کوئی طریق کار ہوتا ہے۔

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! میں تہاڈے کولوں اجازت منگی ہائی۔

جناب سپیکر: آپ کسی اور سے پوچھ لیں اس کا ایک طریق کار ہے پہلے آپ وہ طریق کار اختیار کریں پھر آپ کو اجازت دوں گا ورنہ نہیں دوں گا۔

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! گزارش اے کہ میکوں اپنی زبان سرائیکی وچ تقریر کرن دی اجازت ڈتی ونجے۔

جناب سپیکر: مجھے پتا نہیں ہے کہ "میکوں" کس کو کہتے ہیں؟ میں نے "میکوں" پڑھا نہیں ہے۔

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! مجھے بجٹ تقریر سرائیکی زبان میں کرنے کی اجازت دی جائے اس پر میں آپ اور ایوان کا مشکور رہوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: یہ تقریر سب کے اُوپر سے لنگ جائے گی تقریباً آدھے سے زیادہ لوگوں کے سر کے اُوپر سے لنگ جائے گی تو آپ کو اس کا کیا فائدہ ہو گا؟

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! میں ایوان دا تے جناب دا مشکور آں جو تساں میکوں اپنی مٹھی بولی سرائیکی دے وچ تقریر کرن دی اجازت ڈتی اے۔ میں ایس ایوان دا وی تے آپ دا وی شکر گزار آں۔

جناب سپیکر! میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف دا دل دی اتھاہ گہرائیاں نال جنوبی پنجاب دے علاقے دے تمام اضلاع دے لوکاں دی طرفوں شکر گزار آں جنہاں نیں جنوبی پنجاب دے لوکاں دے دل جیتے۔ کجھ لوک زبانی، خیالات دے نال، تے پریس کانفرنساں دے نال، تقریراں دے نال تے ساکوں وعدے وعید دے نال ایویں لولی پاپ ڈیندے رہ گئے۔ میڈے قائد میاں محمد شہباز شریف نے

تے اُنہاں دی ٹیم تے ساڈی وزیر خزانہ نے ساڈے سرائیکی علاقے، جنوبی پنجاب دے وچ خصوصاً ودھ چڑھ کے بجٹ ڈے کے ساڈے دل جیتن تے میڈا دل کریندا ں پیا ہائی کہ میں انہاں دے۔۔۔

جناب سپیکر: وارن صاحب! میں نے اجازت تو آپ کو دے دی ہے لیکن آپ کی بات میڈیا کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! میڈیا کوں سمجھ آویسی ساڈی 8 کروڑ دی سرائیکی آبادی اے۔

جناب سپیکر: آپ نے کیا فرمایا ہے؟

سردار خالد محمود وارن: سائیں! سرائیکی میڈیا دی سمجھ وچ آندی اے۔

جناب سپیکر: میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ اس کا آپ کو نقصان ہو گا۔ آپ اردو میں بات کریں تاکہ سب آپ کی بات سمجھیں اور نوٹ بھی کر سکیں۔

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! میڈیا والے روزانہ جنوبی پنجاب دے ناں تے ساڈے قائدین۔۔

جناب سپیکر: اچھا پھر چلتے جائیں مجھے کیا اعتراض ہے؟

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! شکریہ۔ میڈا دل کریندا ں پیا اے اپنے قائد کوں خراج تحسین پیش کراں تے کیوں جو میڈے اپوزیشن دے بھرا ہن اے ایوان دے اندر ساکوں حکومت دی خوشامد کرن دا طعنہ ڈیندان میں آکھینداں کیا تہاکوں بہاولپور دیاں سڑکاں نظر نیں آندیاں تے کیا میڈے قائد نے بہاولپور کوں بدل نیں دتا؟ اج توں ڈاہ سال پہلے والا بہاولپور کہیں ساڈے ایں اپوزیشن دے بھراواں نے ڈٹھا ہویا اے۔ اج چل کے ڈیکھن جو بہاولپور دی سڑکاں دا کیا حال ہے؟ میاں محمد نواز شریف تے میاں محمد شہباز شریف دل نال جنوبی پنجاب نال محبت کریندن۔ میں اپنے اپوزیشن دے بھراواں کوں کھلی دعوت ڈینداں جو کیا بہاولپور دا ہسپتال گواہی نہیں دینڈا پیا، تے کیا ملتان دا ہسپتال گواہی نہیں ڈیندا پیا؟ کیا ایں بجٹ توں پہلے وی ترائے سال دے اندر ملتان دے اندر میٹرو بس واسطے منصوبہ نیں بنایا گیا، کیا ملتان جنوبی پنجاب دے وچ شامل نیں تے کیا بہاولپور جنوبی پنجاب وچ شامل نیں؟ کیا اُنہاں لوکاں کوں حاصل پور توں بہاولپور تک one way سڑک نظر نہیں آندی، کیا اُنہاں کوں بہاولپور توں بہاولنگر دی one way سڑک دا بجٹ نظر نہیں آندا؟ ساڈے واسطے جیہڑا بندہ اتنے وڈے منصوبے گھن آوے اوندی تعریف کرن تے میڈا دل کریندا اے۔ خوشامد کرن تے میڈا دل نیں کریندا۔ میں او بندہ ہاں جہیں ناں کہیں دی اج تک خوشامد کیتی اے تے ناں کہیں کول ایں ہتھ کرتے کوئی چیز منگی اے۔ ہمیشہ

اساں اپنے حقوق اویں گدھن۔ انشاء اللہ تعالیٰ جنوبی پنجاب دی عوام دی طرفوں اپنے قائدین کو یقین ڈیویندا ں کہ اگر تساں ایویں محبت تے پیار نال بجٹ ڈیندے رہ گئے تاں ہمیشہ مرکز وچ حکومت تہاڈی راہسی جنوبی پنجاب ایہو جیہا خطہ اے جو اے جیندے نال ای ہوندے، مرکز وچ حکومت ہندی ہوندی اے۔

جناب سپیکر! ایویں میڈا دل کریندے جو اونہاں کوں خراج تحسین پیش کراں جنہاں نے اج ساڈے کساناں دے دل جیت کے پورے پاکستان دی عوام کوں خوش کر ڈتا اج تک کہیں حکومت نے کساناں واسطے ایجھا package نیں ڈتا صرف اونہاں نے اعلانات کیتے نے پر میڈے قائدین نے کساناں واسطے اتنا وڈا بجٹ رکھ تے اونہاں دی گندم دا ہک ہک دانہ کساناں کولوں گھنن تے، اُنہاں دی کپاہ دی فصل دی زیادہ پیداوار ودھاون واسطے کھاد، ڈیزل بجلی تے سبسڈی ڈتی میڈے قائدین نے پورے پاکستان دی عوام تے احسان کیتا اے۔ میڈا دل کریندے کہ جو اونہاں کوں خراج تحسین پیش کراں۔ میڈی قائد! میڈی بھین وزیر خزانہ تے اوہندی ٹیم نے تعلیم واسطے ودھ چڑھ کے فنڈ رکھ تے ثابت کیتا اے کہ پڑھا لکھیا پنجاب تے پڑھا لکھیا پاکستان ایں دنیا دی، ایں وسیب دی، ایں ملک دی، ایں صوبے دی تے تہاڈی تے میڈی ضرورت اے اساں پاکستان دے لوکاں کوں تعلیم دا شعور ڈتا تے تعلیم واسطے اتنی خطیر رقم رکھ کے ثابت کیتا اے جو ساڈا لیڈر پاکستان تے پنجاب دی عوام نال بہوں زیادہ محبت کریندے تے اوہندا اے زندہ ثبوت اے اونہاں نے تعلیم واسطے اتنی وڈی خطیر رقم رکھ تے عوام واسطے بہوں وڈا کارنامہ سرانجام ڈتا اے۔

جناب سپیکر! ایویں میڈے قائدین نے اریگیشن جیہڑا ساڈے کساناں دے دل دی دھڑکن اور ساڈے روزگار دا ذریعہ اے۔ پاکستان بنن توں گھن تے اج تک کئیں بندے نے ایں منصوبے تے عمل نیں کیتا۔ میڈے قائد نے پختہ کھالے، پختہ نہراں تے اوہندی alignment کروا تے ساڈے کساناں دے، پورے پاکستان دے لوکاں دے تے ساڈے دل جیت گھدن۔ میڈا دل اونہاں کوں خراج تحسین پیش کرن تے کیتے۔ میڈے قائدین نے ساڈے دیہاتاں وچ کارپٹ روڈاں بنا ڈتیاں نے۔ ساڈے لوک ایہہ کارپٹ روڈاں لاہور آ تے ڈیکھدے ہن۔ میڈے قائد نے دیہات دے اچ ایہو جیاں سڑکاں، کارپٹ روڈاں بنوا تے ڈسیا اے کہ اوہناں کوں جنوبی پنجاب دے نال پیار اے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ اب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) بجٹ پر بات کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! 1681۔ ارب اور 41 کروڑ روپے کا ایک تاریخی بجٹ پیش کرنے پر میں خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا، اُن کی کیبنٹ کے ممبران، محکمہ خزانہ اور پی اینڈ ڈی کے افسران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں تعلیم، صحت، زراعت، آبپاشی، لائیو سٹاک، جنگلات، ماہی پروری، خوراک، صاف پانی، امن عامہ اور دیگر سب شعبوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس بجٹ میں حکومت پنجاب، وزیراعلیٰ پنجاب اور اُن کی ٹیم نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جس میں پٹوار کلچر کا خاتمہ ایک تاریخی قدم ہے۔ 23ہزار موگا جات کے اُن کروڑوں لوگوں کو اُن کی جائیداد کے تحفظ کے لئے، اُن کی زمینوں کے تحفظ کے لئے کمپیوٹرائزڈ سسٹم بنانا بہت بڑا تاریخی قدم ہے۔ E-Khidmat Markaz بنائے گئے ہیں جہاں ایک ہی چھت کے نیچے services 14 مہیا کی جائیں گی اس کام کو ایک سہانا خواب سمجھا جاتا تھا جس کی تعبیر ہونے جا رہی ہے کہ ایک شخص جو فرد لینے گھر سے نکلتا ہے، کسی نے اپنا انتقال کرانا ہے تو اُس کو پہلے مختلف دفاتر کے چکر لگانا پڑتے تھے تو آج یہ ایک تاریخی اقدام ہونے جا رہا ہے اور اللہ کا فضل ہے کہ ساہیوال اس E-Khidmat Markaz میں شامل ہے اور یہ بہت بڑا قدم ہے۔ حکومت پنجاب کا ایک اور بہت بڑا اقدام "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب۔" اس کے تحت تعلیم کے لئے 10ہزار کمروں کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کر رہا ہوں کہ جب کوئی بچہ 4 سال کا ہوتا ہے تو محکمہ تعلیم کے لوگ گھر کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں کہ آپ اپنے بچے کو سکول میں داخل کرائیں اور اُسے تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں۔ اس سے بھی بڑھ کر وہ بھٹہ خشت مزدور جن کے بچے مٹی میں کھیلتے تھے آج 50ہزار بچے اُن سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن میں زمینداروں کے بچے داخل ہوتے تھے اُنہی سکولوں میں بھٹہ خشت مزدوروں کے بچے بھی پڑھ رہے ہیں۔ برطانیہ کے تعاون سے 11ہزار نئے کلاس روم آئندہ دو سالوں میں بنیں گے یہ بھی تعلیم کے لئے بہت بڑا اقدام ہے۔ دانش سکولوں کا قیام بھی خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی بہت بڑی کاوش ہے۔ یہ دانش سکول ایچی سن اور اسی طرح کے بڑے بڑے سکولوں کے معیار کے برابر ہیں وہاں پر آج ایک غریب آدمی کے بچے پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ، بہاولپور، رحیم یار خان، فیصل آباد اور ملتان میں یونیورسٹیوں کا ذکر کیا گیا لیکن اسی اسمبلی سے پاس ہونے والی ساہیوال یونیورسٹی کا ذکر اس بجٹ میں نہیں آیا تو میری یہ گزارش ہے چونکہ ساہیوال یونیورسٹی اور اوکاڑہ یونیورسٹی کا بل اس اسمبلی سے پاس ہو چکا ہے اور خادم پنجاب کا یہ بڑا احسن اقدام ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ سے میری یہ گزارش ہے کہ ساہیوال یونیورسٹی کو functional کرنے کے لئے اس بجٹ میں فنڈز مختص کئے جائیں اور اس کا کام شروع کرایا جائے۔

جناب سپیکر! صاف پانی پروگرام وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ معزز ممبران حزب اختلاف کو تو وزیر اعلیٰ کی تعریف سُننا قطعاً گوارا نہیں ہے۔ میں ذمہ داری سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ صاف پانی پروگرام کے حوالے سے اس دَور سے پہلے کسی نے شاید خواب میں بھی نہ دیکھا ہو گا کہ آنے والے چند مہینوں میں ہر گاؤں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگنے جا رہے ہیں۔ ہم جو دیہات سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں ہمیں وہاں کڑوا پانی پینا پڑتا ہے جس سے ہمارے لوگ ہیپاٹائٹس اور دیگر بہت سی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو میں اس احسن اقدام پر خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آنے والے دنوں میں بلاتفریق ہر گاؤں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ نصب کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! اسی طرح اس حکومت سے پہلے کسانوں کا farm to market اپنی جنس لے کر آنا محال تھا اور آج دیہی علاقوں میں جا کر دیکھیں کہ وہاں farm to market ایسی سڑکیں بن چکی ہیں جس طرح کی سڑکیں آج ڈیفنس لاہور میں بھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر زراعت کے حوالے سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا کسان پس چکا ہے۔ اگر کسان کی آلو، گندم یا مکئی کی فصل بہتر ہو جاتی ہے تو اُس کو خریدنے والا نہیں ملتا۔ میں نے پہلے بھی اسی floor پر یہ گزارش کی تھی کہ خدارا ہمارے کسانوں کو بچانے کے لئے export policy بنائی جائے تاکہ جتنی فالتو فصل پیدا ہو اُس کو export کرنے کے لئے before time arrange کرنا چاہئے تاکہ ہمارے کسان جو پہلے ہی پسے ہوئے ہیں وہ مزید بدحالی کا شکار نہ ہوں۔

جناب سپیکر! میں آبپاشی کے نظام کی بہتری پر خادم پنجاب کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ آج آپ جا کر دیکھیں جن علاقوں میں approved water کا چوتھا حصہ ملنا بھی محال تھا تو نہروں میں lining ہونے اور نئے موگا جات بننے کے باعث اُنہیں پورا پانی ملنا شروع ہو گیا ہے اور پنجاب حکومت تاریخ میں اپنا نام رقم کرا چکی ہے اور ہمیں آج ٹیل تک پورا پانی مل رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، wind up کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں wind up کرتا ہوں۔ 2002 میں گوگیرہ لنک کنال جو ساہیوال سے گزرتی ہے وہ وزیراعلیٰ پنجاب نے approve کی تھی۔ میری گزارش ہے کہ اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ پولیس نظام کی بہتری کے لئے جتنے اقدامات کئے گئے ہیں جیسے ڈولفن فورس، پولیس ایمرجنسی، ریسپانس یونٹ، سپیشلائزڈ پروٹیکشن یونٹ اور CTD یہ سارے اقدامات بہت بہترین ہیں لیکن میری یہ گزارش ہے کہ اگر پولیس کو ان کی ڈیوٹی کو time limit دے دی جائے تو ان کی کارکردگی بہت بہتر ہو سکتی ہے۔ پولیس والوں کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ پہلے صبح یہ سیشن کورٹ میں کھڑے ہوتے ہیں پھر ہائی کورٹ میں اور پھر اپنے آئی جی اور ڈی آئی جی کے آفس میں جاتے ہیں۔ ان کے پاس پبلک میں جانے کا کم وقت ملتا ہے پھر یہ گشت پر چلے جاتے ہیں یہ round the clock چلنے والے لوگ بہتر سروسز نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی گزارشات کا آغاز فیض احمد فیض کی اس دعا کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں کہ:

آئیے عرض گزاریں کہ نگارِ ہستی
زہر امروز میں شرینیِ فردا بھر دے
جن کی آنکھوں کو رُخِ صبح کا یارا بھی نہیں
ان کی راتوں میں کوئی شمع منّور کر دے
جن کا دیں پیروی کذب و ریا ہے ان کو
ہمتِ کفر ملے، جرات تحقیق ملے
جن کے سر منتظرِ تیغِ جفا ہیں ان کو
دستِ قاتل کو جھٹک دینے کی توفیق ملے

جناب سپیکر! میں حکومت پنجاب کو 17-2016 کا تاریخ ساز بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ 1681۔ارب 41 کروڑ روپے کا تاریخ ساز بجٹ ہے جو پنجاب کی تاریخ میں بلکہ کسی

بھی صوبہ کی تاریخ میں حجم کے لحاظ سے سب سے بڑا بجٹ ہے۔ انگریزی کا ایک مقولہ ہے کہ Action speaks louder than words ہم 15-2014 کا بجٹ دیکھتے ہیں تو 1349۔ ارب روپے کا ہے 16-2015 کا بجٹ 1447۔ ارب روپے کا ہے اور ہر سال اس میں اضافہ ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ہر سال صوبہ کے اندر وسائل بھی بڑھائے جا رہے ہیں اور ترقیاتی کاموں کے لئے وسائل بھی زیادہ مختص کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے 312۔ ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ تعلیم کے ڈویلپمنٹ کے بجٹ میں 47 فیصد اضافہ ہے جو ایک تاریخ ساز اضافہ ہے۔ ایجوکیشن میں 45 ہزار اساتذہ اس سال زائد بھرتی کئے جا رہے ہیں اور یہ پہلی مرتبہ پنجاب میں ہو رہا ہے۔ پہلے ہمیشہ یہ ہوا کرتا تھا کہ جتنی اسامیاں موجود ہوتی تھیں اتنی بھرتیاں کی جاتی تھیں اب پہلی مرتبہ ہو رہا ہے کہ منظور شدہ اسامیوں کے علاوہ مزید 45 ہزار اساتذہ بھرتی کئے جا رہے ہیں کہ جن سکولوں میں اساتذہ دستیاب نہیں ہوتے تھے تو اب یہ یقینی بنایا جا رہا ہے کہ پنجاب کے ہر سکول میں کم از کم تین اساتذہ اس سال کے اختتام تک تعینات ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! ایک اور انقلابی قدم کہ سکولوں میں 45 ہزار نئے کلاس رومز تعمیر کئے جا رہے ہیں اور اس سال کے اختتام تک تمام missing facilities جو پہلے صرف بچیوں کے سکولوں تک focus تھا اس سال یہ focus کیا گیا ہے کہ پنجاب کے تمام سکولوں میں missing facilities کا کام مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! PEEF کے حوالے سے پنجاب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ واحد صوبہ ہے کہ جس میں طلباء کے لئے انڈوومنٹ فنڈ موجود ہے۔ اب اس کی رقم بڑھ کر اب 20۔ ارب روپے ہو گئی ہے۔ PEEF سے پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبوں کے طلباء کو بھی رقوم دی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! جب ہم صحت کی بات کرتے ہیں تو 207۔ ارب روپیہ اس کے لئے مختص کیا گیا ہے اس میں 43 فیصد اضافہ ہے جو صحت کی مد میں کیا گیا ہے۔ ہمارے سامنے صحت کی سہولتوں کے بہت سے مسائل آتے ہیں۔ اس سال کے اختتام تک جب ہم بجٹ کی تکمیل کر رہے ہوں گے تو ہسپتالوں میں 1500 بیڈز مزید دستیاب ہوں گے۔ ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز کے ہسپتالوں کی revamping ہو رہی ہے۔ اس میں یہ مریضوں کو میسر ہوں گے۔ اس کے علاوہ ادویات کے لئے مزید فنڈز بڑھائے گئے ہیں اور اس سال تمام ہسپتالوں کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں منسٹر صاحبہ کو ایجوکیشن کے حوالے سے ایک تجویز گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہائر ایجوکیشن کمیشن قائم کیا گیا ہے اسی طرح نیچے سیکنڈری اور انٹر میڈیٹ لیول پر اگر ہم اپنا معیار تعلیم بہتر کرنا چاہتے ہیں اور فنڈ کا زیادہ بہتر استعمال کرنا چاہتے ہیں تو انٹر میڈیٹ اور سیکنڈری ایجوکیشن کے لئے بھی پنجاب کے لیول پر کمیشن قائم کیا جائے جو مستقل بنیادوں پر اس کے لئے اپنی سفارشات مرتب کرے۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے میری تجویز ہے کہ جس طرح سکول مینجمنٹ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اسی طرح تمام ہسپتالوں کے اندر اس طرح کی مینجمنٹ کونسلیں قائم کی جائیں جن میں پبلک کے لوگ supervision کریں اور ان کے ساتھ مل کر وہ مقامی لوگوں سے وسائل اکٹھے کر کے جہاں ضرورت ہے وہ زیادہ سے زیادہ نہ صرف نگرانی بہتر کر سکیں اور وسائل بھی زیادہ فراہم کر سکیں۔

جناب سپیکر! صاف پانی کے لئے 121۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو پچھلے سال سے 88 فیصد زیادہ ہیں تو یقیناً اس سے پنجاب میں بہتری آئے گی لیکن جب اس خوش کن تصویر کے بعد میں اپنے حلقہ کی طرف نظر ڈالتا ہوں تو جی چاہتا ہے کہ یہ کہوں کہ

تیرا دعویٰ غلط ہے ساقی
بدل گیا ہے نظام محفل
وہی شکستہ سی محفلیں ہیں
وہی شکستہ سے جام ہیں اب بھی

جناب سپیکر! میرے حلقہ میں اس سال کے بجٹ میں کوئی سکول اپ گریڈیشن کے لئے نہیں رکھا گیا ہے اور نہ واٹر سپلائی کا کوئی منصوبہ۔ میرے حلقہ کا یعنی تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کا زیر زمین پانی انتہائی کڑوا ہے اور ناقابل استعمال ہے اس کے لئے تین سال سے کوئی واٹر سپلائی سکیم نہیں رکھی گئی، کوئی صاف پانی کا منصوبہ نہیں رکھا گیا۔ یہ گنگا اس طرف کیوں بہہ رہی ہے جس طرف پہلے ہی پانی میٹھا ہے۔ یہ صاف پانی ان علاقوں کو بھی ملنا چاہئے لیکن جن علاقوں کی ضروریات زیادہ ہیں ان کی ترجیحات کا تعین کرتے وقت ان علاقوں کو مدنظر رکھا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں دوسری یہ گزارش ضرور کرنا چاہوں گا کہ فنڈز کی جو غیر منصفانہ تقسیم ہے میں لاہور اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کی بات نہیں کرتا۔ میں بات کرتا ہوں کہ ایک ہی ضلع کے اندر جب آپ غیر منصفانہ تقسیم کریں گے تو نہ انصافی ہو گی کہ ایک حلقہ میں تیس تیس سکیمیں ہیں اور ایک حلقہ میں

ایک بھی سکیم نہیں ہے تو ہمارے ووٹرز ضرور ہم سے سوال کرتے ہیں کہ یہ ناانصافی ہمارے ساتھ کیوں ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کا زیر زمین پانی انتہائی کڑوا ہے اس کے لئے صاف پانی پروگرام اور واٹر سپلائی سکیموں میں اس سال ضرور حصہ رکھا جائے۔ میری اس حوالے سے یہ گزارش ہے کہ پینے کے پانی کے ساتھ ساتھ آبپاشی کے پانی کے لئے بھی غور کیا جائے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ وہ واحد ضلع ہے جس کا زیر زمین پانی ناقابل استعمال ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب میں سب سے کم 1.5 کیوسک فی ایکڑ پانی کا حصہ ہے جبکہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں یہ 7.5 کیوسک فی ایکڑ تک ہے لیکن اس میں، میں ایک اور بات کرتا ہوں جو زیادہ ظلم ہے۔

جناب سپیکر! اس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس 1.5 کیوسک فی ایکڑ کے ساتھ ہمارے ضلع کا جو منظور شدہ پانی ہے وہ 1700 یا 1750 کیوسک ہے لیکن ہمارے ساتھ ظلم و زیادتی یہ ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے ہمیں ہمارا منظور شدہ حصہ جو کہ سرکار نے ہمارے لئے مختص کیا وہ بھی پورا نہیں دیا جا رہا ہے۔ اس نئے نظام کے تحت جب نہریں پختہ کی جا رہی ہیں تو اس وقت بھی ہمیں پانی پورا نہیں مل رہا تو اس کے لئے بھی اقدامات کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہوگی کہ ایجوکیشن میں جہاں اتنا بجٹ رکھا گیا ہے تو اس میں میرے حلقے کو بھی consider کیا جائے کیونکہ میرا وہ شہر ہے جو کبھی پنجاب میں اپنے ایجوکیشن ریٹ میں دوسرے نمبر پر ہوا کرتا تھا اس نظر انداز کرنے کی پالیسی سے اب ہم بائیسویں، تیئیسویں نمبر پر چلے گئے ہیں میں اسی وقت کی revival چاہتا ہوں لہٰذا میری منسٹر صاحبہ سے گزارش ہوگی کہ وہ اپنی نظر اس طرف بھی فرمائیں تاکہ میرے حلقے کے لوگوں کو پورے پنجاب کی طرح سہولت میسر آ سکے۔

جناب سپیکر! میں زراعت کے حوالے سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح پولٹری میں فارمنگ آئی ہے تو اس سے ہمارے گوشت کے مسائل بڑی حد تک حل ہوئے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ہندوستان سے سبزیاں نہ منگوانی پڑیں، ہمارے کاشتکار کو اس کی فصل کا صحیح معاوضہ ملے تو میری فنانس منسٹر صاحبہ سے گزارش ہوگی کہ وہ tunnel farming کا جو concept ہے جس کی طرف لوگ آ رہے ہیں وہ بہت مہنگا ہے لہٰذا اس کو subsidize کیا جائے اور جو ہمارے financial institution ہیں ان کو bound کیا جائے کہ tunnel farming کو ترقی دینے اور اس کی حوصلہ افزائی

کرنے کے لئے خصوصی فنڈز مہیا کئے جائیں۔ جب tunnel farming آئے گی تو ہمیں سبزیاں پورا سال اور کم قیمت پر میسر ہوں گی۔ یہ میری گزارشات ہیں میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: جی، عبدالرزاق ڈھلوں!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس سال کے مالی بجٹ پر مجھے اظہار خیال کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں سب سے پہلے قائد محترم کو اس بات کی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کا اچھا اور بہترین بجٹ پیش کر کے پنجاب کے عوام کی اُمنگوں کی ترجمانی کی۔ 1681۔ ارب 48 کروڑ روپے کا ایک تاریخی بجٹ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ کیوں اس بات کو نہیں سمجھتے جو کہ صرف تنقید برائے تنقید کرتے ہیں ان کو اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ پنجاب کا اتنا مؤثر اور بہترین بجٹ شاید اس سے پہلے کبھی پیش نہ کیا گیا ہو۔ ایجوکیشن میں پرائمری سکولز کا اجراء اور پرائمری سے ایلیمنٹری اپ گریڈ کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ ایلیمنٹری سے سیکنڈری سکول، نئے کمروں کا اجراء تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ انڈوومنٹ فنڈ کو دیکھ لیں کہ آج غریب کو جس طرح سے انڈوومنٹ فنڈ کے ذریعے آگے کی طرف لے جایا جا رہا ہے یہ پاکستان کی ایک نئی تاریخ رقم ہو رہی ہے۔ پنجاب کے وہ بچے کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہم اچھے نمبر لینے کے بعد ہمیں پنجاب کے وزیراعلیٰ اپنے پاس بلائیں گے، ہمارے معاشی حالات کو ٹھیک کریں گے اور ہمیں آگے ایک نیا پروگرام اور مشن ملے گا۔ ان بچوں کو بلا کر جن کے پاؤں میں ٹوٹی جوتی ہے ان کو بے شمار انعامات دیتے ہیں، ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں تو پھر ہم کہتے ہیں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ نیا پاکستان ضرور بنائیں گے۔ یہی نئے پاکستان کی طرف ایک قدم ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایسے اقدامات کرنے سے ملک بہتر ہو گا کل کا پاکستان بنے گا، بہتر تعلیم ہو گی اور انشاء اللہ معیشت مضبوط ہو گی، تعلیم بہتر ہو گی، کسانوں کو روزگار ملے گا اور اس کے ساتھ ساتھ اس ملک میں ڈویلپمنٹ کے کام ہوں گے تو پھر نیا پاکستان ضرور بنے گا۔ نیا پاکستان سڑکوں پر آ کر ناچنے اور گانے سے نہیں بنتا، نیا پاکستان بنے گا تو انشاء اللہ پاکستان کی خدمت کرنے سے بنے گا، نیا پاکستان بنے گا تو وزیراعلیٰ کو 22 گھنٹے کام کرنا پڑے گا، نیا پاکستان بنے گا تو وزیراعلیٰ کو ان غریب بچیوں کے سر پر ہاتھ رکھنا پڑے گا جن کی عزتیں لوٹی جاتی ہیں ان کے گھروں میں جا کر ان کو انصاف کا حصول دینا یہ بات ہے نئے پاکستان کی۔ یہ بات ہے انصاف کی۔ نیا پاکستان بنانا ہے تو پھر آپ کو ہیلتھ کے شعبے کو بھی ترقی دینا ہو گی۔ پھر آپ کو BHU,RHC,THQ اور DHQ ان کے لئے اپ گریڈیشن کرنی ہو گی۔

مریضوں کو مفت دوائی دینی ہو گی، غریبوں کا مفت علاج کرنا ہو گا۔ اس کو کہتے ہیں نیا پاکستان۔ یہ سمجھتے ہیں کہ سڑکوں پر نیا پاکستان بنائیں گے تو ہم انشاء اللہ پنجاب کی ہر گلی، ہر محلے میں نیا پاکستان بنائیں گے اور یہ جو سڑکیں بھرنا چاہتے ہیں آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ وہ خالی ہو جائیں گی ہم ان کی یہ غلط فہمی کو بھی دور کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سوچ رہے تھے کہ قادری صاحب آئیں گے تو 40ہزار لوگ ہوں گے تو بس 2ہزار لوگ ان کو ملنے آئے۔ یہ بے چارے کیا کریں یہ آئندہ کا پروگرام بنا رہے ہیں کہ یہ آئندہ تخریب کاری کریں گے۔ ہم ملک کی خدمت کریں گے۔ یہ ملک میں افراتفری پھیلانے کی کوشش کریں گے اور ہم اس ملک میں غریبوں کی خدمت کریں گے، ہم اس ملک میں غریبوں کو روزگار مہیا کریں گے۔ ہم اس ملک میں اللہ کے فضل و کرم سے پنجاب کو مضبوط کریں گے اور ہم اس ملک میں ہر شخص کا خیال رکھیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! صاف پانی جو کہ 10اضلاع کی 35تحصیلوں میں دیا جائے گا۔ جنوبی پنجاب جس کو لوگ کہتے ہیں کہ محرومی کا شکار ہے۔ ہم نے جنوبی پنجاب میں بہترین ہسپتال دیئے ہیں، ہم نے جنوبی پنجاب میں میٹرو بس کا تحفہ دیا، ہم نے جنوبی پنجاب میں سکول اپ گریڈیشن کئے، ہم نے جنوبی پنجاب کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دی، ہم نے جنوبی پنجاب میں موٹر وے دی تو یہ ہے نیا پاکستان، اس کو کہتے ہیں نیا پاکستان۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو قوم اپنے چوہے نہیں مار سکتی وہ نیا پاکستان کیا بنائے گی۔ 100۔ارب روپے کے package کا اعلان کیا ہے جس میں سے 50۔ارب روپے کسانوں کو اس سال ملیں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ پنجاب کی اقتدار یہ ہے کہ لوگ بہنوں کے سر پر دوپٹہ رکھتے ہیں، لوگ بہنوں کی عزت کرتے ہیں، لوگ بہنوں کا احترام کرتے ہیں تو میری بہن محترمہ وزیر خزانہ نے جب بجٹ پیش کیا تو انہوں نے انہیں بولنے کا موقع نہ دینے کی کوشش کی، کیا بہنوں کے ساتھ اس طرح کا سلوک کرتے ہیں لیکن اللہ کے فضل و کرم سے میری بہادر اور دلیر وزیر خزانہ نے جس طرح ان کو بجٹ سنایا ہے ان کو چاہئے تھا کہ یہ ایوان سے اُٹھ کر واپس چلے جاتے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ یہ شور مچاتے رہیں اور ہم ملک کی ترقی کے لئے کام کرتے رہیں۔ یہ شور مچاتے رہیں اور ہم اس ملک سے دہشت گردی کو ختم کرتے رہیں۔ یہ شور مچاتے رہیں اور ہم کراچی کی روشنیوں کو واپس لاتے رہیں۔ یہ شور مچاتے رہیں اور ہم لوگوں کو جینے کا موقع دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل و کرم سے آج میں اپنے قائد میاں محمد نواز

شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے آج اللہ کے فضل و کرم سے اس ملک میں دہشت گردی کو ختم کر دیا اور اس ملک میں دہشت گردی کا قلع قمع کر دیا۔ ایک وقت تھا کہ اگر ایک سڑک پر بم پھٹتا تھا تو پورے پاکستان کے ٹیلی ویژن کی سکرینوں میں بم پھٹتے تھے لیکن اللہ کے فضل و کرم سے آج دہشت گردی کو ختم کرکے اس ملک کو جس طرح improve کیا گیا اس پر میں اپنی پاک فوج کے جوانوں اور پولیس کے جوانوں کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں ان کے لئے اتنا کہوں گا کہ۔

یہ ہاتھ کٹ بھی گئے تب بھی تیرے عَلم کو نہ جھکنے دوں گا
اے پاک دھرتی! میں تیرا بیٹا تیری حرمت پہ کٹ مروں گا

جناب سپیکر! یہ ہوتا ہے پاکستان اور یہ ہوتی ہے پاکستان سے محبت۔ پاکستان چائنا اقتصادی راہداری جس طرح اس ملک کے لئے بنائی جا رہی ہے اس سے پاکستان کی تقدیر بدل جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی پارٹی بھی ختم ہو جائے گی اور ان کے پلے بھی کچھ نہیں رہے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، ایسی بات نہ کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! یہ میری رائے ہے۔ ہم نے پنجاب کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ میں وزیر خزانہ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ میرے شہر سرگودھا میں کبھی چکر لگائیں تاکہ اُن کو پتا چلے کہ پنجاب کے آٹھ نو ڈویژنل ہیڈ کوارٹرا اپنی جگہ پر لیکن میرے شہر کے لوگ آج بھی سیوریج ملا پانی پی رہے ہیں، وہاں کے گٹر ابل رہے ہیں اور سڑکوں کی حالت انتہائی مخدوش ہے۔ میری درخواست ہے کہ مہربانی کرکے وہاں پر نئی سڑکوں کا اجراء کیا جائے اور شہر میں میٹھا پانی فراہم کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ سب کے لئے کہیں لیکن آپ اپنے لئے یہ کیوں کہہ رہے ہیں؟

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! ہماری بڑی دلیر وزیر خزانہ ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ وہاں سرگودھا جائیں گی تو بھرپور طریقے سے اعلانات کریں گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں آخر پر اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب! جنہوں نے آپ کے ساتھ زیادتی کی ہے میں اس کا نوٹس لوں گا۔ آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، آپ کو پتا چلا اور نہ ہی میرے نوٹس میں لائے ہیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے لیکن آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں اور اشارہ بھی نہیں کیا؟

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! یہ کب کی بات ہے؟

جناب سپیکر: ابھی ابھی ہوئی ہے۔ کیا آپ کو پتا نہیں چلا؟

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! مجھے پتا ہی نہیں چلا کہ کیا ہوا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چلو، اچھی بات ہے۔ جی، وحید گل صاحب!

جناب محمد وحید گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شروع کرتا ہوں اللہ رب العزت کے نام سے جو بڑا مہربان ہے۔ حضور نبی کریم کی ذات مبارک پر کروڑوں درود و سلام۔

جناب سپیکر! 1681۔ ارب روپے کا بجٹ ہماری بہن محترمہ وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے جس میں خاص طور پر 550۔ ارب روپے کا صرف ترقیاتی فنڈز رکھا گیا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر جنوبی پنجاب کا نام لے کر جو point scoring کی جاتی ہے اُس پر بھی میں محترمہ وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے 173۔ ارب روپے جنوبی پنجاب کی تعمیر و ترقی کے لئے رکھے ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب کا یہ بڑا ہی احسن اقدام ہے کہ انڈوومنٹ فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ وہ ذہین بچہ جو چاہے ایک غریب کا ہو یا ایک ہاری کا ہو لیکن اس کا قصور صرف یہ ہے کہ اس کے پاس ذہانت تو ہے اور تعلیم بھی حاصل کرنا چاہتا ہے مگر اس کے پاس ذرائع نہیں ہیں لہٰذا میں اپنے قائد کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انڈوومنٹ فنڈ رکھ کر اس ذہین بچے کی ضرورت کو پورا کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپوزیشن لیڈر کو یہ چیز نظر کیوں نہیں آتی کہ ایک لاکھ 25 ہزار ایجوکیٹر میرٹ پر بھرتی کر کے، سکولوں کے اندر وظائف بڑھا کر اور سکولوں کی تعمیر و ترقی کر کے پنجاب کے بچوں کو ان کا حق دیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میٹرو ٹرین کی بڑی بات ہوتی ہے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ یہ اورنج لائن ٹرین اور میٹرو بس اب صرف لاہور کے لئے نہیں چل رہی بلکہ بہت جلد یہ ملتان کے اندر بھی رواں دواں ہو گی اور یہ میٹرو بس راولپنڈی اور اسلام آباد سے روزانہ لاکھوں لوگوں کو ملاتی ہے۔ میں اس بات پر بھی اپنے قائد کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کسان

یقیناً آج مشکلات میں ہیں لیکن بجائے اس کے کہ اپوزیشن لیڈر خراج تحسین پیش کرتے لیکن یہ فقرہ کہہ کر بھی ملامت کے زمرے میں آتا ہے کہ ایک ارب روپیہ رکھا گیا ہے جو دو سالوں کے اندر خرچ ہو گا۔

جناب سپیکر! صحت کا بجٹ کئی گنا بڑھا دیا گیا ہے لیکن میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ صحت کے بجٹ کے اندر کوشش کی جائے کہ جن اضلاع کے اندر ہسپتال موجود نہیں ہیں یا جن کے پاس ایسی جگہ موجود نہیں ہے کہ وہاں پر نزدیک ترین ہسپتال تعمیر ہو سکیں تو وہاں پر فلٹر کلینک بڑے ضروری ہیں جن سے لوگوں کا آسانی سے علاج معالجہ ہو سکتا ہے۔ اس بجٹ کے اندر 75ہزار سے لے کر تین لاکھ روپے گاڑیوں پر ٹیکس لگایا گیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ٹیکس کے بغیر ہماری تعمیر و ترقی نہیں ہو سکتی لیکن آج گاڑی ہر بندے کی ضرورت بن گئی ہے اس لئے گاڑیوں کے ٹیکس پر نظر ثانی کی جائے۔ جہاں پر وفاق نے فائیلر اور نان فائیلر کا ذکر کیا ہے وہاں حکومتِ پنجاب کو بھی چاہئے کہ وہ فائیلر اور نان فائیلر کے فرق کو ظاہر کرے یعنی جو فائیلر ہے اس کے لئے ٹیکس کی مد میں کمی کی جائے۔

جناب سپیکر! میں ایک تجویز دوں گا کہ ہمارے کئی بھائی جو اس معزز ہاؤس کے ممبر ہیں اُن کے پاس ہو سکتا ہے کہ گاڑی نہ ہو لیکن آپ نے اُن کی تنخواہیں بڑھا دی ہیں جس کے بعد وہ اپنی اس خواہش کو پورا کرنا چاہتے ہوں لہٰذا ہر ممبر صوبائی اسمبلی کی کم از کم ایک گاڑی ٹیکس سے مستثنیٰ کی جائے۔ کیا میری تجویز سب کو اچھی لگی ہے؟

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ توانائی ہماری بڑی اہم ضرورت ہے۔ میں اپنے لیڈر چیف منسٹر پنجاب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ توانائی کے اوپر جس طرح وہ دن رات کام کر رہے ہیں، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ملک جو اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا یہ 2018 تک انشاء اللہ اجالے میں داخل ہو جائے گا۔ آج ہمیں ایک بڑا موقع میسر ہے کہ چاروں صوبوں کے اندر حکومتیں مختلف پارٹیوں کی ہیں لہٰذا آج کیا ہی بہتر ہو کہ اگر ان کے اندر مقابلہ ہو، کیا ہی بہتر ہو کہ اگر پیپلز پارٹی کی حکومت سندھ میں ہے تو وہ چولستان میں مرنے والے بچوں کی طرف دھیان دے۔

جناب سپیکر! پنجاب کی ترقی کا سو فیصد خواب پورا نہیں ہو سکتا اگر ہم نے اپوزیشن کو فنڈز نہ دیئے کیونکہ اس طرح سے وہ علاقے متاثر رہیں گے تو میری تجویز ہو گی کہ اپوزیشن کے ممبران کو بھی فنڈز ضرور دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ صاف پانی کمپنی بنا کر آج صوبے کے کونے کونے تک صاف پانی پہنچانے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں اور جس کی نظیر بہاولپور کے

اندر جا کر دیکھیں جہاں جدید ترین فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے ہیں۔ وہ والے نہیں جو پیپلز پارٹی کے دور میں لگے تھے جن سے صاف پانی نہیں آتا تھا بلکہ مزید گندا پانی ملتا تھا۔ ایک سائنٹفک طریقے سے اور باہر کی ٹیکنالوجی استعمال کرتے ہوئے جدید ترین پلانٹس صوبے کے کونے کونے کے اندر لگائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں اس سے پہلے کہ آپ مجھے حکم دیں کہ بیٹھ جائیں میں شہباز پاکستان کے اس عزم کے ساتھ کہ:

جب اپنا قافلہ اس عزم و یقیں سے نکلے گا
رستہ جدھر سے چاہیں گے وہیں سے نکلے گا
اے وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے چشمہ یہیں سے نکلے گا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ملک جاوید اقبال اعوان!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، وزیر اعلیٰ، محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم، صحت اور کسانوں کے لئے خصوصی طور پر بہت اچھی رقم رکھی گئی ہے۔ تعلیم کے لئے بہت سہولتیں دی گئی ہیں اور میری یہ تجویز ہے کہ ہر ضلع میں پرائمری سے لے کر یونیورسٹی تک، اگر کسی ضلع میں یونیورسٹی نہیں بن سکتی تو وہاں یونیورسٹی کا کیمپس ضرور قائم کیا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب تعلیم کے لئے خاص طور پر غریبوں کے لئے بہت اچھے اقدامات کر رہے ہیں۔ غریب کے بچوں کو اپنے ہی اضلاع میں پرائمری سے لے کر یونیورسٹی تک تعلیم کی سہولت ملنے پر وہ تعلیم آسانی سے حاصل کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے بات کروں گا کہ بڑے شہروں میں ہسپتالوں کے علاوہ اچھے اچھے ڈاکٹرز بھی میسر ہیں اور ان شہروں میں مزید مراعات دی جا رہی ہیں۔ میری ایک تجویز ہے کہ تمام بڑے شہروں میں بڑے بڑے ڈاکٹرز کو rotation میں لایا جائے اور انہیں چھوٹے شہروں میں بھی بھیجا جائے۔ جو ڈاکٹر ایم بی بی ایس کرتا ہے اور اگر وہ لاہور میں ہے تو اس کی پوری سروس لاہور میں ہی پوری ہو جاتی ہے اور ہمارے دیہاتوں کی 70 فیصد آبادی کے ہسپتالوں میں ڈاکٹرز نہیں ہیں جبکہ دیہی

علاقوں کے 99فیصد ہسپتالوں میں تو لیڈی ڈاکٹرز ہی نہیں ہیں اس لئے مہربانی کر کے دیہاتوں کے ہسپتالوں میں ڈاکٹرز لگانے کی تجویز پر غور کیا جائے۔ وہاں پر ڈاکٹرز ہیں، نہ ہی کوئی عملہ ہے اور میرے اپنے حلقہ کے ہسپتال میں بھی یہی حالت ہے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری میاں منیر پچھلے دنوں ضلع خوشاب کی چیکنگ کے لئے گئے تھے اور میں ان کے ساتھ نوشہرہ تحصیل کے ہسپتال میں گیا تو وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں تھا صرف ایک لیڈی ڈاکٹر موجود تھی۔ دیہاتی علاقوں میں رہنے والے لوگ بہت پریشان ہیں کیونکہ صحت کی سہولتیں انہیں میسر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! مرکزی حکومت نے کسانوں کو package دیا ہے جبکہ صوبائی حکومت نے بھی وزیراعلیٰ کی ہدایت پر بہت اچھا کسان package دیا ہے تو اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے کہ جب تک ہم اپنے پڑوسی ملک ہندوستان کی طرح inputs ان کے برابر نہیں لائیں گے تو ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے کیونکہ ہمارے پڑوسی ملک سے سبزیاں بھی آتی ہیں، اناج آتا ہے اور فروٹ آتا ہے تو ہم ان کا مقابلہ اسی صورت کر سکتے ہیں اگر ہم اپنے کسانوں کو ان کے برابر مراعات دیں۔

جناب سپیکر! اب میں اپنے حلقے کے مسائل کی بات کروں گا۔ میرا حلقہ پہاڑی بھی ہے اور دامن پہاڑ بھی ہے جس کا زمینی پانی زہر سے بھی زیادہ کڑوا ہے۔ وزیراعلیٰ کی خصوصی شفقت پر صاف پانی پورے پنجاب میں دیا جا رہا ہے تو مہربانی کر کے میرے حلقہ پر بھی خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ یہ سالٹ رینج ہے جس کے نیچے پانی بہت کڑوا ہے اور یہاں پر واٹر سپلائی کے بہت زیادہ اخراجات آتے ہیں۔ پچھلی دفعہ ADP میں تین سو نلکے آئے تھے لیکن وہ ایم این اے کو دے دیئے گئے حالانکہ میرے حلقہ پی پی-39 کے آگے پچھلی ADP میں لکھا ہوا ہے لیکن وہ ایم این اے کو دے دیئے گئے ہیں اور مجھے ان میں سے ایک نلکا بھی نہیں ملا۔ وہاں ایم این اے اور کرم الٰہی بندیال آپس میں مقابلے میں ہیں تو کرم الٰہی صاحب کو بھی 300 نلکے ملے ہیں لیکن ایم این اے پی پی-39 کی بجائے پی پی-40 میں وہ نلکے لگا رہے ہیں جو کہ ہمارے حلقے کی حق تلفی ہے۔ اس دفعہ ADP میں 300 نلکے ہیں تو مہربانی کر کے وہ مجھے دیئے جائیں تاکہ میں اپنے حلقے کے لوگوں کے لئے لگوا سکوں۔

جناب سپیکر! میرے حلقے میں لفٹ اریگیشن سکیم پر اربوں روپے لگ گیا ہے لیکن وہ بند پڑی ہے مہربانی کر کے اس لفٹ اریگیشن سکیم کو مکمل کیا جائے۔ ایک جلال پور کینال میرے حلقے تک پہنچ رہی ہے لیکن اس کا نقشہ غلط بنا ہوا ہے لہٰذا مہربانی کر کے اس کی ڈرائنگ درست کر کے اسے جلد از جلد چالو کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: اس حوالے سے آپ منسٹر اریگیشن سے رابطہ کریں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ نے میٹرو بس چلائی ہے تو میں اس حوالے سے ایک واقعہ سنانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اس وقت واقعہ سنانے کا ٹائم نہیں ہے اس لئے آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ واقعہ پھر کبھی سنیں گے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! اسلام آباد راولپنڈی میں بنائی گئی میٹرو بس جو کہ تین دن بند رہی ہے جس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو سفر کرنے میں دقت پیش آئی تو مجھے بتایا گیا ہے کہ میٹرو بس کی بندش پر وہاں کے پی ٹی آئی کے عہدیدار اپنی پارٹی چھوڑ کر ن لیگ میں آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کون پی ٹی آئی چھوڑ کر ن لیگ میں آ گیا ہے۔ چلیں چھوڑیں اس بات کو ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، ملک محمد وارث کلو!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ ہر سال بجٹ پیش کیا جاتا ہے اور یہ اسی طرح ہے جس طرح ایک آدمی اپنے گھرانے کا ایک سال کا بجٹ بناتا ہے یہ وسائل اور اخراجات کا تخمینہ ہوتا ہے۔ میرے اللہ تعالیٰ کے فضل سے چودھواں بجٹ ہے۔ بالکل ریت رواج تو یہ ہے کہ ٹریژری بنچز کے جو لوگ ہیں وہ بجٹ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہئے اور اپوزیشن اُس کا کام بھی یہی ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اُن کو کرنا چاہئے یا آپ کو کرنا چاہئے؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں بھی کروں گا۔

جناب سپیکر: میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ بڑھا چڑھا کر اُن کو پیش کرنا چاہئے کہ آپ کو بھی کرنا چاہئے؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر اپوزیشن کا کام ہے کہ انہوں نے مخالفت کرنی ہے اور ہمارا کام ہے کہ ہم تعریف کریں گے لیکن یقین مانیں کہ اس بجٹ میں، میں کوئی خوشامد نہیں کر رہا محترمہ وزیر خزانہ کی کیونکہ ایک روایتی الفاظ کا گورکھ دھندہ جس کو ہم کہتے تھے کہ بیوروکریسی کا بجٹ ہے یہ بجٹ مجھے کم از کم اُس طرح نظر نہیں آیا اس بجٹ میں وزیر اخزانہ کی عرق ریزی اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کا اپنا پرسنل جو وژن ہے وہ بدرجہ اُتم نظر آیا ہے میں اس وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ بجٹ میں priorities fix کرنی ہوتی ہے تو اس بجٹ میں priorities جن پانچ شعبوں کو تجویز کیا گیا ہے۔ صحت،

تعلیم، زراعت، امن عامہ اور خاص طور پر اس وقت صاف پانی کی طرف توجہ دی گئی ہے آپ پچھلے بجٹ اُٹھا کر دیکھ لیں تو تنقید ہی اپوزیشن کی طرف سے یہ آتی تھی کہ صحت اور تعلیم میں پیسے زیادہ نہیں رکھے گئے اور اب اس وقت تعلیم میں تقریباً 43 فیصد زیادہ بجٹ رکھا گیا اسی طرح ہیلتھ میں 47 فیصد، زراعت میں 47 فیصد زیادہ رکھا گیا ہے اور پوری کوشش کی گئی ہے کہ جہاں جہاں ضرورت ہے وہاں وہاں بجٹ کا پیسا لگایا جائے لیکن میں کل سن رہا تھا جو تین گھنٹے کی speech ہوئی جس کا آج اخبار میں ہے ایک نیا ریکارڈ قائم ہوا ہے تو میں بیٹھا ہوا ڈھونڈتا رہا کہیں اُس میں سے کوئی substance ہی مجھے ملے اگر کوئی substance نہیں ملتا کوئی تجویز ہی ملے کیونکہ یہ کام تھا قائد حزب اختلاف کا کہ وہ جائز طریقے سے کوئی بات اُٹھاتے لے دے کر اگر اُن کی تنقید تھی تو وہ تنقید یہ تھی کہ لاہور میرا شہر ہے لیکن لاہور پر بہت زیادہ بجٹ لگ رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ لاہور اب کسی ایک بندے کا شہر نہیں ہے لاہور پورے پنجاب کا شہر ہے اور جب لاہور choke ہوتا تو اُس وقت میں بھی affect ہوتا ہوں ہر کوئی affect ہوتا ہے جس طرح کل اور نج لائن ٹرین پر تنقید ہو رہی تھی تو میں نے یہ دیکھا کہ کل کے اپوزیشن کے کسی بھی سپیکر نے میٹرو بس پر تنقید نہیں کی اور وہ میٹرو بس پر تنقید کیوں نہیں کی کیونکہ میٹرو بس اس وقت چل چکی ہے اور وہ لاکھوں لوگوں کو روزانہ لے جاتی ہے اور واپس چھوڑ جاتی ہے اس لئے پچھلے بجٹ کی تقاریر اُٹھالیں تو میٹرو بس پر تنقید ہوتی تھی اور دھڑا دھڑ تنقید ہوتی تھی اس وقت چونکہ اورنج لائن ٹرین اُس عمل سے گزر رہی ہے اب اورنج لائن ٹرین۔۔۔

(اذان جمعہ)

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب! ذرا جلدی کریں ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ لاہور یا جو بھی لاہور پر خرچ ہوتا ہے لاہور ہمارے صوبہ پنجاب کا دل ہے لیکن یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ لاہور کے علاوہ کہیں اور کام نہیں ہوا تو میں آج یہاں پر کھڑے ہو کر کہہ سکتا ہوں کہ اسی اے ڈی پی میں پہلے تین کالجز میری ایک چھوٹی سی constituency ہے تو اُس میں میاں محمد شہباز شریف نے مجھے عطا کئے تھے میرا انتہائی backward area ہے اور چوتھا گرلز ڈگری کالج بھی میرے لئے آگیا اور میں نے اے ڈی پی میں پڑھا تو خوش ہو گیا اور میرے علاقے کے لوگ خوش ہیں۔ اسی طرح وہاں ہمارے دریائے جہلم پر ایک bridge خوشاب سرگودھا کے لئے دیا گیا تو یہ جو وسائل کی تقسیم ہے اُس میں، میں نے دیکھا ہے اس بجٹ میں بھی پوری طرح مکمل طور پر رورل ایریا کو due share دیا گیا ہے اور آپ دیکھیں گے کہ کام ہر جگہ پر

شروع ہو چکے ہیں اور کام ہر جگہ پر ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو بجٹ کی utilization ہے وہ بھی proper طریقے سے ہو گی تو اس سلسلے میں، میں دیکھ رہا تھا کہ کڈنی اور لیور سنٹر اب لاہور میں بنائے جا رہے ہیں وہ صرف لاہوریوں کے لئے نہیں ہیں کیوں کہ ہمارے areas میں زیادہ کڈنی اور لیور کا problem ہے۔ اس طرح 100۔ ارب روپے بغیر سود کے قرضے کسانوں کو دیئے جا رہے ہیں جس کا سود گورنمنٹ آف پنجاب نے دینا ہے۔ گھڑی کو دیکھ کر میں wind up کرتا ہوں لیکن میں اب آخر میں ایک چھوٹی سی تجویز دیتا ہوں محترمہ وزیر خزانہ کو کہ میری تحصیل نورپور تھل منکیرہ چوبارہ میں تین چار سال سے ہماری ایک فصل ہے چنے کی وہ آفت زدہ ہوتی ہے فصل ختم ہو جاتی ہے اگر ہو سکے تو جتنے قرضے ہیں قرضے ہم معاف نہیں کرواتے صرف اُن کا جو سود ہے کیونکہ وہ لوگ ایک شیطانی چکر میں پھنسے ہوئے ہیں تو اُن کا جو سود ہے اگر گورنمنٹ subsidy دے کر اُن کسانوں کو ریلیف دے۔ یہ ہماری بارانی تین تحصیلیں ہیں جو آفت زدہ ہوتی آ رہی ہیں اگر یہ کر دیں تو اُن لوگوں کی مدد ہو گی۔ باقی اس کے علاوہ ایک anomaly چل رہی ہے اُس کو میں یہ نہیں کہتا رانا ثناء اللہ خان بھی تشریف رکھتے ہیں ستر فیصد معزز ممبران ادھر زمیندار بیٹھے ہیں ابھی ہمارے ہاں فیلڈ میں ہمارا معاملہ، آبیانہ ہے اُس کے علاوہ ہمارے اوپر ایک زرعی ٹیکس لگا اُس کو زرعی بیسڈ ٹیکس کہہ رہے ہیں۔ زمین پر اُس کے علاوہ ایک زرعی انکم ٹیکس لگا ہے زرعی انکم ٹیکس کے علاوہ اب سارے لوگوں کو ایف بی آر کی طرف سے نوٹسز پہنچ گئے ہیں جبکہ آپ کا جو آئین ہے اُس میں ڈبل ٹیکسیشن نہیں ہو سکتی تو کم از کم زمینداروں کو ایف بی آر کے چُنگل سے بچائیں وہ جو E-taxation کرتے ہیں E-taxation یہ زمینداروں کے بس کا روگ نہیں ہے تو خدارا میری طرف سے رانا صاحب اور محترمہ وزیر خزانہ اس کو دیکھیں ورنہ ہمارے علاقوں میں سچی بات یہ ہے کہ اس taxation پر ہمارا بہت برا حال ہے اور اگر اس میں ہماری کوئی مدد ہو سکے تو ضرور کریں شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز سوموار 20۔ جون 2016 صبح 11:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

سوموار،20۔جون2016

(یوم الاثنین،14۔رمضان المبارک1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22: شمارہ 4

203

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 20۔ جون 2016

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

205

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

سوموار،20-جون2016

(یوم الاثنین،14-رمضان المبارک1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 48 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ أَصۡحٰبَ ٱلۡجَنَّةِ ٱلۡيَوۡمَ فِي شُغُلٍ فٰكِهُونَ ﴿۵۵﴾ هُمۡ وَأَزۡوٰجُهُمۡ فِي
ظِلٰلٍ عَلَى ٱلۡأَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔونَ ﴿۵۶﴾ لَهُمۡ فِيهَا فٰكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ﴿۵۷﴾
سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ﴿۵۸﴾ وَٱمۡتٰزُواْ ٱلۡيَوۡمَ أَيُّهَا ٱلۡمُجۡرِمُونَ ﴿۵۹﴾
أَلَمۡ أَعۡهَدۡ إِلَيۡكُمۡ يٰبَنِيٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعۡبُدُواْ ٱلشَّيۡطٰنَۖ إِنَّهُۥ لَكُمۡ
عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۶۰﴾ وَأَنِ ٱعۡبُدُونِيۚ هٰذَا صِرٰطٌ مُّسۡتَقِيمٌ ﴿۶۱﴾

سورۃ یٰسین آیات 55 تا 61

اہل جنت اس روز عیش و نشاط کے مشغلے میں ہوں گے (55) وہ بھی اور ان کی بیویاں بھی سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے (56) وہاں ان کے لئے میوے اور جو چاہیں گے (موجود ہو گا) (57) پروردگار مہربان کی طرف سے سلام (کہا جائے گا) (58) اور گنہگارو! آج الگ ہو جاؤ (59) اے آدم کی اولاد! ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (60) اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے (61)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یا مصطفیٰ عطا ہو پھر اذن حاضری کا
کر لوں نظارہ آ کر پھر آپ کی گلی کا
اِک بار پھر دِکھا دو رمضان میں مدینہ
بے شک بنا لو آقا مہمان دو گھڑی کا
روتا ہوا پھر آؤں داغِ جگر دِکھاؤں
افسانہ بھی سناؤں میں اپنی بے کسی کا
پھر سبز سبز گنبد کی دیکھ لوں بہاریں
اب اذن دے دو آقا پھر مجھ کو حاضری کا

تعزیت

معزز ممبر اسمبلی جناب محمد صدیق خان (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں انتہائی افسوس کے ساتھ اس بات کا اعلان کر رہا ہوں کہ ہمارے ایوان کے ممبر جناب محمد صدیق خان، ایم پی اے (پی پی۔7) اتوار 19۔جون کو بقضائے الٰہی انتقال فرما گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون مرحوم اس ایوان کے نہایت ہی ہر دلعزیز اور فعال رُکن تھے اور ایوان کی کارروائی میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔ مرحوم 1990 کی دہائی میں ضلع کونسل راولپنڈی کے ممبر اور 2002 سے 2010 تک تحصیل ناظم ٹیکسلا رہے۔ مرحوم اس وقت چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے تحفظ ماحول کے طور پر بھی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ یہ ایوان اُن کی کمی محسوس کرتا رہے گا۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ مرحوم کی رُوح کے ایصالِ ثواب کے لئے دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں جناب محمد صدیق خان (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ ایک تعزیتی قرارداد ہاؤس کی طرف سے پاس کی جائے۔ اس کے بعد جو دوست اظہار خیال کرنا چاہیں تو کریں پھر حسب روایت اجلاس ملتوی کیا جائے کیونکہ دوران اجلاس ہمارا ایک ساتھی ہم سے بچھڑا ہے۔ ہماری یہ اسمبلی بھی ایک فیملی کی طرح ہے اس لئے آج تعزیتی ریفرنس کے بعد بقیہ کارروائی کو کل تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر محنت!

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! ہم اس صدمے اور دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

جناب سپیکر! مرحوم کا میرے ضلع سے تعلق تھا تو یقیناً مجھے ان کی خدمات اور سیاسی بصیرت کا علم ہے اور اس پر کوئی دو رائے نہیں ہے۔ قائد حزب اختلاف نے جس طرح فرمایا ہے کہ یہ اسمبلی ایک فیملی اور گھر کی طرح ہے۔ ہمارے سیاسی اختلافات اپنی جگہ پر موجود ہیں مگر یقیناً ان کی کمی محسوس ہو گی۔ ہم اس دکھ میں ان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! تعزیتی قرارداد لانی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کے بارے میں بعد میں بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب محمد صدیق خان (مرحوم) ہمارے پی ٹی آئی کے ان ممبران میں سے تھے جو انتہائی دھیمے انداز سے to the point بات کرتے تھے اور Rules of Procedure پر ہماری ساری ٹیم میں سب سے زیادہ انہیں عبور حاصل تھا۔ وہ اکثر ہم سب کی راہنمائی بھی کرتے تھے اور ہمارے سارے گروپ میں عجز وانکسار میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ انہوں نے انتہائی عاجزی کے ساتھ زندگی گزاری ہے بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب بھی بلاوا آئے گا تو ہم سب کو بھی اس کے حضور جانا ہے۔ جناب محمد صدیق خان (مرحوم) کی شخصیت کا ایک پہلو یہ تھا کہ وہ grass roots level کے آدمی تھے۔

جناب سپیکر! میں نے کل ان کے جنازے میں دیکھا کہ پچیس تیس ہزار افراد کا اجتماع تھا۔ ان کا گاؤں نوشہری خان ہے جی ٹی روڈ سے چھ کلو میٹر تک تمام گاڑیاں تھیں اور میرے خیال میں پانچ سات گھنٹے وہاں ٹریفک بھی جام رہی۔ وہاں بہت بڑی تعداد میں لوگ پہنچے، وہ اس بات کا اظہار ہے کہ لوگ ان سے والہانہ پیار کرتے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ جناب محمد صدیق خان (مرحوم) کوئی سیاستدان نہیں تھا وہ تو عبادت سمجھ کر یہ کام کرتا تھا۔ ہر آدمی کے دکھ درد میں شریک ہونا ان کا کام تھا۔ آپ ان کی مقبولیت کا اور grass root level پر لوگوں سے تعلق کا اندازہ کریں کہ چودھری نثار جو وفاقی وزیر ہیں ان کو شکست دے کر یہ ایم پی اے منتخب ہوئے تھے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ بات مناسب نہیں لگتی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ اسی بات کا ثبوت ہے کہ ان کا وہاں کے لوگوں کے ساتھ دلی تعلق اور رابطہ تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پی ٹی آئی کے لئے بھی یہ بہت بڑا اثاثہ تھے، اسمبلی کے لئے بھی اثاثہ تھے اور ان کے جانے سے ہمارے درمیان ایک خلاء پیدا ہوا ہے وہ پُر نہیں ہو سکے گا۔

جناب سپیکر! یہ دنیا دارالامتحان ہے اور اس میں ہم میں سے ہر ایک جو paper sheet لے کر بیٹھا ہوا ہے جس کا جواب ہم لکھ رہے ہیں وہ دینا ہے۔ دنیا کے اندر تو جو امتحان ہوتے ہیں اس کے لئے دو گھنٹے یا تین گھنٹے کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے لیکن یہاں کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا۔ آپ کو question

paper مل گیا ہے آپ جواب لکھ رہے ہیں ممکن ہے کہ پہلے دو جوابات پر ہی آپ کا بلاوا آ جائے اور اسی پر آپ کا فیصلہ ہو گا۔ جہاں کسی کو بہت کچھ یعنی قوت، اختیار اور دولت دے کر آزمایا گیا ہے یا کسی کو کچھ نہ دے کر آزمایا گیا ہے کہ ہر انسان کس طرح سے کیا عمل اختیار کرتا ہے۔ آقا نامدار ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کا آج اس کے گزشتہ کل سے بہتر نہیں تو وہ تباہ ہو گیا تو ہم میں سے ہر شخص کو مجھ سمیت اپنے اندر جھانکنا ہے اور اس طرح کے جو سانحات ہوتے ہیں یہ دوسرے انسانوں کو جھنجھوڑنے کے لئے ہوتے ہیں، انہیں یاد دلانے کے لئے ہوتے ہیں کہ ہم کس مقصد کے لئے اس دنیا میں آئے، کیا کر رہے ہیں اور ہمارا مقصد کیا ہے؟ بقول قرآن

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

کہ میں نے جن وانس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبدیت اختیار کرے، میری بندگی اختیار کرے، میری غلامی اختیار کرے اور میری عبادت کرے۔ یہاں عبادت وسیع تر مفہوم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جب یہ کہتا ہے تو ہم میں سے ہر شخص خود اپنے اندر جھانک کر دیکھ سکتا ہے کہ ہمارا اصل مقصد حیات یہ ہے کہ اس کی عبدیت، اس کی بندگی اور اس کی غلامی اختیار کی جائے۔ ہم جب یہ اعلان کرتے ہیں تو پھر یہ دستبرداری ہے کہ ہم اپنی صلاحیتوں، مال وجان اور ہر چیز سے اللہ رب العالمین کے آگے دستبردار ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق اپنی زندگی گزارنا اور رضائے الٰہی کا حصول ہر مومن اور ہر انسان کا مقصد حیات ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے بارے میں قرآن میں یہ فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

بے شک اللہ نے صاحبان ایمان سے ان کے جان ومال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے۔

یہ سودا اللہ تعالیٰ نے ہماری پیدائش سے پہلے کا کر لیا ہے کہ جس نے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا ہے اسے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے تمھاری جان اور مال خرید لی ہے اور اس کے بدلے میں تمھیں جنت دوں گا۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہم اس سودے کو کس حد تک نبھانے کی پوزیشن میں ہیں۔ میرے دوستو اور ساتھیو یہ زندگی اور اس کی ہر سانس اور ہر لمحہ تیزی کے ساتھ ہمیں اپنے انجام کی طرف پہنچا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے کامیاب وہی ہے جو اس اصل کسوٹی پر اپنے آپ کو پرکھے

اور دیکھے کہ میں جو زندگی گزار رہا ہوں وہ ان احکامات کے مطابق ہے یا نہیں۔ رب کریم تو صرف یہ کہتے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا
تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا
بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۳۰﴾

کہ جس شخص نے کہہ دیا ہے کہ اللہ میرا رب ہے صرف ایک بات پر ہی ہم عمل کرنے والے بن جائیں تو کیا ہو گا تو وہ کہتا ہے کہ میں فرشتے نازل کروں گا۔

جناب سپیکر! جس نے کہہ دیا کہ اللہ میرا رب ہے اور اس پر وہ ڈٹ گیا اس پر اس نے استقامت دکھائی، اس پر وہ ثابت قدم ہو گیا تو اس کو کوئی خوف ہے اور نہ غم ہے اور اس کی معاونت کے لئے میں فرشتے نازل کرتا ہوں۔ دوستو ساتھیو! آج یہ لمحہ فکریہ ہے۔ آیئے ہم سب مل کر اس بات کا عہد کریں کہ یہ جناب محمد صدیق خان (مرحوم) کی موت اور سانحہ ہمارے لئے ایک توشہ آخرت بن سکتا ہے اگر ہم بھی اپنی زندگیوں کا جائزہ لینے والے بنیں اور آئندہ یہ عہد کریں کہ ہم جو کام بھی کریں گے وہ اللہ کا صحیح معنوں میں بندہ بن کر کریں گے۔

جناب سپیکر! میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب محمد صدیق خان (مرحوم) کی بشری کمزوریوں سے درگزر فرمائے انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو بھی آئندہ آنے والے کل کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمایا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ میاں طارق محمود!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! انتہائی افسوس ہوا ہے کہ جمعتہ المبارک کو جناب محمد صدیق خان (مرحوم) یہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ میری اب بھی اس طرف نظر جاتی ہے تو وہ مجھے نظر آتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا نظام ہے سب نے دنیا سے چلے جانا ہے۔ جناب محمد صدیق خان (مرحوم) بڑے سمجھدار اور اچھے آدمی تھے۔ آج ہم ایک دوست سے جدا ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی قبر کی مشکلات آسان کرے۔ ہمیں ان کی وفات پر بہت صدمہ ہوا ہے اور افسوس ہے۔ ہم سب ان کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند کرے۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں بھی کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وحید گل صاحب! ماشاءاللہ میرے خیال میں آپ سب کی طرف سے دعا ہو گئی ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! وہ Environment Committee کے چیئرمین تھے، بڑے شفیق انسان تھے اور جب ان کے ساتھ بات ہوتی تھی انہوں نے کبھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ ہم کسی اور پارٹی سے اور وہ کسی اور پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ بڑے نیک انسان تھے، ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت ان کی مغفرت فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! مجھے بھی ایک منٹ کا وقت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! آج ہم تمام اسمبلی ممبران جناب محمد صدیق خان (مرحوم) کے بارے میں بات کر رہے ہیں جو کہ نہایت ہی اچھے، پیارے، نفیس، شفیق، صاف گو اور دھیمے مزاج کے آدمی تھے۔ وہ بہت پیار سے بات کرتے تھے اور بڑے پیار سے سمجھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب کے اور رمضان المبارک کی برکات کے صدقے ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جناب سپیکر: آمین۔ جی، میاں منیر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (میاں محمد منیر): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج ایوان میں بیٹھا ہوا ہر شخص اُداس نظر آ رہا ہے یقیناً یہ جناب محمد صدیق خان (مرحوم) کی شخصیت کا ایک پہلو تھا۔ مجھے بھی ان کے ساتھ کچھ عرصہ بیٹھنے کا اتفاق ہوا، بڑی تھوڑی سی رفاقت تھی اور جب بھی کبھی political issues پر بات ہوتی تھی تو میں نے دیکھا کہ وہ انتہائی دھیمے انسان، دلائل سے بات کرنے والے اور دوسرے کی بات کو بھی پورا سنتے تھے، ان کا کبھی بھی کوئی ایسا ایکشن نہیں ہوتا تھا کہ جس سے یہ محسوس ہو کہ وہ شاید حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ہیں تو میں اس چھوٹی سی رفاقت کے بعد ان کا معترف ہوا۔ مجھے میسج آیا ہوا تھا جو کہ میں نے رات دو بجے پڑھا تو یقین جانیں کہ میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ یہ بڑی مختصر سی زندگی ہے اور ایک لمحے کا بھی پتا نہیں کہ آج ہم یہاں پر بیٹھے ہیں کل ہم سے کوئی ہو گا یا نہیں؟ جمعتہ المبارک کے دن ایک موقع پر حزب اختلاف کے دوستوں کی تعداد بڑی ہی کم تھی تو وہ یہاں تشریف فرما تھے۔ رات کو بھی میرے ذہن میں اور میری آنکھوں کے سامنے ان کی شکل

نظر آتی رہی کہ جس انداز سے وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر فرزانہ نذیر!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ وہ ہمارے بڑے عظیم colleague تھے۔ ابھی پرسوں جب میں تقریر کر رہی تھی تو وہ اکیلے ہی یہاں پر بیٹھے ہوئے تھے بعد میں انہوں نے مجھے شاباش بھی دی۔ اتنے دھیمے مزاج کے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ رمضان المبارک میں دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ نیک انسان تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف میں اپنے پاس بلایا ہے۔ یہ دنیا تو عارضی ہے جس میں ہم سب مہمان ہیں۔ جو انسان یہاں پر اچھے اعمال کر کے جائے گا یہ تو اللہ تعالیٰ کو ہی پتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔

جناب سپیکر! میں تمام ایوان اور خواتین کی طرف سے ان کے لئے دعائے خیر کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ایک روشن مقام بنا دے، ان کا حساب کتاب آسان فرما دے۔ دوزخ کے دروازوں کو دُور کر دے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں بھی اظہار خیال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے لگتا ہے کہ آپ جذباتی ہو جائیں گی۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! نہیں، میں صرف دو لفظ ضرور ان کے لئے بولنا چاہوں گی کیونکہ وہ ہمارے بھائی جمعہ والے دن یہاں پر بیٹھے ہوئے تھے اور میں ان کی پیچھے والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی ہم صرف دو ہی لوگ تھے۔ ہم ہنس رہے تھے کہ آج اپوزیشن بنچز کی طرف سے صرف ہم نے ہی پورا ایوان سننا اور چلانا ہے۔ میں یہ دیکھ رہی ہوں کہ یہاں پر پہلے کچھ ایسے لوگ تھے جو کہ آج یہاں پر نہیں ہیں۔ یہ سیٹیں تو یہیں رہتی ہیں لیکن چہرے بدل جاتے ہیں تو ہمیں اس سے کیا سیکھنا چاہئے۔ ہمیں سیکھنا یہ چاہئے کہ اللہ نے ہمیں جتنی یہاں بیٹھنے کی اور لوگوں کی خدمت کی مہلت دی ہے، ہم اس

کو احسن طریقے سے ادا کریں تا کہ جب ہم یہاں پر نہ ہوں تو پھر جیسے ہم آج اپنے بھائی کو اتنی محبت سے یاد کر رہے ہیں تو ہمارا نام بھی اسی محبت اور پیار سے لیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میں آپ سب سے گزارش کرتی ہوں کہ جب انسان چلا جاتا ہے تو اس کا اعمال نامہ بند ہو جاتا ہے اور وہ آپ سب کی دعاؤں کا بہت محتاج ہوتا ہے لہذا آپ سب لوگ ان کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھئے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ذوالفقار غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! خداوند یسوع المسیح کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ جب مجھے یہ خبر ملی کہ جناب محمد صدیق خان (مرحوم) وفات پا گئے ہیں تو یقین جانئے کہ بہت دکھ ہوا کیونکہ میری ان کے ساتھ کافی رفاقت رہی ہے۔ ہم ایک ہی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے اور صبح کا ناشتہ اکثر ہم ایک ہی ٹیبل پر کیا کرتے تھے۔ وہ بہت اچھے انسان تھے، ان کا لہجہ، ان کا بولنا، ان کی سوچ اور ان کے احساسات بہت ہی اچھے تھے۔ جب کبھی بھی کوئی سماجی یا سیاسی issues پر بات ہوتی تھی تو ان سے بہت سی باتوں کا علم حاصل ہوتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے ایمان کے مطابق خداوند نے ہر انسان کی زندگی کی حدیں مقرر کر رکھی ہیں اور ان حدوں کو کوئی پھلانگ نہیں سکتا لہذا ان کا وقت تھا تو خداوند نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔

جناب سپیکر! میری دعا ہے کہ خداوند ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے، ان کے لواحقین، عزیز اور پورے خاندان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کو صبر جمیل عطا کرے۔ خدا انہیں وہ تسلی و تشفی عطا فرمائے جو کہ خداوند کی طرف سے صادر ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، باؤ اختر علی!

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! جناب محمد صدیق خان (مرحوم) کے غم میں نہ صرف پارلیمنٹیرین بلکہ میں کہوں گا کہ ساری فضا سوگوار ہے۔ وہ ایک بڑے تحمل مزاج اور سینئر پارلیمنٹیرین تھے جو بات بھی کرتے وہ بڑی نپی تلی کرتے تھے۔ ان کے متعلق میں یہی کہوں گا کہ:

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

اللہ تعالیٰ ان کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ شنیلارُوت!

محترمہ شنیلارُوت: جناب سپیکر! آج ہم اپنے بھائی جناب محمد صدیق خان (مرحوم) کے بارے میں بات چیت کر رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جناب محمد صدیق خان (مرحوم) میرے لئے استاد کی حیثیت رکھتے تھے۔ میں جب پارلیمنٹ میں آئی تو اکثر اوقات ہم لائبریری میں بیٹھا کرتے تھے اور وہ مجھے کہا کرتے تھے کہ آپ مجھے انگریزی سکھائیں اور میں ان کو کہتی تھی کہ آپ مجھے پارلیمنٹ کے جو procedures ہیں وہ سکھائیں لہٰذا وہ میرے استاد تھے۔ وہ مجھے تحمل سے سوچ سمجھ کر بڑے اچھے طریقے سے سمجھایا کرتے تھے اور ہم اکثر اکٹھے لائبریری میں بیٹھا کرتے تھے۔ جمعہ کے دن ہم جب یہاں پر بیٹھے ہوئے تھے، جناب محمد صدیق خان (مرحوم) میرے سامنے بیٹھے تھے تو میں نے ان سے کہا کہ بھائی آپ نے آج میری تھوڑی مدد کرنی ہے لہٰذا آپ نے لائبریری میں آنا ہے میں لائبریری جا رہی ہوں تو مجھے کہنے لگے کہ میں آ رہا ہوں لیکن وہ نہیں آئے اور پھر میں 12.30 بجے ان کو گیٹ پر ملی تو میں نے کہا کہ بھائی آپ آئے نہیں، تو مجھے کہنے لگے کہ آپ کو کیا ضرورت تھی، آپ نے کیا پوچھنا تھا؟ تو میں نے کہا کہ میری Monday کو بجٹ تقریر ہے لہٰذا آپ میری تھوڑی سی help کر دیں تو ہنس کر کہنے لگے کہ آپ صرف minorities پر بولا کریں کیونکہ آپ اس پر بہت اچھا بولتی ہیں اور آپ کو میرے سے زیادہ پتا ہے۔ مجھے ان کے گھر میں رہنے کا موقع ملا۔ جب دھرنے کے دن تھے تب مجھے اُن کے گھر میں رہنے کا موقع ملا اور ان کی فیملی کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملا۔ وہ بہت ہی اچھے اور نفیس انسان تھے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ آج ہم ایک اچھے استاد، اچھے بھائی، اچھے colleague اور پاکستان تحریک انصاف کے ایک اچھے کارکن سے محروم ہو گئے ہیں۔ بے شک یہ خلاء کبھی بھی پُر نہیں ہو سکے گا لیکن میں دعا کرتی ہوں کہ خدا اُن کو جنت الفردوس میں جگہ دے، اُن کے درجات بلند کرے اور خصوصی طور پر ہم ان کی بیٹیوں کے لئے دعاگو رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کی راہنمائی کرے۔ میں اپنی تمام مسیحی برادری کی طرف سے بھی اظہار افسوس کرنا چاہتی ہوں کیونکہ اُن کا مسیحی لوگوں کے ساتھ بہت پیار تھا۔ جب ہمارا دھرنا ہوتا تھا تو وہ ٹیکسلا سے بسیں بھر کر مسیحی کمیونٹی کے لوگوں کو بھیجا کرتے تھے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ وہ کسی مذہب سے بالاتر ہو کر قوم اور ملک کی خدمت میں مصروف رہے ہیں۔ آج ہم اپنے بہت ہی نیک، اچھے بھائی، استاد اور دوست سے محروم ہو گئے ہیں لیکن یہ

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور ہم سب نے اس حکم کے آگے سر جھکانا ہے کیونکہ دنیا ایک مسافرت ہے اور ایک ایسا سفر ہے جسے ہم سب نے طے کرنا ہے اور آخر کار ہم نے اللہ تعالیٰ کے گھر جانا ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! آپ نے بالکل درست فرمایا کہ ایوان آج جذباتی بھی ہے اور سوگوار بھی ہے۔ جناب محمد صدیق خان (مرحوم) کے ساتھ میرا ذاتی طور پر کوئی وقت گزرا ہے، میری کوئی دوستی تھی اور نہ ہی میں ان کی history سے زیادہ واقف ہوں لیکن اس ایوان میں چند لوگ جنہیں میں بڑے غور سے سننا چاہتا تھا اور دل چاہتا تھا کہ وہ کھڑے ہوں اور بات کریں، اُن میں سے ایک جناب محمد صدیق خان (مرحوم) بھی تھے۔ جناب محمد صدیق خان (مرحوم) اپوزیشن بنچوں میں سے تھے لیکن جب بھی وہ بات کرتے تو اُن کی بات میں، تقریر میں اور ان کے لہجے میں دردمندی، شائستگی اور دلیل ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج اپوزیشن کی طرف سے اور حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ ان کے لئے اچھے الفاظ استعمال کریں اور انہیں خراج تحسین پیش کریں۔

جناب سپیکر! میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ جہاں ان کے جانے کا ہمیں غم ہے وہاں اس بات کا بھی افسوس ہے کہ اپوزیشن کے بنچوں سے ایک ایسا شخص چلا گیا جس کی اپنی کچھ روایات تھیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آج کا ایجنڈا کل پر ملتوی کیا جاتا ہے اور اب اجلاس بروز منگل مورخہ 21- جون 2016 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

منگل،21-جون2016

(یوم الثلاثہ،15-رمضان المبارک1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22: شمارہ 5

219

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 21۔ جون 2016

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

221

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

منگل 21۔جون 2016

(یوم الثلاثۃ، 15۔رمضان المبارک 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب **سپیکر رانا محمد اقبال خان** منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ
مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ
وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾

سورۃ العنکبوت آیات 68 تا 69

اور اس سے ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے یا جب حق بات اُس کے پاس آئے تو اس کی تکذیب کرے۔ کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟(68) اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم اُن کو ضرور اپنے رستے دکھادیں گے اور اللہ تو نیکو کاروں کے ساتھ ہے(69)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

الہام کی رم جھم ہے کہیں بخشش کی گھٹا ہے
یہ دل کا نگر ہے کہ مدینے کی فضا ہے
سانسوں میں مہکتی ہیں مناجات کی کلیاں
کلیوں کے کٹوروں پہ تیرا نام لکھا ہے
آیات کی جھرمٹ میں تیرے نام کی مسند
لفظوں کی انگوٹھی میں نگینہ سا جڑا ہے
اے گنبد خضرا کے مکیں میری مدد کر
یا پھر بتا کون میرا تیرے سوا ہے
سورج کو ابھرنے نہیں دیتا تیرا حبشی
بے زر کو ابو زر تیری بخشش نے کیا ہے

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم سالانہ بجٹ بابت 17-2016 پر بحث کا آغاز کرتے ہیں چونکہ کل کا ایجنڈا آج کے لئے رکھا گیا تھا تو میں ڈاکٹر سید وسیم اختر کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز کریں۔ جو اور صاحبان اپنا نام بھجوانا چاہتے ہیں وہ بھجوا دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝

قال رسول اللہ ﷺ

کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابا قیل و من یا ابا یا رسول اللہ من اتانی دخل الالجنۃ و من اسانی فقد ابا او کما قال رسول اللہ ﷺ

جناب سپیکر! میں بجٹ کے حوالے سے ہی اپنی گفتگو کے آغاز کے اندر چند باتیں قرآن وسنت اور آئین پاکستان کی روشنی میں اس ایوان کے اندر پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب کا مقتدر ایوان ہے اور اس کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ---

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! فنانس منسٹر!--- موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ زیادتی ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! وزیر خزانہ کو ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی.carry on

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ رب تعالیٰ نے مجھے اور آپ کو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نصیب کیا ہے اور بلاشبہ یہ اس دنیا کے اندر رب کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس کلمے کے ساتھ پورا نظام منسلک ہے

اور زندگی کا کوئی شعبہ بھی ایسا نہیں ہے جو دائرہ اسلام سے باہر ہو۔ رب کا یہ بالکل باضابطہ حکم ہے اور فرض عین ہے رب تعالیٰ نے قرآن ذیشان میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ

جناب سپیکر! جو یہ کلمہ پڑھ لے گا اس کے لئے لازم ہے کہ اس کی تمام زندگی دائرہ اسلام کے اندر ہو اس کی انفرادی زندگی اور اجتماعی نظام کے جتنے بھی پہلو ہیں سارے کے سارے قرآن وسنت کے دائرے کے اندر ہونے چاہئیں اور اس حکم کے ساتھ رب تعالیٰ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے کہ جو اس کی پابندی کرے گا میری طرف سے انعامات ہیں۔ اس کائنات کے اندر جتنی بھی نعمتیں ہیں اس کو پیدا کرنے والا اللہ ہے اور اس بات کو قرآن ذیشان کے اندر کہتا ہے کہ زمین وآسمان کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور میں ہی اس کا مالک ہوں

مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

جناب سپیکر! وہ قرآن کریم کے اندر یہ وعدہ کرتا ہے کہ:

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ وَ مَاۤ
اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْؕ

جناب سپیکر! رب کہتا ہے کہ جس کو میں نے تورات کا نظام دیا ہے وہ تورات کے نظام کو قائم کرتا ہے جس کو میں نے انجیل کا نظام دیا ہے وہ انجیل کا نظام قائم کرتا ہے اور جو کچھ اب میں نے نازل کیا ہے وہ قرآن ہے۔ رب کہتا ہے کہ اس کے نظام کو قائم کرو گے تو لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ آسمان سے رزق برسے گا وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْؕ اور زمین سے رزق ابلے گا اور رب سے بڑی سچائی نہیں ہے۔ میں اس حوالے سے عرض کروں گا کہ ملک پاکستان کے آئین کے سیکشن 2(a) میں بالکل clear لکھا ہے کہ اس ملک میں حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہوگی مطلب یہی ہے کہ قرآن کی حاکمیت ہوگی اور کوئی بھی چیز قرآن وسنت کے منافی نہیں ہوگی۔ ہمارے آئین میں یہ بات بھی ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بتائیں کہ اس میں کوئی چیز repugnant to Islam ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، فرمائیں!

جناب سپیکر: شاہ صاحب! relevant ہو جائیں۔ میں پندرہ منٹ کے بعد آپ کو مزید ٹائم نہیں دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں relevant ہو رہا ہوں۔ میں نے گزارش کی تھی کہ میں ابتدا میں دو باتیں کر کے اپنی بات کروں گا۔ اس ملک کے آئین کے اندر یہ بھی لکھا ہے کہ اس ملک کے اندر کوئی بھی قانون قرآن وسنت کے منافی نہیں بن سکے گا۔ اس کے اندر یہ بھی لکھا ہے کہ سات سال کے اندر تمام قاعدے قوانین اور شعبے قرآن وسنت کے مطابق بنائے جائیں گے اور اس کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل بنائی گئی جس نے یہ سارا کام کر کے حکومت کے حوالے کر دیا۔ اس کی مجھے اور آپ کو براہ راست معلومات اس لئے ہیں کہ ہر سال اسلامی نظریاتی کونسل کی کارکردگی کی رپورٹ ہم تک آتی ہے۔ اس میں بہت بڑا شعبہ معیشت کا ہے، مجھے اور آپ کو معلوم ہے کہ معیشت ہی کے شعبے کے تحت ملک چلتے ہیں اور لوگوں کے بنیادی مسائل اسی شعبے کے تحت آتے ہیں۔ اس ملک پاکستان کے اندر یہ شعبہ سراسر اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات سے ٹکرا رہا ہے۔ ہمارا تمام کا تمام نظام معیشت سود پر چلتا ہے اور اس سال بھی وفاقی حکومت نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس میں ایک ہزار ارب روپے سے زائد محض قرضوں کے سود کی قسطوں کی ادائیگی کے لئے مختص کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس حوالے سے یہ سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کے اندر وفاق کو بھی اپنے کام کو کرنا چاہئے لیکن جس حد تک ہمارے لئے ممکن ہو ہم اس سود سے نکلنے کی کوشش کریں چونکہ یہ صریحاً قرآن وسنت اور آئین کی بھی خلاف ورزی ہے۔ میں سورۃ بقرہ سے ایک چھوٹا سا حوالہ دینا چاہتا ہوں رب تعالیٰ نے قرآن کے اندر یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾
فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی رہ گیا ہے اگر تم مومن ہو پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ اور اس کے رسول سے،

اسی سورۃ میں ایک اور جگہ فرمایا ہے

وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

پھر جو کوئی سود لے گا تو وہی لوگ ہیں دوزخ والے اور اس میں رہیں گے۔ ہمیشہ اور بھی بہت ساری آیات ہیں لیکن میں وقت کی کمی کے پیش نظر ان کو پیش نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ 30 پارے ہیں، اللہ کا شکر ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس پر کام کرنا چاہئے اور جس حد تک پنجاب اس کے اندر کر سکتا ہے ہمیں کرنا چاہئے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ اس موقع پر اس ہستی کی بھی بات کرنا چاہتا ہوں جس کا نام نامی محمد ہے۔ جن کی عزت و ناموس کے اُوپر میری، آپ کی اور تمام انسانیت کی عزت و ناموس قربان ہو۔ جب تک یہ عقیدہ کسی مسلمان کے دل کے اندر نہیں وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ آپ نے بھی سود کے حوالے سے بڑی سخت وعیدیں فرمائیں۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے سود لینے اور کھانے والے پر، سود دینے اور کھلانے والے پر، اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے۔ آپ فرمایا کہ اس گناہ کی شرکت میں یہ سب برابر ہیں۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ جو کہ ایک معروف صحابی ہیں اور جن کے حوالے سے بہت ساری احادیث موجود ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بہتر ہو گا کہ آپ ان قرآنی آیات اور احادیث کی نقول بنوا کر سارے معزز ممبران میں تقسیم کر دیں اور وہ ان کو پڑھ لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس ایوان کے اندر بات کرنے کا مجھے بھی حق ہے۔

جناب سپیکر: مجھے بھی یہ حق حاصل ہے کہ اگر آپ موضوع سے ہٹ کر بات کریں تو میں آپ کو اس سے آگاہ کروں۔ آپ ایوان کا وقت ضائع نہ کریں۔ ان قرآنی آیات اور احادیث کی نقول کروا کر مجھے پہنچا دیں میں تمام معزز ممبران میں تقسیم کروا دوں گا۔ یہ میری ذمہ داری ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: چلیں، میں آپ کی بات کو مانتے ہوئے صرف آخری بات یہ کرتا ہوں کہ نبی کریم نے فرمایا کہ سود خوری کے گناہ کے ستّر حصے ہیں اور اس میں ادنیٰ اور معمولی حصہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی سگی ماں کے ساتھ بدکاری کرے۔ یہ باتیں میں نے صرف point scoring کے لئے عرض نہیں کیں۔ اس دنیا کے اندر میں نے اور آپ نے ایک مختصر عرصہ تک رہنا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہی کے لئے حاضر ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کیا کہتے ہیں، آئین پاکستان کیا کہتا ہے اور خود بانی پاکستان کیا کہتے رہے ہیں؟ جناب صفدر محمود جو کہ وفاقی سیکرٹری تعلیم کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے، وہ ایک مقتدر دانشور ہیں اور انہوں نے باقاعدہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر اکٹھی کی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان بننے سے پہلے 102 مرتبہ اور پاکستان بننے کے بعد چودہ مرتبہ

مختلف events کے اوپر یہ بات ارشاد فرمائی کہ ہم جو ملک حاصل کر رہے ہیں یہ اسلام کی ایک تجربہ گاہ ہو گی اور اس میں ہم اسلامی اصولوں کے مطابق معیشت اور معاشرت کے سارے اصول اپنائیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ باتیں صرف ریکارڈ پر لانے کے لئے اور اس ایوان کی خدمت کے اندر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جس کے اُوپر مجھے اور آپ کو غور و فکر کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ باتیں ریکارڈ میں رہیں گی لیکن ان کو کہیں بھی شائع نہیں کیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ محترمہ وزیر خزانہ نے سال 17-2016 کا بجٹ پیش کیا ہے۔ میں بہت ہی معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کی طرف سے مسلسل یہ تیسرا یا چوتھا بجٹ اس ایوان کے اندر پیش ہوا ہے لیکن پنجاب کے بے روزگار نوجوانوں کے مسائل حل نہیں ہو رہے۔ ایک سال پہلے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی طرف سے ساڑھے آٹھ سو اسامیوں پر بھرتی کے لئے اشتہار شائع ہوا۔ جب درخواستیں جمع کروانے کی آخری تاریخ گزر گئی تو ایک دو مہینے کے بعد میں نے وائس چانسلر موصوف سے پوچھا کہ کتنی درخواستیں موصول ہوئی ہیں تو انہوں نے مجھے بتایا کہ 72 ہزار درخواستیں آئی ہیں۔ اب 850 لوگوں کو نوکری مل جائے گی لیکن 71150 امیدوار کدھر جائیں گے؟ یہ سب امیدوار بہاولپور، رحیم یار خان، بہاولنگر اور لودھراں سے تعلق رکھتے ہیں یعنی ان چار اضلاع سے ساری درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ میں نے ایوان کے اندر پہلے بھی متعدد مرتبہ عرض کیا ہے کہ ہمیں اس بابت کوئی منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ یہ سارا ایوان گواہ ہے کہ اگر کہیں دو چار اسامیاں announce ہوتی ہیں تو ہزاروں کی تعداد میں امیدوار apply کرتے ہیں۔ حالت یہ ہے اور اتنی تنگی ہے کہ میں نے خود بہاولپور سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے ایم ڈی سے گزارش کر کے وہاں پر دو ایسے بچے بھرتی کروائے کہ جنہوں نے اوّل درجہ میں ایم اے اسلامیات کیا ہوا تھا لیکن ان کو کہیں نوکری نہیں مل رہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب ہمیں یہیں پر لگوا دیں۔ میں خود چل کر گیا اور ایم ڈی سے درخواست کی بھائی ان کی پریشانی ہے لہٰذا انہیں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ میں بھرتی کر لیں۔ ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے ان دونوں لڑکوں جو کہ ایم اے اسلامیات ہیں کو سالڈ ویسٹ مینجمنٹ میں بھرتی کر لیا۔ بے روزگاری کے ان حالات کے بارے میں کس نے سوچنا ہے؟ اس ایوان نے ہی اس بارے میں سوچنا ہے۔ جب تک اس ملک میں economic activity generate نہیں ہو گی اس وقت تک حالات درست نہیں ہو سکتے کیونکہ سب لوگوں کو گورنمنٹ سیکٹر میں نوکریاں نہیں مل سکتیں۔

جناب سپیکر! بہاولپور کاٹن ایریا ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ کاٹن سے متعلق ساری انڈسٹری فیصل آباد، لاہور اور کراچی میں لگی ہوئی ہے۔ کاٹن کی پیداوار کا hub بہاولپور، ملتان اور وہاڑی ہے۔ ملک کی سب سے اچھی اور quality کی کاٹن اسی علاقے میں پیدا ہوتی ہے۔ پوری دنیا میں اس خطہ میں پیدا ہونے والے کاٹن کی quality کو مانا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود کاٹن انڈسٹری سے ہمارا علاقہ محروم ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور محترمہ وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ اس بارے میں غور و فکر کریں اور لازمی طور پر کوئی منصوبہ بندی کی جائے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے بجٹ کے اندر کسانوں کے حوالے سے کوئی نئی چیز نہیں آئی۔ وفاق نے کسانوں کے حوالے سے دو تین اعلانات کئے ہیں۔ میں اس کی تحسین کرتا ہوں کہ پہلی دفعہ وفاق نے کسانوں کو inputs کے اندر subsidy دی ہے لیکن پنجاب کے بجٹ کے اندر کسانوں کے حوالے سے کوئی نئی چیز نہیں آئی صرف وفاق کے اعلان کو دُہرا دیا گیا ہے اور credit لینے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ انتہائی غیر مناسب ہے۔ پورا صوبہ پنجاب کسانوں کا ہے۔ حکومت پنجاب کو چاہئے کہ کسانوں کے لئے کھاد اور بیج کے اندر وفاق کے علاوہ 50 فیصد مزید subsidy دینے کا اعلان کرے۔ اخبارات کے اندر یہ بات اکثر آتی ہے کہ کسان ٹیکس نہیں دیتا حالانکہ ایک بڑے عرصہ سے کسان زرعی ٹیکس دے رہا ہے جبکہ in return اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا۔

جناب سپیکر! ملازمین کی پنشن اور تنخواہوں میں 10 فیصد اضافے کا اعلان ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب نسبتاً بڑا صوبہ ہے اور اس کے وسائل بھی زیادہ ہیں۔ اگر یہاں بڑے بڑے میگا پراجیکٹ بن سکتے ہیں تو پھر ملازمین کی تنخواہوں میں 10 فیصد سے زیادہ اضافہ کیوں نہیں ہو سکتا؟ میں سمجھتا ہوں کہ 10 فیصد اضافہ بہت کم ہے۔ میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ سے کہوں گا کہ وہ اس پر مزید غور کریں۔ میں کہتا ہوں کہ تنخواہوں میں پندرہ فیصد اور پنشن میں بیس فیصد اضافہ کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے رولنگ دی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا وقت ابھی رہتا ہے۔ میرا پندرہ منٹ کا ٹائم تھا۔ بہر حال میں wind up کر لیتا ہوں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو پنشنرز 75 سال کی عمر کو پہنچ گئے ہیں ان کی commutation کو اب add up کرنے کے بعد double پنشن بنتی ہے۔ ہائی کورٹ اور

سپریم کورٹ نے اس حوالے سے اپنی rulings دی ہیں۔ وفاق، بلوچستان، سندھ اور خیبر پختونخوا میں اس پر عملدر آمد ہو گیا ہے جبکہ پنجاب کے پنشنرز اس سے محروم ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ جو کہ اس وقت ایوان میں تشریف فرما ہیں سے عرض کروں گا کہ اس پر غور کریں۔ ایسے پنشنرز جو کہ 75 سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور ان کی تعداد ڈیڑھ یا دو ہزار سے زیادہ نہیں ہو گی۔ تھوڑی سی رقم کے لئے لوگوں کو محروم رکھنا مناسب نہیں ہے۔ میں لاہور آ رہا تھا تو بہاولپور کے ایسے دو تین پنشنرز نے مجھے فون کر کے کہا کہ ڈاکٹر صاحب ہماری بات ضرور کیجئے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا حق ہے۔ براہ کرم اس پر فوری طور پر احکامات صادر فرمائے جائیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انرجی کے بحران کو ختم کرنے کے لئے حکومت کوشش تو کر رہی ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی طرف سے انرجی بحران کو ختم کرنے کے لئے الیکشن میں جو اعلانات کئے گئے تھے وہ تو دھرے کے دھرے رہ گئے لیکن پھر بھی حکومت کوشش کر رہی ہے۔ بہاولپور کے اندر ایک سولر پارک بنایا گیا ہے۔ اس حوالے سے ہمارا مطالبہ ہے کہ اس سولر پارک میں جتنی بھی نوکریاں ہیں وہ بہاولپور کے لوگوں کو ملنی چاہئیں۔ یہ ہمارا حق ہے کیونکہ یہ ہمارے علاقے کے اندر بنا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! wind up کر لیں کیونکہ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں wind up کرنے لگا ہوں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ کالا باغ ڈیم بننا انتہائی ضروری ہے۔ چند روز پہلے ظفر محمود صاحب کا اس حوالے سے ایک آرٹیکل چھپا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو جرأت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ جب تک ہم بڑے hydel project نہیں بنائیں گے اس وقت تک ہماری انرجی کی ضروریات پوری نہیں ہوں گی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! مہربانی کر کے wind up کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ پچھلے سال مختلف شعبوں کے لئے جو بجٹ مختص کیا گیا اُس بجٹ کا 30 فیصد بھی ڈویلپمنٹ کے لئے استعمال نہیں ہوا اور اس کے اوپر میں کوئی تبصرہ نہیں کرتا۔ دوسری طرف ایک کھرب روپیہ سے زائد کا ضمنی بجٹ پیش کیا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اسمبلی جو بجٹ پاس کر دیتی ہے اُس کے بعد اس کو کوئی پوچھنے والا ہے اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی midterm review آتا ہے۔ چیف ایگزیکٹو جو چاہتے ہیں اُس طرح کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح لاہور میں میٹرو بس کا منصوبہ بنا اُس کے حوالے سے دو دفعہ سوال دے کر بڑی مشکل سے اُس کی تفصیلات آئیں تو پتا لگا کہ اربوں روپے کے ترقیاتی منصوبوں کے پیسے جس میں بہاولپور اور جنوبی پنجاب کے

farms to market roads کے پیسے تھے اسی طرح کے170 منصوبے خاموشی کے ساتھ reappropriate کر کے ان کے پیسوں کو میٹرو بس منصوبے کے اندر لگایا گیا تھا۔ یہ تو میں پیچھے پڑا رہا تو یہ چیزیں سامنے آ گئیں ورنہ بالکل خاموشی طاری رہتی ہے اور اس طرح ہمارے حقوق کے اوپر ڈکیتی ماری جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں عرصے سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ بہاولپور کے سرکلر روڈ پر ایک طرف BVH ہے اور دوسری طرف میڈیسن مارکیٹ ہے وہاں پر ٹریفک کا اژدہام ہو گیا ہے اور میں اسمبلی میں بار بار یہ بات کر چکا ہوں۔ ہم لاہور آتے ہیں تو یہاں دیکھتے ہیں کہ ہر چوک کے نیچے سے بھی اور اوپر سے بھی ٹریفک جا رہی ہے۔ ہم ایک flyover مانگتے ہیں وہ تو ہمیں دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہم اس ایوان میں بار بار کہتے ہیں کہ ہم اس مینجمنٹ سے نالاں ہیں تو ہمارا صوبہ بحال کیا جائے اور جنوبی پنجاب کو صوبہ بنایا جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس پر آپ جب کوئی چیز لکھ کر لائیں گے پھر اس کو دیکھیں گے۔ آپ کی بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ حاجی عمران ظفر صاحب! آپ نے 5/6 منٹ میں wind up کرنا ہے۔

حاجی عمران ظفر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلہ واصحابک یا حبیب اللہ۔ یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے۔

یہی ہے عبادت یہی ہے دین و ایمان
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انسان

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے اپنے پیارے حبیب کے صدقے ہماری گورنمنٹ کو یہ چوتھا بجٹ پیش کرنے کا اعزاز بخشا اور میں سمجھتا ہوں کہ میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، محترمہ وزیر خزانہ اور پوری پنجاب حکومت کو یہ عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں خصوصی طور پر محکمہ تعلیم پر focus کیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں سکولز ایجوکیشن کے لئے اربوں روپے کے فنڈز رکھے گئے ہیں جن سے انشاء اللہ ہزاروں کی تعداد میں نئے کلاس روم بنیں گے، missing facilities کے لئے اربوں روپے رکھے

گئے ہیں۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے 12۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں اس کے تحت پرائیویٹ سکولوں کے لاکھوں بچوں کو مفت تعلیم ملے گی اور میں سمجھتا ہوں کہ خادم اعلیٰ پنجاب کا یہ وژن کہ "تعلیم سب کے لئے" جس کے تحت ہم نے تمام بچوں کو سکولوں میں لے کر آنا ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ کے لئے 4۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں جس کے تحت 2 لاکھ طلباء کو وظائف دیئے جائیں گے۔ اس سال تین نئے دانش سکول بنیں گے۔ اس بجٹ میں laptop کے لئے 4۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ خادم اعلیٰ پنجاب کی علم دوستی کا ثبوت ہے کہ امیروں کے بچے تو اپنے والدین کی کمائی سے laptop جیسی سہولت لے سکتے تھے خادم اعلیٰ پنجاب نے غریبوں کے بچوں کے لئے جو laptop کی سکیم شروع کی ہے اس سے امیر اور غریب کے درمیان تفریق کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا ہے۔ پچھلے سالوں میں بھی الحمد للہ ہزاروں کی تعداد میں ایجوکیٹرز بھرتی کئے گئے اور اس سال بھی میرٹ کی بنیاد پر 45 ہزار ایجوکیٹرز بھرتی ہوں گے۔ پنجاب میں پہلے یہ رواج نہیں تھا لیکن آج اس ایوان میں بیٹھا ہوا کوئی ایک شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ کوئی ایک بھی ایجوکیٹر کسی ایم پی اے یا ایم این اے کی سفارش پر بھرتی ہوا ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب کی یہ میرٹ پالیسی ہے کہ حقدار کو اُس کا حق اُس کی دہلیز پر مل رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں صحت کو بھی خصوصی طور پر focus کیا گیا ہے اور جب پری بجٹ اجلاس ہو رہا تھا اُس میں، میں نے تجویز دی تھی کہ کم از کم تمام ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں ICU's کی سہولت ضرور ملنی چاہئے اور جب میں نے محترمہ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں یہ سنا کہ تمام ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں ICU's بنیں گے تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اس کے علاوہ پندرہ بڑے تحصیل ہسپتالوں میں ICU's, Burn Units, Physiotherapy کا قیام بھی عمل میں لایا جائے گا۔ اس کے علاوہ لاہور میں پاکستان کڈنی اینڈ لیور ٹرانسپلانٹ انسٹیٹیوٹ کے قیام کے لئے بھی 4۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انسٹیٹیوٹ غریب عوام کے لئے ایک نعمت ثابت ہوگا۔ یہ پاکستان کا پہلا بڑا انسٹیٹیوٹ ہوگا جہاں پر کڈنی اور لیور کی transplantation ہوگی اور اس سے پاکستان اور خصوصی طور پر پنجاب کی غریب عوام اس سے فائدہ حاصل کرے گی۔

جناب سپیکر! میں نے ایک تجویز دی تھی کہ ہر ضلع کی سطح پر ایک چلڈرن ہسپتال قائم کیا جائے کیونکہ جب کسی غریب کے بچے کو کوئی حادثہ پیش آ جاتا ہے تو وہ لاہور نہیں پہنچ سکتا اور اُس کی کمائی لٹ جاتی ہے تو میری گزارش ہے کہ ہر ضلع میں ایک چلڈرن ہسپتال ضرور ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں جدید لیبارٹریز کا قیام بھی ازحد ضروری ہے۔ اس کے علاوہ صاف پانی کے لئے بڑی رقم رکھی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اس پر کام ہو رہا ہے۔

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات wind up کرتا ہوں۔ میرے اپنے حلقہ میں صاف پانی کی 2009 کی سکیم چل رہی ہے جو 68 کروڑ روپے کی سکیم تھی پچھلے آٹھ سالوں میں ابھی تک 42 کروڑ روپے ملے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ محترمہ نگہت شیخ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ شمیلہ اسلم!

محترمہ شمیلہ اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حکومت پنجاب کو سال 2016-17 کا 1681۔ ارب اور 41 کروڑ روپے کا چوتھا بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور اُن کی تمام ٹیم کو، جنہوں نے اس بجٹ کی تیاری میں دن رات ایک کیا، خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ بلاشبہ یہ ایک تاریخی اور متوازن بجٹ ہے جس میں تمام شعبہ ہائے زندگی کے لوگوں کو مراعات دی گئی ہیں۔ جیسا کہ ہم سب کے علم میں ہے کہ مسلم لیگ (ن) نے جب حکومت سنبھالی تو اُس وقت ملک کے کیا حالات تھے۔ ایسے حالات میں ملک کو چلانا ایک بہت بڑا چیلنج تھا تو اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی:

مانا کہ اس جہاں کو گلستاں نہ کر سکے
مگر اپنے حصے کے کچھ پتھر تو اُٹھائے ہم نے

جناب سپیکر! آئندہ مالی سال کے دوران تعلیم، صحت، زراعت، صاف پانی اور امن عامہ کے شعبے ہماری حکومت کی اوّلین ترجیحات ہیں جن پر کل بجٹ کا 57 فیصد حصہ مختص کیا گیا ہے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سہولیات پہنچائی جائیں گی۔ میں سب سے پہلے زراعت کے حوالے سے بات کروں گی کہ پنجاب حکومت نے کسان دوست حکومت کا ثبوت دیتے ہوئے 100۔ ارب روپے کے کسان package کا جو اعلان کیا ہے اُس سے غریب کسانوں کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے نہ صرف زراعت میں ایک انقلاب آئے گا، کسان خوشحال ہو گا اور پاکستان بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔ اس کے باوجود میں سمجھتی ہوں کہ اس شعبہ میں بہت سی اصلاحات کی

ضرورت ہے۔ سب سے پہلے زرعی اجناس کی فی ایکڑ پیداوار حاصل کرنے کے لئے خالص بیج کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فصلوں کی صحیح منصوبہ بندی کی بھی ضرورت ہے۔ ضلع وہاڑی جسے کبھی Cotton King کہا جاتا تھا کثرت سے cotton پیدا کرتا تھا لیکن آج وہاں یہ ختم ہو چکی ہے اور cotton والے علاقوں میں گنے اور دیگر فصلات کی کاشت شروع ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ کسانوں اور زمینداروں کو پابند کیا جائے کہ جو علاقے جس فصل کی کاشت کے لئے موزوں ہیں وہاں پر صرف وہی فصل کاشت کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ زمین کے ایک حصے پر سبزیاں بھی کاشت کی جائیں تاکہ ملک میں سبزی کی قلت کو دور کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ گندے پانی میں جو سبزیاں اگائی جاتی ہیں اس پر پابندی عائد کی جائے کیونکہ ہمارے بچے ہیپاٹائٹس اور دیگر بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جعلی زرعی ادویات اور کھاد کو جانچنے کے لئے ضلعی سطح پر کوئی لیبارٹری موجود نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہر ضلع میں اس کا قیام ضروری ہے۔ اسی طرح جس طرح یونین کونسل کے لیول سے لے کر پنجاب کے لیول پر کھیلوں کے مقابلہ جات منعقد کئے جاتے ہیں اگر کسانوں میں ایسے مقابلہ جات منعقد کئے جائیں تو میں سمجھتی ہوں کہ زرعی پیداوار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں ایجوکیشن پر بات کروں گی کہ بھٹہ مزدوروں کے بچوں کو سکولوں تک واپس لانا موجودہ حکومت کا ایک انقلابی قدم ہے لیکن اس کے باوجود ابھی بھی بہت سے بچے سکولوں سے باہر ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے کنبے کی معاشی کفالت کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ PEF کے زیر اہتمام جو سکول کام کر رہے ہیں اگر انہیں پابند کیا جائے کہ ان بچوں کے لئے سیکنڈ شفٹ شروع کی جائے تاکہ بچے بآسانی سکولوں میں تعلیم حاصل کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب سکولوں میں اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے 45 ہزار اضافی اساتذہ بھرتی کر رہی ہے اور اس امر کو یقینی بنایا جا رہا ہے کہ ان کی بھرتیاں ان کے علاقے میں کی جائیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پالیسی میں جو اساتذہ پہلے ہی کام کر رہے ہیں انہیں بھی شامل کرنا ضروری ہے تاکہ وہ بھی اپنے علاقوں میں رہ کر بہتر طریقے سے خدمات انجام دے سکیں۔

جناب سپیکر! کتب بینی ہمارے بچوں میں ختم ہوتی جا رہی ہے۔ کتابیں پڑھنے کا شوق اب بچوں میں نظر نہیں آتا اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ضلعی سطح پر کئی ہائی سکول ایسے ہیں جہاں پر لائبریری موجود

نہیں ہے۔ ہمیں بچوں کو دوبارہ کتب بینی کی طرف لے کر آنا ہے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ تمام ہائی سکولوں میں لائبریری کا قیام ممکن ہو۔

جناب سپیکر! Child abuse کے حوالے سے پچھلے دنوں میری قرارداد اسمبلی میں منظور ہوئی تھی جس میں میرا مؤقف یہ تھا کہ بچوں کے ساتھ جو جسمانی اور ذہنی تشدد کیا جاتا ہے اس سے بچوں کو بچانے کے لئے نصابی کتب میں ایسا chapter ڈالا جائے کہ بچے اپنی حفاظت خود کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں چاہوں گی کہ اساتذہ، والدین اور ان سے متعلقہ جتنے لوگ ہیں ان سب کی ٹریننگ کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر عالیہ آفتاب!

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد دوں گی کہ جنہوں نے ایک عوام دوست بجٹ پیش کیا۔

جناب سپیکر! میں اپنی بجٹ تقریر کا focus سپیشل ایجوکیشن پر رکھنا چاہوں گی۔ سپیشل ایجوکیشن ان افراد کی تعلیم کا نام ہے جن میں کوئی deformity یعنی disability یا deficiency موجود ہوتی ہے۔ جیسے blind بچے ہیں، handicapped physically ہیں mentally challenged ہیں اور hearing impaired بھی آجاتے ہیں۔ حال ہی میں پنجاب کی ایک این جی او نے ریسرچ کی جس سے پتا چلا کہ total population rate of person with disability 5.35 million پاکستان میں ہے۔ اگر اس کو غور سے دیکھا جائے تو یہ بہت زیادہ ratio ہے۔ ہمیں اس کو کم کرنے کے لئے بہت زیادہ اقدامات کرنے ہیں۔ اگر اس وقت ہم disability growth rate دیکھیں تو وہ 2.65 فیصد ہے جبکہ normal population کا 2.3 growth rate ہے۔ یہ بھی بہت زیادہ ہے لیکن اس وقت حکومت پنجاب سپیشل ایجوکیشن کے لئے بہت زیادہ اقدامات کر رہی ہے اور 258 سکول حکومت چلا رہی ہے جن میں 29 ہزار بچے مستفید ہو رہے ہیں۔ ان بچوں کو وہاں صرف تعلیم ہی نہیں دی جاتی بلکہ ان کو 800 روپیہ ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے، سال میں تین دفعہ یونیفارم دیئے جاتے ہیں، انہیں pick and drop service فراہم کی جاتی ہے، ان کا free medical examination بھی ہوتا ہے اور جن چیزوں کی جیسے hearing aid یا وہیل چیئر کی انہیں ضرورت ہوتی ہے وہ بھی ان کو فراہم کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! حال ہی میں پنجاب میں inclusive education programme شروع کیا گیا ہے جس سے چار ہزار بچے مستفید ہو رہے ہیں۔ ان میں slow learners، سپیشل بچے اور نارمل بچے ایک ہی چھت کے نیچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس پروگرام کا آغاز مظفر گڑھ اور بہاولپور کے اضلاع میں کیا گیا ہے اور اس کا ہیڈ آفس لاہور میں ہے۔ اس میں تین کمیٹیاں ضلعی سطح پر تشکیل دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک مانیٹرنگ کمیٹی ہے، ایک سکریننگ کمیٹی ہے اور ایک فیلڈ کمیٹی ہے جو فیلڈ میں جا کر بچوں کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ اس کے بعد outreach programme شروع کیا گیا ہے کہ وہ بچے جو سکول سے باہر ہیں ان کو وہیں پر جا کر تعلیم دی جاتی ہے۔ وہاں پر بھی سکریننگ کی جاتی ہے کہ اگر وہاں کوئی سپیشل بچہ موجود ہے تو وہاں کے آس پڑوس میں جو سپیشل سکول ہوتے ہیں وہاں ان بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! ابھی حال ہی میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے خدمت کارڈ کا آغاز کیا ہے۔ اس کے مطابق جو افراد سپیشل ہیں یعنی کسی disability کا شکار ہیں تو ان کو بارہ سو روپے مہینہ وظیفہ ملتا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو اس بات پر خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی کہ ابھی حال ہی میں جو بچے بھٹوں پر کام کر رہے تھے ان کو وہاں سے چھٹکارا دلوایا ہے۔ وہاں کئی سپیشل بچے بھی تھے جو کام کر رہے تھے۔ اب وہ سپیشل بچے سپیشل ایجوکیشن کے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم جب سپیشل بچوں کی بات کرتے ہیں تو حال ہی میں دو speech therapy units کی پنجاب حکومت نے تکمیل کی ہے اور state of art مشینری بھی دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک ٹیکنیکل کالج میں ہے اور ایک نیشنل سنٹر آف سپیشل ایجوکیشن میں ہے۔ Blind بچوں کے لئے computerized braille system کا آغاز کیا گیا ہے اور ان کا software بھی جدید ٹیکنالوجی کے مطابق update کر لیا گیا ہے تاکہ blind بچے خود سوشل میڈیا پر اپنا کام کر سکیں اور خود مختار ہو سکیں۔ اس کے علاوہ بھی حکومت بہت اچھے کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں کچھ اچھی تجاویز دینا چاہوں گی کہ جو سپیشل بچے disability کا شکار ہوتے ہیں خاص طور پر physically handicapped بچے ہیں۔ ان کے لئے اگر ہم rams مہیا کر سکیں جیسے باہر کے ملکوں میں ہوتا ہے کہ automatic rams نکل آتی ہیں۔ اگر ہم یہاں بھی ان کے لئے rams دے سکیں تو وہ خود مختار ہو سکیں گے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ ان کے لئے awareness programme کرانا بہت ضروری ہیں کیونکہ ہمارا 2.65 disability growth rate ہے جو

normal سے زیادہ ہے۔ ہم نے جیسے ڈینگی کے خلاف مہم کا آغاز کیا، پولیو کے خلاف آغاز کیا اگر اسی طرح ہم سپیشل ایجوکیشن پر آغاز کریں گے تو disability rate پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں disability کی وجوہات کے حوالے سے ذکر کروں گی کہ کس وجہ سے بچوں میں disability آتی ہے۔ ان میں mishandling at birth, Environment, Malnutrition, Vitamin A deficiency, Vitamin B deficiency, Lack of pre testing, Stress, Anxiety and Depression شامل ہیں۔

جناب سپیکر! ان لوگوں کے لئے technical training skills کا آغاز کیا جائے۔ اس کے لئے TEVTA جیسے اداروں میں اگر ان کے لئے کورسز بنائے جائیں جو ان کی صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہوں تو اس سے وہ اپنا روزگار کما سکیں گے۔ اس کے علاوہ ان کے لئے ووکیشنل ٹریننگ اور rehabilitation centres بنائے جائیں۔ ہم جب ایسے اداروں کی بات کرتے ہیں تو وہاں پر انہیں جب skills سکھائی جائیں گی تو یہ اس سے بہت مستفید ہو جائیں گے۔ ایسے بچوں کے لئے shelter workshops جہاں ہر چیز ایک ہی چھت کے نیچے ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو ان کے لئے مشکلات ہوتی ہیں لہٰذا اگر ایسے بچوں کے لئے shelter workshops بنائی جائیں تو اس سے بھی یہ بچے بہت زیادہ مستفید ہو سکتے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی تجاویز ہیں جن سے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا ہے اس کے لئے ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے اور disability کی وجوہات کو بھی نظرانداز نہیں کرنا۔ ہم جیسے وجوہات کی بات کرتے ہیں تو بہت ساری وجوہات آ جاتی ہیں لیکن چند وجوہات جن کا میں ذکر کرنا چاہوں گی جن پر ہمیں بہت زیادہ دھیان دینا ہے ان میں cousin marriage ہے جو ہماری ثقافت کا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ early child marriage ہے اور پھر کبھی late marriage سے بھی یہ مسئلہ ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں environment کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گی کہ قصور جیسے علاقے میں پینے والا پانی فیکٹری کے آلودہ پانی سے مل جاتا ہے تو اس سے بہت زیادہ بیماریاں پھیلتی ہیں۔ اس پر بھی قابو پایا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں اب چند مسائل کا ذکر کروں گی اور چاہوں گی کہ ان پر ضرور نظر ڈالی جائے جیسے اٹھارہویں ترمیم کے بعد سپیشل ایجوکیشن کے کچھ ادارے devolve ہو کر پنجاب کے پاس آ گئے ہیں۔ ان اداروں کے اساتذہ اور ٹیکنیکل سٹاف کے لوگ یا تو ریٹائر ہو گئے یا initiatives نہ ہونے کی

وجہ سے چھوڑ کر چلے گئے۔ میری تجویز یہ ہے کہ وہاں اساتذہ کو تعینات کیا جائے اور ان کی تعیناتی کو یقینی بنایا جائے۔ Hydro Pool CP بچوں کے لئے نیشنل سنٹر سپیشل ایجوکیشن میں ہے وہ خراب ہے اسے ٹھیک کرایا جائے۔ اسی سنٹر میں جو Speech Therapy Unit بنا ہے وہاں پر Audiologist and Speech Therapist تعینات کئے جائیں۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہوں گی کہ اس سنٹر کی عمارت کو repair کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میری آخری گزارش یہ ہے کہ سپیشل افراد کو disability certificate صرف ڈی ایچ کیو ہسپتال سے ملتا ہے۔ میری تجویز ہے کہ BHU اور THQ سے بھی disability certificate جاری کئے جائیں تاکہ سپیشل افراد کو مقامی سطح پر یہ سہولت میسر ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اگر ایسے بچوں کو ایک صلاحیت سے محروم رکھتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سی صلاحیتیں بھی عطا کرتا ہے۔ ہمیں ان کی ان صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور انہیں معاشرے کا اہم حصہ بنانا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ذوالفقار غوری!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! خداوند یسوع المسیح کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

بھیس بدلا کیا ہوا دل کا بدلنا چاہئے
ایک دو باتیں نہیں بالکل بدلنا چاہئے

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب آپ کی باتیں سن رہے ہیں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کو اس بجٹ کے لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مالی سال 17-2016 کا بجٹ جس کا کل حجم 1681-ارب 41 کروڑ روپے ہے۔ میری دانست میں یہ بجٹ بہت متوازن، عوام دوست اور پنجاب کی ترقی کا ضامن ہے۔ میں یہ بھی محسوس کرتا ہوں کہ جو ترقیاتی پروگرام کا حجم 550-ارب روپے رکھا گیا اس سے پنجاب کی اور زیادہ خدمت ہو گی اور یہ پنجاب کی مزید ترقی کا باعث بنے گا۔ بجٹ میں روزگار کے لئے 5 لاکھ سے زیادہ مواقع پیدا کئے گئے ہیں یہ بھی پنجاب میں ترقی کا ایک بہت بڑا واقعہ ہو گا کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو روزگار کے مواقع حاصل ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی اور وزیر خزانہ کی توجہ چاہتا ہوں اگر میں بجٹ کی کتاب کے صفحہ نمبر25اور سیریل نمبر64کو دیکھوں تو اس میں لکھا ہے کہ رواں مالی سال کے دوران46کروڑ روپے کی لاگت سے Minorities Development Fund قائم کیا گیا ہے۔ جہاں تک میرے علم میں ہے کہ میں عرصہ تین سال سے اس اسمبلی میں نمائندگی کر رہا ہوں یہ جو بجٹ میں لکھا گیا کہ46کروڑ روپے کی لاگت سے یہ فنڈ قائم کیا گیا چلیں، فنڈ قائم تو کیا گیا ہوگا لیکن محترمہ وزیر خزانہ minority کے ہر ایم پی اے کو صرف ڈیڑھ کروڑ روپے دیئے گئے ہیں اب آپ خود ہی اندازہ لگا لیجئے گا کہ ڈیڑھ کروڑ روپے ہر ممبر کو دیئے گئے تو46کروڑ روپے ڈویلپمنٹ فنڈ کے نہیں بنتے ہیں۔ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ابھی جو بجٹ پیش کیا گیا اس میں آئندہ مالی سال میں ہیومن رائٹس اور اقلیتی برادری کی بہتری کے لئے ایک ارب60کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے تو میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر ایک ارب60کروڑ روپے رکھے گئے ہیں تو اس کو مساوی تقسیم کیا جائے نہ کہ پچھلے سال کی طرح پھر ڈیڑھ کروڑ روپے پر ہی ٹرخا دیا جائے ایسا نہ کیجئے گا اس کو مساوی تقسیم کیا جائے تاکہ ترقی کا کام زیادہ سے زیادہ ہو سکے اور minorities کی حوصلہ افزائی بھی ہو۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ آپ نے طلباء و طالبات کے لئے جو تعلیمی وظائف رکھے ہیں وہ رواں مالی سال کے دوران22کروڑ روپے تھے اور اب آپ نے آئندہ مالی سال کے لئے 25کروڑ روپے بجٹ میں رکھے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ22کروڑ روپے رواں اور آئندہ25کروڑ روپے یعنی صرف3کروڑ روپے کا فرق ہے تو یہ کوئی بہت بڑا فرق نہیں ہے یہ تو بہت minor سا فرق ہے تو اس لئے میں آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ22کروڑ روپے ڈبل یعنی 44کروڑ روپے کر دیئے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ بچوں کی ایجوکیشن میں حوصلہ افزائی ہو سکے اور ان کو تعلیمی وظائف بھی مل سکیں۔ میں یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں یہاں پر یہ لکھا گیا ہے کہ minority کوٹا 5فیصد ہے تو کیا یہ5فیصد ہی رہے گا؟ میری یہ درخواست ہے کہ اس5فیصد کوٹے کو بڑھا کر10فیصد کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ جو مسیحی، ہندو اور سکھ برادری ہے ان کو اس میں شامل کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، wind up کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! تین سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک minorities کے حوالے سے سٹینڈنگ کمیٹی نہیں بنائی گئی تو میں یہ بھی آپ سے درخواست کروں گا کہ ہیومن رائٹس کی جو minority ہے اس کی سٹینڈنگ کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، بات ختم کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! بس دو منٹ دے دیں۔

MR SPEAKER: No two minutes. No please.

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! بس آخری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، wind up کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! اس بجٹ میں میرے شہر سیالکوٹ میں وومن یونیورسٹی کی تعمیر اور آئی ٹی اینڈ انجینئرنگ یونیورسٹی کا قیام خوش آئند اقدام ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیالکوٹ کی ترقی کا باعث بنے گا۔ سیالکوٹ میں ڈولفن فورس کا قیام بھی احسن اقدام ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میری یہ تجویز ہے کہ اس طرح کی اور بھی فورسز کا قیام بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ تشریف لے آئی ہیں۔ میں نے اپنی پہلی تقریر میں request کی تھی کہ ان کو یہاں پر ہونا چاہئے کیونکہ جواب انہوں نے end پر دینا ہے نہ کہ پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اگر وہ نہیں ہوں گی تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہی ہوں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں فنانس منسٹر صاحبہ کے لئے ایک تحفہ لے کر آیا تھا کیونکہ میں اب ثبوت کے ساتھ دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ پانی ہے۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر مراد راس نے ایک گندے پانی کی بوتل ایوان میں لہرا کر دکھائی)

آپ کو ابھی صرف گدلا نظر آرہا ہے یہ دیکھیں یہ پانی ہے۔ آپ نے سب سے سنا ہے یہ پانی صرف میرے حلقے میں ہی نہیں ہے بلکہ پورے لاہور کے ہر حلقے میں ایسا پانی نلکوں میں آرہا ہے۔ میں آج ثبوت لے کر آیا ہوں اس لئے کہ اب بہت ہو گیا ہے، بہت ہوائی گپ شپ لگ گئی اور بہت سب کچھ ہو گیا۔ یہ پانی ہے یہ آپ دیکھ لیں کہ اس کے نیچے جا کر جو چیز settled ہوتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

آپ کے حلقوں میں بھی ایسا ہی پانی آرہا ہے اس لئے اس بات پر شور مت کریں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ بات کرتے جائیں یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بتاؤں کہ میں نے آج سے تین سال پہلے۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کوئی آپ کو پانی میں مٹی ڈالتے ہوئے بھی دیکھتا رہا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ کیا حالات ہیں؟ یہ صرف میں نے آپ کو اپنے حلقے کا پانی دکھایا ہے۔ یاسر گیلانی صاحب پی پی۔137 نے شاہدرہ سے الیکشن لڑا تھا انہوں نے پانی مجھے بھیجا۔ میں نے different locations سے صرف یہ دیکھنے کے لئے پانی منگوایا ہے کہ شاید صرف میرے حلقے میں ہی ایسا پانی آرہا ہے کیونکہ یہاں پر وہ ہمارے سے الیکشن ہارے ہوئے ہیں تو شاید اس لئے ہمارے اوپر زیادہ سختی کی جا رہی ہے۔ مگر جو حکومت کے حلقے ہیں ان میں بھی پانی کا یہی حال تھا۔ اس کے بعد میں آپ کو یہ بتاؤں کہ اگر میرے پاس اقتدار ہوتا، فنڈز ہوتے اور اس طرح کا پانی نلکوں میں آرہا ہوتا جو کہ basic need ہے، میں شرم سے ڈوب مرتا اس ایوان میں آکر بات نہ کرتا اگر یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی 11۔ارب روپے صاف پانی کے لئے رکھے گئے ہیں اس میں سے صرف 4۔ارب روپے استعمال کئے گئے ہیں تب ہی تو یہ result ہے جو کہ میں آپ کو دکھا رہا ہوں کیونکہ کسی چیز کی seriousness ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ منسٹر صاحبہ اس چیز کا جواب دیں اور جب وہ جواب دینے آتی ہیں تو اس مرتبہ ہوائی جواب نہیں چاہئے یہ مجھے dates کے ساتھ بتائیں کہ کب یہ چیز ٹھیک ہو گی؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! جو ان سے متعلقہ بات ہو گی وہ ان کا جواب دیں گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں متعلقہ بات ہی پوچھ رہا ہوں کہ یہ کب تک ٹھیک ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ آپ محکمے سے پوچھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ان کو اس کا حل بتانے لگا ہوں میں صرف مسئلہ ہی نہیں لے کر آیا ہوں بلکہ اس کا حل بھی لے کر آیا ہوں۔ میں یہ پانی گلبرگ کے ایریا سے لے کر آیا ہوں۔ پچھلے چالیس سال سے سیوریج تبدیل نہیں کیا گیا۔ میں ایم ڈی واسا کے ساتھ بیٹھا جنہوں نے بتایا کہ جیل روڈ سے لے کر فیروزپور روڈ تک 4۔ارب روپیہ لگے گا تو سارا سیوریج بدل جائے گا لیکن 8 سے 10۔ارب روپے کا signal free روڈ بنا دیا گیا۔ سڑکیں بنا دی ہیں تاکہ سفر میں دس منٹ کم ہو جائیں یعنی گاڑی میں بیٹھنے کے لئے دس منٹ کم کر لیں مگر بچوں اور لوگوں کو زہر پلا رہے ہیں جو میں نے ابھی دکھایا ہے اس کے لئے کچھ نہیں کرنا۔ پیسے رکھنے بھی ہیں لیکن استعمال نہیں کرنے۔

جناب سپیکر! میری محترمہ وزیر خزانہ سے یہ request ہو گی کہ By the end of this whole session she should tell us کہ اس کے لئے کیا کیا جائے؟ میں نے کوئی زبانی یا ہوائی بات نہیں کی بلکہ آپ کو یہاں ثبوت دکھا دیا ہے۔ جس ایم پی اے نے بھی کھڑے ہو کر تقریر کی ہے اُس نے اپنے حلقوں کے اندر پانی کا ذکر کیا ہے۔ یہ بات صرف میں نہیں کر رہا بلکہ ہر بندہ کر رہا ہے۔ یہ صرف میرے حلقے کا issue نہیں بلکہ لاہور کے تمام حلقوں کا یہی issue ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ آگے چلیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں نے اُن کو حل بتا دیا ہے۔ جب تک سیوریج change نہیں ہو گا یا جب تک سیوریج کے پائپوں کو repair نہیں کیا جائے گا تب تک یہ زہریلا پانی ملتا رہے گا۔ اس پانی سے سب سے پہلے جو بیماری پھیل رہی ہے وہ ہیپاٹائٹس سی ہے۔ ہیپاٹائٹس سی کی ادویات کے حوالے سے پورا دن ٹی وی پر خبر چلتی رہی کہ 30 کروڑ روپے سے زیادہ کی ہیپاٹائٹس کی ادویات ڈی جی کے دفتر کے باہر 45 ڈگری درجہ حرارت میں پڑی ہوئی تھیں جبکہ 20 ڈگری پر پڑی ہونی چاہئیں۔ 30 کروڑ کوئی چھوٹی رقم نہیں ہے اور میں کوئی 30 ہزار یا 30 لاکھ روپے کی بات نہیں کر رہا بلکہ یہ 30 کروڑ کی ادویات ڈی جی کے دفتر کے باہر مہینوں پڑی رہیں جو کہ خراب ہو گئیں۔

جناب سپیکر! اب میں اگلے issue کی طرف چلتا ہوں جو ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیوں کا ہے۔ ہمیں شامل اس لئے نہیں کیا جا رہا کیونکہ ہم اپوزیشن سے ہیں۔ آپ خیبر پختونخوا میں جائیں تو وہاں اپوزیشن میں پاکستان مسلم لیگ (ن) یا دوسری پارٹیوں کے جو ممبران ہیں اُن سب کو شامل کیا جا رہا ہے اور ان کی سکیمیں دی جا رہی ہیں۔ سندھ میں جائیں تو وہاں پر بھی اسی طرح کیا جا رہا ہے۔ آپ کے ایم پی ایز ہمارے ساتھ خیبر پختونخوا میں گئے تھے جہاں پر اُن کے سامنے سپیکر اظہر قیصر صاحب نے بتایا تھا کہ ہم تمام ممبران کو فنڈز اور سب چیزیں دے رہے ہیں۔ یہاں پر کس چیز کا خوف ہے، ہم چالیس پچاس لوگوں کا خوف کس بات پر ہے اور ہمارا حق ہمارے سے ہارے ہوئے لوگوں کو کیوں دیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: اپنی گنتی تو پوری بتائیں کہ کتنی ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں جو کام کئے جا رہے ہیں۔ جب بلدیاتی الیکشن آئے تو کام شروع ہو گیا، سڑکیں ٹوٹنی شروع ہو گئیں اور سیوریج کا کام شروع ہو گیا لیکن جب الیکشن ختم ہوئے تو اسی طرح سڑکیں اور سب چیزیں پڑی ہوئی ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ ساری چیزیں پوری کر لیں اور بے شک اپنی پھٹیاں لگا لیں جس کی ہمیں کوئی پروا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ wind up کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ اور چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ اپنی پھٹیاں لگائیں لیکن کام کریں۔

جناب سپیکر: وسیم اختر شاہ صاحب! آپ ان کو ٹائم کے بارے میں کیوں نہیں بتاتے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! انہوں نے جو کھدائی کی تھی، سڑکوں اور سیوریج کا جو کام شروع کیا تھا وہ ختم کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آخری point قبرستان کے حوالے سے بتانا چاہتا ہوں۔ اڑھائی سال ہو گئے ہیں، میں مکہ کالونی کی قبرستان کمیٹی کے ساتھ کام کر رہا ہوں۔ ہم نے اے سی، بورڈ آف ریونیو اور ڈی سی او سے لے کر ہر اتھارٹی سے قبرستان کے لئے جگہ approve کروالی ہے حتیٰ کہ آرمی نے بھی این او سی دے دیا ہے۔ قبرستان کا issue صرف ہمارا نہیں بلکہ پورے لاہور کا issue ہے کیونکہ قبر کے اوپر قبر بنائی جا رہی ہے۔ حکومتِ پنجاب آرمی کو صرف ایک لیٹر لکھ دے تاکہ قبضہ مل جائے کیونکہ انہوں نے اور تمام محکموں نے قبرستان کے لئے جگہ approve کی ہوئی ہے۔ وہاں پر بھی بے شک یہ اپنی پھٹی لگالیں کیونکہ ہمیں اپنی پھٹی نہیں چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب ابو حفص محمد غیاث الدین!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ

وزن کو انصاف کے ساتھ رکھو اور میزان کے اندر کوئی کمی نہ کرو۔

جناب سپیکر! 17-2016 کا چوتھا بجٹ جو پیش کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ قرآن پاک کی اس آیت کے مطابق اور ملکی حالات کے پیش نظر یہ بڑا متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ کسی ملک کی ترقی کا انحصار چار چیزوں کو دیکھ کر کیا جاتا ہے یعنی اس ملک کی تعلیم اچھی ہو، صحت اچھی ہو، زراعت اچھی ہو اور صنعت بہتر ہو۔ میں اپنے اندازے کے مطابق یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ بجٹ ہماری پنجاب حکومت نے ان چار چیزوں کا خیال کرتے ہوئے پیش کیا ہے۔ تعلیم، صحت اور زراعت کے لئے پورے بجٹ کا 57 فیصد یعنی 100 میں سے 57 روپے ان تینوں شعبوں کے لئے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ تعلیم، صحت اور زراعت کے ساتھ ہماری حکومت کی دلچسپی کا اظہار ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم جنہوں نے یہ میزانیہ تیار کیا ہے اُن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں اپنے علاقے کے کچھ مسائل پیش کرنا چاہتا ہوں اس سے پہلے کہ گھنٹی بجا دی جائے۔ میں اپنے حلقہ پی پی۔133 شکر گڑھ کے کچھ ضروری مسائل جو صحت اور تعلیم کے لحاظ سے ہیں وہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرے حلقے میں زیادہ تر دیہات شامل ہیں اور ہمارے ہاں تعلیم کا معیار اللہ کے فضل و کرم سے بہت بہتر ہے کیونکہ زمینیں زیادہ نہیں ہیں اس لئے ہمارے علاقے کے اکثر لوگ تعلیم پر انحصار کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں ہائی سکولوں اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی بہت کمی ہے لہٰذا موضع شاہ پور بھنگو کے بوائز ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا جائے، موضع بھمبو کے گرلز پرائمری سکول کو مڈل سکول کا درجہ دیا جائے، موضع بصرہ جالا کے گرلز پرائمری سکول کو مڈل سکول کا درجہ دیا جائے، موضع دودھو چک میں بوائز ہائی سکول کی عمارت بہت بوسیدہ ہے اور خطرہ ہے کہ کہیں حادثہ رونما نہ ہو جائے اس لئے اس عمارت کو جلد از جلد نیا بنایا جائے۔

جناب سپیکر! ہسپتال کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ ہماری پوری تحصیل کے اندر ایک ٹی ایچ کیو ہسپتال شکر گڑھ ہے جہاں پر ضرورت کے مطابق سہولیات نہیں ہیں لہٰذا میری یہ گزارش ہے کہ ٹی ایچ کیو شکر گڑھ کو ڈی ایچ کیو ہسپتال کے معیار کے مطابق لایا جائے۔ سٹی سکین اور گردے صاف کرنے والی مشینیں مہیا کی جائیں کیونکہ آج کل پانی بہت خراب ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ گردوں کے امراض میں مبتلا ہیں۔

جناب سپیکر! میرے شکر گڑھ کا حلقہ گندم اور چاول کے لحاظ سے بہت مشہور ہے۔ پنجاب کا تقریباً چوتھا حصہ گندم شکر گڑھ مہیا کر رہا ہے جبکہ یہاں کے چاول بہت اچھے قسم کے ہیں جن سے زرمبادلہ کمایا جاتا ہے لیکن زمینداروں کو سڑکوں کی مناسب سہولت نہ ہونے کی وجہ سے آڑھتی اونے

پونے اجناس خرید لیتے ہیں اور ان کی محنت کا پورا بدلہ انہیں نہیں ملتا۔ میری گزارش ہے کہ ظفروال روڈ تا دربار بابا بھروال اور بھمبو روڈ کا بیڈ بڑی مدت سے بنایا گیا ہے لیکن اس پر مزید کوئی کام نہیں ہوا اور بجائے سہولت دینے کے زمینداروں کو اس سے مزید تکلیف ہو گئی ہے۔ موضع پنج گرائیاں تا ہنسو والا سڑک براستہ بصرہ جالا تعمیر کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! چک امرو روڈ براستہ سکھو چک بگولڑا کھر ال کرول سڑک بھی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، معزز ممبران! سپیکر گیلری میں سینیٹر جناب محسن خان لغاری تشریف رکھتے ہیں ہم انہیں welcome کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

غیاث الدین صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ میاں محمد منیر!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (میاں محمد منیر): جناب سپیکر! شکریہ۔ وقت بڑا کم ملتا ہے اور بجٹ پر بات کرنے کے لئے بہت کچھ ہوتا ہے مگر میں نے یہ سوچا ہے کہ شاید بجٹ پر اتنی زیادہ لمبی بات نہ کروں لیکن ان مسائل کی طرف ضرور توجہ دلاؤں جو کہ ہمارے لئے مسئلہ بنتے ہیں اور ان کا حل بھی ہونا چاہئے۔ میں سب سے پہلے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم نے ایک بہترین بجٹ پیش کیا ہے کیونکہ غریب عوام پر کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہیں لگا۔

جناب سپیکر! تعلیم، صحت، زراعت، پینے کا صاف پانی اور آبپاشی جیسے منصوبوں پر توجہ دی گئی ہے۔ شعبہ تعلیم میں ایجوکیٹرز کی بھرتی بالکل شفاف طریقے سے ہو رہی ہے اور مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ آج گورنمنٹ سکولوں کا استاد پرائیویٹ سکولوں کے اساتذہ سے زیادہ پڑھا لکھا اور زیادہ بہتر انداز میں تعلیم دینے والا ہے۔ آج آپ کے سکولوں اور کالجوں میں بچوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ میں اوکاڑہ کالج کی مثال دینا چاہوں گا جہاں پہلے اڑھائی ہزار طلباء ہوتے تھے لیکن اب وہاں پانچ ہزار کے قریب طلباء صرف اس بنیاد پر ہیں کہ کالجوں میں تعلیم کا معیار بہتر ہوا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ missing facilities اور dangerous buildings پر توجہ دی گئی ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے وہ سکول بھی دیکھے جہاں بچوں کو واش روم کی سہولت نہیں ہوتی تھی، سکولوں کی چار دیواری نہیں ہوتی تھی، بچوں کے بیٹھنے کے

لئے جگہ نہیں ہوتی تھی، عمارتوں کی چھتیں ٹپک رہی ہوتی تھیں لیکن آج آپ کے سکولوں میں missing facilities تقریباً ہر معیار سے پوری ہو چکی ہیں اور آج ان سکولوں کا معیار تعلیم بلند ہو چکا ہے۔ آج جہاں پر dangerous buildings تھیں وہاں نئی buildings تعمیر ہو رہی ہیں اور ہو چکی ہیں۔ میں مبارکباد قائد محترم اور وزیر خزانہ کو دینا چاہتا ہوں کہ ان کی کاوشوں سے آنے والے سال کے لئے گیارہ ہزار نئے کمرہ جات یعنی سکولوں میں کلاس رومز بنائے جائیں گے جو کہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اس سے پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ نئے سکول بنائے جا رہے تھے لیکن پنجابی کی مثال ہے کہ "اگا دوڑتے پچھا چوڑ" پچھلے سکول تباہ و برباد ہوتے جا رہے تھے اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں تھا جبکہ نئی عمارتیں بنائی جا رہی تھیں۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ آج پنجاب کے ہر ہسپتال میں وافر مقدار میں ادویات پڑی ہیں۔ پراپیگنڈا کرنے والے اور یہ بات کہنے والے کہ ہسپتالوں میں ادویات نہیں ملتیں، میرے ساتھ چلیں کیونکہ میں خوشاب جیسے دور دراز ضلع کی بات کر رہا ہوں کہ میں نور پور تھل کی بات کرتا ہوں اور میں نوشہرہ کی بات کرتا ہوں۔ جہاں وزیر اعلیٰ نے میری ڈیوٹی لگائی تو میں نے BHUs اور RHCs کے خود visit کئے جہاں پر پورے سال کی وافر مقدار میں ادویات موجود تھیں لیکن جس بات کی کمی تھی میں اس کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ کمی اگر ہے تو ڈاکٹر صاحبان کی ہے۔ میری اس سلسلے میں ایک تجویز ہے کہ ڈاکٹر صاحبان جو سرکاری کالجوں سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوتے ہیں، ان پر یہ پابندی لگائی جائے کہ وہ 12 سال تک اپنی قوم کو deliver کریں گے اور اپنے ملک کی خدمت کریں گے کیونکہ ڈاکٹر بننے کے دوران سرکاری کالجوں میں ان کا خرچ نہیں ہوتا جبکہ ان کے مقابلے میں پرائیویٹ کالجوں میں لاکھوں روپے خرچ ہوتا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ وہ 12 سال تک اپنی قوم کو deliver کرنے کے لئے پابند ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ BHUs اور RHCs کے لئے تجویز ہے چونکہ ڈاکٹر صاحبان دیہاتوں میں نہیں جانا چاہتے تو ماضی میں تین سال کا ایک کورس کروایا جاتا تھا اور اگر اس کورس کا اجراء کر دیا جائے کہ وہ ڈاکٹرز تین سال کے لئے وہاں جا کر deliver کر سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتری آ سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں قائد محترم کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے اوکاڑہ یونیورسٹی قائم کی جس سے لاہور کی یونیورسٹیوں پر بوجھ کم ہو گا کیونکہ اوکاڑہ کے طلباء اس یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کریں گے اور انہیں لاہور نہیں آنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب محمد عمر جعفر!

جناب محمد عمر جعفر: جناب سپیکر شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کے لئے وقت دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ اس کی بڑی مثال سوشل سیکٹر جو ہم ADP میں دیکھتے ہیں کہ total 31 percent of the total development budget سوشل سیکٹر میں allocate ہوا ہے and another major point is health sector جس میں 1.5 Billion is allocated for the health insurance scheme اگر ہم نے truly welfare state بننا ہے تو اس type of schemes کو introduce rapidly اور expand کرنا چاہئے تو This is very positive step

جناب سپیکر! Secondly another success story جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے rural road programme launch کیا تھا اس کے again is continue with that programme اور اس سے ہماری economic activity increase ہو رہی ہے farm to market roads improve ہو رہے ہیں اور ایگریکلچر سیکٹر کے لئے بہت positive role has taken part of that. Secondly I also want to talk about کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے focus کیا ہے ساؤتھ پنجاب کے اوپر جس کی ایک مثال ہے کہ خواجہ فرید یونیورسٹی آف آئی ٹی اینڈ انجینئرنگ رحیم یار خان جس سے local community کو بھی کوالٹی ایجوکیشن ملے اور plus جو nearby provinces ہیں سندھ اور بلوچستان کے ہمارے بہن بھائی وہ بھی اس یونیورسٹی میں جا سکتے ہیں اور اس سے local jobs بھی create ہوں گی۔ انشاء اللہ

جناب سپیکر! میں ایک اور positive بات کرنا چاہتا ہوں جو میرے حلقے میں اس بجٹ میں بھی continues funding ہو رہی ہے اور وہ شیخ زید میڈیکل کمپلیکس ہے جس سے ہماری health facilities increase ہو رہی ہیں جس کے لئے میں بہت شکر گزار ہوں کہ ہماری اس حوالے سے continues funding ہو رہی ہے۔ میں آپ کا اتنا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا مگر very almost

ایک صاف پانی کا پروگرام ہے جس کے متعلق مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ misfortunate two things پروگرام صرف دیہی علاقوں کے لئے ہے جبکہ شہروں کے لئے ابھی انہوں نے focus نہیں کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ایسے پورے پنجاب کو divide نہیں کرنا چاہئے کہ پہلے ہم دیہی علاقوں کو کریں گے اور اس کے بعد شہروں کو کریں گے۔ شہروں میں بھی issues آ رہے ہیں clean drinking water کے اور میں سمجھتا ہوں کہ شہروں کے لئے بھی priority پر فلٹریشن پلانٹ دینے چاہئیں۔ میں نے request through the Public Health Department کی تھی کہ ہمیں ایک واٹر سپلائی سکیم دیں جو پورے رحیم یار خان شہر کو cover کرے اور پرانے پائپوں کو تبدیل کر کے پلاسٹک پائپ استعمال کریں so that صاف drinking water can go to the public مگر بدقسمتی سے یہ include نہیں ہوا۔ جب تک ہم صاف پانی لوگوں کو نہیں دے سکیں گے تو جو پریشر health facilities میں ہمارے ہسپتالوں کے اوپر ہے وہ بہت زیادہ increase ہوگا۔ میری دوبارہ یہ محکمہ خزانہ سے request ہے کہ اسے pursue کرتے ہوئے financially back کریں اور جلد از جلد واٹر سپلائی سکیم پورے رحیم یار خان شہر کے لئے launch کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محمد یعقوب ندیم سیٹھی!

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر خیالات کے اظہار کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے محترمہ وزیر خزانہ عائشہ غوث پاشا اور اُن کی ٹیم کو میاں محمد شہباز شریف کی سربراہی میں عوام دوست جمہوری بجٹ، کسان دوست بجٹ بنانے پر میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اپوزیشن نے نعرے بازی کی اور جب ڈاکٹر صاحبہ بجٹ پیش کر رہی تھیں تو اپوزیشن نے کوشش کی کہ ڈاکٹر صاحبہ کو کسی نہ کسی طریقے سے ڈرایا [*****] لیکن ڈاکٹر صاحبہ کے حوصلے ہمیشہ بلند رہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کے یہ الفاظ اچھے نہیں ہیں ڈرانے دھمکانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ:

للکارے گا جب کوئی آداب سکھا دیں گے
تقدیر کی قوت ہم دنیا کو دکھا دیں گے

جناب سپیکر! دنیا کے مختلف ممالک کے سربراہان میاں محمد شہباز شریف کی انتظامی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے عموماً کئی مواقعوں پر اس بات کا بھی اظہار کرتے ہیں حتیٰ کہ پاکستان کے دوسرے صوبوں میں جہاں ہماری مسلم لیگ(ن) کی حکومت نہیں وہاں کی دوسری پارٹیوں کے کارکن اور نمائندے بھی اس بات کو چاہتے ہیں کہ کاش ہمارے صوبے کا وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف ہو۔اگر پنجاب میں پچھلے ادوار میں سیلاب آئے تو میر اقائد اُن جھونپڑیوں میں جہاں سیلاب آتے تھے وہاں پہنچتا تھا،اگر ڈینگی نے پنجاب کے اندر حملہ کیا تو میر اقائد ہسپتالوں کے اندر مریضوں کی تیمارداری کے لئے پہنچتا تھا،اگر پنجاب کے اندر کسی جگہ پر غریب کے ساتھ ظلم ہو جائے، کسی کسان کے ساتھ ظلم ہو جائے، کسی کے ساتھ زیادتی ہو جائے تو میر اقائد اُس کے گاؤں میں اُس کی چوکھٹ تک انصاف دلانے کے لئے پہنچ جاتا ہے اور میں یہ کہوں گا کہ:

خوشبو کسی تشہیر کی محتاج نہیں ہوتی
سچا ہوں مگر اپنی وکالت نہیں کرتا
میں اپنی جفاؤں پہ نادم نہیں ہوتا
میں اپنی وفاؤں کی تجارت نہیں کرتا

جناب سپیکر! عالمی منڈیوں میں اجناس کی قیمتوں کی وجہ سے پوری دنیا کا جو کسان ہے اور اس کے ساتھ پاکستان کے کسان اجناس کی قیمت میں کمی کی وجہ سے پریشان ہیں کیونکہ ایک کسان دن رات محنت کرتا ہے، وہ تپتی دھوپ میں اپنے کھیتوں میں جاتا ہے لیکن اُس کو اجناس کا اُس کی محنت کے مطابق فائدہ نہیں ہوتا۔اس دفعہ پنجاب حکومت نے ہر شعبہ میں بہت زیادہ پیسے رکھے ہیں لیکن خاص طور پر حکومت نے کسانوں کے لئے package تیار کیا ہے اس میں یوریا کھاد کے فی بیگ میں 400روپے کمی کی ہے اور ڈی اے پی کھاد کے فی بیگ پر 300روپے کمی کی ہے یہ زمیندار کے لئے بہت ہی اچھا initiative ہوگا۔ 7۔ارب روپے سبسڈی بجلی پر چلنے والے ٹیوب ویلوں پر دی گئی ہے تاکہ زمیندار

خوشحال ہو سکیں۔ حکومت وقت نے جو3½ روپے کے حساب سے بجلی کے یونٹ پر کمی کی ہے یہ بہت اچھااقدام ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ایک ارب 80 کروڑ روپے کی لاگت سے ہر ڈسٹرکٹ میں سروس سنٹر بنائے جائیں گے جہاں زمینداروں کے لئے مشینری مہیا کی جائے گی۔ اُس سنٹر کے اندر ٹریکٹر ہوں گے، بلڈوزر ہوں گے، تھریشر ہوں گے اور لینڈلیولرز ہوں گے تاکہ کسان اپنی زمین کو زیادہ سے زیادہ بہتر حالت میں کر سکیں۔ اس سے تقریباً2 لاکھ 25 ہزار ایکڑ زمین قابل کاشت ہو گی۔ اسی طرح پنجاب حکومت اپنے کسانوں کو100۔ ارب روپے کے قرضے دے رہی ہے ان قرضوں کی مد میں اُن کسانوں پر کسی قسم کا کوئی interest نہیں ہو گا اور اس کے اوپر interest پنجاب حکومت برداشت کرے گی جو سبسڈی تقریباً17۔ ارب 70 کروڑ روپے کسانوں کے لئے ہو گی۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں wind up کر دیں۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر !اس کے علاوہ312۔ ارب روپے ایجوکیشن کے لئے رکھے گئے ہیں میرے قائد نے "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" پروگرام شروع کیا ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی، احمد خان بھچر صاحب! آپ کو کیا ہوا آپ بحث میں حصہ نہیں لینا چاہتے ؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں کل بات کروں گا۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں آپ کی مرضی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کا ٹائم مجھے دے دیں۔

جناب سپیکر: ان کا ٹائم آپ کو دے دوں آپ پہلے اُن سے پوچھ لیں۔ بھچر صاحب! آپ کا ٹائم انہیں دے دیں؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں نے لکھ کر دے دیا ہے میں کل بات کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ جی، ڈاکٹر محمد افضل!

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ان کے پیچھے نہ چلو ان کی تمنا نہ کرو
سائے پھر سائے ہیں کچھ دیر میں ڈھل جائیں گے

جناب سپیکر! مجھے بجٹ تقریر پڑھ کر حیرت ہوئی شاید ایسے لگا کہ غلطی سے پچھلے سال کی بجٹ تقریر دُہرا دی گئی اس میں وہی منصوبہ جات سپیشل جو جنوبی پنجاب کے لئے پچھلے سال تھے وہی دوبارہ دُہرائے گئے ہیں جس میں ملتان کا میٹرو پراجیکٹ پچھلے دو سالوں سے بھی یہی کہا جاتا رہا ہے کہ خطیر رقم رکھی گئی ہے اور بہاولپور کے حوالے سے خواتین یونیورسٹی تین سال سے بنی ہوئی ہے ابھی تک اُس کو کوئی بجٹ نہیں دیا گیا۔ ویٹرنری یونیورسٹی دو سالوں سے اُس کا وہی ذکر آرہا ہے اور میں سپیشل کارڈیک سنٹر اور کڈنی سنٹر بہاولپور کا ذکر کرنا چاہوں گا جو کہ 2007 سے مشینری کے ساتھ مکمل ہے لیکن بد قسمتی سے ابھی تک مشینری انسٹال نہیں ہو سکی۔ گڈنی سنٹر ابھی چالو ہو گیا ہے اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ کارڈیک سنٹر بھی جنوبی پنجاب کا اور بہاولپور کا شاید واحد سنٹر ہے۔ بہاولنگر اور رحیم یار خان کے مریضوں کو ملتان اور لاہور آنا پڑتا ہے اُس کی مشینری کو صرف انسٹال کرنا اور چالو کرنا ہے اس سے لاکھوں لوگ مستفید ہوں گے۔ اس کے بعد specially میں اپنا حلقہ چولستان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کو ہم روہی بھی کہتے ہیں بہت سارے لوگ شکار کرنے کے لئے تو جاتے ہیں حیرت کی بات ہے کہ وہاں آج بھی ٹوبہ جات ہیں جہاں سے انسان بھی پانی پیتے ہیں اور جانور بھی پانی پیتے ہیں۔

جناب سپیکر: یقیناً وہ صاف پانی ہو گا۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! صاف پانی نہیں ہوتا، بارش کا پانی اکٹھا ہوا ہوتا ہے۔ 6-2005 میں چودھری پرویز الٰہی کے دور حکومت میں 285 کلو میٹر واٹر سپلائی کی لائن بنی تھی جو کہ چالو رہی ہے وقت کے ساتھ ساتھ فنڈز نہیں ملا واٹر سپلائی کی لائن ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے 2013 میں ایمرجنسی چولستان تشریف لے گئے تھے انہوں نے 2۔ ارب روپے کے package کا اعلان کیا تھا جس سے واٹر سپلائی کی لائن maintain ہونی تھی، آگے extend ہونی تھی اور جانوروں کے لئے شیڈ بننے تھے تو اس کو تین سال ہو گئے ہیں ابھی تک کچھ نہیں بنا۔ وہاں سے اتنا revenue اکٹھا ہوتا ہے اون کی شکل میں، دودھ کی شکل میں، گوشت کی شکل میں۔ میری آپ سے ایک humble گزارش ہے۔

MR SPEAKER: Order please, Order in the House.

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! آپ سے گزارش ہے کہ چولستان کو الگ سے ضلع بنا دیا جائے تاکہ وہاں سے جو revenue اکٹھا ہوتا ہے وہ لاہور کی میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین پر لگتا ہے وہاں پر لوگوں پر صرف ہو سکے تاکہ ان لوگوں کی زندگی کا معیار بہتر ہو سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے دور حکومت میں ایسا نہیں تھا اُس وقت گیس کی لوڈشیڈنگ کی تھی اور نہ ہی بجلی کی۔ ہمیں قائد اعظم سولر پارک کی شکل میں بجلی کے بڑے سہانے خواب دکھائے گئے ہیں۔ دو سالوں میں صرف 100 میگاواٹ چالو ہوئے جو صرف 12 فیصد بجلی دے رہے ہیں، ہمیں 300 میگاواٹ کا کہا گیا کہ وہ اس سال چالو ہونے ہیں اور 600 میگاواٹ کا پتا نہیں کب چالو ہوں گے؟ میری گزارش ہے کہ ہمیں اس کا حق دیا جائے، بہاولپور کے لوگوں کو نوکری پر رکھا جائے اور ہمیں وہاں سے share دیا جائے کیونکہ بہاولپور کے بارے میں کہا گیا تھا کہ ہم اس کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائیں گے لیکن وہ بالکل الٹ ہو گیا ہے اور ہم تو اب زیادہ اندھیروں میں چلے گئے ہیں۔ آج کل بھی دیہاتوں میں اٹھارہ، اٹھارہ گھنٹے لوڈشیڈنگ ہوتی ہے۔ ہمارے جنوبی پنجاب میں 70 فیصد ترقیاتی منصوبے وہ ہیں جو پچھلے بجٹ میں تھے وہ اس وقت مکمل ہوئے اور نہ ہی اب مکمل ہوں گے۔ ہم بیرونی ملکوں سے قرضے لے کر مقروض ہوتے جائیں گے۔ انشاء اللہ وہ وقت آئے گا جب قوم بدلے گی، سیاستدان بدلیں گے، قوم کی تقدیر بدلنے والے سیاستدان آئیں گے اور جن جن لوگوں نے ملک کو لوٹا ہے چاہے وہ پاناما لیکس والے ہیں یا جو بھی ہیں انشاء اللہ قوم دشمن اور ملک دشمن لوگوں کا احتساب ضرور ہو گا۔

وہ صبح سویرا آئے گا انصاف جو ہمراہ لائے گا
پھر تم ہو گے کہ سر اپنا دیواروں سے ٹکراؤ گے
بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ مخدوم سید محمد مسعود عالم!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب جاوید اختر!

جناب جاوید اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بجٹ 17-2016 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ڈی جی خان میں ایک اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔ غلام حسین رنگلاتی نامی شخص جو ایک بہت بڑا جرائم پیشہ تھا جس کا نام کئی دفعہ اسمبلی کے floor پر بھی لیا گیا ہے وہ پولیس مقابلے میں مارا گیا ہے۔ میں ڈیرہ غازی خان کی پولیس، DPO,RPO اور SHO رانا محمد اقبال

خان کو خراج تحسین اور مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ایک بہت بڑے جرائم پیشہ سے ڈی جی خان کے عوام کو نجات ملی۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ پر بات کرتا ہوں۔ میں سب سے پہلے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، محترمہ وزیر خزانہ اور ان کے رفقاء جنہوں نے بجٹ کی تیاری میں ان کی مدد کی ان سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت متوازن اور بہت اچھا بجٹ پیش کیا۔ اس کا حجم 1681۔ارب 43 کروڑ روپے ہے جو کہ پنجاب کی تاریخ کا بہت بڑا بجٹ ہے۔ اپوزیشن ہمیشہ رونا روتی ہے اور پتا نہیں میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین کی بات کیوں کرتی ہے؟ اس بجٹ میں جتنے بھی اہم شعبہ ہائے زندگی ہیں آپ تعلیم کو دیکھ لیں، صاف پانی کو دیکھ لیں بلکہ ہر معاملے میں بہت بڑی رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں تو یہ کہوں گا کہ یہ بجٹ غریب اور کسان کا بجٹ ہے۔ غریب کا بجٹ اس لئے ہے کہ اورنج لائن ٹرین منصوبہ اور میٹرو بس منصوبہ غریب کے لئے ہی ہے۔ اپوزیشن والے پتا نہیں اس بات کو کیوں نہیں سوچتے کہ کیا ان پر پراڈو والے یا مرسڈیز والے سفر کریں گے؟ یہ 150۔ارب روپیہ جو خرچ ہو رہا ہے یہ خالصتاً غریبوں کے لئے خرچ ہو رہا ہے پتا نہیں ان کو اس پر کیوں اعتراض ہے؟ اگر غریب کو انٹرنیشنل لیول کی ایک اچھی سفری سہولت میسر ہوتی ہے تو ان کی مخالفت پھر بجٹ پر نہیں ہے بلکہ غریب پر ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! چونکہ ٹائم بہت مختصر ہے۔ یہ ایک روایت بن چکی ہے کہ جو بجٹ پیش ہوتا ہے چاہے وہ جتنا بھی اچھا ہو لیکن اپوزیشن کا کام بس اس پر تنقید کرنا ہوتا ہے وہ کسی اچھے point کو appreciate کرتی دکھائی نہیں دے گی اور ہم لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ میں کچھ باتیں ایسی بھی کہوں گا جو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت ضروری ہیں جس میں حکومت کو کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں مل سکی۔ خاص طور پر میں صفائی کے حوالے سے بات کروں گا۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے بجٹ کے دوران بھی گزارشات کی تھیں اور ان گزارشات کو appreciate بھی کیا گیا تھا لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ دیہات میں ہر سال اربوں روپے قصبوں پر خرچ ہوتے ہیں۔ جو تیس تیس، چالیس چالیس ہزار کے قصبے ہیں وہاں پر صفائی کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے جو اربوں روپیہ لگتا ہے وہ سال دو سال بعد ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں تجویز ہے کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر صفائی کا مؤثر نظام قائم کیا جائے۔ ٹریکٹر، ٹرالی، سینٹری ورکرز وہاں پر لگائے جائیں کیونکہ دیہات میں بھی انسان رہتے ہیں ان

کو بھی یہ سہولت فراہم کرنا بہت ضروری ہے۔ میری تجویز ہے کہ ان دو سالوں میں حکومت تھانہ کلچر اور کرپشن کے خلاف جہاد پر کمر کس لے۔ یہ ہماری بہت بڑی ضرورت ہے ہم تھانہ کلچر کو ختم نہیں کر سکے۔ تھانہ کلچر ہماری پارٹی کو بہت بدنام کر رہا ہے۔ میری یہ تجویز ہے اور میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے بھی گزارش کی تھی کہ ان آخری دو سالوں میں کرپشن اور تھانہ کلچر کو کنٹرول کرنے کے لئے اپنی انرجی لگا دیں۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے صاف پانی کا پروگرام شروع کیا۔ یہ پروگرام انتہائی اہم ہے لیکن اس کی implementation پر توجہ دینی چاہئے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ پچھلے بجٹ کے ADP میں تین واٹر سپلائی سکیمیں رکھی گئیں۔ میری محترمہ وزیر خزانہ کی خدمت میں گزارش ہے پچھلے بجٹ کے ADP میں تین واٹر سپلائی سکیمیں رکھی گئیں لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک ہفتہ پہلے صرف اس کے ٹیسٹ بورڈ شروع ہوئے اور اب دوسرا بجٹ آ گیا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اتنی heavy amount وزیر اعلیٰ پنجاب اور محترمہ وزیر خزانہ نے اس کے لئے رکھی ہے تو اس کی implementation پر بھی توجہ دیں تاکہ لوگوں کو خاطر خواہ فائدہ ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جو پچھلی واٹر سپلائی سکیم ہے میری ایک اہم گزارش محترمہ وزیر خزانہ سے ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نعیم صاحب! آپ محترمہ وزیر خزانہ کے پاس سے اٹھ کر اپنی سیٹ پر چلے جائیں، مہربانی کریں۔ جی، جاوید اختر صاحب! منسٹر صاحبہ نے آپ کی بات نہیں سنی آپ دوبارہ کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! اتنا ٹائم تو ہے نہیں کہ بات کو دہرایا جائے۔ 50 فیصد واٹر سپلائی سکیمیں دیہات میں due to non-payment بند ہو گئی ہیں کیونکہ واپڈا کے بلوں کو ادا نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ 16 energy empire کو convert کیا جائے۔ یہ میری بہت اہم تجویز ہے اس پر ضرور عملدرآمد کیا جائے۔ اس سال کا جو ترقیاتی بجٹ ہے وہ ماشاء اللہ بہت heavy amount کا ہے وہ 550۔ ارب روپے کا ہے۔ اس سے پنجاب کو انشاء اللہ ایک ترقی کا نیا roadmap ملے گا۔ جنوبی پنجاب کے لئے 175۔ ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر!میں وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ گزارش بھی کرتا ہوں کہ اس کی implementation وقت پر ہونی چاہئے۔ پچھلے تین سال کی سکیموں پر بھی implementationابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سید محمد محفوظ مشہدی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جی، رمیش سنگھ اروڑا!

جناب رمیش سنگھ اروڑا: شکریہ۔ جناب سپیکر!سب سے پہلے میں محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے معزز وزیر اعلیٰ کی سر براہی میں ایک عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کیا جس میں خاصی رقم ڈویلپمنٹ سیکٹر کے لئے مختص کی گئی ہے۔ پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ پچھلی دفعہ جو ٹوٹل بجٹ 400 بلین روپےallocate کیا گیا تھااس کو بڑھا کر 550 بلین روپے پر لے کر گئے جس میںgrowth 37.5 percent دکھائی گئی۔اگر دیکھا جائے تو جس دن ہم نے یہ حکومت سنبھالی ، ہم نےKPIs کی بات کی کہ ہم اپنےindicators کوpositive direction میں لے کر جائیں گے تو یہ اسی کاایک سلسلہ ہے اور تین سال میں جن ڈیپارٹمنٹس نے اچھی کارکردگی کی ان ڈیپارٹمنٹس میں صحت،ایجوکیشن،صاف پینے کا پانی اور لاءاینڈآرڈر ہیں ان کے لئے ہم نے 37.5 percent overall development budget increaseکیاہے۔

جناب سپیکر!ایک بات جو میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ہم کہہ رہے ہیں کہ Punjab growth strategy کو2018تک 8فیصد پر لے جائیں گے،اس میںtransforming Punjab کی بات کی جارہی ہے اس کے جو چھimportant pillars ہیں جس میں ہم انوسٹمنٹ increase کی بات کررہے ہیں اور ہم کہہ رہے ہیں کہ 2018تک 70.5فیصدincrease کریں گے۔ہماری growth جواس وقت 4فیصد سے تھوڑی اوپر یانیچے ہے اس کو ہم 8فیصد پر لے کر جائیں گے اوراس پر ہماری گورنمنٹ committed ہے۔اس میں ہمارےlegislators،ہماری کیبنٹ،وزیر اعلیٰ اور ان کی ٹیم committed ہیں کہ ہم نے پنجاب کیgrowth کو 8فیصد پر لے کر جانا ہے۔ ہم نے 2018 تک 2ملین لوگو ں کوchange کرنا ہے اور اس کے ساتھ پنجاب کی export کو 15فیصد بڑھاناہے۔ہمMillennium Development Goalکی بات کرتے ہیں،ہماری حکومت committedہے کہ2018 تک جتنے بھیMillennium Development Goals ہیں ان کوachieve کرنا ہے اور ہم اس کے ساتھ بھیcommittedہیں کہ Targeted sustainable Development Goals بھی2018تکachieveکریں گے۔اس کے ساتھ

ساتھ ہم نے لاء اینڈ آرڈر situations کو بھی favourable بنانا ہے۔ایک بات جس کا پہلے میں نے ذکر کیا ہے کہ ٹوٹل ڈویلپمنٹ بجٹ کا 31 percent is allocated toward social sector اس میں ہم نے focus رکھا ہے کہ ہمارا social sector جس میں صحت، ایجوکیشن اور صاف پینے کا پانی ہے۔

جناب سپیکر! ہمیں اپوزیشن کے ممبران کی طرف سے ایک پانی کی بوتل دکھائی گئی لیکن کتنا ہی اچھا ہوتا کہ اگر اس تنقید کے ساتھ ایک تجویز بھی دیتے۔ شاید یہ بوتل دکھائی گئی ہے کہ کہاں ہے صاف پینے کا پانی؟ ہماری حکومت اس وقت committed ہے کہ صاف پینے کا پانی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اسی لئے ہم نے اچھی خاصی رقم allocate کی ہے۔ یہ شروع کے پانچ اضلاع سے نکل کر اب تمام صوبے میں صاف پانی کے منصوبے کو لے کر جا رہے ہیں اور ہماری commitment ہے کہ 2018 تک صاف پینے کا پانی پنجاب کے ہر گھر کو پہنچانا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ جو infrastructure کے لئے amount رکھی گئی ہے جس میں روڈز کی rehabilitation شامل ہے کیونکہ unfortunately ہمارا کسان اپنی production وقت پر منڈیوں تک نہیں پہنچا سکتا۔ جس کی وجہ سے کسان کا نقصان ہوتا ہے تو اس وقت ہماری حکومت committed ہے کہ rural roads کو rehabilitate کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایگریکلچر سیکٹر ہے جس کے لئے وزیراعلیٰ کا 100 بلین روپے کا package ہے وہ ہمارے غریب کسانوں کے لئے allocate کیا گیا ہے تاکہ ان کا ایگریکلچر میں پچھلے تین سالوں میں جو نقصان ہوا ہے اس کا ازالہ کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جہاں پر پرائم منسٹر پاکستان نے ڈی اے پی اور یوریا کھاد کی prices کو کم کیا ہے وہاں پر پنجاب حکومت بھی اپنی commitment دکھا رہی ہے کہ ہم نے بھی ان prices کو کم کرنا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں کچھ تجاویز کے لئے محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ پنجاب سکھوں کا ایک بہت ہی قدیمی ورثہ ہے۔ اگر دیکھا جائے تو پنجاب سکھوں کی جنم بھومی ہے۔ یہ پنجاب ہی ہے جہاں سے سکھ جنم بھومی ہوئی اور آج سے پانچ سو سال پہلے گلاب دیوی کا جنم اسی ننکانہ صاحب کی دھرتی پر ہوا اور ان کی آخری آرام گاہ بھی پنجاب نارووال میں ہی ہے۔ Sikh Heritage جہاں پنجاب میں موجود ہے تو میں فنانس منسٹر صاحبہ سے درخواست کروں گا کہ ایک بجٹ allocate کیا جائے کیونکہ سکھ اور پاکستان کا ناخن اور گوشت کا رشتہ ہے۔ دنیا کی بہت ساری طاقتیں لگی ہوئی ہیں کہ اس رشتے کو کسی طریقے سے توڑا جائے لیکن ہم نے اس رشتے کو برقرار رکھنا ہے اور ہم نے

باہر انٹرنیشنل سکھوں کوattract کرنا ہے تاکہ tourist پاکستان میں زیادہ سے زیادہ آئیں جس سے ہماری economy boost کرے گی وہاں پر پاکستان کا soft image بھی دنیا میں ابھرے گا۔

جناب سپیکر! میری محترمہ وزیر خزانہ سے request ہے کہ اس وقت Sikh Heritage یا سکھ کلچر جس میں رنجیت سنگھ کی جائے پیدائش اور بہت سارے ایسے گردوارے ہیں جن کو rehabilitate کرنے کی ضرورت ہے تو میری محترمہ وزیر خزانہ سے request ہو گی کہ next budget میں اس کو بھی دیکھا جائے۔اس کے ساتھ ساتھ میں محترمہ وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری request پر ننکانہ صاحب گردوارہ اور اس کے اردگرد settled Sikh community کے لئے 50 ملین روپے ADP میں رکھے اور میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ ننکانہ صاحب کو آپ نے consider کیا اور وہاں کے روڈز جو گردوارہ کو لنک کرتے ہیں ان کے لئے اور Sikh community کے لئے فنڈز رکھے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! میں صرف ایک request کروں گا کہ اس وقت ہیلتھ سیکٹر particularly Tertiary Care پر بہت زیادہ لوڈ ہے لہٰذا وقت کی ضرورت ہے کہ Basic Health Unit, Rural Heath Centre, THQ اور DHQ کو effective بنائیں۔ اس وقت ہو یہ رہا ہے کہ ہمارا زیادہ سے زیادہ لوڈ ٹریشری کیئر ہیلتھ پر آرہا ہے اور ہمیں اس پر توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ڈاکٹر نادیہ عزیز!

ڈاکٹر نادیہ عزیز: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنا جامع، متوازن، غریب دوست اور عوام کی امنگوں کا ترجمان بجٹ پیش کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ کریڈٹ بھی میرے قائد کو جاتا ہے کہ انہوں نے تاریخ کا سب سے بڑا 1681۔ارب 41 کروڑ روپے کا بجٹ پیش کیا ہے اور یہ کریڈٹ بھی جاتا ہے کہ یہ مسلسل ماشاءاللہ یہ نواں بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح سے ہماری پاکستان مسلم لیگ (ن) کی گورنمنٹ نے پہلے بھی ماضی میں serve کیا ہے تو اگر اسی جذبے اور dedication کے ساتھ serve کرتے

رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ پانچ سال نہیں بلکہ اگلے پانچ سال بھی اپوزیشن کو یہاں آکر بیٹھنے کا موقع نہیں ملے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے یہ بھی یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس بجٹ پر implementation سے ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی، نوجوانوں کو روزگار ملے گا، عوام کو ریلیف ملے گا اور ہمارے پنجاب میں سبز انقلاب آئے گا۔ میں یہاں پر اپنی بہن ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو کچھ تجاویز بھی دینا چاہوں گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ آپ کے ٹیکسز جتنے کم اور عام فہم ہوں گے تو اتنی ہی ٹیکسز کی collection اور revenue generate کرنا آسان ہو گا تو میری request ہو گی کہ جو خالی پلاٹس پر ٹیکس لگایا گیا ہے اس پر نظر ثانی کی جائے اور اس پر ہمدردانہ غور کیا جائے بلکہ اگر اس کو واپس لے سکتے ہیں تو اس کو واپس لیا جائے۔ میری ایک اور درخواست ہے کہ ہماری جائیدادوں کی خرید و فروخت یا رجسٹریشن پر normally ڈی سی ریٹ مقرر کئے ہوئے ہیں اور ان کی خرید و فروخت اس کے مطابق ہوتی ہے اور عمومی طور پر یہ تصور کیا جاتا ہے کہ اس میں سالانہ 10 فیصد اضافہ ہو گا۔ میں specially سرگودھا کا ذکر بھی کرنا چاہوں گی اور میرے نوٹس میں آیا ہے کہ ان ڈی سی ریٹس میں 50 سے 60 فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے جو کہ ناانصافی ہے۔ میں اپنی بہن سے request کروں گی کہ وہ اس کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر! میری تیسری request ہو گی کہ اگر pilferage کو کم کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے ریونیو کو اور بڑھا سکیں گے۔ اگر میں یہاں پر اپنے شہر کا ذکر نہ کروں تو بڑی ناانصافی ہو گی، میرا حلقہ پی پی ۔34 سرگودھا شہر سرگودھا ڈویژن کا ہیڈ کوارٹر ہے اور میں یہاں پر اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی کہ انہوں نے سرگودھا شہر کے لئے ایک بڑے package کا اعلان کیا جو تقریباً 175۔ ارب روپے کا ہے جس میں سیوریج کی سکیمیں، واٹر سپلائی کی سکیمیں اور انٹر سٹی روڈز شامل ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ سکیمیں پنجاب حکومت کی طرف سے سرگودھا کے شہروں کے لئے گفٹ ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس وقت یہی درخواست کروں گی کہ ان سکیموں کو جلد از جلد مکمل کیا جائے۔ میری ایک request پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ سے بھی ہو گی کہ جب ہم کسی ضلع یا شہر کے لئے کوئی سکیم لیتے ہیں یا کوئی سکیم take up کی جاتی ہے تو normally یہ ہوتا ہے کہ اس کے completion period کو چار یا پانچ سال پر محیط کر دیا جاتا ہے تو لہٰذا ان سکیموں کو دو یا تین سالوں سے

اوپر نہ بڑھایا جائے تاکہ یہ سکیمیں جلد مکمل ہوں اور ہم جو desired result ان سکیموں سے لینا چاہتے ہیں وہ ہم لے سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اپنے قائد، لیڈر کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہوں گی کہ ایک گرلز ڈگری کالج میرے حلقہ میں پہلے دیا گیا تھا۔ اب میرے حلقہ میں ایک اور گرلز ڈگری کالج دیا گیا ہے جو کہ یہاں کا بہت بڑا دیرینہ مطالبہ تھا۔ میں اس کے لئے اپنی پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کیونکہ یہ ایک بہت پرانا مطالبہ تھا جو اس دفعہ منظور کیا گیا ہے۔ وہ لوگ جو دور دراز علاقوں سے پڑھنے کے لئے آتے تھے، ان کو کافی مشکلات تھیں اور اب اس سے ان کو relief ملے گا۔

جناب سپیکر! مطالبات سے مجھے یاد آیا ہے کہ ایک بہت پرانا مطالبہ ہمارے سرگودھا ڈویژن کا چلا آ رہا ہے کہ یہاں پر ہائی کورٹ بنچ بنایا جائے۔ میری اپنی پنجاب حکومت سے یہ request ہوگی کہ ہائی کورٹ بنچ کے قیام کو بھی ممکن بنایا جائے کیونکہ اس بنچ کے قیام سے نہ صرف سرگودھا ڈویژن بلکہ اردگرد کے اضلاع کو بھی فائدہ متوقع ہے اس لئے میری یہ request ہوگی کہ ہائی کورٹ بنچ کا قیام عمل میں لایا جائے اور اگر اس میں کوئی رکاوٹیں ہیں تو ان کو دور کیا جائے اور اس کے قیام کو ممکن بنایا جائے۔ آخر میں صرف ایک ہی بات کروں گی کہ جس طرح سے ہمارے قائدین نے ہر قسم کے حالات میں serve کیا اور انہوں نے اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو منوایا، اپنی حب الوطنی کا مظاہرہ کیا۔ میں ایک شعر ان کی نذر کرنا چاہوں گی کہ:

میرے ہاتھ میں قلم ہے، میرے ذہن میں اجالا
مجھے کیا مٹا سکے گا کوئی ظلمتوں کا پالا
مجھے فکر امن و عالم، تجھے اپنی ذات کا غم
میں طلوع ہو رہا ہوں تو غروب ہونے والا

شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ محترمہ عفت معراج اعوان!

محترمہ عفت معراج اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے 17-2016 کے بجٹ پر بولنے کا موقع عطا فرمایا۔ 1681۔ ارب 41 کروڑ روپے کا اتنا بڑا بجٹ پیش کرنے پر میں جناب وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف، محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گی کہ اتنے مشکل حالات میں انہوں نے ایک معیاری اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ اس

بجٹ کی ایک خاص بات 100۔ارب روپے کا زرعی package ہے، ہمارے دیہی علاقوں کے لئے ایک بہت بڑا تحفہ ہے کہ وفاقی حکومت کی طرح پنجاب حکومت نے بھی 100۔ارب روپے کے package کا اعلان کرکے زمینداروں کی مشکلات کا تھوڑا بہت مداوا کیا ہے۔ آج کل ہماری زراعت کی جو معیشت ہے وہ اس وقت کافی مسائل کا شکار ہے۔ پچھلے دنوں دھان کی فصل میں زمینداروں کو بہت زیادہ نقصان ہوا تو اس سے ان کا کم از کم کچھ ازالہ ہو سکے گا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں تعلیم اور صحت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے، تعلیم اور صحت کی جو بنیادی سہولیات ہیں ان میں دیہی علاقوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے ہمارے دیہی حلقوں کی حالت بہت خراب تھی، تعلیم اور صحت کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔

جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کے مسائل کا ذکر کرنا بھی مناسب سمجھوں گی کیونکہ میرا حلقہ پی پی۔53 جڑانوالہ بہت ہی پسماندہ حلقہ ہے، یہاں پر تعلیم، صحت کی سہولتیں اور اس کے ساتھ ساتھ سفری سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ بجٹ پیش ہونے سے پہلے محکمہ تعلیم کی طرف سے، 591 گ ب میرے حلقہ کا مین قصبہ ہے، اس میں بوائز ڈگری کالج اور 101 گ ب علی پور بنگلہ میں گرلز ڈگری کالج کے قیام کی تجویز دی گئی تھی لیکن اس بجٹ میں وہ شامل نہیں۔ اسی طرح ننکانہ سے جڑانوالہ روڈ کے لئے 29 کروڑ روپے کا estimate رکھا گیا تھا جو کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کے لئے میں نے درخواست بھی کی تھی لیکن اب end پر اس کا بھی کہیں بجٹ میں ذکر نہیں ہے۔ میرے حلقہ کے چار انتہائی اہم روڈز ہیں، چاروں ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ بچیانہ سے بجیکی، جڑانوالہ سے شاہ کوٹ، جڑانوالہ سے کھرڑیانوالہ اور جڑانوالہ سے ننکانہ صاحب تک ہیں۔ جڑانوالہ سے ننکانہ صاحب کی جو روڈ ہے، یہ مسلسل تیسرا بجٹ ہے جس میں یہ نذر انداز ہو رہی ہے اور ابھی تک pending کا شکار ہے۔ ان کی ساری recommendations بھی مکمل ہو چکی ہیں لیکن جب بھی بجٹ آتا ہے تو عین ٹائم پر اس کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ میری یہ request ہو گی کہ ننکانہ صاحب سے جڑانوالہ اور بجیکی سے بچیانہ روڈ جو کہ میرے حلقہ کی انتہائی اہم روڈز ہیں، اس کے علاوہ ساتھ والے جو علاقہ جات ہیں ان کے لئے بھی ایک سفری سہولت ہے۔ جڑانوالہ سے ننکانہ صاحب کی جو روڈ ہے یہ سب سے زیادہ استعمال ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ان سڑکوں پر خصوصی توجہ دی جائے۔ اس بجٹ میں ان سڑکوں کو شامل کیا جائے۔ میرے حلقہ کی عوام کا سفری سہولت ایک بنیادی حق ہے یہ ان کو دیا جائے۔ میں وزیر خزانہ کا شکریہ بھی ادا کروں گی کیونکہ میں نے ان سے request کی تھی جو انہوں نے

قبول کر لی۔ میرے حلقہ بچیانہ میں سپیشل ایجوکیشن سنٹر کے قیام کے لئے ایک کروڑ 75 لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے اس کے لئے میں محترمہ وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے چلو میرے لئے کچھ نہ کچھ تو بجٹ میں رکھا ہے۔ میں ان سے یہ request کروں گی کہ میرے حلقہ کی ان چار سڑکوں میں سے دو سڑکیں انتہائی اہم ہیں۔ ان میں سے ایک ننکانہ سے جڑانوالہ روڈ دوسری بچیانہ سے بچیکی ہے، مہربانی فرما کر ان دو سڑکوں کے لئے کچھ رقم مختص کر دیں تو میں ان کی انتہائی مشکور رہوں گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جو بہت رحمان ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے آج کے بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جس طرح سے ایک روایت چلی آ رہی ہے کہ بجٹ آنے کے بعد حکومتی بنچز تعریفوں کے پل باندھتی ہے اور اپوزیشن تنقید کرتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری پارلیمنٹ کے یہاں پر جتنے بھی معزز ممبران بیٹھے ہوئے ہیں، ان سب کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم حق اور سچ کی یہاں بات کریں۔ چاہے ان کا تعلق اپوزیشن سے ہو چاہے ان کا تعلق حکومتی بنچوں سے ہو۔ عزت دینے والی، منصب دینے والی، وہ ذات ہے جس نے ہم تمام لوگوں کو یہاں پر بٹھایا ہوا ہے۔ سب سے پہلے ہم اس کو جواب دہ ہیں اور اس کے بعد اپنے حلقہ کی عوام کو جواب دہ ہیں۔ اگر ہم یہاں پر بیٹھ کر سب اچھا کہیں گے اور تعریفوں کے پل باندھ دیں گے تو ہم بھی اسی طریقے سے گنہگار ہیں جس طریقے سے وہ غلط کام کر رہے ہیں ہم بھی اس میں برابر کے شریک ہو جائیں گے۔ میں یہ ہرگز نہیں کہہ رہی ہوں کہ اچھے کاموں کو appreciate نہ کیا جائے اچھے کام کو بھی appreciate کرنا چاہئے لیکن at least اس وقت کے جو موجودہ گھمبیر حالات ہیں۔ جس میں ایسی آوازیں بھی آ رہی تھیں جب حکومتی بنچوں سے منسٹر صاحبہ تقریر کر رہی تھیں اور ڈیسک بجا بجا کر ان کو appreciate کیا جا رہا تھا، مجھے حیرانی اس بات پر ہو رہی تھی کہ اگر ہم appreciate اس بات پر کرتے کہ یہ اتنا بڑا فرضی اعداد و شمار پر مبنی بجٹ ہے اور یہ وہ بجٹ ہے جو کہ قرضہ لے کر آپ پیش کر رہے ہیں۔ ہم تمام اپوزیشن کے لوگ بھی appreciate کرتے کہ اگر یہ ان کا اپنا generate کیا ہوا پیسا ہوتا تو پھر واقعی ہی اس حکومت کی بہت بڑی کامیابی تھی لیکن قرضہ لے کر آپ اتنے بڑے بجٹ کا حجم پیش کر رہے ہیں۔ میں تو اس پر افسوس کروں گی، اس میں appreciation والی کوئی بات نہیں ہے۔ آٹھ

سال قبل 2008 میں موجودہ گورنمنٹ نے، اسی ایوان کے اندر بجٹ پیش کرتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ ہم قرض کا بوجھ نہیں چھوڑیں گے اور کشکول کو توڑ دیں گے۔

جناب سپیکر! آج جب یہ بجٹ پیش ہوا جس میں اس وقت یہ صوبہ 533۔ ارب روپے کا مقروض ہے۔ اگر ہم اس میں قائد اعظم سولر پارک، اورنج لائن ٹرین اور محکمہ فوڈ کے اعداد و شمار شامل کر لیں تو اس وقت یہ صوبہ تقریباً 900۔ ارب روپے کا مقروض ہے اور ہم یہاں پر ڈیسک بجا بجا کر اپنی لیڈر شپ کو appreciate کر رہے ہیں جبکہ آپ نے اس صوبے کے بچے بچے کو قرض کے اندر دبا دیا ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ یہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے تو یہ بھی ذرا حوصلے سے سنیں کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی بار پنجاب آئندہ مالی سال میں 124۔ ارب روپے سود کی مد میں دے رہا ہے۔ یہ پیسے تعلیم، انصاف اور ترقیاتی بجٹ سے جاتے ہیں جو آپ سود کی مد میں دے رہے ہیں تو ہم کس بات کے ڈیسک بجا رہے ہیں، کس بات کو appreciate کر رہے ہیں؟ خدارا ہم نے یہاں بیٹھے نہیں رہنا، ہمارے ایک بھائی دو دن پہلے ہم میں موجود تھے اور آج نہیں ہیں ہم نے اللہ کے آگے جواب دینا ہے اور وہاں پر جا کر کوئی پروٹوکول کام آئے گا اور نہ ہی یہ لیڈر کام آئیں گے وہاں جا کر تو ہر کسی نے اپنا اپنا جواب دینا ہے۔ اگر ہم حق و سچ کی بات نہیں کریں گے تو کسی نے ہمارے کام نہیں آنا اس لئے مہربانی کر کے تعریفوں کے پل باندھنا بند کر دیں اور حق و سچ کا ساتھ دیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے کہتی ہوں کہ یہاں حق اور سچ کی بات کریں حکمرانوں سے مت ڈریں بلکہ اللہ کی ذات سے ڈریں چونکہ عزت و ذلت سب اس کے ہاتھ میں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! بجٹ پر بات کریں۔

جناب غزالی سلیم بٹ: جناب سپیکر! محترمہ! بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں بجٹ پر ہی بات کر رہی ہوں۔ یہ لوگ سننے کا حوصلہ رکھیں، میں حق اور سچ کی بات کر رہی ہوں ان کی آنکھیں جگا رہی ہوں، ان کے ضمیر جگا رہی ہوں کہ خدارا غور کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک سوال کرنا چاہتی ہوں کہ چودھری پرویز الٰہی نے 100۔ارب روپے کا surplus صوبہ دیا تھا جو آج 900۔ارب روپے کا مقروض کیوں ہے؟

جناب سپیکر: کس نے کیا؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتی ہوں کہ اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں آپ کو بجٹ کے figures بتاتی ہوں۔ آج ہم قرضے میں اتنے بڑے بڑے بول بول رہے ہیں یہ کس وجہ سے بول رہے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔ آپ اپنا ٹائم ضائع نہ کریں۔ مہربانی کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر: باقیوں کو تو چپ کرائیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جو لیڈر شپ کی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں، پنجاب کو جنت کا گہوارہ بنانے کے اقدامات۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بجٹ پر بات کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے چور چور کی آوازیں)

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتی ہوں کہ اس حکومت کا مسئلہ کیا ہے؟ اس حکومت کا سب سے بڑا مسئلہ نااہلی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk please جی، محترمہ آپ بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہم نے ان کی مکھن زدہ تقریریں خاموشی سے سنی ہیں۔ یہ بھی مہربانی کر کے حوصلے سے ہماری بات سنیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ ٹائم ضائع کروا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو رہا ہے۔ آپ مہربانی کریں۔ آرڈر پلیز۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! محترمہ سچ کہہ رہی ہیں اسی لئے ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس حکومت کا سب سے بڑا مسئلہ نااہلی ہے۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! [*******]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے اور کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ یہ اندازہ لگالیں کہ تعلیم، صحت اور ترقیاتی بجٹ کا 50 فیصد سے زیادہ استعمال ہی نہیں ہوا، 50 فیصد utilization of budget سے زیادہ cross نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، وہ جواب دیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: پھر آپ مجھے بتائیں کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے بات کیا کی ہے؟

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! یہ گیارہ سال تک لوٹتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں، آپ جھنجھوڑ کر بات نہ کریں، تشریف رکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ ایسے آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ آپ کی مہربانی، آپ کا مقررہ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! محترمہ کا ٹائم ختم نہیں ہوا۔ آپ باقیوں کو تو تیس تیس منٹ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟ عارف عباسی صاحب! آپ اپنے آپ کو کنٹرول کیجئے، آپ بغیر اجازت کے بول رہے ہیں۔ You are not allowed۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جھوٹی تعریفیں کرنے والوں کو تو آپ چالیس چالیس منٹ دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: Sit down please, I say sit down آپ کی بڑی مہربانی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ کو اپوزیشن کی بات سننا پڑے گی۔ آپ زیادتی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کس کی اجازت سے بول رہے ہیں؟ کیسے بول رہے ہیں؟ No, not allowed آپ بیٹھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، آپ اپنی بات بند کریں، میں نہیں سنوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ زیادتی کر رہے ہیں، آپ انصاف نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ کس حیثیت میں بول رہے ہیں؟ میں نے آپ کا نام ہی نہیں پکارا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ ناانصافی کر رہے ہیں، آپ discrimination کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ عباسی صاحب! آپ تشریف رکھیں، عباسی صاحب! آپ تشریف رکھیں، میں ان کو سپیشل دو منٹ دیتا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم اس پر ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ مجھے بات نہیں کرنے دیتے، چودھری پرویزالٰہی کے نام سے ان کو تکلیف ہوتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ انہیں پانچ منٹ دے دیں کہ وہ wind up کر لیں۔ آپ ان کو بات نہیں کرنے دے رہے اور کچھ لوگوں کو آپ ڈبل ٹائم دے دیتے ہیں اور انہیں disturb بھی نہیں کرتے۔ ہم اس پر ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں بدتمیزی سے بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ ٹھیک ہے آپ کی مرضی ہے۔ میں نے پوری طرح ان کی بات سنی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ
کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! یہ تو بڑی زیادتی ہے اور عوام کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ آ جائیں گے چونکہ انہوں نے ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! اب کتنا پر سکون ماحول ہے۔

جناب سپیکر: شُنیلا رُوت صاحبہ آپ بھی جارہے ہیں؟ آپ کی باری آنے والی ہے پھر مجھے نہ کہنا، میں نام پکار دوں گا۔ پتا نہیں شاہ صاحب نے آکر ایک دم سے کیا کیا ہے۔ جی، محترمہ ثمینہ نور!

محترمہ ثمینہ نور: جناب سپیکر! شکریہ۔ جب بھی کوئی بجٹ پیش کیا جاتا ہے اس پر different views پائے جاتے ہیں کوئی بجٹ کو عوام دوست کہتا ہے اور کوئی عوام دشمن بجٹ قرار دیتا ہے۔ اگر بجٹ 2016-17 کو دیکھیں تو اس بجٹ میں ہر سیکٹر کے لئے جو proposed allocations ہیں جیسا کہ سوشل سیکٹر کے لئے 31 فیصد اور انفراسٹرکچر کے لئے 29 فیصد ہے۔ اگر ان سیکٹر کے لئے اسی proportion سے ان فنڈز کو utilize کیا جائے تو میرے خیال میں یہ بجٹ بہت جامع اور متوازن ہے جس میں تمام پہلوؤں پر توجہ دی گئی ہے۔ اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ جس پر ہم پچھلے سال سے بہت criticize بھی سن رہے ہیں اور سب لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک بوجھ ہے۔

جناب سپیکر! میں کہوں گی کہ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کسی بھی ملک کی ترقی کو جانچنے کا parameter بھی ہوتا ہے۔ لاہور ایک انٹرنیشنل سٹی ہے اور انٹرنیشنل سٹی کی demand دوسرے شہروں سے مختلف ہوتی ہے جہاں پر donors نے آنا ہوتا ہے، different agencies کے لوگوں نے آنا ہوتا ہے اور جب وہ یہاں ترقی ہوتی دیکھتے ہیں تو جاکر باہر سے آپ کے لئے different investors ڈھونڈ کر لاتے ہیں کہ یہ ایسی nation ہے جو اپنے فنڈز کو properly utilize کرنا جانتی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح KPRRP ایک ایسا منصوبہ ہے کہ جس سے کسانوں کی زندگی میں معاشی انقلاب کے دروازے کھلے ہیں۔ اس کی زرعی اجناس منڈی تک بروقت پہنچ رہی ہے۔ اگر اس منصوبے کو دیہات کے لئے game changer کہا جائے تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ اس بجٹ میں اس کے لئے 27۔ ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے جو کہ دیہات کی سڑکوں کی حالت کو دیکھتے ہوئے مجھے نہایت کم لگ رہے ہیں لہٰذا اس رقم میں اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! پچھلے tenure میں schools merge policy متعارف کروائی گئی تھی جس کے تحت جن سکولوں میں low enrolment تھی ان کو دوسرے سکولوں میں merge کر دیا گیا تھا۔ اب ان سکولوں کی عمارتیں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ میری تجویز ہے کہ حکومت ان عمارتوں میں خواتین کے لئے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کھول دے۔ اس کے لئے محکمہ ترقی خواتین سے راہنمائی

لی جائے یا پھر Public Private Partnership کے تحت یہ ادارے قائم کئے جائیں۔ ہمارے دیہات کی ہر خاتون تحصیل کی سطح پر بنائے گئے ووکیشنل سنٹرز میں جانے کی سکت نہیں رکھتی جبکہ خواتین ہماری آبادی کا 52 فیصد ہیں۔ ہمیں ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے اپنی خواتین کو ہنر مند بنانا ہوگا۔ ہمیں صرف ڈگریوں والے بابو نہیں چاہئیں بلکہ skilled labour کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ اور وزیر منصوبہ بندی و ترقیات سے ایک گزارش ہے جو کہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں کہ جب ممبران صوبائی اسمبلی سے ترقیاتی سکیمیں لی جاتی ہیں تو وہ ہر حلقہ کے لئے برابری کی سطح پر ہونی چاہئیں۔ آپ نے کسی ممبر صوبائی اسمبلی کے حلقہ کے لئے تو 300 ملین روپے تک جاری کر دیئے ہیں لیکن جب پی پی۔185 کی باری آتی ہے تو صرف 20 ملین روپے release کئے جاتے ہیں۔ میرے حلقہ کی ایک سڑک سال 2014 سے بننا شروع ہوئی تھی اور اس کی لمبائی صرف 12 کلو میٹر ہے۔ پچھلے تین سالوں سے یہ جاری ہے اور اس موجودہ بجٹ میں بھی یہ سڑک fully funded نہیں ہے۔ جب میرے حلقہ کے لوگ ساتھ والے حلقہ کے لوگوں اور علاقے کو ترقی کرتا دیکھتے ہیں تو ان میں احساس محرومی بڑھتا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میری اس تجویز کو seriously take up کیا جائے۔

جناب سپیکر! پاکستان کی agro-based economy ہے اور جب یہ شعبہ پسماندگی کا شکار ہوتا ہے تو اس کا اثر ملک کی GDP پر پڑتا ہے۔ اس بجٹ میں وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے 50۔ ارب روپے کی subsidy دے کر ہم کسانوں کی مشکلات کو کم کرنا چاہا ہے جس کے لئے ہم ان کے انتہائی مشکور ہیں اور آئندہ بھی امید کرتے ہیں کہ کسان کو معاشی استحصال سے بچانے کے لئے زرعی اجناس کی خرید و فروخت میں مڈل مین کے کردار کو کم کرنے میں معاون ثابت ہوں گے۔ جب کسان خوشحال ہوں گے تو بڑھے کا پاکستان۔ شکریہ

جناب سپیکر: میں چودھری شیر علی صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ تشریف لے جائیں اور معزز ممبران حزب اختلاف کو منا کر ایوان میں واپس لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر کان کنی و معدنیات جناب شیر علی خان
معزز ممبران حزب اختلاف کو ایوان میں واپس لانے کے لئے تشریف لے گئے)

جناب جعفر علی ہوچہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ حاجی خالد سعید!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نبیرا عندلیب!

محترمہ نبیرا عندلیب: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سورہ حج میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا

جناب سپیکر! کوئی بھی میزانیہ اعداد و شمار کی بنیاد پر ترقی کی پالیسیوں کے اہداف کو حاصل کرنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے جبکہ نئے میزانیہ کو پیش کرتے وقت پچھلے میزانیہ کا بھی تنقیدی جائزہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے کہ کتنے فنڈز کن مدات میں خرچ ہوئے اور کتنے بچ گئے؟ اگر بچ گئے تو یقیناً یہ نہایت اہم مسئلہ ہے اور ترقی کی راہ میں سو فیصد اہداف حاصل کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ بھی ہے جس کی جوابدہ یقیناً وہ اتھارٹیز ہیں جن کو فنڈز خرچ کئے جانے کا اختیار دیا گیا تھا اور ان اتھارٹیز کی جوابدہی کے لئے mechanism بنانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! سال 17-2016 کا میزانیہ محترمہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا نے خوش اسلوبی سے پیش کیا جو کہ موجودہ حکومت کا چوتھا میزانیہ ہے۔ بجٹ کا حجم 1681۔ارب اور 41 کروڑ روپے ہے۔ 1319۔ارب روپے تو جنرل ریونیو سے آ گئے باقی 362۔ارب روپے کہاں سے آئیں گے؟ بہر حال اس بجٹ کا قابل قدر حصہ امن وامان، تعلیم، صحت، فراہمی آب اور زراعت کو باقی شعبہ جات پر ترجیح دینا ہے جو کہ قابل ستائش ہے اور جس کا اظہار ان پانچ شعبہ جات کے لئے 804۔ارب روپے رکھ کر کیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں ہر قسم کی تعلیم کے لئے تقریباً 300۔ارب روپے سے زائد رقم مختص کی گئی ہے جو کہ کل بجٹ کا تقریباً 23 فیصد بنتا ہے۔ اسی طرح جنوبی پنجاب کی بچیوں کے لئے ایک ہزار فی کس وظیفہ اور merit پر پرائمری سکولوں کے لئے 45 ہزار اساتذہ کی تعیناتی قابل تعریف اقدامات ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر! ہائر ایجوکیشن کے تحت نئی یونیورسٹیوں کے ساتھ ساتھ پرانی یونیورسٹیوں کی بہتر کارکردگی، معیار اور دیگر مسائل کے لئے فنڈز مختص ہونے چاہئیں لیکن صرف تعلیم ہی کافی نہیں ہے۔ جب تک اخلاقی تربیت کو باقاعدہ تمام شعبہ جات کا حصہ نہ بنا دیا جائے اس وقت تک مثالی معاشرہ وجود میں نہیں آ سکتا۔

جناب سپیکر! اس دفعہ میزانیہ کی تیاری سے پہلے صوبائی اسمبلی کے ممبران کی ترجیحات کے سلسلے میں ایک سوال نامہ کے ذریعے آراء لی گئیں اور یقیناً ان آراء کو مدنظر رکھ کر ہی یہ میزانیہ مرتب کیا گیا ہو گا۔ میں نے بھی اس ضمن میں ہر شعبہ جات سے متعلق اپنی آراء دی تھیں خصوصاً تعلیم اور حاصل

تعلیم (یعنی تربیت) نیز مقاصد تعلیم کی وضاحت پر بھی آراء دی تھیں لیکن پیش کردہ بجٹ تقریر جو کہ چھ سو سے زائد lines پر مشتمل ہے میں کہیں پر بھی ایک جملہ اخلاقی تعلیم کے حوالے سے موجود نہ ہے جو کہ یقیناً محل نظر ہے۔ آج ہم ہر شعبہ ہائے زندگی میں اخلاقی گراوٹ کا شکار ہیں۔ میں نہیں کہتی کہ ہر فرد کو مذہبی بنادیں مگر انہیں مہذب ضرور بنادیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج اخلاقی تعلیم و تربیت کے حوالے سے اپنے علماء، اساتذہ، نصاب اور میڈیا پر ایک سنجیدہ اور فکری انداز اپناتے ہوئے فوری عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔ جس طرح وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے وفاق میں سلیبس میں قرآن کریم کی شمولیت کا ایک نہایت احسن قدم اُٹھایا ہے اسی طرح میری وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے درخواست ہے کہ وہ سیرت النبی کو صوبہ پنجاب کے نصاب میں شامل کرنے کے لئے اقدامات اُٹھائیں۔ میرا یہ مطالبہ حکومت کے قائم ہونے کے وقت سے جاری ہے۔ اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر لائحہ عمل کی تیاری کے لئے مخصوص فنڈز مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس رائے کو غیر اہم کیوں سمجھا جارہا ہے اور کب تک غیر اہم سمجھا جائے گا؟ آپ کہتے ہیں کہ سلیبس میں ومن پروٹیکشن، دہشت گردی، سول ڈیفنس، Child Abuse، صحت اور صفائی وغیرہ کے ابواب شامل کئے جائیں۔ یہ سب کچھ آپ کو سیرت النبی میں ملے گا۔ سیرت النبی کے ہر پہلو کو نصاب میں شامل کرکے ہم ہر مسئلے کا حل تلاش کرسکتے ہیں اور قوم کو civilized بنا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اپنی تقریر کے شروع میں جو آیت مبارکہ پڑھی تھی اس کے ترجمہ سے بھی اس بات کی تصدیق ہورہی ہے کہ حکومت وقت کی اخلاقی اور دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "وہ لوگ جنہیں ہم زمین میں حکومت دیں تو وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں، نیکی کا حکم دیں، برائیوں سے روکیں اور انجام کار اللہ ہی کے پاس ہے۔" حکومت کو اس ذمہ داری کو پورا کرنا ہوگا کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے۔

جناب سپیکر! صحت کا شعبہ مزید توجہ کا خواہاں ہے۔ اس کے لئے 43۔ ارب روپے کی رقم کو بڑھا کر 100۔ ارب روپے کردیا جائے۔ ہر ضلع میں نئے چھوٹے ہسپتال قائم کئے جائیں اور بڑے ہسپتالوں کو بہتر بنا کر ان پر بوجھ کم کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گزشتہ سال دہشت گردی میں 66 فیصد کمی ہوئی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ معاشی ترقی اور غیر ملکی سرمایہ کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ حکومت کی طرف سے امن و عامہ سے متعلق اُٹھائے

گئے اقدامات بڑے خوش آئند ہیں۔اس کے لئے مختص کی گئی145۔ارب روپے کی رقم کو مزید بڑھا دیا جائے۔716 تھانے آبادی کی نسبت کم ہیں۔ان کی تعداد 1000 تک کی جائے۔ نئی نئی forces کی تشکیل کی بجائے نئی recruitment کی جائے ورنہ پولیس نفری کی تعداد کم ہو جائے گی۔ نیز پولیس کی اخلاقی اور پیشہ ورانہ تربیت کو بھی بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! کسان کو معاشی set up میں لانے کے لئے اقدامات اُٹھانا قابل تعریف ہیں۔ایک زرعی ملک ہونے کے اعتبار سے اب ہمیں فروغ زراعت طرز حکومت کی اشد ضرورت ہے پھر اپنے وسائل کو بروئے کار لانے کی سوچ کو پروان چڑھایا جائے اور زرعی تحقیق کو ترجیحات میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں فرمان نبوی کے ساتھ اپنی گفتگو کا اختتام کروں گی۔

"خیر کم من ینفع الناس"

تم میں سے بہترین افراد وہ ہیں جو لوگوں کے لئے فائدہ مند ہیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر! آپ مزید دو منٹ بات کر سکتی ہیں کیونکہ آپ نے اپنا ٹائم ختم کر لیا ہے۔ میں آپ سے بڑے احترام سے بات کر رہا ہوں اور پہلے بھی میں نے بڑے احترام سے بات کی ہے لیکن آپ کسی اور side پر ہو جاتی ہیں۔آپ مہربانی کر کے صرف بجٹ پر بحث کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ بجٹ پر بحث میں کوئی بھی کسی کو interfere نہیں کر سکتا۔یہاں پر لوگ تعریفوں کے پُل باندھ رہے ہیں لیکن جب چودھری پرویز الٰہی صاحب کا نام آتا ہے تو سب کو مصیبت پڑ جاتی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں اپنے لیڈر کی تعریف کروں یا جو مرضی کہوں لیکن کسی کو کوئی right نہیں ہے کہ وہ بیچ میں interrupt کرے۔ اگر یہ آج میرے لیڈر کی عزت نہیں کریں گے تو جب یہ اپنے لیڈر کی بات کریں گے تو میں ان سے بڑھ کر ان کو جواب دوں گی تو مہربانی کر کے اپنی عزت خود کرانا سیکھیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ بجٹ پر بحث کریں اور اپنی بات مکمل کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اس حکومت کی نااہلی کی بات کر رہی تھی، utilization of budget کی بات کر رہی تھی تو آپ دیکھیں کہ تعلیم کے ترقیاتی بجٹ کی سب سے کم 52 percent utilization ہوئی ہے یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ صحت کا بجٹ 50 فیصد تک استعمال ہو سکا۔ صاف پانی کی فراہمی کا بجٹ صرف 40 فیصد استعمال ہو سکا۔ تحفظ ماحول اور prosecution کا بجٹ صرف 30 فیصد تک استعمال ہو سکا جبکہ چودھری پرویزالٰہی کے دور میں ترقیاتی بجٹ کے استعمال کی شرح 95 فیصد تھی تو آج جس شعبہ میں 95 فیصد بجٹ استعمال ہوا ہے وہ صرف اورنج لائن ٹرین یا میٹرو بس کا منصوبہ ہے اس کے علاوہ کسی شعبے یا کسی محکمے میں بجٹ کی 50 percent utilization سے زیادہ نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! اس وقت عوام کا مسئلہ سستی روٹی، سستی سبزیاں اور سستا پھل ہے جو آج بے چاروں کو نصیب نہیں ہو سکتا لیکن افسوس کہ جب یہ سب کچھ مانگا گیا تو جواب میں آتا ہے کہ اگر دالیں نہیں خرید سکتے تو آپ مرغی خرید لیں کیا مسئلے کا یہ solution ہے؟ یہ غریب عوام کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔ 2008 میں انہوں نے یہاں ایوان میں کھڑے ہو کر کہا تھا کہ ہم اگلے الیکشن سے پہلے 1997 والی قیمتیں واپس لے کر آئیں گے اور میں ان کو 2008 کی قیمتیں بتانے جا رہی ہوں۔ 2008 میں چنا 50 روپے کلو، ماش کی دال 65 روپے کلو، دودھ 30 روپے کلو، چینی 22 روپے کلو، چھوٹا گوشت 350 روپے کلو، بڑا گوشت 180 روپے کلو اور اس عوام دوست دَور حکومت کے بعد دالوں کی قیمتوں میں 100 فیصد اضافہ، دودھ کی قیمت میں 200 فیصد اضافہ، گوشت کی قیمت میں 300 فیصد اضافہ اور بڑے گوشت کی قیمت میں 150 سے 200 فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ 1997 والی قیمتیں کدھر گئیں؟ یہ تو 2008 والی قیمتیں بھی واپس نہیں لا سکے۔ انہوں نے 400 فیصد مہنگائی کر دی ہے اور اُس کے بعد یہ صوبہ کمپنیوں میں چل رہا ہے۔ محکمے علیحدہ اخراجات کر رہے ہیں اور کمپنیاں علیحدہ اخراجات کر رہی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ صوبہ پنجاب کو بھی ٹھیکہ پر دے دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا ٹائم ختم ہو چکا۔ آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جناب خالد غنی چودھری!

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں موجودہ بجٹ پر بات کرنے سے پہلے سابقہ بجٹ کے حوالے سے کچھ گزارشات کرنا چاہوں گا کہ 16-2015 کے بجٹ میں میرے ضلع جھنگ کو بالکل ignore کر دیا گیا تھا۔ مجھے اور جھنگ کے باقی ایم پی ایز کو یہ کہہ دیا گیا کہ بجٹ میں ہمارا paper miss

ہو گیا ہے تو ہم آپ کو فنڈز دے دیں گے لیکن مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمیں پورا سال ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا دیا گیا اور میرے ضلع کو ایک روپیہ بھی نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں ایک اور گزارش کروں گا کہ نعرے تو سب لگاتے ہیں کہ "تعلیم سب کے لئے" میں اپنی محترمہ وزیر خزانہ اور باقی ذمہ داران سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ضلع جھنگ صوبہ پنجاب کا حصہ نہیں ہے؟ ہمیں 70 سال میں ایک جھنگ یونیورسٹی نصیب ہوئی اُس کے لئے مجھے بتایا جائے کہ آپ نے بجٹ میں کیا رکھا؟ ہمیں PC-2 کے پیچھے لگا دیا گیا اس پر میں بہت احتجاج کرتا ہوں اور محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہمیں اگر جھنگ یونیورسٹی کاغذوں میں دے دی گئی ہے تو اس کے لئے فنڈز بھی دیئے جائیں تاکہ ہمارے بچے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں اپنے حلقے کی بات کروں گا۔ میرا حلقہ پی پی۔80 شورکوٹ ہے۔ اس دفعہ پورے پنجاب میں شور تھا کہ دانش سکول بنائے جائیں گے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہاں 1400 کنال زمین بھی لے لی گئی، نقشے بھی بن گئے، planning بھی ہو گئی، سارا کچھ ہو گیا لیکن آخری وقت میں شورکوٹ کا دانش سکول نکال دیا گیا اور باقی دانش سکولوں کو بجٹ میں لے لیا گیا۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ شورکوٹ کے دانش سکول کے لئے فنڈز مختص کر کے اُس کی تعمیر شروع کی جائے۔ یہاں کہا جاتا ہے کہ تمام معزز ممبران میں فنڈز برابری کی بنیاد پر تقسیم کئے جاتے ہیں۔ محترمہ وزیر خزانہ تشریف نہیں رکھتیں میں اُن سے بھی ملا تھا اور باقی ذمہ داران احباب سے بھی ملا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ آپ کی بات سُن رہے ہیں۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! معزز پارلیمانی سیکرٹری تو بیٹھے ہوئے ہیں لیکن میں فنڈز کے لئے جن کے پاس جاتا رہا ہوں وہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ یہاں پر تعلیم کی بات کی جاتی ہے لیکن میرے حلقہ میں ایک سکول کو بھی اپ گریڈ نہیں کیا گیا، یہ صاف پانی کی بات کرتے ہیں لیکن میرے حلقہ میں صاف پانی کی ایک سکیم بھی نہیں دی گئی تو میرے حلقہ کے عوام کے ساتھ یہ انصاف ہو رہا ہے؟ میرا ایک بی ایچ یو بھی اپ گریڈ نہیں کیا گیا۔ میں نے dialysis کے حوالے سے شور ڈالا تو میرے ٹی ایچ کیو کو صرف 5 ملین روپیہ دیا گیا ہے۔ مجھے یہ بات بھی انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہی ہے کہ مجھے پچھلے سال dual carriage road دی گئی تھی وہ بجٹ میں پچھلے سال آئی نہ اس دفعہ آئی۔ مجھے ایک روپیہ رابطہ سڑکوں کی مرمت کے لئے نہیں دیا گیا۔ مجھے پورے بجٹ میں شورکوٹ کینٹ کی

واٹر سپلائی کے لئے ٹیوب ویل کی دو موٹریں اور ایک گرلز کالج کے لئے چھ کمرے دیئے گئے ہیں۔ یہ اڑھائی سے پونے تین کروڑ روپیہ بنتا ہے جو مجھے پورے حلقہ کے لئے دیا گیا ہے۔ ہم نے اگلے الیکشن میں جانا ہے اور اپنے لوگوں کو منہ بھی دکھانا ہے تو بجٹ میں میرے حلقے اور میرے ضلع کا یہ حصہ ہے؟

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ تمام اضلاع میں balance ہونا چاہئے اور کم از کم ہماری جائز سکیمیں تو بجٹ میں ڈالی جائیں۔ پچھلا پورا سال ہمیں ٹرک کی بتی کے پیچھے لگایا گیا اور اس دفعہ بھی یہی کہا جارہا ہے کہ ہم آپ کو جولائی میں دے دیں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ dialysis، bypass, dual carriage road، پینے کا صاف پانی، رابطہ سڑکوں کی ہماری سکیموں کو بجٹ میں ڈالا جائے کیونکہ شورکوٹ اور ضلع جھنگ کا بھی یہ حق ہے۔ دیگر اضلاع والے جو ثمرات لے رہے ہیں وہ ثمرات جھنگ کو بھی ملنے چاہئیں لہٰذا ہمیں اپنا حصہ دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں کچھ تجاویز بغیر کسی تمہید کے پیش کرنا چاہتا ہوں اور میری تجاویز کو اس زاویے سے دیکھا جائے کہ ان کو اب تو نہیں لیکن آئندہ آنے والے سال جو یکم جولائی سے شروع ہوگا اس میں اس کو وزن دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں محترم وزیراعلیٰ اور ان کی ٹیم کو جنہوں نے یہ بجٹ بنایا ہے۔ میرا مقصد قطعاً یہ نہ ہے کہ میں ان کی ability کو کسی قسم کا چیلنج کروں۔ وزیراعلیٰ کی تو خود financial matters پر بڑی command ہے لیکن بات یہ ہے کہ جو فنانس کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے اس کا بجٹ میں کیا کردار ہے؟ اگر اس کا بجٹ میں کردار ہو اور باقی جو سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں یہ حقیقت ہے کہ وہ بالکل معطل ہیں۔ اگر وہ اپنی تجاویز 15۔جنوری تک فنانس کمیٹی کو دیں اور فنانس کمیٹی اس کی سکروٹنی کرے اور اس کے بعد بجٹ تجاویز بنائی جائیں۔ میں بھارت کی مثال نہ بھی دوں لیکن قومی اسمبلی کی مثال تو ہمیں دینی چاہئے کہ فنانس کمیٹی کا بجٹ میں ایک کردار ہے۔ میں اگر اس پر ہی بولتا جاؤں تو شام ہو جائے لیکن اس کا کردار دیکھیں کہ بنکوں پر violation پر ایک لیگل کلاز لگائی تھی تو اس کے لئے سٹیٹ بنک کراچی میں میٹنگ ہوئی، پوری فنانس کمیٹی وہاں پہنچی، میں بھی وہاں موجود تھا، وہاں ایک ایک شق پر بحث ہوئی اور تمام stakeholders سے پوچھا گیا۔ آج ہمارا یہ بجٹ ہے تو اس میں کس stakeholder سے پوچھا جارہا ہے۔ پچھلے سال کے بجٹ کے جو فنڈز lapse ہوئے ہیں تو ہمیں کیا پتا کہ کیا ہوا ہے؟ اور کس نے کئے اس

بارے میں ایوان کو کچھ نہیں بتایا گیا۔افسران پراجیکٹس کوdelay کرتے ہیں۔اس کے بعد جب اپریل آ جاتا ہے اور فنڈزlapseہوتے ہیں تونقصان کس کا ہوتا ہے تو وہ عوام کا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر!اگر وزیر خزانہ یہاں ہوتیں تو میں یہ بات آپ کے توسط سے ان سے پوچھتا کہ 19فیصد جنرل سیلز ٹیکس اور 16فیصد سروسز ٹیکس یعنی35فیصد تو کیا کوئی دنیا کا بزنس اس پر چل سکتا ہے؟35فیصد ٹیکس کے بعد اسی طرح سمگلنگ زوروں پر اور افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کا ناسور بھی زوروں پر ہے۔اس کے بعد بھی ہم کاروباری طبقے سے خیر کی امید رکھتے ہیں۔کاروباری طبقہ کیا کرے گا، کس طرح نبھائے گا اور کیسے اپنے بزنس کو چلائے گا؟یہ بات انتہائی اہم ہے کہ جن لوگوں کی تجاویز پرtaxation کی گئی ہے ان کا ٹیکس دینے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔جنہوں نے کبھی نلکے کا بل بھی اپنی جیب سے نہیں دیا۔میں انtaxation کی تجاویز چاہے پراپرٹی ٹیکس ہے یا کوئی بھی ٹیکس ہے اس پر کہتا ہوں کہ اس پر stakeholdersکا لازمیinput لیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر!میں نے فوڈ سبسڈی پر بات کی تھی اور وہpoorest of the poorکے لئے کی تھی۔میرے اوپر ایک دن کے لئے ایوان میں شرکت پر پابندی لگائی گئی اس لئے کہ میں نے poorest of the poorکے لئے یہ کہا تھا کہ آپ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا جو پیسا ہے اس کو divertکر کے50فیصد فوڈ سبسڈی میں دے دیں لیکن آپ مجھے بتائیں کہ جو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا پیسا ہے وہ لوگ عزت نفس بیچ کر کس طرح سے لیتے ہیں؟اگر میں low income areasکے لئے یہ کہتا ہوں کہ آپ ان کو50فیصد فوڈ سبسڈی دے دیں تو اس میں کیا ہرج ہے۔اس پر دو گھنٹے بات ہو سکتی ہے اور میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اس سے آپ ریٹیل مارکیٹنگ کو کاؤنٹر کریں گے اور اسی سے آپ قیمت کو نیچے لائیں گے۔

جناب سپیکر!میں نے دو سال پہلے سستے بازاروں کا نعم البدل دیا تھا اور کہا تھا کہ اس سے بہت بہتر ہے کہ آپMobile Grossary and vegetable shopsچلا لیں اور پورے پنجاب کو ایک15X15کے کمرے میں بیٹھ کر پوری طرح مانیٹر کیا جا سکتا ہے۔محترم وزیر اعلیٰ نے اس تجویز کو بہت اچھا مانا تھا لیکن وہ بیوروکریسی کی نذر ہو گئی۔میں آج بھی کہتا ہوں کہ کسی رمضان بازار اور اتوار بازار کی ضرورت نہیں ہے اگر میری اس سکیم پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ چونیاں میں جو فراڈ ہوا ہے، ٹی ایم ایز اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹس میں فراڈ ہو رہے ہیں میں نے اس کے ثبوت باقاعدہ بنک آف پنجاب کی جعلی رسیدوں کے ساتھ دیا لیکن کچھ نہیں ہوا۔ اس میں کون سے مافیا involve ہیں کہ گورنمنٹ کا فنڈ اس طرح کہاں جا رہا ہے؟

جناب سپیکر! آپ کو خود احساس ہوگا اور ایوان میں بیٹھے ہوئے بہت سے میرے دوستوں کو احساس ہے کہ ترقیاتی کاموں کے اوپر جو سول کورٹس سے stay لئے جاتے ہیں ان میں اس قوم کا اربوں نہیں کھربوں روپیہ ختم ہو چکا ہے، باقاعدہ stay لئے جاتے ہیں چار چھ وکیل مل کر جا کر کسی بھی سول جج کو پریشرائز کر کے stay لے لیتے ہیں۔ میں خود اپنے حلقے میں ان stay orders کا شکار ہوں اور جو انتہائی اہم منصوبے ہیں ان پر stay ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کل کو وہ escalation کی نذر ہوں گے محکمہ ٹھیکیداروں سے مل کر کئی گنا بلکہ کئی سو گنا اور پیسا مانگے گا اور یہ اسی طرح چلتا رہے گا۔

جناب سپیکر! میں land use policy کو discuss کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے آپ سے بھی بات کی تھی کہ land use change policy ہے خدارا اس پر غور کریں آبادی بڑھ رہی ہے اور جو زرعی زمینیں ہیں وہ اس وقت تباہ ہو رہی ہیں اور رہائشی سکیموں میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ ایل ڈی اے کی جو کمرشل پالیسی ہے وہ بھی انتہائی خطرناک ہے۔ آپ آج میری بات یاد رکھیں، میں یہ بات ایوان میں کہہ رہا ہوں کہ زیادہ نہیں صرف دس سال بعد آنے والے لوگ ہمیں جن الفاظ میں یاد کریں گے وہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے کوئی بلڈنگ کنٹرول سسٹم نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمام کاروباری ادارے شام 7 بجے بند کئے جائیں اور اگر اس کے بعد ریسٹورنٹ چلائے جائیں تو ان پر 25 فیصد luxury tax لگایا جائے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ pre-qualification کا ایک طریق کار ہے، آپ کو بھی معلوم ہے تو پھر اس pre-qualification کے ڈھکوسلے سے نکل جائیں یہ create monopoly کرنے کا ادارہ ہے۔ ابھی پچھلے دنوں motor boats خریدی گئی ہیں جس کمپنی سے خریدی گئی ہیں جس کمپنی کی monopoly سے خریدی گئی ہیں اس کے اندر کروڑوں روپے کا زیاں ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بات۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے تو ابھی بات بھی شروع نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ کو پہلے بات شروع کرنی چاہئے تھی جو آپ نے آخر میں رکھی ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر performance guarantee موجود ہے تو pre-qualification کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر! جنگلات پر انتہائی توجہ کی ضرورت ہے۔ میرے حلقہ کا چھانگا مانگا جنگل بالکل ختم ہو گیا ہے۔ اگر دو کھرب درخت لگائے جائیں تو ہم 1947 کی پوزیشن میں جائیں گے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا مقصد ہے کہ مجھے بالکل کوئی ٹائم نہیں دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میں نے جتنا ٹائم دوسروں کو دیا ہے اسی حساب سے آپ کو دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بس آخری بات سن لیجئے کہ بجٹ میں کہیں نہ کہیں خواجہ سراؤں کے لئے ملازمتوں کا بندوبست ہونا چاہئے۔ یہ معاشرے کا وہ طبقہ ہے جن کو ہماری ہمدردیوں کی ضرورت ہے۔ انہیں نفرت سے نہ دیکھا جائے۔ خدارا ان کے لئے کچھ کیا جائے۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ آخری بات تو کر چکے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کہ شاہی حمام اور شاہی طعام بنانے سے بہتر ہے کہ غریب لوگوں کے جو مخدوش مکانات ہیں ان کے لئے بھی کوئی بجٹ دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ آپ کا شکریہ۔ میاں مرغوب احمد!

میاں مرغوب احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے اس بجٹ کے اوپر مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں یہ بات کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ آج ایک جامع، متوازن، غریب عوام دوست بجٹ پیش کیا ہے جو کہ اپنے حجم کے اعتبار سے 2013 کے عام انتخابات کے لحاظ سے یہ تقریباً دو گنا 1600۔ ارب روپے کے قریب بجٹ ہے۔ مجھے یہ بات کہنی ہے کہ آج تعلیم، صحت، زراعت اور امن و عامہ کے حوالے سے ٹوٹل بجٹ کا 57 فیصد رکھ کر ناقدین کے منہ بند کر دیئے گئے ہیں جو کہ یہ کہتے تھے کہ فلائی اوورز، سڑکیں اور پل بنا کر قوم کا سرمایہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ آج یہ بجٹ ایک حسین امتزاج ہے جو کہ آج گاؤں، تحصیل اور شہروں کی سطح پر جس طرح سے اس کی مساوی تقسیم کی گئی ہے تو اس پر

میں پھر میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دراصل یہ وہ commitment ہے جو کہ میاں محمد نواز شریف اور ہماری قیادت نے عوام کے ساتھ کی تھی جس کے نتیجے میں عوام کو ریلیف فراہم کرنا، عوام کو بنیادی ضروریات مہیا کرنا اور اس ملک میں حقیقی اسلامی فلاحی سٹیٹ کے طور پر deal کرنا ہے۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ آج جس طرح ملک میں توانائی کا بحران ہے اور بالخصوص پنجاب حکومت نے جس طرح سے توانائی کے منصوبوں کا آغاز کیا ہے گو یہ فیڈرل گورنمنٹ کی بھی ذمہ داری ہے تو کسی اور صوبے نے اس طرح سے اپنی ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کیا۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ آج بھکھی، ساہیوال اور بلوکی میں جو پاور پلانٹ لگ رہے ہیں تو انشاء اللہ آج یہ وہ سوچ ہے کہ آج غریب کے گھر کے اندر چولہا جلے، آج یہ جو ہسپتالوں میں مریض ہیں ان کو سہولیات ملیں اور انڈسٹریز کی چمنیوں سے دھواں نکلے تو آج قوم کو، اس ملک کو لوڈشیڈنگ فری بنانا ہے تاکہ ملک میں روزگار کے مواقع پیدا ہوں جس سے یہاں پر صنعتی ترقی عمل چل سکے تو مجھے یہ کہنا ہے کہ اس پر جتنی بھی ستائش کی جائے وہ کم ہے۔ آج بالخصوص جس طرح سے کسانوں کو ریلیف فراہم کیا گیا ہے ایسا ریلیف ماضی میں کبھی نہیں دیا گیا تو یہ بہت بڑا ریلیف ہے کہ الیکٹرسٹی یونٹ کی price کم کی گئی، یوریا کھاد کی قیمت کم کی گئی، جو قرضے ہیں وہ interest free کئے گئے pesticides پر GST کا خاتمہ کیا گیا تو مجھے یہ بات کہنا ہے یہ آج وہ بجٹ ہے جو ناقدین کی نظر میں بالخصوص جس طرح سے اپوزیشن بنچز کی طرف سے چیخ وپکار ہوتی ہے، جس طرح انہوں نے بجٹ تقریر سنے بغیر ہی اس پر اپنا شور وغل شروع کر دیا، جس طرح سے انہوں نے آج تک اپنے دھاندلی کے شور اور قوم کو دھرنوں کی وجہ سے اذیت میں مبتلا کیا ہے اور قوم کا وقت ضائع کیا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا یہ بجٹ تقریر ہے؟ پھر جب ہم بولتے ہیں تو آپ ہمیں بات نہیں کرنے دیتے۔

میاں مرغوب احمد: جناب سپیکر! ابھی کچھ دن پہلے شیخ الاسلام یہاں تشریف لائے اور پھر ایک مرتبہ کنٹینرز کی، دھرنوں کی سیاست کی بات کی گئی تو میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج یہ ننھی منھی سی جو اپوزیشن ہے یہ جب دوبارہ اپنے حلقوں میں جائے گی تو آپ کو یہ جو اڑھائی ووٹ ملے تھے، اب اگلے 2018 کے الیکشن میں وہ بھی نہیں ملنے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ان سے بات نہ کریں بلکہ آپ مجھ سے بات کریں۔ (شور وغل)

میاں مرغوب احمد: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج میاں محمد نواز شریف کا جو CPEC منصوبہ ہے اس پر چائنا نے پاکستان پر اعتماد کیا اور یہ ایک تاریخ ساز منصوبہ ہے جس کے نتیجے میں

اس ملک میں روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے یہ way of changer ثابت ہوگا اور ہمارے مخالفین کی نظریں اس طرف لگی ہوئی ہیں کہ کسی طرح سے یہ منصوبہ سبوتاژ ہو جائے تو آج اپوزیشن اس میں کندھا دینے کا role ادا کر رہی ہے۔ آج اپوزیشن کو اس بات کا خوف ہے کہ 2018 کے الیکشن میں ہمارا کیا بنے گا؟ مجھے یہ بات کہنی ہے کہ جس طرح اس ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے اورنج لائن ٹرین، میٹرو بس، ہیلتھ اور ایجوکیشن کے میدان میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جا رہے ہیں یہ انشاء اللہ چلتا رہے گا۔ ہم عوام کی خدمت کرتے رہیں گے اور یہ جو پریشر گروپ، تنقید برائے تنقید کا جو role آج اپوزیشن ادا کر رہی ہے ان کو اللہ کی مہربانی سے منہ کی کھانی پڑے گی اور مجھے یہ بات کہنی ہے کہ:

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے
وما علینا الاالبلاغ

جناب سپیکر: جی، محترمہ حنا پرویز بٹ!

(اذان ظہر)

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں آپ کا اس بات پر شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آج آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا اور اپنی وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ جنہوں نے بہت ہی مشکل حالات میں ایک اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ آج میں اس بات پر proud feel کرتی ہوں کہ ایک female member of the Assembly نے بجٹ پیش کیا ہے اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ پنجاب کی خواتین کو آگے بڑھنے کی opportunities مل رہی ہیں۔ اگر ہم بجٹ study کریں تو بجٹ میں جتنی محنت ہوئی ہے، جو نئے ڈویلپمنٹ پراجیکٹس اس بجٹ کا part بنے ہیں اور جو comprehensive policy reforms اس بجٹ میں آئی ہیں تو اس بات سے prove ہوتا ہے کہ ہماری پنجاب کی خواتین کسی طرح بھی مردوں سے کم نہیں ہیں۔ میں نے جتنا بھی بجٹ کو study کیا ہے اس میں ایک draw stick shift ہے وہ یہ ہے کہ there is the financial policy change. اس دفعہ بجٹ میں فنڈز انفراسٹرکچر سے divert کر کے social sector کی طرف رکھے گئے ہیں۔ اگر انفراسٹرکچر میں 29 فیصد فنڈ رکھا گیا ہے تو سوشل سیکٹر میں 62 فیصد رکھا گیا ہے اور یہ بہت ہی اچھا اقدام ہے because ہم welfare state کی طرف move کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم اگر ڈویلپمنٹ کی طرف دیکھیں تو اس دفعہ ڈویلپمنٹ میں 37 فیصد

increaseہے۔ اگر پچھلے سال ڈویلپمنٹ کے لئے400 بلین روپے رکھے گئے تھے تو اس سال 550 بلین روپے رکھے گئے ہیں اور یہ نہ ہی صرف volume increaseہے بلکہ اس سے پنجاب میں 5لاکھ نئی jobs createہوں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس بجٹ کے پانچ key areasہیں جن پر focusہے اس میں ایجوکیشن، ہیلتھ، ایگریکلچر، لاء اینڈ آرڈر اور clean drinking waterشامل ہیں۔پورے بجٹ میں ان پانچ areasپر 57 percent of the budget allocate کیا گیا ہے۔اگر ہم individually دیکھیں تو ایجوکیشن میں47 فیصدincrease، ہیلتھ میں62 فیصدincrease،ایگریکلچر میں 47 فیصدincrease، لاء اینڈ آرڈر میں48 فیصد increase اور clean drinking waterپر88 فیصدincreaseہے اس لئے ہمیں حکومت کو اس بات پر appreciateکرنا چاہئے۔اگر ہم اس بجٹ میں کچھ اچھی چیزیں دیکھیں تو There is a strengthening of school programme جس میں quality of educationبہتر ہو گی اور جو لوگ اس نئے ایجوکیشن سسٹم سے پڑھ کے نکلیں گے وہ اس ملک کا سرمایہ ہوں گے۔ اس کے علاوہ اس مرتبہ 100 percent allocation promiseکی گئی ہے۔اس کے علاوہ میں ایک چیز کو بالکل appreciateکرنا چاہتی ہوں جو 6th to 10th female students ہیں ان کو پہلے 200روپے کا stipend دیا جاتا تھا اس مرتبہ 1000روپے دیا جا رہا ہے اور یہ South Punjab میں ہے لیکن میں حکومت سے یہ درخواست کروں گی کہ اس کو صرف جنوبی پنجاب تک محدود نہ رکھیں بلکہ اس کو پورے پنجاب میں رکھیں تاکہ یہی لڑکیاں جب پڑھ کر نکلیں گی تو یہ women empowermentکی طرف جائیں گی۔اس کے علاوہ وزیراعلیٰ کا وژن ہے کہ ہر سو کلو میٹر کے بعد ایک ایسا ہسپتال ہو جہاں دُور دراز کے لوگ بھی آ کر اس اچھے ہسپتال میں اپنا علاج کروا سکیں۔اگر ہم clean drinking waterکو دیکھیں تو اس دفعہ اس پراجیکٹ سے دس اضلاع میں 2کروڑ 30لاکھ لوگ clean drinking waterکی facility حاصل کر سکتے ہیں۔چونکہ پاکستان میں2050سے پانی کی قلت ہمیں faceکرنی پڑ سکتی ہے۔

So I think it's a very good project that the Punjab Government has started.

جناب سپیکر!ہم ایگریکلچر سٹیٹ ہیں۔ جو 50 بلین کا کسان package introduce ہوا ہے اس سے کسانوں کو interest free loans ملیں گے، production increase ہو گی اور

اناج سستا ہو گا۔ اس بجٹ میں میرے کچھ concerns بھی ہیں۔ سب سے پہلے میرا concern یہ ہے کہ یہ بجٹ lapse نہیں ہونا چاہئے۔ اگر feasibility ستمبر میں جا کر بنتی ہے تو ایسی feasibilities جولائی میں بنی چاہئیں اور پورے سال کا wait نہیں کرنا چاہئے کہ آخر پر ہم جون میں ہی بجٹ خرچ کریں بلکہ شروع میں ہی feasibility projects بنیں تاکہ quality of projects effect نہ ہو۔ اس کے علاوہ ہمارا بجٹ خسارے کا بجٹ نہیں ہونا چاہئے we should move to other surplus budget ہمیں اپنا ریونیو increase کرنا چاہئے اور اپنی غیر ضروری spending کو کم کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ میرا major concern یہ ہے کہ data should be reliable. ہمارے census کو بہت ٹائم ہو گیا ہے لہذا ہمیں immediately census کرنا چاہئے کیونکہ اگر data reliable ہو گا تو بجٹ بھی reliable ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گی کہ اچھے بجٹ کے لئے ہمیں عام عوام، بیوروکریسی اور خصوصاً اپوزیشن کے cooperation کی ضرورت ہے۔ اگر ڈویلپمنٹ پراجیکٹس کو continue نہیں ہونے دیا جائے گا اور کورٹ میں stay orders دیئے جائیں گے تو یہ عام عوام کا نقصان ہے۔ میں آخر پر اپنی بات کو ایک شعر سے express کرنا چاہتی ہوں کہ:

خدا کرے میری ارضِ پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
خدا کرے کہ میرے ایک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ شُنیلا رُوت! اپوزیشن آپ کے ساتھ ہے، فکر نہ کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یسوع والمسیح کے بابرکت نام سے شروع کرتی ہوں جو حمد، تعریف اور شکر کے لائق ہے۔ میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے مجھے budget discussion میں حصہ لینے کا موقع دیا۔ میں اس بجٹ سے بالکل agree نہیں کرتی جس کی وجہ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ یہ بجٹ بالکل بھی اچھا بجٹ نہیں ہے۔ 1681- ارب روپے کی بہت

بڑی رقم ہم نے رکھ دی ہے لیکن اگر ہم اپنا پچھلا ریکارڈ دیکھیں تو پچھلے سالوں میں جو بجٹ مختص کیا گیا ہے اُس کو خرچ نہیں کیااور یہ اس بات کی بالکل تصدیق ہے کہ حکومت اس اہل نہیں ہے کہ وہ اس بجٹ کو استعمال کر سکے۔ پچھلے tenure میں بھی تقریباً پچاس فیصد بجٹ کسی مد میں استعمال ہی نہیں ہوا جو کہ سارے کا سارااورنج لائن ٹرین میں چلا گیا۔ یہ عام آدمی کا بجٹ نہیں ہے کیونکہ ہر چیز پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے اور غریب آدمی مزید مشکلات میں پڑ گیا ہے یہاں تک کہ دودھ کی قیمت کو بھی بڑھا دیا گیا ہے جو کہ بچوں نے پینا ہوتا ہے۔ اس بجٹ میں عام آدمی کو بالکل relief نہیں ملا اور ضروریات زندگی مزید مہنگی ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں سمجھتی ہوں کہ یہ اس لئے بھی اچھا بجٹ نہیں ہے کہ اس میں وہ communities جو marginalized ہیں، oppressed اور voidable ہیں وہ directly اس سے benefit حاصل نہیں کر رہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ minorities، بچے، خواتین، خصوصی بچے اور خواجہ سراء جیسے لوگوں کو یہ بجٹ براہِ راست effect نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر! بجٹ تقریر کے دوران ہماری محترمہ وزیر خزانہ نے ایک sweeping statement دی جس میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کا آئین اقلیتوں کو تمام حقوق مہیا کرتا ہے۔ یہاں پر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ بالکل غلط ہے اور میں اس سے اتفاق نہیں کرتی۔ پاکستان کا آئین اقلیتوں کو ایک ہاتھ سے حقوق دیتا ہے تو دوسرے ہاتھ سے اُن سے واپس لے لیتا ہے۔ اگر آپ آرٹیکل 25 پڑھیں تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ ان کو equal opportunities ملنی چاہئیں لیکن اگر آرٹیکل 40 پڑھیں تو وہاں پر صاف لکھا ہوا ہے کہ یہ ملک کے وزیراعظم بن سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو اعلیٰ نوکریاں مل سکتی ہیں لہٰذا میں سمجھتی ہوں کہ یہ discriminatory Constitution ہے۔ آگے چل کر محترمہ کہتی ہیں کہ حکومتِ پنجاب اقلیتوں کی فلاح و بہبود اور تحفظ کے لئے کوشاں ہے۔ میں اُن کے اس جملے اور اعتراف سے بالکل اتفاق نہیں کرتی کیونکہ حکومتِ پنجاب اقلیتوں کی فلاح و بہبود اور تحفظ دینے میں بُری طرح سے ناکام ہو چکی ہے۔ پنجاب کی اقلیتی برادری کے سماجی اور معاشی حالات موجودہ حکومت میں بد سے بدتر ہو گئے ہیں۔ اقلیتی آبادیاں زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم ہیں، پینے کا صاف پانی ناپید ہو چکا ہے، لوگ گندا پانی پینے پر مجبور ہو گئے ہیں اور آئے دن بچے گٹروں میں گر جاتے ہیں کیونکہ ان کے اوپر ڈھکن نہیں ہوتے۔ اقلیتوں کی آبادیوں اور علاقوں میں کوئی سرکاری سکول ہیں،

ڈسپنسریاں ہیں اور نہ اُن کے علاج معالجہ کے لئے کسی قسم کے انتظامات ہیں لہٰذا میں اس بجٹ کو مسترد کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! 16-2015 میں اقلیتوں کے لئے ترقیاتی بجٹ کی مد میں 46 کروڑ روپے مقرر کئے گئے تھے لیکن وہ کہاں گئے، اُن کی utilization کہاں ہوئی ہے اور وہاں پر کون سی سکیمیں بنی ہیں؟ اگر آپ revised estimated budget کا کالم دیکھیں تو وہاں پر زیرو ہے۔ مجھے ایسے ہی لگتا ہے کہ یہ 46 کروڑ روپے بھی اورنج لائن ٹرین کی نذر ہو گئے تھے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ 46 کروڑ روپے کہاں پر خرچ ہوئے؟ مجھے ایسے ہی لگتا ہے کہ یہ مجھے کہہ دیں گی کہ یہ re-appropriate ہو گئے ہیں کیونکہ block allocations ہوتی ہیں اور وزیراعلیٰ کے حکم سے یہ فنڈز جاری ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی دوسری مد میں re-appropriate ہو جاتے ہیں۔ میں آپ کو آج یہ بتانا چاہتی ہوں کہ دنیا کے کسی بھی ملک امریکہ یا UK چلے جائیں تو وہاں re-appropriation amount کو misappropriation کہا جاتا ہے اس لئے ہماری حکومت نے یہ وتیرہ بنالیا ہے کہ ہر دفعہ یہ فنڈز کو دوسری جگہ پر لے جاتے ہیں جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ misappropriation ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس سال 17-2016 کے بجٹ میں جو minorities کے لئے بجٹ مختص کیا گیا ہے وہ 80 کروڑ روپے ہے جو کہ بہت تھوڑی رقم ہے۔ پنجاب میں اقلیتی برادری 20 ملین سے تجاوز کر گئی ہے لہٰذا میں تجویز پیش کرتی ہوں کہ اس رقم کو دُگنا کیا جائے۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے بجٹ میں بھی minorities کے لئے پانچ فیصد کوٹا مختص کیا جائے اور حکومت اس کے لئے نوٹیفکیشن جاری کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ بات یہاں پر ضرور کرنا چاہوں گی کہ کرسمس فنڈز minorities کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ کرسمس آیا اور چلا بھی گیا ہے لیکن فنڈز جاری نہیں ہوئے جو میں تین سال سے مسلسل دیکھ رہی ہوں۔ پانچ ہزار کی رقم بہت ہی تھوڑی ہے لہٰذا اس کو بڑھا کر دس ہزار روپے کیا جائے اور اس کی پالیسی کو بہتر بنایا جائے کیونکہ اس میں چار چار، چھ چھ مہینے لگ جاتے ہیں اور فنڈز جاری نہیں ہوتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں سکالر شپس کی بات بھی کرنا چاہتی ہوں کہ 25 کروڑ کے فنڈ کو 50 کروڑ روپے کیا جائے۔ میں آخر میں خواجہ سراؤں کے لئے بھی بات کرنا چاہوں گی کیونکہ وہ بھی خدا کی مخلوق ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، وہ بھی اس ملک کا حصہ ہیں اور پاکستانی ہیں لہٰذا ان کے لئے فنڈز مقرر کئے جائیں۔ ان کے لئے 50 کروڑ روپے مختص کئے جانے کی تجویز ہے لہٰذا انہیں ہیلتھ انشورنس اور فنی تعلیم کی سہولت بھی دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب ذوالفقار علی خان!

جناب ذوالفقار علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! 17-2016 کے لئے 1681۔ ارب روپے بجٹ پر میں خادم اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً یہ بجٹ وزیر اعلیٰ پنجاب کے اس وژن کے مطابق ہے کیونکہ وہ 2018 میں پنجاب کو ایک secure، معاشی طور پر vibrant, industrialized اور knowledge based صوبہ بنانا چاہتے ہیں تو انشاء اللہ اُس کی طرف یہ پیش قدمی ہے۔ یہاں بہت سی باتیں ہوئیں لیکن میں ground realities کی بات کروں گا۔ میں 2013 میں پہلی دفعہ اس اسمبلی میں آیا۔ میرا ضلع اور حلقہ انتہائی پسماندہ ہے۔ اب اگر اس میں تعلیم سے شروع کروں تو پچھلے تین سالوں میں چکوال ضلع نے تعلیم کے میدان میں جو ترقی کی ہے وہ یقیناً خادم اعلیٰ پنجاب کے وژن "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" جہالت دے نال لڑو پنجاب کا عکس نظر آتا ہے۔ چکوال میں اس وقت انرولمنٹ تقریباً 100 فیصد کے قریب ہے اور چکوال میں سب سے زیادہ طلباء نے لیپ ٹاپ، "اجالا پروگرام" اور وظائف سے استفادہ کیا ہے۔ پچھلے تین سالوں کے اندر چکوال میں 1200 ٹیچرز کو بھرتی کیا گیا جبکہ اس وقت 585 ایجوکیٹرز کی بھرتی under process ہے۔ میں سکولوں کی اپ گریڈیشن کی بات کروں تو ہمارے ضلع میں total damaged buildings 114 تھیں اور اس سال ان میں سے پچاس buildings کو الحمد للہ مکمل کر لیا گیا ہے جبکہ اگلے سال پچاس buildings پر انشاء اللہ کام شروع ہو گا۔

جناب سپیکر! چاہے آپ سکولوں کی اپ گریڈیشن لے لیں، بچیوں کے نئے کالجوں کی بات لے لیں، نئے کالج قائم ہوئے ہیں اور نئے ہائر سیکنڈری سکول بھی بنے ہیں، پولی ٹیکنیک کالج چوا ء بہادر چکوال جو کہ 2004 سے شروع ہوا اور اسے مکمل نہیں ہونے دیا گیا تھا الحمد للہ پچھلے سال مکمل ہو کر ستمبر سے کلاسیں شروع ہو چکی ہیں۔ چکوال میں چھوٹے سکولوں سے لے کر پنجاب یونیورسٹی کا کیمپس بھی

انشاء اللہ تعمیر ہونے جا رہا ہے جبکہ ٹیکسلا یونیورسٹی کا کیمپس بھی قائم ہونے جا رہا ہے۔اس بجٹ میں بھی تعلیم کے لئے اضافہ کیا گیا ہے جس سے یقیناً تعلیم کے میدان میں مزید بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر!میں مشکور ہوں خادم اعلیٰ پنجاب کا کہ یہاں اسمبلی میں جب ہم سب بھائیوں نے بات کی جسے انہوں نے سنا اور کسانوں کے لئے ایک بہت بڑا package دیا۔کل ہماری ان سے میٹنگ تھی جس میں مجھے احساس ہوا کہ وہ اس پروگرام میں ذاتی دلچسپی لے کر اسے عام کسان تک پہنچانا چاہتے ہیں اور یقیناً اس package، محاصل میں کمی اور subsidies سے زراعت کے میدان میں ترقی ہوگی۔KRRP پروگرام کے حوالے سے میں مشکور ہوں کہ ضلع چکوال میں تقریباً150 کلو میٹر سڑکیں اس پروگرام کے تحت تعمیر کی گئی ہے۔اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کو رب العزت صحت کاملہ عطا فرمائے اور وہ جلد ہمارے درمیان ہمیں گائیڈ کرنے کے لئے موجود ہوں، میں ان کا مشکور ہوں کہ میری ایک چھوٹی سی درخواست پر انہوں نے لاہور اسلام آباد موٹروے پر نیلا دلہ انٹرچینج بننے کا آرڈر دیا جو کہ اس وقت مکمل ہو چکا ہے اور انشاء اللہ اس کا جلد ہی افتتاح ہونے والا ہے۔اس انٹرچینج سے ہمارا یہ پسماندہ علاقہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔اس کے علاوہ دیگر43 کلو میٹر اوڈھوہال ٹو نیلا روڈ کی بات کروں یا اور سڑکوں کی بات کروں آپ یقین کریں کہ KRRP پروگرام کے تحت بننے والی سڑکوں پر دیہاتی لوگ جب چلتے ہیں تو وہ یہ ضرور کہتے ہیں کہ:

پکیاں سڑکاں سوکھے پینڈے
شہباز شریف ساڈے دل وچ رہندے

جناب سپیکر!میرے دو ہی چھوٹے شہر ہیں جن میں ایک تلہ گنگ اور دوسرا کلر کہار جن کی سیوریج دس،دس کروڑ روپے کی لاگت سے جبکہ واٹر سپلائی کی سکیمیں آٹھ،آٹھ کروڑ روپے کی لاگت سے پورے شہروں کی نئی سکیمیں نئے مالی سال میں شروع ہو رہی ہیں۔چکوال شہر کے لئے65 کروڑ روپے واٹر سپلائی کی سکیم موجود ہے۔میں تلہ گنگ بائی پاس کی بات کروں،چواء سیدن شاہ بائی پاس کی بات کروں،بھون چوک بائی پاس کی بات کروں الحمد للہ چکوال ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور میں اپنی قیادت کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ2013 کے الیکشن میں میرے قائد محترم میاں محمد نواز شریف نے وعدہ فرمایا تھا کہ تلہ گنگ کو ضلع کا درجہ دیا جائے گا تو میری آپ کے توسط سے وزیر اعظم، خادم اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ تلہ گنگ کے عوام اپنے قائد کے اس وعدے کی

تکمیل کے منتظر ہیں تو مہربانی کر کے اسی بجٹ کے اندر تلہ گنگ کو ضلع بنانے کا نوٹیفکیشن جاری کیا جائے اور اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں مناظر حسین رانجھا!

میاں مناظر حسین رانجھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں پنجاب اسمبلی میں حالیہ بجٹ پیش کرنے پر حکومت پنجاب خاص طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ ایک مثالی بجٹ ہے اور میری دعا ہے کہ اس پر پوری طرح عمل ہو سکے تاکہ پنجاب کے لوگ اس سے مکمل استفادہ کر سکیں۔ یہاں پر بہت ساری باتیں اور بہت ساری تقاریر ہو چکی ہیں لیکن میں ایک بات وزیر اعلیٰ پنجاب کی کارکردگی کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا جو وژن ہے جو کام کرنے کی ایک سوچ ہے یا ارادہ ہے اس کی نہ صرف ملک کے اندر بلکہ غیر ممالک میں بھی پذیرائی ملی ہے اور لوگوں نے اس کی تعریف کی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ہمارے لیڈر کی اس ملک میں ہی نہیں بلکہ ملک سے باہر بھی لوگ ان کے حکومت کرنے کے انداز کو پسند کرتے ہوں اور ان کی کارکردگی کو پسند کرتے ہوں تو ہمیں بھی اس کا احساس کرنا چاہئے اور سچ کو سچ ضرور کہنا چاہئے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے
باغ تو سارا جانے ہے

جناب سپیکر! میری اپوزیشن کے دوستوں سے درخواست ہے کہ سچ کو سچ ضرور کہنا چاہئے۔ میں آپ سے یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ آپ کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے، جہاں تک مجھے یاد ہے کہ 07-2002 کی اسمبلی میں ملتان سے ڈاکٹر جاوید صاحب جن کا پیپلز پارٹی سے تعلق تھا، نے جنوبی پنجاب کی اصطلاح کو ایجاد کیا تھا۔ میں آپ سے درخواست کرنا چاہوں گا کہ ہمیں ایک پاکستان اور ایک پنجاب کی بات کرنی چاہئے۔ ہر ایم این اے اور ہر ایم پی اے کا حق ہے کہ جس ضلع سے اس کا تعلق ہے یا جس حلقہ سے اس کا تعلق ہے اگر اسے محرومی کا شکار کیا گیا ہے اور ڈویلپمنٹ یا دوسرے وسائل میں اسے اس کا حصہ proper طریقے سے نہیں ملا تو اسے اپنے ضلع کی بات کرنی چاہئے کیونکہ ایک خاص علاقے کی بات کرے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج جنوبی پنجاب کی بات ہو رہی ہے، کل کوئی شمالی پنجاب کی بات کرے گا اور پھر کوئی مشرقی پنجاب کی بات کرے گا اور اس کے بعد کوئی مغربی پنجاب کی بات کرے گا

تو ہمیں اس بات پر دھیان نہیں دینا چاہئے بلکہ ہمیں اپنے حلقوں کی بات کرنی چاہئے، ہمیں اپنے اضلاع کی بات کرنی چاہئے اور سب سے بڑھ کر ہمیں اپنے پورے پنجاب کی بات کرنی چاہئے۔ یہ بات درست ہے کہ کئی اضلاع میں ترقیاتی کاموں کا جال بچھایا جا رہا ہے اور کئی اضلاع اپنی کسمپرسی، اپنی کمزوریوں اور مایوسیوں کے عالم کا شکار ہو رہے ہیں۔ محترمہ وزیر خزانہ تو یہاں تشریف فرما نہیں ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں لیکن میں یہاں مناسب نہیں سمجھتا کہ پارلیمانی سیکرٹری کے اختیارات کا ذکر کروں کیونکہ وہ ہمارے لئے قابل عزت اور قابل احترام ہیں۔

جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہو گی کہ پنجاب حکومت کو یہ چیز سوچنی چاہئے، انہیں ایک سروے کرنا چاہئے کہ پنجاب کے اندر کون سے ایسے اضلاع ہیں جنہیں ماضی میں کم حصہ ملا ہے اور جہاں پر ترقیاتی سکیمیں مناسب طریقے سے نہیں بن سکیں اور جہاں پر ترقیاتی پروگراموں پر عمل نہیں ہو سکا۔ جن اضلاع کو محرومی کا شکار کیا گیا ہے، اس کی وجوہات جو بھی ہو سکتی ہیں، ان اضلاع کو آنے والے بجٹ میں ترقیاتی اور ترجیحی بنیادوں پر حصہ ملنا چاہئے تاکہ وہاں کے لوگوں کے اندر مایوسی، بے چینی اور پریشانی کے عالم میں مبتلا ہیں کہ وہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے، سکول نہیں ہیں، ایجوکیشن نہیں ہے، صحت کے حوالے سے وہاں پر ادارے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میری درخواست ہو گی کہ ہماری حکومت کو یہ ترجیحی بنیادوں پر سوچنا چاہئے اور ہمیں سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے، پنجاب کے ایک ایک حصے کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے، پنجاب کے بسنے والے ایک ایک فرد کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے، وہاں کی محرومیوں کا ازالہ کرنا چاہئے، وہاں پر ہونے والے ظلم و ستم کا ازالہ کرنا چاہئے تاکہ پنجاب کے اندر بسنے والا ایک ایک فرد حکومت کی تعریف کرے، حکومت کے جو اہلکار ہیں اُن کی تعریف کریں ہمیں سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ آنے والے الیکشن میں اگر پنجاب کے تمام اضلاع سے کامیابی ملے گی تو پھر گورنمنٹ بنے گی چند اضلاع سے کامیابی ملے گی تو اُس سے حکومت نہیں بنا کرتی تو میں آپ کی وساطت سے اپنی حکومت سے گزارش کروں گا کہ ہمیں سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو اصول ہیں، جو میرٹ ہے وہ سب کے لئے ایک ہونا چاہئے اگر آپ ایک سپاہی کو بھی میرٹ پر بھرتی کرتے ہیں تو ترقیاتی پروگرام میں بھی پسند اور نہ پسند نہیں ہونا چاہئے اُس میں بھی ہر ایم پی اے کو عزت ملنی چاہئے، ہر ایم پی اے کے ساتھ برابری کا سلوک ہونا چاہئے اُن کے حلقوں میں برابری کے طور پر فنڈز ملنے چاہئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں اس سے نہ صرف ایم پی اے طاقتور ہو گا بلکہ حکومت طاقتور ہو گی، ایم این اے طاقتور ہو گا تو حکومت طاقتور ہو گی اور پارٹی طاقتور ہو گی۔ تو میری استدعا ہو گی کہ ہمیں سب کو برابری کی سطح پر فنڈز تقسیم کرنے چاہئیں اور سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ کی گھنٹی کا احترام نہ کروں میں آخری بات یہ کرنا چاہوں گا، میں اپنے ضلع سرگودھا کے حوالے سے خاص طور پر بنیادی طبی مرکز کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ وہاں پر لوگوں نے تین تین، چار چار ایکڑ اپنی قیمتی زمینیں donation دے کر طبی مرکز بنوائے تھے لیکن آج اُن مراکز صحت کو دیکھ کر خدا کی قسم رُونا آتا ہے جن کی دیواریں ٹوٹ چکی ہیں، جن کے کمرے بوسیدہ ہو چکے ہیں، وہاں پر سٹاف ہے اور نہ وہاں پر دوائیاں ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے درخواست ہو گی کہ مہربانی فرما کر پنجاب کے اندر جو بھی بنیادی طبی مراکز آپ نے قائم کئے ہیں اُن پر خصوصی توجہ دی جائے۔ بنیادی مراکز صحت کی اس وقت کسمپرسی کی حالت ہے وہاں پر سٹاف ہے، دوائیاں ہیں اور نہ وہاں پر بجلی ہے اربوں روپے کی گورنمنٹ کی عمارتیں بنی ہوئی ہیں میں سمجھتا ہوں وہاں پر انسانوں کا نہیں جانوروں کا راج ہے اس لئے میری آپ سے درخواست ہو گی کہ اس پوائنٹ پر آپ ضرور توجہ دیں تاکہ وہ بنیادی مراکز صحت جب بحال ہو جائیں تو لوگوں کو صحت کی بنیادی سہولتیں وہاں پر مقامی طور پر ملیں گی اُن کا بڑے شہروں کی طرف یا بڑے ہسپتالوں کی طرف یا پرائیویٹ ہسپتالوں کی طرف آنے کا ٹرینڈ نہیں ہو گا اُن کو بنیادی سہولیات وہاں پر ملیں گی، وہ فعال ہوں گے، وہ چالو ہوں گے تو لوگ آپ کو دعائیں دیں گے لیکن اس وقت بنیادی طبی مراکز صحت کی عمارتیں دیکھ کر رُونا آتا ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے استدعا ہو گی کہ اُن کو فعال کریں، اُن کو کارآمد بنائیں اُن کے لئے فنڈز مختص کریں، وہاں پر سٹاف بھرتی کریں، وہاں پر دوائیاں دیں تاکہ لوگ وہاں سے فائدہ اُٹھا سکیں اگر آئندہ دو چار سال وہ اسی حالت میں رہے تو لوگ اُن کے دروازے اُکھاڑ کر لے جا رہے ہیں تو وہ لوگ اینٹیں بھی اُکھاڑ لیں گے تو میری آپ سے درخواست ہو گی اس سلسلے میں خاص طور پر توجہ دیں۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں ممنون ہوں وزیر اعلیٰ پنجاب کا کہ انہوں نے کسانوں کی حالت زار کے بارے میں خاص طور پر شفقت و محبت اور پیار کا اظہار کیا ہے اور میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے خاص طور پر ایگریکلچر انکم ٹیکس کے حوالے سے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس نے اپنا بہت سارا کام مکمل کر لیا ہے۔ میں اس کے ساتھ

ساتھ یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جو زرعیpackageوزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے دیا ہے وہ بھی اُن کا بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن اُس زرعیpackageمیں یا اُس زرعی کمیشن میں کم از کم زمینداروں کے نمائندوں کو ضرور شامل کیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ اربوں روپے کےpackageکو کھا کوئی اور جائے اور دودھ کا آخری قطرہ زمیندار کی مونچھوں پر لگا دیا جائے یہ بات نہیں ہونی چاہئے۔ جن لوگوں کے لئے یہpackageبنایا اُن لوگوں کے نمائندوں کو زرعی کمیشن میں ضرور شامل کریں، اُن کی باتوں کو سنیں، جو اُن کی حالت زار ہے یا اُن کی جو تکالیف ہیں، جو اُن کی پریشانیاں ہیں اُن کو بھی ضرور سنیں بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب محمد نعیم صفدر انصاری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، چودھری اشرف علی انصاری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، حاجی محمد الیاس انصاری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور اُن کی ٹیم کو پنجاب میں پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسان دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ صحت کے حوالے سے 43 فیصد بجٹincreaseکیا گیا ہے تو میں فیصل آباد کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر پبلک سیکٹر میں صرف ایک میڈیکل کالج کام کر رہا ہے اور تین پرائیویٹ میڈیکل کالجز کام کر رہے ہیں جبکہ لاہور شہر جیسے میں سات پبلک سیکٹر میں اور پندرہ پرائیویٹ میڈیکل کالجز کام کر رہے ہیں تو آبادی کے لحاظ سے فیصل آباد بھی اگرsurrounding areas includeکیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر لاہور جتنی آبادی ہے تو جی سی یونیورسٹی میں ابھی 2012 سےDirector of Medical Sciencesکام کر رہا ہے اور وہAllied Health Sciencesکے حوالے سے سروسز بھی دے رہا ہے اور ابھی وہاںstudentsکی تعداد 1300 کے قریب ہے اور اب ہم چاہتے ہیں کہ جی سی یونیورسٹی میں ایم بی بی ایس کورسز بھی ہوں۔ 2014 میں میاں محمد شہباز شریف جب فیصل آباد تشریف لائے تو انہوں نے اس بات کا وعدہ بھی کیا تھا کہ فیصل آباد میں ایک اور میڈیکل کالج دیا جائے گا تو میری محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ ابھی سیکرٹریHealth and Care Educationنے بھی ایک لیٹر بھجوا دیا ہے اور وہ بھی اس کو بنانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر! میں پھر دوبارہ مطالبہ کروں گا کہ وہاں پر میڈیکل کالج کے لئے فنڈز رکھے جائیں اور اسی طرح ایجوکیشن کے حوالے سے بھی بہت بڑی رقم رکھی گئی ہے لیکن اُن یونین کونسل میں جہاں

پر پرائیویٹ سیکٹر میں ہر تیسری گلی میں ایک پرائیویٹ سکول کام کر رہا ہے لیکن ہمارے بہت سے علاقے ایسے ہیں خاص طور پر میری تین یونین کونسل ایسی ہیں محلہ عثمان غنی، سلیمانیہ کالونی وہاں پر تقریباً چار کلومیٹر تک کوئی پرائمری سکول نہ ہے حالانکہ وہ سٹی ایریا ہے لیکن میرے بار بار کہنے کے باوجود بھی اس بات پر کوئی غور نہیں کیا گیا۔ Last year میں نے وہاں سے ایک سلاٹر ہاؤس بھی ختم کروایا اور میں نے پچھلی مرتبہ directive بھی بھجوایا جو فیصل آباد میں بھی گیا لیکن وہ بھی disputeاُسی طرح آج تک کھڑا ہے تو میری گزارش ہے کہ جہاں تک ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم نے ایجوکیشن کو بڑھانا ہے، ہم نے اس پاکستان کو آگے لے کر جانا ہے مگر جب تک ہم بنیادی ضروریات زندگی غریب علاقوں میں پوری نہیں کریں گے تو یہ ہمارا صرف اور صرف نعرہ رہ جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ پنجاب بھر میں ایک بہت بڑا issue جو کافی عرصہ سے چلا آرہا ہے ہم لوگوں پر چھوٹے چھوٹے ٹیکس لگا کر کسی سیکٹر سے 10۔ ارب روپے، کسی سیکٹر سے 15۔ ارب روپے تو میں نے ایک proposal دی تھی کہ پورے پنجاب میں جو PTD ریونیو کے حوالے سے permanent transfer deed ہے وہ تقریباً 1988 سے پورے پنجاب میں رجسٹرڈ نہیں ہو رہی۔ میرے ایک کولیگ ہیں انہوں نے ایک جگہ تقریباً 12 کروڑ روپے کی خریدی اور اُس پر وہ گورنمنٹ کو تقریباً کم از کم بھی ٹیکس پانچ سے چھ فیصد کے حوالے سے ادا کرنا چاہتے ہیں جبکہ ہمارے جو آفیسرز بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ 1200 روپے کا اسٹام پیپر لیں اور اُس پر اس کو اپنے نام کر والیں تو ہماری ایک میٹنگ میں چیف سیکرٹری سے بھی بات ہوئی ہے تو ابھی تک وہ پابندی لگائی ہوئی ہے۔ ایک تخمینہ کے مطابق وہاں اُس سیکٹر سے 50۔ ارب روپیہ کم از کم حاصل ہوگا اور یہ کہتے ہیں کہ اُس میں فراڈ بہت ہو گیا۔ اس معاشرے کو صحیح کس نے کرنا ہے؟ کہتے ہیں کہ وہاں پر ہم جائیں گے تو وہاں لوگوں نے بڑے گھپلے کئے ہوئے ہیں۔ اُس وقت جب لوگ پاکستان شفٹ ہوئے تو اُس وقت جو یونٹس اُن کے نام پڑے تو یہ کس نے صحیح کرنا ہے ہم نے ہی اس کو صحیح کرنا ہے تو میری گزارش ہو گی کہ اس پوائنٹ کو بھی اس میں رکھا جائے کہ جو 50۔ ارب روپے کا حکومت پنجاب کو نقصان ہو رہا ہے اُس کو cover کیا جائے بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ تحسین فواد!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نسرین جاوید!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ مہوش سلطانہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے ہماری معزز وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا نے 681۔ارب روپے کا پنجاب کا بجٹ اس ایوان میں پیش کر دیا ہے جس میں سے 550۔ارب روپیہ ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا گیا ہے جو کہ پچھلے سال کے بجٹ سے 37.5 فیصد زیادہ ہے۔ ہم سب نے وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کی تقریر سنی ہے، بجٹ کا مطالعہ بھی کیا ہے اور اس کو دیکھ کر ہمیں بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اس بجٹ میں خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا وژن اور innovation شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کی expertise بھی شامل ہیں۔ یہ بجٹ economic pro strategic پر مبنی midterm growth development کا بجٹ ہے جس کے تحت عام آدمی کا معیار زندگی بہتر ہوگا، ان کو روزگار کے مواقع ملیں گے اور بنیادی سہولیات بھی میسر ہوں گی۔ اس بجٹ میں جو 550۔ارب روپیہ ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا گیا ہے یہ پنجاب میں پیش کیا جانے والا سب سے بڑا ڈویلپمنٹ بجٹ ہے جس میں پانچ شعبہ ہائے زندگی کو بہت زیادہ importance دی گئی ہے جن میں ہیلتھ، ایجوکیشن، ایگریکلچر، clean drinking water اور امن و عامہ شامل ہیں جس کے لئے 804۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے جو کہ ٹوٹل بجٹ کا 57 فیصد ہے۔ یہاں پر اگر ہم ایجوکیشن کی بات کریں تو اس میں سکول ایجوکیشن کے لئے تقریباً 56۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ گزشتہ مالی رواں سال سے 71 فیصد زیادہ ہے۔ سکول ایجوکیشن میں گورنمنٹ نے بہت سارے initiatives لئے ہیں جن میں provision of missing facilities، نئے سکولوں کا قیام، سکالرشپ اور ٹیچر ٹریننگ شامل ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بہت ہی اہم پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ہے جس کے تحت ابھی 19 لاکھ بچوں کو تعلیم دی جا رہی ہے اور اس سال اس کے لئے 12۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے جس سے انشاء اللہ اگلے سال میں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے 22 لاکھ beneficiaries ہوں گے۔ گزشتہ سال اگست یا ستمبر میں economists نے اپنے عشائیے میں وزیراعلیٰ کے بارے میں لکھا تھا اور انہوں نے وزیراعلیٰ پنجاب کو ایک revolutionary leader قرار دیا تھا۔ انہوں نے تعلیم کے لئے contribution کو خصوصی طور پر سراہا تھا اور PEEF کی خدمات کی بھی بہت زیادہ تعریف کی تھی۔ ایجوکیشن میں ہمارا دوسرا اہم pillar ہائر ایجوکیشن کا ہے۔ ہائر ایجوکیشن میں بہت سارے initiatives لئے گئے ہیں جن میں "شہباز شریف میرٹ سکالرشپ پروگرام"، چائنیز لینگوئج کے لئے سکالرشپ

پروگرام، پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈز، لیپ ٹاپ کی سکیم، knowledge park اور IT یونیورسٹی کا قیام شامل ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ 103 نئے کالج بن رہے ہیں اور یونیورسٹیوں کو funding کی جا رہی ہے۔ جب ہم ایجوکیشن پر overall نظر ڈالتے ہیں تو اس میں existing system کو focus رکھا گیا ہے، جس نئی چیز کی ضرورت تھی اس کو ڈالا گیا ہے اور وہاں پر بہت ساری innovations لائی گئی ہیں۔ "شہباز شریف میرٹ سکالرشپ پروگرام" کے تحت غریب بچے اور بچیاں جو میرٹ پر باہر یونیورسٹی میں admission لیں گی ان کا ماسٹر اور پی ایچ ڈی کے لئے حکومت پنجاب انشاء اللہ تعالیٰ سکالرشپ دے گی۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کا تیسرا اہم pillar سپیشل ایجوکیشن ہے جس کے لئے ایک ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔ ایک نیا سپیشل ایجوکیشن کالج بنایا جائے گا اس کے علاوہ کچھ سکول اپ گریڈ ہوں گے اور کچھ نئے سکول بھی بنائے جائیں گے۔ میں یہاں پر یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ ہمیں سپیشل ایجوکیشن کے لئے فنڈز کو increase کرنا چاہئے کیونکہ ہمیں ان بچوں کو بھی ایجوکیشن کے equal rights دینے چاہئیں تاکہ وہ بھی معاشرے کے معاون شہری ثابت ہو سکیں۔ ان کو سکالرشپ دینے چاہئیں اور ان کے لئے ٹیچرز ٹریننگ کے پروگرام ضرور launch کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں ایک تجویز یہ بھی دینا چاہوں گی کہ ہمارے پاس district wise disable بچوں کا census ہونا چاہئے تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ کس ضلع میں کون سی disability کی ratio زیادہ ہے پھر اس حساب سے وہاں پر سکول بنائے جائیں اور اسی حساب سے ان کو سہولتیں دی جائیں۔ اس مقصد کے لئے ہم لوکل کونسل سے مدد لے سکتے ہیں یہ بہت important ہوگا۔ اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ disability کی ratio کہاں زیادہ ہے ادھر ہمیں وہ ratio کم کرنے میں مدد ملے گی اور یہ ہیلتھ کے لئے بھی مددگار ثابت ہوگا۔

جناب سپیکر! ہمارا دوسرا اہم environment initiative کے حوالے سے ہے۔ میں اس کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ بہت important منسٹری ہے مگر اس کے لئے فنڈ کم رکھے گئے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ اس کے لئے funding بڑھائی جائے کیونکہ ہمیں climate changes کے issues آرہے ہیں جس کی وجہ سے سیلاب آتا ہے، weather extremes ہیں جس سے ہماری ایگریکلچر اور املاک کو نقصان ہو رہا ہے۔ ہمارے پاس ایک مثال بھوٹان کی موجود ہے جو انڈیا اور چائنا کے

درمیان ایک چھوٹا سا ملک ہے جو اس وقت Carbon negative country declare ہوا ہے۔ ان کا 75فیصد ایریا جنگلات اور باغات پر مشتمل ہے۔ انہوں نے گزشتہ سال ایک چھوٹی سی activity کی۔ان کے سو volunteer youth نے ایک گھنٹے کے اندر پچاس ہزار درخت لگائے جو ان کا ورلڈ ریکارڈ بھی ہے۔ ہمیں بھی اس طرح کے initiatives لینے چاہئیں۔ گورنمنٹ کو اس ڈیپارٹمنٹ پر funding میں اضافہ کرنا چاہئے اور اچھے طریقے سے اس کی سرپرستی کرنی چاہئے۔ میرا تعلق چونکہ ضلع چکوال کی تحصیل چوآ سیدن شاہ سے ہے وہاں پر ایک پرانا گدالا گارڈن ہے جو 100ایکڑ پر مشتمل ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ اس کو botanic garden بنایا جائے وہ علاقہ ٹورسٹ کے لئے بہت بڑی attraction ہے۔ وہاں پر کلر کہار ہے، کٹاس راج ہے، ملوٹ فورٹ ہے، کسک فورٹ ہے، نندناں فورٹ ہے اور یہ گدالا گارڈن ہے۔ اگر ہم اس کو ایک botanic garden بنائیں گے تو وہ ٹورسٹ کو attract کرے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے ریونیو میں بھی اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف چھوٹا سا comparison دینا چاہوں گی کہ ہمارا یہ بجٹ صرف الفاظ نہیں ہوتے بلکہ اس کو تیار کرنے میں بڑی محنت ہوتی ہے اس کے لئے پورا سال effort کی جاتی ہے جس کے لئے خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے خصوصی interest لیا۔انہوں نے خود محنت کی اور بہت سے پراجیکٹس میں prices کم کیں تاکہ ہم وہ پیسا تعلیم اور صحت کے لئے خرچ کر سکیں۔ان میں میٹرو بس پر 4.6۔ارب روپے کی بچت ہوئی، حویلی بہادر شاہ میں 30 میگاواٹ کے پراجیکٹ پر 34.28۔ ارب روپے کی بچت ہوئی، بھکھی پاور پراجیکٹ پر 37.21۔ ارب روپے کی بچت ہوئی، اریگیشن میں ایک ارب روپے کی بچت ہوئی، safe cities project میں 4۔ارب روپے کی بچت ہوئی، بلوکی پراجیکٹ میں 39.44۔ارب روپے کی بچت ہوئی، "اپنا روزگار سکیم" میں 2.8۔ ارب روپے بچت ہوئی، صاف پانی پروگرام پر 25 کروڑ بچائے گئے، قائداعظم سولر پروگرام پر 21۔ ارب روپے کی بچت ہوئی، سالڈ ویسٹ مینجمنٹ پر 11۔ارب روپے کی بچت ہوئی اور اورنج لائن ٹرین پر 8.5۔ارب روپے کی بچت ہوئی۔ جو بسوں کی خریداری ہوئی اس میں 2.76 کروڑ روپے کی بچت ہوئی اور اس کے علاوہ پورے سال Austerity Measures لئے جاتے ہیں۔ ایک Austerity Committee ہے جو non-development کی تمام purchases پر strict check رکھتی ہے، ان آئٹم کو چیک کیا جاتا ہے کہ اس کی ضرورت ہے یا نہیں پھر اس کی خریداری کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ خادم اعلیٰ نے کروڑوں عوام کے لئے اربوں روپیہ بچایا ہے۔ میں آخر میں آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتی ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمارے نیک ارادوں میں کامیاب کرے۔ (آمین) بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب آصف محمود!

جناب آصف محمود: اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی budget debate کے اندر سب سے پہلی تجویز جو آپ سے related ہے وہ دینا چاہوں گا۔ وہ یہ ہے کہ آپ اس تقریر کا duration تھوڑا سا بڑھا دیا کریں کیونکہ پانچ منٹ کے اندر یا تو بجٹ کے اوپر بات کر لیں یا اپنے حلقوں کے رونے رو لیں۔ یہاں پر ایک نئی منطق یہ بھی نکل آتی ہے کہ جب ہمارے حکومتی ممبران کھڑے ہوتے ہیں اور جمعہ والے دن میرے مرحوم colleague جناب محمد صدیق خان جو اس دن ہمارے ساتھ یہاں پر بیٹھے تھے۔ ان کے آخری الفاظ اس ہاؤس میں سپیکر صاحب سے یہی تھے کہ "جناب سپیکر! آپ neutral رہا کریں۔" میرا آپ سے شکوہ نہیں ہے لیکن میں اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا کہ جب سپیکر صاحب جو ہمارے بزرگ بھی ہیں، محترم بھی ہیں میں ان کی موجودگی میں یہ بات کرتا کہ جب اُدھر سے کوئی قصیدہ گوئی ہو رہی ہوتی ہے [*********]

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ ان کے بارے میں کہنا ٹھیک نہیں ہے۔ سپیکر صاحب کے بارے میں کہے گئے الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کے لئے ہم سب برابر ہونے چاہئیں۔ یہاں یہ روایت ہو گئی ہے کہ بجٹ سے ہٹ کر تنقید اور گفتگو کی جاتی ہے، ہمارے یہاں پر ایک ممبر ہیں جو ہمارے خان صاحب کے بارے میں گفتگو اور تنقید کرتے رہے ہیں پھر ہم بھی ان چیزوں کو چھوڑ کر تنقید شروع کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بجٹ تقریر پر آ جائیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں بجٹ تقریر پر آتا ہوں۔ پنجاب حکومت نے یہ چوتھا بجٹ پیش کیا۔ یہ الفاظ اور اعداد و شمار کا گورکھ دھندا ہے۔ یہاں پر محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہوئی ہیں یہ بتائیں کہ جو آپ نے پچھلے اہداف رکھے تھے انہیں کتنا پورا کیا ہے جو نئے سرے سے اربوں روپے کے بڑے بڑے پراجیکٹس بتا دیئے گئے؟ یہاں پر معزز پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہیں میں اپنے ضلع کے حوالے سے کوئی دو چار باتیں کر دیتا ہوں۔ بڑے بڑے پراجیکٹس کی بات کرتے ہیں میں آپ کو چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ گزشتہ سال آپ نے جو بجٹ spend کیا، ہائر ایجوکیشن کا بجٹ ہی لے لیں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میٹرو اور ان اللے تللے پراجیکٹس پر آپ نے اس سے زیادہ رقم خرچ کی ہے۔ میں ایک بڑی حیران کن بات یہ بھی بتاؤں گا کہ راولپنڈی اور اسلام آباد کا جو میٹرو پراجیکٹ تھا اس کے حوالے سے ہمارے ایک ممبر کا گزشتہ دنوں سوال آیا جو take up نہیں ہو سکا۔ وہ سبسڈی کے حوالے سے تھا اور میں حیران ہو گیا کہ اس کے اندر سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ حکومت پنجاب نے اس پراجیکٹ کے لئے کیا بیرون ملک سے کوئی قرضہ لیا، اگر نہیں لیا تو یہ جو سبسڈی دی جا رہی ہے کس کو دی جا رہی ہے اور کیوں دی جا رہی ہے؟ اس کا جواب آتا ہے کہ حکومت پنجاب نے پورا پراجیکٹ اپنے own پر مکمل کیا اور کوئی قرضہ کسی سے نہیں لیا گیا لیکن اس روٹ پر چلنے والی بسیں پلیٹ فارم نامی ترکی کی ایک کمپنی نے مہیا کیں لہٰذا پنجاب حکومت یہ سبسڈی 325 روپے فی کلومیٹر کے حساب سے اس ترکش کمپنی کو دے رہی ہے۔ مجھے آپ یہ بتائیں کہ یہاں financial experts اور خود پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ کون سا کاروبار ہے کہ آپ 70۔ارب روپے ایک پراجیکٹ پر لگائیں اور اس میں 68 کروڑ روپے کی انوسٹمنٹ کے عوض آپ دن میں 35 سے 37 لاکھ روپے سبسڈی کی مد میں ترکش کمپنی کو دے دیں؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ چیزیں ہیں جن سے آپ کا محاسبہ ہونا ہے پھر آپ یہ کہیں گے کہ جمہوریت کے دشمن باہر نکل آئے اور سڑکوں پر آ گئے۔ جب آپ اس قوم اور غریب عوام کے وسائل کو utilize کرتے ہیں تو خدارا اتنی بے دردی سے استعمال نہ کریں۔ نیلسن منڈیلا کی کہاوت ہے کہ جو سیاستدان ہوتا ہے وہ اپنے الیکشن کو دیکھتا ہے لیکن جو لیڈر ہوتے ہیں وہ اپنی آنے والی نسلوں کو دیکھتے ہیں۔ یہاں پر جتنے لوگ حکومتی بنچوں پر بیٹھ کر گفتگو کرتے رہے ان کا focus یہی تھا کہ 2018 میں مزہ آ جائے گا اور 2018 میں پتا چل جائے گا۔ خدا کے بندو پچھلے 30 اور 35 سال سے ان حکومتوں اور ایوان کے اندر کون بیٹھا ہوا ہے؟ آپ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور آج بھی آپ کے الفاظ کیا ہیں، کر دیں گے، ہو جائے گا، انشاء اللہ، ماشاء اللہ۔ جب میں اس ایوان کے اندر بیٹھتا ہوں تو ان کی گفتگو سنیں

جب یہ بڑی بڑی مبارکیں شروع کرتے ہیں اور بڑی لمبی چوڑی مبارکیں دے رہے ہوتے ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے ہمارے سینئر پارلیمنٹیرین جناب مناظر حسین رانجھا نے آتے ہی ہمیں convince کرنے کی کوشش کی۔ دیکھیں "کوئی جانے نہ جانے بات تو سارا جہان جانے ہے" انہوں نے شروع میں ہمیں convince کیا کہ ان کو پتا نہیں چل رہا کہ وزیراعلیٰ بڑا کام کر رہے ہیں لیکن آپ انہی کی تقریر کے آخری چار منٹ لے لیں تو جتنا رونا انہوں نے رویا تو شاید اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے کسی بھی ممبر نے نہیں رویا۔ بات یہ ہے کہ ہمیں یہ decide کرنا ہے کہ کیا ہم عوامی نمائندے ہیں یا ہم اپنی لیڈر شپ کے نمائندے ہیں؟ ٹھیک ہے کہ لیڈر شپ اور پولیٹیکل پارٹی سے ہماری affiliation ہے لیکن سب سے پہلے پاکستان ہے، سب سے پہلے وہ جن لوگوں نے ووٹ دے کر ادھر پہنچایا ہے، آپ حق سچ کی بات کریں، ماسوائے اگلی دو لائنوں کے اندر جو لوگ بیٹھے ہوتے ہیں پیچھے جتنے لوگ ہیں ان کے چہرے بتا رہے ہوتے ہیں کہ ان کے کیا حالات ہیں۔ خدارا اللہ پر یقین رکھیں، عزت اور ذلت رب کے اختیار میں ہے اسی نے عزت دینی ہے اور اسی نے ذلت دینی ہے اور انسان کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے at least ان لوگوں کی جن کی آپ نمائندگی کرنے آئے ہیں ان کی ضرور بات کیا کریں۔

جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کے حوالے سے پچھلے تین سال سے بات کر رہا ہوں۔ میرے حلقہ میں ایک بوائز کالج بھی نہیں ہے، نہ صرف میرے حلقے میں بلکہ پورے NA constituency کے اندر گورنمنٹ کا کوئی ایک بوائز کالج نہیں ہے۔ چودھری پرویز الٰہی نے 2007 میں اس کا initiative لیا تھا۔

جناب سپیکر! تیسرا سال ہے میں ہر سال اس کی نشاندہی کرتا ہوں اور ہم لوگوں نے اس پر بڑا احتجاج کیا تو ابھی last month مجھے یہ خبر ملی ہے کہ اس پر بجٹ کے اندر کچھ پیسے رکھے گئے ہیں۔ میں نے 2013 میں اسی کالج کے حوالے سے سوال کیا تھا تو اس کے جواب میں آیا تھا کہ ہم نے 3 کروڑ 42 لاکھ روپے کی رقم خرچ کی ہے، اس کے لئے 18 لاکھ روپے کی رقم چاہئے تھی لیکن سیاسی بناء پر وہ رقم مہیا نہیں کی گئی لیکن اب اسی کالج کے لئے 4 کروڑ روپے کی رقم مزید چاہئے جو کہ 18 لاکھ روپے میں بن رہا تھا۔ اب اس خسارہ کا کون ذمہ دار ہے؟ ابھی اس کو ADP میں شامل کیا گیا ہے لیکن اس پر ایک کروڑ روپے سالانہ خرچ ہوگا مطلب! ہم چار سال مزید بیٹھ جائیں۔ ہمیں نہیں پتا کہ اگلے دو سال بعد یہاں پر کون آکر بیٹھے گا پھر وہ ان کالجوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ میری ان سے ایک درخواست ہے کہ ڈھوک سیداں کے اندر یہ بوائز کالج بننے جا رہا ہے اور اگر آپ نے ADP میں ایک کروڑ روپے رکھوایا ہے تو

کوشش کریں پچھلے دس سالوں سے یہ مسئلہ چل رہا ہے اس کو settle کروادیں۔ این اے-54 میں پی پی-9 میرا حلقہ ہے اور اس میں کوئی ایک ہسپتال بھی موجود ہے اور نہ ہی کوئی ڈسپنسری موجود ہے۔ یہ شہر کا حلقہ ہے لیکن یہاں دیہاتی علاقوں کے ممبران جو کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں تو یقین کریں کہ بڑا رشک آتا ہے کہ ان کے حلقوں میں جاکر دیکھیں کہ وہ کون سے ادارے ہیں، وہ کون سی حکومتیں ہیں جو وہاں پر کام کر رہی ہیں جس سے بڑا خوبصورت scene create ہوتا ہے۔ ہمارے تو شہروں کے اندر بلکہ میرے اپنے حلقے کے اندر تین سکولوں کی بلڈنگز نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس پر "ای ڈی او"، "ڈی سی او" اور سارے صاحبان سے مل چکا ہوں لیکن اس کی تو کوئی سکیم approve نہیں ہوتی اور آپ سارے فنڈز اٹھا کر اورنج لائن ٹرین پر لگا دیتے ہیں جب یہ ختم ہو گی تو کوئی نئی ٹرین آجائے گی۔ آپ ذرا اپنا تھوڑا سا محاسبہ تو کریں کہ آپ یہ کر کیا رہے ہیں؟ آپ جو رقم ہیلتھ اور ایجوکیشن کے لئے رکھتے ہیں اس میں سے 40 سے 50 فیصد spend کرتے ہیں لیکن آپ ٹرانسپورٹ کے شعبہ پر پانچ گنا زیادہ exceed کر جاتے ہیں۔ آپ نے پچھلی دفعہ minority کے لئے فنڈز رکھا، میں پڑھ کر حیران ہوا کہ ایک ارب روپے کے فنڈز میں سے پانچ کروڑ روپے خرچ نہیں کئے اور وہ فنڈز اٹھا کر اورنج لائن ٹرین کے اندر لگا دیا۔ خدارا یہ وہی چیزیں ہیں، اگر آپ 2018 کے اندر لوگوں کو ایجوکیشن دے دیں گے تو شاید انہیں شعور آئے گا کہ ان کے ساتھ یہ ہوتا کیا ہے کہ دکھایا کچھ جاتا ہے اور کیا کچھ جاتا ہے "ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور دکھانے کے"

جناب سپیکر! میں آخر میں گزارش کروں گا اور ہر سال یہ بات کرتا ہوں کہ میرے پورے حلقے کے اندر پانی نہیں ہے۔ صاف پینے کے پانی کا منصوبہ آپ کا ہو گا، میں صرف پانی کی ڈیمانڈ کر رہا ہوں کیونکہ پورے حلقے کے اندر پانی نہیں ہے۔ خدارا ویسے تو روایت ہے کہ ہم سے ہارے ہوئے لوگ کمیٹیوں کی میٹنگ کے اندر بیٹھتے ہوتے ہیں۔ مجھے تو آج ضلع راولپنڈی کے کسی "ڈی سی او" نے کسی ایک کمیٹی میٹنگ میں نہیں بلایا۔ یہاں تک کہ ہمیں لاء اینڈ آرڈر پر نہیں پوچھتے ہیں اور جو موصوف وہاں پر جاکر بیٹھتے ہیں ان کو اللہ پاک توفیق دے کہ وہ پینے کے پانی کے لئے چار سے چھ ٹیوب ویل کی سکیمیں دلوائیں اور وہ اپنے کسی بندے کی تختی لگا دیں لیکن خدارا یہ کام کر دیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں گزارش کرتا ہوں کہ میرے حلقے میں قبرستان کا مسئلہ بہت شدید ہے اور پچھلی دفعہ وزیر خزانہ نے کہا تھا کہ 543 قبرستانوں کے لئے رقم رکھی ہوئی ہے اور ہم یہ رقم

خرچ کریں گے لیکن وہ بھی spend نہیں ہوئی۔ آپ مرے ہوئے لوگوں پر تو رحم کریں اور ٹرینوں اور بسوں کے لئے ان کی مختص شدہ رقم نہ لے کر آئیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ فوزیہ ایوب قریشی !

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: شکریہ۔ جناب سپکر! میں اپنی بات ایک شعر سے شروع کروں گی کہ:

دشوار تر ہے جن کے لئے روز و شب کا بوجھ
ان کے لئے حیات کو آساں کریں گے ہم

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کروں گی جنہوں نے اتنے مشکل حالات میں اپنے ملک کو ترقی اور استحکام کی راہ پر گامزن کیا۔ الحمدللہ بجٹ برائے مالی سال 17-2016 اس بات کا ثبوت ہے کہ ہماری حکومت نے بجٹ مرتب کرتے ہوئے ہر شعبہ زندگی کو مدنظر رکھا۔ یہ عوام دوست بجٹ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ لوگ خوشحال ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بہن وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو سلام پیش کرتی ہوں کہ جن کی شب و روز محنت سے مالی سال 17-2016 کا کامیاب بجٹ پیش کیا گیا اور مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی ضروریات کا خیال رکھا یہ بجٹ عوام کی صحت، تعلیم کی سہولتیں مہیا کرنا اور روزگار میں اضافہ، قرضوں کی فراہمی اور پنجاب کے نوجوانوں کو آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ طالبات کے لئے وسیلہ تعلیم کے ذریعے بھی اور ان کے وظائف کی پروموشن کے لئے بھی بہت زیادہ فنڈز رکھا گیا۔ پنجاب میں تعلیم کی ترقی کے لئے مزید فنڈز رکھے گئے ہیں۔ زراعت کی بہتری اور کاشتکاروں کی خوشحالی کے لئے کسان package کا اعلان اور 100۔ ارب روپے کے اس package کو آئندہ مالی سال میں 50۔ ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ پنجاب زراعت کے حوالے سے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایوان میں کوئی منسٹر موجود نہیں ہے آپ ذرا ان کی سنجیدگی دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: چلیں! کورم تو ہم پوائنٹ آؤٹ نہیں کرتے، یہ ہمارا آپس میں agreement ہے لیکن کم از کم وزراء، پارلیمانی سیکرٹریوں کو تو یہاں پر موجود ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عارف عباسی صاحب! شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ فرمائیں!

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! ہمارا صوبہ پنجاب زراعت کے حوالے سے ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ بہاولپور سے میرا تعلق ہے، بہاولپور بھی ایک زرعی علاقہ ہے، یہاں کے کسان دن رات محنت کرتے ہیں اور اپنے دو وقت کا گزارا کرتے ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو appreciate کروں گی کہ اس بجٹ میں انہوں نے اپنے کسان بھائیوں کا بہت زیادہ خیال کیا ہے۔ میں محترمہ وزیر خزانہ کی اس بات کی طرف توجہ دلاؤں گی کہ سپورٹس پر زیادہ توجہ دی جائے کیونکہ ہمارے نوجوانوں میں بے روزگاری بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے ان کا رجحان منشیات اور غلط کاموں کی طرف زیادہ بڑھ گیا ہے اور جب تک ہم نوجوان نسل کو کھیل کے مواقع فراہم نہیں کریں گے تب تک ہمارے صوبے میں بہتری نہیں آ سکتی۔ خواتین بھی ہماری آبادی کا نصف حصہ ہیں، معاشرے کی ترقی اور ملک کی خوشحالی کے لئے خواتین کو ہر شعبہ میں شریک کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! خواتین کی بہبود و ترقی کے لئے حکومت پنجاب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ہر ممکن کوشش کی ہے، کہیں پر بھی خواتین کو پیچھے نہیں چھوڑا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ خواتین کے لئے روزگار کے لئے ہنر مند بنانے کے لئے ٹیوٹا انسٹیٹیوٹ ہو یا ووکیشنل ٹریننگ سنٹر اسی کا ثبوت ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں خواتین کے لئے 15 فیصد کوٹا مقرر کرنا بھی خواتین کے لئے بڑا احسن اقدام ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں بہاولپور کے حوالے سے تھوڑی سی بات ضرور کروں گی کہ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کے ساتھ جو روڈ جا رہی ہے وہاں روزانہ کے حادثات ایک معمول بن چکا ہے، میں نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے اور آج پھر دوبارہ یہ گزارش کروں گی کہ وہاں پر ایک انڈر پاس یا فلائی اوور کا بننا بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ محترمہ جوئیس روفن جولیس۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئیس روفن جولیس): جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ 17-2016 پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور محترمہ وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک بہت ہیوی بجٹ عوام کے لئے پیش کیا ہے۔ میں یہاں پر مختصر طور پر ایجوکیشن پر بات کروں گی، ہمارے اپوزیشن لیڈر نے یہاں پر جو بات کی، بار بار انہوں نے انڈیا کا ذکر کیا لیکن میں یہاں پر انہیں بتاتی ہوں کہ جب پاکستان بنا،

انڈیا، پاکستان اور سری لنکا کے اندر مشنری ادارے کام کر رہے تھے۔ اس وقت پچاس فیصد گورنمنٹ ادارے کام کرتے تھے اور پچاس فیصد مشنری ادارے کام کرتے تھے۔ ہماری بدنصیبی یہ ہوئی کہ پیپلز پارٹی نے تمام مشنری اداروں کو نیشنلائز کر دیا جس کی وجہ سے ترقی رُک گئی۔ سری لنکا کے اندر ایسا نہیں ہوا، انڈیا کے اندر بھی نہیں ہوا بلکہ میں یہاں پر بتاتی ہوں کہ وہاں پر اس وقت ایجوکیشن میں چار سیکٹر کام کر رہے ہیں۔ ایک پرائیویٹ سیکٹر، گورنمنٹ سیکٹر، سیمی گورنمنٹ کا سیکٹر اور اس کے علاوہ مشنری اداروں کا سیکٹر بھی کام کر رہا ہے۔ مشنری اداروں کو انہوں نے اتنی ترجیح دی ہے کہ ہر سال وہاں کی حکومت کے مقرر کردہ سکیلوں کے مطابق ان کو آٹھ ٹیچرز کی تنخواہ دیتی ہے تاکہ پرائیویٹ، مشنری ادارے اور این جی اوز مل کر کام کریں۔ یہاں پر میاں شہباز شریف نے کوئی ایسی پالیسی نہیں اپنائی جس کو بین الاقوامی طور پر تسلیم نہ کیا گیا ہو۔ انہوں نے یہاں پر Four Sector Programme شروع کیا ہے۔ پرائیویٹ اداروں کے لئے بل پاس کروایا ہے تاکہ وہ اپنی من مانی نہ کر سکیں لیکن انہیں کام کرنے کا موقع ضرور دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے گورنمنٹ کے اداروں کو اپ گریڈ کیا ہے اور سب سے بڑھ کر میں، میاں محمد شہباز شریف کے ساتھ، میاں محمد نواز شریف اور مریم نواز شریف کو یہ credit دیتی ہوں کہ گورنمنٹ کے سکولوں میں انہوں نے مونٹسری سکولوں کو شروع کیا ہے۔ سری لنکا میں 98 فیصد شرح خواندگی ہے اس لئے کہ ان کا مونٹسری سکول سسٹم بہت زیادہ strong ہے۔ چار سال سے لے کر نو سال کے بچے کے لئے انہوں نے سات سال کی مونٹسری ٹریننگ رکھی ہوئی ہے۔ ایف اے، بی اے میں ان کی ٹریننگ ہوتی ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں بی ایڈ میں ٹریننگ دی جاتی ہے، وہ مونٹسری کے subject اس میں پڑھاتے ہیں۔ بچے کو ایک خوبصورت ماحول وہ provide کرتے ہیں جس کی وجہ سے سو فیصد enrolment یقینی بن جاتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو میں یہاں پر کروں گی وہ اپنی minorities کے متعلق کروں گی۔ میں میاں محمد شہباز شریف کو ہمیشہ وزیراعلیٰ minorities کا کہتی ہوں جنہوں نے پانچ فیصد انڈوومنٹ فنڈ میں minorities کے لئے سکالرشپس رکھے ہوئے ہیں۔ ہم شمعون کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب کے شکر گزار ہیں کہ ایک مزدور کے بچے کو انہوں نے انجینئر بنا دیا ہے اور ہر سال اس کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیا۔ آپ آکر ریکارڈ دیکھ لیں، ہر چیز آپ کے سامنے آجائے گی۔ دوسری چیز جو میں بتانا چاہتی ہوں کہ وہ میگا پراجیکٹس جو وزیراعلیٰ نے ہمیں دیئے ہماری رہائش گاہ سے تھوڑے فاصلے پر ہیں۔ این اے۔98 میں فرانسیسا آباد کے لئے انہوں نے 12 کروڑ روپے مختص کئے تھے، یہ واسا کی

feasibility تھی جس پر سات کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور باقی ہمارا پانچ کروڑ روپیہ اگر اس بجٹ میں مل جائے تو ہمارا کام مکمل طور پر complete ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری وزیر اعلیٰ، محترمہ وزیر خزانہ اور پارلیمانی سیکرٹری جو اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں ان سے یہ درخواست ہے کہ minorities fund میں سے خدمت کارڈ کا اجراء کیا جائے۔ ہیلتھ کے لئے جو سکیمیں ہیں اس کی جگہ پر شروع کیا جائے minorities کو خدمت کارڈ دیا جائے۔ کرسمس فنڈ کا طریق کار بھی minorities کے لئے بدلا جائے، وزیر اعلیٰ کو میں اس forum سے درخواست کرتی ہوں کہ پنجاب کی عوام کو کرسمس کے موقع پر جب ہم کیک کٹنگ کرتے ہیں، وزیر اعلیٰ غریب و غرباء کے لئے کرسمس فنڈ دیتے ہیں، انہیں یہ کیش کی صورت میں وہاں پر مہیا کر دیا جائے تو انہیں بنکوں کے چکر نہیں لگانے پڑیں گے۔

جناب سپیکر! تیسری بات جو میں یہاں پر کرنا چاہتی ہوں، جب پاکستان بنا تھا تو آپ کو پتا ہے کس قسم کے حالات تھے، کتنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا، ایف سی کالج کے اندر ایک ہسپتال کرسچئن نرسوں نے کھولا ہوا تھا، جہاں پر زخمی آتے تھے اور ان کی مرہم پٹی وہی کرسچئن نرسیں کرتی تھیں لیکن اب میڈیکل کالجز اور نرسنگ میں میرٹ اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ ہمارے بچے وہاں پر داخل نہیں ہو سکتے۔ ہمارے بچے غریب ہیں وہ اتنی زیادہ ٹیوشن ادا نہیں کر سکتے۔ پنجاب میں ہماری کرسچئن کمیونٹی بہت غریب ہے، وزیر اعلیٰ سے ہمیشہ میری یہ درخواست رہی ہے کہ وہ میڈیکل کالجز کے اندر، نرسنگ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں ہم مسیحیوں کے لئے کوٹا مقرر کریں، جس طرح سے انہوں نے ملازمتوں میں کیا ہوا ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک سیف الملوک کھوکھر!

ملک سیف الملوک کھوکھر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع فراہم کیا ہے۔ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا، وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں صوبہ پنجاب کا مالی سال 17-2016 کا متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بھی کارنامہ، اعزاز ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے لگاتار نواں بجٹ پیش کیا ہے۔ یہ نواں بجٹ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی بہتر پالیسیوں کا نتیجہ ہے اور میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔ 1681۔ ارب روپے سے زائد کا بجٹ میں صوبہ پنجاب کے تمام شعبہ ہائے زندگی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس بجٹ میں تعلیم کے تمام شعبہ جات کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور ان تمام کے لئے 312۔ ارب

روپے سے زائد کی کثیر رقم مختص کی گئی ہے۔اس سے ایجوکیشن سیکٹر کے ہر حصہ کو cover کیا جائے گا۔ تعلیم کے فروغ، ذہین بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے انہیں لیپ ٹاپ، سولر لیمپ، وظائف اور تعلیمی دورے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں نمایاں جگہ رکھتے ہیں اس کے لئے مزید رقم مختص کرنا بھی حکومت کی تعلیم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر!اس متوازن بجٹ میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے صحت کے لئے مجموعی طور پر 147۔ارب روپے کی کثیر رقم مختص کی ہے۔ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف جس طرح شعبہ صحت میں دن رات محنت کر رہے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتی کہ جس کے نتیجہ میں نہ صرف شہروں کے ہسپتال میں عوام کے علاج معالجہ کے لئے ادویات موجود ہیں بلکہ دیہاتوں کے BHUs اور قصبوں کے RHCs میں بھی عوام کی سہولت کے لئے ڈاکٹر اور ادویات موجود ہیں۔ شعبہ صحت کے حوالے سے اس بجٹ میں ہیلتھ انشورنس، ایمبولینس، ماں اور بچے کی صحت، جگر اور گردوں کی پیوند کاری، ڈائیلسز، موبائل ہیلتھ یونٹس و دیگر بے شمار ترقیاتی منصوبوں پر کام کیا جا رہا ہے۔انشاء اللہ یہ منصوبے پایۂ تکمیل کو پہنچیں گے اور عوام کو سہولیات ملیں گی۔

جناب سپیکر! پانی کا انتہائی اہم منصوبہ جس کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 30۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور یہ منصوبہ صوبہ پنجاب کی عوام کی صحت کا ضامن ثابت ہوگا اور اس کے بہتر نتائج ملیں گے۔ میاں محمد شہباز شریف نے حقیقی خادم اعلیٰ کا ثبوت دیتے ہوئے جس طرح دن رات محنت کر کے ڈینگی کا خاتمہ کیا ہے اسی جوش و جذبے سے ان کی خواہش ہے کہ ہیپاٹائٹس، پولیو اور گردوں کی بیماریوں کا بھی خاتمہ ہو۔

جناب سپیکر! دہشت گردی کے خاتمہ اور امن و امان کے حوالے سے 145۔ارب 50 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے جو ایک احسن قدم ہے۔ انشاء اللہ یہ رقم صوبہ پنجاب میں دہشت گردی کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑنے اور امن کی بحالی میں اہم کردار ادا کرے گی اور ہمارے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے افسران و اہلکاران بھی میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق کام کریں گے۔ جیسا کہ آرمی چیف نے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے وژن کے مطابق کام کیا اور اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان میں دہشت گردی کا خاتمہ کیا۔ حکومت اور قیادت مبارکباد کی مستحق ہے کہ میٹرو بس سروس کے ذریعے لاکھوں افراد روزانہ کی بنیاد پر کم خرچ میں بہترین سفری سہولیات حاصل کر رہے ہیں۔ لاہور میں 27.1 کلو میٹر ٹریک پر اورنج لائن ٹرین کے منصوبے پر کام شروع ہے اس

حوالے سے متاثر ہونے والے بے شمار لوگوں کو ان کی زمین، مکان، دکان یا کاروباری جگہ کی قیمتیں ادا کی جا چکی ہیں۔ انشاء اللہ یہ منصوبہ اپنے مقررہ وقت میں مکمل ہو جائے گا اور یہ ایک ایسا منصوبہ ہو گا جو صرف لاہور نہیں بلکہ پورے پاکستان میں شاہکار ہو گا اور نت نئی ترقی کی راہیں کھولے گا۔ ایک دن آئے گا کہ اس منصوبے کی مخالفت کرنے والے بھی اس کی تعریف کریں گے جیسا کہ موٹر وے کی مخالفت کرنے والے آج موٹر وے کی تعریف کر رہے ہیں۔ اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے میں کہتا ہوں کہ قائد وہی ہوتا ہے جو قائدانہ اور دلیرانہ فیصلے کرے۔

جناب سپیکر! میں یہاں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کے دلیرانہ فیصلوں کو سراہتا ہوں اور سلام کرتا ہوں جیسے پنجابی کی کہاوت ہے کہ "ویلے دی نماز کویلے دیاں ٹکراں" یعنی وقت پر فیصلہ ہی کامیابی کی دلیل ہے۔ کسانوں کو جو package دیا گیا ہے اس پر میں میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں چونکہ میں ایک زمیندار ہوں اس لئے مجھے پتا ہے کہ زمیندار کو جو سہولتیں دی گئی ہیں ان کی کوئی مثال نہیں ملتی، بہت مہربانی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس دفعہ پھر پچھلے کئی سالوں کی طرح بڑے attractive figures سے دے کر بجٹ پیش کیا گیا ہے مگر میں سمجھتی ہوں کہ پچھلے سالوں کے track record کی طرح جس طرح پچھلے سال 400۔ ارب روپے کا ایک ڈویلپمنٹ بجٹ پیش کیا گیا تھا لیکن اس کے اندر حکومت کی capacity اتنی تھی کہ وہ صرف 236۔ ارب روپے خرچ کر سکی۔ اگر اس capacity کے ساتھ یہ والا بجٹ دوبارہ پیش کیا جائے گا جس میں 550۔ ارب روپے ڈویلپمنٹ بجٹ رکھا گیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کی capacity ہے ہی نہیں کہ وہ اس کو fulfil کر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے وزیراعلیٰ تقریباً 18 کے لگ بھگ ڈیپارٹمنٹس سنبھال کر بیٹھے ہوئے ہیں، ایک انسان کتنا ہی محنتی کیوں نہ ہو مگر وہ اتنے سارے ڈیپارٹمنٹس کو نہیں دیکھ سکتا۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ اس بجٹ کی proper utilization ہو تو پھر competent لوگوں کو ان ڈیپارٹمنٹس کی powers دی جائیں۔

جناب سپیکر! ہر بجٹ گورنمنٹ کی priorities کی reflection ہوتا ہے اس دفعہ کے بجٹ میں محترمہ وزیر خزانہ کی تقریر کے مطابق ایجوکیشن، ہیلتھ، واٹر اینڈ سینی ٹیشن، وومن ڈویلپمنٹ اور سوشل ویلفیئر کی ڈویلپمنٹ کا مجموعی بجٹ 168۔ ارب 87 کروڑ روپے ہے۔ دوسری طرف دیکھیں

کہ اورنج لائن ٹرین جس سے صرف اڑھائی لاکھ لوگوں کو فائدہ ہونا ہے اس کے لئے وہ سمجھتے ہیں کہ 200۔ارب روپیہ ضروری ہے۔ ایک طرف بارہ کروڑ عوام کے لئے ان پانچ اہم ڈیپارٹمنٹس کے لئے 168۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے اور دوسری طرف صرف اڑھائی لاکھ لوگوں کے لئے 200۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے، اسی ایک figure سے گورنمنٹ کی priorities نظر آ جاتی ہیں۔ رورل روڈز پروگرام کے لئے 27۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے لیکن اورنج لائن ٹرین کے لئے 200۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے آپ خود comparison دیکھ لیں تو آپ کو گورنمنٹ کی priorities نظر آ جائیں گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے تھوڑی سی best practices کی examples رکھنا چاہتی ہوں کہ اگر کسی گورنمنٹ کی priority ایجوکیشن اور ہیلتھ ہو تو اس کا بجٹ کیسا ہوتا ہے۔ پنجاب کا ہیلتھ بجٹ 12 کروڑ عوام کے لئے صرف 45۔ارب روپے ہے جبکہ خیبر پختونخوا کا ہیلتھ بجٹ 3 کروڑ عوام کے لئے 38۔ارب روپے ہے، یہاں سے priorities نظر آتی ہیں۔ اسی طرح ایجوکیشن کے لئے خیبر پختونخوا میں پچھلے سال کا بجٹ 19 فیصد تھا اب اسے بڑھا کر 27 فیصد کر دیا ہے جبکہ پنجاب میں ایجوکیشن کے لئے 21.4 فیصد سے decrease کر کے 19 فیصد کر دیا ہے اور یہ مسلسل دوسرا سال ہے کہ ایجوکیشن کے بجٹ میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ خیبر پختونخوا کی performance اس سے نظر آتی ہے کہ ستمبر 2015 سے لے کر مارچ 2016 کے درمیان چونتیس ہزار سٹوڈنٹس جو پرائیویٹ سکولز میں جا رہے تھے انہوں نے پرائیویٹ سکولز چھوڑ کر گورنمنٹ سکولز میں admission لے لیا ہے، یہاں سے آپ کو گورنمنٹ کی priorities نظر آتی ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت جو ہیلتھ سسٹم ہے ہسپتالوں پر اتنا زیادہ بوجھ ڈال دیا گیا ہے کہ وہ patients کو cater نہیں کر پا رہے۔ اس کے دو طریقے ہوتے ہیں کہ آپ اپنے ہسپتالوں کی capacity بڑھا دیں یا پھر آپ preventive health پر خرچ کریں تاکہ مریضوں کی تعداد کم ہو جائے اور ہسپتالوں پر بوجھ کم ہو جائے۔ یہاں پر بار بار preventive health کے لئے سفارشات دی جاتی رہی ہیں مگر مجھے اس بجٹ میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی کہ preventive health پر focus کیا گیا ہو۔ میں نے بھی ایک تجویز دی تھی بلکہ یہاں پر قرارداد پاس ہوئی تھی مگر اس کی بھی بجٹ میں کوئی reflection نظر نہیں آتی، cervical cancer ایک ایسا کینسر ہے جو خواتین میں بہت common ہے اور پاکستان ان دس ممالک میں آتا ہے جہاں اس کا سب سے زیادہ incidences ہے یہ واحد کینسر ہے جس کی prevention ایک vaccine simple سے possible ہے۔ اس وقت World

Health Organizationاس کے لئے فنڈز دینے کو تیار ہے اور ہم نے بھی اس وقت جو خسارے کا بجٹ پیش کیا ہے اس میں 114۔ارب روپیہforeign fundingکے لئے رکھا ہے اگر ہم اس طرح کے preventive health measures کے لئے ان چیزوں کو focusکریں تو ہماری جو اتنی خواتینsufferکرتی ہیں جن کے لئے ہسپتالوں میںproper treatmentہے اور نہ ہی ہسپتالوں میں اتنیcapacityہے کہ وہ ان چیزوں کا علاج کر سکیں اس لئے اگر ہم ان چیزوں پرfocusکریں، vacationاورpreventive measuresپرfocusکریں اور اس کے لئے بجٹallocation کریں تو ہمارے ہسپتالوں کاburdenکم ہو جائے گا اور پھر ہم اسے بہتر طریقے سےmanageکر سکیں گے۔

جناب سپیکر! میں آخری تجویز دینا چاہوں گی کہ خیبر پختونخوا گورنمنٹ نےtransgender کے لئے اس وقت 200 ملین روپے کا بجٹ رکھا ہے اور یہ پہلا اور واحد صوبہ ہے جس نے ان لوگوں کو انسان سمجھا ہے، اپنا شہری سمجھا ہے اور ان کے لئے بجٹ رکھا ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ پنجاب حکومت بھی اس پرfocusکرے اورtransgenderکے لئے کوئی بجٹ رکھے اور ورکنگ وومن ہاسٹلز کی بنیاد پر ان کے لئے ہاسٹلز کا بندوبست کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میاں ممتاز احمد مہاروی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب احمد شاہ کھگہ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں ممتاز احمد مہاروی ایوان میں تشریف لائے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں ممتاز احمد مہاروی!

میاں ممتاز احمد مہاروی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ2016-17 پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے اور کچھ مثبت تجاویز دینے کا موقع فراہم کیا۔ جب میں پچھلے بجٹ پر تقریر کر رہا تھا تو مجھے یہ خوشی ہو رہی تھی کہ کم از کم معزز وزیر خزانہnotesلے رہی ہیں لیکن میرے خیال میں انہوں نے یہاںnotesلینے کے بعد انہیں باہر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا اور آج حسن اتفاق سے یہاں تشریف بھی نہیں رکھتیں، پارلیمانی سیکرٹری اور معزز وزیر قانون بھی تشریف رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے کچھ مثبت تجاویز دینے کی پوری پوری کوشش کروں گا تاکہ حکومت وقت کو احساس ہو اور وہ ان پر کچھ عمل کر سکے۔ گلا پھاڑ پھاڑ کر تعریفیں کرنے اور گلا پھاڑ پھاڑ

کر تنقید کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بات to the point کی جائے اور حکومت وقت کو یہ احساس دلایا جائے کہ فلاں فلاں جگہ پر فلاں فلاں غلطی ہوئی ہے جس کو بہتر انداز سے tackle کیا جائے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ نے 13۔ جون 2016 کو 114۔ ارب روپے خسارے اور بے شمار ٹیکسوں سے بھرا بجٹ اس ایوان میں پیش کیا۔ اس بجٹ میں یہ بات عیاں ہے کہ اسے ان لوگوں نے تیار کیا ہے جو کہ کبھی اپنے ائیر کنڈیشنڈ والے دفتروں سے باہر نہیں نکلتے۔ انہیں اندازہ ہی نہیں کہ راجن پور، ڈیرہ غازی خان، بہاولنگر، مظفر گڑھ، دیہاتی علاقے یا چولستان میں کیا حالات ہیں؟ حقائق کا جائزہ لئے بغیر ایک کتاب تیار کر کے محترمہ وزیر خزانہ کو دے دی گئی اور انہوں نے اس تقریر کو پڑھ دیا ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں دوسری اہم بات یہ نظر آ رہی ہے کہ اس بجٹ کی تیاری میں سیاسی لوگوں کی کوئی مشاورت شامل نہیں ہے۔ اگر سیاسی لوگوں سے مشاورت کی جاتی تو پھر بہت سی چیزیں ignore or overlook نہ ہوتیں۔ اگر مشاورت کی گئی ہوتی تو جہاں پر اس بجٹ میں بے شمار اضلاع کے لئے بڑے بڑے پراجیکٹس رکھے گئے ہیں وہاں پر ضلع بہاولنگر جو کہ اس وقت تیزی سے پسماندگی کی طرف دوڑ رہا ہے کے لئے بھی کوئی بڑے پراجیکٹ یا سکیم ضرور رکھی جاتی۔ اس ایوان میں بہاولنگر سے تعلق رکھنے والے سات ایم پی اے صاحبان حکومتی بنچوں پر تشریف فرما ہیں اور ان میں سے اگر کسی ایک کے ساتھ بھی مشورہ کر لیا جاتا تو پھر بھی ضلع بہاولنگر کا کوئی ایسا پراجیکٹ ضرور شامل کیا جاتا جس سے اندازہ ہوتا کہ بجٹ بنانے والوں کو پتا ہے کہ جنوبی پنجاب میں بہاولنگر بھی کوئی جگہ ہے۔ اس بجٹ کی کتاب میں بہت سارے اضلاع مثلاً اوکاڑہ، ساہیوال، مظفر گڑھ اور بہاولپور کا ذکر ہے لیکن ضلع بہاولنگر کا کہیں کوئی ذکر نہیں۔ بہاولنگر میں بھی لوگ بستے ہیں، وہاں پر بھی چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہیں، وہاں پر بسنے والے لوگ بھی زندہ رہنا چاہتے ہیں لہٰذا ان کے لئے بھی کچھ سکیمیں دے دی جائیں۔

جناب سپیکر! آپ تحصیل لیول پر آ جائیں۔ ہمارے ضلع بہاولنگر میں تین تحصیلیں ایسی ہیں کہ جن کا زیر زمین پانی مکمل طور پر کڑوا ہے۔ تحصیل فورٹ عباس، تحصیل ہارون آباد کا پانی مکمل طور پر جبکہ تحصیل چشتیاں کا 70 فیصد زیر زمین پانی کڑوا ہے اور وہاں پر نہری پانی کی بھی کمی ہے۔ پنجاب کے بہت سے اضلاع اور تحصیلوں میں میٹھا پانی فراہم کرنے کی سکیمیں دی گئی ہیں لیکن اس بجٹ میں ضلع بہاولنگر کا کہیں کوئی ذکر نہیں۔ اس علاقے کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے بھی صحت مند زندگی گزاریں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کچھ چھوٹے چھوٹے مسائل کی طرف میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ضلع بہاولنگر کی زمینیں سیم اور تھور کی وجہ سے برباد ہو رہی ہیں لیکن حکومت وقت کی اس جانب کوئی توجہ نہیں ہے۔ اس علاقے کا کاشت کار پہلے ہی بدحالی کی زندگی گزار رہا ہے اور وہاں پر کپاس کی پیداوار بھی بہت کم رہ گئی ہے۔ کپاس اس علاقے کی بڑی فصل ہوا کرتی تھی لیکن اب سیم و تھور، جعلی زرعی ادویات، غلط بیجوں اور غلط طریق کار کی وجہ سے وہاں پر کاٹن تقریباً ختم ہو گئی ہے اگر حکومت وقت نے ضلع بہاولنگر کے تمام سیم نالوں کی بروقت صفائی نہ کروائی تو پھر اس علاقے کے زمینداروں کے حالات پہلے سے بھی بدتر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! آپ بھی جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ضلع بہاولنگر کی ایک طرف انڈیا کا بارڈر ہے اور دوسری طرف دریا ستلج بہہ رہا ہے۔ دن بدن وہاں پر سیم و تھور کی وجہ سے فصلیں کمزور ہو رہی ہیں۔ اس ضلع کی تین تحصیلیں فورٹ عباس، چشتیاں اور ہارون آباد کے حالات دن بدن بہت زیادہ خراب ہو رہے ہیں۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی عرض کیا تھا اور محترمہ وزیر خزانہ نے اس کو نوٹ بھی کیا تھا لیکن شاید وہ اس سکیم کو شامل نہیں کروا سکیں۔ دریائے ستلج پر ایک پُل بنانا انتہائی ضروری ہے جس سے ان تینوں تحصیلوں کا رابطہ سنٹرل پنجاب سے ہو جائے گا اور اس پُل کی وجہ سے اڑھائی گھنٹے کا سفر کم ہو جائے گا اس لئے یہ پُل انتہائی ضروری ہے۔ اس سے دریا کے دونوں طرف کے کاروباری لوگوں اور کاشت کاروں کا آپس میں رابطہ آسان ہو جائے گا اور ضلع بہاولنگر کے حالات بہت بہتر ہو جائیں گے۔ میری یہی چند مختصر گزارشات ہیں اور امید ہے کہ حکومت وقت ان پر ضرور غور کرے گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مہربانی۔ اب جناب محمد شعیب صدیقی بات کریں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بارگاہ خداوندی میں دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کے اوپر ہمیشہ اپنی رحمتیں اور سلامتی بھیجتا رہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بجٹ برائے سال 17-2016 کے اوپر مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے تمام معزز ممبران جنہوں نے اپنی تقاریر میں بجٹ کے حوالے سے facts & figures کے ساتھ اپنی تجاویز دی ہیں میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں اس بات کی توقع رکھتا ہوں کہ محترمہ وزیر خزانہ جب اپنی concluding budget speech کریں گی تو اس میں ہماری تجاویز کا ذکر بھی کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! پری بجٹ تقاریر کے موقع پر میں نے اپنی تجاویز دی تھیں اور ساتھ ہی یہ امید ظاہر کی تھی کہ میری یہ تجاویز بجٹ کی کتابوں میں نظر آئیں گی یعنی میں ان کو بجٹ کی کتابوں میں دیکھوں گا۔ میں نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی بھی تجویز کو اس بجٹ کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ کیا یہی حکمرانوں کی good governance ہے؟ میں اسی good governance پر یہ کہنا چاہوں گا کہ:۔

فکر انجام کر انجام سے پہلے پہلے
دن تو تیرا ہے مگر شام سے پہلے پہلے
آئے بکنے پہ تو حیرت میں ہمیں ڈال دیا
وہ جو بے مول تھے نیلام سے پہلے پہلے

جناب سپیکر! میں سال 17-2016 کے بجٹ کا ذکر کرنے سے پہلے موجودہ حکومت کی good governance کی ایک مثال پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مالی سال 16-2015 کے ترقیاتی بجٹ کا 37 فیصد حصہ حکومت خرچ کرنے میں ناکام رہی ہے۔ 400۔ارب کے ترقیاتی بجٹ میں سے یہ صرف 172۔ارب روپے خرچ کر سکی ہے۔ سکولز ایجوکیشن کے لئے 33۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی تھی لیکن صرف اس کا 12 فیصد خرچ ہو سکا۔ ہائر ایجوکیشن کے لئے 14۔ارب اور 73 کروڑ روپے رکھے گئے تھے لیکن اس میں سے صرف 28 فیصد رقم خرچ ہو سکی۔ محکمہ صحت کے لئے 30۔ارب روپے مختص کئے گئے لیکن صرف 38 فیصد خرچ ہو سکے۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے لئے 12۔ارب روپے رکھے گئے لیکن صرف 41 فیصد خرچ ہوئے۔ محکمہ زراعت کے لئے 10۔ارب اور 72 کروڑ روپے رکھے گئے تھے لیکن صرف 58 فیصد خرچ ہوئے۔ میں کس کس شعبہ کی بات کروں؟ یہ ہے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی good governance کہ وہ جو اپنا بجٹ رکھتے ہیں اس کو بھی صوبہ کی عوام کے اوپر خرچ نہیں کر سکتے اس لئے یہ کہا گیا ہے کہ:

نتیجہ بھی وہی ہو گا سُنا ہے سال بدلے گا
پرندے پھر وہی ہوں گے شکاری جال بدلے گا
بدلنا ہے تو دن بدلو بدلتے کیوں ہو ہندسوں کو
مہینے پھر وہی ہوں گے سُنا ہے سال بدلے گا

وہی حاکم وہی غربت وہی قاتل وہی غاصب
بتاؤ کتنے سالوں میں ہمارا حال بدلے گا

جناب سپیکر! میں نے پری بجٹ تقریر کے اندر اپنے حلقے کے صرف چند مسائل کا ذکر کیا تھا۔ میاں میر ہسپتال جو 08-2007 کے اندر بنا تھا اُس کی عمارت مکمل ہو چکی ہے تو اُس کے اندر مشینری رکھی جانی چاہئے تھی، اُس کے اندر OPD's and Emergency کا انتظام کرنا چاہئے تھا جس کے لئے پیسے مختص نہیں کئے گئے بلکہ widening of road کے لئے پیسے رکھ دیئے گئے ہیں۔ جب ہسپتال کے اندر مشینری ہی نہیں ہو گی تو اُس ہسپتال کی سڑک کو چوڑا کرنے کے بعد آپ کن لوگوں کو وہاں پر لے کر جانا چاہتے ہیں۔ یہاں پر پینے کے صاف پانی کی بات ہوئی نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ میں نے اپنی پچھلی بجٹ تقریر کے اندر PCSIR لیبارٹری کی رپورٹس آپ کو دی تھیں کہ پینے کے پانی کے اندر 30 فیصد سے زائد arsenic ملا ہوا ہے اور میں یہ حال آپ کو سپیکر قومی اسمبلی کے حلقے کا بتا رہا ہوں۔ ہر نلکے کے اندر گندا پانی آ رہا ہے، لوگ چیخ رہے ہیں، کسی بھی یونین کونسل میں پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ صحت کی بات کرتے ہیں تو یہاں پر 10 ایکڑ سے زائد کے پلاٹ میں چودھری پرویز الٰہی کی حکومت میں کروڑوں روپے کی لاگت سے سیوریج کا منصوبہ بنایا گیا، سیوریج ڈالا گیا اور آج اُسے صرف پبلک پارک نہیں بنایا جا رہا کہ وہاں پر ہمارے ناموں کی تختیاں لگی ہوئی ہیں میں نے پچھلی بجٹ تقریر کے اندر کہا تھا کہ خدارا عوامی منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیں اور اگر ہمارے ناموں کی تختیاں آپ کو پسند نہیں ہیں تو آپ وہ ہٹا کر اپنے ناموں کی تختیاں لگا دیں مگر مفاد عامہ کے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیں۔ حلقوں کے اندر یہ صورتحال ہے کہ کوئی ڈگری کالج ہے اور نہ ہی کوئی انٹر کالج ہے۔ یہاں پر یہ امن وامان اور ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں تو چھوٹو ڈکیت گینگ اور جسے آپ پنجاب کا no go areas کہتے ہی رہتے تھے اس سے حکومت کی اور کیا نالائقی ہو گی کہ وہاں پر پولیس کے افسران وہ علاقہ خالی کرانے کے لئے جاتے ہیں اور وہ انہیں kidnap کر لیتے ہیں۔ پنجاب اسمبلی کے باہر ہماری بہنوں کی عزتوں پر ہاتھ ڈالا گیا، اُن کی ویڈیوز بنیں اور یہ کہا گیا کہ ہم ان کو تصویروں سے trace کر کے ان کے انجام تک پہنچائیں گے۔

جناب سپیکر! آج یہاں پر یہ حال ہے کہ 64 کروڑ روپیہ جو رائیونڈ محل کی چار دیواری کے لئے رکھا گیا تھا اگر یہی پیسے گلشن اقبال کی چار دیواری پر لگائے ہوتے تو شاید گلشن اقبال والا واقعہ پیش نہ آتا۔ میں آخر میں ان اشعار پر اپنی تقریر کا اختتام کروں گا:

اُمید ہے ایسی بستی کی جہاں جھوٹ کا کاروبار نہ ہو
اِک بستی بسنے والی ہے دہشت کا بازار نہ ہو
جس بستی میں کوئی ظلم نہ ہو جینا بھی دشوار نہ ہو
اور جینا کوئی جرم نہ ہو مرنا بھی عذاب نہ ہو
وہاں پھول خوشی کے کھلتے ہوں یہ بستی کاش تمہاری ہو
اور موسم سارے ملتے ہوں یہ بستی کاش ہماری ہو
رنگ و نور برستے ہوں وہاں خون کی ہولی عام نہ ہو
اور سارے ہنستے بستے ہوں اس آنگن میں ظلم کی شام نہ ہو
جہاں انصاف سے انصاف ملے دل سب کے ساتھ ملے
اِک آس ہے ایسی بستی ہے جہاں بھوک سے روٹی سستی ہو

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ سید عبدالعلیم شاہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، جناب محمد نعیم صفدر انصاری!

جناب محمد نعیم صفدر انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے ایک انتہائی اہم اجلاس میں مجھے خیالات کا موقع دیا۔ الحمدللہ ہماری حکومت کا یہ چوتھے مالی سال کا بجٹ ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ خدمت کا دور جب 2008 میں شروع ہوا تھا تب اتنے مسائل تھے اور آج الحمدللہ بہت سے مسائل پر قابو پایا جا چکا ہے اور بہت سے ایسے منصوبے جن پر اس بجٹ میں ہماری حکومت نے focus کرنے کا مزید ارادہ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان سے نہ صرف مسائل میں کمی واقع ہو گی بلکہ ہم بہتر طریقے سے اپنے اس صوبہ کی عوام کی خدمت میں اور زیادہ آسانیاں پیدا کر سکیں گے۔ بہت سے منصوبے صحت، infrastructure اور تعلیم کے حوالے سے ہیں۔ اگر تعلیم کی بات کی جائے تو اس دفعہ جو بجٹ رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اُس میں ایمانداری کے ساتھ کام کر لیں تو انشاء اللہ پنجاب میں کوئی ایسا سکول نہیں ہو گا، کوئی ایسا ادارہ نہیں ہو گا جو ایک اچھے انسٹیٹیوٹ کی شکل میں نہ ہو۔ مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ پچھلے کچھ سالوں سے ہمارا محکمہ سکولز ایجوکیشن کچھ توجہ کا طالب تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ محکمہ ہائر ایجوکیشن بھی تھوڑی توجہ کا طلب گار تھا۔ اس میں کام ہو رہے تھے لیکن فنڈز کی قلت تھی لیکن اس بجٹ میں جس طریقے سے ہائر ایجوکیشن کو فنڈز کی فراہمی کی گئی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے ہمارا محکمہ سکولز ایجوکیشن کا نظام بہتری کی طرف جا رہا ہے اسی طرح

محکمہ ہائر ایجوکیشن بھی اب بہتری کی طرف جائے گا۔ محکمہ سکولز ایجوکیشن کے فنڈز کی بات ہوتی تھی تو پنجاب حکومت اور international donors کے فنڈز کو اکٹھا کر کے لگایا جاتا تھا تو اس حوالے سے پہلے تو اُن سے مشاورت ہوتی تھی لیکن پچھلے ایک دو سالوں سے ایسا کوئی منصوبہ نہیں بن پایا لیکن میں اس بجٹ میں پُراُمید بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر مجھے پورا اعتماد اور بھروسہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کے وژن کے مطابق 50- ارب روپے کا strengthening of schools کا ایک ایسا پراجیکٹ شروع کیا جا رہا ہے جو ہماری، اس معزز ایوان کی راہنمائی اور مشاورت سے ہم strengthening of schools کا ایک ایسا پراجیکٹ لے کر چلیں گے کہ انشاء اللہ ہماری آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کر سکیں گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر تعلیم کے ہی ایک ایسے head کو بھی appreciate کرنا چاہوں گا وہ PEEF کی شکل میں ہو یا PEF کی شکل میں ہو جہاں پر لوگ صرف توقع رکھ سکتے تھے کہ ہمارے بچے بھی شاید کبھی کسی اچھے انسٹیٹیوٹ میں پڑھ پائیں گے۔ آج ہم یہ بات فخر اور دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ ایک مزدور کا بچہ بھی اگر آج اپنی تعلیم کے حوالے سے محنت کر رہا ہوگا تو انشاء اللہ وہ LUMS میں اپنی تعلیم کو مکمل کر سکتا ہے بلکہ وہ abroad میں internationally recognized Universities میں اپنے میرٹ کے مطابق داخل ہو کر پڑھ سکتا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ انہیں وہاں پر accommodate کر رہے ہیں اور یہ ایسی پالیسی ہے جس میں accommodate کا لفظ نہیں جس میں صرف اور صرف میرٹ ہے اور میرٹ کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ کچھ ایسی submissions ہیں جن کو adopt کر لینے سے مزید بہتری کی گنجائش ہوگی۔ ہم سب ایم پی ایز اور ایم این ایز نے ضلع قصور کی حد تک ٹیکنالوجی کالج کے قیام کی ایک مشترکہ سکیم دی تھی وہ سکیم شاید نظر سے نہیں گزر سکی یا بجٹ میں اس سکیم کو شاید دیکھا نہیں گیا تو میری گزارش ہوگی اس سکیم کو دیکھا جائے کیونکہ حکومت کے اس initiative سے نہ صرف ضلع قصور بلکہ لاہور ڈویژن کو بھی اگر اس سے فائدہ ہوتا ہے تو اس کو بھی kindly زیر غور لایا جائے۔ ڈی ایچ کیو قصور کے حوالے سے میں وزیر اعلیٰ کا بڑا شکر گزار ہوں اُن کی خاص توجہ کی بدولت وہاں کا میبنہ بچڑ خانہ اپنے revival کی طرف بھی ہے، لوگوں کی بہتری اور خدمت میں وہ پیش پیش بھی ہے۔ وہاں پر سٹاف اور فنڈز کی جو مزید کمی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے سال میں یہ کمی نہ صرف پوری ہوگی بلکہ اس کو بہتر طریقے سے چلا سکیں گے۔

جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ ایم پی ایز package کے نام سے ہر سال ایک کروڑ روپے اور کسی جگہ پر تین چار کروڑ روپے ملتے تھے جس سے ہم اپنے حلقے کے کچھ ایسے ترقیاتی کام کروانے کے قابل ہوتے تھے جو شاید میگا پراجیکٹس میں نہیں آتے تھے۔ تین سالوں سے ہمیں وہ فنڈز نہیں مل پائے اُن کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ وہ فنڈز اگر ہمیں ملتے ہیں تو بھی ہمارے اس صوبہ کی عوام کی بہتری کی طرف ایک اچھا قدم ہو گا۔

جناب سپیکر! آخر میں میری ایک اور چھوٹی سی گزارش ہے کہ فیروزپور روڈ ایک ایسا منصوبہ تھا جو پنجاب حکومت کے گلے پڑا ہوا تھا جو میاں محمد شہباز شریف کی ذاتی کاوش اور سختی کی وجہ سے مکمل بھی ہوا، لوگ اس کو appreciate بھی کرتے ہیں اور آج اس روڈ کی renovation کی ضرورت ہے، ٹریفک کے مسائل ہیں تو براہ مہربانی جہاں آپ KPRP جیسا بڑا بہترین قدم لے کر چل رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا initiative ہے جس کی ہر جگہ پر پذیرائی ہے۔ اس بات کو بھی لیں اور جو موجودہ انفراسٹرکچر ہے اس کی renovation and rehabilitation کی طرف بھی توجہ دیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سید عبدالعلیم شاہ!

سید عبدالعلیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ مجھ سے پہلے بہت سارے دوستوں نے یہاں پر بجٹ پر مفصل بحث کی ہے۔ اپوزیشن کے لوگوں نے بھی اپنی بات کی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ بجٹ جب بھی اسمبلی میں پیش کیا جاتا تھا تو باہر سڑکوں پر عوام ہوتی تھی اور ہر بجٹ کے بعد اپوزیشن سمیت عام آدمی بجٹ کے خلاف ہڑتال کرتا تھا اور سڑکوں پر آتا تھا۔ ماضی میں دیکھا جائے کہ جو بھی بجٹ بنتا تھا اس میں بزنس کمیونٹی کو زیادہ focus کیا جاتا تھا اور پاکستان کی جو 70 فیصد آبادی اس کو incentive نہیں دیا جاتا تھا۔ اس بجٹ پر اپوزیشن بھی اس وقت کھسیانی بلی کھمبا نوچے والے کام کر رہی ہے۔ اگر اس بجٹ میں کوئی خامی کمی ہوتی تو آج یہ لوگوں کو لے کر سڑکوں پر آتے۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! ہم رمضان کے بعد پھر آ رہے ہیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! آپ جو کر رہے ہیں وہ سارا ملک جانتا ہے۔ آپ ایک سال پہلے بھی ایسا کر چکے ہیں۔ وہ ڈرامہ آپ نے پہلے بھی کیا تھا اور دوبارہ بھی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! کیا آپ انہیں یہ تجویز دے رہے ہیں؟

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! میں انہیں تجویز دے رہا ہوں کہ یہ اپنے ڈرامے بند کر دیں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! ہم رمضان کے بعد آ رہے ہیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! ہم ان کو بالکل خوش آمدید کہیں گے۔ ان کا پچھلے دھرنے پر جو قوم نے حشر کیا تھا انشاء اللہ تعالیٰ اس دھرنے پر بھی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ بجٹ پر آ جائیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! یہ تمام چیزیں بجٹ تقریر سے related ہیں۔ یہ لوگوں کو جب دھرنے میں لائیں گے اور لوگ نہیں آئیں گے۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے لوگوں کو جو incentive اور بجٹ دیا ہے ان کے پاس کسی تقریر میں، کسی public gathering میں اس کے خلاف کوئی بات ہی نہیں ہے۔ یہ ایک ہی لفظ کو لے کر چل رہے ہیں اور بجٹ کی سب سے بڑی کامیابی ہی یہی ہے کہ اپوزیشن کی روزانہ کی بنیاد پر جتنی بھی خبریں نکلتی ہیں یہ مجھے بجٹ کے حوالے سے اس میں خامیاں دکھا دیں۔ یہ اس حوالے سے کوئی چیز دکھا دیں۔

جناب سپیکر! آپ کا اور میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے جس کے بارے میں بڑی گفتگو کی جاتی تھی۔ میں آج ان کے گوش گزار یہ کرنا چاہوں گا کہ جنوبی پنجاب پاکستان کا وہ حصہ ہے جس کی ترقی کے لئے پچھلے تمام ادوار جن میں جنوبی پنجاب سے وزیر اعظم، صدر، گورنر اور وزیر اعلیٰ رہے۔ میرے اپنے حلقہ سے وزیر اعلیٰ اور گورنر رہے۔ آپ کے ساتھ والے حلقہ سے وزیر اعظم رہے۔ آپ نے بھی دیکھا اور ہم نے بھی دیکھا کہ اس دور میں اور اس دور میں کیا فرق ہے۔ دنیا میں سٹیل کے دو convertible bridges ہیں ایک فرانس میں ہے اور دوسرا سب سے بڑا bridge ڈیرہ غازی خان میں 34۔ارب کی لاگت سے الحمدللہ فورٹ منرو کے مقام پر بنایا جا رہا ہے۔ ہم دیکھتے تھے اور سوچتے تھے کہ ڈیرہ غازی خان، راجن پور، کشمور، رحیم یار خان، صادق آباد اور ملتان کب connect ہوں گے۔ ہم نشتر گھاٹ اور دوسرے bridges کے لئے دیکھا کرتے تھے۔ آج الحمدللہ ڈیرہ غازی خان سے ملتان تک دورویہ سڑک، ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ سے لیہ کے لئے 34۔ارب روپے سے زائد مالیت کا میاں محمد نواز شریف کی طرف سے ایک bridge جو لیہ، بھکر اور ڈیرہ غازی خان کو connect کرے گا اور ڈیرہ غازی خان، راجن پور، کوٹ مٹھن، رحیم یار خان، صادق آباد اور خانپور کو ایک دوسرے سے connect کرے گا۔ اسی طرح CPEC کے معاہدے سے جو سڑکیں وہاں پر NHA کی نکالی جا رہی ہیں اور بنائی جا

رہی ہیں تو جنوبی پنجاب آنے والے دنوں میں مسلم لیگ(ن) کی لیڈرشپ کی اعلیٰ حکمت عملی کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ اپر پنجاب کے برابر کی صفوں میں کھڑا ہو گا۔

جناب سپیکر! آج رحیم یار خان اور ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج بھی ہے۔اس بجٹ میں ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کے لئے ایک ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! امن وامان کے حوالے سے میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ امن وامان کے قیام کے لئے یہ فارمولا ہے کہ 500 لوگوں پر ایک کانسٹیبل ہوتا ہے تو اس لحاظ سے ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور لیہ پولیس کی بھرتی کے حوالے سے بہت پیچھے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ 1500 سے 2000 کے قریب پولیس کی نفری کے لئے اس بجٹ میں ضرور availability رکھیں۔

جناب سپیکر! یہاں دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم بار بار مرکز میں بھی ان کو کہتے رہے ہیں اور یہاں بھی کہہ رہے ہیں کہ جب تک زراعت boost up نہیں ہو گی اس وقت تک یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔آج دو شعبوں میں حکومت کام کر رہی ہے۔یہ اس پر جتنی چاہے مخالفت کر لیں۔

جناب سپیکر! میں 80 کی دہائی سے پہلے کی ایک سٹیٹمنٹ پڑھ رہا تھا کہ جب برطانیہ میں موٹرویز بنائے جا رہے تھے تو بالکل اسی طرح کی گفتگو وہاں کے ایوان میں کی جاتی تھی جو یہاں کی جاتی ہے۔آج برطانیہ کے لوگ اس بات کو مانتے ہیں کہ اگر تیس سال پہلے موٹرویز نہ بنائے جاتے تو برطانیہ ترقی نہیں کر سکتا تھا۔آج الحمدللہ ہم دو سیکٹرز پر کام کر رہے ہیں۔CPEC سے ہم بزنس کمیونٹی کی طرف جا رہے ہیں اور اس بجٹ میں جو زرعی بجٹ ہے ہم نے آج وہ کچھ کیا ہے کہ جو میں ان کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ کم از کم تھوڑا بہت تو اپنے ضمیر کے مطابق سچ بول لیا کریں کہ 13۔ارب روپیہ اس بجٹ میں ان غریب کاشتکاروں کو incentive دیا جائے گا جس کا فائدہ 13۔ارب روپے پر interest حکومت پنجاب pay کرے گی تو 80۔ارب روپے کا فائدہ field میں کسان کو ہو گا۔80۔ارب روپے کی circulation ہو گی اور اس سے ½12 ایکڑ کا کاشتکار فائدہ لے گا۔یہ اس بات کی calculation کر لیں کہ اس 80۔ارب روپے سے کتنے لوگوں کو فائدہ ہو گا جو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین کے مالک ہوں گے۔

جناب سپیکر! 100۔ارب روپے کا package جو کاشتکاروں کو پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت دے رہی ہے۔آپ کا ٹریکٹر جس پر ½16 یا 17 فیصد جنرل سیلز ٹیکس تھا وہ 5 فیصد پر آ گیا ہے۔اس کی قیمت کتنی کم ہو گی، آپ کی DAP اور یوریا کی قیمت کتنی کم ہو گی؟ میں یہ پہلا بجٹ نہیں دیکھ

رہا۔ میں 2002 سے اس اسمبلی میں آرہا ہوں اور ہم مسلسل بجٹ دیکھتے آئے ہیں۔ یہ مسلسل سولہواں یا اٹھارہواں بجٹ دیکھ رہے ہیں اور الحمد للہ اس بجٹ پر اسمبلی کے باہر کسی قسم کا احتجاج نہیں دیکھا گیا۔ اس پر میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف، محترمہ وزیر خزانہ، ان کی پوری ٹیم اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ٹیم مبارکباد کے حقدار ہیں کہ انہوں نے facts and figures اور realistic approach کے ساتھ ایک بجٹ مرتب کیا جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! ڈیرہ غازی خان میں غلام حسین زنگلانی جو دہشت کی علامت بنا ہوا تھا۔ میں یہاں پر وزیر اعلیٰ، پنجاب پولیس اور ڈیرہ غازی خان پولیس کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے غلام حسین زنگلانی جیسے دہشت گرد کو نہ صرف پکڑا بلکہ اس کو پولیس مقابلہ میں ہلاک کیا۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! یہاں پر ایوان میں بیٹھے ہوئے جتنے بھی ہمارے جرنلسٹ دوست اور اپوزیشن کے ممبران ہیں ان کے لئے عرض ہے کہ غلام حسین زنگلانی چھوٹو گینگ سے بڑا نام تھا۔ یہ شخص پورے پنجاب اور سندھ سے ڈکیتی اور چوری کی گاڑیوں اور اسلحہ کا main head تھا۔ اس کی head money بھی مقرر تھی۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! جس بہتر انداز سے ڈیرہ غازی خان کی ضلعی پولیس نے پولیس مقابلے کے بعد اس دہشتگرد کو اس کے کردار تک پہنچایا اس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ نامساعد حالات کے باوجود بھی، ڈیرہ غازی خان کی ضلعی پولیس انتہائی کم نفری ہونے کے باوجود بھی بہتر کارکردگی کی کوشش کر رہی ہے۔ میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ اس حوالے سے پنجاب گورنمنٹ اور ڈیرہ غازی خان کی ضلعی پولیس کو بھی appreciate کیا جائے کہ جنہوں نے ایک انتہائی خطرناک آدمی سے اس معاشرے کی جان چھڑائی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آج ہم پنجاب کے بجٹ 17-2016 پر بات کر رہے ہیں۔ یہ بجٹ جو 1681۔ ارب اور 41 کروڑ روپے کا ہے اس پر میں بھی [******] کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 314 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! کیونکہ یہ ٹیکس فری بجٹ نہیں بلکہ خسارے کا بجٹ ہے اور اس پر میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں ان کو مبارکباد پیش کروں۔

سید عبدالعلیم: محترمہ! آپ شوباز نہیں ہیں رمضان کا مہینہ ہے اور آپ کے سر پر دوپٹہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No شاہ صاحب!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اس کے بعد اخباروں میں جو کروڑوں کے اشتہارات بجٹ کے حوالے سے دیئے جا رہے ہیں، اس پر۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ بھی اپنے الفاظ کو کنٹرول کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اس پر بھی پنجاب گورنمنٹ مبارکباد کی مستحق ہے تو میں کیوں نہ داد دوں میں داد دیتی ہوں اور میں اب بھی میاں محمد شہباز شریف کو داد دیتی ہوں کہ انہوں نے خسارے کا بجٹ پیش کیا ہے۔

سید عبدالعلیم: محترمہ! پہلے آپ اپنے سر پر دوپٹہ رکھیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ ان سے personal کیوں ہو رہے ہیں ان کو نہیں پتا کہ ایک خاتون کے ساتھ کس طرح بات کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آصف محمود صاحب! آپ اس طرح کے الفاظ استعمال نہ کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں ان کو خسارے کا بجٹ پیش کرنے پر پھر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! یہ جو مرضی بولتے رہیں محترمہ کو کہیں کہ پہلے سر پر دوپٹہ رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس، بہت شکریہ۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! یہ کیا طریقہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اگر آپ اس طرح کے الفاظ استعمال کریں گی تو ایسے خرابی ہو گی۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اگر میں نے کوئی الفاظ استعمال کئے ہیں تو وہ آپ نے حذف کروا دیئے ہیں تو ان کا کیا تک بنتا ہے کہ وہ اس طرح سے بات کریں، یہ کیا manners ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! No. آپ اس طرح کی باتوں سے avoid کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! ان کا کوئی کام نہیں ہے کہ یہ مجھ سے direct یا personal ہوں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، یہ کس طرح سے بات کر رہے ہیں اور آپ نے الفاظ کو حذف کرنے کی جو بات کی، ٹھیک کی ہے لیکن ان کو کیا مسئلہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اگر یہ ٹیکس فری بجٹ ہو تو میں ان کو مبارکباد دوں جب یہ ٹیکس فری بجٹ ہی نہیں بلکہ ایک خسارے کا بجٹ ہے تو کس قسم کی یہاں پر داد وصول کی جا رہی ہے۔ یہ پنجاب حکومت کا کون سا کارنامہ ہے کہ یہاں پر بیٹھے تمام لوگ ان کی تعریفیں کر رہے ہیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اسمبلی کے پلیٹ فارم پر ایک معزز ممبر دوسرے معزز ممبر کے ساتھ اس طرح کا behave کرے۔ آپ اس بات کو ضرور اپنے سامنے رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جی، میں نے ان کو منع کیا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں ضرور مبارکباد دوں گی اور پھر دوں گی کیونکہ 185۔ ارب روپے کے نئے ٹیکس جو لگائے گئے ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ جس گڈ گورننس اور seriousness کا مظاہرہ کر رہی ہے تو اس پر وہ بالکل داد کی مستحق ہے اس لئے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر بیٹھے جتنے بھی ممبرز ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہاں اس پلیٹ فارم پر اپنا اپنا کردار ادا کریں اور سٹینڈنگ کمیٹی کو فعال کیا جانا بھی بہت ضروری ہے۔ ایک عرصے سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ چوتھا بجٹ ہے اور یہ بھی بیورو کریٹک بجٹ ہے۔ کیا وزیر خزانہ ہمیں بتائیں گی کہ کون سی ایسی سٹینڈنگ کمیٹی ہے جس میں اس بجٹ کو discuss کیا گیا ہو، کسی ایک ڈیپارٹمنٹ کا ہی نام بتا دیں کہ جس کی سٹینڈنگ کمیٹی میں اس بجٹ کو discuss کیا گیا ہو۔ یہ بات بہت کی جا رہی ہے کہ ہم نے یہ کارنامے کر دیئے اور ہم نے وہ کارنامے کر دیئے ہیں، بالکل کر دیئے ہیں اور اس کی واضح مثال یہ ہے کہ تاریخ کے 70 سال میں آج تک پنجاب کا growth rate اتنا down نہیں ہوا کہ minus two تک پہنچ گیا ہو تو اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت کا ٹوٹل failure ہے اور ٹوٹل ناکامی ہے تو یہ ان

کی گڈ گورننس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میرے پاس باتیں کرنے اور داد دینے کے لئے اور بہت ساری چیزیں ہیں اگر ہم ایجوکیشن کی بات کریں تو 16-2015 میں پنجاب حکومت نے سکول ایجوکیشن کے لئے 19۔ارب 73 کروڑ روپے مختص کئے اور ان میں سے صرف 59 فیصد استعمال ہوئے۔ کیا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ allocation of budget کر دینے سے ہم اپنے فرائض ادا کر چکے، کیا ٹارگٹ کو achieve کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے، کیا ہمارا مقصد اس بجٹ کی best allocation نہیں ہے؟ اگر best allocation ہوتی تو میں ضرور داد دیتی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت کی اس failure کارکردگی پر جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ نے بتایا کہ پھر ایجوکیشن کے بجٹ میں ہم نے 71 فیصد اضافہ کر دیا ہے۔ پہلا بجٹ جس طرح سے اس مد میں utilize ہوا ہے تو کیا ہم اس طرح سے بات کر کے اپنی جان چھڑوا سکتے ہیں، کیا یہ طریق کار ہونا چاہئے، کیا یہ ہمارا عمل ہونا چاہئے جو کہ پنجاب حکومت کا ہے؟ ہم یہاں پر صحت کی بات کریں، سپیشل ایجوکیشن کی بات کریں، ہائر ایجوکیشن کی بات کریں، missing facilities کی بات کریں، بجلی کی بات کریں، گیس کی بات کریں، مہنگائی کی بات کریں، یا کس کس چیز کی ہم نشاندہی کریں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ اپوزیشن اپنا کردار ادا نہیں کر رہی ہے تو اپوزیشن نے بہت ساری تجاویز دی ہیں کون سی ایسی تجاویز ہیں جن کو شامل کیا گیا ہو، مہنگائی کو کم کرنے کا کیا mechanism ہے؟ آج رمضان میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ رمضان بازاروں میں جس طرح سے high prices ہیں جس طرح سے fruits کے ریٹس ہیں تو پنجاب حکومت کون سی گڈ گورننس کے دعوے کرتی ہے۔ مجھے تھوڑا سا وقت مزید دیا جائے کیونکہ میرا وقت ضائع کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: wind up کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! سوشل ویلفیئر بیت المال ادارہ جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ مستحقین کے لئے ایک بہت بڑا سہارا ہے لیکن یہاں پر بھی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پچھلے بجٹ میں ایک ارب 20 کروڑ روپے رکھے گئے جبکہ خرچ صرف 12 کروڑ روپے کئے گئے ہیں۔ یہ seriousness ہے تو پھر کیوں نہ میں پنجاب حکومت کو داد دوں بالکل میں داد دیتی ہوں۔ انرجی اور صاف پانی کی اگر میں بات کروں تو اس کے لئے پچھلے بجٹ میں 11۔ارب روپے رکھے گئے اور اس میں سے صرف ½4۔ارب روپے خرچ کئے گئے اور جتنی بچت تھی جیسا کہ ابھی میری بہن نے بہت سے ارب گن کے بتائے کہ ہم نے فلاں جگہ سے اتنے ارب بچا لئے اور فلاں مد سے اتنے ارب بچا لئے ہیں تو وہ

پیسے کہاں گئے، ہمیں اس چیز کا کوئی حساب نہیں دیا جا رہا، کیا یہ priority ہے کہ اس کو ٹرانسپورٹ کی مد میں convert کیا جائے، کیا یہ priority ہے کہ میٹرو چلا دی جائے اور لوگوں کی خون پسینے کی کمائی کو اس طرح سے ضائع کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! آخر میں، میں ساہیوال کی بات بھی کروں گی کیونکہ میرا تعلق ضلع ساہیوال سے ہے۔ ساہیوال میں میڈیکل کالج کا قیام عمل میں آئے چھ سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک اس کی رجسٹریشن کے معاملات complete نہیں ہو سکے ہیں اور آئے دن students سڑکوں پر ہوتے ہیں۔ زرعی یونیورسٹی کی بات میں نے پچھلی تقریر میں بھی کی تھی اور میری محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہو گی کہ وہاں پر 75 ایکڑ اراضی زرعی یونیورسٹی کے لئے الاٹ ہو چکی ہے تو اس کے لئے فنڈز رکھے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! آخر میں ایک بات کرنا چاہوں گی کہ:

وہی آب آب ہیں آبلے
وہی فصل فصل ہیں فاصلے
وہی خار خار ہے رہ گزر
وہی دشت دشت سراب ہے
وہی بام و در ہیں جلے ہوئے
وہی چاند چہرے ڈھلے ہوئے
وہی صبح کوہ ملال ہے
وہی شام شہر خراب ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں علیم شاہ کے رویے کو condemn کرنا چاہوں گی کیونکہ ایک خاتون کے ساتھ انہوں نے بہت بری زبان استعمال کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! No,No.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ہماری وزیر خزانہ بھی خاتون ہیں تو میرے خیال میں اس بات کو seriously لینا چاہئے۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ میری تقریر شاید دو یا چار منٹ اوپر ہو جائے تو اس کو complete کرنے کی اجازت دی جائے۔ میری ہمیشہ سے روایت ہے کہ میں شعر کے بغیر بجٹ تقریر کا آغاز نہیں کرتی تو شعر عرض ہے کہ:

یہ جو پر شکستہ ہے فاختہ
یہ جو زخم زخم گلاب ہے
یہ ہے داستاں میرے عہد کی
جہاں ظلمتوں کا نصاب ہے
جہاں ترجمانی ہو جھوٹ کی
جہاں حکمرانی ہو لوٹ کی
جہاں بات کرنا محال ہے
وہاں آگہی بھی عذاب ہے

جناب سپیکر! اگر priority number one دیکھی جائے تو ہماری حالت کیا ہے اگر میں گورنمنٹ کے ہسپتالوں کی حالت زار کی بات کروں تو ان کی حالت زار سے سب ہی واقف ہیں۔ ہم اس بات کو مانیں یا نہ مانیں بے شک حکومت کوشش بھی کر رہی ہوگی اور اس کے لئے بجٹ بھی دے رہی ہے لیکن آپ پی آئی سی، سروسز، جناح، کارڈک سنٹر یا بچوں کا چلڈرن ہسپتال ہو ان کے حالات زار سے سب ہی واقف ہیں۔ ایک ڈسٹرکٹ میں بارہ سے چودہ لاکھ کی آبادی ہوتی ہے اور جن کو trauma بھی ہو سکتا ہے، head injury بھی ہو سکتی ہے، heart attack بھی ہو سکتا ہے، شوگر اور تمام بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم ضلعی سطح پر اس قسم کے ہسپتال بنانے میں ناکام رہے ہیں اور نہ ہی ہسپتال بنانے کا ایسا کوئی پروگرام نظر آتا ہے۔ جب چلڈرن ہسپتال بنا تو اس وقت اس کی لاگت 16 کروڑ روپے تھی اور اب حساب لگایا جائے تو 36 سے 40 کروڑ میں بن جائے گا۔ اسی طرح میو ہسپتال میں 2003 میں ایک سرجیکل اور میڈیکل ٹاور بنانے کا منصوبہ شروع کیا گیا تھا جس کی اُس وقت لاگت ایک ارب 20 کروڑ روپے تھی جس کا تقریباً 60 سے 70 فیصد کام مکمل ہو گیا تھا۔ میرے خیال میں اس وقت چودھری پرویز الہیٰ کی حکومت تھی لیکن آج کی تاریخ میں معمولی سا رہ جانے والا کام مکمل نہیں ہو سکا اور

اس کی وجہ بھی سیاسی issues ہیں کہ وہ دوسری گورنمنٹ کا پراجیکٹ تھا۔ ہم نے ایک تفریحی پارک کے لئے 5۔ارب 50 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا ہے جس سے ہم چلڈرن ہسپتال اور K.E میں میڈیکل اور سرجیکل ٹاور بنا سکتے ہیں۔ صحت آپ کی first priority ہے لیکن یہی بات آ جاتی ہے کہ ہمیں political will اور priorities set کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارا آج کل ایک پراجیکٹ چل رہا ہے جسے مریم نواز صاحبہ head کر رہی ہیں اور اس کے لئے 9۔ارب روپے رکھے گئے ہیں، اس میں 35 professional لوگ hire کئے گئے ہیں جو میڈیا اور سوشل میڈیا پر پارٹی اور ان کے پراجیکٹس کی پروموشن کے لئے ہیں۔ یہ 9۔ارب روپے بہت بڑا بجٹ ہے جسے وہ head کر رہی ہیں جن کے پاس کوئی سیاسی عہدہ یا تنظیمی عہدہ نہیں ہے، وہ ایم این اے ہیں، ایم پی اے ہیں اور نہ ہی کسی ادارے کی head ہیں۔ اگر اپنی پارٹی پروموشن کے لئے اتنا بجٹ لگا رہے ہیں تو اس سسکتی اور بلکتی انسانیت کو کون دیکھے گا؟ تفریحی پارک کے لئے 5۔ارب 50 کروڑ روپے استعمال کئے گئے۔ اسی طرح چلڈرن ہسپتال میں beds کم ہیں، burn units نہیں ہیں اور ventilators نہیں ہیں، ان تمام چیزوں کو آپ کی ذاتی projection کی زیادہ ضرورت تھی۔ Projection آپ کا کام کرواتا ہے اور آپ کو میڈیا کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگر آپ کوئی اچھا کام کریں گے تو چاہتے ہوئے بھی کوئی کچھ بول نہیں سکے گا اور تعریف کرنا ہماری مجبوری بن جائے گی۔ آپ عوام کو فائدہ دینے والے اچھے کام کریں گے تو ہم ضرور appreciate کریں گے۔ آپ ہسپتالوں کا حال دیکھیں تو سیڑھیوں پر عورتیں بچوں کو جنم دے رہی ہیں، ایک بیڈ پر تین تین مریض پڑے ہیں جبکہ بیڈز پر گندی اور خون آلود چادریں بچھی ہوتی ہیں۔ مریضوں کے لواحقین ادویات کی لمبی لمبی فہرست لے کر مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں تو دوسری طرف اُن کا مریض مر رہا ہوتا ہے۔ دل کے مریضوں کو ان کی open ہارٹ سرجری کے لئے دو سال کی تاریخ دی جاتی ہے لیکن وہ اتنی دیر تک کہاں بچتا ہے اس لئے ہمیں آج یہ دیکھنا ہے کہ ہماری priorities کیا ہیں؟

جناب سپیکر! میں بار بار کہوں گی کہ ہیلتھ کی حالت بہت ہی بُری اور بدترین ہے۔ میں اپنی maid کی ایک بچی کو nebulizer کے لئے جناح ہسپتال لے کر گئی تو وہاں nebulizer نہیں تھے۔ ہماری یہ حالت ہے اس لئے اس کو ضرور پیش نظر رکھئے۔ اس کے علاوہ وزیر آباد میں جو کارڈیالوجی ہسپتال بنا ہے اُس پر بھی چھٹی کا ہی مسئلہ ہے۔ اس ہسپتال کی انتہائی خوبصورت بلڈنگ ہے اور بہترین ہسپتال بنا ہوا ہے جو میں خود دیکھ کر آئی ہوں۔ اگر ہم اس کی طرف توجہ دیں، اس کو active کریں، اس

کو اس قابل بنائیں کہ لاہور کے پی آئی سی کا burden بھی کم ہو اور اڑھائی کروڑ لوگوں کی آبادی کو سہولت بھی مہیا کر سکے تو کیا فرق پڑتا ہے؟

جناب سپیکر! ہماری second priority تعلیم ہے۔ پنجاب میں اڑھائی کروڑ بچے ابھی بھی سکول سے باہر ہیں۔ تعلیم کو ہم نے بزنس بنا دیا ہے اور بزنس اس لئے بنا دیا ہے کیونکہ ہمارے تعلیمی ادارے پیسا کمانے کے لئے بنائے جا رہے ہیں لیکن اس پر کوئی check and balance نہیں ہے۔ آپ کے 12 کروڑ کی آبادی کے لئے تین یا چھ دانش سکول کچھ نہیں کر سکتے۔ وزیر اعلیٰ کے سامنے اپنی performance دکھانے کے لئے زبردستی اس میں enrolment بھی کروائی گئی جو بعد میں drop out ہو گئی۔ لاہور کے رائیونڈ میں لڑکیوں کے 9 سکول ایسے ہیں جو صرف ایک کمرے پر مشتمل ہیں جبکہ دوسری طرف رائیونڈ میں ہزاروں ایکڑ پر پھیلا ہوا ایک محل جاتی امرا ہے۔ وہاں ایک یا دو کمروں کے سکولوں میں سپورٹس گراؤنڈ ہے اور نہ ہی لائبریریاں ہیں اس لحاظ سے آپ بچوں کو کس طرح کی تعلیم یا شعور دے سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں خصوصی بچوں کے حوالے سے بتانا چاہوں گی کہ 3 کروڑ 86 لاکھ 71 ہزار روپے کا بجٹ مختص کیا گیا لیکن اس میں سے بھی 2 کروڑ 95 لاکھ روپے استعمال ہی نہیں ہو سکے جو ہماری نااہلی ہے جبکہ ان کی بلڈنگ کا بہت بُرا حال ہے۔ یہاں ڈاکٹر عالیہ آفتاب بیٹھی ہوئی ہیں جو personally فنڈ جمع کر کے اس پر کام کرتی رہیں لہٰذا میرے خیال میں ہمیں اس کی طرف توجہ دینے کی بہت سخت ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں تھوڑا سا ٹائم لوں گی۔ ہم نے اپنے بچوں کے انٹری ٹیسٹ کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے یعنی ایک بچہ آپ ہی کے انسٹیٹیوٹ سے پاس ہو کر آتا ہے لیکن اسے آپ کے اداروں پر بھروسہ ہی نہیں ہے۔ یہاں انٹری ٹیسٹ کی بے شمار academies بنی ہوئی ہیں جو ٹیسٹ پاس کروانے کے لئے انسٹیٹیوٹ بناتی ہیں جو کہ ایک مافیا ہے لہٰذا اس کو بھی کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! صرف دو منٹ لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بس اب آپ آخری بات کر کے wind up کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اس میں minorities کی کافی بات ہوئی ہے۔ Minorities میں ان کے بجٹ کی بڑی جنگ یہ ہے کہ وہ گیارہ ایم پی ایز میں بجٹ تقسیم ہو جائے گا، سوشل ویلفیئر منسٹری یا انسانی حقوق کی منسٹری میں چلا جاتا ہے لیکن minorities کو نہیں ملتا۔ میں آخر پر اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے ذکر کروں گی جو بہت ہی important ہے کیونکہ باقی سب باتیں discuss ہو چکی ہیں۔ اورنج لائن ٹرین کو چلانے کے لئے 73 میگاواٹ بجلی چاہئے جس کے لئے گورنمنٹ کو کم از کم ایک ایسا power house بنانا پڑے گا جو سو میگاواٹ بجلی پیدا کرے کیونکہ لاہور already تین سے چار سو میگاواٹ shortage میں جا رہا ہے۔ یہ اورنج لائن ٹرین چلانے کے لئے بجلی کیسے پیدا کریں گے؟ میں ایک سوال پاک چائنا اقتصادی راہداری کی مد میں چھوڑے جا رہی ہوں کہ اس میں جو پیسا استعمال ہو رہا ہے اس کا حساب کتاب کہاں ہے اور پارلیمنٹ کو اس میں on board کیوں نہیں لیا جاتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹا سا واقعہ ضرور add کرنا چاہوں گی۔ خلیفہ وقت کے پاس ایک بوڑھی عورت آئی اور اس نے demand اور شکایت کی کہ میں آپ کے پاس ایک شکایت لے کر آئی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی کیا شکایت ہے تو اُس نے کہا کہ میرے گھر میں کیڑے مکوڑے نہیں ہیں۔ اب درباری حیران ہوئے کہ یہ کیا شکایت ہوئی لیکن خلیفہ وقت نے اس عورت سے کہا کہ تم اپنے گھر کا پتا بتاؤ اور گھر چلی جاؤ۔ اُس عورت نے گھر کا پتا بتایا تو خلیفہ وقت نے وزیر بیت المال کو بلایا اور کہا کہ اس کے گھر پہنچنے سے پہلے اس کے گھر کو گندم، شہد، کھجور اور تمام کھانے کی چیزوں سے بھر دو۔ درباریوں نے حیرت سے دیکھا کہ کیا سوال تھا اور کیا جواب تھا تو انہوں نے کہا کہ وہ عورت اپنا شکوہ لے کر آئی تھی کیونکہ کیڑے مکوڑے وہاں آتے ہیں جہاں کھانے کی چیزیں ہوتی ہیں اور جہاں کھانا ہی نہ ہو وہاں کیڑے مکوڑے کیا آئیں گے، اس بات سے اُس عورت کی عزت بھی رہ گئی۔ ہم نے جب کچھ تقسیم کرنا ہوتا ہے اور آٹا دینا ہوتا ہے تو لمبی لائن لگا کر لوگوں کی تصدیق کر کے دینا ہوتا ہے۔ کاش آج ایسے حکمران ہمیں بھی ملیں جو اس طرح کے کام کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جعفر علی ہوچہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ایک آخری شعر عرض کروں گی کہ:

ہم بچاتے رہ گئے دیمک سے اپنا گھر مگر
چند کیڑے کرسیوں کے ملک سارا کھا گئے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہوچہ صاحب!

جناب جعفر علی ہوچہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں جس طرح وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم نے خوبصورت انداز میں یہ بجٹ بنایا ہے اس پر میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے اس بجٹ میں گزشتہ سال کے حوالے سے دیکھا کہ انٹرنیشنل منڈی میں اچھے ریٹ نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا کسان مشکلات کا شکار تھا اور تقریباً تمام پارلیمنٹیرین کی طرف سے یہاں ہاؤس میں بات ہوتی رہی۔ ہمارے قائد عظیم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے یہ سمجھا، باور کیا اور محسوس کیا کہ واقعی ایک کسان اور زمیندار کو مضبوط کرنے سے ہی اس ملک اور پنجاب کے لئے بہتر ہوگا۔ انہوں نے ایک کمیٹی بنائی یا جس طرح سے بھی information collect کی جس کے مطابق انہوں نے کسان کو بہت زیادہ سہولیات سے نوازا۔ کھاد پر سبسڈی دی گئی اور سب سے بڑھ کر تقریباً لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا سب سے مہنگا کام بجلی کا تھا جس پر انہوں نے 8½ روپے سے کم کر کے 5½ روپے تک سبسڈی دی۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ کسی چیز کی قیمت بڑھتی ہے تو کم نہیں ہوتی لیکن یہ تاریخ میں پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ کسانوں کو 5½ روپے فی یونٹ بجلی پر سبسڈی دی گئی۔ یقین جانیں جب ہم اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو کسان میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی ٹیم کا شکریہ ادا کرتے نہیں تھکتے۔ لامحالہ اس میں کوئی شک نہیں کہ گزشتہ سال انہیں مشکلات کا سامنا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ میاں محمد نواز شریف نے کسان کے دکھ اور تکلیف کو سمجھتے ہوئے ان کے مسائل کو حل کیا۔

جناب سپیکر! جب بھی غریب کو چند سہولیات دینے کی بات ہو رہی ہوتی ہے، چاہے وہ میٹرو بس کا منصوبہ ہو، چاہے دانش سکولوں کی شکل میں ہو اور چاہے اورنج لائن ٹرین کا ہو تو اس وقت اس کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے کی پوری پوری کوشش کی جاتی ہے۔ اب یہ بات ذرا غور سے دیکھیں کہ جب ایچیسن سکول میں ہمارے ہونہار اور ہمارے پاکستان کے امیروں کے بچے جا کر پڑھتے ہیں تو آپ یہ بتائیں کہ پنجاب کے ایک غریب بچے کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ بھی ایک اچھے سکول میں پڑھے، اچھی تعلیم حاصل کرے اور ہمارے پنجاب کا نام روشن کر سکے لیکن قائد انقلاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے کہ آج سے پانچ سال پہلے دانش سکول کا جب نام لیا تھا تو اس وقت اپوزیشن انہی بنچوں پر بیٹھ کر واویلہ کرتی تھی جس طرح آج اورنج لائن ٹرین پر کر رہی ہے لیکن قائد کا جرأت مندانہ فیصلہ تھا کہ دانش سکولوں کو آگے بڑھنے دیا اور آج بھی اس بجٹ میں تقریباً 4۔ ارب روپے ان سکولوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ محترمہ وزیر خزانہ تشریف رکھتی ہیں تو میں تجویز دیتا ہوں کہ ہر تحصیل کی سطح پر لڑکوں اور لڑکیوں کا کم از کم، ایک Centre of Excellence پر کم خرچ آتا ہے اور دانش سکول پر بہت زیادہ خرچ ہوتا ہے لیکن اس طرح پنجاب کی ہر تحصیل میں لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ایک Centre of Excellence بنا دیا جائے گا تو میں یہ کہوں گا کہ کم خرچ اور بالا نشیں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار بھی ہوں کہ جنہوں نے تحصیل تاندلیانوالہ جو کہ بہت پسماندہ تحصیل تھی جہاں پی پی۔57 سے منتخب ہونے والے بدبختی سے ایک وزیر اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں لیکن اس حلقہ میں صرف دو ہائی سکول تھے لیکن آج ہمارے قائد نے ہر یونین کونسل میں ایک ایک گرلز ہائی سکول اور ساتھ انہوں نے Centre of Excellence دیا ہے۔ ہماری تحصیل تاندلیانوالہ کا پانی پینے کے قابل نہیں تھا اور سروے کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ یہاں کا 100 فیصد پانی خراب ہے جس کی وجہ سے ہمارے نوجوان، بوڑھے، بزرگ اور بچے مختلف بیماریوں کا شکار تھے۔ قائد انقلاب نے پچھلے بجٹ سیشن میں یہاں صاف پانی کی بات کی تھی اور چاہئے تو تھا کہ اپوزیشن والے اسے سراہتے اور اس پر بات کرتے یا ان پر کرپشن کا کوئی الزام ثابت کرتے لیکن آج تقریباً ساڑھے تین لاکھ آدمی صاف پانی پی رہا ہے۔ تحصیل تاندلیانوالہ بھی اس منصوبے میں شامل ہے جہاں پر اگست ستمبر تک کام شروع ہو جائے گا۔ اپوزیشن بنچوں پر یا ہم حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والے جب اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو ہم اپنے اس غریب آدمی کے گھر کا پانی پینا پسند نہیں کرتے تو غریب آدمی

کے لئے صاف پانی سے بڑھ کر کوئی اور تحفہ ہو سکتا ہے جو میرے قائد انقلاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے غریب آدمی کی دہلیز پر پینے کا صاف پانی فراہم کیا ہے۔

جناب سپیکر! جب اپوزیشن والے بات کرتے ہیں کہ لاہور میں اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے، لاہور میں میٹرو بس کا منصوبہ بن رہا ہے اور جنوبی پنجاب میں کچھ نہیں ہو رہا۔ دیہاتی علاقوں کا پیسا کاٹ کر یہاں لگایا جا رہا ہے تو میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن سے request کرتا ہوں کہ یہ دیہی علاقوں میں جائیں اور خادم اعلیٰ کے 150۔ارب روپے کا carpeted road کا منصوبہ دیکھیں جس میں سے 30۔ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں لیکن الحمدللہ میرے قائد پر یہ کرپشن ثابت نہیں کر سکے۔ قائد حزب اختلاف اس دن چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے میں فلاں ہسپتال گیا اور میڈیا والے میرے ساتھ تھے تو میں دعوت دیتا ہوں کہ یہ دیہی علاقوں میں جائیں اور میڈیا والوں کو ساتھ لے جا کر carpeted road دیکھیں۔ ہمارے دیہی علاقوں میں carpeted road کو دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو لاہور ہی بنا پڑا ہے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کی بات ہوتی ہے تو جنوبی پنجاب کے حوالے سے میں یہ بات کروں گا کہ جنوبی پنجاب سے وزیر اعظم بھی منتخب ہوئے، صدر بھی منتخب ہوئے، گورنر بھی منتخب ہوئے اور وزیر اعلیٰ بھی منتخب ہوئے لیکن چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اس وقت جنوبی پنجاب میں اتنا کام کر جاتے، ہم تاندلیانوالہ میں رہنے والوں کو 200 کلو میٹر ملتان پڑتا ہے اور اتنا ہی لاہور پڑتا ہے تو ہم تاندلیانوالہ کے لوگ بھی کہتے کہ ہم لاہور کی نسبت ملتان میں چلے جاتے ہیں۔ یہ باتیں کرنا آسان ہے لیکن عملی جامہ پہنانا بہت مشکل ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 22۔جون 2016 کی صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس روز بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

بدھ، 22۔ جون 2016

(یوم الاربعاء، 16۔ رمضان المبارک 1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22: شمارہ 6

327

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 22- جون 2016

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

329

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

بدھ، 22۔ جون 2016

(یوم الاربعاء، 16۔ رمضان المبارک 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِؕ
اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا ۝۷۸ وَمِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً
لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ۝۷۹ وَقُلۡ
رَّبِّ اَدۡخِلۡنِىۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِىۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ
وَّاجۡعَلْ لِّىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا ۝۸۰ وَقُلۡ جَآءَ
الۡحَـقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ۝۸۱
وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَۙ وَلَا
يَزِيۡدُ الظّٰلِمِيۡنَ اِلَّا خَسَارًا ۝۸۲

سُوۡرَةُ بنیٓ اسرآئیل آیات 78تا 82

(اے محمد) سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب، عشا کی) نمازیں اور صبح کو قرآن پڑھا کرو۔ کیونکہ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا موجب حضور (ملائکہ) ہے(78) اور بعض حصہ شب میں بیدار ہوا کرو (اور تہجد کی نماز پڑھا کرو) یہ (شب خیزی) تمہارے لئے (سبب) زیادت (ثواب اور نماز تہجد تم کو نفل) ہے قریب ہے کہ اللہ تم کو مقام محمود میں داخل کرے(79) اور کہو کہ اے پروردگار مجھے (مدینے میں) اچھی طرح داخل کیجیو اور (مکے سے) اچھی طرح نکالیو اور اپنے ہاں سے زور و قوت کو میرا مددگار بنائیو(80) اور کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل نابود ہوگیا۔ بے شک باطل نابود ہونے والا ہے(81) اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے(82)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کوئی لمحہ بھی تیرے ذکر سے خالی نہ ہوا
میں تیرے بعد کسی در کا سوالی نہ ہوا
تو ہے یثرب کو مدینے میں بدلنے والا
تیرے جیسا تو کسی شہر کا والی نہ ہوا
کوئی پیدا نہ ہوا تیرے موذن جیسا
پھر اذانوں میں کبھی سوز بلالی نہ ہوا
تیری امت کے سوااور کسی امت میں
کوئی رومی نہ ہوا کوئی غزالی نہ ہوا

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم تحاریک استحقاقات کو لیتے ہیں۔ معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ تحاریک استحقاق کا جواب دینے کے لئے کوئی بھی پارلیمانی سیکرٹری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ آپ نے اگر اپنی تحریک استحقاق پڑھنی ہے تو پڑھ دیں مگر اس تحریک استحقاق کو pending کر دیا جائے گا اور اس پر فیصلہ بعد میں ہوگا۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 20/16 سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جائے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 21/16 بھی سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 22/16 بھی سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 23/16 جناب امتیاز احمد لالی کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

ڈی سی او چنیوٹ کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ

جناب امتیاز احمد لالی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ لالیاں کی دو غریب خواتین ٹی ایچ کیو لالیاں میں درجہ چہارم کی ملازمہ ہیں۔ انہیں ڈی سی او چنیوٹ نے لالیاں سے 20 کلومیٹر دور RHC بڑانہ تبدیل کر دیا۔ وہ غریب خواتین میرے اور میرے بھائی ایم این اے مہر غلام محمد کے پاس آئیں کہ ہمارے ساتھ یہ ناانصافی ہوئی ہے اور بغیر کسی وجہ کے ہمیں گھر سے 20 کلومیٹر دور تبدیل کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم دونوں نے ڈی سی او سے ٹیلیفون پر request کی کہ آپ مہربانی فرما کر ان کا تبادلہ کینسل کر دیں لیکن ڈی سی او نے تبادلہ کینسل نہ کیا۔ مورخہ 9۔جون 2016 کو بوقت 11.00 بجے میں ڈی سی او چنیوٹ کے دفتر گیا، میرے ساتھ حلقہ کے کچھ لوگ بھی تھے۔ میں نے ڈی سی او صاحب سے کہا کہ درجہ چہارم کی دو خواتین کا تبادلہ کینسل کرنے کے لئے آپ سے متعدد بار کہہ چکے ہیں اب آپ مہربانی فرما کر ان کا تبادلہ کینسل کر دیں۔ ڈی سی او موصوف کا لہجہ انتہائی سخت ہو گیا اور اس نے غصے میں کہا کہ تجھے پتا ہونا چاہئے کہ یہاں چنیوٹ میں میرا tenure پورا ہو چکا ہے میں خود بھی یہاں سے تبادلہ کرانا چاہتا ہوں اگر میں نے یہ کام کرنا ہوتا تو جب پہلی بار ایم این اے یا تم نے فون کیا تھا تو اسی وقت کر دیتا اب میں نے یہ نہیں کرنا "تو" اوپر سے جا

کر کروالو اور ہو سکے تو میرا تبادلہ بھی کروا دینا تاکہ مجھے کسی سے نہ کہنا پڑے۔ اس وقت میں نے کہا کہ ڈی سی او صاحب آپ حکومت کی طرف سے ضلعی سربراہ ہیں اور ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں ایک تو آپ بار بار کہنے کے باوجود ایک جائز کام نہیں کر رہے دوسرا توہین آمیز الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ آپ کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ آپ منتخب نمائندوں کے ساتھ ایسا نامناسب اور ہتک آمیز رویہ رکھیں۔ اس وقت موصوف اپنی سیٹ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی بدتمیزی سے کہا کہ میں نے جو کرنا تھا کر دیا اب "تو" جو کر سکتا ہے کر لے۔ ڈی سی او جو ضلع میں حکومت کا سب سے بڑا نمائندہ ہوتا ہے اور جس کی تنخواہ اور باقی ساری مراعات عوام کے دیئے ہوئے ٹیکسوں سے ادا ہوتی ہیں اس کا منتخب عوامی نمائندوں کے ساتھ ایسا روّیہ انتہائی قابل شرم ہے۔ ڈی سی او چنیوٹ کے اس رویہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق پڑھی جا چکی ہے لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب امتیاز احمد لالی: جی؟

جناب سپیکر: جب پارلیمانی سیکرٹری صاحب یا جو بھی متعلقہ منسٹر صاحب ہیں وہ تشریف لائیں گے تو بتائیں گے کہ ہمیں اس کا کیا کرنا چاہئے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب امتیاز احمد لالی: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 24 جناب عبدالمجید خان نیازی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 25 الحاج محمد الیاس چنیوٹی کی ہے وہ عمرے پر گئے ہوئے ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 26 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جائے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 27 جناب احمد خان بلوچ کی ہے۔ جی، بلوچ صاحب!

ایکسیئن محکمہ انہار لودھراں کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ

میں نے مورخہ 3۔جون 2016 کو مفاد عامہ کے سلسلے میں ایکسیئن محکمہ انہار لودھراں اسلام بھٹی کو فون کیا، گھنٹی بجتی رہی فون نہ اٹھایا۔ میں نے تھوڑی دیر بعد دوبارہ فون کیا تو اس کے کسی ملازم نے فون اٹھایا میں نے اپنا تعارف کروایا اور کہا کہ اسلام بھٹی سے بات کرائیں چونکہ فون دونوں کھلے تھے ملازم نے جب کہا کہ ایم پی اے صاحب بات کرنا چاہتے ہیں تو اس نے فوراً کہا کہ میں کسی ایم پی اے سے بات نہیں کرنا چاہتا، آپ انہیں کہہ دیں کہ وہ بات نہیں کرنا چاہتے۔ میں یہ سب کچھ سن رہا تھا میں نے فون بند کر دیا۔

جناب سپیکر! اس سے صرف میرا نہیں بلکہ ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب ایوان کے کسٹوڈین ہیں اگر آپ بھی ہمارا خیال نہ رکھیں تو پھر کس کو بتائیں ہمارے ذاتی کام نہیں ہوتے بلکہ عوامی مسائل کی خاطر فون کرتے ہیں اگر ہماری عزت احترام باقی یہی رہ گیا ہے کہ افسران فون سننا بھی گوارا نہ کرتے ہیں تو پھر ہمیں استعفیٰ دے دینا چاہئے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہم یہ تحریک خوشی سے نہیں دیتے سیدھی سی بات ہے کہ یہ تحریک دینا ہماری insultہوتی ہے جب ہم کہتے ہیں کہ تھانیدار نے ہماری بات نہیں سنی، ڈی سی او نے نہیں سنی، ایکسیئن نے نہیں سنی تو یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہے۔ میرے خیال میں چار سالوں میں میری یہ دوسری تحریک ہوگی، میں بہت مشکل سے تحریک پیش کرتا ہوں چونکہ یہ اچھی بات نہیں ہے لیکن مجبور ہو کر کرتے ہیں۔ جب وہاں ہماری insultہوتی ہے تو صرف یہی ذہن میں ہوتا ہے کہ ہم اپنے سپیکر صاحب کے پاس جائیں گے وہ ایوان کے کسٹوڈین ہیں وہ انشاء اللہ اس کا ضرور ازالہ کریں گے۔ اگر یہاں پر جواب در جواب میں وقت گزر جائے تو پھر اس کا فائدہ نہیں ہوتا آپ مہربانی کر کے ہماری اتنی ہمدردی ضرور کیا کریں کہ ان کو بلا لیا کریں کم از کم وہ کمیٹی میں آکر جواب دہ تو ہوں، وہ کمیٹی میں آکر بتائیں تو سہی۔

جناب سپیکر: بلانے کا باقاعدہ طریق کار ہے۔ ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب آئیں گے تو پھر اس کے بعد ہم فیصلہ کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! امید ہے کہ جناب مہربانی فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: اچھے کی امید رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! جی، مہربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر بحث کا آج آخری دن ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ تین ایام کے دوران 67 معزز ممبران تقریر کر چکے ہیں، آج کے دن کے لئے میرے پاس 48 معزز ممبران کی فہرست موجود ہے۔ ممبران سے استدعا ہے کہ مختصر وقت میں اپنی بات مکمل کر لیں آخر میں وزیر خزانہ بجٹ پر بحث کو wind up کریں گی۔ جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! وزیر خزانہ، پارلیمانی سیکرٹری اور نہ ہی پریس والے موجود ہے۔ میری درخواست ہو گی کہ میرا نام مؤخر کر دیا جائے چونکہ میں نے کچھ اہم باتیں کرنی ہیں جس میں وزیر خزانہ یا کم از کم معزز پارلیمانی سیکرٹری کی موجودگی ہونی چاہئے ورنہ میری باتیں on air ہو جائیں گی اور کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جب تک محترمہ وزیر خزانہ نہیں آتیں اس وقت تک اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔ مناسب نہیں کہ ہم یہاں خالی ہال میں بیٹھ کر تقاریر کریں، یہاں پر کوئی معزز پارلیمانی سیکرٹری ہے اور نہ ہی کوئی منسٹر ہے لہٰذا میری استدعا ہے کہ وزیر خزانہ کے آنے تک اجلاس ملتوی کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن تھوڑا سا انتظار کر لیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! سب ممبران کا یہی concern ہے اور میری بھی یہی request ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ ہم پندرہ منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ اور پارلیمانی سیکرٹری کی عدم موجودگی کی بناء پر
اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 11 بج کر 17 منٹ پر
دوبارہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون! آپ نے تحاریک استحقاق پڑھ لی ہوں گی۔ ان کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ یہ ایوان میں پڑھی جا چکی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! تحاریک استحقاق نمبر 23 اور 27 کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 23 اور 27 کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ان کی رپورٹس دو ماہ کے اندر ایوان میں پیش کی جائیں گی۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: جی، سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ میں اب یہ گزارش کروں گا کہ ممبران اختصار سے اپنی بات کریں تاکہ دوسرے صاحبان کو بھی موقع ملے۔ بجٹ تقریر کے لئے 7 منٹ سے زیادہ کسی کو وقت نہیں ملے گا۔ This is last and final جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ کہ آج بجٹ پر بحث کے لئے آپ نے موقع عنایت فرمایا۔ امسال کا بجٹ 1681۔ ارب روپے کا ایک ریکارڈ بجٹ ہے۔ سابقہ سالہا سال کے بجٹوں کو دیکھتے ہوئے میں وزیر اعلیٰ، محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کی تحسین کرتا ہوں اس لئے کہ ترقی پذیر ممالک جیسا کہ پاکستان ہے، جس کے پاس سرمایہ ہوتا ہے اس کا سرمایہ باہر چلا جاتا ہے اور جس کے پاس دماغ ہوتا ہے وہ خود باہر چلا جاتا ہے۔ ان حالات میں جب سرمایہ بھی ادھر موجود نہیں اور دماغ بھی ادھر موجود نہیں ہے اور یہ دونوں ملک سے باہر drain ہو رہے ہیں ان حالات میں وزیر اعلیٰ نے جیسے جیسے کر کے چاہے ٹیکسوں، قرضوں سے یہ رقم فراہم کی ہے اور اس فراہم کردہ رقم سے جو منصوبہ جات تشکیل دیئے ہیں۔ میں بجٹ تقریر میں 70 نکات کی بھی تحسین کرتا ہوں اس کے لئے انفرادی طور پر تو بڑا وقت درکار ہوگا بہر حال خاص طور پر اس میں جو آخری نکتہ 71 واں ہے جو کہ ایک عہد نامہ ہے۔ وزیر خزانہ نے یہ جو عہد نامہ پیش کیا ہے اس پر شاید میرے کسی معزز ممبر نے توجہ نہیں فرمائی۔ اس عہد نامہ کو پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ کی تحسین کرتے ہوئے یہ ضرور کہوں گا کہ تیرے منہ میں گھی شکر---

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! روزے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ ایک عہد نامہ ہے۔ اگر عہد نامہ پورا ہو۔ عہد نامے کو عہد نامہ کی صورت میں دیکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر: ابھی وہ لے کر نہیں آئے۔ یہ ویسے ہی کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے شاباش دی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اب دیکھتے ہیں کہ وہ عہد پورا ہوتا ہے یا نہیں۔ بہر حال بجٹ تقریر میں 70 نکات کی میں حمایت کرتا ہوں یہ اس لئے بھی کرتا ہوں کہ بھلے جس بھی جگہ پر یا جس بھی حلقہ میں وہ پراجیکٹس مکمل ہوں گے اس سے کسی کا تو بھلا ہو گا، کسی کی محرومی تو دور ہو گی اور کسی کی پسماندگی تو دور ہو گی۔ میں تو خود محروم ہوں اور میں اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے معزز اراکین کو بتاتا ہوں کہ میں خود ایک کورا کاغذ ہوں۔ آپ کو بھی بلاک ایلوکیشن پر شکوہ ہے۔ میں بھی کورا کاغذ ہوں میرے لئے بھی بلاک ایلوکیشن میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ڈویلپمنٹ کی جو بات ہے اس سے بھی میں محروم ہوں اس لئے کہ میرے اوپر کوئی بچے سقے بیٹھے ہیں جن کا زیادہ دباؤ ہے اور ساری سکیمیں انہی کے حلقے میں چلی جاتی ہیں۔ ہم لوگ تو محروم ہیں۔ میری محترمہ وزیر خزانہ سے درخواست ہو گی کہ کم از کم اس کی تقسیم پر بھی آپ کو توجہ دینی چاہئے تاکہ ایک جیسا سلوک سب کے ساتھ ہو۔

بیچتا ہوں لفظوں کے پیالے خرید لو
شب کا سفر ہے کچھ تو اجالے خرید لو

جناب سپیکر! اب میں کچھ اجالے پیش کرنا چاہوں گا۔ اس کو آپ تجاویز سمجھ لیں، تنقید سمجھ لیں یا جو بھی آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ اس میں پہلی بات تو تعلیم کے بارے میں ہے اور اس میں اچھی اصلاحات ہوئی ہیں۔ اس میں انڈوومنٹ فنڈ ہے، بھرتیاں ہیں، دانش سکول ہے اور missing facilities ہیں۔ اس تمام تر کے باوجود دیہی علاقوں میں ہماری طرف allocation, reallocation اور ایک استاد اور 100,100 بچے ہیں۔ آپ جب تک ایک استاد اور ایک کلاس نہیں کریں گے اس وقت تک فرق نہیں پڑے گا اور تبدیلی نہیں آ سکتی۔

جناب سپیکر! میں ویسے بھی یہ عرض کر دوں کہ ہمارے ملک کا جو موجودہ نظام تعلیم ہے یہ دُہرا نظام تعلیم ہے۔ اس میں سے ایک نظام تعلیم حاکم پیدا کرتا ہے اور دوسرا محکوم پیدا کرتا ہے۔ اس فرق کو دور کرنے میں صدیاں لگیں گی اور ایلیٹ کلاس کب چاہے گی کہ عنان اقتدار چھوٹی کلاس یا پسماندہ طبقات کو دے دے۔

جناب سپیکر: آئین پاکستان میں کوئی ایسے طبقات نہیں ہیں۔ یہاں سب کے حقوق برابر ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھ سے اسمبلی کے اندر کسی نے سوال کیا کہ غربت کیسے دور ہوگی؟ اس پر میں نے کہا کہ غربت تو اس وقت دور ہوگی جب غریب لوگ فرانس، روس اور چین کے انقلاب کی طرح اٹھیں گے اور اپنا حق مانگیں گے ورنہ پلیٹ میں رکھ کر ایلیٹ کلاس کبھی بھی ان کو ان کا حق نہیں دے گی۔ آپ دیکھ لیجئے کہ establishment یا نوکر شاہی کے جتنے بھی لوگ ہیں ان کی نسلیں پاکستان بننے کے بعد سے آج تک دیکھ لیں ان کا کوئی بچہ یا بچی محروم ہوئے ہیں لیکن غریب کا بچہ غریب ہی پیدا ہوتا ہے اور مزدور کا بچہ مزدور ہی پیدا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ اس شعبہ کو اضافی بجٹ دیا گیا ہے لیکن پھر بھی یہ ناکافی ہے۔ دیہاتوں میں ڈاکٹر نہیں جاتے، BHU میں نہیں جاتے، RHC میں نہیں جاتے حتیٰ کہ DHQ میں بھی پورے نہیں ہوتے اس پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔ آپ جب تک سرکاری و پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں تمام طلباء و طالبات سے بانڈ نہیں بھروائیں گے کہ جتنا خرچ ایک ڈاکٹر بننے پر ہوتا ہے اس قیمت کا ان سے بانڈ بھروائیں تب جا کر ان کی حاضری ممکن ہو سکے گی ورنہ ان کا بھی brain drain ہوتا رہے گا اور لوگ باہر جاتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! میں انوسٹمنٹ کی بات کروں گا کہ جب ہمارا سرمایہ ہی ادھر نہیں ہے۔ جیسا کہ محترمہ وزیر خزانہ نے انوسمنٹ کی بات کی ہے تو یہ کہاں ہوگی اور روزگار کیسے ملے گا؟ اس کے علاوہ جو روزگار کی بات کی گئی ہے تو ٹھیکیداروں کے پاس اپنی لیبر موجود ہوتی ہے جو چلتی رہتی ہے جو عارضی نظام ہے۔

جناب سپیکر! اب میں زراعت کے بارے میں عرض کروں گا کہ یہ زور لگایا گیا ہے کہ پیداوار بڑھاؤ۔ کسان پیداوار تو بڑھالیں گے لیکن ان کی اجناس کی قیمتوں کا تعین کون کرے گا؟ یہاں فصلیں رُل جاتی ہیں۔ اگر کاشتکار گنا کاشت نہ کرے، کپاس کاشت نہ کرے، گندم کاشت نہ کرے، چاول کاشت نہ کرے تو آپ سوچیں کہ اگر یہ ساری چیزیں منگوانا پڑ جائیں تو پھر کیا ہوگا؟ پچھلے دو تین سال سے کپاس 1800 روپے فی من بکی ہے اور کھل کی بوری بھی 1800 روپے فی من میں بیچی گئی۔ اسی طرح سے چاول 800 یا 900 روپے فی من بکا اور چاول کی پھک 1200 روپے فی من بکی۔ کاشتکار پوچھتا ہے کہ میری کپاس کہاں گئی اور میرا چاول کہاں گیا؟

جناب سپیکر! اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ ایک موچی بھی اگر جوتا بناتا ہے تو Cost of production اور اپنی محنت و منافع ڈال کر اس کی قیمت کا تعین کرتا ہے۔ یہ نہایت اہم بات ہے کہ

کاشتکار اس وقت تک facilitate نہیں ہو سکتا جب تک اس کو قیمت کا تعین کرنے کا حق نہیں ملتا۔ کاشتکار کو بھلے سبسڈی دی گئی ہے لیکن یہ بھی عارضی انتظام ہے۔ اس کا مستقل انتظام یہ ہو گا کہ اس کو سپورٹ پرائس دی جائے۔ cost of production میں اس کا منافع شامل کر کے اسے ملنا چاہئے یا اسے سپورٹ پرائس ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک فراڈ کا کیس ہے یہ مجھے عرض کر لینے دیں۔ تریموں سدھنائی لنک کنال پر 2.5۔ارب روپے کا فراڈ ہونے جا رہا ہے۔ سیاسی مافیا، کمیشن مافیا اور اریگیشن مافیا تمام لوگ مل کر فراڈ کرنے جا رہے ہیں۔ یہ 2.5۔ارب روپے کھانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب 2.5۔ارب کی بات کر رہے ہیں یہ نوٹ کر لیں۔ یہ ضروری ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کسی انٹرنیشنل پارٹی سے سروے کروایا جائے تریموں سدھنائی لنک کنال کی seepage ختم کرنے کے لئے کسی کو بلوایا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، شیخ اعجاز احمد!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج بجٹ پر بحث کا شاید آخری دن ہے۔

جناب سپیکر: شاید نہیں یقیناً آخری دن ہے۔ انشاء اللہ۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یقیناً آخری دن ہے۔ آپ نے سات منٹ کا وقت دیا ہے۔

جناب سپیکر: میں کیا کروں؟ میری مجبوری ہے۔ آپ اکیلے نہیں ہیں۔ آپ اپنا وقت ضائع نہ کریں اور اپنی بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! بارش ہو رہی ہے اور باہر موسم بڑا اچھا ہے تو میں بارش کے حوالے سے ایک چھوٹی سی نظم ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! نظم کیا کرنی ہے آپ اپنی بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں یہ نظم پیش کرنے کے بعد اپنی بات پر آتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ کتنی فرمائشیں آرہی ہیں۔

بارشوں کے موسم میں
تم کو یاد کرنے کی
عادتیں پرانی ہیں۔۔۔
اب کی بار سوچا ہے
عادتیں بدل ڈالیں۔۔۔
پھر خیال آیا کہ۔۔۔
عادتیں بدلنے سے
بارشیں نہیں رکتیں۔۔۔!

جناب سپیکر! مالی سال 17-2016 کا کل حجم 1681۔ارب 46 کروڑ روپے رکھا گیا ہے۔ ترقیاتی پروگرام کے لئے 550۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہمارے محترم اپوزیشن لیڈر میاں صاحب نے اس دن اڑھائی گھنٹے اپنی بڑی خوف صورت آواز میں یہاں پر تقریر کی اور انہوں نے اورنج لائن ٹرین کو بھی آڑھے ہاتھوں لیا۔ پہلے وہ جنگلہ بس کہا کرتے تھے وہ جب جنگلہ بس اب چل رہی ہے تو اللہ کے فضل و کرم سے لوگ گجومتہ سے لے کر شاہدرہ تک جب سفر کرتے ہیں تو وزیراعلیٰ پنجاب کو دعائیں دیتے ہیں۔ اب انہوں نے کہا ہے کہ سارے پیسے "کھٹی گڈی" کی نذر ہو رہے ہیں اور پھر انہوں نے کہا کہ اس دوران 38 بندے مر گئے تھے تو وزیراعلیٰ کے خلاف ایف آئی آر درج ہونی چاہئے۔ وزیراعلیٰ پر قتل کا مقدمہ ہونا چاہئے تو میں آپ کی وساطت سے میاں صاحب سے بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ جو یہ بات کر رہے تھے کہ 38 بندے مر گئے ہم تو چلیں ٹرین بنا رہے تھے، ٹرین چلانے کی بات ہو رہی تھی اور ترقی کی بات ہو رہی تھی لیکن جب ملتان میں جلسہ ہوا تو وہاں پر ان کے ناقص انتظامات کی وجہ سے جب سٹیج سے نوجوانوں کی لاشیں اٹھائی جا رہی تھی وہاں سات نوجوان قتل ہوئے تھے تو اس کی ایف آئی آر تو آج تک عمران خان کے خلاف درج نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! نہیں، آپ کی بات ٹھیک نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں ان کی بات کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ اس بات کو چھوڑیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!اس کے بعد ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ نے بڑی محنت کر کے یہ اتنا شاندار ترقی کا حامل اور عوامی امنگوں کا منہ بولتا ہوا ثبوت بجٹ پیش کیا۔ایک طرف ہم تعمیر و ترقی کے حوالے سے مالی سال کے پروگرام دے رہے ہیں۔ ہم بچوں کو انڈوومنٹ فنڈ دے رہے ہیں۔ یونیورسٹیوں میں ان کو پڑھنے کے لئے بھیج رہے ہیں۔ ہم صحت کے لئے سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔ ہم لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے پروگرام دے رہے ہیں تو یہ ہماری اور ہماری گورنمنٹ کی ترجیحات ہیں۔ان کی ترجیحات انہوں نے بھی announce کر دی ہیں۔ ہم نے آئندہ مالی سال کے لئے اربوں روپے کا بجٹ صوبہ پنجاب کے لئے مختص کیا ہے اور یہ تحریک انصاف والے ہیں انہوں نے ایک road map دے دیا ہے کہ یہ بھی عید کے دن مختلف شہروں میں لکی عمرانی سرکس کا آغاز کرنے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ایسے الفاظ استعمال نہ کریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!ان کو ایوان میں بات کرنے کا طریقہ سکھائیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!اس لکی عمرانی سرکس میں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: This is not good for you. This is not good. آپ کی بڑی مہربانی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!یہ جو لکی عمرانی سرکس عید کے دن چلے گی اس میں وہ تبدیلی لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میں آپ کو road map بتا رہا ہوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!ان سے پوچھیں کہ کیا یہ بجٹ میں لکھا ہوا ہے،ان کو کہیں کہ بجٹ پر بات کریں؟

جناب سپیکر: آپ کو برداشت کرنا چاہئے آپ ایسی باتیں نہ کریں۔ شیخ صاحب!آپ بھی relevant بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!یہ جو لکی عمرانی سرکس چلے گی اس میں تبدیلی آ گئی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان سے پوچھیں کہ یہ کون سی بجٹ کی کتاب میں لکھا ہوا ہے؟

شیخ اعجاز احمد: ڈاکٹر صاحب! ذرا دھیرج رکھیں۔ ابھی اپوزیشن کے جہاز میں بیٹھی ہوئی سواریاں ذرا سیٹ بیلٹ باندھ کر رکھیں کیونکہ ابھی آپ کو اور بھی جھٹکے آنے والے ہیں لہٰذا آپ ذرا دھیرج رکھیں۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، یہ اچھی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان کو کہیں کہ بجٹ پر بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں بجٹ پر ہی آ رہا ہوں۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ please relevant ہو جائیں۔ بڑی مہربانی

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ میرا ٹائم نوٹ کر لیں کیونکہ جو یہ درمیان میں interrupt کر رہے ہیں میرے پانچ منٹ کو اس میں count نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ مہربانی کریں اور بجٹ پر بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ ذرا صبر سے سنیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بجٹ پر بات کریں گے تو پھر سنوں گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ اب ذرا صبر کے ساتھ بات سنیں۔ ہم نے بھی اڑھائی گھنٹے اس دن میاں صاحب کو سنا ہے اور ان کے اپنے ممبران بھی چھت کی طرف دیکھ رہے تھے کہ یا اللہ خیر۔ میں تبدیلی کے road map کے حوالے سے گزارش کر رہا ہوں۔ میں بجٹ کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ ہم صوبے میں حقیقی معنوں میں تبدیلی لے کر آ رہے ہیں۔ جب ہم تبدیلی لے کر آ رہے ہیں اور جو یہ تبدیلی لے کر آ رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: .No cross talk please شیخ صاحب! آپ ان کو چھوڑیں اور اپنی بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ جو اپنی بہترین تبدیلی لائے ہیں کہ انہوں نے اپنا DJ تبدیل کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنی بات کریں اور یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ میاں صاحب نے اس دن ایک شعر بھی پڑھا ہے کہ:

خنجر پہ کوئی چھینٹ نہ دامن پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو یا کرامات کرو ہو

تو میں ان کی خدمت میں ایک شعر پیش کرتا ہوں جس کی ابھی ابھی آمد ہوئی ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! شعر و شاعری باہر جا کر کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!

پیرانہ سالی میں میاں
کنٹینر پہ چڑھ کے تم
کرتے ہو بڑی محنت
تھکتے نہیں ہو تم
نہ پھولے تمہاری سانس
تم رقص کرو ہو یا کرامات کرو ہو؟

جناب سپیکر! یہ گڈ گورننس پر بات کرتے ہیں۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ پر تنقید کی کہ ان کی گڈ گورننس کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کا کوئی صحت کے لئے پروگرام نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے پاس کوئی road map نہیں ہے اور یہ سب کچھ کھٹی گڈی کی نذر کر رہے ہیں تو میں ایک طالب علم کی حیثیت سے سوچ میں پڑ گیا کہ یہ "کھٹی گڈی" کیا ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان کو پوچھیں یہ بجٹ میں لکھا ہوا ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ اب برداشت کریں۔ یہ کھٹی گڈی کیا ہے؟ بعد میں پتا چلا کہ یہ کھٹی گڈی اورنج لائن ٹرین کو کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ اس بات کو چھوڑیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! انشاء اللہ وہ اورنج لائن ٹرین لاہور کی سڑکوں پر بھاگے گی اور میاں محمود الرشید (اپوزیشن لیڈر) اس کے پیچھے پیچھے بھاگیں گے اور اس کے شہسوار وزیر اعلیٰ پنجاب کو کہیں گے کہ مینوں رکھ لے کلینڈر نال۔ جی کر دا چلاں میں تیرے نال لمیاں رُوٹاں تے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ وقت ختم ہو گیا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اب میں تجاویز کی طرف آتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے اب آپ کیا تجاویز دیں گے؟ پہلے کیوں نہیں آپ کو خیال آیا؟ بس جلدی کریں wind up کریں، یہ بات آپ کی ٹھیک نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں wind up کرنے لگا ہوں۔ میں کچھ تجاویز دینے لگا ہوں۔ میری محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ جو ہماری پنجاب ریونیو اتھارٹی ہے یہ آپ نوٹ کریں کہ اس پر جو sales tax on services لگایا ہے وہ میرے knowledge کے مطابق 16 فیصد ہے جبکہ اس پر already 12 percent withholding tax کا نفاذ چل رہا تھا۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح سے چینی ہے وہ ایک عام مزدور اور کسان جب وہ چینی چائے میں ڈالتا ہے تو اس کا سب سے بڑا جو اس میں مزہ لیتا ہے تو میری اس میں گزارش یہ ہے کہ کم از کم جو commodities ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، interrupt نہ کیا جائے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! چینی پر بھی انہوں نے نکتہ چینی کر دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں اور wind up کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اشیاء خورد و نوش کی سروسز کے اوپر سیلز ٹیکس کا جو نفاذ ہم کرنے جا رہے ہیں اُس پر ہمیں غور کرنا چاہئے کہ کم از کم چینی کی جو brokerage ہے اور مڈل مین جو لوگوں کو چینی پہنچانے کا کام سرانجام دے رہے ہیں اُس پر 16 فیصد سیلز ٹیکس نہیں ہونا چاہئے، یہ میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ہم صوبہ پنجاب میں ترجیحات اور ڈویلپمنٹ کے حوالے سے وزیراعلیٰ صاحب کی پالیسیوں اور اُن کے کئے ہوئے کاموں کو دیکھیں تو یتیم اور لاوارث پوزیشن ہولڈر بچے جب پنجاب مری ہاؤس میں جاتے ہیں تو پنجاب پولیس کا چاق چوبند دستہ انہیں سلامی پیش کر رہا ہوتا ہے۔ صوبہ پنجاب کی یہ وہ محرومیاں تھیں جن سے وزیراعلیٰ نے نکالا۔ اب جو خیبر پختونخوا میں ہو رہا ہے، پنجاب میں ہو رہا ہے، بلوچستان یا سندھ میں ہو رہا ہے اُس پر اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے ممبران یہ بتائیں گے کہ اُن کو فخر ہے کہ صوبہ پنجاب میں وزیراعلیٰ good governance کی اعلیٰ مثال ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں وزیراعلیٰ کی عدم موجودگی میں اُن کے کارناموں کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں، کوئی کاسہ لیسی نہیں کر رہا بلکہ کارناموں کے حوالے سے کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اتنا ٹائم ہمیں تو نہیں ملتا۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! مہربانی کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!

جس سے تُو بات کرے جو تیرا چہرہ دیکھے
اُس کو پھر شہر نظر آئے نہ صحرا دیکھے
مجھ کو اچھا نہیں لگتا کوئی ہم نام تیرا
کوئی تجھ سا ہو تو پھر نام بھی تجھ سا رکھے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مینوں وی اتنا ٹائم دے دیو۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ابھی میں نے صاف پانی پر بات کرنی ہے اس لئے مجھے بھی ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔ محمد علی کھوکھر!

ملک محمد علی کھوکھر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں محترم وزیراعلیٰ اور معزز وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بڑا progressive بجٹ پیش کیا ہے۔ میرے نزدیک اس کے بڑے دیرپا اور دُور رس نتائج ہمیں حاصل ہوں گے کیونکہ اس میں focus صحیح سمت اور صحیح چیزوں پر ہوا ہے۔ جنوبی پنجاب کے اوپر emphasis ہے، اس کی محرومیوں کی recognition ہے، spotlight اس کے اوپر ہے، صاف پانی کا پروگرام ہے اور ڈویلپمنٹ کے پروگرام ہیں جن کی وہاں پر شروعات ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ کینال اریگیشن سسٹم کو بہتر کرنے پر emphasis ہے جو میرے خیال میں ہمارے پنجاب کے لئے انتہائی ضروری اقدام تھا اور یہ ہمیں بہترین نتائج long term دے گا۔ مجھے اب کوئی

minorنہیں مل رہا جس کی میں کنکریٹ لائننگ کرواؤں کیونکہ ہمارے سات minorتھے جو سب کے سب اس وقت کنکریٹ لائن ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ہی ساتھ میں محترمہ وزیر خزانہ کو یہ تجویز پیش کرنا چاہوں گا کہ ہم اریگیشن کا بہتر نظام لا رہے ہیں جس سے اب ہماری نہروں میں وافر پانی آ گیا ہوا ہے اور urbanizationکی وجہ سے بھی وافر پانی موجود ہے لہٰذا ہمیں اس کو بہتر harvestکرنے کی ضرورت ہے۔کسان high value cropsکی طرف چلے گئے ہیں جس میں high intensity water requiredہے اور ان میں orchards،road grass،مکئی اور دھان شامل ہیں۔میں گزارش یہ کروں گا کہ اس وقت پانی کو re-allocationکرنے کے لئے banلگا ہوا ہے جس میں kindly نظر ثانی کی جائے اور ایک اچھی کمیٹی بنا کر judiciousطریقے سے کسان کی needکے مطابق اس کو پانی دستیاب ہونا چاہئے۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ agrarian and rural economyکو impetusدیا گیا ہے حالانکہ اسی سے ہی ہماری مسلم لیگ(ن) کو ووٹ بنک ملا تھا کیونکہ ہماری farmers communityبہت marginalizedہو چکی تھی۔اس حوالے سے میں محترمہ وزیر خزانہ کو thanksکہوں گا کہ آپ نے اس دفعہ بڑا بہترین focusرکھا ہے جس کے بہت دیرپا نتائج ہمیں حاصل ہوں گے۔

جناب سپیکر!میں ملتان کے حوالے سے بھی شکر گزار ہوں کہ اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے shareدیا گیا ہے۔لاہور سے لے کر کراچی تک major cosmopolitan cityملتان ہی آتا ہے اور وہاں پر اس وقت چائنا کی طرف سے heavy investmentآ رہی ہے لہٰذا we need to develop that city in a proper way.ابھی بھی وہاں پر واسا کی requirementبہت زیادہ ہے،وہاں پر سٹی کا drainage collapseہونے والا ہے کیونکہ بہت پرانی لائنیں ہیں۔
Which we need immediate repair and your attention.

جناب سپیکر!اس کے ساتھ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ خواتین کے اوپر بڑا بہترین focusہے اور ملازمتوں کے کوٹا میں 15 فیصد enhancementکی گئی ہے۔اسی طرح youthکے لئے budget allocateکیا گیا ہے۔میرے خیال میں ہماری یہ سمت درست ہے اور یہی سمت ہمیں رکھنی چاہئے۔جس طرح ہمارے زمیندارہ حساب میں ہوتا ہے کہ کھاد جب دیتے ہیں تو اس کا اصول یہ ہوتا ہے کہ maximumاس کی disbursementہونی چاہئے۔آپ کے فنڈز اور allocationsکی maximum disbursementنظر آنی چاہئے،بجائے کہ ہم limited mega projectsپر

disbursementکر لیں۔یہmega projectsبھی ضروری تھے جواب اپنی ڈگر پر چل پڑے ہیں۔ اس دفعہ کے بجٹ میں ہم نے یہ دیکھا ہے کہ allocationsکی disbursementبہت بہتر طریقے سے ہوئی ہےprobablyاس میں بجائےbureaucratic red-tapismکے سیاسی لوگوں کا زیادہ roleتھا۔ سمت بہتر ہے جس کے نتائج ہمیں عنقریب بہتر نظر آنے لگ پڑیں گے۔keep it up میری یہی گزارش ہے کہ یہیmomentumرکھیں،جنوبی پنجاب اورruralagrarian economyکی طرف focusرکھیں۔اس کے علاوہ ہماریrural youthکو اگر ڈگری کالج نہیں دے پا رہے تو کم از کم ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ضرور دیں۔We need them to be properly skilledیہ نہیں کہ وہاں پرhanded down from father to sonوالا سلسلہ ہوbut proper vocational training institutesکاایک نیٹ ورک پھیلانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میری یہ بھی گزارش ہو گی کہrural health centresکی اپ گریڈیشن کی بہت ضرورت ہے۔DHQs and THQsکی طرف آپ کی توجہ ہے جوکہ بالکل صحیح ہے لیکن ہمارے دیہاتوں میں کچھrural centresکیupgradation is much awaitedلہٰذااس کی طرف بھی ضرورfocusہونا چاہئے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر:بہت شکریہ۔جی،میاں عرفان دولتانہ!آپ ٹائم کا بھی خیال کیجئے گا۔

میاں عرفان دولتانہ:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!سب سے پہلے میں بجٹ2016-17پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ 2013کے اندر تقریباً800۔ارب کا بجٹ تھااور ماشاءاللہ اب1681۔ارب روپے کا بجٹ ہے so it is almost doubleاگر تین سال کی کارکردگی دیکھی جائے تو اس دوران کتنی رکاوٹیں ڈالی گئیں لیکن ہم کام کرتے گئے،بجٹ بڑھاتے گئے،ترقی کی طرف گامزن ہوتے گئے،بجٹ کوdoubleکر دیااور پاکستان مسلم لیگ(ن)کام کرتی رہی،میاں شہباز شریف22/20گھنٹے کام کرتے رہے،ان کے تمام ایم این ایز،ایم پی ایز،وزراء کام کرتے رہےاور اپوزیشن پارٹیاں کبھی دھرنےاور کبھی الیکشن صحیح نہیں ہوئے کے نام پر احتجاج کرتی رہیں۔

جناب سپیکر!میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر کوئی اچھاکام کر رہاہو تو اسےappreciateکرنا چاہئے اور اگر قائد حزب اقتدار بھی ہوں تو انہیں بھیappreciateکرنا چاہئے۔اگر انہیں ابھی موقع

نہیں ملااور جس طرح کی ان کی کارکردگی جارہی ہے میرے خیال میں آنے والے 2018 کے الیکشن میں بھی انہیں موقع نہیں ملتا تو کم از کم موجودہ حکومت جو وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں کام کر رہی ہے اس کو تو appreciate کریں rather کہ دو دو، اڑھائی اڑھائی گھنٹے کی criticism نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن پر رکھا گیا بجٹ اگر دیکھا جائے تو وہ 312 بلین روپے کا ہے، صحت کا 149.9 بلین روپے کا بجٹ ہے، روڈ انفراسٹرکچر کا بجٹ 200 بلین روپے رکھا گیا ہے۔ سب سے زیادہ کسانوں اور جنوبی پنجاب کے لئے سوچنے پر میں شکریہ ادا کروں گا کیونکہ زراعت کے شعبے کے لئے 52.8 بلین جبکہ جنوبی پنجاب اور ہماری 70 فیصد آبادی چونکہ زراعت سے منسلک ہے جس کے لئے allocation کی گئی ہے اور 50۔ارب روپے کا کسان package دیا گیا ہے۔ میں نے جو بجٹ کے اندر پڑھا ہے کہ صاف پانی کے لئے 300۔ارب روپے allocate کیا گیا ہے، آبپاشی کے لئے 53.8 بلین رکھے گئے ہیں اور وفاقی حکومت کی طرف سے یوریا اور ڈی اے پی کھادوں میں کمی کر کے سبسڈی دی گئی ہے جبکہ بجلی کی قیمتیں کم کی گئی ہیں، پیسٹی سائیڈ پر جی ایس ٹی ختم کیا گیا ہے۔ خادم اعلیٰ روڈ پروگرام کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے کیونکہ میری دی گئی سکیم کے تحت بننے والی سڑک دیکھ کر لوگوں کی آنکھوں میں آنسو گئے اور ان کا کہنا تھا کہ 1947 کے بعد اب یہاں پر پکی سڑک دیکھی گئی ہے۔ خدا کے لئے اپوزیشن ممبران دھرنے اور جعلی الیکشن کا رونا رونے کی بجائے اپنا کام کریں اور اپنے علاقوں میں کام کریں۔ اپنے صوبے خیبر پختونخوا جہاں آپ کی حکومت ہے وہاں پر کام کریں کیونکہ 2018 کا الیکشن دور نہیں ہے

جناب سپیکر: ان کا صوبہ تو پنجاب ہے۔

میاں عرفان دولتانہ: جناب سپیکر! اس الیکشن میں لگ پتا جائے گا کہ کون اگلی دفعہ پانچ سال کا مینڈیٹ لیتا ہے۔ اس کے علاوہ ٹیکنالوجی پارکس اور آئی ٹی یونیورسٹی کے اوپر کام ہو رہا ہے جبکہ 103 نئے کالج قائم کئے گئے ہیں اور سب سے بڑی خوش آئند بات یہ ہے کہ 36 ہزار اضافی کلاس رومز بنائے جا رہے ہیں تو ایجوکیشن کے شعبہ میں وہ کیا گیا ہے جو کہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ 16.6 بلین روپے کا بجٹ ادویات کی مفت فراہمی کے لئے دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ٹی بی اور ہیپاٹائٹس خاص طور پر جنوبی پنجاب میں ہیپاٹائٹس کا بڑا مسئلہ ہے جس کی free screening کے لئے بجٹ رکھا گیا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو ہر شعبے کے اندر صحت ہو، ایجوکیشن ہو، آئی ٹی ہو، انفراسٹرکچر ہو، چاہے بجلی ہو سب شعبوں کے لئے بجٹ میں رقم رکھی

گئی ہے۔6545 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے مختلف پلانٹس لگائے جارہے ہیں جس سے صوبہ پنجاب وفاق کے اندر بھی بجلی فراہم کرے گا۔ لاء اینڈ آرڈر کے لئے اس دفعہ 145.5 بلین روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ جنوبی پنجاب اور ملتان سے جیسے ابھی ملک صاحب کھڑے تھے، وہاں میٹرو بس کے پراجیکٹ کی صورت میں لاہور کی طرح جنوبی پنجاب میں بھی وزیر اعلیٰ نے یہ تحفہ دیا ہے۔ جس طرح لاہور میں لوگوں کو سہولت ملی ہے اور جس بس کے لئے بڑے ہی برے لفظ استعمال ہوتے تھے لیکن آج وہ لاہور کے غریب رہائشیوں کے لئے ایک سہولت بنی ہوئی ہے تو اسی طرح میٹرو بس ملتان کے لوگوں کے لئے انشاء اللہ ایک سہولت بنے گی۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کے دوسرے علاقوں میں بھی وزیر اعلیٰ اس طرح کی سہولت دیں گے۔

جناب سپیکر! ہمارے دیہی علاقوں میں سب سے زیادہ ضرورت ٹیوٹا، PVTC, skilled کی ہے جس کے لئے 15۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ تجویز کی وہاں ضرورت ہوتی ہے جہاں کوئی کمی ہو اور میں یہی کہوں گا کہ ماشاء اللہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت بہترین طریقے سے perform کر رہی ہے اور آنے والا 2018-23 کا دور بھی مسلم لیگ (ن) کا ہوگا تو پی ٹی آئی کے ممبران کو چاہئے کہ وہ مسلم لیگ (ن) join کر کے حکومتی بنچوں پر آ کر بیٹھیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، سردار شہاب الدین خان!

سردار شہاب الدین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ بجٹ 2016-17 کی ابھی میں بڑی تعریفیں سن رہا تھا کہ 1681۔ارب 47 کروڑ روپے کا بجٹ ہے لیکن اس میں deficit کتنا ہے؟ 114۔ارب روپے کا خسارہ ہے۔ یہاں پر مبارکبادیں دی جا رہی تھیں لیکن ہمارا صوبہ جو پونے 675۔ارب روپے کا مقروض ہے اور ہم یہاں خوشیاں منا رہے ہیں۔ بہت بڑا بجٹ ہے جس کی تعریف کرنی چاہئے۔ میں تین دن سے بجٹ پڑھتا رہا ہوں۔ دولتانہ صاحب، کھوکھر صاحب اور دیگر ممبران بھی جنوبی پنجاب کی بات کر رہے تھے تو اگر پوری بجٹ کی کتاب کو آپ دیکھیں تو جنوبی پنجاب کے کچھ اضلاع میں ایک سکیم بھی کسی مد میں نہیں ہے جس کی مثال میں لیّہ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! بجٹ کی کتاب میں سکولز ایجوکیشن ہو، ہائر ایجوکیشن ہو، ہیلتھ ہو، اریگیشن ہو الغرض کہ تمام محکموں کے بجٹ میں نوکر شاہی نے کام کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے گزارش کروں گا کہ ضلع لیّہ کو پنجاب کے نقشے سے کاٹ دیا جائے۔ 2008 سے سن رہے ہیں لیّہ تونسہ پل اور 2008 سے سن رہے ہیں بہادر کیمپس BZU لیّہ لیکن ان کے لئے فنڈز نہیں۔ اگر مساوی سلوک اسی

طرح رہا تو کیا ہم جنوبی پنجاب والے علیحدہ صوبے کی بات نہیں کریں گے؟ بڑا پیسا رکھا ہے road maker پر لیکن اگر آپ لیّہ تشریف لے جائیں کیونکہ معزز وزراء یہاں تشریف رکھتے ہیں اور میرے خیال میں آج تک ان میں سے کوئی لیّہ نہیں گیا۔ وہاں جا کر سڑکوں کی حالت دیکھیں شوگر کین کے area میں آئے روز حادثات میں سینکڑوں کی تعداد میں اموات ہوتی ہیں۔ ہمارے ٹیکسوں سے یہاں میٹرو بس چلے اور یہاں اورنج لائن ٹرین چلے تو کیا ہمارا حق نہیں بنتا اور ہمیں اپنا شوگر کین سیس فنڈز واپس نہیں دیا جاتا تو کیا رونا روئیں ہم؟ ہسپتالوں کو دیکھ لیں ڈی ایچ کیو لیّہ کے علاوہ سنٹرل پنجاب کے تمام DHQs کی اپ گریڈیشن کے لئے بجٹ رکھا گیا تو کیا انہیں لیّہ نظر نہیں آتا تھا؟ ایک penny بھی ڈی ایچ کیو ہسپتال لیّہ کے لئے رکھی گئی ہے اور نہ ہی ٹی ایچ کیو لیّہ کے لئے رکھی گئی ہے۔ لیّہ میں 34 اموات زہریلی مٹھائی کھانے سے ہوئیں تو وزیراعلیٰ وہاں تشریف لے گئے اور واپس آ گئے لیکن ابھی تک اس بات کا تعین نہیں ہو سکا کہ اتنی اموات کیوں ہوئیں؟ خدارا کچھ تو خوف کریں۔

جناب سپیکر! تعلیم کی بات کروں تو میں اپنی constituency کی بات کرتا ہوں۔ یہ چوتھا بجٹ ہے اور وزیراعلیٰ "پڑھا لکھا پنجاب، پڑھا لکھا پنجاب" کا نعرہ لگاتے ہیں اور میں اپنی constituency پی پی-263 کی بات کروں جہاں کالج تو دور کی بات ہائر سیکنڈری سکول بھی پوری constituency میں موجود نہیں ہے یہ ہے پڑھا لکھا پنجاب۔ میرا خیال ہے ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔ نوکر شاہی جس طرح پنجاب کی بیوروکریسی جو بجٹ ان کو بنا کر دیتی ہے یہ اُسی طرح پیش کر دیتے ہیں۔ ان کو پڑھنے کی تکلیف ہوتی ہے اور نہ ان کو دیکھنے کی تکلیف ہوتی ہے میں معزز وزیر خزانہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پورے بجٹ میں لیّہ کے متعلق اگر کچھ رکھا گیا ہے جب یہ wind up کریں گی تو وہ پڑھ کر ضرور بتائیں کہ لیّہ کے لئے ہم نے کتنا بجٹ رکھا ہے صاف پانی کی بات کروں تو صاف پانی کے لئے بھی ضلع لیّہ کے لئے ایک پیسا نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر! محترمہ نے پوری بجٹ تقریر پڑھی جس میں لیّہ کا ذکر تک نہیں ہے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں اتنی لمبی باتیں کیا کروں خدارا میں دوبارہ کہوں گا میرا massage وزیراعلیٰ تک convey کر دیں کہ ضلع لیّہ کو پنجاب کے نقشے سے نکال دیں۔ میں نے اپنا یہ احتجاج ریکارڈ کروانا تھا جو میں نے کروا دیا ہے۔ بہت شکریہ اور میں اسی پر ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ کس لئے، اس کی کیا وجہ ہے؟ چلیں انہوں نے ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے خیر ہے آجائیں گے۔ جی، ڈاکٹر نجمہ افضل خان! بات کریں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا شکریہ۔سب سے پہلے میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشااور پنجاب حکومت کوایک بہترین بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔بجٹ 17-2016 پنجاب کی تاریخ کاسب سے بڑابجٹ ہے۔ بجٹ کے سائز سے ہٹ کر اصل چیز بجٹ کی کوالٹی ہے جس میں شہری آبادی کے ساتھ ساتھ دیہی آبادی کے معاملات کو نہایت خوش اسلوبی سے حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس سے پنجاب کے عام آدمی کی خوشحالی کاآغاز ہوگا۔فارم سے مارکیٹ تک جب جدید سڑکیں بنیں گی توانشاءاللہ سفر کی سہولیات اور مال برداری کے معاملات میں پنجاب میں بے شمار آسانیاں پیدا ہوں گی۔بہتر ٹرانسپورٹ اور ذرائع آمدورفت سے ایک عام شہری کی quality of life میں بہتری آئے گی۔پرائمری ہیلتھ کیئر کے تحت ڈاکٹر اور سٹاف کی حاضری کو BHU اور RHCs میں یقینی بنانے سے ایک ایسی تبدیلی آئے گی جس سے بروقت علاج ممکن ہوگا اور بڑے ہسپتالوں پر پریشر کم ہو گا بلکہ قوم کی صحت میں بہتری آئے گی۔ DHQs اور THQs ہسپتالوں کو اپ گریڈ کرنے کے لئے ایک خطیر رقم دی گئی ہے اس کی پاکستان کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی یہ سہولتیں عام شہری کے لئے ہیں نہ کہ اشرافیہ کے لئے۔سپیشلائز ہیلتھ کیئر سنٹر جس میں 24-ارب 50 کروڑ کی رقم دی گئی ہے اس سے صحت کے شعبے میں انشاءاللہ انقلاب آئے گا۔فیصل آباد اور اردگرد کی آبادی کے لئے میں سمجھتی ہوں کہ ٹراما سنٹر کا قیام جو کہ کم از کم 300 بیڈز پر مشتمل ہو ضروری ہے اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔ایک مزید میڈیکل کالج جو کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال سے منسلک ہو شہر کے لئے ایک اچھااضافہ ہوگا۔فیصل آباد اور اردگرد کی کثیر آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے علاقے میں کوئی آنکھوں کا ہسپتال نہیں ہے صرف 45 بیڈز کا ایک آئی وارڈ ہے جو کہ اتنی بڑی آبادی کے لئے ناکافی ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبے میں ڈویلپمنٹ کے لئے 71 فیصد اضافی بجٹ ہمارے سرکاری سکولوں کے حالات کو یکسر تبدیل کر دے گا اور ایک غریب آدمی کا بچہ بھی انہی سہولیات کو جیسے کمپیوٹر لیب ہے، E-library ہے سپورٹس اور دوسرے جدید تدریسی طرز عمل سے مستفید ہو گا جو صرف اشرافیہ کی سہولیات رہے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن فنڈ کے لئے 142-ارب روپے کی allocation اور Skills Development Programme یہ وہ متاثر کن اقدامات ہیں جن سے direct employment کے مواقع عوام کو ملیں گے۔صوبے کے تمام سکولوں میں missing facilities کے لئے بہت بڑی رقم رکھی گئی ہے جس سے انشاءاللہ صوبہ پنجاب کے بیشتر سکولوں کی حالت بہتر ہو

جائے گی۔45ہزار ٹیچرز کو آئندہ دو سال میں بھرتی کرنے کے لئے جو منصوبہ ہے۔ وہ قابل تحسین ہے۔ دانش سکولوں کے قیام سے غریب کے بچوں کا مستقبل روشن ہو گا۔

جناب سپیکر! صاف پانی پروگرام کی تعریف کے بغیر میں نہیں رہ سکتی کیونکہ بحیثیت ڈاکٹر میں یہ بات اچھی طرح جانتی ہوں کہ صاف پانی کا نہ ہونا بے شمار بیماریوں کا سبب ہوتا ہے۔ ویسے بھی یہ ایک basic right ہے اور یہ آج تک neglect ہوتا رہا ہے لیکن میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے سال 4۔ارب روپے کی خطیر رقم دی اور اس سال بھی 3۔ارب روپے کی رقم دے کر اس شعبے میں ایک نمایاں تبدیلی آئے گی۔ لاء اینڈ آرڈر کسی بھی معاشرے کی بنیادی ضرورت ہوا کرتی ہے پنجاب میں جب سے میاں محمد شہباز شریف کی حکومت آئی ہے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں بہت بہتر حالات رہے ہیں لیکن لاء اینڈ آرڈر کے معاملے میں کوئی غفلت نہیں ہونی چاہئے۔ سیف سٹی پراجیکٹ عوام کے لئے سکون اور دہشت گردوں کے لئے بہت بڑا امتحان بن کر آئے گا اور اس کے ساتھ لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں 48 فیصد اضافی فنڈز دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب شعبے میں بہترین training اور policing ہو گی تو اس کے ساتھ جرائم کا سدباب ضرور ہو گا اور ایک عام شہری کے لئے یہ بہت پر سکون بات ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ ایک صدقہ جاریہ کی شکل میں میاں شہباز شریف کا بے مثال کارنامہ ہے اس فنڈ میں 4۔ارب کی مزید رقم ڈال کر اس فنڈ کو اب 20۔ارب روپے پر لے جانا ایک عظیم کام ہے اس کی آمدن سے غریب اور لائق فائق بچوں کو نہ صرف امدادی رقوم اور سکالرشپ اور حتیٰ کہ بیرون ممالک دنیا کی بہترین یونیورسٹیز میں اُن کے اخراجات برداشت کئے جائیں گے پاکستان میں talent منوں مٹی تلے دب جاتا ہے لیکن آج اُسے اُبھر کر سامنے آنے کا موقع ملے گا۔

جناب سپیکر! جہاں بے شمار موضوعات پر بات ہو سکتی ہے دو موضوعات جن سے میں متاثر ہوں اُن کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں جو دیکھنے میں تو بہت چھوٹے ہیں اور معمولی ہیں لیکن بڑے دور رس نتائج نکلیں گے۔ میاں محمد شہباز شریف کا یہ فیصلہ کرنا کہ ہر سال بچے چین جائیں گے اور دو سال چائنا میں تعلیم حاصل کریں گے یہ نہ صرف چائنا سے ہماری دوستی کو مستحکم کرے گا بلکہ چین جو دنیا کی سب سے بڑی کاروباری منڈی ہے ہم اس منڈی کے لئے business leader تیار کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور پاکستان کو اس کی اشد ضرورت ہے۔ دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ 9۔ارب سے زیادہ رقم سے ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر جب institution قائم ہو گا تو انشاء اللہ انقلابی تبدیلی آئے گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اورنج لائن ٹرین متوسط طبقہ کے سفر کی سہولت میں ایک اہم پیشرفت ہے جس سے بے شمار لوگوں کو روزگار مہیا ہو گا اور لاہور شہر کی خوبصورتی میں اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں۔ اس عوام دوست بجٹ کے ذریعے انشاء اللہ پاکستان ترقی اور خوشحالی کے راستے پر گامزن ہو گا آئیں ہم سب مل کر اس وطن کی ترقی کے لئے اپنا کردار ادا کریں آخر میں ایک شعر

موج بڑھے یا آندھی آئے دیا جلائے رکھنا ہے
گھر کی خاطر سو دُکھ جھیلیں، گھر تو آخر اپنا ہے

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No Point of Order, No Point of Order.

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! قندیل بلوچ کس بلا کا نام ہے ؟ مفتی عبدالقوی دعویٰ کرتے ہیں کہ میں پی ٹی آئی کی مذہبی ونگ پنجاب کا صدر ہوں۔ پاکستان ایک Islamic state ہے اس پر مجھے آپ کی رولنگ چاہئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! یہ بڑا خطرناک مسئلہ ہے، علماء کرام کو بدنام کرنے کی سازش ہو رہی ہے مجھے اس پر آپ کی رولنگ چاہئے---

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا اسے لکھ کر لائیں پھر بات کریں۔ بڑی مہربانی، تشریف رکھیں۔ ان کا مائک بند کر دیں۔ میاں محمد اسلام اسلم!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! پی ٹی آئی والوں کا یقیناً مفتی عبدالقوی سے کوئی تعلق نہیں ہو گا--

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کر رہے ہیں، کیا کر رہے ہیں؟ اپنی سیٹ پر بیٹھ جائیں میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ جی، میاں اسلام اسلم!

میاں محمد اسلام اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ 17-2016 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب وحید گل صاحب! آپ دس منٹ کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے جائیں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں نے حق بات کی ہے اس لئے مجھے باہر نکال رہے ہو؟

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں نے کوئی غلط بات نہیں کی میں نے حق بات کی ہے جس کی مجھے یہ سزا دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت دس منٹ کے لئے باہر تشریف لے جائیں میں بعد میں آپ کی بات سنوں گا ابھی نہیں سنوں گا۔ آپ چلیں، شاباش۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! یہ بجٹ 1681۔ ارب اور 43 کروڑ روپے کا ہے اور اس سے پچھلا بجٹ تقریباً 1400۔ ارب روپے کا تھا۔ اگر اس کا موازنہ کریں تو یہ بہت بڑا بجٹ ہے۔ اس بجٹ میں انفراسٹرکچر کے لئے 49 فیصد اور سپیشل سیکٹر کے لئے 31 فیصد رکھا گیا ہے۔ اس میں جو سب سے خاص بات ہے جس پر میں وزیراعلیٰ صاحب کو appreciate کروں گا وہ صاف پانی پروگرام ہے جس کی ہمارے دیہاتی ایریا میں اشد ضرورت تھی۔ پانی کی وجہ سے بے شمار بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ صاف پانی سے انشاء اللہ ہمارے معاشرے میں ایک بہت بڑی تبدیلی آئے گی۔ صحت مند معاشرہ ہوگا، ہسپتال ویران ہوں گے کیونکہ ہمارا main problem ہی پانی ہے جس میں کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو صحت کے لئے مضر ہیں۔ اس بجٹ میں کسان کے لئے دو سالوں کے لئے 100 بلین رکھا گیا ہے اور سب سے بڑی چیز جس کا میں ذکر کروں گا وہ ہے سروس سنٹر۔ یہاں پر ہمارے زمینداروں کو وہ سہولتیں ملیں گی جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں پر بلڈوزر، ٹریکٹر اور لیزر لیولر مشینیں بھی ہوں گی۔ میری ایک تجویز ہے کہ جس طرح ایگریکلچر سیکٹر کو ہم promote کر رہے ہیں اور خاص طور پر electricity پر بھی سبسڈی دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر اسی طرح کا سروس سنٹر ہونا چاہئے ۔ میں محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا سے گزارش کروں گا کہ یہ تجویز آنے والے سالوں میں رکھی جائے کہ جہاں پر ٹی ایم اے ہے، میونسپل کمیٹی یا بلدیہ کا دفتر ہے وہ بیس پچیس یونین کونسل کو cover نہیں کرتا۔ میں صفائی کے حوالے سے یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح شہر میں independent مشینیں ہوتی ہیں اسی طرح یہ ہر یونین کونسل میں بھی ہونی چاہئیں اس سے لوکل سطح پر صفائی ستھرائی اور ماحول کو بہتر کرنے کا موقع ملے گا۔

جناب سپیکر! میری ایک اور تجویز ہے کہ ضلعی گورنمنٹ کو فنڈز دیئے جاتے ہیں اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ وہ فنڈز اپنے ہیڈکوارٹر پر زیادہ استعمال کرتی ہے۔ میں اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں کہ ضلع رحیم یار خان میں جو بھی بجٹ آتا ہے اس کی زیادہ رقم ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر لگتی ہے۔ اس کی ایک ratio طے ہونی چاہئے کہ تمام تحصیلوں کو ایک مناسب نمائندگی ملنی چاہئے۔ بے شک ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کا زیادہ حصہ رکھا جائے لیکن باقی تحصیلوں کو فنڈز کی تقسیم کے حوالے سے انصاف ہونا چاہئے۔ میں چولستان کے حوالے سے وزیراعلیٰ کے اقدامات کو خراج تحسین پیش کروں گا۔ میرے بہت سارے بھائیوں کو نہیں پتا کہ دس ہزار ہاریوں کو وزیراعلیٰ نے زمین الاٹ کی ہے جس کی انشاء اللہ نئے مالی سال میں قرعہ اندازی بھی ہو گی۔ وہ شہداء جو ضرب عضب میں شہید ہو گئے ہیں ان کے لئے بھی وزیراعلیٰ پنجاب نے زمین مختص کی ہے یہ ایک بہت ہی اچھا اقدام ہے۔

جناب سپیکر! میں روڈز کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ "خادم اعلیٰ روڈ پروگرام" واقعی ہی بہت اچھا ہے۔ پہلی دفعہ اس طرح ہوا ہے کہ ہم نے دیہاتوں میں بھی معیاری روڈز دیکھی ہیں ورنہ اچھی روڈز صرف شہروں میں بنا کرتی تھیں اور دیہات ان روڈز سے محروم تھے۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ گزارش کروں گا کہ جس طرح پٹوار کلچر سے عوام کی جان چھڑوائی اور کمپیوٹرائزڈ سسٹم لایا گیا، لینڈ ریکارڈ میں reforms آئیں کاش اس طرح ہم پولیس کے سسٹم کو بھی ٹھیک کر سکیں۔ ہمارا پولیس کا سسٹم ابھی تک کرپشن سے پاک نہیں ہو سکا۔ اس میں بہت سارے مسائل حل ہوئے ہیں، heinous crime ختم ہوئے ہیں لیکن لوکل سطح پر پولیس کا روایتی سسٹم اسی طرح سے چل رہا ہے جس میں ہمیں اصلاحات کرنی چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں forest کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ ہمارا علاقہ جنگلات سے بھرا پڑا ہے۔ میری درخواست ہو گی کہ وہاں پر کم و بیش دو لاکھ یا تین لاکھ نئے پودے لگائے جائیں اور اس کے لئے بجٹ allocate کیا جائے۔ کرپٹ لینڈ مافیا کو بھی ٹرانسفر کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک محمد احمد خان!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں اس بجٹ پر ایک fact آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ جب کوئی political economists کسی بجٹ کو shape up کرتے ہیں تو وہ reflect کرتا ہے کہ وہ ایک اچھا بجٹ ہے اور I must congratulate محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کہ انہوں نے prove کیا ہے کہ She is a political economist انہوں نے بجٹ کی figuring بہت اچھی کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! It reflects and gradually reflects. پچھلے سال کی نسبت اس سال کے ترقیاتی بجٹ کا حجم 36 فیصد سے زیادہ ہے، یہ کوئی ایسے خواہ مخواہ میں بات نہیں ہو جاتی۔ it needs some sort of supervision یعنی اگر ان کے پاس کرنے کی ability ہو تو پھر یہ ہو سکتا ہے otherwise نہیں ہو سکتا تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب، محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی تمام ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑا زبردست بجٹ پیش کیا ہے اور

> Especially they have won the hearts of farmers. I must say that this package which the Federal Government announced in collaboration with Provincial Government,

کچھ نہیں تو میرے خیال میں ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک سال میں کاشتکار کی لاگت میں کم از کم پندرہ سے بیس ہزار روپے فی ایکڑ کا فرق آئے گا and this is on record. جو کھاد کی قیمتوں میں کمی ہے، جو بجلی کے ٹیرف میں کمی ہے اور جو اس میں پنجاب گورنمنٹ اپنا شیئر ڈالے گی، یہ ایک اچھا کسان package بھی ہے لیکن

> I must say it here and I should say it very loudly that package alone will not help. So the Finance Minister, being a political economist, will really appreciate this fact that package without the policy will not bring the desired results.

تو جو پالیسی ہے وہ package کو compliment کرے گی۔ گورنمنٹ تو اس وقت یہی دے سکتی تھی اور انہوں نے package دے دیا، subsidies آ گئیں مگر ان subsidies کو فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ consult کر کے minimum support price کا mechanism ضرور لے کر آئے، نئی منڈیوں کی تلاش ضرور کریں، کسان کی crops کو فروخت کی assurance دیں کہ جو بھی وہ کاشت کر رہا ہے وہ بکے گا۔ آج میں دیکھ سکتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا focus rural areas ہیں، "پکیاں سڑکاں سوکھے پینڈے" it is making an impact یہ بالکل clearly کہا جا سکتا ہے اس میں اگر مزید رقم بڑھائی جا سکتی ہے تو ضرور بڑھانی چاہئے۔ "پکیاں سڑکاں سوکھے پینڈے" کا slogan آج زبان زد عام ہے۔ پورے پنجاب میں اس کی تعریف و تحسین ہے۔

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ درخواست کروں گا کہ "پکیاں سڑکاں سوکھے پینڈے" کے پروگرام میں اس مالی سال کے اندر جو رقم رکھی ہے اس میں اگر 100 کی requirement ہے تو وہ 30 پوری کر رہی ہے اور 70 کو خالی چھوڑ رہی ہے۔ اگر آپ اگلے سال میں بھی رقم رکھیں گے تو جو پیچھے 40 رہ جائیں گے تو that will spare of a half glass، گلاس empty ہے اور یہ آدھا گلاس بھرا ہے۔ آپ بہتر سمجھتی ہیں اور آپ کوشش کریں کہ بے شک 50 سے اوپر نکل جائے، آپ نے پہلے جتنی رقم رکھی ہے اس میں تھوڑا سا مزید اضافہ کریں۔ وزیر مواصلات و تعمیرات بیٹھے ہیں یہ اس میں اضافہ کر سکتے ہیں اور یہ میری تجویز لے جائیں۔

جناب سپیکر! میری اگلی request یہ ہے کہ صاف پانی بڑا زبردست پراجیکٹ ہے۔ آپ کے پورے سسٹم میں neither in any provincial court nor in any local government court بدقسمتی کے ساتھ دیہات ایک متروکہ حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ یہ ایک 10 ہزار آبادی کا گاؤں ہے یا 2 ہزار آبادی کا گاؤں ہے، variance کے ساتھ کوئی ایسا نظام وضع نہیں کہ ان کو کچھ فنڈز دے دیئے جائیں تاکہ وہ اپنی جگہ سے garbage اٹھانے کے لئے استعمال کرے۔ 50 سالوں سے ان دیہاتوں کے اندر جس جگہ پر کچرا پھینکا جا رہا ہے ان کو اٹھانے کا کوئی نظام وضع نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر! میری محترمہ وزیر خزانہ سے request ہو گی کہ جب آپ Interim پراونشل فنانس کمیشن کرنے جا رہے ہیں اور جب ڈسٹرکٹ کو یہ پیسے بھیجیں تو مہربانی کر کے ان یونین کونسل کو اتنا با اختیار ضرور کریں تاکہ وہ دیہاتوں کو at least کسی standard living پر لے کر آئیں۔ ابھی

recently povertyکا جو سروے ہوا ہے تو اس میں صرف کھانے کھانے کی بنیاد پر povertyکا indicator نہیں رکھا گیا۔ وہ indicatorہے کہ ہیلتھ کی facility کتنی ہے، وہ indicatorہے کہ ایجوکیشن کا accessکتنا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر سردار شہاب الدین خان ٹوکن واک آؤٹ
ختم کرکے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی، welcome back.

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ کے جو povertyکے indicators ہیں ان کے اندر صفائی اور living standards کو بھی بنیاد بنا دیا گیا ہے اور ہم ان indicatorsکے تحت 39 percent below the poverty line show ہوئے ہیں تو میری محترمہ وزیر خزانہ سے درخواست ہو گی کہ جب آپ اتنے بڑے بڑے initiative لے رہے ہیں، آپ نے rural economyکو درست کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور بجا طور پر یہ زرعی packageاور "یہ پکیاں سڑکاں سوکھے پینڈے" بہتر سمت کی طرف ایک قدم ہے تو اس چیز کو بھی پراونشل فنانس کمیشن میں شامل کریں۔ بھلے سے یہ interimپراونشل فنانس کمیشن ہے جب آپ ڈسٹرکٹ کی allocationکریں تو یونین کونسل وار Kindly look into those neglected areas since Pakistan is created.اس پر کبھی کسی نے غور نہیں کیا۔ اس بجٹ میں جو نیشنل ایکشن پلان کے ساتھ complianceکرنے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا وژن ہے میں اس پر بھی ان کی ٹیم کو شاباش دیتا ہوں۔ یہ قابل ستائش ہے کہ inconformity with the national action planجب ہماری فوجیں ضرب عضب کے اندر engageہیں تو پراونشل گورنمنٹ کا حق ہونا چاہئے تھا اور انہوں نے vigilance basedاچھی policingکے لئے پاکستان اور بالخصوص پنجاب کے اندر ایک networkکو اچھے طریقے سے نبھایا جس میں Counter Terrorism Forces بنی، ریجنل کے لئے ڈولفن فورسز بنی اور سیف سٹی کے پراجیکٹس بھی شامل ہیں۔ I must congratulate Finance Minister on this.انہوں نے پوری طرح اس کو بھی cater forکیا۔

جناب سپیکر! میں مزید یہ درخواست کروں گا کہ میری constituency ایک rural constituencyہے اور پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں پلاننگ کمیشن نے وہاں پر دو بڑے منصوبے announceکئے۔ وہ 60کلو میٹر کی ایک روڈ تھی جو پورے دو ایم این اے کی constituencyسے

نکلتی تھی جو کہ کنگن پور سے گنڈا سنگھ والا تک جاتی ہے اس کے لئے 54 کروڑ روپے اس وقت رکھے گئے اور 40 کروڑ روپے اس میں سے نکال لئے گئے۔ اب وہ دونوں روڈز dig up پڑی ہیں۔ ہم نے بارہا سیکرٹری مواصلات و تعمیرات اور PAK PWD کے Federal counterparts کے ساتھ اس مسئلے کو اٹھایا ہے۔ دس سال سے یہ 112 کلومیٹر روڈ dig up پڑی ہے۔ وزیراعلیٰ نے اس کے لئے 100 ملین کی گرانٹ بھی دے دی but somehow reason we were the given commitment کہ اس پی اینڈ ڈی کے اندر یہ دونوں روڈز شامل ہوں گی، یہ commitment ہمارے ساتھ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کی تھی، یہ commitment ہمارے ساتھ پی اینڈ ڈی کے چیئرمین نے بھی کی تھی اور اس پر working پوری ہو گئی، انہوں نے ایک پیپر بنا کر چیف سیکرٹری کے پاس بھی بھجوایا۔

But for somehow reason that has been dropped finally in the ADP.

جناب سپیکر! میری محترمہ فنانس منسٹر سے درخواست ہو گی کہ مہربانی کر کے اس issue کو take up کریں، لاکھوں افراد اس سے متاثر ہو رہے ہیں، بے شمار دیہات اس سے connected ہیں، یہ چار شہروں کو آپس میں connect کرتی ہیں اور وہ روڈ اس حالت میں ہے کہ اس پر صرف base ڈالا ہوا ہے اور پتھر پڑے ہیں۔

These roads are called as Pajeeyan Gohar jageer and Kanganpur to Ganda Singh Wala, I would request to Finance Minister. Kindly look into it. I am very grateful. Thank you.

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ محترمہ لبنیٰ ریحان!

محترمہ لبنیٰ ریحان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے مالی سال 17-2016 کے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ میں اس بجٹ کو پیش کرنے پر وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں اور ان کی ہدایت کے مطابق عوام دوست بجٹ پیش کیا ہے۔ بے شمار ممالک کے سربراہان میاں محمد شہباز شریف خادم اعلیٰ کی انتظامی صلاحیتوں کے معترف ہیں اور اس کا اظہار مختلف موقعوں پر بھی کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حریف جماعتوں کے کارکن اور نمائندے بھی کہتے

ہیں کہ کاش! ہمارا وزیر اعلیٰ بھی میاں محمد شہباز شریف جیسا ہو۔ صوبہ پنجاب کے لئے آئندہ مالی سال کا یہ بجٹ 1681۔ارب روپے سے زائد کا ہے۔ اس بجٹ میں صوبہ پنجاب کے تمام اداروں کا احاطہ کیا گیا ہے بالخصوص زراعت، تعلیم، infrastructure اور ملکی حالات کے پیش نظر داخلی معاملات کے لئے بھی خصوصی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں شعبہ تعلیم کو بہت اہمیت دی گئی ہے، اس کے لئے 312۔ارب روپے کی کثیر رقم مختص کی گئی ہے اس سے ایجوکیشن سیکٹر کے ہر پہلو کو مدنظر رکھا گیا ہے، گزشتہ دو سالوں کی نسبت 47 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ یہاں میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ تمام facilities اور ٹیچرز کی کمی کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ سٹاف کی کمی کو بھی پورا کیا جائے اور اس کے لئے چیک اینڈ بیلنس بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ کے لئے کل 260۔ارب روپے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں مختص کئے گئے ہیں جو کہ گزشتہ سال کی نسبت 62 فیصد اضافہ ہے۔ اس بجٹ کی رقم کو ہیلتھ انشورنس، ایمبولینسوں کی خریداری، ادویات کی فراہمی، نئے ہسپتالوں کا قیام، نئی بھرتیاں، موبائل ہسپتالوں، صحت کے متعلقہ کاموں اور اداروں پر خرچ کیا جائے گا۔ BHU اور THQ کی اپ گریڈیشن بھی ایک خوش آئند بات ہے اور اس سے بھی لوگوں کو صحت کی سہولیات ملیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ جتنی بھی مشینری ہے اس پر چیک اینڈ بیلنس رکھا جائے اور اس کے لئے proper technician رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! امن و امان اور دہشت گردی کے خاتمہ کے حوالے سے پولیس کے لئے 150۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس رقم کے بہتر استعمال سے صوبہ میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہت بہتر ہو جائے گی۔ میں یہاں راولپنڈی میں امن و امان کی صورتحال کو بہتر کرنے کے حوالے سے ڈولفن فورس کے قیام کو خوش آئند تصور کرتی ہوں۔ میں اپنی طرف سے اور راولپنڈی کی عوام کی طرف سے خادم اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن ایک ایسا کام ہے جس سے آئے روز کے جھگڑے ختم ہو جائیں گے اور کوئی کسی کی اراضی پر قبضہ نہ کر سکے گا۔ اس اہم کام کی تکمیل پر میاں محمد شہباز شریف خصوصی طور پر خراج تحسین کے مستحق ہیں، اس عمل کو مکمل کرنے کے لئے 4۔ارب روپے سے زائد رقم مختص کی جائے گی۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب کا صاف پانی پروگرام پنجاب کے عوام کے لئے کسی تحفہ سے کم نہیں ہے، جس کے لئے 300۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ میرے ضلع کو فیز ون میں شامل کیا

جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری درخواست ہے کہ راولپنڈی کو جلد از جلد اس منصوبے میں شامل کیا جائے۔اس کے علاوہ راولپنڈی جو عرصہ دراز سے پانی کی کمی کا شکار ہے۔یہاں صاف پانی کی فراہمی کے حوالے سے فلٹریشن پلانٹ بھی دیئے جائیں۔

جناب سپیکر!میں آخر میں اپوزیشن کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف 2018تک حکومت کرتے ہوئے اپنے تمام منصوبہ جات مکمل کریں گے اور [*******] تو بھی میاں محمد نواز شریف سے استعفیٰ نہیں لے سکتی۔اپوزیشن والے چور دروازے سے ہوس اقتدار کے چکر میں ہیں،اسے 2018تک انتظار کرنا ہوگا۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی فرماکر بجٹ پر بات کریں۔اب آپ مہربانی کریں اور تشریف رکھیں۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر!کیونکہ پاکستان کی عوام مسلم لیگ(ن) کے ساتھ ہے۔موجودہ جغرافیائی حالات کے پیش نظر یہ وقت ملکی سالمیت کے سوچنے کا ہے اور یہی موقع ہے کہ ہمیں زبردست اظہار یک جہتی کا مظاہرہ کرنا ہوگا،پاکستان کی طرف اٹھنے والی ہر بری آنکھ کو نکال دیا جائے گا۔پاکستان کے خلاف اٹھتے ہوئے ہر ہاتھ اور ٹانگ کو جسم سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔میں یہاں افواج پاکستان کو بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے ملک عزیز کے دفاع میں ضرب عضب کے دوران بے پناہ قربانیاں دے کر دہشت گردوں کو کیفر کردار تک پہنچایا۔میں ان ماؤں کو بھی سلام پیش کرتی ہوں جن کے سپوتوں نے ضرب عضب کے دوران جام شہادت نوش کی۔آخر میں ایک بار۔۔۔

جناب سپیکر: قابل اعتراض الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر!میں وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔

جناب سپیکر: جی،مہربانی شکریہ۔سردار وقاص حسن موکل!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر!شکریہ۔1600۔ارب روپے کا بجٹ پیش کرنے پر میں وزیراعلیٰ،محترمہ وزیر خزانہ۔۔۔

جناب سپیکر: figures درست کرلیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! 1681۔ارب روپے کا بجٹ پیش۔۔۔

جناب سپیکر: تھوڑا سا اور پڑھ لیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں موٹی، موٹی بات کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں اپنی غلطی پر معذرت کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اتنا شاندار، اتنے بڑے حجم کا بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر اعلیٰ، محترمہ وزیر خزانہ کو اور حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میرے نقطہ نظر میں اس کے علاوہ کوئی بھی اس مبارکباد کا مستحق ہی نہیں ہے کیونکہ یہ بجٹ سوائے لفظوں کے ہیر پھیر کے علاوہ کوئی اور چیز ہے ہی نہیں، کسی عام شہری کے لئے اس کے اندر دھیلے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ بات کہوں گا کہ یہاں پر پچھلے تین دنوں میں صرف ایک بات پر تقریریں ہوئی ہیں۔ زمین آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں، خوشامدیں اور تعریفیں کی گئی ہیں کہ اتنا بڑا بجٹ تاریخ میں پیش نہیں کیا گیا۔ میرا اس پر ایک بنیادی سوال ہے کہ پچھلے سال کے بجٹ میں جو اس بجٹ کے حجم سے شاید بہت تھوڑا تھا، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں سے utilize کتنا ہوا ہے۔ آپ نے اس کو استعمال کتنا کیا ہے، آپ کا پچھلے سال کا بجٹ 40 فیصد تو استعمال ہی نہیں ہوا اور اس دفعہ حکومت کی ڈینگیں یہ ہیں کہ ہم نے 1600۔ارب روپے کا بجٹ پنجاب کی تاریخ میں آج تک پیش نہیں کیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ بھائی جو allocations تھیں پہلے وہ تو پوری طرح استعمال کر لیں، پھر آپ اگلی بات کریں۔ اس چیز کو آپ justify کریں کہ ہم جب اتنا بڑا بجٹ دے رہے ہیں اس بجٹ کی ضرورت کیا ہے؟ اگر پچھلے سال کے بجٹ میں جو allocations آپ نے کی تھیں وہ تو آپ استعمال نہیں کر سکے تو اس سال آپ کا emphasis اس بات پر ہے کہ ہم نے 1600۔ارب روپے کا بجٹ پیش کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میرا اس میں اگلا نکتہ یہ ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب محمد وحید گل ایوان میں داخل ہوئے)

جناب سپیکر: آپ تشریف لے آئیں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! شکریہ

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اس بجٹ کے اندر actually جو Key Sectors ہیں ان کے اندر actually allocations کم ہوئی ہیں۔ صحت، تعلیم اور پبلک ہیلتھ کے لئے پچھلی دفعہ actual جو پیسے رکھے گئے تھے اس سے کم رکھے گئے ہیں۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ ضرور چاہوں گا کہ اپنی wind up speech کے اندر یہ ضرور explain کریں کہ اس 1600-ارب روپے کے بجٹ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ہے؟ جبکہ پچھلے سال کے بجٹ کی۔۔۔

جناب سپیکر: پھر آپ اس کو کم بتا رہے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! 1681-ارب 47 کروڑ روپے کا بجٹ۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں اس پر معذرت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو پچھلے سال کا بجٹ تھا کیا اس میں missing facilities ختم ہو گئی ہیں۔ میں ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ باقیوں کا مجھے نہیں پتا لیکن میرے حلقہ کے اندر آج بھی missing facilities موجود ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا پچھلے سال کے بجٹ کے اندر health facilities مل چکی ہیں، کیا BHU,RHC operational ہو چکے ہیں؟ میں ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ میرے حلقہ میں آج بھی ایسے ہسپتال موجود ہیں جہاں پر ان دو کمروں کی چھت نہیں ہے، چار دیواری نہیں ہے، بھینسیں وہاں پر چر رہی ہیں۔ بجٹ کی allocation کے حساب سے آپ دیکھ لیں کہ کتنی increase ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ پچھلے سال کا بجٹ گیا کہاں پر ہے؟ عام سکول آج بھی چٹیل میدان ہیں، ہسپتال آج بھی بے یارو مددگار بغیر، ڈاکٹر بغیر دوائیوں کے ہیں تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اربوں روپے کا بجٹ گیا کہاں پر ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے دو مثالیں اور دینا چاہوں گا، اس وقت، اس گھڑی سرو سز ہسپتال میں ایک میرے حلقہ کا مریض پچھلے پندرہ دنوں سے۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order please. Order in the House.

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! 43ہزار 147 روپے کے لئے وہ وہاں پر بیٹھا ہوا ہے چونکہ اس کو یہ پیسے حکومت پنجاب نے وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹو پر دینے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ اربوں روپے صحت کے لئے رکھ رہے ہیں اور ایک مریض جو پچھلے پندرہ دنوں سے سروسز ہسپتال میں 43ہزار روپے کے لئے تڑپ رہا ہے تو یہ کس قسم کی بجٹ allocation ہے۔ عوام کا پیسا جا کدھر رہا ہے، وہ غریب آدمی جو ہسپتال میں پڑا ہوا ہے، اب اس کے لئے وزیر اعلیٰ کے پاس کون جائے گا، ہم تو ویسے ہی منکر ہیں، ہم تو نہیں جا سکتے۔ میں آپ سے بھی یہ سوال کروں گا کہ آپ مجھے اس کا حل بتا دیں کہ اس بندے کو وزیر اعلیٰ ڈائریکٹو کیسے دلوایا جائے، کیا میں اسے اپنے حلقہ سے نکال دوں یا میں اپنے حلقہ سے باہر چلا جاؤں، کیا کروں؟ ایک غریب عام شہری اس وقت صرف 43ہزار روپے کے لئے پندرہ دن سے سروسز ہسپتال میں ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور ہم کہہ رہے ہیں کہ اربوں روپے ہیلتھ کے لئے رکھ دیا ہے۔ مفت کی دوائیوں کے ہمارے لارے ہیں، ہر چیز کی یہاں پر بلے بلے ہے۔ یہ ایک زندہ مثال ہے کوئی کتابی بات تو میں نہیں کر رہا، کسی کو بھجوا کر پتا کروا لیں۔ 1600-ارب روپے سے زیادہ کا ہمارے پاس بجٹ ہے، تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے، میں پوچھتا ہوں کہ وہ پیسے جا کدھر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: ابھی تو تجویز ہے اس کی، ابھی تجویز ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ کی بات پر میں یقین کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی تجویز ہے، ابھی آپ بحث کر رہے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! 43ہزار روپے کا آپ arrange کروا دیں، اس بے چارے کا آپریشن ہو جائے گا۔ آگے چلتے ہیں، لوکل گورنمنٹ allocation جو کہ 23-ارب روپے سے 13-ارب روپے ہو گئی ہے یعنی کم ہو گئی ہے، کیوں کم ہو گئی ہے میرے پاس اس سوال کا جواب نہیں، میں یہ ضرور چاہوں گا کہ بتایا جائے۔ Foreign grants صفر ہے، کمال بات ہے پنجاب کا بجٹ چیک کریں ہم نے actually opt کیا ہے کہ ہم مہنگے قرضے لیں چونکہ ہمارے پاس دینے کے لئے پیسے ہی بہت ہیں۔ ہمارے پاس revenue generations کے اتنے زیادہ streams ہیں کہ پیسوں کی لہریں بہریں چل رہی ہیں۔ ہمارا جو foreign debt ہے ہم نے جو قرضہ دینا ہے وہ 436-ارب روپے سے بڑھ کر 516-ارب روپے پر چلا گیا ہے، یہ تو کسی جگہ پر نظر نہیں آیا۔ ہمارے اوپر اور قرضہ چڑھ گیا ہے اس سال ہم نے اور پیسے دینے ہیں، ہم نے ضرورت ہی محسوس نہیں کی گوارا ہی نہیں کیا۔

(اس مرحلہ پر ٹائم ختم ہونے کی bell بجی)

جناب سپیکر! بار بار گھنٹی بجانے والے سے کہیں کہ میرا ٹائم پندرہ منٹ ہے اس کو اتنا بھی نہیں پتا۔

جناب سپیکر: پندرہ منٹ نہیں ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پندرہ منٹ ہیں۔ کبھی تو کسی اپوزیشن ممبر کی کوئی بات مان لیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ Carry on.

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! چلو شکریہ کہ آپ نے مان لیا ہے۔ اب میں صوبائی اسمبلی کی بلڈنگ کی طرف آؤں گا اور کوشش کروں گا کہ ذرا جلدی جلدی کر لوں۔ 2015 میں 1948 بلین روپے رکھے اس میں سے 614 ملین روپے ڈویلپمنٹ کے تھے اب 2016 میں ہم نے 1320 ملین روپے رکھ لئے ہیں لیکن ڈویلپمنٹ میں none ہے۔ کیا میں اس سے یہ سمجھوں کہ اس سال بھی اسمبلی نہیں بنے گی اور وہ کھنڈر بن جائے گا میرا خیال ہے کہ پھر اس پر ٹکٹ لگا کر کھنڈرات والا کر لیں جیسے موہنجوداڑو والے ہیں اس طرح یہاں پر بھی revenue generation کر لیں گے۔ یہی ہو سکتا ہے، ایک چیز بنی ہوئی ہے وہ صرف years completion کے ہی انتظار میں ہے لیکن صرف اپنی انا کو پالنے کے لئے یہ نہیں کیا جا رہا۔ اسمبلی کے ممبران خود کہتے ہیں کہ اگر ہم اندر بیٹھ جائیں پھر ہمیں خدا کی طاقت ہی باہر نکال سکتی ہے خود تو نہیں جا سکتے۔

جناب سپیکر! زراعت پر بہت باتیں ہو گئیں میں بھی ایک زمیندار ہوں میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے کہ حکومت نے اس دفعہ چھ لاکھ موبائل زمینداروں اور کسانوں کو دینے ہیں۔

جناب سپیکر: چھ لاکھ؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پنجاب کے کسانوں کو چھ لاکھ موبائل ملنے ہیں آپ اسے چھوٹی لیپ ٹاپ سکیم ہی سمجھ لیں۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ یہ سکیم کدھر جائے گی مجھے وہ بندہ present کیا جائے اس کی تصویر ہی دکھا دیں جو حکومت کو اتنی شاہکار قسم کی چیزیں present کرتا ہے۔ Android mobile کا ایک ماڑے کسان کے ساتھ کیا لینا دینا؟ اس پر لکھا ہوا ہے کہ موسم کا حال بتایا جائے گا۔ کیا ہمارے forefathers android سے موسم کا حال لیتے تھے؟ آج کسی بزرگ کو پکڑ لیں

وہ آپ کو بتا سکتا ہے کہ دو دن بعد بارش ہونی ہے یا تین دن بعد ہونی ہے۔ موسم کا حال دکھانے کے لئے android فون آرہا ہے۔ اگر آپ کو کسان کی اتنی ہی فکر ہے تو اس کے لئے کچھ بہتری کا کام کریں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کا نام سمارٹ فون ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! Android phone ہے، میرے خیال میں اگر اسے کھاد دے دیں تو زیادہ دعائیں دے گا۔ موسم کا پتا کرنے کے لئے اتنا بڑا فون ہے۔

معزز ممبران: دل کے موسم کا حال بتائے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں حکومت کی عظمت اور اس صاحب کو سلام ہی پیش کر سکتا ہوں۔ ڈویلپمنٹ بجٹ 471 بلین روپے ADP اور 78 بلین روپے other projects کے لئے یعنی ٹوٹل 550۔ ارب روپے کا بجٹ ہے۔ یہ white paper on budget ہے منسٹر صاحبہ! شاید آپ نے اسے note نہ کیا ہو میں چاہوں گا کہ آپ اسے ضرور دوبارہ سے دیکھ لیں۔ اس سارے white paper میں ہر bi-chart ہر گراف۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز. Order in the House جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! رنگین ہے پوری کی پوری کتاب، شروع سے لے کر آخر تک رنگین ہے، ہر چیز کی point to point percentage detail دی ہوئی ہے۔ صفحہ نمبر 46 پر sector-wise distribution and development programme 2016 کا ایک bi-chart ہے۔ میں نے اس سے زیادہ مسکین bi-chart نہیں دیکھا ہوگا گرے رنگ میں کوئی نمبر نہیں کوئی کچھ نہیں ہے کیونکہ اس میں special initiatives کا بھی ایک حصہ ہے۔ اب حکومت کیوں چاہے گی کہ وہ بتایا جائے، یہ چیک کیا جائے اور میرا یہ سوال ہے کہ Social Sector کا کیا مطلب ہے؟ Production Sector کیا ہے، Infrastructure Development کیا ہے، Service Sector کیا ہے، یہ ہے کیا، یہ کس کو بے وقوف بنایا جارہا ہے اور کون بے وقوف بنے گا؟ یہ allocation کا ایک گورکھ دھندا تھا جو بابوؤں نے گھمایا ہے، ہم جیسے بے چارے انپڑھ، پڑھے لکھے یا کم پڑھے لکھے پارلیمنٹیرینز کو جس طرح مرضی بے وقوف بناؤ، ٹرک کی بتی کے پیچھے لگاؤ چل پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک اور کمال بات صرف ایک ہی بات کروں گا یہ ہم ساروں کے لئے ہے۔ ہم نے اورنج لائن ٹرین میں 85۔ ارب روپیہ رکھا ہے میں صرف example دے رہا ہوں اس سے زیادہ

بات نہیں کروں گا چونکہ آپ بڑا جلدی offend ہو جاتے ہیں۔ Missing facilities کے لئے 5-ارب روپے، PEF کے لئے 4-ارب روپے، سینی ٹیشن 14-ارب روپے، صاف پانی 3-ارب روپے اگر اس کو ٹوٹل بھی کر لیں تو پھر بھی 85-ارب کا مقابلہ نہیں کرتا۔ ایک طرف پورا پنجاب اور ایک طرف لاہور شہر، میں یہ بحث بھی نہیں کروں گا کہ یہ ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے۔ میرا سوال صرف اتنا ہے کہ تعلیم، صحت، سینی ٹیشن، صاف پانی، صاف پانی پینا ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ اس کے لئے پورے پنجاب کی allocation ایک طرف اور اورنج لائن ٹرین کی allocation ایک طرف۔ یہ کس قسم کا بجٹ ہے، یہ کس کے لئے بجٹ ہے، کیا یہ میرا سوال نہیں بنتا یا پورے پنجاب کا نہیں بنتا؟ فیصل آباد کے میرے بھائی نے بڑی تعریفیں کیں اور بڑی اچھی باتیں کیں اس کے اندر انہوں نے اورنج لائن ٹرین کی بھی بات کی۔ ان سے میرا سوال ہے کہ فیصل آباد میں سینی ٹیشن کے مسائل ختم ہو گئے ہیں، فیصل آباد میں تمام بچے سکولوں میں ہیں اور فیصل آباد کے اندر صاف پانی ہر کسی کو ملتا ہے؟ خدا کا نام لیں ہم کس قسم کی رائی بھر باتوں میں بجٹ بنا رہے ہیں کہ ہم پورے پنجاب کی بنیادی requirements کے لئے allocation ایک کر رہے ہیں اور لاہور کے لئے ایک کر رہے ہیں اس کی justification ہی دے دو۔

جناب سپیکر! اب میں منکرین پنجاب کی تھوڑی سی بات کروں گا۔ ہم اپوزیشن کے پچاس ممبر ہیں اگر دو لاکھ کی average کر لیں تو ایک کروڑ کی آبادی ہے جس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ آپ نے سن ہی لیا کہ یہاں پر تو حکومتی ممبران یہ کہتے ہیں کہ ہماری سکیمیں نہیں آئیں ہمارا تو ویسے ہی اللہ وارث ہے۔ میں کہوں گا کہ یہ بجٹ 10 کروڑ عوام کا نہیں ہے بلکہ یہ 9 کروڑ عوام کا ہے۔ چونکہ اس ایک کروڑ کی نمائندگی کسی طرف ہے ہی نہیں۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! کروڑ سے زیادہ آبادی بنتی ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں نے دو لاکھ کے حساب سے ڈالا ہے آگے آپ جتنا مرضی سمجھ لیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! آپ کے کام تو ہوتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تساڈی تے سنی جاندی اے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اچھا جی؟ پتا نہیں تساڈے کول ای اے اس توں اگے نہیں آئی۔ اگر میری شنوائی ہے تو میں نے ابھی ایک extension کی بات کی ہے اس پر عمل ہو جانا چاہئے۔

میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس سے زیادہ دکھ کی اور کیا بات ہو گی کہ ہم نے اپنے پچھلے سال کا پورا بجٹ نہیں لگایا لیکن اپوزیشن کو نہیں دیا۔انا پرستی دیکھیں، آپ سوچ دیکھیں کہ ضائع ہو جائے، lapse کر جائے لیکن خدانخواستہ اپوزیشن کے کسی پارلیمنٹیرین کو نہیں دینا اور یہاں پر باتیں سنیں کہ ہم اس پورے صوبے کے ہر انسان کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ بھائی! نہ بھی لے کر چلو ہم کون سا کہہ رہے ہیں لیکن کیا عوام صاف پانی نہیں پینا چاہتی، کیا ان کے بچے سکول نہیں جانا چاہتے اور ان کے بوڑھے اور مریض علاج نہیں چاہتے؟ باتیں ہوتی ہیں سوکھے پینڈوؤں کی، میں آپ کو چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ مؤکل تا کنگن پور روڈ کی repair and maintenance کے لئے 4 کروڑ روپے کی سکیم آئی، خدانخواستہ یہ سکیم میری نہیں تھی یہ ایم این اے صاحب کی تھی۔اس 4 کروڑ روپے میں جو سڑک بن رہی ہے ابھی میری منسٹر صاحب سے بھی بات ہوئی میں نے جا کر صرف اتنی request کی کہ اگر وہ سڑک بچیوں اور بچوں کے سکول کے آگے سے گزر جائے گی تو ان کا بھلا ہو جائے گا اور یہ صرف 80 لاکھ روپے کی extension ہے۔اس کو تیسرا مہینہ چل رہا ہے ہر چیز کی بنیاد، ہر چیز کی شروعات یا آخیر وزیر اعلیٰ ہاؤس تک جاتی ہے لیکن میں تو وزیر اعلیٰ ہاؤس نہیں جا سکتا۔اب آپ مجھے بتائیں کہ میں اپنی یہ باتیں آپ کے علاوہ کس کے سامنے رکھوں؟

جناب سپیکر! میرے خیال میں میری یہ conclusion ہو گی کہ حضرت عمر فاروقؓ کا قول تھا کہ دریا فرات کے کنارے اگر ایک کتا بھی بھوکا سوئے گا تو آخرت کے وقت میں اس کا جوابدہ ہوں گا۔ بھوکا ہوا تو مر ہی جائے گا۔ میرا آپ کی وساطت سے اس حکومت اور وزیر اعلیٰ سے یہ سوال ہے کہ اگر ہمارے بڑے، ہمارے نبی، ہمارے پیغمبر، ہمارے صحابہ کرام کی اس قسم کی مثالیں تھیں تو یہاں پر گڈ گورننس کا سوال آگے رکھوں یا نہ رکھوں؟ ایک کتے کی بات ہو رہی ہے اور یہاں پر اڑھائی کروڑ کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! تیسرا سال ہو گیا ہے ہم اس عوام کے لئے در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں، بجٹ کی بات ہو رہی ہے ڈینگیں ماری جا رہی ہیں کہ 1681۔ارب اور 47 کروڑ روپے کا بجٹ ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ یہ تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے جبکہ حقیقت میں یہ تاریخ کا سب سے بڑا قرضہ ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں لاء اینڈ آرڈر پر بات کروں گا۔ ہم نے پولیس کا بجٹ بھی بڑھا دیا ہے۔آپ پچھلے سال کے statistics نکال لیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ 65 فیصد crime rate مزید بڑھ گیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ پیسے criminals یا پولیس کی طرف جا رہے ہیں، میرا یہ بھی سوال

ہے کہ کیا یہ دونوں ایک ہی ہیں اور یہاں پر پولیس کر کیا رہی ہے؟ پولیس چھوٹو گینگ کو پکڑنے کے لئے جاتی ہے تو اپنے اٹھارہ بندے شہید کرواکر واپس آ جاتی ہے۔ ہماری پولیس کی یہ کارکردگی ہے تو پھر ہم کس بنیاد پر ان کو اتنا زیادہ بجٹ دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: چھوٹو اور اس کا گینگ تو پکڑا جا چکا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جب اس نے فوج کو آتے دیکھا تو ہاتھ جوڑ کر اپنی زندگی بچالی اور خود گرفتاری دے دی تھی۔ پولیس کی اس کے اندر کیا کارکردگی ہے؟ یہ سال شروع ہو چکا ہے تو گزر ہی جائے گا لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس حکومت اور محکمہ پولیس کی پکڑ اگر ادھر نہ ہوئی تو کہیں نہ کہیں ضرور ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن ان سب کی ضرور پکڑ ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بہت سے حکومتی اور ہمارے اپوزیشن بنچوں سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران کی طرف سے ایک تجویز آئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے۔ منگل سے رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو رہا ہے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں معمولات زندگی بڑے مختلف ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے اعتکاف پر بیٹھنا ہوتا ہے، کچھ لوگ عمرے پر جا رہے ہیں اور پھر عید کی تیاری بھی کرنی ہے۔ اگر ہم ہفتہ اور اتوار کی چھٹی نہ کریں اور اس بجٹ اجلاس کو Monday تک wind up کر دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اکثر دوستوں کی یہ رائے تھی اور میں نے یہ بات آپ تک پہنچائی ہے۔ آپ حکومت سے مشورہ کر لیں کیونکہ اس پر عملدرآمد ممکن ہے۔

جناب سپیکر: میاں محمود الرشید! ہم اس حوالے سے بعد میں بیٹھ کر بات کریں گے۔ محترمہ شازیہ کامران!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب نعیم انور!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار قیصر عباس خان مگسی!

سردار قیصر عباس خان مگسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع فراہم کیا اس پر میں آپ کا مشکور ہوں۔ سب سے پہلے میں محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کروں گا کہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ اس مرتبہ پیش کیا گیا ہے۔ صرف بڑا بجٹ پیش نہیں کیا گیا بلکہ اس میں ہر طبقہ فکر کے لوگوں کو ملحوظ خاطر بھی رکھا گیا ہے۔ میرا تعلق ایک کسان

خاندان سے ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے جہاں تعلیم، صحت اور دیگر محکمہ جات کو مد نظر رکھا وہاں پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ 50۔ارب روپے کسانوں کی بہتری کے لئے رکھے ہیں۔ میرے خیال میں یہ 50۔ارب روپے پنجاب میں زرعی انقلاب لائیں گے۔

جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا، محترم قائد حزب اختلاف پچھلے دنوں تقریر فرما رہے تھے اور اس میں لیہ میں زہریلی مٹھائی سے ہلاک ہونے والے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ وہاں پر وزیر اعلیٰ تشریف نہیں لے گئے، ان لوگوں کا حال تک نہیں پوچھا گیا اور ان کا کوئی پُرسان حال نہیں تھا۔ میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ جب یہ واقعہ رونما ہوا تو وہاں فوری طور پر وزیر خوراک، بلال یٰسین تشریف لے گئے اور انہوں نے وزیر اعلیٰ کی طرف سے تمام متاثرین میں پانچ پانچ لاکھ روپے کے چیک تقسیم کئے۔ تمام متاثرہ مریضوں کے لئے جناح ہسپتال لاہور میں ایک خصوصی وارڈ بنایا گیا اور وہاں پر ڈاکٹروں کی ٹیم مقرر کی گئی۔ ان تمام مریضوں کا علاج معالجہ کیا گیا اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھا گیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب خود بھی لیہ میں تشریف لے گئے اور دو گھنٹے تک وہ متاثرین میں موجود رہے۔ تمام متاثرین نے وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ یہ آفت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے اُوپر آئی تھی لیکن آپ اور آپ کی انتظامیہ نے ہمارا ہر طرح سے خیال رکھا ہے ہم اس کے لئے آپ کے شکر گزار ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح محترم قائد حزب اختلاف نے شعبہ صحت کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ لیہ میں صحت کی سہولتیں میسر نہ تھیں۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ضلع لیہ میں تمام میونسپل کمیٹیوں کی حدود میں criterion relax کر کے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بنائے گئے ہیں۔ جن میں تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال فتح پور، تحصیل ہیڈکوارٹر لیول ہسپتال چوک اعظم اور تحصیل ہیڈکوارٹر لیول ہسپتال کوٹ سلطان شامل ہیں۔ یہ تینوں ہسپتال rules relax کر کے بنائے گئے ہیں یعنی یہ ہسپتال جو کہ تحصیل ہیڈکوارٹر پر بننے تھے وزیر اعلیٰ نے مہربانی کرتے ہوئے rules relax کر کے ہمیں وہ میونسپل کمیٹی لیول پر بنوا کر دیئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! ضلع لیہ میں mega projects دینے پر ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے انتہائی مشکور ہیں۔ ضلع لیہ میں چوک اعظم تا لیہ 3۔ارب اور 67 کروڑ روپے کی لاگت سے dual carriageway شروع ہو چکا ہے۔ اسی طرح لیہ تونسہ پُل جو اس سال کے بجٹ میں رکھا گیا ہے وہ بھی اربوں روپے کی

مالیت سے تعمیر ہوگا اور انشاء اللہ اس کی تعمیر کا کام بھی اس سال شروع ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ وزیراعلیٰ پنجاب نے ضلع لیّہ میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کا کیمپس اور دیگر تعلیمی سہولیات دے کر ضلع لیّہ کو سونے کی چڑیا بنا دیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ اس کے باجود ہمارے دوست اس بات کا رونا رو رہے ہیں کہ ضلع لیّہ کو کچھ نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے اور ضلع لیّہ میں خصوصی طور پر عوامی سہولتوں کے منصوبے دینے پر وزیراعلیٰ پنجاب کا بے حد مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ ایک روایتی کتاب جو لکھ کر ہمارے سامنے رکھ دی گئی ہے یہ مجھے نوکر شاہی کی وہی پرانی گھسی پٹی سی کتاب لگتی ہے جس میں اس صوبے کے رہنے والے ننگے پاؤں پھرتے ہیں، جن کی چھتیں ٹپکتی ہیں، جو بھوک سے اور دوائیوں کے بغیر ہسپتالوں میں مر جاتے ہیں اُن لوگوں کے لئے اس بجٹ میں کچھ نظر نہیں آیا۔ اس بجٹ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکمرانوں اور عوام کے درمیان کتنی وسیع خلیج ہے۔ حکمرانوں کو پتا نہیں ہے کہ عوام کس حال میں ہیں اور عوام کے مسائل وضروریات کیا ہیں؟ مجھے نہیں پتا کہ یہ بجٹ کس دنیا میں رہنے والوں کے لئے بنایا گیا ہے اور کس کلاس کے لئے بنایا گیا ہے؟ کم از کم پنجاب کی غریب عوام کے لئے اس بجٹ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اس سے پہلے کہ میں باقی چیزوں پر بات کروں میں راولپنڈی کے چند ایک مسائل کی طرف محترمہ وزیر خزانہ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ راولپنڈی رنگ روڈ منصوبہ پچھلے کئی سالوں سے چلا آرہا ہے لیکن اس حکومت کو بھی آٹھ سال ہو گئے ہیں اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔ اب سُنا ہے کہ اُس رنگ روڈ کو cut کر کے bypass پر لے آئے ہیں تو اگر ایسا ہوا تو یہ راولپنڈی کی عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ جس طرح رنگ روڈ کو plan کیا گیا ہے اگر اُسی طرح implement ہو تو یہ راولپنڈی کے عوام کی خواہش بھی ہے اور اس میں اسلام آباد اور راولپنڈی کی عوام کا فائدہ بھی ہے۔ کوٹلی ستیاں ہماری ایک بہت بڑی واٹر سپلائی سکیم ہے جس پر بڑے عرصہ سے اربوں روپیہ لگ چکا ہے لیکن یہ بڑے عرصے سے pending پڑی ہے۔ کوٹلی ستیاں میں پانی کی شدید قلت ہے تو اس بجٹ میں اس سکیم کے لئے پیسے رکھے جائیں اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے شہر میں ڈھوک چراغ دین اور جھنڈا کے درمیان نالہ لئی ہے اُس کو لوگ آج کل بھی 10/20 روپے دے کر پار کر رہے ہیں۔ پچھلے تین سال سے میں چیخ رہا ہوں اور پچھلے

50سال سے لوگ چیخ رہے ہیں کہ ہمیں کم از کم پیدل اور سائیکل کے لئے آمدورفت کا راستہ بنا کر دے دیا جائے تاکہ جھنڈا اور ڈھوک چراغ دین کے لوگوں کا رابطہ بحال ہو کیونکہ اُن کو لفٹ کے ذریعے آنا جانا پڑتا ہے اور بارش یا موسم کی خرابی کے باعث اُن کا رابطہ ٹوٹ جاتا ہے یا پھر بہت لمبا چکر کاٹ کر اُن کو آنا پڑتا ہے لہٰذا ڈھوک چراغ دین اور جھنڈا کے درمیان پُل کے لئے اس بجٹ میں فنڈز رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! یونین کونسل نمبر 30، 31، 32، 42، 43 اور 44 میں پانی کی شدید قلت ہے جس کے باعث واسا کے ساتھ روزانہ لڑائی ہوتی ہے۔ اس وقت راولپنڈی میں واٹر ٹینک چار سے پانچ ہزار روپے میں بھی بعض اوقات نہیں ملتا۔ ہمارے غریب علاقے ہیں تو ہم نے چھ ٹیوب ویلوں کے لئے گزارش کی تھی۔ ہم نے DO Planning کو بھی سکیمیں دی تھیں لیکن اُس میں ابھی تک کوئی progress نہیں ہوئی۔ میری یہ خواہش اور گزارش ہے کہ پی پی۔13 میں پینے کے پانی کا معاملہ priority پر حل کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہماری ڈسپنسریاں ویران پڑی ہیں۔ یونین کونسل نمبر 30 چوک سلطان کی ڈسپنسری میں پچھلے دو سال سے کوئی شخص نہیں ہے۔ گھاس اگا ہوا ہے، دیواریں اور دروازے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ اس ڈسپنسری کا ڈاکٹر شاید کاغذوں میں ہو لیکن وہاں ڈاکٹر physically نہیں آتا۔ اگر اس ڈسپنسری کو operational کر دیا جائے تو غریب عوام کا بڑا فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! اب میں حکومت کی کارکردگی پر بات کرتا ہوں۔ اس حکومت کے ذمہ 124۔ارب روپیہ صرف سود ادا کرنا ہے یہ 900۔ارب روپیہ قرضہ لے چکے ہیں اور 16 لاکھ 75 ہزار روپیہ روز کا وزیراعلیٰ ہاؤس کا خرچہ ہے۔ یہ تو حکمرانوں کے حالات ہیں اور عوام کے حالات یہ ہیں کہ 1122 چندہ مانگ رہی ہے، ہسپتال چندہ مانگ رہے ہیں۔ آپ نے 14 ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ مقرر کی ہے مجھے کوئی ایماندار سے بتادے کہ میاں بیوی ہوں اُن کا گھر کرائے کا ہو اور انہوں نے بجلی، گیس، ٹیلی فون کا بل اور اگر ایک آدھ بچہ ہو تو اُس کی فیس دینی ہے تو وہ شخص 14 ہزار روپے میں گزارہ کر سکتا ہے؟ اگر 14 ہزار روپے میں ایک چھوٹی سی فیملی کا گزارہ نہیں ہو سکتا تو ہم اس طرح کیوں کرتے ہیں؟ جب حکومت اس طرح کے اعلانات کرتی ہے تو غریب لوگوں کا نقصان ہوتا ہے۔ اگر کم از کم تنخواہ 25 ہزار روپے ہو تو میاں بیوی اور ایک دو بچوں کا شاید گزارہ ہو سکے اس لئے میری گزارش ہے کہ صوبے کے unskilled workers کی تنخواہ کم از کم 25 ہزار روپے ہونی چاہئے کیونکہ اس سے کم پر گزارہ نہیں ہوتا اور یہ استحصال ہے۔ میں یہاں پر ایک بات اور بتا دوں کہ آپ نے پچھلے سال کم از کم تنخواہ 13 ہزار

روپے مقرر کی تھی لیکن راولپنڈی کے ایم پی اے کے لوگوں کو 13 ہزار کی بجائے 9 ہزار روپے تنخواہ مل رہی ہے اور میں یہ بات on record راولپنڈی کے سرکاری ملازمین کی کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! تعلیم میں ہمارا 144 واں نمبر ہے۔ میرا خیال ہے کہ دنیا کی پہلی 500 یونیورسٹیوں میں ہماری کسی یونیورسٹی کا نام نہیں ہے۔ Good governance کا یہ حال ہے کہ آئے دن اسمبلی کے بعد کسان، ڈاکٹر، ٹیچر، انجینئر۔۔۔ کون سا طبقہ ہے جو یہاں نہیں آیا اور احتجاج نہیں کیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اب میں wind up کی طرف جا رہا ہوں۔ آپ پٹواری کلچر کو فروغ دے رہے ہیں۔ ایک پٹواری کے پاس دس دس منشی ہیں۔ جب ہم اورنج لائن ٹرین پر بات کرتے ہیں تو میرے بھائیوں کو بڑی تکلیف ہو جاتی ہے۔ ہم اورنج لائن ٹرین پر اتنا سرمایہ لگا رہے ہیں اور ہمارے سکولوں و ہسپتالوں کی یہ حالت ہے یعنی ہم اپنے لوگوں پر اتنا ظلم کر رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ عباسی صاحب! آپ کی بہت مہربانی، اب آپ تشریف رکھیں۔ سردار علی رضا خان دریشک۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد اکرام!

چودھری محمد اکرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں 1681۔ارب روپے کا عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر اپنے قائدین، وزیر خزانہ اور اُن کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جیسا کہ پینے کے صاف پانی کے لئے 30۔ارب روپے رکھے گئے ہیں ہمارے شہر سیالکوٹ میں اس وقت پانی کی جو حالت ہے میں چاہوں گا کہ اُس میں سے کچھ فنڈز سیالکوٹ کے لئے بھی مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! تعلیم ہماری بنیادی ضرورت ہے اُس کے لئے ہمارے قائدین نے 312۔ارب روپے رکھے ہیں اور یہ بہت خوش آئند بات ہے۔ میں چاہوں گا کہ میرے حلقہ پی پی-122 میں گورنمنٹ اسلامیہ کالج سب کیمپس پنجاب یونیورسٹی کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ گرلز سکول جودھے والی، گورنمنٹ گرلز سکول تلواراں مونا اور گورنمنٹ گرلز سکول رنگ پورہ نمبر 2، یہ تینوں بچیوں کے سکول ہیں تو ان کے لئے فنڈز مختص کر کے ان کو اپ گریڈ کیا جائے۔

جناب سپیکر! Youth Affairs کے لئے 23۔ارب 30 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میرے حلقہ پی پی-122 میں کوئی پبلک پارک ہے اور نہ کوئی جمنیزیم ہے تو میری گزارش ہوگی کہ کلاکھ شیخ

مولا بخش اور کلا کھ رام کلائی میں جمنیزیم بنائے جائیں۔ محلہ پریم نگر اور ناصر روڈ پر گورنمنٹ کی 20 کنال کی اراضی ہے اُس کو پبلک پارک بنانے کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ میں کوئی بھی بس سٹینڈ نہیں ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس کے لئے فنڈز مختص کر کے سیالکوٹ میں جنرل بس سٹینڈ بنایا جائے جو آج تک نہیں بن سکا۔ رنگ پورہ چوک کوٹلی بہرام میں overhead bridge بنانے کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ سیالکوٹ میں ڈولفن فورس بنائی جا رہی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ سیالکوٹ شہر میں آبادی کے حساب سے male and female پولیس نفری بڑھانے کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں۔ ٹریفک وارڈنز کی نفری بھی مکمل کرنے کے لئے فنڈز رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ اور اُن کی ٹیم کا مشکور ہوں کہ انہوں نے گورنمنٹ علامہ اقبال ہسپتال کے لئے فنڈز مختص کئے اور میں چاہوں گا کہ یہ ہسپتال چونکہ ہمارے ضلع کا بڑا ہسپتال ہے تو اس کو اس سال مکمل ہو جانا چاہئے۔ گورنمنٹ سردار بیگم ہسپتال کے لئے بھی ہمیں فنڈز دیئے جائیں۔ BHU جودھے والی کے لئے میں تین سال سے گزارش کر رہا ہوں کہ اُس کے لئے فنڈز رکھ کر اپ گریڈ کیا جائے کیونکہ وہاں بہت زیادہ آبادی ہے۔ ہمارے قائد 24- اپریل 2012 کو سیالکوٹ چیمبر آف کامرس گئے تھے اور انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم سیالکوٹ میں صحافی کالونی کے لئے فنڈز دیں گے لہٰذا میری گزارش ہے کہ سیالکوٹ کی صحافی کالونی کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ 1870 کی بنی ہوئی ہے تب سے وہ عمارت ویسی ہی ہے تو وہاں نئی عمارت بنا کر اُنہیں بھی سہولت دی جائے کیونکہ اُس جیل میں 700 قیدیوں کی جگہ ہے جبکہ اس وقت وہاں 2100 قیدی رہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ میں کمشنر روڈ، گودھ پور روڈ اور ظفر وال روڈ، ان تین سڑکوں کو dual carriage road بنانے کے لئے ہمیں فنڈز دیئے جائیں۔ سیالکوٹ میں ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں جس پر میں محترمہ وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ آئی ٹی یونیورسٹی بھی بنائی جائے۔

جناب سپیکر! اس وقت سیالکوٹ میں بے ہنگم ٹریفک ہے تو دو پارکنگ پلازوں کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں۔ ہم چاہیں گے کہ سیالکوٹ ائیرپورٹ، ڈرائی پورٹ، سمبڑیال سے ظفر وال روڈ تک میٹرو بس چلانے کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔ بہت شکریہ

(اذانِ ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ طارق محمود باجوہ!

جناب طارق محمود باجوہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ بجٹ مالی سال 17-2016 حکومت پنجاب کی economic growth strategy پر مبنی ترقیاتی حکمت عملی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ بجٹ میں جو priorities fix کی گئی ہیں ان میں سب سے اچھی بات یہ ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں سب سے اچھی بات یہ ہے کہ جہاں جہاں ضرورت ہے وہاں وہاں بجٹ لگایا جائے گا۔ حکومت پنجاب خصوصاً عام آدمی کی زندگی میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے سرگرم عمل ہے۔ آئندہ مالی سال کے دوران تعلیم، صحت، زراعت، صاف پانی اور امن وعامہ حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے اس لئے حکومت نے ان پانچ شعبوں کے لئے۔ بجٹ کا 57 فیصد حصہ مختص کیا ہے یعنی جس کے لئے 804۔ ارب روپے کی رقم صرف کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ پچھلے سال کی نسبت تعلیم کے شعبہ میں 47 فیصد زائد رقم مختص کی گئی ہے، سکولز ایجوکیشن میں پچھلے سال کی نسبت 71 فیصد زائد رقم رکھی گئی ہے اور صحت کے شعبہ میں پچھلے سال کی نسبت 62 فیصد زائد رقم رکھی گئی ہے۔ زراعت، آبپاشی، لائیوسٹاک اور خوراک پر پچھلے مالی سال کی نسبت 47 فیصد زائد رقم رکھی گئی ہے، صاف پانی کے لئے پچھلے سال کی نسبت 88 فیصد زائد رقم مختص کی گئی ہے، امن عامہ کے لئے سابقہ سال کی نسبت 48 فیصد زائد رقم رکھی گئی ہے اور سوشل سیکٹر کی ترقی پنجاب حکومت کی اوّلین ترجیحات میں شامل ہے اور سوشل سیکٹر کے شعبوں کے لئے مجموعی طور پر 168۔ ارب اور 87 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مزدور، کسان اور عام آدمی کا بجٹ ہے۔ مزدور اور عام آدمی کا بجٹ اس لئے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ اورنج لائن ٹرین مکمل ہو گی تو متوسط طبقہ کے لاکھوں لوگ اُس پر سفر کریں گے اور اُس سے مستفید ہوں گے۔ آج اگر گجومتہ سے شاہدرہ تک عام آدمی 20 روپے میں سفر کرتا ہے اور اس بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خادم اعلیٰ پنجاب کی خدمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ لوگوں نے آج اورنج لائن ٹرین پر تنقید کی جبکہ میٹروبس پر تنقید نہیں کی کیونکہ میٹروبس کے سفر سے روزانہ لاکھوں لوگ مستفید ہو رہے ہیں اور ٹریفک کا لوڈ بھی کم ہوا ہے۔ اورنج لائن ٹرین منصوبہ کے civil work کے کروڑوں روپے سے مزدور کو روزگار ملا ہے۔ اس بجٹ

کو میں کسان کا بجٹ اس لئے کہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے 100۔ارب روپے کا جو کسان package دیا ہے پاکستان کی تاریخ میں اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

جناب سپیکر! Farm to market road، "پکیاں سڑکاں، سوکھے پینڈے۔" اتنا اچھا پروگرام ہے کہ ہم دیہات والے لوگ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ دیہاتوں میں اتنی اچھی سڑکیں بنیں گی۔اسی طرح پنجاب کا ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنا بھی خادم اعلیٰ پنجاب کا بڑا کارنامہ ہے۔ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے جو کسان package دیا ہے یہ بہت بڑی بات ہے کہ DAP کھاد پر 300 روپے کی subsidy دی گئی ہے، اسی طرح یوریا کھاد پر 400روپے کی subsidy دی گئی ہے، بجلی 3روپے 35 پیسے فی یونٹ کسان کو سبسڈی ملے گی اور انشاء اللہ اسی جولائی سے اس پر عملدرآمد بھی شروع ہو جائے گا۔اسی طرح ½12 ایکڑ والے زمین داروں کو بغیر سود کے قرضہ دیا جائے گا جو تقریباً ایک لاکھ 25ہزار روپے سے 2 لاکھ روپے تک ہو گا اس سے چھوٹا کسان اپنی فصل کے لئے کھاد بیج اور ادویات وغیرہ لے سکے گا اور اس قرضہ کی وجہ سے کسان کی middleman سے جان چھوٹ جائے گی اور وہ اپنی مرضی سے اپنی جنس فروخت کر سکے گا۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت اور مرکزی حکومت نے کسان کے لئے بہت کچھ کیا ہے مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسان جتنی محنت کرتا ہے اس کے مطابق اس کو اس کا معاوضہ نہیں ملتا۔کسان کا ایک ایسا پیشہ ہے جس میں عید کی بھی چھٹی نہیں ہوتی۔کسان کو حیوان، چرند اور پرند کھاتے ہیں یہ کسان میرے ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔حدیث مبارکہ ہے کہ:

الکاسب حبیب اللہ

"محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔"

جناب سپیکر! ہمیں کسان کی زیادہ سے زیادہ مدد کرکے ان سے دعا لینی چاہئے۔بجٹ کے حوالے میں میری کچھ تجاویز ہیں جو کہ میں آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ نوٹ فرمالیں کیونکہ میں نے پچھلے بجٹ میں کچھ تجاویز دی تھیں لیکن ان پر بھی عملدرآمد نہیں ہوا۔

1۔ جنس کی ایکسپورٹ پالیسی بنائی جائے تاکہ جتنی پیداوار ہو اس کی کھپت بھی ہو سکے۔
2۔ لینڈ ٹیکس اور انکم ٹیکس پر جو ڈبل ٹیکس لگایا جا رہا ہے اس سے کسان کو مکمل چھوٹ دی جائے۔
3۔ انڈیا سے جو فری ٹیکس ویجیٹیبل امپورٹ کی جا رہی ہیں ان کو فوری طور پر بند کیا جائے تاکہ عوام کو سستی سبزی دینے کی آڑ میں کسان کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے۔

4- کسان بڑی کسمپرسی کی حالت میں ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش کرتا ہوں کہ جو 100-ارب روپے کے package کا اعلان کیا تھا اس کو دو حصوں میں تقسیم نہ کریں اور اس مالی سال کے بجٹ میں کسان کو پورا 100-ارب روپے کا package دیں۔

5- اس package سے نقدی کی صورت میں جیسا کہ پہلے ہوا تھا کہ کپاس اور چاول کی فصل پر زمینداروں کو تقریباً 40/35-ارب روپے دیئے گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کسان کو صحیح فائدہ نہیں پہنچ سکا۔

6- کسان کو اصل کھاد، بیج اور pesticide فراہم کرنے کے لئے کھاد کے تھیلے پر سیل کے ساتھ کمپنی کا کوڈ بھی درج کیا جائے تاکہ جب کسان وہاں pesticide خریدنے کے لئے جائے اور اپنے فون سے کوڈ ڈائل کرے تو اسے کمپنی کی طرف سے تصدیقی میسج ملے کہ وہ جو کھاد یا pesticide خرید رہا ہے وہ اصلی ہے یا نقلی ہے۔ اس سے بھی جعلی ادویات میں نمایاں کمی آئے گی۔ میرا ایک بہت دیرینہ مطالبہ ہے کہ شوگر مل مافیا سے کسان کو بچانے کے لئے CPR کو check کا درجہ دلوایا جائے۔ ہیلتھ کے حوالے سے میری تجویز ہے کہ لاہور کے ہسپتالوں میں پورے پنجاب کا لوڈ ہے تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ لیڈی ڈاکٹرز کو بہترین facilities دے کر ڈی ایچ کیو ہسپتال میں تعینات کیا جائے تاکہ ہمارے ضلعوں میں جو چھوٹے موٹے مسائل ہیں وہ حل ہو سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! مجھے wind up کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جلدی کریں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! حکومت نے اربوں کی سبسڈی سے پنجاب میں تقریباً 300 رمضان بازار لگائے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ایک عام آدمی کو ریلیف ملنا چاہئے لیکن 300 رمضان بازاروں کے خرچے کا آپ اندازہ لگائیں، وہاں صرف ٹینٹوں کا کرایہ ہی دیکھ لیں جو لاہور میں اے سی والی مارکیٹ لگائی گئی ہے اس کا خرچہ دیکھ لیں۔ منسٹر صاحبان اور سیکرٹری صاحبان کا visit اور ٹی اے /ڈی اے، کمشنر صاحبان کا visit اور ٹی اے ڈی اے، گاڑیوں کے پٹرول کا خرچہ، DPO,DCO پورا ریونیو محکمہ اور سیکرٹری صاحبان سب وہاں رمضان بازاروں میں مصروف ہوتے ہیں لہٰذا دفتروں میں کوئی ملتا نہیں اور عوام بے چاری suffer ہو رہی ہے۔ ان سارے انتظامی امور پر جو اخراجات ہوتے ہیں اور پنجاب حکومت جو سبسڈی دیتی ہے ان سب کو ملا کر اگر ہم ایک مستقل ادارہ بنالیں، کوئی بھی حکومت

آئے وہ ادارہ اپنا کام کرتا رہے جیسا کہ پنجاب حکومت نے انڈوومنٹ فنڈ کے نام پر ادارہ بنایا ہے جو کہ 2ارب روپے سے شروع ہوا اور آج 16۔ارب روپے تک پہنچ گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ راحیلہ انور! باجوہ صاحب! آپ تشریف رکھیں اور باقی آپ کی جو تجاویز رہ گئی ہیں وہ آپ فنانس منسٹر صاحبہ کو لکھ کر دے دیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے میرے حلقے میں ریکارڈ ترقیاتی کام کروائے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ all over the world جو بھی جمہوری ممالک ہیں وہاں پر یہ practice ہے کہ اپوزیشن کے لوگوں کی جو اچھی تجاویز ہوتی ہیں ان کو on board لیا جاتا ہے، ان تجاویز کو بجٹ میں شامل کیا جاتا ہے لیکن ہمارے یہاں اچھی تجاویز کو appreciate کرنے کی بجائے مذاق اڑایا جاتا ہے اور ان کو ایسے لیا جاتا ہے جیسے کہ اپوزیشن والے انسان ہی نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ اچھی تجاویز دیں ناں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جی، لیکن میری یہ humble request ہے کہ ہم اس ملک کے شہری ہیں اور پاکستانی ہیں۔ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ ملک ترقی کرے تو اس لئے اگر ہماری اچھی تجاویز ہیں تو ان کو غور سے سنا جائے اور on board لیا جائے۔ سب سے پہلے میں صاف پانی پروگرام پر بات کروں گی کہ انہوں نے 300۔ارب روپے کا package دیا ہے جس میں 10 اضلاع کا انہوں نے نام دیا ہے تو I am sorry کہ میں پچھلے تین سال سے مسلسل۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ 300۔ارب روپے نہیں بلکہ 30۔ارب روپے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! Sorry. میں مسلسل تین سال سے اس مسئلے پر اپنے ضلع کے لئے بات کرتی آئی ہوں اور unfortunately ان 10 اضلاع میں میرے ضلع کو mention نہیں کیا گیا ہے حالانکہ اگر دیکھا جائے تو priority میرے ضلع کی تھی کیونکہ جن اضلاع کا انہوں نے ذکر کیا ہے ان کا اگر پانی نمکین ہے تو ہمارے ضلع میں salt mines ہیں وہاں پر تو اس سے بھی برے حالات ہیں کہ لوگوں کے پاس پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔ وہاں جانور اور انسان ایک ہی گھاٹ پر پانی پیتے ہیں اور صرف میں

ہی یہ نہیں کہہ رہی ہوں بلکہ میڈیا پر بھی روزانہ یہ خبریں آتی ہیں اور ہر جگہ سے آپ کو یہ پتا چلے گا کہ پی پی۔27 جو کہ پنڈدادن خان کا علاقہ ہے وہاں ہر جگہ پر قحط کا عالم ہے تو وہاں آبپاشی کے لئے پانی ہے اور نہ ہی انسانوں کے پینے کے لئے پانی ہے۔ میری اپنی بہن سے humble request ہے میرے خیال میں، میں نے پچھلے سیشن میں بھی یہی request کی تھی کہ وہاں کی عورتوں کے یہ سارے کے سارے کام ہیں یہ مردوں کا کام نہیں ہے کہ وہ پانی لائیں تو وہ ہمارے اوپر مہربانی کریں اور ہمیں بھی اس پروگرام میں priority پر رکھیں تاکہ میرے علاقے والوں کو کم از کم پینے کے لئے پانی تو مل سکے I shall be grateful اگر وہ ہمیں یہ جو 10 اضلاع ہیں ان میں شامل کر لیں ان میں زیادہ نہ سہی تھوڑا بہت ہی حصہ دے دیا جائے۔ ایک میرے علاقے کا بہت ہی دیرینہ مطالبہ تھا وہ بھی پچھلے تین سال سے بہت کوششوں کے بعد کئی دفعہ تو میری اس مسئلے پر بہت اونچی آواز میں بھی بات ہوئی اور ہم نے نالہ بناں پُل بنانے کے لئے اپنی کوشش کی، بڑی بڑی تختیاں لگیں، بڑی بڑی باتیں ہوئیں، 33 کروڑ روپے سے اس کا کام شروع ہوا ہم امید میں تھے اور خوش تھے کہ جس طرح سے بھی سہی تختیاں کسی اور کی ہی سہی کام تو شروع ہوا۔ میاں محمد شہباز شریف کے نام پر اس پل کا نام رکھا گیا اور شب برات کی رات ایک ہلکی سی بارش ہونے پر وہ پل سجدہ ریز ہو گیا۔ آپ یہاں سے اندازہ لگائیں کہ ایک پُل جب گر جاتا ہے تو وہاں کے کیا حالات ہوتے ہیں یہ کس قسم کی حکومت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! کیا یہ پُل دریائے جہلم پر بنایا گیا تھا؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جی، وہ پُل گر چکا ہے اور وہاں پر کیا reason دی گئی کہ جی آندھی آئی ہے اس کی وجہ سے پُل گر گیا ہے۔ پُل کے ساتھ بہت بڑی آبادی ہے اور اس کے ساتھ ہی جہلم ہے، اس پُل کے نیچے جھونپڑیاں بنی ہوئی ہیں وہ تو آندھی سے گری نہیں اور ہوا کے جھونکے سے پُل گر گیا تو میں یہ کس سے پوچھوں اور کیا کروں کہ ایک پُل ہوا کے جھونکے سے گر جاتا ہے تو وہاں پر کیسا مٹیریل لگایا گیا ہو گا اور وہ پُل کس طرح سے بنایا گیا ہو گا؟ میں on the floor of the House یہ مطالبہ کرتی ہوں کہ وہاں انوسٹی گیشن کروائی جائے اور قصورواروں کو کڑی سزا دی جائے کہ یہ جو حکومت کا پیسا لگا تو یہ کس کھاتے میں گیا اور اس پُل کے لئے ہمارا کب سے مطالبہ تھا اگر یہ پورا ہونے ہی لگا تھا تو یہ کون سے لوگ تھے ان کی اتنی بڑی غیر ذمہ داری کہ پُل ابھی مکمل بھی نہیں ہوا تھا اور گر بھی گیا۔ میں نے ہمیشہ اس ایوان میں کھڑے ہو کر بات کی کہ ہم بارانی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور وہاں پانی کے بہت worst حالات ہیں۔ Day by day bed level raise ہونے کے بجائے وہ پانی نیچے ہوتا جا رہا

ہے۔ ہماری بڑی مشکلات ہیں للذا مہربانی کر کے ہمارے لئے چھوٹے ڈیم بنائے جائیں۔ میں نے اس بجٹ میں ان کا ایسا کوئی initiative نہیں دیکھا کہ انہوں نے اس سلسلے میں کوئی ذکر کیا ہو۔ ہمارا ڈیم کا مطالبہ ہے خاص طور پر میں دارا پور کے لئے کہوں گی کیونکہ اس کے ساتھ تھوڑے فاصلے پر ایک جمر گل ڈیم بنا ہوا ہے لیکن وہ صرف وہاں کے لوگوں کے لئے limited ہے للذا مہربانی کر کے دارا پور میں بھی ڈیم بنا دیا جائے۔ وہاں پر میری اپنی ذاتی اراضی بھی ہے جو کہ پہاڑ ہے میں وہ بھی دینے کو تیار ہوں اور مجھے قطعاً حکومت سے ایک روپے کی بھی demand نہیں ہے۔ اگر وہاں پر میرا گاؤں ہے تو وہ صرف میرا گاؤں نہیں ہے بلکہ وہاں بے شمار آبادیاں اور گاؤں ہیں اس لئے مہربانی کر کے ایک ڈیم بنا کر دے دیا جائے کیونکہ اصل حل ہی یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے ڈیم بنائے جائیں تاکہ ہمارے پانی کا بحران بھی ختم ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے پہلے بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کو بولنے ہی نہیں دیا جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بس آپ wind up کریں اور آخری بات کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: ٹھیک ہے۔ محکمہ زراعت کے 100۔ارب روپے package کی بات کروں گی۔ انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے 100۔ارب روپے کا package دیا ہے تو ساتھ ہی انہوں نے کہا ہے کہ 50۔ارب اس سال اور 50۔ارب روپے اگلے سال کے لئے ہیں۔ جیسے میرے بھائی نے کہا کہ 50۔ارب کیا چیز ہے لیکن اس کو 100۔ارب روپے ہی کرتے کیونکہ زراعت کے جتنے بُرے حالات ہیں وہ ہم سب کو پتا ہے بلکہ almost ہاؤس میں maximum لوگ زراعت سے وابستہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ سیدھی بات کریں کہ 50۔ارب روپے کا package ہے لیکن گول گول چکر دے کر مت بتائیں کہ 100۔ارب روپے کا package دیا ہے اور اگلے سال دیکھا جاتا کہ کیا کرنا ہے؟ آپ cash crop کپاس کے حالات دیکھیں، یہ 85 فیصد پنجاب میں ہوتی ہے لیکن وہ اس وقت تباہی کے دہانے پر ہے لیکن کسی کو کوئی فکر نہیں ہے۔ اس 50۔ارب روپے package سے کیا کیا ہو گا؟ میں یہ demand کرتی ہوں کہ 50۔ارب روپے کی جگہ 100۔ارب روپے بولا گیا ہے تو یہ اسی سال ہی استعمال کیا جائے بجائے اس کے کہ اگلے سال ہمیں لارے لپے لگائے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ مخدوم سید مرتضیٰ محمود!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ان کے بعد پوائنٹ آف آرڈر دیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جی، ٹھیک ہے۔

مخدوم سید مرتضیٰ محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! 2013 میں مسلم لیگ (ن) کو delivery کی بنیاد پر عوام نے mandate دیا تھا اور اس سے پہلے پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تب لوگ جمہوریت چاہتے تھے اور جمہوریت کی بنیاد پر ہی انہیں mandate ملا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی governance اتنی اچھی نہیں تھی جتنی ہونی چاہئے تھی۔ لوگ سمجھتے تھے کہ مسلم لیگ (ن) چونکہ ایک experienced ہے تو عوام نے اسی توقع سے مسلم لیگ (ن) کو mandate دیا کہ یہ deliver کر سکیں گے کیونکہ لوگ چاہتے تھے کہ جمہوریت کے فائدے دیکھ سکیں۔ 2013 میں (ن) لیگ elect ہوئی ہے جس کے پچھلے budgets بھی گزر گئے ہیں لیکن میں اس بجٹ کی highlights دیکھ رہا تھا تو مجھے زیادہ وہی لاہور focused بجٹ نظر آیا۔ جنوبی پنجاب کے لئے بھی 173۔ارب روپے رکھے گئے ہیں لیکن یہ ہماری عوام تک پہنچ نہیں سکتے۔ یہاں ہم فنڈز رکھ دیتے ہیں لیکن ہمیں restructuring کی ضرورت ہے۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اور sanitation ڈیپارٹمنٹ صدیوں سے ایسے ہی چلتے آرہے ہیں لیکن جب تک ہم اس کو تبدیل نہیں کریں گے تب تک یہ پیسے ہم تک نہیں پہنچ سکتے۔ محکموں کے سیکرٹری لاہور میں بیٹھ کر بجٹ بناتے ہیں جن کو کیا پتا کہ صادق آباد کے کیا مسائل ہیں اور ان کو کیا پتا کہ لیّہ کے کیا مسائل ہیں؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ (ن) لیگ میں بھی کافی قابل ایم پی ایز ہیں لہذا جب تک لوکل گورنمنٹ کا نظام نہیں آتا تب تک آپ کو اپنے ایم پی اے صاحبان کو utilize کرنا چاہئے اور بجٹ عوامی ہونا چاہئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ حکومت بیوروکریٹس پر depend کرکے بجٹ بناتی ہے حالانکہ یہ بجٹ اپنے ایم پی ایز کو utilize کرکے بنانا چاہئے۔ 173۔ارب روپے جنوبی پنجاب کے لئے رکھے گئے ہیں لیکن میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ kindly make sure کریں کہ یہ رحیم یار خان، لیّہ یا جنوبی پنجاب کے محروم علاقوں تک ضرور پہنچیں۔

جناب سپیکر! میں اس کے لئے گزارش کروں گا کہ ایک صوبائی کمیٹی بنائی جائے، ڈویژن کمیٹی اور پھر ڈسٹرکٹ کمیٹی بنائی جائے تاکہ یہ آپس میں coordinate کریں اور ایم پی ایز کو on board لیا جائے بے شک آپ اپنی پارٹی کے ایم پی ایز کو on board لیں اور ہم سب بیٹھ کر دیکھیں کہ یہ بجٹ کدھر لگ رہا ہے؟ میں جنوبی پنجاب میں دیکھتا ہوں کہ لاہور کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہے۔ آپ کا

تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے اور دیگر بھی کافی ایم پی ایز یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جن کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے تو سب کو پتا ہے کہ وہاں لاہور کے خلاف نفرت دیکھی جاتی ہے۔ جب ہم ٹی وی پر دیکھتے ہیں کہ لاہور میں میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے جبکہ جنوبی پنجاب میں BHUs کا حال خراب ہے، پرائمری سکولوں کا کوئی حال نہیں ہے اور گرلز کالج نہیں ہیں تو پھر لوگوں کو دکھ ہوتا ہے اور لاہور کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہے اس لئے ہمیں اس نفرت کو دُور کرنا پڑے گا۔ ہمیں یہ make sure کرنا پڑے گا کہ جب ہم جنوبی پنجاب کے لئے فنڈز رکھتے ہیں تو ہمارا رویّہ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم نے جنوبی پنجاب پر بڑا احسان کیا ہے بلکہ رویّہ ایسا ہونا چاہئے کہ جنوبی پنجاب اگر پنجاب کا حصہ ہے تو اُس کو پنجاب کے حصے کی طرح ہی treat کرنا چاہئے۔ جس طرح ابھی میرے بھائی نے کہا کہ اپوزیشن کو فنڈز نہیں دیئے جاتے اور جس طرح یہاں (ن) لیگ good governance کے بارے میں portray کرتی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ good governance ہے کہ اپوزیشن کو کوئی فنڈ نہ دیا جائے۔ ہمارے علاقوں سے ٹیکس collect ہوتے ہیں جیسے صوبائی ٹیکس یا ایگریکلچر انکم ٹیکس وغیرہ ہیں۔ ہم بھیک نہیں مانگتے لیکن اگر ہمیں فنڈز نہیں دینے تو مہربانی کر کے جتنے بھی ٹیکس ہیں وہ ہمارے علاقوں سے ختم کئے جائیں۔ یہ کیسی بات ہے کہ ہماری عوام ٹیکس بھی دے لیکن اُن کو کوئی facility بھی نہ ملے؟ میں خود اپنی مثال دیتا ہوں کہ آج سے سات آٹھ سال پہلے جب میں یونیورسٹی سے گریجویٹ کر کے آیا تو والد صاحب نے مجھے زمین دی تو میں نے پہلا سوال یہ پوچھا کہ مجھ پر ایگریکلچر انکم ٹیکس کتنا بنتا ہے؟ میں پچھلے آٹھ سال سے regular basis پر ایگریکلچر انکم ٹیکس دے رہا ہوں۔ اب ہمارے ملک میں مسئلہ یہ ہے کہ ہم ٹیکس لگا دیتے ہیں اور collection نہ ہونے کی وجہ سے ٹیکس مزید بڑھا دیتے ہیں لیکن سب سے اہم چیز یہ ہے کہ ہمیں ٹیکس مزید نہیں بڑھانے چاہئیں بلکہ tax collection improve کرنی چاہئے۔ اگر ایگریکلچر انکم ٹیکس کو دیکھا جائے تو ہماری recovery نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ ہمارے لوگ ایگریکلچر انکم ٹیکس دیتے ہی نہیں ہیں۔ اگر میں ایگریکلچر انکم ٹیکس دے رہا ہوں لیکن کوئی دوسرا نہیں دیتا تو میں discourage ہوتا ہوں لہٰذا بہتر ہے کہ ایگریکلچر انکم ٹیکس ختم کر دیا جائے۔ اگر لوگوں سے collect نہیں کرنا تو پھر یہ ایگریکلچر انکم ٹیکس ختم کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں ایگریکلچر کی بات کروں گا کہ اس پر سبسڈی دی گئی اور مجھے خوشی ہوئی کہ حکومت نے ایگریکلچر سیکٹر کے بارے میں بھی سوچا ہے۔ یہ سبسڈی کھاد پر دی گئی ہے لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ سبسڈی fertilizer کمپنیوں کو direct دی گئی ہے۔ اگر آپ گندم کی support

price بڑھاتے تو farmer کو directly فائدہ ہوتا لیکن ابھی ہم نے fertilizer کمپنیوں کو فائدہ دیا ہے۔ اچھی بات ہے کہ حکومت کم از کم اس طرف سوچ رہی ہے لیکن ہمیں کافی بہتری کرنی پڑے گی، ہمیں ایگریکلچر کی ریسرچ ڈویلپمنٹ بہتر کرنی پڑے گی، ہمیں انوسٹمنٹ کرنی پڑے گی اور seed کی quality بھی بہتر کرنی پڑے گی۔اب گھنٹی بج چکی ہے۔

جناب سپیکر! اس لئے میں آخر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے جنوبی پنجاب کی عوام کا ایک خواب ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ہماری یہ اسمبلی بہاولپور اور ملتان میں بھی بیٹھے۔ جو وزیراعلیٰ ہو وہ ہمارے علاقے لیہ یا بہاولنگر سے ہو اور ہماری عوام کو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کا تعلق کس پارٹی سے ہے، چاہے اس کا تعلق (ن) لیگ سے یا جس مرضی پارٹی سے ہو لیکن وہ وہاں کا ہو۔ وہ چاہتے ہیں کہ سیکرٹری بہاولپور اور ملتان میں بھی بیٹھیں تاکہ ہمارے علاقوں کے مسائل حل ہو سکیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے آپ سے ٹائم مانگا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل میں نے بجٹ پر کچھ گزارشات کی تھیں اور میری گزارش ہے کہ ابھی جو میں بات کر رہا ہوں اس کو ٹیسٹ کیس بنا لیجئے۔ آج کے اخبارات میں بلکہ روزنامہ "جنگ" جیسے بڑے اخبار میں رپورٹنگ ہوئی ہے اور انہوں نے کل والی میری تقریر کو جھنگ کے ایم پی اے اور لاہور کے ایم پی اے صاحب کے نام سے چھاپ دیا ہے۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ اپنے حلقہ کی عوام جن سے میں ووٹ لے کر آیا ہوں اُن کے لئے جو میں نے یہاں پر بات کی وہ message اُن تک نہیں گیا۔ میں اگر بہت نرم الفاظ بھی کہوں تو یہ professional misconduct ہے یا نہیں لہٰذا آپ اس کو ٹیسٹ کیس بنا کر دیکھ لیجئے۔ میں نے کئی بار جناب سے اس ایوان میں گزارش کی ہے کہ ہمارے ایوان کی رپورٹنگ ہے اور نہ ہماری کوئی projection ہے۔ آج کے اخبارات ہی اٹھا کر دیکھ لیں تو اس میں قندیل بلوچ کا ذکر زیادہ ہے لیکن 12 کروڑ عوام اور اس ایوان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ میں مالیاتی معاملات کا ایک ادنیٰ سا طالب علم ہوں حالانکہ مجھے موقع نہیں دیا گیا اور صرف دو تین points ہی discuss کئے تھے جو purely taxation, recovering اور implementation پر تھے لیکن میرے اور دو بھائیوں کے نام سے وہ تقریر چھاپی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! پریس گیلری میں ہمارے پریس کے دوست اوپر بھی موجود ہیں تو ہم ان سے گلہ ضرور کر سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ بات آپ کے علم میں آئے گی تو شاید وہ کچھ کریں گے لیکن آج کے اخبارات دیکھیں۔ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے، چلیں یہ میری بات نہیں جب کوئی ایم پی اے لکھ پڑھ کر سوچ سمجھ کر اور ریسرچ سے کوئی چیز لے کر اس ایوان میں بات کرے جسے دوسروں کے نام سے شائع کر دیا جائے تو یہ کتنی بڑی زیادتی ہے اور مجھے تو ویسے ہی موقع نہیں ملتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، شیخ صاحب! ایسا نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اسے test case بنائیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اسے دیکھتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب احمد خان بھچر!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ایک بات عرض کروں گا کہ جب میں بجٹ کی یہ کتاب دیکھتا ہوں تو مجھے لگتا ہے کہ پنجاب اس وقت پیرس بن چکا ہے، ہریالی ہی ہریالی ہے اور سب کچھ ٹھیک ہے لیکن جب میں اس کتاب سے باہر نکلتا ہوں معزز منسٹر بیٹھی ہیں تو ہمیں ایک ڈپریشن سا شروع ہو جاتا ہے کیونکہ ہم rural areas کے rural base لوگ ہیں۔ دس کروڑ عوام کا 1681۔ارب روپے کا بجٹ پانچ دس منٹ میں cover کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے تو میں صرف یہ عرض کروں گا کہ پچھلی دفعہ بھی میں نے اپنی بجٹ بحث میں یہ عرض کیا تھا کہ کوئی بنیادی معیار رکھیں۔

جناب سپیکر! میں پہلے ایجوکیشن کے معاملے پر بات کروں گا کہ ہائر ایجوکیشن کے ترقیاتی بجٹ کے لئے 9۔ارب 11 کروڑ 2 لاکھ روپے رکھے گئے تھے جس میں سے 5۔ارب 45 کروڑ 15 لاکھ روپے استعمال نہیں ہوئے۔ میں اپنی معزز وزیر سے یہ request کروں گا کہ دو ڈگری کالجوں کا تو مجھے پتا ہے جو subject to fund نہیں بن رہے۔ ایک تو میرے اپنے گاؤں واں بھچراں میں ہے جہاں اس گورنمنٹ نے ڈگری کالج منظور کیا ہے اور دوسرا اسی پی پی۔45 موسیٰ خیل کے علاقے میں منظور کر کے subject to fund لکھا ہوا ہے۔ آپ بے شک یہ منگوالیں لیکن ابھی تک ان پر کوئی کام نہیں ہو

رہا۔ یہ الفاظ کا bureaucratic گورکھ دھندہ ہے مگر یہاں بجٹ میں کچھ نہیں ہوتا کیونکہ بنیادی چیز بجٹ کی implementation صحیح ہونی چاہئے جو کہ کیوں نہیں ہو رہی؟

جناب سپیکر! محکمہ صحت میں دیکھیں کتنا lapse ہوا ہے؟ ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ ہم اتنے بڑے بڑے بجٹ پیش کر دیتے ہیں اور ہم الفاظ اور اعداد و شمار کے گورکھ دھندے میں پڑے رہتے ہیں لیکن بنیادی طور پر پنجاب میں کوئی کام اس سطح پر نہیں ہو رہا جس طرح انہوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ 1681۔ارب روپے کا بجٹ ہے جس سے پورا پنجاب خوش ہو گیا ہے اور پنجاب میں پتا نہیں دودھ کی نہریں بہہ گئی ہیں۔

جناب سپیکر! میں صاف پانی کی بات کروں گا وقت تھوڑا ہے لیکن میرے پاس مواد کافی ہے۔ ایک صاف پانی ادھر مل رہا ہے اور بقول معزز منسٹر لیکن ایک وہ area بھی ہے جہاں سے آپ بھی تعلق رکھتے ہیں اور میں بھی تعلق رکھتا ہوں۔ جہاں صاف پانی تو کیا گندا پانی بھی نہیں ہے۔ وہاں تو اس وقت water supplies بند ہو چکی ہیں اور حالت یہ ہے کہ لوگوں کے پاس کسی قسم کا پانی موجود نہیں ہے جبکہ صاف پانی کے لئے 11۔ارب روپے میں سے پچھلے سال انہوں نے کتنا خرچ کیا ہے؟ وہ بھی lapse ہوا ہے۔ مخدوم مخدوم سید مرتضیٰ محمود نے جس طرح یہ کہا ہے کہ بجٹ کی implementation جو ہے وہ bureaucratic implementation ہے۔ جب میں ادھر حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں کو دیکھتا ہوں جو یہاں پر مطالبات پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ چلیں ہم تو اپوزیشن سے ہیں لیکن یہ کیوں مطالبات پیش کریں؟ کیا انہیں خود پتا نہیں ہے کہ پنجاب کے کس ضلع میں کیا کمی ہے؟ لیّہ میں 34 افراد صحت کی بنیادی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے فوت ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ کو دیکھ لیں کہ ایک BHC ہوتا ہے اور ایک سیکنڈری ہیلتھ سنٹر ہوتا ہے لیکن آپ دیکھ لیں کہ BHC اور سیکنڈری ہیلتھ سنٹر جسے DHQ بھی کہتے ہیں تو ان DHQs کا کیا حال ہے؟ صحت کا تو یہ حال ہے کہ سروسز ہسپتال لاہور میں 2018 جنوری میں آپریشن کا ٹائم دیا گیا ہے۔ میرے پاس message پڑا ہے کہ ایک بچے کو 2018 جنوری کی آپریشن کی تاریخ دی گئی ہے۔ یہ تو ادھر حال ہے اور ہم یہاں کہتے ہیں کہ 1681۔ارب 47 کروڑ روپے کا بجٹ پیش کر دیا ہے جس سے پورا پنجاب نیویارک اور پیرس بن جائے گا۔ میں یہ تنقید نہیں کر رہا بلکہ حقیقت بیان کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! آپ نے جو ووٹ لیا ہے یعنی آپ کی حکومت نے good governance پر ووٹ لیا ہے یہ بات میں آپ کے توسط سے عرض کر رہا ہوں کہ دو باتوں پر آپ 2013 میں ووٹ لے

کر آئے ہیں۔ ایک good governance اور دوسرا انرجی۔ آپ خود دیکھ لیں اور منصف بن جائیں اور بتائیں کہ اس وقت پنجاب کے کیا حالات ہیں؟ اس وقت حالات یہ ہیں کہ ہمارے پاس اس وقت جو وسائل ہیں وہ شہری علاقوں اور خصوصاً لاہور میں استعمال ہو رہے ہیں۔ میرے عزیز مخدوم سید مرتضیٰ محمود نے جو بات کی ہے وہ بالکل درست ہے کہ پہلی دفعہ دیہی علاقوں میں لاہور کے خلاف نفرت پیدا ہو رہی ہے۔ ہمیں لاہور اتنا ہی پیارا ہے اور اتنا ہی عزیز ہے جتنا ہمارا گھر ہے۔ یہاں پر ہم نے تعلیم بھی حاصل کی ہے، یہاں پر ہم رہ بھی رہے ہیں لیکن اس تفریق کو ختم کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر! زراعت پر آؤں گا، چھوٹی سی بات ہے اور بہت اچھی بات ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے یوریا اور ڈی اے پی کھاد پر سبسڈی دی گئی ہے اور ساتھ ہی بجلی کو پانچ روپے 36 پیسے فی یونٹ subsidize کیا گیا ہے لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ اسے hard area کے لئے جہاں پر آپ کی چھ لاکھ 75 ہزار ایکڑ زمین کلی طور پر ٹیوب ویل سے سیراب ہوتی ہے تو hard area کو ایک طرف رکھ کر اگر اس پر یہ مکمل subsidize کر دیا جائے تو آپ کے پونے سات لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہو سکتی ہے۔ زراعت کا growth rate منفی پر آ گیا ہے اور وہ اسی وجہ سے منفی گیا ہے کہ وہاں پر اس وقت کوئی فصل کاشت نہیں ہو رہی۔ میں بالکل appreciate کروں گا جب تک زراعت میں implementation نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! اڑھائی سو ارب روپے کا کسان package کہاں گیا؟ ایک طرف اڑھائی سو ارب روپے کا کسان package دیا اور دوسری طرف پانچ ہزار روپے فی ایکڑ کسان پر ٹیکس لگا دیا۔ دنیا میں پاکستان واحد ملک ہے جہاں پر dual taxation چل رہی ہے۔ آپ 1997 کے ایگریکلچر ٹیکس کا context پڑھیں تو اس میں dual taxation ہے ہی نہیں۔ کسان تو بے چارہ پہلے ہی ایک ٹیکس دے رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا کہ میرے اپنے ضلع میانوالی میں سرگودھا یونیورسٹی کا کیمپس ہے جو پندرہ دن due to security بند رہا ہے۔ اکیڈمک بلاک کا کام شروع ہوا جو کہ بند پڑا ہے۔ جب تک چھوٹے شہروں پر آپ توجہ نہیں دیں گے حالانکہ آپ rural Punjab سے ووٹ لے کر آئے ہیں تو ان علاقوں میں ترقی نہیں ہو گی۔ آپ بے شک لاہور میں میٹرو بس بھی بنائیں اور اورنج لائن ٹرین بھی بنائیں لیکن اس قیمت پر نہ بنائیں کہ ہمارے بچے بھوک سے مریں۔ ہمیں پانی نہ ملے اور یہاں پر اورنج لائن ٹرین چلے تو یہ بات قابل قبول نہیں ہے۔ تعلیم کے حوالے

سے کم از کم ایک معیار بنادیں اور میری یہ تجویز ہے کہ اگر کسی جگہ پر گرلز ڈگری کالج ہے تو وہاں پر بوائز ڈگری کالج بھی بنائیں جبکہ آپ نے منظور کئے ہوئے ہیں۔آپ کے پیسے lapse ہو رہے ہیں جس کی ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ یہ کس قسم کے بجٹ ہیں؟ ادھر الفاظ اور اعداد و شمار کے گورکھ دھندے میں آ کر یہاں سب اچھا کہتے ہیں لیکن حقیقت میں سب اچھا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اس بجٹ کو bureaucratic Budget قرار دوں گا اور میں اسے عوامی بجٹ قرار نہیں دیتا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میاں محمد اسلم اقبال! میاں صاحب! غصہ نہیں کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ آپ نے بڑی محبت سے ٹائم دیا۔ بہت شکریہ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایاک نعبد وایاک نستعین۔

الھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک۔

تمام تر تعریفیں اس رب کائنات کے لئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور تمام تر درود پاک اس نبی پاک کے لئے جن کی خاطر یہ جہاں بنایا گیا۔

جناب سپیکر! بجٹ 17-2016 پنجاب اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ جو اداکاری اور ہدایت کاری کی صلاحیتوں سے بھرپور طریقے سے میں نے ٹی وی پر بجٹ دیکھا، میں ادھر تھا نہیں تو اچھا لگا کہ بڑے اچھے انداز میں بجٹ کو اسمبلی کے اندر پیش کیا گیا بلکہ جو جوش و خروش کسی عوامی نمائندے کا ہوتا ہے میرا خیال ہے کہ اس کے تحت پیش کیا گیا تھا۔ پانچ منٹ کے اندر اس سارے بجٹ کے اوپر تقریر کرنا ایک بڑا مشکل سا کام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوشش کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! چند ایک الفاظ ہیں اور کچھ سوالات ہیں تو میں request کروں گا محترمہ وزیر خزانہ سے کہ وہ اس کے اوپر ہماری راہنمائی فرمادیں تو بہت بہتر ہو جائے گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپ یہ فرمادیں کہ پنجاب کا بجٹ خسارے کا ہے یا سرپلس ہے کیونکہ میں نے بجٹ کی کتاب کو اچھے طریقے سے پڑھنے کی کوشش کی، جتنے heads ہیں ان کو جمع کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے سمجھ ہی نہیں آئی تو مہربانی کر کے بتادیا جائے۔ دوسرے صوبے جب بجٹ پیش کرتے ہیں تو اس کے اندر یہ بتاتے

ہیں کہ ہمارا بجٹ سرپلس کا ہے یا خسارے کا بجٹ ہے تو ہمیں بھی بتا دیا جائے تاکہ ہمیں پتا چلے کہ اگر خسارے کا بجٹ ہے تو حکومت نے کس طرح سے اپنے اخراجات کو کنٹرول کرتے ہوئے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اس کو کیا اگر سرپلس ہے تو ہمیں یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ حکومت نے اس کو سرپلس کر کے دکھایا اور پنجاب کی عوام کو بھی پتا چل سکے۔

جناب سپیکر! دوسرا سوال پچھلے بجٹ کی تمام books میرے پاس موجود ہیں میں ان کو پڑھ رہا تھا محترمہ وزیر خزانہ سے پہلے جو قائم مقام منسٹر تھے انہوں نے جو بجٹ پیش کیا اُن کا بجٹ بھی میں نے نکال کر دیکھا ہے ایک بجٹ بیان کیا جاتا ہے اُس بجٹ کے بعد جب اگلا بجٹ آتا ہے تو وہ ساری چیزیں ملیامیٹ ہو جاتی ہیں اُس کے بارے میں کوئی answerable نہیں ہے اور کوئی جواب نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جنوبی پنجاب میں سکیمیں بنائی جارہی ہیں، کہا جاتا ہے یہ کیا جارہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اتنے وقت میں اُن الفاظ کو میں اکٹھا نہیں کر سکوں گا اگر صرف اور صرف پچھلے چار بجٹ آپ پڑھ لیں تو حکومت کی کارکردگی کا آپ کو پتا چل جاتا ہے ایک بجٹ دوسرے بجٹ سے نہیں ملتا۔ یہ جو باتیں کرتے ہیں تو پچھلی باتیں بھول جاتے ہیں اس کا میں حوالہ page wise دوں گا۔

جناب سپیکر! میں نے ان سے request کرنی تھی انہوں نے ایک بجٹ کے اندر بتایا محترمہ وزیر خزانہ کا پیش کردہ بجٹ ہے 16-2015 کے اندر انہوں نے کہا کہ صوبے کی معاشی ترقی کی شرح کو 2018 تک 7 سے 8 فیصد تک لے جائیں گے یہ فرما دیں اب تک کتنی جی ڈی پی انہوں نے achieve کر لی ہے؟ انہوں نے پھر کہا کہ نوجوانوں کو روزگار کی فراہمی کے لئے 10 لاکھ jobs کے مواقع پیدا کرنے ہیں یہ بتا دیں پچھلے جو تین بجٹ ہو گئے اُن تین بجٹ کے اندر 30 لاکھ jobs create ہوئی ہیں، وہ کس کس ڈیپارٹمنٹ میں ہوئی ہیں اور کس کس جگہ پر ہوئی ہیں یہ بتا دیں؟ یہ کوئی مشکل سوال تو نہیں ہے جو انہوں نے بجٹ پیش کئے اُس کے مطابق مجھے 30 لاکھ jobs بتا دیں کہ پچھلے تین سالوں میں کن کن ڈیپارٹمنٹس کے اندر jobs پیدا ہوئی ہیں۔ انرجی آپ کے پاس نہیں ہے آپ بلند بانگ دعوے کرتے ہیں کہ جناب ہم انوسٹمنٹ کو ڈگنا کر دیں گے یہ انہوں نے کہا میں نے نہیں کہا۔ یہ بتائیں کہاں پر انوسٹمنٹ آئی ہے؟ چائنا کی انوسٹمنٹ کے اور قرضوں کے اوپر رُونا رو رو کر ہم تھک گئے ہیں اب بس کر دیں۔ 12,12 گھنٹے انڈسٹری میں بجلی نہیں ہے یہ رمضان کا مہینہ ہے مزدوروں نے بچوں کے لئے کپڑے گھر لے کر جانے ہیں ویسے تو اُن کے لئے پورا سال ہی رمضان ہے کیونکہ 12 گھنٹے بجلی نہیں ہے اور گھروں میں 10,10 گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ ہے۔ انہوں نے بڑے دعوے کئے میں پریشان ہوں انہوں نے

سولر پارک کی بات کی اُدھر کیا ہو رہا ہے؟ اربوں روپے لگا کر کتنے میگا واٹ بجلی پیدا کی ہے بتائیں، جواب دیں؟ انہوں نے کہا بڑے ٹیلوں پر ریگستان میں کوئی نہیں جاتا ہم نے سولر پارک لگا دیا ہے بتائیں کتنے میگا واٹ بجلی کس قیمت پر پیدا ہو رہی ہے، کتنے کا یونٹ پڑ رہا ہے؟ یہ نندی پور کا رُونا روتے تھے بڑے ہاتھ ہلا ہلا کر، اُنگلیاں ہلا ہلا کر باتیں کرتے تھے بتائیں کہاں پر بجلی پیدا ہوئی ہے سب فراڈ ہے، سب کمیشن ہے، کچھ نہیں ہے اور سب دھوکا ہے۔ ان سے میں یہ بھی پوچھتا ہوں پنجاب کی عوام جس پر آپ لوگ حکومت کر رہے ہیں جو حکومت کرنے والے ہوتے ہیں اُن کا رول تو ایک ماں اور باپ کا ہوتا ہے۔ آپ کی اورنج لائن ٹرین کی آڑ کے اندر اب تک اٹھارہ بندے مر چکے ہیں یہ کھوٹہ ایٹمی پلانٹ بن گیا ہے۔ اٹھارہ بندوں کی جان چلی گئی ان کے نزدیک ایک بندے کی قیمت 5 لاکھ روپے ہے بندہ مار کر اگلے دن اپنے کسی وزیر مشیر کو یا وہاں کے لوکل بندے کو بھیج کر اُس کے گھر والوں کی داد رسی 5 لاکھ روپے سے کرتے ہیں شرم آنی چاہئے، اس سے زیادہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں ہے۔ اٹھارہ بندے اورنج لائن ٹرین اور میٹرو بس نے بھی دس سے بارہ بندے مار دیئے تھے۔ یہ کیا ہے؟ یہ انسانوں کی حکومت ہے، یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندر حکومت ہے، کیا آپ ایک انسان کی جان کی قیمت 5 لاکھ روپے لگاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک بات اس floor میں کہہ رہا ہوں 484 کروڑ روپیہ اورنج لائن ٹرین پر کمیشن لی گئی ہے۔ پنجاب بنک کو اُس میں آڑے لیا گیا ہے پنجاب بنک سے قرضہ لے کر ٹھیکیدار کو پیسے دے کر، ٹھیکیدار سے kickback واپس لے کر، پھر Exim Bank کے ذریعے پیسے اُدھر آئے۔ یہ ہمیں پاگل سمجھتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں پتا نہیں اورنج لائن ٹرین کا رونا رو رہے ہیں۔ 50- ارب روپے میں میٹرو بس بنا لی ادھر بھی میٹرو بنا لیتے 200- ارب روپے لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ لوگ بے روزگار ہو گئے سڑکوں پر آ گئے اُن کے کاروبار تباہ ہو گئے۔ انہیں صرف پیسے چاہئیں اُسی طرح کے پیسے چاہئیں جس طرح کے ان کے دوسرے پراجیکٹ ہیں۔

جناب سپیکر! امن و امان کی صورتحال سب کے سامنے ہے چھوٹو گینگ کی باتیں ہوتی ہیں، میں کہتا ہوں حکومت میں جو چھوٹو گینگ ہے اُس کا خاتمہ کریں۔ حکومت کے اندر جو چھوٹو گینگ بیٹھا ہوا ہے اُس کا خاتمہ ہونا چاہئے وہ تو ایک بے چارہ کسی کا چھوٹا سا پرزہ ہو گا۔ جو یہاں پر چھوٹو گینگ ہے ہمیں اُس کا خاتمہ چاہئیں تاکہ گڈ گورننس ہو سکے۔ میں گڈ گورننس کی ایک اور مثال دیتا ہوں کہ بجٹ پیش کیا بجٹ پیش کرنے کے بعد یہ روزانہ کے اخبارات میں اشتہارات دیکھ لیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے اس قوم کو مذاق بنایا ہوا ہے۔ یہ اشتہار دیکھیں ہر پیج کے اوپر دو دو، تین تین آدھے پیج کے اشتہار آپ دے رہے ہیں یہ کیا ہے اور آپ کیا بتانا چاہ رہے ہیں؟ بجٹ پیش کیا بجٹ کے بعد اشتہاروں کی حد ہو گئی ہے۔ ہسپتالوں میں جائیں لوگوں کے پاس دوائی کے لئے پیسے نہیں میں سروسز ہسپتال میں گیا ایم ایس سے بات کی کہ اس مریض کی LP کر دیں غریب آدمی ہے، کمزور آدمی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میاں صاحب میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ میں نے کہا یہ تو مر جائے گا ایم ایس کہتا ہے صوبے کا چیف ایگزیکٹو نہیں چاہتا ہم کیا کریں۔ آپ نے اربوں روپے کے اشتہارات دے دیئے روزانہ صبح اُٹھتے ساتھ اخبار پر وزیر اعلیٰ کی ہنستے ہوئے تصویر آجاتی ہے یہ کیا مذاق ہے؟ یہ پیسے public money ہے ہمارے ٹیکس کی money ہے، ہمارے پیسے ہیں تو پھر آپ اس کو امانت کے طور پر استعمال کریں۔ آپ نے رائیونڈ کو محفوظ کر لیا تو آپ نے لاہور کو محفوظ کر لیا۔ آپ نے رائیونڈ کو محفوظ کر لیا تو آپ نے پنجاب کو محفوظ کر لیا ایک پرائیویٹ جگہ جس کو وزیر اعظم ہاؤس declare کیا گیا۔ آپ نے 35 کروڑ روپے سے اُس کی چار دیواری کی ہے کوئی جواب دہ ہے؟ 10 کروڑ روپے کے آپ نے اُدھر کیمرے لگائے ہیں، 10 کروڑ روپے کی آپ نے اُدھر لائٹیں لگائی ہیں آپ نے 55 سے 60 کروڑ روپیہ رائیونڈ کو محفوظ کرنے کے لئے لگا دیا ہے اُس کا کون جوابدہ ہے اور وہ کس کے پیسے ہیں اور وہ عوام کے پیسے ہیں ایک طرف کسی کو ڈسپرین کی گولی نہیں ملتی اور ایک طرف 55 سے 60 کروڑ روپیہ لگا دیا ہے۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میرے بھائی بجٹ پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! باؤ جی، حوصلہ رکھیں کچھ نہیں ہوتا آپ کی نوکری پکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باؤ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو پیسے آپ لگا رہے ہیں پھر رائیونڈ تک سڑکیں غریب عوام کے پیسے سے جائیں گی، وہاں اربوں روپے کی سڑکیں بن رہی ہیں وہاں پر دوسرے کسی غریب آدمی کی رجسٹری نہیں ہو سکتی اور کوئی وہاں پر بلڈنگ نہیں بنا سکتا۔ رائیونڈ کو محفوظ کر لیں پنجاب محفوظ ہو جائے گا یہ نعرہ ہونا چاہئے اسی وجہ سے پنجاب محفوظ ہے کیونکہ رائیونڈ روڈ محفوظ ہے۔

جناب سپیکر! جتنا کھیلا ہے محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں محترم لاء منسٹر تشریف رکھتے ہیں میں ان سے request کروں گا تھوڑا سا جرأت کا مظاہرہ کریں آپ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے تمام ٹاؤنز کا ایک audit تو کروا دیں ذرا مہربانی کر دیں جرأت تو پیدا کر لیں پھر میں آپ کو بتاؤں کہ جو آپ وہاں پر پیسے بھیج رہے ہیں آپ کے سیاسی بندے وہاں پر اُن پیسوں کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ ایک ایک ٹاؤن کے

اندر بیٹھے ہوئے اُن کا کوئی بیٹا، بھتیجا، بھانجا خود ٹھیکیدار ہیں ادھر سے ایم پی ایز کے فنڈز جاتے ہیں ادھر اُن کے درمیان distribute ہوتے ہیں۔ میں بات پورے یقین کے ساتھ، پورے وثوق اور ثبوت کے ساتھ یہاں پر کر رہا ہوں اُن کے audit کروائیں، جرأت پیدا کریں پتا چلے کہ چار پانچ سال کے اندر پچھلا audit بھی کروادیں اُس سے پچھلا audit بھی کروائیں لیکن مہربانی کر کے یہ ذرا چار سال کا audit کروا کے تو دیکھیں تاکہ آپ کو پتا چلے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے اندر کیا ہوا ہے۔ رمضان بازار لگا دیئے۔ عجیب تماشا ہے، یہ فراڈ بازار ہے یہ رمضان بازار نہیں ہے۔ اس فراڈ بازار کے اندر تمبو، ٹینٹ، قناتیں اور مارکیٹوں پر ہر سال کروڑ ہا روپیہ اسی طرح لگتا ہے۔ آپ direct subsidy دے کر چیزوں کو سستا کر دیں، آپ اس کو AC والے بازار میں گھسیٹ رہے ہیں۔ پھر اس کے اخراجات کا بھی تو تخمینہ لگائیں کہ کتنا ہے، کس cost پر دے رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ چاہئے اگر آپ اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے صرف ایک منٹ میں بات مکمل کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش ہے کہ لاہور کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم 2035 کے اندر لاہور کو پیرس بنائیں گے۔ یہ لاہور کو پیرس بنائیں گے جہاں پینے کا پانی نہیں ہے، ابھی تھوڑی سی بارش ہوئی ہے تو تین تین فٹ پانی کھڑا ہو گیا ہے؟ اس میں کتنے پیسے لگائیں گے، کتنے پیسے کما لیں گے؟ یہ بجٹ غریبوں کا نہیں ہے یہ اشرافیہ کا بجٹ ہے۔ وزیر اعلیٰ تقریر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "میں نہیں مانتا" یہ بات وہ بندہ کرتا ہے جو اپوزیشن میں غریب لوگوں کے لئے کچھ کر رہا ہو۔ حکومت میں بیٹھ کر مینار پاکستان جا کر پنکھے جھلنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اب بھی بجلی نہیں آتی، چلیں آئیں ہمارے ساتھ مینار پاکستان جا کر بیٹھتے ہیں۔ آئیں وہاں پر جا کر پنکھا جھلتے ہیں۔ یہ کیا ہے اور یہ عوام کو کیا بتانے کی کوشش کی جا رہی ہے؟ معذرت کے ساتھ یہ سب شعبدہ بازیاں ہیں، یہ کچھ نہیں ہے اور غریب عوام کو اس بجٹ سے کچھ نہیں ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ خواجہ محمد نظام المحمود!

جناب نشاط احمد خان ڈاہا: جناب سپیکر! محمد اسلم صاحب نے چیلنج کیا ہے میں تحصیل خانیوال کا ایم پی اے ہوں میں اپنی تحصیل پیش کرتا ہوں یہ آڈٹ کرا لیں اگر وہاں پر کسی ایم پی اے کے بھائی یا بھتیجے کو کوئی contract ملا ہو تو میں سیٹ ہی چھوڑ دوں گا۔ میں آڈٹ کروانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے لاہور کی بات کی ہے۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد نظام المحمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں پنجاب کی پسماندہ ترین تحصیل سے تعلق رکھتا ہوں۔

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ماجد ظہور صاحب! اس کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بتائیں!

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! وہ خانیوال کی بات کر رہے تھے آپ نے کہا کہ میاں اسلم صاحب نے لاہور کی بات کی ہے۔ میں لاہور سے ایم پی اے ہوں ابھی میاں اسلم صاحب نے کہا کہ کمیشنیں لیتے ہیں، بھانجے اور بھتیجے ٹھیکے لیتے ہیں۔ میں میاں صاحب کو چیلنج کرتا ہوں۔ میں یہاں کھڑے ہو کر کہتا ہوں، آج روزہ ہے مجھے تین سال ہو گئے ہیں ایم پی اے بنے ہوئے۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اگر کسی ٹھیکے میں ایک روپے کی کمیشن ہو یا آج تک کسی ٹھیکے کے لئے کسی جگہ فون کیا ہو یا کسی کو وہ ٹھیکہ دلوایا ہو تو میں رمضان المبارک میں قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ میں اللہ کو بھی جوابدہ ہوں، اس ایوان کو بھی جوابدہ ہوں اور سب کا جوابدہ ہوں۔ میاں صاحب بھی کھڑے ہو کر اللہ کو حاضر ناظر جان کر کلمے کی قسم کھا کر کہیں کہ جب یہ اپنے اقتدار میں تھے کیا انہوں نے کوئی کمیشن نہیں لی، انہوں نے کسی کو کوئی ٹھیکہ نہیں دلوایا؟ یہ اللہ کا نام لے کر بات کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! یہی بات تمام لاہور کے ایم پی اے کی طرف سے ہے۔ یہ کسی ممبر کے متعلق بات کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ انہوں نے اپنے دور اقتدار میں کیا کچھ نہیں کیا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں میں خواجہ صاحب کو floor دے چکا ہوں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! یہ کلمہ پڑھ کر بات کریں، یہ اپنی نوکری خود پکی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ محمد نظام المحمود صاحب! بات کریں۔

خواجہ محمد نظام المحمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

معزز ممبران حزب اقتدار: یہ حلف دیں ان کو حلف دینا پڑے گا۔(شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں، باؤ اختر صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ میاں صاحب! اس طرح بات پھر بڑھتی جائے گی۔ پلیز، تشریف رکھیں۔ خواجہ صاحب! آپ تقریر کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ سوچ بھی نہیں سکتے جتنا کام ہم نے اپنے علاقے میں کروایا ہے۔ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ۔[************](شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! No, no! آپ یہ بات نہ کریں۔ Order in the House, order in the House. تشریف رکھیں۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد نظام المحمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میری تو تقریر کا سارا temperament ہی ختم ہو گیا ہے۔

جناب نشاط احمد خان ڈاہا: جناب سپیکر! انہوں نے سب کو بے ایمان بنا دیا یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، بس تشریف رکھیں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! یہ خود بے ایمان ہے انہوں نے ایوان کی توہین کی ہے یہ معذرت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب کے الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں، ان کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ باؤ اختر صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔ خواجہ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں پنجاب کی پسماندہ ترین تحصیل سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں حلقہ پی پی۔ 241 سے منتخب ہو کر ایم پی اے حاضر ہوا ہوں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 393 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! آپ کی تحصیل اتنی پسماندہ تو نہیں ہے۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! تونسہ شریف تو بہت پسماندہ ہے لیکن وہاں کا literacy rate سب سے اچھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تونسہ شریف تحصیل اتنی پسماندہ نہیں ہے۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! ایک سروے کے مطابق تونسہ شریف شہر کا literacy rate ماشاء اللہ 90 فیصد کے قریب ہے۔ وہاں پر بچوں نے ساری تعلیم حبس زدہ کمروں اور بہت برے ماحول میں حاصل کی لیکن اس کے باوجود اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بچے تعلیم کے لئے کوشاں ہیں۔ ہمارے علاقے میں سب سے بڑا مسئلہ صحت کا ہے۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باؤ اختر علی صاحب! تشریف رکھیں مجھے ان کی بات تو سننے دیں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔ انہوں نے اس ایوان کی توہین کی ہے لہٰذا یہ ایوان سے معافی مانگیں ورنہ میں ایوان سے احتجاجاً جا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باؤ اختر صاحب! آپ تشریف رکھیں اور مہربانی کر کے واپس آجائیں۔ میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیئے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! میں صحت کی طرف آتا ہوں۔ تونسہ شریف کا علاقہ کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا ہے۔ ہر پانچویں سے ساتواں آدمی کینسر کے مرض میں مبتلا ہے اور وہاں پر سہولت نہ ہونے کے برابر ہے۔ میرا علاقہ 60 فیصد کے قریب tribal area ہے وہاں پر ڈاکٹر اور طبی عملہ جانا بھی گوارا نہیں کرتا۔ ہمارے علاقے میں ایک بڑا مسئلہ زراعت اور نہر کا ہے۔ تونسہ شریف میں چشمہ بنک کینال ہے جو زمینوں کو سیراب کرتی ہے مگر افسوس کہ وہ اکثر بند رہتی ہے۔

جناب سپیکر! مجھے تو تقریر ہی بھول گئی ہے سارا ماحول خراب ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تقریر کریں۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! بس ہو گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! آپ کی جو بھی تجاویز ہیں وہ محترمہ وزیر خزانہ کو لکھ کر دے دیں۔ باقی ہمارے جتنے بھی ممبران رہ گئے ہیں میری ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنی تجاویز محترمہ فنانس منسٹر صاحبہ کو لکھ کر دے دیں۔ اب محترمہ فنانس منسٹر بحث کو wind up کریں گی۔ جی، قاضی عدنان اور جناب شہزاد منشی! وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا wind up speech کریں گی۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تمام معزز ممبران اسمبلی اور خاص طور پر اپوزیشن کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے بجٹ کی general discussion میں بھرپور حصہ لیا۔ مزید برآں میڈیا کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے بجٹ 17-2016 کے features کو بہترین انداز میں عوام تک پہنچایا۔ میں اللہ کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمیں یہ توفیق عطا کی کہ ہم موجودہ حکومت کا چوتھا بجٹ برائے مالی سال 17-2016 پیش کر سکے۔ یہ بجٹ پنجاب کی economic growth strategy کے تحت ترتیب دیا گیا ہے جو کہ حکومت کی ترجیحات اور پالیسی میں تسلسل کا آئینہ دار ہے۔ اس کی ترتیب دینے میں اہم stakeholder جیسے ممبران صوبائی اسمبلی، academia، چیمبرز آف کامرس، صحافیوں کی نمائندہ تنظیمیں اور سرکاری افسران کی input شامل ہے۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے انتہائی مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ یہ بجٹ انہی ترجیحات کا عکاس ہے جو ممبران اسمبلی نے پری بجٹ discussion میں پیش کئے۔ میں یہاں یہ بھی کہتی چلوں کہ یہ بیوروکریسی کا بنایا ہوا بجٹ نہیں ہے بلکہ پری بجٹ discussion میں جتنی بھی ترجیحات نکلیں ان کا ہم نے ایک سوال نامہ بنایا، اسے ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا اور ڈیپارٹمنٹ نے اس documents کی basis پر بجٹ کی ترجیحات کو مختص کیا ہے تو لہٰذا سارے stakeholders اور ممبران اسمبلی کی ترجیحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک participatory بجٹ کی exercise کی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ انشاء اللہ ہم اسی قسم کی روایات آئندہ بھی برقرار رکھیں گے اور بجٹ عوامی نمائندگان کی ترجیحات کے پیش نظر ان کو respect کرتے ہوئے تشکیل دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! بجٹ 17-2016 ایک متوازن بجٹ ہے اس بجٹ میں آمدنی اور اخراجات دونوں کا تخمینہ ایک کھرب 681 ارب روپے ہے یعنی آمدن اور اخراجات برابر ہیں اور یہ ایک deficit بجٹ نہیں ہے۔ روائتی طور پر foreign assets project جو ہیں---

کورم کی نشاندہی

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی جائے)

جی، کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

(---جاری)

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں اس وقت یہ بات کہہ رہی تھی جب مجھے روکا گیا، ہم نے مالی سال 17-2016 کا متوازن بجٹ پیش کیا ہے اور اس بجٹ میں آمدن اور اخراجات دونوں کا تخمینہ ایک ہی ہے۔there is no difference. روایتی طور پر foreign assets project کو آمدنی کا ہی حصہ بنایا جاتا ہے۔ قائد حزب اختلاف نے ٹیکسز کے بارے میں کچھ باتیں کہی ہیں جو میرا اپنا خیال یہ ہے کہ وہ حقیقت کے برعکس ہیں۔ میں ان سے درخواست کرنا چاہوں گی کہ اس پر ذرا confusion clear کر دیا جائے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس دفعہ بجٹ میں 185۔ارب روپے کے نئے ٹیکسز لگائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہی ہے کہ اس سال بھی 150۔ارب روپے کے ٹیکسز لگائے ہیں۔ اگلے سال اس میں growth rate دکھا کر hundred and eighty-four تخمینہ دیا گیا ہے۔ یہ نئے ٹیکسز نہیں ہیں اور یہ existing taxes میں better enforcement ہے۔ ہم نے existing taxes کی leakages بند کی ہیں، ہم نے existing tax basis میں broad basing کی ہے نئے ٹیکس نہیں بلکہ ٹیکسز کو base broadening کے تحت کیا ہے۔ اس confusion کو please clear کر لیں، اس میں نئے ٹیکسز نہیں لگے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات جناب قائد حزب اختلاف نے کہی تھی کہ ہم نے 0.9 percent export پر ٹیکس لگا دیا ہے again this is not a correct statement. ٹیکس جو infrastructure development ہے وہ export پر لگا ہی نہیں ہے بلکہ وہ imports پر لگا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس confusion کے حوالے سے بھی واضح طور پر یہاں بیان ہو جائے کہ export پر

tax نہیں لگایا گیا ہے۔یہ confusion ہے جو ہمارے قائد حزب اختلاف کے دماغ پر تھی اور میں اس کو clear کرنا چاہ رہی ہوں، یہاں میں یہ بھی کہنا چاہ رہی ہوں کہ ہمارے مختلف باقی ممبران نے بھی یہ بات کہی ہے کہ taxation policy کے تحت اپنے بجٹ میں نئے taxes لے کر آرہے ہیں اور عام آدمی پر اس کا بوجھ بڑھا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک بار پھر یہ بات clearly بیان کرنا چاہ رہی ہوں کہ ہمارا taxation effort, tax base broadening پر منحصر ہے، وہ leakages جو tax administration میں ہیں اس کو بند کرنے پر منحصر ہے اور اس کو depend کرنا ہے ہماری tax evasion کو ختم کرنے میں، leakages کو ختم کرنے میں، under tax اور untaxed sector کی broad basing پر tax rate بھی enhance کئے گئے ہیں اور کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے لیکن چھوٹی چھوٹی ایسی کچھ proposals ہیں جہاں موٹر وہیکل پر rate enhance کئے گئے ہیں otherwise ہماری strategy وہ base broadening pre speech پر depend کرتی ہے۔عوام جتنے ٹیکس دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں ہم ان پر اتنے ہی ٹیکس لگا رہے ہیں۔ ہمارا taxation structure قطعی طور پر regressive نہیں ہے اور عام آدمی پر بوجھ نہیں ڈالا جا رہا ہے۔ صبح بھی کچھ باتیں ہو رہی تھی لیکن confusion یہ ہے کہ General Sales tax on Goods فیڈرل گورنمنٹ کا ٹیکس ہے اور پراونشل گورنمنٹ کا ٹیکس نہیں ہے۔ ہم General Sales Tax صرف services پر لگاتے ہیں تاکہ اس کا وزن عام آدمی پر نہ پڑے اس پر باقاعدہ طور پر ہماری ایک strategy ہے اور ہم اس پر بہت زیادہ conscious ہیں۔ اگر اس کے مترادف بات کی جا رہی ہے تو یہ ایک پولیٹیکل بات ہے اور اس کا reality سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ایک اور بات جو قائد حزب اختلاف نے دعویٰ کیا تھا اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ 2008 میں جب مسلم لیگ (ن) اقتدار میں آئی تو اس وقت 402 روپے کا سرپلس بجٹ تھا۔ This is factually incorrect. حقیقت یہ ہے کہ مالی سال 08-2007 کے اختتام پر صوبہ پنجاب کا debt stock 305۔ارب روپے تھا جو اگر آپ provincial economy کے تناسب میں دیکھیں تو وہ 5.3 فیصد تھا۔ اس وقت 16-2015 میں ہمارا debt stock 553 کا ہے وہ ہماری economy کے تناسب سے 3.3 ہے یعنی overtime debt burden ہے وہ economy پر کم ہوا ہے اور زیادہ نہیں ہوا۔ میں اس بات کو بہت زیادہ emphasize کر کے کہنا چاہ رہی ہوں کہ اس پر ایک آدھے ممبر نے نہیں بلکہ کافی سارے ہماری اپوزیشن کے معزز ممبران بار بار یہ بات raise

کر رہے ہیں کہ ہم نے debt burden بڑھا دیا ہے۔ دیکھیں! international practice یہ ہوتی ہے یعنی جو بڑے شہر اور صوبے ہوتے ہیں ان کو جب infrastructure provide کرنا ہوتا ہے تو commercially and economically viable projects کے لئے قرضے لئے جاتے ہیں، ان کو invest کیا جاتا ہے اس سے economy کا سائز بڑھتا ہے اور economy میں tax prepare کرنے کی صلاحیت آ جاتی ہے۔ یہ ایک international practice ہے ہم exactly وہی international practice کر رہے ہیں۔ اگر commercially viable projects کے لئے قرضہ جات لئے جا رہے ہیں اور foreign assistance لی جا رہی ہے تو وہ اس لئے لی جا رہی ہے کہ ڈویلپمنٹ ہو، economy میں debt caring capacity بڑھے اور economic growth ہو۔ یہ صرف level کر دینا کہ debt آ رہی ہے، بوجھ بڑھ رہا ہے۔ اپوزیشن کے معزز ممبران کسی بھی economist سے پوچھ لیں. This is not a sustainable argument کیونکہ debts کی capacity اگر carry کرنے کی capacity آپ کے پاس ہے debts اگر ڈویلپمنٹ کے لئے لئے جا رہے ہیں، debts اگر economically viable projects کے لئے لئے جا رہے ہیں تو بہتر ہیں۔ Foreign assistance projects کے لئے ہم لے رہے ہیں جو قطعی طور پر ایک legitimate practice، common practice ہے اور کوئی بوجھ کسی پر نہیں ڈالا جا رہا ہے۔ یہ statistics تو میں نے آپ کو پہلے ہی دے دیئے ہیں کہ 2008 کے مقابلے میں ابھی debt burden زیادہ sustainable ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کروں گی کہ قائد حزب اختلاف نے وائٹ پیپر 2015-16 اور 2016-17 کے کچھ نمبرز کی consistency بتائی تھی، میری اس میں گزارش صرف یہ ہے کہ 2015-16 اور 2016-17 کے وائٹ پیپرز کا اگر ہم compare کریں تو محکمہ مواصلات و تعمیرات کا جو بجٹ ہے وہ مختلف طریقوں سے present کیا گیا ہے Otherwise there is no inconsistency. ہوا یہ ہے، میں واضح طور پر یہ بتاتی چلوں کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کو جو وسائل مہیا کئے جاتے ہیں ان کا ایک بڑا حصہ مختلف محکموں کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے ہوتا ہے۔ رواں مالی سال کے وائٹ پیپر میں ہر محکمہ کا بلڈنگ کا بجٹ الگ الگ دیا گیا تھا۔ رواں مالی سال میں وائٹ پیپر میں ایک ہی جگہ پر دیا گیا ہے۔ It's only a matter of reporting and there is

final budgetاگر آپconfusionیہno other inconsistency in the budget. statementدیکھیں گے تو آپ کو نظر آئے گا کہ کوئیinconsistencyہے ہی نہیں۔

جناب سپیکر! میںwind upجلدی کرنا چاہ رہی ہوں، زراعت کے شعبہ پر اکثر ممبران نے بات کی ہے اس لئے میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ کسانوں کے لئے جو زرعی ترقیاتیpackageہے گورنمنٹ لے کر آئی ہے، اس میں ہم Agriculture Conventionمیںinputsلی ہیں، جس میں مختلفstakeholders،چھوٹے بڑے کاشتکار،academicsاورResearchersشامل تھے ان سب کی تجاویز کیbasisپر یہpackage announceکیا گیا ہے۔ ہم نے کسانوں کو قرضے دینے کی بات کی ہے اور ہم نےsubsidiesکی بات کی ہے۔ قائد حزب اختلاف یہ کہہ رہے تھے کہ انڈیا میں کاشتکاروں کو 4 فیصد مارک اپ پر قرضے دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنے جا رہی ہوں کہ ہم کسانوں کو جو قرضے دے رہے ہیں وہ تو زیرو فیصدinterestپر دے رہے ہیں۔ اس ساریsubsidyکا بوجھ تو حکومت خود اٹھا رہی ہے، وہ مجھےcomparisonکر کے بتا رہے تھے کہ وہاں پر سود کی شرح 4 فیصد ہے لیکن ہم تو اس وقت زیرو فیصد پر کسانوں کو قرضے فراہم کرنے والے ہیں۔ اس سارے کے سارےinterestکا بوجھas subsidyحکومت پنجاب خود اٹھائے گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بھیpesticideجی ایس ٹی، کاٹن سیڈز وغیرہ یہ ساری وہ تفصیلات ہیں جو میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی کی ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ ایوان اس بات کوappreciateکرے کہ ہم جو یہpackageلے کر آئے ہیں، اس کیbasisوہ سفارشات ہیں جو خود کاشتکاروں نے، مختلفstakeholdersنے ہمیں بتائی ہیں اور ہم سےrequestکی ہے جس کو ہم نے بھرپور انداز میں بجٹ میںincludeکیں اور اس کے لئےfundingمہیا کی ہے۔ ہمارا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ کاشتکاروں پر انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ کی وجہ سے جو ان دنوں سختیاں آئی ہیں، انٹرنیشنل مارکیٹ ڈویلپمنٹ کی وجہ سے جو سختی آئی ہے اس کا کسی نہ کسی طرح سے ازالہ ہو سکے۔ اس کے علاوہ ایک اورpointجو یہاں پرraiseکیا گیا تھا وہimplementationاورmonitoringکا بھی تھا، یہ بھی میں ساتھ ساتھ کہتی چلوں کہimplementationاورmonitoringکے بھی خاصsystemsانشاء اللہ ہم ترتیب دے رہے ہیں تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ یہ جو کسانpackageہے اس کا استعمال اور افادیت سب تک پہنچی ہے۔

جناب سپیکر! ایک آدھ چیز پر میں اور بات کرنا چاہوں گی کہ utilization rate کے متعلق یہاں بہت بات ہوئی ہے کہ utilization rate ٹھیک نہیں رہا ہے۔ تعلیم کے شعبہ پر خاص طور پر یہ بات ہوئی ہے، detail میں جائے بغیر اس لئے کہ اس کی detail میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بتا دی تھی، گزارش یہ کرنا چاہتی ہوں کہ سکول ایجوکیشن کے ترقیاتی بجٹ کی utilization پر بڑی بات ہوئی ہے۔ موجودہ مالی سال میں It is 92 percent. اگر ہم لوکل گورنمنٹ کا بجٹ بھی اس میں include کر لیں۔ ہو یہ رہا ہے کہ حزب اختلاف کے جو لوگ ہیں وہ بجٹ کی utilization تو دیکھ رہے ہیں تو وہ لوکل گورنمنٹ کی utilization کو نہیں دیکھ رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ وہ ہماری utilization کو under report کر رہے ہیں اور under assess کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ کی بجٹ utilization پر جب آپ زور دیں گے اور دیکھیں گے تو آپ کو یہ سارا کچھ نظر آ جائے گا کہ Utilization levels are much higher. جو آپ سمجھ رہے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہے۔ سکول ایجوکیشن کے متعلق میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ It's close to 92 percent. لیکن یہ بات تو میں بھی اعتراف کر رہی ہوں کہ تعلیم کے شعبہ میں مزید محنت کی ضرورت ہے اور اسی وجہ سے اس بجٹ میں ہم نے strengthening of schools کا پروگرام announce کیا ہے جو کہ دو سال پر محیط ہے، جس میں ہم نے budget allocations بھی کی ہیں اور انشاء اللہ دو سال کے پروگرام کے بعد missing facilities اور damaged buildings وغیرہ جیسی problems جو ہماری سکولز کی environment میں شامل ہے، اس پر قابو پا لیا جائے گا۔

جناب سپیکر! ایک اور چیز کی بھی میں وضاحت کر دوں کہ ہمارے اپوزیشن کے معزز ممبران نے ایک بات بار بار کہی ہے کہ quality education provide کرنا ہماری ذمہ داری ہے اور یہ ہمارا فرض اور ہماری ترجیح ہے۔ لوگوں نے یہ بات بھی کی ہے ہم سکولوں کو privatize کر رہے ہیں، وضاحت کرنے والی بات یہ ہے کہ quality of education improve کرنے کے لئے جو جو measures ہیں، جن کو ہم ضروری سمجھتے ہیں ہم ان کو لے رہے ہیں۔ ہم کوئی سکول بھی privatize نہیں کر رہے کچھ تھوڑی سے understanding میں problem ہے۔ ہم کچھ سکول جو اچھی طرح سے managed نہیں ہیں ان کی management outsource کر رہے ہیں This is not privatization this is outsourcing of managements of schools. اس

میں پانچ ہزار سکول شامل ہیں تاکہ ان کی مینجمنٹ بہتر ہو سکے اور اس میں quality of education improve ہو سکے۔ یہ وضاحت بھی میرے خیال میں ضروری تھی۔ اسی طرح ہیلتھ کے context میں بھی utilization کی بات آئی۔ میں دوبارہ یہی کہوں گی کہ اگر آپ اس سلسلے میں بھی محکمہ لوکل گورنمنٹ کے numbers کو اٹھا کر دیکھیں تو اس میں utilization levels are much more. جو آپ نے رپورٹ کی ہے اس سے کہیں زیادہ ہیں، یہ confusion صرف اس لئے ہو رہا ہے کہ نمبرز صحیح طرح سے read نہیں ہو رہے اور نمبرز کی صحیح طرح سے analysis نہیں ہو رہا۔ ہم نے ایک Citizen Budget کا ایک document circulate کیا ہے جو کہ easy language میں بجٹ کی جتنی بھی provisions ہیں اس کو define کر رہا ہے تاکہ معزز ممبران کے confusion دور ہو جائیں۔

جناب سپیکر! Points تو اور بھی بہت سارے تھے، اس پر بات کرنے کے مواقع ملیں گے۔ ایک بات جو بہت important ہے اس پر میں بات کرنا چاہوں گی جو کہ توانائی کے context میں ہے۔ یہاں پر بار بار یہ بات کہی گئی کہ ایک طرف تو ہم کہہ رہے ہیں کہ توانائی بہت important ہے، دوسری طرف ہم بجٹ میں اس کے لئے کمی لے آئے ہیں، اسی طرح قائداعظم سولر پارک کی پرائیوٹائزیشن پر بھی تنقید کی گئی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ قائداعظم سولر پارک میں گورنمنٹ نے کیوں invest کیا؟ ہم نے اسی لئے invest کیا کہ renewable energy میں پاکستان کا experience زیادہ نہیں تھا، private investor shy تھا اور وہ آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔ ہم نے کہا چلو حکومت اپنی جیب سے یہ انوسٹمنٹ کرتی ہے، ہم demonstrate کریں گے کہ یہ viable high rate of return کی انوسٹمنٹ ہے تاکہ پرائیویٹ سیکٹر خود motivate ہو اور ان areas میں آئے۔ وہ ہم نے کر دیا، قائداعظم سولر پارک اللہ تعالیٰ کے احسان سے اچھی طرح تکمیل تک پہنچا ہے اور اس وقت نیشنل گرڈ میں انرجی دے رہا ہے اور profitable initiative ثابت ہوا ہے۔ ہم نے وہ demonstration effect create کر دیا ہے۔ نتیجہ کیا ہوا ہے کہ اب پرائیویٹ سیکٹر کے لوگ بھی interested ہیں جو کہ آکر سولر پارک میں invest کر رہے ہیں۔ Demonstration effect کرنا جو ہمارا مقصد تھا وہ ہم نے پورا کر لیا ہے۔ اب اس کی de-investment ہم کرنا چاہتے ہیں اس لئے کہ وہ اب ایک منافع بخش initiative ہے۔ اس سے جو پیسے ہم لیں گے وہ ہم دوسرے توانائی کے پراجیکٹس پر لگائیں گے اور جو سارا مقصد تھا کہ پرائیویٹ سیکٹر کو demonstrate کرنا ہے کہ یہ renewable energy

profitable initiative ہو سکتے ہیں۔ ہم نے اس مقصد کو successfully حاصل کر لیا ہے اور اس لئے ہم اس سے پیچھے ہو گئے ہیں۔ بجٹ میں بھی انرجی کی allocation ہے اس کو کم کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ already private sector اتنا زیادہ اب interested ہو گیا ہے کہ حکومت کو اپنے resources اس area میں لگانے کی اب اتنی ضرورت نہیں ہے۔ Others are coming to invest in this area.

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ آخر میں یہ گزارش کروں گی کہ لاء اینڈ آرڈر کے لئے بھی میں تھوڑا سا یہ بیان کرنا چاہوں گی کہ بہت سارے ہمارے معزز ممبران نے اس پر بھی بات کی ہے، جب تک life and property ensure نہیں کریں گے اس وقت تک انوسٹمنٹ بڑھے گی اور نہ ہی economic growth ہو گی۔ یہ ہماری priority کا area ہے اور ہم نے اس دفعہ بجٹ میں جو چار پانچ important heads رکھے ہیں ان میں لاء اینڈ آرڈر ایک important head ہے۔ ہم پنجاب میں پولیس کلچر بدلنا چاہتے ہیں جس طرح پٹواری کلچر بدلا ہے ہم اس کے لئے بھی reforms لے کر آرہے ہیں، ہم نے اس کے لئے budgetary allocation بھی کی ہے اور ہم اس میں mind set میں بھی changes لے کر آنا چاہ رہے ہیں کہ ان پولیس سٹیشنز کا اتنا اچھا ماحول ہو کہ اگر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہو تو اسے پولیس سٹیشن جا کر اپنے ساتھ کی گئی زیادتی کے ازالے کے لئے کوئی جھجھک، ہچکچاہٹ یا resistant نہ ہو۔ ہم یہ reforms لا رہے ہیں اور اس میں ہمیں کافی success بھی ہوئی ہے آپ نے ڈولفن فورس دیکھی ہے اس کی وجہ سے سٹریٹ کرائم کم ہوا ہے، ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ کی وجہ سے successful implementation ہو رہی ہے ہم نے اسی مد میں آگے بڑھنا ہے، ہم اسی لئے سیف سٹی پراجیکٹ بھی آگے لے کر جائیں گے۔ قائد حزب اختلاف نے ایک اور چیز کہی تھی کہ انہوں نے اس بجٹ تقریر میں انڈسٹری کا کوئی ذکر نہیں سنا، میرے خیال میں یہ پھر سے غلط statement تھی چونکہ میں نے اپنی بجٹ تقریر کے صفحہ نمبر 21 میں سپیشل اکنامک زونز کی بات کی تھی اور میں نے یہ کہا تھا کہ ہم already 3 launch کر چکے ہیں اور میں نے اس تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ ease of doing business جو small and medium enterprises کو facilitate کرنے کے لئے بہت بڑی comprehensive strategy بنا رہے ہیں تاکہ small and medium enterprises investors کے لوگ آئیں اور آکر صوبے اور ملک میں investments کریں۔

جناب سپیکر! اورنج لائن ٹرین پر بھی بات ہوئی ہے میں اپنی تقریر کے اختتام سے پہلے اس میں صرف یہ کہتی چلوں کہ اورنج لائن ٹرین کا منصوبہ لاہور ماس ٹرانزٹ سسٹم کا ایک حصہ ہے۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ ہم عوام کو معیاری اور environment friendly ٹرانسپورٹ کی فراہمی کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا سے اس پر بڑا leap forward لے چکے ہیں۔ اس منصوبے کے تحت eventually پانچ لاکھ مسافر روزانہ مستفید ہوں گے اور یہ صرف لاہور کا نہیں بلکہ یہ پورے پاکستان کا پراجیکٹ ہے، پورے پنجاب کا پراجیکٹ ہے۔ یہ ایسا پراجیکٹ ہے جو اپنی مثال آپ ہے یہ نہ صرف in terms of increasing environment friendly ٹرانسپورٹ ہے بلکہ روزگار کے مواقع بنانے میں بھی اس کا بہت بڑا role ہوگا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں تمام معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے بجٹ بحث میں participate کیا ہے، میں ساتھ ہی ساتھ اسمبلی کے تمام سٹاف کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مجھے facilitate کیا، پی اینڈ ڈی اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کے افسران اور سٹاف کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے ہمیں ہمارا وژن جو political leadership کا وژن ہے جو ان legislatures کا وژن ہے اس کو نمبرز میں ڈالنے میں میری مدد کی۔

جناب سپیکر! میں سب سے آخر میں ایک دفعہ پھر عوام کو یقین دلانا چاہتی ہوں کہ ان کی حکومت ان کی ترقی کے لئے، ان کی خوشحالی کے لئے شب و روز کوشاں ہے ہم محنت کر رہے ہیں انشاء اللہ ہماری محنت میں کمی نہیں آئے گی۔ اللہ ہماری مدد کرے، پاکستان زندہ باد۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سالانہ بجٹ 17-2016 کے ترقیاتی پروگرام
میں ترامیم کا پیش کیا جانا

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Finance may lay the amendment in the Annual Development Programme for 2016-17.

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I lay the amendments in the Annual Development Programme ADP for 2016-17.

MR DEPUTY SPEAKER: The amendments in the Annual Development Programme for 2016-17 have been laid.

اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 23۔جون 2016 صبح 10.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔
اس دن سالانہ بجٹ کے مطالبات زر پر ووٹنگ کا آغاز ہو گا۔

INDEX

PAGE NO.

A

ABDUL ALEEM, SYED
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 310
ABDUL RAUF, RANA
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 170
ABDUL RAZZAQ DHILLON, CH.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 191
ABU HAFS MUHAMMAD GHIYAS-UD-DIN, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 242
AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-
-13th, 16th, 17th, 20th, 21st & 22nd June, 2016 3,53,137,203,219,327
AHMED KHAN BALOCH, MR. *(Parliamentary Seceretary for Public Prosecution)*
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 160

Privilege motion (ANSWER) REGARDING-
-Refusal by XEN Irrigation Department, Lodhran to attend telephone of MPA 332
AHMED KHAN BHACHER. MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 383
AHMED SAEED, QAZI
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 113
AKHTAR ALI, BAO

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-*** 213
-On the sad demise of Mr. Muhammad Siddique Khan (Late) MPA
ALA-UD-DIN, SHEIKH
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 272
ALIA AFTAB, DR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 234

PAGE NO.

AMENDMENTS-
-Laying of amendment in Annual Development Programme for the year 2016-17 402
-Laying of Notifications relating to amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under the Act ibid 48
AMJAD ALI JAVAID, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 187
ASHFAQ SARWAR, RAJA (*Minister for Labour & Human Resources)*
Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-*** 207
-On the sad demise of Mr. Muhammad Siddique Khan (Late) MPA
ASIF MEHMOOD, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 292
AUTHORITIES-
-Of the House 5
AYESHA GHAUS PASHA, DR. *(Minister for Finance)*
AMENDMENTS-
-Laying of amendment in Annual Development Programme for the year 2016-17 402
-Laying of Notifications relating to amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under the Act ibid 48
BILL *(Discussed upon)-*
-The Punjab Finance Bill, 2016 48
BUDGET-
-Speech for financial year 2016-17 14-47
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 394-402
NOTIFICATION-
-Laying of Notifications relating to amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under the Act ibid 48
SCHEDULES OF BUDGET-
-PRESENTATION OF SCHEDULE OF ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 47
-Presentation of Schedule of Supplementary Budget for the year 2015-16 48

PAGE NO.

B

BILL -

-THE PUNJAB FINANCE BILL, 2016 ***(INTRODUCED IN THE HOUSE)*** 48

BUDGET-

-General discussion on Annual Budget for the year 2016-17 57,134,141-200

-Speech for financial year 2016-17 14-47

C

CABINET-

-Of the Punjab 5

D

DISCUSSION On- 57-134,141-200,

-Annual Budget for the year 2016-17 223-322,335-402

f

FAIZA AHMED MALIK, MRS.

QUORUM-

-Indication of quorum of the House during sitting held on 22nd June, 2016 395

FAIZA MUSHTAQ, MRS.

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2016-17 121

FARZANA NAZIR, DR.

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2016-17 157

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)*-** 212

-On the sad demise of Mr. Muhammad Siddique Khan (Late) MPA

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)*-** 207

-On the sad demise of Mr. Muhammad Siddique Khan (Late) MPA

FOZIA AYUB QURESHI, MRS.

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2016-17 296

G

GHULAM MURTAZA, CH.

PAGE NO.

DISCUSSION On- 126
-Annual Budget for the year 2016-17
GULNAZ SHAHZADI , MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 119

h

HINA PERVAIZ BUTT, MISS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 277

I

IFFAT MARAJ AWAN, MS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 258
IJAZ AHMAD, SHEIKH
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 338
IMRAN ZAFAR, HAJI
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 230
IMTIAZ AHMAD LALI, MR.

Privilege motion REGARDING- 331
-Insulting behaviour of DCO Chiniot with MPA
IRFAN DAULTANA, MIAN
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 346

J

JAFAR ALI HOCHA, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 322
JAMIL HASSAN KHAN, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 172
JAVED AKHTAR, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 251

PAGE NO.

JOYCE ROFIN JULIUS, MRS. *(Parliamentary Seceretary for School Education)*
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 297

K

KHADIJA UMAR, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 260,269
KHALID GHANI CHAUDHRY, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 270
KHALID MAHMOOD WARAN, SARDAR
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 181

L

LEADER OF OPPOSITION
-See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian
LUBNA REHAN, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 358

M

MADIHA RANA, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 141
MAJID ZAHOOR, MR.

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-*** 215
-On the sad demise of Mr. Muhammad Siddique Khan (Late) MPA
MARGHOOB AHMAD, MIAN
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 275
MAZHAR ABBAS RAN, MALIK
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 122
MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of Opposition)*
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 57-108

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-*** 207,208

PAGE NO.

-On the sad demise of Mr. Muhammad Siddique Khan (Late) MPA

MEHWISH SULTANA, MS. *(Parliamentary Secretary for Higher Education)*
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 289

MINISTER FOR FINANCE
-See under Ayesha Ghaus Pasha, Dr.

MINISTER FOR LABOUR & HUMAN RESOURCES
-See under Ashfaq Sarwar, Raja

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS
-See under Sana Ullah Khan, Rana

MUHAMMAD AFZAL, DR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 250

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)*-** 211
-On the sad demise of Mr. Muhammad Siddique Khan (Late) MPA

MUHAMMAD AHMAD KHAN, MALIK
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 355

MUHAMMAD AKRAM, CHODHARY
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 372

MUHAMMAD ALI KHOKHAR, MALIK
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 344

MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 370

MUHAMMAD ARSHAD, RANA *(Parliamentary Seceretary for Information & Culture)*
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 109

MUHAMMAD ARSHAD MALIK, ADVOCATE, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 185

MUHAMMAD ASIF BAJWA, ADVOCATE, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 131

MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN
DISCUSSION On-
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 386

PAGE NO.

MUHAMMAD ILYAS ANSARI, HAJI *(Parliamentary Seceretary for Social Welfare & Bait-ul-Maal)*
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 287
MUHAMMAD ILYAS CHINIOTI, AL HAJ
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 125
MUHAMMAD IQBAL, CHAUDHARY
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 152
MUHAMMAD ISLAM ASLAM, MIAN
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 353
MUHAMMAD JAVED IQBAL AWAN, MALIK
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 196
MUHAMMAD MUNIR, MIAN *(Parliamentary Seceretary for Excise & Taxation)*
DISCUSSION On-
244
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17
211
Fateha khwani ***(CONDOLENCE)*-**
-On the sad demise of Mr. Muhammad Siddique Khan (Late) MPA
MUHAMMAD NAEEM SAFDAR ANSARI, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 308
MUHAMMAD NIZAM-UL-MEHMOOD, KHAWAJA
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 391
MUHAMMAD RAFIQUE, MIAN
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 335
MUHAMMAD SHOAIB SIDDIQUI, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 305
MUHAMMAD UMAR JAFFAR, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 246
MUHAMMAD WAHEED GULL, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 194

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)*-** 211

PAGE NO.

-On the sad demise of Mr. Muhammad Siddique Khan (Late) MPA
MUHAMMAD WARIS KALLU, MALIK
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 198
MUHAMMAD YAQOOB NADEEM SETHI, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 247
MUMTAZ AHMAD MAHARWI, MIAN
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 303
MUNAWAR HUSSAIN, RANA ALIAS RANA MUNAWAR GHOUS KHAN
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 164
MUNAZIR HUSSAIN RANJHA, MIAN
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 284
MURAD RAAS, DR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 239
MURTAZA MEHMOOD, MAKHDOOM, SYED
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 380

N

NAAT-E-RASOOL-E-MAQBOOL (ﷺ) PRESENTED IN THE HOUSE IN SESSIONS HELD ON-
-13th, 16th, 17th, 20th, 21st & 22nd June, 2016 12,56,140,206,222,330
NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 313
NABIRA INDLEEB, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 267
NADIA AZIZ, DR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 256
NAJMA AFZAL KHAN, DR
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 350
NAJMA BEGUM, MRS.

PAGE NO.

DISCUSSION On- 147
-Annual Budget for the year 2016-17
NAUSHEEN HAMID, DR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 301

Nazar Hussain, mr. ***(PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS)*** 167
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17
NOTIFICATIONS of-
-Appointment of time and date for presentation of Annual Budget for the year 2016-17 1
-Appointment of time and date for presentation of Supplementary Budget for the year 2015-16 1
-Laying of Notifications relating to amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under the Act ibid 48
-Summoning of 22nd session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 13th June, 2016 1

O

OFFICERS-
-Of the House 9

P

Panel of Chairmen-
-Announcement regarding Panel of Chairmen for 22nd session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 13th June, 2016 13

Parliamentary Secretaries- 7
-Of the Punjab
PARLIAMENTARY SECERETARY FOR EXCISE & TAXATION
-See under Muhammad Munir, Mian
PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HIGHER EDUCATION
-See under Mehwish Sultana, Ms.

PAGE NO.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HUMAN RIGHTS & MINORITIES
-See under Tariq Masih Gill, Mr.
PARLIAMENTARY SECERETARY FOR INFORMATION & CULTURE
-See under Muhammad Arshad, Rana

Parliamentary Secretary for Law & Parliamentary Affairs

-SEE UNDER NAZAR HUSSAIN, MR.
PARLIAMENTARY SECERETARY FOR PUBLIC PROSECUTION

-SEE UNDER AHMED KHAN BALOCH, MR.
PARLIAMENTARY SECERETARY FOR SCHOOL EDUCATION
-See under Joyce Rofin Julius, Mrs.
PARLIAMENTARY SECERETARY FOR SOCIAL WELFARE & BAIT-UL-MAAL
-See under Muhammad Ilyas Ansari, Haji

Privilege motions REGARDING- 331

-INSULTING BEHAVIOUR OF DCO CHINIOT WITH MPA 332
-Refusal by XEN Irrigation Department, Lodhran to attend telephone of MPA

Punjab sales tax-
-Laying of Notifications relating to amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under the Act ibid 48

Q

QAISAR ABBAS KHAN MAGASSI, SARDAR
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 368
QUORUM-
INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTING HELD ON-
-22nd June, 2016 394

R

RAHEELA ANWAR, MRS.
DISCUSSION On-

PAGE NO.

-Annual Budget for the year 2016-17 377

RAMESH SINGH ARORA, MR.

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2016-17 254

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on - 11,55,139,205,221,329

-13th, 16th, 17th, 20th, 21st & 22nd June, 2016

S

SAADIA SOHAIL RANA, MRS.

DISCUSSION On-

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 317

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-*** 212

-On the sad demise of Mr. Muhammad Siddique Khan (Late) MPA

SAIF UL MALOOK KHOKHAR, MALIK

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2016-17 299

SAMEENA NOOR, MS.

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2016-17 265

SCHEDULES OF BUDGET-

-PRESENTATION OF SCHEDULE OF ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 47

-Presentation of Schedule of Supplementary Budget for the year 2015-16 48

SHAHABUDDIN KHAN, SARDAR

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2016-17 348

SHAMEELA ASLAM, MRS.

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2016-17 232

SHUNILA RUTH, MS.

DISCUSSION On-

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 279

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-*** **214**

-On the sad demise of Mr. Muhammad Siddique Khan (Late) MPA

PAGE NO.

SUMMONING-
-Notification of summoning of 22nd session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 13th June, 2016 1

T

TARIQ MASIH GILL, MR. *(Parliamentary Secretary for Human Rights & Minorities)*
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 **176**

TARIQ MEHMOOD, MIAN
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 149

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-*** 210
-On the sad demise of Mr. Muhammad Siddique Khan (Late) MPA

TARIQ MEHMOOD BAJWA, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 374

V

VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 360

W

WASEEM AKHTAR, DR SYED
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 223-230

Z

ZEB-UN-NISA AWAN, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 133

ZULIFQAR ALI KHAN, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2016-17 282

ZULFIQAR GHORI, MR.
DISCUSSION On-

PAGE

NO.

-**ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17** 237

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)***- 213

-On the sad demise of Mr. Muhammad Siddique Khan (Late) MPA

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

(جمعرات23، جمعتہ المبارک24، سوموار27، منگل28، بدھ،29- جون2016)
(یوم الخمیس17، یوم الجمع18، یوم الاثنین21، یوم الثلاثاء22، یوم الاربعاء23- رمضان المبارک1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد22(حصہ دوئم): شمارہ جات : 7تا11

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بائیسواں اجلاس

جمعرات،23۔جون2016

جلد 22:شمارہ 7

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	------------	405
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	413
3۔	نعت رسول مقبولﷺ	------------	414
	تحاریک استحقاق		
4۔	نشان زدہ سوال نمبر4923کے غلط جواب کی فراہمی	------------	415

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
5۔	حکومت کو محکمہ مواصلات و تعمیرات کا دیہی روڈز پروگرام کے تحت زیر تعمیر سڑکوں کی تکمیل کی رپورٹ دینا(۔۔۔جاری) -----------	417
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
6۔	مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری -----------	419
7۔	قواعد کی معطلی کی تحریک -----------	495
	قرارداد	
8۔	معروف قوال امجد فرید صابری کی شہادت پر شدید رنج و غم کا اظہار اور ملزمان گرفتار کرنے کا مطالبہ -----------	496
	تعزیت	
9۔	نامور قوال امجد فرید صابری کی وفات پر دعائے مغفرت -----------	498
	جمعتہ المبارک،24۔جون2016	
	جلد 22: شمارہ 8	
10۔	ایجنڈا -----------	501
11۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	509
12۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	510
	تحاریک استحقاق	
13۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) -----------	511
	تحاریک التوائے کار	
14۔	وحدت کالونی لاہور کو گرا کر کثیر المنزلہ فلیٹس بنانے کا انکشاف -----------	511
15۔	جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں متعدد ڈینز کی غیر قانونی تعیناتی -----------	513

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
16۔	دواساز کمپنیوں کا ادویات کی قیمتوں میں از خود اضافہ ------------	514
17۔	سرکاری ہسپتالوں میں جعلی ادویات سپلائی ہونے کا انکشاف ------------	515
18۔	ضلع مظفر گڑھ کے کنٹریکٹ پیرامیڈیکل سٹاف کو مستقل کرنے کا مطالبہ ------------	516
19۔	میو ہسپتال لاہور کے آئی سی یو کے لئے خریدے گئے وینٹی لیٹرز میں گھپلوں کا انکشاف ------------	517
20۔	ٹی ایچ کیو ہسپتال کامونکی کو اپ گریڈ کرنے کی بجائے آن لائن کرنے سے مریضوں کی مشکلات میں اضافہ ------------	518
	سرکاری کارروائی	
21۔	مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری (۔۔۔جاری) ------------	519
	سوموار، 27۔جون 2016	
	جلد 22: شمارہ 9	
22۔	ایجنڈا ------------	559
23۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	561
24۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	562
	تحاریک استحقاق	
25۔	سیکرٹری لائیو سٹاک کا معزز ممبر اسمبلی سے بات کرنے سے گریزاں ------------	563
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
26۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب 2016 ------------	565
	گوشوارہ (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	
27۔	منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ برائے سال 17-2016 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا ------------	594

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	آرڈیننس (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	
28۔	آرڈیننس (ترمیم) سول کورٹس پنجاب 2016 -----------	594
	مسودات قانون (جو پیش ہوئے)	
29۔	مسودہ قانون بلڈ ٹرانسفیوژن سیفٹی پنجاب 2016 -----------	595
30۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2016 -----------	595
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
31۔	مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016 -----------	596
	منگل، 28۔ جون 2016	
	جلد 22: شمارہ 10	
32۔	ایجنڈا -----------	621
33۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	623
34۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	624
	تحاریک استحقاق	
35۔	اے ایم ایس چلڈرن ہسپتال لاہور کا معزز ممبر اسمبلی سے نامناسب روّیہ -----------	626
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
36۔	مسودات قانون (ترمیم) امن عامہ کا قیام پنجاب 2016 اور دہشت گردی کے متاثرین شہری (ریلیف و بحالی پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا -----------	627
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
37۔	تحاریک استحقاق برائے سال 14-2013 اور 16-2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	628

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)	
38۔	تحاریک استحقاق نمبر125 بابت سال2015اور نمبر4 بابت سال2016 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کاایوان میں پیش کیاجانا ------------	629
39۔	مسودات قانون(دوسری ترمیم)اینیمل سلاٹر کنٹرول2016اور پنجاب پولٹری پروڈکشن2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹوں کاایوان میں پیش کیاجانا ------------	629
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
40۔	ضمنی بجٹ برائے سال16-2015پر عام بحث ------------	630
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
41۔	نشان زدہ سوالات نمبر3254،3529،3690،4400،6778اور 6950کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	640
42۔	نشان زدہ سوال نمبر3527کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات وتعمیرات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	642
	بحث	
43۔	ضمنی بجٹ برائے سال16-2015پر عام بحث(---جاری) ------------	643
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
44۔	تحاریک التوائے کار نمبر14/237،15/278اور نشان زدہ سوالات نمبر16/2401،16/4437کے بارے مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	676

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
45۔	نشان زدہ سوالات نمبر 626، 6787، 7108، 7109، 7122 اور 7124 کے بارے مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	678
46۔	نشان زدہ سوال نمبر 7051/15 کے بارے مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	679
	بجٹ	
47۔	ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 پر عام بحث (۔۔۔جاری) ------------	680
	بدھ، 29۔ جون 2016	
	جلد 22: شمارہ 11	
48۔	ایجنڈا ------------	713
49۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	719
50۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	720
	تحاریک استحقاق	
51۔	اے ایم ایس چلڈرن ہسپتال لاہور کا معزز ممبر اسمبلی سے نامناسب روّیہ (۔۔۔جاری) ------------	721
	تحاریک التوائے کار	
52۔	ڈی پی او کا تھانہ سٹی پولیس سرگودھا کی ملکیتی دکانوں کا 300 فیصد کرایہ بڑھانے سے تاجروں کو پریشانی کا سامنا ------------	721
53۔	کنگن پور تا گنڈا سنگھ اور پاچیاں تا گوہڑ جاگیر ضلع قصور سڑکات کی غیر معیاری تعمیر ------------	724
	تحاریک استحقاق (۔۔۔جاری)	
54۔	ایس ایچ او تھانہ کروڑ لعل عیسن اور متعلقہ ڈی ایس پی کا معزز ممبر اسمبلی کے گھر کی چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرنا ------------	725

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	خطاب	
55۔	ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 پر وزیر خزانہ کا اختتامی خطاب ------------	729
	سرکاری کارروائی	
56۔	ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ------------	734
57۔	منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 16-2015 ایوان کی میز پر رکھا جانا ------------	773
	پوائنٹ آف آرڈر	
58۔	سپریم کورٹ کے فیصلے کے تحت متاثر ہونے والے ہزاروں پولیس ملازمین کو ریلیف دینے کا مطالبہ ------------	774
59۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------	776
60۔	انڈکس	

405

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 23۔ جون 2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال 17-2016

مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 81 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 1 تا 9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔ ارب 49 کروڑ 12 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 11 تا 50 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8 کروڑ 92 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 51 تا 66 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 78 کروڑ 95 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹامپس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 67 تا 77 ملاحظہ فرمائیں۔

406

مطالبہ نمبر PC21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ارب، 74 کروڑ 22 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 79 تا 102 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10 کروڑ 49 لاکھ 91 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 103 تا 116 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 13 کروڑ 37 لاکھ 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 117 تا 132 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 96 کروڑ 3 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 133 تا 154 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21009	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 16۔ارب 36 کروڑ 48 لاکھ 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 155 تا 321 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21010	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 31۔ارب 99 کروڑ 58 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 339 تا 890 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21011	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 15۔ارب، 15 کروڑ 41 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 891 تا 954 ملاحظہ فرمائیں۔

407

مطالبہ نمبر PC21012	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو9۔ارب93کروڑ59لاکھ95ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے جیل خانہ جات وسزایافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلداول کے صفحات955تا998ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21013	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو88۔ارب63کروڑ6لاکھ69ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلداول کے صفحات999تا1098 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21014	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو15کروڑ90لاکھ69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب گھر" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلداول کے صفحات1099تا1113 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21015	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو61۔ارب27کروڑ36لاکھ18ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلداول کے صفحات1115تا1380 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21016	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو71۔ارب6کروڑ98لاکھ11ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلددوم کے صفحات1تا397ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو12۔ارب83کروڑ56لاکھ23ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلددوم کے صفحات399تا450ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب86کروڑ87لاکھ89ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلددوم کے صفحات451تا581ملاحظہ فرمائیں۔

408

مطالبہ نمبر PC21019

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو59کروڑ93لاکھ85ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلد دوم کے صفحات583تا600 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21020

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو4۔ارب24کروڑ49لاکھ41ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلد دوم کے صفحات601تا730ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21021

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو22کروڑ50لاکھ61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"امداد باہمی " برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلد دوم کے صفحات731تا755ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21022

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب56کروڑ5لاکھ83ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلد دوم کے صفحات757تا817ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21023

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب97کروڑ28لاکھ19ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلد دوم کے صفحات819تا935ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21024

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو4۔ارب10کروڑ،8لاکھ45ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلد دوم کے صفحات937تا985ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21025

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب84کروڑ80لاکھ71ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلد دوم کے صفحات987تا1045 ملاحظہ فرمائیں۔

409

مطالبہ نمبر PC21026

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 33 کروڑ 61 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17–2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17–2016 جلد دوم کے صفحات 1047 تا 1063 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21027

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک۔ارب 55 کروڑ 79 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17–2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17–2016 جلد دوم کے صفحات 1065 تا 1078 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21028

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 28۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17–2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17–2016 جلد دوم کے صفحات 1085 تا 1090 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21029

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 22 کروڑ 32 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17–2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17–2016 جلد دوم کے صفحات 1091 تا 1115 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21030

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 65۔ارب 45 کروڑ 30 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17–2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17–2016 جلد دوم کے صفحات 1117 تا 1123 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21031

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔کھرب 82۔ارب 27 کروڑ 72 لاکھ 96 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17–2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17–2016 جلد دوم کے صفحات 1125 تا 1283 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21032

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 6 کروڑ 89 لاکھ 79 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17–2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17–2016 جلد دوم کے صفحات 1285 تا 1306 ملاحظہ فرمائیں۔

410

مطالبہ نمبر PC13033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 24۔ارب 49 کروڑ 11لاکھ 60ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1307 تا 1328 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13034	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4 کروڑ ایک لاکھ 33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1329 تا 1340 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13035	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1341 تا 1345 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13050	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1369 تا 1373 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC22036	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3۔کھرب 88۔ارب 49کروڑ 80لاکھ 93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 1 تا 1127 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12037	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 45۔ارب 52کروڑ 80لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1 تا 63 ملاحظہ فرمائیں۔

411

مطالبہ نمبر PC12038	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو56کروڑ53لاکھ95ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال17-2016 جلد دوم کے صفحات65تا69ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12040	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو50کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال17-2016 جلد دوم کے صفحات 71 تا73ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو78۔ارب98کروڑ92لاکھ67ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال17-2016 جلد دوم کے صفحات75تا321 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو35۔ارب91کروڑ92لاکھ،45ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال17-2016 جلد دوم کے صفحات323تا 684ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12043	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو15۔ارب52کروڑ95لاکھ93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال17-2016 جلد دوم کے صفحات685تا696ملاحظہ فرمائیں۔

413

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

جمعرات،23۔جون2016

(یوم الخمیس،17۔رمضان المبارک1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ﴿١﴾ ٱلَّذِي جَمَعَ مَالٗا وَعَدَّدَهُۥ ﴿٢﴾
يَحۡسَبُ أَنَّ مَالَهُۥٓ أَخۡلَدَهُۥ ﴿٣﴾ كَلَّاۖ لَيُنۢبَذَنَّ فِي ٱلۡحُطَمَةِ ﴿٤﴾
وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا ٱلۡحُطَمَةُ ﴿٥﴾ نَارُ ٱللَّهِ ٱلۡمُوقَدَةُ ﴿٦﴾ ٱلَّتِي
تَطَّلِعُ عَلَى ٱلۡأَفۡـِٔدَةِ ﴿٧﴾ إِنَّهَا عَلَيۡهِم مُّؤۡصَدَةٞ ﴿٨﴾ فِي
عَمَدٖ مُّمَدَّدَةِۭ ﴿٩﴾

سورۃ الھُمَزۃ آیات 1 تا 9

ہر طعن آمیز اشارتیں کرنے والے چغل خور کی خرابی ہے(1) جو مال جمع کرتا اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے(2) (اور) خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا مؤجب ہوگا(3) ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا(4) اور تم کیا سمجھے حطمہ کیا ہے؟(5) وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے(6) جو دلوں پر جا لپٹے گی(7) (اور) وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے(8) (یعنی آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں(9)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

تاجدار حرم ہو نگاہ لرم
ہم غریبوں کے دن بھی سنور جائیں کے

حامی بے لساں کیا لہے گا جہاں ہم
آپ کے در سے خالی الر جائیں کے

لوئی اپنا ہیں غم کے مارے ہیں ہم
آپ کے در پر فریاد لائے ہیں ہم

ہو نگاہ لرم ورنہ چوکھٹ پہ ہم
آپ کا نام لے لے کے مر جائیں کے

مے لسو آؤ آؤ مدینے چلیں
پسم ساقی لوتر سے پینے چلیں

یاد رلھو الر اٹھ لی اِک نظر
جتنے خالی ہیں سب جام بھر جائیں کے

خوف طوفان ہے بجلیوں کا ہے ڈر
سخت مشلل ہے آقا لدھر جائیں ہم

آپ ہی الر نا لیں کے ہماری خبر
ہم مصیبت کے مارے لدھر جائیں کے

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 20 سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 21 بھی سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جناب امجد صابری کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں نے مذمتی قرارداد بھی جمع کرائی ہوئی ہے۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! ابھی ان کا جنازہ نہیں ہوا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! دعا مغفرت تو کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی نہیں، مناسب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ تیسری تحریک استحقاق نمبر 22 بھی سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 24 جناب عبدالمجید خان نیازی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 25 الحاج محمد الیاس چنیوٹی کی ہے اسے تو پہلے ہی pending کیا ہوا ہے جب وہ آئیں گے تب اسے take up کریں گے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 26 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ جی، امجد علی جاوید!

نشان زدہ سوال نمبر 4923 کے غلط جواب کی فراہمی

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 18۔فروری 2016 کو پنجاب اسمبلی کے اجلاس کے ایجنڈے پر محکمہ محنت وانسانی وسائل سے متعلقہ سوالات تھے جس میں وقفہ سوالات کے دوران میرے نشان زدہ سوال نمبر 4923 کے جواب میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں رجسٹرڈ کارکنان کی تعداد کے حوالے سے محکمہ کی طرف سے ایوان میں غلط جواب فراہم کیا گیا تھا جس پر زیر دستخطی نے محکمہ کی طرف سے جواب غلط دیئے جانے کی نشاندہی کی اور reference کے طور پر محکمہ کی طرف سے گزشتہ چند مہینوں میں محکمہ کے ایک ذمہ دار افسر کی طرف

سے کسی اور فورم پر رجسٹرڈ کارکنان کی بتائی گئی تعداد جو کہ ایوان میں بتائی گئی تعداد سے تقریباً دگنا ہے quote کی اس کے باوجود محکمہ اپنی دی گئی معلومات کی حقانیت پر بضد رہا جس پر میں نے محکمہ سے on the floor of the House اس بات کی assurance چاہی کہ اگر محکمے کا جواب محکمے کے اپنے ریکارڈ سے غلط ثابت کر دوں تو غلط جواب دے کر اس معزز ایوان کی توہین کے مرتکب ذمہ داران کو اس کے consequences کا سامنا کرنا پڑے گا، جو دے دی گئی۔

جناب سپیکر! میں اپنی اس تحریک استحقاق کے ساتھ محکمہ کی طرف سے ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے رجسٹرڈ کارکنان کی تعداد کے حوالے سے ڈائریکٹر ایجوکیشن پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ لاہور کو لکھے گئے خط کی ایک نقل منسلک کر رہا ہوں جس میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں رجسٹرڈ کارکنان کی تعداد 8570 بتائی گئی ہے جبکہ محکمہ نے ایوان میں سوال کے دیئے گئے جواب میں رجسٹرڈ کارکنان کی تعداد 4011 بتائی ہے جس سے محکمہ کا ایوان میں غلط جواب دینا ثابت ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ کے افسران بالا نے ایوان کو غلط معلومات فراہم کر کے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں اور وہ اس سارے معاملے کو دیکھ لے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ دو مہینے میں پیش کی جائے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 28 جناب جمیل حسن خان کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آج اسمبلی میں پارلیمانی کیلنڈر پیش کر دیا گیا ہے۔ پارلیمنٹیرین کا یہ بڑا پرانا مطالبہ تھا کہ ہمیں پورے سال کا کیلنڈر دے دیا جائے کہ کن دنوں میں اسمبلی کا اجلاس ہو گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کو کیلنڈر مل گیا ہے تو اس کو پڑھ لیں اور مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر1073/15 سردار وقاص حسن موکل اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔ یہ پڑھی جاچکی ہے اور اس تحریک التوائے کار کا جواب وزیر زراعت نے دینا ہے جو کہ تشریف رکھتے ہیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1121/15 میاں محمود الرشید کی ہے۔یہ وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب تنویر اسلم ملک سے متعلقہ ہے۔

حکومت کو محکمہ مواصلات و تعمیرات کا دیہی روڈز پروگرام کے تحت زیر تعمیر سڑکوں کو تکمیل کی رپورٹ دینا

(۔۔۔۔جاری)

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب دیہی روڈز پروگرام فیز-I کے تحت پنجاب بھر کے 36 اضلاع میں 2022 کلومیٹر لمبی 251 سڑکوں پر اپریل 2015 میں بیک وقت کام شروع کیا گیا تھا۔ان سڑکوں پر تقریباً 89 فیصد کام ستمبر 2015 تک مکمل کر لیا گیا تھا جبکہ بقایا گیارہ فیصد سڑکوں پر موقع کی مناسبت سے Road Research and Bridge Directorate کی سفارش پر ان سڑکوں کو بہتر کرنے کے لئے scope میں معمولی تبدیلیاں کی گئیں اور تمام کام 30۔نومبر 2015 تک مکمل کر لیا گیا ماسوائے دو سڑکوں کے جن میں جلال پور روڈ تا دریائے چناب براستہ خیر پور ضلع ملتان جہاں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے سیوریج کا کام شروع کر دیا۔اس سڑک کی کل لمبائی 16.12 کلومیٹر ہے جس میں سے 13.43 کلومیٹر لمبائی 30۔ستمبر تک مکمل کر لی گئی اور باقی 2.69 کلومیٹر لمبائی کے کام کو محکمہ پبلک ہیلتھ کے کام کی وجہ سے روک دیا گیا تاکہ سیوریج کا کام مکمل ہونے کے بعد اس سڑک کو تعمیر کیا جائے چونکہ بصورت دیگر اگر سڑک پہلے مکمل کر لی جاتی تو پھر سیوریج کا کام کرنے کے لئے اسے دوبارہ اکھاڑ دیا جاتا جس سے حکومتی خزانے کو نقصان کا اندیشہ تھا۔محکمہ پبلک ہیلتھ نے مورخہ 10۔مئی 2016 کو اپنا کام

مکمل کر لیا ہے۔ محکمہ شاہرات نے سڑک کے اس حصے کی تعمیر کا کام شروع کر دیا ہے جو کہ اس ماہ مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر! دوسری سڑک کشادگی روڈ شیر شاہ بائی پاس والوٹ موڑ ریلوے لائن براستہ پرانا شیر شاہ ضلع ملتان کی لمبائی سات کلو میٹر ہے جو کہ 2015 میں دریائے چناب کے سیلاب میں تین جگہ سے پانی میں ڈوب گئی تھی اس کی تکمیل میں بیس دن کی تاخیر ہوئی۔ یہ سڑک بھی 20۔ دسمبر 2015 کو مکمل کر لی گئی تھی۔ علاوہ ازیں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ خادم اعلیٰ پنجاب دیہی پروگرام کے دوسرے مرحلے میں 154 سڑکوں کی تعمیر بھی آخری مراحل میں ہے۔ ان کی کل لمبائی 1565 کلو میٹر ہے۔ کل لمبائی میں سے 1541 کلو میٹر طویل سڑکات مکمل ہو چکی ہیں۔ ضلع ڈیرہ غازی خان کی ایک سڑک جس کی لمبائی 24 کلو میٹر ہے اس کی منظوری خادم اعلیٰ پنجاب نے علیحدہ سے دی جس پر کام کا آغاز اپریل 2016 میں ہوا۔ سڑک مذکورہ کی تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے اور انشاء اللہ اگست 2016 میں تعمیر سڑک مکمل ہو جائے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: چونکہ اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 35/16 ہے۔ یہ بھی محکمہ ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلقہ ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری ایک بڑی انتہائی ضروری تحریک التوائے کار نمبر 449 ہے۔ مجھے اس کو پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس کو پھر دیکھیں گے اس وقت نہیں۔

سرکاری کارروائی

بحث

مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔ سال 17-2016 کے سالانہ بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 43 ہے۔ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان 43 مطالبات زر میں سے چھ مطالبات زر میں حسب ذیل ترتیب سے کٹوتی کی تحاریک پیش کی جائیں گی۔

1۔ مطالبہ زر نمبر PC-21018 زراعت

2۔ مطالبہ زر نمبر PC-21016 خدمات صحت

3۔ مطالبہ زر نمبر PC-22036 ترقیات

4۔ مطالبہ زر نمبر PC-21013 پولیس

5۔ مطالبہ زر نمبر PC-21015 تعلیم

6۔ مطالبہ زر نمبر PC-21023 متفرق محکمہ جات

کٹوتی کی تحریک کے ذریعے مطالبہ زر پر کارروائی آج شروع ہو کر کل بروز جمعۃ المبارک مورخہ 24۔جون 2016 صبح 00-11 بجے تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔

اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ وہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21018

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب 86 کروڑ 87 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 7-ارب 86 کروڑ 87 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر PC-21018 میں کٹوتی کی تحریک میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب محمد شعیب صدیقی، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب خرم شہزاد، چودھری مونس الٰہی، ڈاکٹر محمد افضل، سردار وقاص حسن مؤکل، محترمہ باسمہ چودھری، چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد ناصر چیمہ، جناب احمد شاہ کھگہ، قاضی احمد سعید، میاں خرم جہانگیر وٹو، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید علی اکبر محمود، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، خواجہ محمد نظام المحمود، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب علی سلمان اور جناب احسن ریاض فتیانہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

SARDAR SHAHAB-UD-DIN KHAN: Mr Speaker! I move:

"That the total Rs. 7, 86, 87, 89,000 on account of Demand No PC-21018 Agriculture be reduced rupee one."

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"7۔ ارب 86 کروڑ 87 لاکھ 89 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 "زراعت" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR AGRICULTURE (Dr. Farrukh Javed): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بجٹ 17-2016 میں حکومت 7۔ارب 86 کروڑ 87 لاکھ 89 ہزار روپے کی approval لینا چاہتی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ سابقہ بجٹ 16-2015 میں جو رقم محکمہ زراعت نے مختص کی تھی اُس میں utilization of funds تقریباً 64 فیصد ہے یعنی 36 فیصد فنڈ utilize نہیں ہو سکے۔ محکمہ زراعت ہمارے صوبے کی ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا ہے اور اس میں اتنے اخراجات رکھ دیئے جاتے ہیں جو اس محکمے سے خرچ نہیں ہوتے۔ اس کو میں کیا کہوں کہ یہ حکومت کی نااہلی ہے یا بیوروکریسی کی نااہلی ہے کہ اتنے بڑے بڑے seed farm بنا دیئے جاتے ہیں مثال کے طور پر میرے ضلع لیّہ میں کروڑ لعل عیسن سیڈ فارم 769 ایکڑ رقبے پر ہے۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اُس 769 ایکڑ سیڈ فارم پر 249 ملازمین ہیں جو تنخواہیں لے رہے ہیں۔ اُسی سیڈ فارم کے بالکل ساتھ ہی میرا رقبہ موجود ہے وزیر زراعت تشریف فرما ہیں میں ان کو دعوت دوں گا کہ مہربانی کر کے ضلع لیّہ میں تشریف لائیں اور کروڑ لعل عیسن سیڈ فارم کو check کریں۔ میں اُس سیڈ فارم کے بالکل ساتھ شوگر کین کی فی ایکڑ پیداوار 1000 سے 1100 من لے رہا ہوں اور ان کا سیڈ فارم جو خود کاشت کرتا ہے وہ 400 سے 500 من فی ایکڑ پیداوار نہیں دے سکتا۔ اس طرح سے بے دریغ خرچہ اور ایک چھوٹے سے ضلع میں اتنی بڑی رقم کا زیاں نہیں ہے تو کیا ہے؟ اسی طرح ان کے فیلڈ اسسٹنٹ اور ای ڈی او، زراعت سے لے کر نیچے تک کسی ملازم کی کوئی ڈیوٹی نہیں ہے۔ وہ غریب کاشتکاروں کے پاس جاتے ہیں اور نہ اُن کو کچھ بتاتے ہیں۔ ان سے تو پرائیویٹ سیکٹر بہتر ہے جیسے لیّہ شوگر ملز ہے یا اور انڈسٹریز ہیں وہ کاشتکار کو ان سے بہتر معلومات فراہم کر رہی ہیں۔ میں دوبارہ بڑے افسوس سے کہوں گا کہ یہ 7۔ارب سے زائد رقم کا انہوں نے جو مطالبہ کیا ہے میرے مطابق یہ پیسے کا زیاں ہے۔ محکمہ زراعت اور سیکرٹری زراعت کو دوبارہ revisit کرنا ہوگا کہ ہم غریب کاشتکاروں کا پیسا بیوروکریسی بے دریغ خرچ کرے اور اُس کا output بھی کچھ نہ ہو تو اُس میں ان کو اتنی رقم کیوں دی جائے؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ راحیلہ انور!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں زراعت پر کیا بات کروں کیونکہ پورا ایوان اس پر بات کرتا بھی آیا ہے اور کرے گا بھی۔ اس وقت سب سے زیادہ خسارے میں ایگریکلچر سیکٹر ہے۔ بات یہ ہے کہ پچھلے بجٹ میں انہوں نے اعلان کیا تھا کہ 10۔ارب روپے محکمہ زراعت کے لئے رکھے گئے ہیں اور 10۔ارب روپے وفاقی حکومت دے گی جو کہ کبھی release ہی نہیں ہوئے۔ پتا نہیں کیا بات ہے کہ ہم کاشتکاروں کو اتنی اہمیت ہی نہیں دی جاتی اور ہمیں کچھ سمجھا ہی نہیں جاتا حالانکہ کاشتکار اس ملک کی معیشت میں ہمیشہ سے سب سے زیادہ role play کرتا آیا ہے کیونکہ زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ حکومت نے اس بجٹ میں کسان package کا اعلان کیا تو اُس میں بھی یہ کہا گیا کہ 100۔ارب روپے کا package ہے۔

جناب سپیکر! میں نے کل بھی اس پر بات کی کہ یہ 50۔ارب روپے کی بات کریں کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ 50۔ارب روپے اگلے سال release ہوں گے تو میرا نہیں خیال کہ 50۔ارب روپے کا package اتنا sufficient ہے کہ ہمارے problems حل ہو سکیں۔ انہوں نے بجلی پر subsidy دی مجھے نہیں پتا کہ یہ تجاویز کون دیتا ہے اور کس طرح سے یہ تجاویز دی جاتی ہیں؟ بہت اچھی بات ہے کہ بجلی پر subsidy دی گئی لیکن پہلے سے جو problem ہے وہ solve کیا جائے کہ ایک غریب کاشتکار جس کی 8ایکڑ 10 ایکڑ یا 12 ایکڑ زمین ہے اُس تک بجلی کیسے پہنچے گی؟ یا تو انہیں یہ initiative دیا جاتا کہ یہ فی کاشتکار اتنے polls allow کرتے کیونکہ کسی زمانے میں یہ تھا کہ ڈیرہ جات کو بجلی دی جاتی تھی اب اُس پر پابندی لگ چکی ہے۔ ابھی ڈیرہ جات پر بجلی نہیں دی جاتی اور 12ایکڑ سے اوپر کا کاشتکار تو شاید برداشت کر سکتا ہو گا کہ وہ polls لگوا سکتا ہو گا حالانکہ اُس کے لئے بھی یہ possible نہیں ہے تو ایک چھوٹا کاشتکار اپنی pocket سے کیسے polls لگوائے گا اور کیسے بجلی لے کر جائے گا؟ اُس subsidy کا کیا فائدہ کہ جس سے کوئی فائدہ ہی نہیں اُٹھا سکتا؟ یا تو چھوٹے کاشتکار کو فائدہ دیا جاتا ہے کہ تم اتنے polls لگا لو تو یہاں پر میری humble request یہ ہے کہ جب یہ subsidies دی جاتی ہیں تو اُس کو جڑ سے پکڑا جائے تاکہ کاشتکار کو واقعی کوئی فائدہ ہو۔

جناب سپیکر! بارانی علاقوں میں 12ایکڑ تک کے کاشتکار کو 30/70 sprinkle system کی ratio سے لگا کر دیا جا رہا ہے۔ آج یہ حالات ہیں کہ جو غریب کاشتکار اپنے گھر کے لئے گندم پوری نہیں کر سکتا تو وہ 70 فیصد کہاں سے دے گا تو میں یہاں بھی ایک بات کروں گی کہ جب حکومت اس طرح کے

proposals بناتی ہے تو kindly یہ تو دیکھے کہ on ground realities کیا ہیں؟ اس سے بہتر یہ نہیں تھا کہ یہ اُن کو 30/70 کی ratio دیتی کہ 70 فیصد حکومت برداشت کرے گی اور 30 فیصد کاشتکار برداشت کرے گا بلکہ اُس سے بہتر تھا کہ حکومت installment پر کاشتکاروں کو دیتی پھر بھی شاید وہ اس سے فائدہ اُٹھا لیتے۔ میں اُس area سے belong کرتی ہوں تو بڑے کاشتکار اس سے ضرور فائدہ اُٹھا سکتے ہیں لیکن وہ بھی بڑی مشکل سے اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں کیونکہ میں بھی اُن کاشتکاروں میں شامل ہوں اور میں نے بھی یہ سسٹم لگوایا ہوا ہے لیکن چھوٹے کاشتکار اس سے فائدہ نہیں اُٹھا رہے اور اصل تو اُن کو فائدہ دینا ہے کہ اس وقت جن کی کمر ٹوٹی ہوئی ہے تو ان کے لئے sprinkle یا drip system ناکارہ ہے کیونکہ وہ 30 فیصد نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر! میری humble request یہ بھی ہے کہ براہ مہربانی ان کو اتنا ضرور accommodate کریں اور ان کے لئے اقساط کر دیں تاکہ وہ کم از کم اس سکیم سے فائدہ اٹھا سکیں۔ وہاں ویسے بھی پانی کی کمی ہے۔ میں تو ہمیشہ ایوان میں یہی بات کرتی ہوں کہ میرا علاقہ اس وقت پانی کے بحران سے دوچار ہے۔ یہ بحران ہر جگہ ہے لیکن ہم لوگوں کی طرف شدید بحران ہے تو اس بحران کا حل کسی نہ کسی صورت حکومتوں نے ہی نکالنا ہے اس کے لئے میری تجویز کو لازماً دیکھا جائے۔

جناب سپیکر! ٹیوب ویلز بجلی، ڈیزل اور پٹرول پر چلتے ہیں۔ ان کی قیمتیں آسمان پر جا رہی ہیں۔ کسان بے چارہ تو ہر حال ہی میں پس رہا ہے۔ وہ کہاں سے تیل لائے اور ٹیوب ویلز چلیں اور بجلی سے کیسے چلیں؟ یہ ٹھیک ہے کہ بجلی کی قیمت میں سبسڈی دے دی گئی لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس سبسڈی کا چھوٹے کاشتکار کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر اس کے پاس بجلی نہیں تو بجلی کا متبادل تیل ہے اور اس کی قیمتیں بھی آپ دیکھ لیں۔ انہوں نے کس طرح کہا ہے کہ ہم کاشتکاروں کو بڑا accommodate کر رہے ہیں اور ان کے لئے بہت کچھ کر رہے ہیں۔ میں یہ کہتی ہوں کہ کاشتکاروں کے لئے کچھ نہیں ہو رہا بلکہ ان کو کھڈے لائن لگایا جا رہا ہے۔ ہم تو کھڈے لائن لگ چکے ہیں کسر تو کوئی نہیں رہ گئی اگر ہے تو بتا دیں۔

جناب سپیکر! ہم سبزیاں درآمد کر رہے ہیں تو کیوں کر رہے ہیں؟ مجھے اس کی وجہ سمجھ نہیں آتی یہ کیسی پالیسی ہے؟ بجائے اس کے کہ ہمیں initiative دیا جائے کہ ہم سبزیاں زیادہ اگائیں اور اپنے ملک میں سبزیاں دیں۔ ہماری سبزیاں تو رُل رہی ہیں۔ آپ آلو کی فصل دیکھیں کہ آج کوئی آلو لینے کو کوئی تیار نہیں ہے۔ آلو گل سڑ جاتا ہے اور پھر پھینک دیا جاتا ہے۔ یہ کس طرح کی پالیسیاں ہیں جو بن

رہی ہیں اور کیوں سبزیاں درآمد ہو رہی ہیں؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ بجائے برآمد کرنے کے ہم سبزیاں درآمد کر رہے ہیں جو ہمارے پاس وافر ہیں۔ان پالیسیوں پر ان کو نظر ثانی کرنی پڑے گی۔

جناب سپیکر! چاول کی فصل دیکھیں۔میں خود ان میں شامل ہوں، ہم لوگ رُل گئے ہیں ہمارا چاول کسی نے نہیں لیا اور جس قیمت پر لیا ہے وہ پورے ایوان کو پتا ہے کہ ہمارے چاول کے ساتھ کیا ہوا ہے۔یہ کیسی پالیسیاں ہیں؟ کیوں کسی کاشتکار کو، کسی زمیندار کو اور کسی ایسے بندے کو بیچ میں بٹھایا نہیں جاتا جو on ground ان کو بتائے کہ اس وقت کاشتکاروں کے کیا حالات ہیں۔اس طرح ہوائی باتیں کر دینا اور اس طرح کہہ دینا کہ ہم نے سبسڈی دی ہے۔ہاں یہ ضرور کہیں کہ فیکٹریاں ایسے چلتی ہیں جو کہ اب ساری بند ہو رہی ہیں کیونکہ ان کا اپنا جو ذریعہ معاش ہے اس پر یہ بات کریں گے تو بہت اچھی کر لیں گے شاید یہ بیٹھ کر تجاویز بھی دے دیں گے لیکن زمینداروں کے لئے یہ کیسے تجاویز دیں گے کیونکہ یہ خود زمیندار نہیں ہیں اس لئے کم از کم اگر حکومت کو خود پتا نہیں تو حکومت میں اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ممبران میں 70 فیصد زمیندار ہیں تو کسی کو تو بٹھا لیا جائے جو ان کو on ground reality تو بتائے کہ زمینداروں کے حالات انہوں نے کیا بنائے ہوئے ہیں اس لئے میں بار بار request کر رہی ہوں کہ on ground realities کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے۔یہاں کہا گیا کہ ٹریکٹر قرعہ اندازی میں ملیں گے لیکن پھر وہی بات آ گئی کہ ٹریکٹر ملے گا۔ ٹریکٹر ہو سکتا ہے کہ 100۔ایکڑ والے کو مل جائے، ہو سکتا ہے کسی کو بھی مل جائے جو آئے گا پیسے دے گا وہ ٹریکٹر لے جائے گا تو پھر چھوٹا کاشتکار کدھر گیا اور کہاں گیا چھوٹا زمیندار، ان کے لئے اس بجٹ میں کیا رکھا گیا ہے؟ ان کے لئے تو کچھ بھی نہیں رکھا گیا۔ بڑا زمیندار ویسے رو رہا ہے کیونکہ بجلی مہنگی، تیل مہنگا اور کھاد بھی مہنگی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بھی زمیندار ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! I know لیکن محکمے والے تو زمیندار نہیں ہیں۔انہوں نے ابھی جو کھاد پر سبسڈی دی ہے تو مجھے صرف یہ بتا دیں اور آپ کے توسط سے میرا اس پورے ایوان سے سوال ہے کہ یہ جو سبسڈی دی جاتی ہے کیا یہ ہم تک پہنچتی ہے؟ یہ کھاد تو بلیک میں فروخت ہو گی۔ یہاں میکانزم یہ ہونا چاہئے کہ اس کا چیک اینڈ بیلنس ہو جو کبھی بھی نہیں ہوا جب بھی سبسڈی دی گئی تو چیزیں بلیک میں فروخت ہوئیں۔ حکومت نے کبھی یہ گوارا نہیں کیا کہ بعد میں چیک اینڈ بیلنس ہو۔ اس کے لئے کوئی ایسا طریق کار ہونا چاہئے کہ زمیندار کو جو سہولت دی گئی ہے وہ ان تک پہنچے۔ آج تک ایسے ہی ہوا کہ جب بھی سبسڈی دی گئی چیزیں بلیک میں فروخت ہونا شروع ہو گئیں۔ ہم کھاد پہلے ہی

مہنگی لے رہے ہیں، اس پر بھی آپ دیکھیں گے کہ ہمیں بلیک میں خریدنی پڑے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہے کہ کھاد وقت پر نہیں ملتی۔ ہم بلیک میں لے کر ڈال لیتے ہیں اس لئے ڈالتے ہیں کہ ہماری فصل کو اس کھاد کی وقت پر ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ہم وقت پر فصل نہیں لگائیں گے تو بھی اور اگر ہم بلیک میں کھاد لے کر ڈالیں گے تو بھی effected کون ہے؟ ہم زمیندار ہیں اس لئے میری یہ بڑی humble submission ہے کہ ہم زمینداروں اور کاشتکاروں کو حقیقت کی نظر سے دیکھیں اور نگاہ کرم کریں۔ آپ انڈیا کے پنجاب کو دیکھیں کہ red basket بنا ہوا ہے اور ہمارے پنجاب کے یہ حالات ہیں کہ ہر بندہ کھڑا ہو کر رو رہا ہے۔ میرے سمیت ہر بندہ رو رہا ہے۔ یہاں جو گنّا لگا رہا ہے وہ بھی رو رہا ہے اور جو گندم لگا رہا ہے وہ بھی رو رہا ہے۔ یہ کس طرح کی زراعت ہے؟ یہ زراعت وہ ہے جس کی مثالیں دنیا میں دی جاتی تھیں، یہ وہی زراعت ہے کہ پاکستان پورے جہان کے لئے ایک مثال تھا کہ یہ ایک زرعی ملک ہے اور یہاں پر کون سی چیز تھی جو پیدا نہیں ہوتی تھی۔ آج ہمارا یہ حال ہے کہ ہم زمیندار روتے پھر رہے ہیں اور منہ چھپاتے پھر رہے ہیں۔ ہم اپنے بچوں کو باہر نکال رہے ہیں اور ہم اپنے بچوں کو زمینداری سے ہٹا رہے ہیں کیونکہ ہمیں پتا ہے کہ فاقے ان کے منتظر ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اتنا کہوں گی کہ انہوں نے جتنی رقم کے پاس کرنے کا کہا ہے تو میرا خیال نہیں کہ اس کو پاس کیا جائے۔ یہ پہلے تو ایسی کوئی solid suggestions لائیں اور solid کام کریں تو پھر میں بھی کہوں گی کہ ان کو یہ رقم دی جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو آپ کو 7- ارب 86 کروڑ دیا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ایک روپیہ کر دو۔ آپ اس سے کیا کریں گے؟ مجھے بتائیں۔ جی، جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ محکمہ زراعت کی کارکردگی کی بناء پر اس کو ختم کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات تو کوئی بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ پیسا جو یہ مانگ رہے ہیں۔ یہ بھی کسی پُل پر لگا دیں جہاں سریا بکے، کسی میٹرو بس یا اورنج لائن ٹرین پر لگا دیں یا ہمارے شاہی خاندان کے بزنس میں کہیں لگا دیں تاکہ ان کو فائدہ ہو کیونکہ اس پیسے اور محکمہ سے پنجاب کے عوام کو قطعی کوئی فائدہ نہیں بلکہ یہ محکمہ ہمارے لوگوں اور زمینداروں کے لئے عذاب بنا ہوا ہے۔ آپ نے پچھلے دنوں دیکھا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے باہر زمیندار آئے ہوئے تھے۔ وہ بے چارے کس طرح رو رہے تھے اور پیٹ رہے تھے۔ ان کے ساتھ کیا

زیادتی ہورہی تھی کیا آپ نے اس کو کبھی دیکھا ہے؟ محکمہ زراعت جیسا نکما محکمہ پورے پاکستان میں شاید اور کوئی نہ ہو۔ یہ بجائے سہولیات دینے کے زراعت پیشہ لوگوں کے لئے مسائل پیدا کرتا ہے اور ان کے لئے رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔ یہ محکمہ ان کے اپنے لوگوں کے لئے کمائی کا ذریعہ بنا ہوا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ 7۔ارب روپیہ جو ہم انہیں دے رہے ہیں وہ دینے کے بجائے ان سے لینا چاہئے جو ground کے حالات ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تو وہ بھی نہیں لیتے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ان سے لینا چاہئے۔ یہ تو پیسے کماتے ہیں۔ آپ باردانہ کو دیکھ لیں اس میں کیا ہوا ہے؟ آپ نے جو ملازمین رکھے ہوئے ہیں انہوں نے کسانوں کی زندگی عذاب بنائی ہوئی ہے۔ آپ کیا اس ایوان میں کبھی کوئی ایسی قرارداد لائے ہیں جس میں کسانوں اور زراعت پیشہ لوگوں کو ریلیف ملے۔ آپ کے انڈیا سے بہت اچھے تعلقات ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ محکمہ ہی بند کردیں اور انڈیا سے ہر چیز import کرنا شروع کردیں کیونکہ ان کی زراعت بہت اچھی ہے۔ آپ نے اپنے ملک کی زراعت خود خراب اور خود تباہ کردی ہے۔ میری گزارش ہے کہ ان لوگوں پر 7۔ارب روپے ضائع نہ کریں اور یہ کسی میٹرو بس، اورنج لائن ٹرین یا کسی کارخانے پر لگادیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سردار وقاص حسن موکل!

سردار وقاص حسن موکل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات محکمہ ایگریکلچر نے جو پیسے مانگے ہیں اس سے شروع کروں گا تو ایک عام کاروباری نقطہ نظر سے دیکھا جائے کہ اگر اتنے پیسے دو گے تو آپ کو اس بدلے میں کیا ملے گا؟ تو میں یہ سوچنے اور سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ 7۔ارب روپے لگا کر اگلے سال زراعت میں کیا گل کھلیں گے؟ جیسا کہ پچھلے سال میں بھی کھلے ہیں۔ میرے خیال میں محکمہ ایگریکلچر کے 200 یا 2000 جتنے بھی افسران یا ملازم ہیں ان کے علاوہ پورا پنجاب اس بات پر اتفاق کرتا ہے کہ زراعت کا محکمہ پچھلے سال میں ذلیل ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! کیا ہو گیا ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! کسان ذلیل ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کے الفاظ سمجھ نہیں آئے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ اس ایوان کی اس نکتہ پر ہی sense لے لیں کہ یہاں پر تمام معزز ایم پی ایز بیٹھے ہیں کیا یہ میری بات سے اتفاق کرتے ہیں یا نہیں؟ گندم، چاول، آلو، مکئی، گنّا اور ہر جنس کا لگانے والا کسان پچھلا پورا ایک سال در در کی ٹھوکریں کھاتا رہا ہے اور اب ہم ان کو 7-ارب روپے کا ایک اور نیا جام دکھانے جارہے ہیں، کیا دکھانے جارہے ہیں؟ میں تھوڑی سی آپ کے سامنے گزارش گوش گزار کروں گا یہ وائٹ پیپر بجٹ پر ہے۔

> Production Centre, Agriculture. Agriculture is the mainstream of our economy although Punjab economy has witnessed of considerable diversification.

over the years however agriculture پتا نہیں کہاں پر ہے؟

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ زیادہ لاہور میں رہتے ہیں یا گھر بھی جاتے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! فنڈ تے ہیگے نہیں جاکے لوکاں دیاں منتاں ای کرنیاں نیں ایتھے ای رہنے آں۔ میں مختصراً یہ کہوں گا کہ اس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ 43.5 فیصد آبادی کو زراعت روزگار مہیا کرتا ہے، جس میں 61 فیصد دیہاتی لوگ ہیں یہ اتنا بڑا سیکٹر ہے۔ اس میں وزیراعلیٰ کا وژن بھی آیا ہے لیکن جو سب سے کمال بات ہے وہ میں پڑھ کر سناؤں گا کہ 2015-16 میں 10-ارب روپے 16 ongoing and 17 new development schemes کے لئے رکھے گئے ہیں میں اس کی اردو میں تشریح کر رہا ہوں کہ total outlay میں سے 2.5 billion have been diverted to Orange Line Train زراعت اور اورنج لائن ٹرین کی بات کیوں نہ کی جائے؟ اگر بات ہوتی ہے تو آگے سے تبصرہ شروع ہو جاتا ہے، خود لکھا اور مانا جارہا ہے کہ پنجاب کی 43 فیصد غریب عوام کو زراعت سے روزگار ملتا ہے۔ 61 فیصد رہائشی دیہاتوں میں ہی رہنے والے ہیں۔ 10-ارب روپے میں سے 2.5-ارب روپیہ اورنج لائن ٹرین میں چلا گیا اور کوئی محکمہ نہیں تھا۔ یہاں ہم لوگوں کو کھانے کے لالے پڑے ہوئے ہیں، لوگ مر رہے ہیں، کوئی پرسان حال نہیں ہے اور اگر آپ نے پیسے نکالنے ہیں تو کیا ایگریکلچر سے ہی نکالنے ہیں اور اب آپ 7-ارب روپیہ مانگ رہے ہیں۔ مطلب انسانیت بھی کوئی چیز ہوتی ہے کہ آپ کھانے پینے والی چیزوں سے پیسے نکال رہے ہیں، کچھ تو خدا کا خوف کریں۔ آپ کسی اور محکمے سے بھی اگر پیسے نکالیں گے تو وہ بھی اتنا بڑا ہی ظلم ہو گا لیکن آپ ایگریکلچر

سے پیسے نکال رہے ہیں اور آپ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ اس پر justification دیں۔ آگے چلتے ہیں، انہوں نے اپنی پچھلے سال کی achievements لکھی ہیں تو میرا سوال یہ ہے کہ اس کے اگلے پیرا میں ایک اور شاہکار لکھا ہوا ہے جس پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

Establishment of Soil and Water Testing Lab at Chiniot and Nankana Sahib Construction of Girls' Hostel for ten thousand students at UAF

تو یہ کون سی UAF ہے کہ جہاں پر ایک ہزار لڑکیوں کا ہاسٹل ہے؟ میرے خیال میں پنجاب یونیورسٹی میں شاید ایک ہزار ٹوٹل students نہ ہوں گے۔

جناب سپیکر: Please درمیان میں interrupt نہ کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پیسے لگا رہے ہیں تو یہ ایک ہزار کا نمبر میری سمجھ سے تو باہر ہے یہ بھی ہم 7- ارب روپے میں لے رہے ہیں۔ آگے چلتے ہیں، یہاں پر لکھا گیا ہے کہ ہم کیا کریں گے؟ پوٹھوہار کو Olive Valley بنا لیں گے۔ میرا سوال یہ ہے کہ باقی جو ہماری اجناس ہیں ان کے ساتھ ہم نے کیا کر لیا ہے؟ پوٹھوہار کو Olive Valley بنائیں سو بسم اللہ بنائیں لیکن میرا سوال یہ ہے کہ ایگریکلچر سیکٹر میں آپ نے ابھی تک پچھلے سال میں کیا کارکردگی دکھائی ہے؟ کل بھی میں نے بات کی کہ یہ چیز certified ہے کہ 12 لاکھ شاید کسان ہیں، 6 لاکھ کو آپ android phone دے رہے ہیں کس لئے کہ جناب وہ موسم کا حال بتائے گا۔ ہر گھنٹے بعد ہر نیوز چینل کے آخر میں موسم کا حال بتایا جاتا ہے تو ہمیں صرف یہ بتانے کے لئے اربوں روپے لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ کسان چار بجے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا ہوا موسم کا حال پڑھ رہا ہو گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ جو سروس دی جائے گی یہ مفت ہو گی، یہاں پر مفت میں تو کوئی چپیڑ نہیں مارتا اور آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ سروسز لیں گے۔ یہ صرف اور صرف پرائیویٹ کمپنیوں کے ساتھ مک مکا کیا جا رہا ہے کہ تہاڈے اسیں فون ویچاں گے تو تہاڈا کم چلدا رہوے گا۔ وہ کون سے موسم کا حال بتائیں گے؟ وہ زمیندار ہی کس بات کا ہے جس کو یہ نہیں پتا کہ سورج نکلے گا تو دھوپ آئے گی۔ کس کو نہیں پتا کہ کس وقت فصل لگانی ہے، کون سی اگیتری فصل ہے اور کون سی پچھیتری فصل ہے، یہ تو ان کی نسلوں کا کام ہے؟ اگر کوئی شہری بابو چلا جائے تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ جناب اس کو نہیں پتا کہ 15- نومبر کو گندم کی بیجائی ہونی ہے، فروری میں گنا لگنا ہے اور تین ماہ بعد مکئی کی

فصل ہے۔ وہ بابو چلو کتابوں سے پڑھ لے گا تو سمجھ جائے گا۔60۔ارب روپے میں ہم لُٹا کیا رہے ہیں؟ مجھے محکمہ یہ اپنی achievements ثابت کر کے بتادے۔ آخر میں پانی پر بات کروں گا جو کہ سب سے زیادہ ضروری چیز ہے اس میں وہ بھی achievement لکھی ہوئی ہے وہ بھی میں پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! صفحہ نمبر تو بتادیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ صفحہ نمبر 66 ہے۔ ایگریکلچر میں ایک ہی صفحہ ہے اور اس میں بہت زیادہ تعریفیں نہیں لکھی ہوئیں۔ اس کا second para ہے کہ:

Optimizing water course conveyance efficiency through enhancing lining length.

پورے پنجاب میں یہ بات میں پوری ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ جہاں جہاں پر ششماہی نہریں ہیں اور جہاں جہاں پر ٹیل کا پانی ہے وہ پانی پورا ہی نہیں ہوتا۔ انہوں نے ایک سکیم شروع کی ہے جس کے تحت یہ کھالہ جات پکے کر رہے ہیں۔ یہ بالکل 75 فیصد لیتے ہیں اور 25 فیصد لیتے ہیں۔ اگر نہر کا water course ٹھیک نہیں ہے تو یہ کھالوں میں پانی کدھر سے جائے گا، کیا وہاں پر جن بیٹھے ہوئے ہیں جو ادھر کا پانی نکال کر آگے بڑھادیں گے؟ ضلع قصور کا 300 کیوسک پانی کم ہے اور آج تک کسی نے مطالبہ نہیں کیا تو میں آپ سے دوبارہ پھر اس بجٹ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ضلع قصور کا پانی ہی پورا کروادیں وہ تو آپ کا اپنا ضلع ہے۔ Water course کی اگر میں بات کروں گا تو اپوزیشن بھی آجائے گی پتا نہیں آپ کی طرف ہوگا یا نہیں ہوگا۔ میرے حلقے میں پانچ minors ہیں اگر ایک بھی minor کا یہ ثابت کر دیا جائے کہ اس کی لائننگ پکی ہے تو میں آپ کا دین دار ہوں۔ کیا وہاں پر کسان نہیں رہتے ہیں؟ 7۔ارب روپے میں سے بتائیں کہ ضلع قصور میرے حلقے کے لئے کتنے پیسے ہیں اور یہ پیسا کدھر جارہا ہے؟ Android phones میں، سموں میں یا ایک ہزار لڑکیوں کے ہاسٹل میں جارہا ہے یا اس کے ساتھ وہی ہونا ہے جو کہ ہر سال ہوتا آیا ہے کہ 7۔ارب روپے میں سے اگلے سال کے آخر میں ایک اور پیپر آجائے گا کہ 5 بلین روپے ہم نے پھر اورنج لائن ٹرین کو دے دیئے ہیں۔ غریب کے منہ سے نوالہ چھین کر اورنج لائن ٹرین کی بات ہوتی ہے۔ اورنج لائن ٹرین بنے بالکل بنے 100 فیصد بنے ہمارے ملک کی چیز ہے یہ بالکل بننی چاہئے میں اس کے پیچھے 100 فیصد کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! یہ آپ اپوزیشن لیڈر سے بھی پوچھ لیں کہیں ایسے کام نہ خراب ہو۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! وہ ان کا اپنا حق ہے، وہ اپنا حق رکھتے ہیں کہ وہ اس بات کی تائید کریں یا نہ کریں لیکن میرا سوال صرف اتنا ہے کہ جب پہننے کے لئے کپڑے نہ ہوں تو خواب ہم تخت وتاج کے دیکھیں تو پھر یہ زیادتی ہے۔ یہ ہم کس دُنیا میں رہ رہے ہیں۔ ایگریکلچر سب سے زیادہ اہم ہے جو کہ یہ خود بھی مانتے ہیں لیکن کارکردگی صفر ہے تو میں بالکل اس کی مخالفت کرتا ہوں میں تو کہتا ہوں کہ یہ ایک روپیہ بھی نہ دیں یہ کسی بہتر کام میں لگالیں یا کسی کو خیرات کر دیں اس سے شاید کوئی بہتری آجائے لیکن ایگریکلچر کے بارے میں کوئی ایسی چیز اس میں نہیں لکھی ہوئی جس سے کسان کو آنے والے سال میں یہ امید ہو کہ میرا یہ سال پچھلے سال سے بہتر گزرے گا۔

جناب سپیکر: .Next hope for the good جی، شاہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں زراعت کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا کے ہر شعبے میں ترقی کا رجحان ہوتا ہے اور ہر شعبے کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ترقی کرے۔ الحمدللہ جو ہمارا محکمہ زراعت ہے کیونکہ میں بھی زمیندار ہوں، زراعت سے منسلک ہوں، اس بجٹ کو حکومت کی طرف سے کسان دوست بجٹ قرار دیا گیا ہے۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا کسان بالکل ترقی کر رہا ہے، ہماری کپاس کا ریٹ 2007 میں چودھری پرویز الٰہی کے دَور میں پانچ ہزار روپے تھا۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! آج ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے کسان کو کپاس کا ریٹ پانچ ہزار کی بجائے -/1500 روپے دیا جا رہا ہے یعنی کسان کے محکمے زراعت نے اس دَور میں کیسی ترقی کی ہے۔ اسی طرح 2007 میں دھان کسانوں کو تین ہزار میں فروخت کیا گیا جبکہ آج کے دَور میں وہی دھان -/800 روپے میں دینے پر ہمیں حکومت مجبور کر رہی ہے۔ چودھری پرویز الٰہی کے دَور میں مکئی -/1500 روپے میں کسانوں نے بیچی جبکہ وہی مکئی آج -/750 یا -/850 روپے میں بیچ رہے ہیں اور یہ بات تمام کسان بھائی جانتے ہیں۔ یہ دِل میں فیصلہ کریں کہ میں صحیح کہہ رہا ہوں یا جھوٹ کہہ رہا ہوں۔ کسان کے لئے اس موجودہ حکومت نے یہ ترقی کی ہے جس پر میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ لوگ ترقی کی طرف جاتے ہیں جبکہ یہ ہمارے ریٹ نیچے لے کر جا رہے ہیں۔ اسی طرح چودھری پرویز الٰہی کے دَور میں ہم نے ڈیزل -/38 روپے میں لٹر لیا ہے جو اب -/75 روپے کا ہے۔ ڈی اے پی کھاد -/1500

روپے کی تھی جواب -/2500 روپے میں مل رہی ہے، یوریا کھاد اُس وقت -/700 روپے کی تھی جو آج ہمیں -/1500 روپے میں مل رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بھوک کسان کا گہنا اور زیور ہے جس سے ہمیں ڈرایا نہیں جا سکتا لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسان خوشحال ہے تو پاکستان خوشحال ہے۔ اگر کسان خوشحال نہیں تو پاکستان کی خوشحالی کی کوئی ضمانت نہیں۔ میرا زمیندار طبقہ یہاں بیٹھا ہے جن تک میں آواز پہنچانا چاہتا ہوں کہ زمیندار اس وقت مکئی کے ٹانڈے اور تنکے بیچ کر گزارہ کر رہا ہے۔ آج سے دس سال پہلے زمیندار ٹانڈے بیچتا تھا اور نہ تنکے بیچتا تھا بلکہ وہ لوگوں کو جلانے کے لئے مفت دیتا تھا جبکہ آج کسان کپاس کی چھڑیاں بیچ رہا ہے۔ جو یہاں زمیندار بیٹھے ہیں وہ دل میں فیصلہ کریں کہ دس سال پہلے کیا چھڑیاں بکتی تھیں، نہیں لیکن اب بھوک کے مارے یہ بھی بیچ رہے ہیں۔ دھان کی پرالی جسے ہم غریب لوگوں کو مفت دے دیتے تھے وہ بھی ہم بیچ رہے ہیں اور اپنے درخت بیچ رہے ہیں یعنی اپنا پورا زیور بیچ رہے ہیں لہٰذا ہمیں کسانوں کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ یہ ہمارا زرعی ملک ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ کھیتی باڑی عین عبادت ہے جس سے بڑھ کر بڑا ثواب کوئی نہیں ہے لیکن اس کو آزمایا نہ جائے بلکہ ہمیں ہمارا حصہ دیا جائے۔ ہماری فصلوں کی انشورنس کی جائے کیونکہ جب بھی کوئی عذاب آتا ہے تو کسان کے اوپر آتا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں 100۔ارب روپے کے package کا اعلان کیا گیا ہے جو بہت کم ہے اس لئے اس کو مزید بڑھانا چاہئے۔ تمام زمیندار قرض دار ہیں اور تقریباً ہر بنک میں ان کا قرض کا سلسلہ چلتا رہتا ہے لہٰذا package کے حوالے سے میں یہ تجویز دوں گا کہ یہ سیدھا ان کے کھاتے میں جانا چاہئے بجائے اس کے کہ پٹواری اور تحصیلدار کھا جائیں اور کسانوں تک یہ پہنچ ہی نہ سکے۔ میں اب پانی کی طرف آتا ہوں کہ نہروں کے پانی کا یہ حال ہے کہ ہماری نہریں ششماہی اور سالانہ ہیں لیکن چھ ماہ والی نہر کو چھ ماہ پانی ملتا ہے اور نہ ہی سالانہ نہر کو سالانہ پانی ملتا ہے لہٰذا اس کا بھی بندوبست کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ بڑی مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم نے یہ جو کٹوتی کی تحریک دی ہے بنیادی طور پر اس کا مقصد حکومت کو باور کرانا ہے کہ ہمارا صوبہ ایک زرعی صوبہ ہے اور یقیناً حکومت کو اس بات کی آگہی حاصل ہے لیکن حکومت کی priorities میں یہ چیز نہیں آتی کہ وہ ایگریکلچر کو top priority پر رکھیں۔ اس صوبے کا ہمارا 80 فیصد کسان بے حال ہے لیکن اس دفعہ حکومت نے کچھ آنکھ ایسی دکھائی ہے

جیسے کہتے ہیں کہ مل ملا کر ایسا بجٹ پیش کر دیا ہے اور ایسا سلسلہ دکھایا ہے جس سے نظر آئے کہ کسان کو package دیا جا رہا ہے حالانکہ اس package کو بھی دو سال پر لے گئے ہیں جس کا آدھا حصہ اس سال اور آدھا حصہ اگلے مالی سال میں لگے گا اس طرح کسان کے مسائل حل ہونے والے نہیں ہیں۔ اگر کسان کی اجناس کی قیمت بڑھائی ہے تو اس کی خریداری بھی ضروری تھی۔ اس سال گندم کے ساتھ جو ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا target پورا کر لیا ہے لیکن بنیادی طور پر دانہ دانہ خریدنے کا target تھا۔ کیا حکومتِ وقت نے گندم کا دانہ دانہ خریدا اور کیا کسان خوشحال ہے جس کی مثال اسی ایوان سے لی جا سکتی ہے کہ اس ایوان میں جب حکومتی ممبران اسمبلی نے بجٹ پر بحث کے دوران تقاریر کیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ معزز ممبران! اگر کسی نے گپ شپ لگانی ہے تو لابی میں تشریف لے جائیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! حکومتی ممبران وزیر خزانہ کو مبارکباد دے کر انہی مسائل پر آتے رہے اور میں بھی ہنستا رہا کہ حکومتی ممبران نے بھی یہ بجٹ مسترد کیا ہے۔ بظاہر وہ کھل کر یہ بات کر نہیں سکتے تھے لیکن دبے الفاظوں میں وہ یہ اظہار کرتے رہے، ہم کسی کی بھی ریکارڈنگ چیک کر سکتے ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں کہ ممبران اسمبلی نے بھی اس بات کو endorse کر دیا ہے کہ حکومت کا یہ بجٹ صرف دکھاوے کا بجٹ ہے۔ کہنے کو ڈویلپمنٹ پروگرام 550۔ ارب روپے کا ہے لیکن دیکھا جائے تو کیا پچھلے سال بھی اس کی utilization ہو سکی تھی؟ انہوں نے اس دفعہ ایگریکلچر کے لئے بجٹ رکھا ہے لیکن کیا پچھلے سال ایگریکلچر کی طرف اس کی utilization ہوئی تھی کیونکہ اس کی 40 فیصد utilization ہی نہیں ہوئی؟ ہم کیوں دکھاوے کے figures رکھتے ہیں جس سے ہم یہ تاثر دے سکیں کہ ہم اس صوبے کی خدمت کر رہے ہیں اور زراعت پر ہماری بڑی توجہ ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ جو بجٹ utilize نہیں کیا وہی بجٹ ہمارا اصل بجٹ تھا۔ اگر اورنج لائن ٹرین اور میٹرو بس پر 200 فیصد utilization ہو سکتی ہے اور اس کے لئے مزید فنڈز مانگے جا سکتے ہیں تو باقی محکموں کے لئے ایسا کیوں نہیں ہے، یہ ایک بڑا سوالیہ نشان ہے؟

جناب سپیکر! ان حکومتی ایوانوں کی توجہ دلانے کے لئے ضروری ہے کہ یہ لوگ سوچیں کیونکہ انہوں نے دو سال کے بعد اسی عوام کے پاس جانا ہے۔ یہ سبز باغ دکھا کر پھر اُن سے ووٹ لیں گے اور شاید ہماری عوام بھی ایسی ہے جو سبز باغوں اور نعروں پر آ جاتی ہے۔ کسی زمانے میں پنکھا جھلنے سے ووٹ

لے لئے تو اس بار اس طرح کا کوئی دوسرا ڈرامہ کر کے اپنا حساب کتاب کر لیں گے۔ وزیر اعلیٰ کو ایویں ای شو باز کہا گیا کہ وہ شو دکھاتے ہیں اور شو دکھا کر ہی اپنے معاملات کو آگے چلاتے ہیں اور وہ چلانے کے ماہر ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No interruption please.

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں تو یہی کہوں گا کہ اُن کو اب وزیر اعظم بن جانا چاہئے کیونکہ شاید ہمارا یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے۔

جناب سپیکر: اللہ وزیر اعظم کو سلامت رکھے اور اُن کو صحت دے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پورے پاکستان کو اسی طرح ہی شو باز کرتے رہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ پارلیمنٹ میں بیٹھ کر ایسی بات کرتے ہیں، آپ کو کچھ خیال کرنا چاہئے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف ہی رہیں گے اور یہ بے چارے روتے ہی رہیں گے۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ۔ بس ٹھیک ہے۔ اب آپ آگے چلیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! زراعت ہمارے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No cross talk, no cross talk.

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! زراعت پر توجہ دینا حکومتی نہیں بلکہ اپوزیشن ممبران کا بھی حق اور حصہ ہے جو ہم اپنے حصے کو مکمل طور پر پورا کر رہے ہیں اور ان لوگوں کو باور کرا رہے ہیں کہ خدارا زرعی شعبہ جو آخری سانس لے رہا ہے اس کو انجکشن دیں اور بہتر کریں۔ کھاد سستی کرنے یا کسانوں کو package دینے سے کچھ نہیں ہوگا۔ انہوں نے پہلے بھی دھان اور کپاس پر پانچ پانچ ہزار روپے کی امدادی رقم دی تھی لیکن کیا اس سے کسان کے آنسو پونچھے جا سکے، کیا کسان کی اس سے بہتری آسکی ہے، بالکل نہیں آئی؟ یہ چیزیں ہیں جن پر انہیں توجہ دینی ہوگی لیکن انہیں کون سمجھائے اور کون دکھائے۔ آئینہ دکھاتے ہیں تو برا مان جاتے ہیں اور جب یہ برا مانتے ہیں تو ہمارے پاس کون سی ایسی طاقت ہے کہ ہم انہیں سمجھا سکیں۔ اپوزیشن تو minority ہوتی ہے اور majority والوں کو سوچنا چاہئے کہ عوام نے پچھلے الیکشن میں انہیں بہت بڑی ذمہ داری دی ہے اور دو تہائی اکثریت سے ان ایوانوں میں انہیں بھیجا ہے۔ خدارا اس کسان کے لئے کچھ بہتر سوچیں اور صرف ان packages سے نہیں، سستی بجلی تو انہیں

ملے گی جن کے پاس زرعی کنکشن ہو گا۔ کیا صوبے کے ہر زمیندار اور ہر کسان کے پاس زرعی کنکشن ہے؟ وہ تو واپڈا نہیں دے رہا اور زرعی کنکشن پر واپڈا نے پابندی لگائی ہوئی ہے تو اس بجلی پر سبسڈی دی جا رہی ہے۔ کیا کسان کو سستا ڈیزل دیا جائے گا، کیا کسان کی فصلوں کی انشورنس کی جائے گی؟ کسانوں کی فصلوں کی بہتر پیداوار کے لئے کوآپریٹو سسٹم بنا یا لیا جائے تا کہ انہیں تمام زرعی آلات سستے مل سکیں۔ کسی زمانے میں ہمارا کوآپریٹو سسٹم بڑا مشہور تھا اور اس کی مثالیں دی جاتی تھیں لیکن آج وہ بھی کرپشن کی بھینٹ چڑھ گیا۔

جناب سپیکر! سب سے بُری چیز اس صوبے میں کرپشن ہے جسے جڑ سے اکھاڑنا ہو گا لیکن یہ تو کرپشن پیدا کرنے اور نئے سے نئے طریقے بنانے کے ماہر ہیں۔ کاش کہ انہیں صرف اور صرف اس شعبے پر توجہ دیتے ہوئے یہ احساس ہو جائے کہ صوبے کے عوام نے ان پر اعتماد کیا ہے لیکن صوبہ سے زراعت ختم ہوتی جا رہی ہے اور زمینداروں کی اشک شوئی کرنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ بے چارے بے حال ہیں لیکن ان کے آنسو پونچھنا ہم سب کا فرض ہے۔ مجھے امید ہے کہ میری اس کٹوتی کی تحریک کو منظور کرتے ہوئے آپ حکومت پر یہ باور کروائیں گے کہ حکومت اس پر مزید بہتر طریقے سے کام کرے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب! یہ فرما رہے ہیں کہ اس رقم کو ایک روپیہ کر دیا جائے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے اسے oppose کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، معزز ممبران آپس میں باتیں نہ کریں یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپوزیشن کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت اچھے points raise کئے ہیں اور اس پر بڑی thought provoking and comprehensive بحث ہوئی لیکن میں کٹوتی کی تحریک پر سب کے جواب دینا بھی چاہوں تو شاید اتنا وقت نہ ہو کہ میں ان کے جوابات دے سکوں۔

جناب سپیکر! میں میاں محمد شہباز شریف، ان کی ٹیم اور وزیر خزانہ کو 1681۔ارب روپے سے زائد کا تاریخی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ تاریخی کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ جیسے میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے بات کی ہے کہ ایگریکلچر ان کی priority نہیں ہے تو میں کہتا ہوں کہ جن 5/6 سیکٹرز کو priorities دی گئی ہے۔ agriculture is one of those ان میں

سے ہیلتھ ہے، ایجوکیشن ہے، ایگریکلچر ہے، صاف پانی ہے اور لاء اینڈ آرڈر ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ایگریکلچر کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ پانچ پہلے سیکٹرز میں اسے شامل کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! Production کا سب سے بڑا سیکٹر ہونے کے ناتے ایگریکلچر کا بنیادی مقصد production ہی ہوتا ہے اور کسی بھی ملک کی فوڈ سکیورٹی ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ پر ہی base کرتی ہے۔ الحمدللہ ہم نے یہ فوڈ سکیورٹی آج سے کوئی 15/20 سال پہلے achieve کر لی ہے۔ انہی ہمارے ایگریکلچر کے اداروں ایوب زرعی تحقیقاتی ادارے کے ذریعے ایک انقلاب آیا تھا Maxi Pak کا ایک green revolution آیا تھا late 60s میں جس میں ہماری گندم کی پیداوار دُگنی ہو گئی ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک ہم گندم میں خود کفیل ہیں لیکن اس کے باوجود جیسا کہ میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے بھی بتایا اور ان کی اس بات میں حقیقت ہے کہ ایگریکلچر سیکٹر کو آج بہت سے چیلنجز کا سامنا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ پنجاب کے کاشتکار کو آج میں خوشحال نہیں کہہ سکتا۔ اتنی بھی exaggeration نہیں کہہ سکتا لیکن وہ چیلنجز جو ہمیں اس وقت face کرنے پڑ رہے ہیں، جن کو ہم meet کر رہے ہیں، ان کے لئے بجٹ میں مزید اضافے کی تجویز تو آنی چاہئے تھی کٹوتی کی تحریک نہیں آنی چاہئے تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جن challenges کی میں بات کر رہا ہوں اور جو ہمیں اس وقت درپیش ہیں تو سب سے پہلے تو extreme change in climate ایوان میں بیٹھے معزز ممبران اچھے طریقے سے سمجھتے ہوں گے کہ earth کا ٹمپریچر ایک ڈگری سینٹی گریڈ بڑھ چکا ہے جس کی وجہ سے گلیشئر بھی پگھلتے ہیں، سیلاب بھی آتے ہیں، night temperature بھی raise کرتا ہے اور night ٹمپریچر raise کرنے سے animal اور plant کی respiration بھی بڑھتی ہے، metabolism بڑھتا ہے، energy بھی بڑھتی ہے اور growth کم ہوتی ہے۔ یہ سارے climate related issues ہیں تو ہمیں climate smart agriculture کی طرف جانا ہوگا۔ ہم اس climate change کو reverse تو نہیں کر سکتے adopt ضرور کر سکتے ہیں اس کے ساتھ جس کے لئے ہمارے اس بجٹ میں بہت سی سکیمیں رکھی گئی ہیں۔ ہم اپنے seed sector کو بدلتے ہوئے climate کے حوالے سے بدلتے ہوئے موسمی حالات کے حوالے سے revamp کرنے جا رہے ہیں۔ اس بجٹ میں اس کے لئے 5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں، بائیوٹیکنالوجی ہم multinational کمپنیوں سے حاصل کر رہے ہیں کہ جو ان extreme situations کا مقابلہ کر سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد مارکیٹنگ سسٹم ہے اور اس وقت ایوان میں بیٹھے ہوئے میرے بھائی they are well aware, FAO کی ایک رپورٹ publish ہوئی ہے کہ in coming three years the commodity price, especially grain price will remain depressed. تین سالوں تک یہ جو ابھی مکئی کی بات ہو رہی ہے، گندم کی بات ہو رہی ہے اور رائس کی بات ہو رہی ہے تو یہ آئندہ تینوں انٹرنیشنل guild ہیں، جسے پاکستان بھی face کر رہا ہے، جسے انڈیا بھی face کر رہا ہے اور ہریانہ میں آپ جو دیکھ رہے ہیں کہ وہاں Chaos ہے اور violent قسم کے protest ہوئے ہیں، تھائی لینڈ میں آپ نے دیکھا ہے جو کچھ ہو رہا ہے تو یہ سارا اس grain prices کی وجہ سے ہو رہا ہے اور انٹرنیشنل guild کی وجہ سے ہو رہا ہے تو اس میں پاکستان بھی suffer کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! Energy crisis کا ہمیں بُری طرح سامنا ہے۔ ہماری able visionary اور dynamic leadership نے بجلی کے منصوبے لگائے ہیں جن کا ثمر ہمیں 2018 تک مل جائے گا۔ نہ صرف بجلی کی قلت بہت حد تک کم ہو جائے گی بلکہ اس کے rates بھی کم ہو جائیں گے تو انشاء اللہ اس کے ساتھ بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! Water shortage کی بات ہے تو ایگریکلچر پانی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ پانی ایگریکلچر کے لئے سب سے بڑا input ہے۔ پاکستان میں اس وقت we are water stressed country ایک ہزار کیوبک میٹر per capita اس وقت پانی کی availability ہے اور اگر خدانخواستہ ہم اس سے نیچے آتے ہیں تو پھر ہم water scarce countries کہلائیں گے۔ اس کی بچت کے لئے ہمارے پاس ورلڈ بنک کی assistance سے pipak programme ہے جو کہ پانی کو محفوظ کرنے کا پروگرام ہے۔ 36 بلین روپے سے یہ پروگرام شروع کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! ابھی کسان package کی بات ہوئی ہے تو میاں محمد نواز شریف نے کسانوں کے لئے جو package دیا تھا وہ کسان کی Land holding تھی۔ وقتی طور پر کسان کو کپاس میں اور رائس میں اتنا نقصان ہو چکا تھا کہ اگر حکومت ان کی Land holding نہ کرتی تو خدانخواستہ کسان اس قابل نہیں ہو سکتے تھے کہ وہ گندم کی کاشت کر سکتے، وہ فرٹیلائزر خرید سکتا، وہ بیج خرید سکتا اور وہ بجلی کے بل دے سکتا۔ میاں نواز شریف کے کسان package نے ہی فارمر کو اس قابل بنایا اور ہمارے پنجاب میں اس دفعہ wheat کی ریکارڈ 20 plus billion ton wheat ہوئی ہے bumper crop کا rate 1300 روپے فی من ہے یہ international rates سے کہیں زیادہ ہے جو ہم اپنے فارمر

کو دے رہے ہیں۔ گنّے کی بات ہوئی ہے تو میں گزارش کرتا چلوں کہ گنّے کی نہ صرف پیداوار بڑھی ہے بلکہ اُس کا sucrose content بھی بڑھا ہے، اُس کا وہ sucrose content جو 5 to 7 percent ہوتا تھا اس وقت 10 plus ہے اور ساؤتھ میں میرے خیال میں 11 یا 12 percent sucrose content ہے۔ شوگر کین کی پرائس پنجاب نے دوسرے provinces سے زیادہ دی ہے اگر پنجاب میں 180 روپے ملے ہیں تو سندھ میں فارمر کو 160 روپے ملے ہیں۔ یہاں Android phone کی بڑی باتیں ہوئی ہیں کہ کسان پڑھا لکھا نہیں ہے اُس کو Android phone چلانے کا نہیں پتا موسم کے حالات تو وہ ویسے ہی بتا دیتا ہے اُس کو پتا چل جاتا ہے کہ کل بارش ہونی ہے یا پرسوں بارش ہونی ہے یا چوتھ بارش نہیں ہونی۔

جناب سپیکر! آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ ہر گاؤں میں ایک ماسٹر محمد حسین بیٹھا ہے یا کوئی اور سکول ٹیچر بیٹھا ہے جس کی کریانے کی دکان ہے ساتھ دوائیاں بھی رکھی ہیں وہ نزلہ زکام اور بخار اور انجکشن لگانے کا کام بھی کرتا ہے لیکن ہم پھر بھی شہر میں علاج کروانے کے لئے آتے ہیں تو یہ Android phone وقت کی ضرورت ہے۔ آج ہمیں ماسٹر محمد حسین جو ٹیکہ لگاتا ہے پیناڈول کی گولی دے کر علاج کرتا ہے اس کے باوجود ہمیں شہر کے ہسپتالز میں آنا ہے، جدید ٹیکنالوجی کی طرف آنا ہے، آج ایم آر آئی کا وقت ہے، آج سی ٹی سکین کا وقت ہے اور diagnosis کرنے کا وقت ہے۔ ابھی میرے بھائی کھگہ صاحب نے بات کی تھی کہ شفاف طریقے سے قرضے دیئے جائیں تو اُسی android phone کے through banking system کے ساتھ آپ attach ہوں گے، آپ چیک کر سکیں گے کہ آپ کو کتنا interest free loan مل چکا ہے، کتنا آپ نے pay کرنا ہے، آپ کو موسم کے حالات، آپ کو فصل کے بارے میں advisory، آپ کی سارے connection ایگری کلچر ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ رہیں گے۔ اس کے علاوہ بجلی کی قیمت میں جو کمی کی گئی ہے 5 روپے یونٹ یہ ایک خواب ہوتا تھا کہ کاش کسان کو 5 روپے یونٹ بجلی مل جائے جو میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے پورا کیا ہے۔ آج 5 روپے یونٹ بجلی announce ہو چکی ہے جس میں سے آدھی سبسڈی جی ایس ٹی 7 بلین پنجاب نے pay کرنا ہے اور یہاں میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ صرف پنجاب ہی pay کر رہا ہے اور کوئی province اپنے فارمر کا شیئر pay نہیں کر رہا۔ قرضوں کی اشد ضرورت ہے 80 بلین روپے کے قرضہ جات فارمر کو شفاف طریقے سے دیئے جائیں گے جن کا سارا interest government of Punjab اُٹھائے گی۔ ڈی اے پی کھاد کی بوری 2500 روپے کی ہو گی اور یوریا کھاد 1400 روپے کی بوری ہو گی۔ یہاں ابھی

cooperative کی بات ہوئی ہم اپنے فارمر کے لئے وہ سسٹم بھی شروع کرنے جارہے ہیں cooperative system کے لئے بھی اس بجٹ میں پیسے رکھے گئے ہیں۔ باتیں تو بہت سی کرنے کی ہیں میں درخواست کرتا ہوں یہ جو میں نے معروضات پیش کی ہیں ان کی روشنی میں یہ جو بجٹ میں کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے اس کو مسترد کرکے اس خرچے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں یقین دلاتا ہوں کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ جو ایک ٹیم ورک کی طرح کام کرتا ہے under the table and visionary guidance of Shahbaz Sharif ہم کسان کی welfare کے لئے ہمیشہ کام کرتے رہے گے اور ایگری کلچر ڈیپارٹمنٹ کا اپنے کسان کے نام یہ پیغام ہے۔

ہاں مجھے خبر ہے کہ تیرے خوابوں کو آندھیاں کیسے لوٹتی ہیں
مجھے پتا ہے کہ لہلاتی ہوئی فصل کس کی محنت کا معجزہ ہے
یقین رکھو تمھارے راستے کے سارے کانٹے میں چھانٹ دوں گا
ہے میرا وعدہ کہ اپنے دہکان کو مسکراہٹ میں بانٹ دوں گا

(نعرہائے تحسین)

MR SPEAKER: Thank you. Order please, Order please.

اب سوال یہ ہے کہ

"7۔ارب 86 کروڑ 87 لاکھ 89 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد مطالبہ زر نمبر PC-21018 "زراعت" کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے"۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب 86 کروڑ 87 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21016 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21016

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ

"ایک رقم جو71۔ارب6کروڑ98لاکھ11ہزار روپے سے زائد نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو71۔ارب6کروڑ98لاکھ11ہزار روپے سے زائد نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر21016 میں کٹوتی کی تحریک میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب محمد شعیب صدیقی، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب خرم شہزاد، چوہدری مونس الٰہی، ڈاکٹر محمد افضل، سردار وقاص حسن مؤکل، محترمہ باسمہ چودھری، چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد ناصر چیمہ، جناب احمد شاہ کھگہ، قاضی احمد سعید، میاں خرم جہانگیر وٹو، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید علی اکبر محمود، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، خواجہ محمد نظام المحمود، محترمہ فائزہ

احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب علی سلمان اور جناب احسن ریاض فتیانہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

DR MURAD RAAS: Mr Speaker! I move:

> That the total of rupees seventy one billion sixty nine million eight hundred eleven thousand on account of demand number PC-21016 Health Services be reduced to rupee one.

جناب سپیکر: سوچ لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کر دیں کوئی فائدہ نہیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"71۔ارب6کروڑ98لاکھ11ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبات زر PC-21016"خدمات صحت" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! I oppose

جناب سپیکر: Opposed جی، ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جو ہیلتھ سروسز کا حال ہے، جو ہسپتالوں کا حال ہے ہر سال ہم پیسے بڑھاتے جاتے ہیں یہ پیسے کدھر لگ رہے ہیں میں تو exactly اپنے experiences سے بتاؤں گا جو میرے experiences لاہور کے گورنمنٹ ہسپتالوں میں جاکر ہوئے یہ پچھلے کچھ دنوں کی بات بتاؤں گا زیادہ پیچھے نہیں جاؤں گا۔ سب سے پہلے میں شروع کرتا ہوں جناح ہسپتال میں آج سے exactly ایک ہفتہ پہلے میں گیا مجھے کسی کا فون آیا کہ اُن کو کمرہ نہیں مل رہا sorry بیڈ نہیں مل رہا کمرہ تو بڑی دور کی بات ہے بیڈ نہیں مل رہا میں نے جب جاکر وہاں کے حالات دیکھے جو کہ ہر دفعہ ہی دیکھتا تھا تو وہاں اندر سانس نہیں لیا جارہا تھا۔ میں آپ کو ایک زبردست بات بتاؤں جو مجھے اندر جاکر پتا لگی کیونکہ وہ کسی اور کو اندر جانے نہیں دے رہے تھے میں ایم پی اے تھا اس لئے انہوں نے کہا کہ آپ اندر آجائیں۔ وہاں بسترے خالی تھے۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہیلتھ سے related issue ہے اور یہاں ہیلتھ کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں نہ ایڈوائزر ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میری بہن نے بہت ہی اچھا point اٹھایا ہے ان کا شکریہ۔ یہاں پر تو کوئی بھی نہیں ہے میں پھر کس سے بات کروں، یہاں کون جواب دے گا؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری اور ایڈوائزر صاحب کو یہاں ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: آپ بات کریں وہ آپ کی بات کا جواب دیں گے۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں جواب دوں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ وزیر خزانہ جواب دیں گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ محترمہ وزیر خزانہ جواب نہیں دے سکتیں۔ رولز آف پروسیجر کھولیں اور دیکھیں، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا کون جواب دے گا؟

جناب سپیکر: محترمہ وزیر خزانہ کا نوٹیفکیشن ہوا ہے، آپ کیا کر رہے ہیں؟ اگر آپ نے نہیں بولنا تو میں پھر ویسے ہی تحریک پر ووٹنگ کرا لیتا ہوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہت ہی اچھا پوائنٹ اٹھایا گیا ہے یہ جواب کس نے دینا ہے؟ اس طرح یہ issue ختم نہیں ہونے لگا۔ ٹھیک ہے پھر ہم بیٹھ جاتے ہیں، نہیں بات کرتے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آج بجٹ پر کٹوتی کی تحریک پیش ہو رہی ہے اور ہیلتھ کے پارلیمانی سیکرٹری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحبہ جواب دیں گی، آپ کیا کر رہے ہیں؟ وہ گورنمنٹ کی منسٹر ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ ہو نہیں سکتا۔ وہ فنانس کی منسٹر ہیں، ہیلتھ کا کس طرح جواب دیں گی؟ ہیلتھ کا کوئی تو بندہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہونا چاہئے وہ ہیلتھ منسٹر بھی ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس سال کے تمام سیشن کے اندر فنانس منسٹر نے کبھی بھی ہیلتھ کا کوئی جواب نہیں دیا تو آج وہ کس طرح جواب دے سکتی ہیں؟ محترمہ وزیر خزانہ نے کبھی ہیلتھ کے جواب دیئے ہوں پھر تو میں ان سے بات کر لیتا ہوں انہوں نے آج تک کبھی ہیلتھ کے issues پر جواب نہیں دیئے۔

جناب سپیکر: آپ بات کریں وہ منسٹر صاحبہ ہیں، کوئی بھی منسٹر ہو سکتا ہے، یہ گورنمنٹ ہے All Ministers are government ایسے نہ کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اگر انہوں نے کبھی ہیلتھ کے جواب دیئے ہوں تو میں بات کرتا ہوں لیکن انہوں نے کبھی بھی ہیلتھ کے جواب نہیں دیئے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کبھی جواب نہیں دیئے لیکن وہ منسٹر تو ہیں ناں۔ آپ کی کٹوتی کی تحریک ہے اس کا جواب منسٹر ہی دیں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ on record بات آجائے کہ پارلیمانی سیکرٹری ایوان میں نہیں ہے، ایڈوائزر جواب نہیں دے سکتا اور محکمہ صحت کا کوئی وزیر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ منسٹر صاحبہ ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پھر ڈاکٹر فرخ جاوید نے ایگریکلچر کے جواب کیوں دیئے؟

جناب سپیکر: اس محکمے کا منسٹر تو موجود تھا۔ (شور وغل)

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ڈاکٹر فرخ جاوید نے پھر جواب کیوں دیا فنانس منسٹر صاحبہ کو جواب دینا چاہئے تھا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ کوئی بات ہے، اس طرح بات ہوتی ہے؟ اس محکمے کا کوئی وزیر ہی نہیں رکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میں اس کا جواب منسٹر صاحبہ سے لوں گا وہ جواب دیں گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ہیلتھ کے حالات دیکھ لیں اور اس محکمے کا وزیر ہی نہیں رکھا ہوا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ اسمبلی ہے اور اس کو اسمبلی کی طرح چلائیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ قانون نہ نکالیں۔

جناب سپیکر: آپ کی گورنمنٹ سے کیا مراد ہے؟ گورنمنٹ سے مراد کوئی منسٹر ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ اس گورنمنٹ کی seriousness کا اندازہ لگائیں کہ جس چیز کا رونا اپوزیشن رو رہی ہے اور لوگ بھی رو رہے ہیں کہ عوام کو ہیلتھ کے حوالے سے سہولتیں available نہیں ہیں اور ان کی seriousness دیکھ لیں۔ اگر یہاں پر سریے اور بجری کی بات ہو تو پوری اسمبلی کو آرڈر کر دیا جاتا ہے کہ یہ پاس کرنا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔۔

جناب سپیکر: منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں ناں۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش سن لیں، اُن کی طرف سے بھی جواب آنے دیں آپ ان کی نمائندگی کرتے ہیں آج آپ ہمارے نمائندے ہیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، اپنے آپ کو کنٹرول کریں try to control yourself، آپ کی بڑی مہربانی۔ منسٹر جواب دے سکتے ہیں۔ (شور وغل)

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ دوسری کٹ موشن لے لیں اور اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: ہم فی الحال اس کٹوتی کی تحریک کو pending کرتے ہیں اور دوسری کٹوتی کی تحریک لیتے ہیں۔ اس تحریک کو pending کرتے ہیں اور مطالبہ زر نمبر PC-22036 ترقیات شروع کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-22036 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-22036

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک رقم جو 3 کھرب 88۔ ارب 49 کروڑ 80 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کھرب 88۔ارب 49 کروڑ 80 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر PC-22036 میں کٹوتی کی تحریک میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب محمد شعیب صدیقی، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب خرم شہزاد، چودھری مونس الٰہی، ڈاکٹر محمد افضل، سردار وقاص حسن موکل، محترمہ باسمہ چودھری، چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد ناصر چیمہ، جناب احمد شاہ کھگہ، قاضی احمد سعید، میاں خرم جہانگیر وٹو، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید علی اکبر محمود، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، خواجہ محمد نظام المحمود، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب علی سلمان اور جناب احسن ریاض فتیانہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"3 کھرب 88۔ارب 49 کروڑ 80 لاکھ 93 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-22036 "ترقیات" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"3 کھرب 88-ارب 49 کروڑ 80 لاکھ 93 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-22036 "ترقیات" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PLANNING AND DEVELOPMENT (Malik Ahmad Karim Qaswar Langrial): Mr Speaker! I Oppose it.

جناب سپیکر: انہوں نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال!

میاں محمد اسلم اقبال: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اللھم صل علی سیدنا محمد والہ وعترية بعدد کل معلوم لک استغفراللہ الذی لا الہ الا ھو الحیٰ القیوم واتوب الیہ یا حی یا قیوم۔ "تمام تر تعریفیں اس رب کائنات کے لئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور تمام تر درود پاک اس نبی پاک کے لئے جن کی خاطر یہ جہاں بنایا گیا"۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ گورنمنٹ کی طرف سے یہ جو گرانٹ کی مد میں پیسے دیئے گئے ہم نے اس کو oppose کیا کہ اس کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے تو میں اُن وجوہات کی بنیاد پر بات کروں گا کہ اس کو ایک روپیہ کیوں کر دیا جائے۔ جب حکومتیں کسی بھی شعبہ کے لئے کوئی پیسے رکھتی ہیں وہ پیسے عوام کی محنت کی کمائی کے taxes کی شکل میں ان تک آتے ہیں اس کے مطابق حکومت پھر اس کو جمع تفریق کرکے لوگوں کی ضروریات کے مطابق بجٹ بناتی ہے تاکہ انہیں ان کی محنت کے ثمرات پہنچ سکیں۔ میں نے اس حوالے سے کافی گزارشات آپ کے سامنے رکھنی ہیں اور اپنی اس بات کو جو اپوزیشن کی طرف سے مطالبہ کیا ہے کہ اس کو ایک روپیہ کر دیا جائے یعنی کٹوتی کی تحریک کو justify کرنا ہے۔

جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ کا بڑا لمبا چوڑا اور بڑے فخر کے ساتھ اسمبلی میں ہاتھ اٹھا کر بجٹ کو پڑھا گیا اور کہا گیا کہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے اور ہم اس بجٹ کے اندر اربوں اور کھربوں روپے ڈویلپمنٹ کے لئے رکھ رہے ہیں۔ اس کا صفحہ نمبر 1 اور پوائنٹ نمبر 14 ہے جس میں یہ بات میڈم منسٹر صاحبہ نے بڑے فخر کے ساتھ بیان کی کہ آئندہ مالی سال کے لئے ترقیاتی پروگرام کا حجم 550-ارب روپے ہے اور یہ ترقیاتی پروگرام صوبے میں ماضی کی تمام ترقیاتی پروگراموں میں سے بڑھ کر ہے۔ یہ تقریباً 37.5 فیصد پچھلے پروگرام کی نسبت زیادہ ہے۔

جناب سپیکر! میری پہلی گزارش یہ ہے کہ جو انہیں پہلے پیسے دیئے گئے ہیں اس گورنمنٹ نے اپنے اداروں کے ذریعے ان پیسوں کے ساتھ کیا کیا ہے؟ گڈ گورننس کے بارے میں بڑی باتیں کی جاتی ہیں، کرپشن ختم کرنے کے بارے میں بڑی بڑی باتیں کی جاتی ہیں۔ ہم 1985 سے لے کر آج تک انہی کی یہ باتیں سن رہے ہیں اور ان کی باتیں سنتے سنتے اس نہج تک پہنچ گئے ہیں کہ عوام کا تعلق گورنمنٹ کی پالیسی کے ثمرات سے کوئی نہیں رہا۔ اس کا تعلق صرف حکمرانوں کے ان طبقے سے رہا ہے جو اپنی ذات کے لئے چیزوں کو استعمال کرتے ہیں اور وہ لوگوں کے وسائل کو اپنے ذاتی مفادات کے لئے استعمال کرتے ہیں تاکہ اپنے خزانے بھر لئے جائیں۔ ڈویلپمنٹ بجٹ کے بارے میں، میں یہاں پر بات کرنا چاہوں گا کہ جو ادارے آپ کے ڈویلپمنٹ پر کام کر رہے ہیں جن کے ذریعے آپ فنڈز کو utilize کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کی performance کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ انہوں نے کتنی performance دکھائی ہے، ان کو چیک کیا جا سکے کہ اس ڈویلپمنٹ کی utilization کتنی ہے، کیا وہ تمام utilization proper طریقے سے ہوئی اور اس میں transparency ہے؟ کیا اس میں وہ تمام چیزیں ہیں جس کا نعرہ گورنمنٹ لگاتی ہے کہ اس صوبے سے کرپشن کو zero کر دیں گے یا ختم کر دیں گے تو کیا ایسا ہوا ہے کہ یہ جو گڈ گورننس کا نعرہ لگایا جاتا ہے جو اربوں اور کھربوں کے اشتہارات بجٹ پیش کرنے پر اخبارات میں دیئے جاتے ہیں۔ اگر وزیر اعلیٰ کو چھینک آ جائے تو وہ بھی اخبارات میں بڑے اشتہار کی صورت میں دے دی جاتی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ ان فنڈز کی activities کون چیک کرے گا؟ وہ اس سبز کتاب کے اندر موجود ہے اور اس کو آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کہتے ہیں۔ اس رپورٹ کے اندر وہ تمام چیزیں موجود ہیں جس کے تحت پچھلا سالانہ بجٹ استعمال کرتے رہے ہیں۔ ان کی کارکردگی کیا ہے، ان کی کارکردگی کا پتا اس کتاب سے چلے گا، ان کے جھوٹے دعوے یہ کتاب کھولے گی اور ان کی گڈ گورننس کا پول یہ کتاب کھولے گی۔ ان کی کرپشن کے بھید یہ کتاب کھولے گی، آپ کے total Budget volume کا صرف 2 سے 3 فیصد آڈٹ ہوتا ہے باقی تو آڈٹ ہوتا ہی نہیں کیونکہ اداروں کی capacity نہیں ہے۔ اب اگر 3 اور 4 فیصد آڈٹ ہوا ہے اس کے اندر ہزاروں پیرا جات بنے ہیں اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق observations آئی ہیں تو اس کو بھی دیکھنا پڑے گا۔ یہ کس چیز کا نعرہ لگاتے رہے کہ ہماری گڈ گورننس ہے، ہم نے کرپشن zero کر دی، ایک پراجیکٹ 100۔ارب روپے کا تھا اور اسے 70۔ارب روپے کر دیا ہے وہ کس طرح کیا ہے؟ جس نے 100۔ارب روپے کا بنایا تھا پہلے تو اس کو پکڑیں، اس کو سائیڈ لائن کریں کہ یہ پبلک منی تھی اور آپ نے کس لحاظ سے

اس کو 100- ارب روپے کا بنا دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے تو اس کو پکڑیں اور اس کی نااہلی کو پکڑیں۔ ایک پراجیکٹ کے اندر پہلے پیسے زیادہ رکھتے ہیں، میں اس کی detail آپ کے سامنے لے کر آؤں گا تاکہ اس ایوان اور عوام کو پتا چلے کہ حکومت کا اصلی چہرہ کون سا ہے، "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" یہ کرپشن کے حوالے سے سڑکوں پر جلسے اور جلوس کرتے رہے ہیں اور کہتے رہے ہیں کہ ہم پیٹ سے پیسا نکالیں گے اور سڑکوں پر گھسیٹیں گے۔ اب انہیں کون گھسیٹے گا؟

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 335 آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ 15-2014، ایل ڈی اے بڑا چہیتا ادارہ جس کے اندر اپنے من پسند افراد جونیئر کیڈر کے لگا دیئے گئے اور جن کے ذریعے اربوں اور کھربوں روپے استعمال کئے گئے اور کرپشن کی گئی۔ ایل ڈی اے کا دائرہ کار اس اسمبلی میں بل لا کر بڑھا دیا گیا، لاہور کو سانگلہ ہل، شیخوپورہ اور قصور تک بڑھا دیا گیا۔ اس کی تمام ڈویلپمنٹ اس محکمے کے سپرد کر دی جائیں جس سے لاہور کی چار ڈویلپمنٹ سوسائٹی سبنھالی نہیں جاتیں، جہاں پر جوہر ٹاؤن کی آج تک فائلیں لے کر لوگ سڑکوں پر رُل گئے ہیں وہ سنبھالی نہیں گئیں، جوبلی ٹاؤن کے ایک چھوٹے سے ایریا کے اندر پوری ڈویلپمنٹ ہو کر لوگوں کو پلاٹ نہیں مل سکے اور اس کو پورے آدھے پنجاب کا حصہ دے دیا جائے؟

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 312 لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی unjustified payment without approval of job mix formula. 320.37 Billion یہ اتنی بڑی رقم ہے، 3 فیصد اس محکمے کا آڈٹ ہوا ہے، 97 فیصد آڈٹ تو ہوا ہی نہیں ہے۔ اس 3 فیصد آڈٹ کے اندر ان پر اور اس ترقیاتی سکیم پر کتنا بڑا question mark ہے۔ یہ ترقیاتی سکیم جو مختلف contractors کو دی گئی اس پر question mark ہے؟ اس پر جو آڈٹ کی observation ہے، اس کے مطابق:

> Weak supervisory and financial control resulting unjustified payment of Rupees 19 crore 92 lac 2 thousand 6 rupees.

جناب سپیکر! یعنی کہ میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ ایل ڈی اے سے جوبلی ٹاؤن، جوہر ٹاؤن، اقبال ٹاؤن والی سکیمیں تو سنبھالی نہیں جا رہیں، آپ نے اس کو سارا کچھ دے دیا ہے، محکمہ مواصلات و تعمیرات کو پھر بند کر دیں۔ ہمیشہ سے محکمہ مواصلات و تعمیرات یہ کام کرتا رہا ہے لیکن اس پر آپ کو اعتبار نہیں ہے۔ جب اس محکمہ پر ہی اعتبار نہیں ہے تو اس کو بند کریں، ختم کریں تاکہ آپ ایل ڈی اے کو چلا سکیں۔ ایل ڈی اے میں تو آپ 18 گریڈ کے آفیسر کو 21 گریڈ کی پوسٹ پر لگا دیتے

ہیں۔آپ اس کے ذریعہ سے اس کی موجیں کرواتے ہیں، خود بھی موجیں کرتے ہیں اور اسے بھی کرواتے ہیں۔ موجیں اس لحاظ سے کرواتے ہیں کہ یہ public money ہے، عوام کے پیسے ہیں، آپ کو کیا پرواہے، آنے دو خیر ہے، ہمارے کون سے اپنے ذاتی پیسے ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے بعد صفحہ نمبر 314 پر non recovery of rent پر آ جائیں۔یہ ایک ایل ڈی اے کمپلیکس ہے اس میں 193.49 ملین روپے شامل ہیں۔ مجھے یہ بتانے کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے، اس کی reason یہ ہے کہ جس ادارے کے ذریعے آپ یہ سارا کچھ کر رہے ہیں، یہ ادارہ اورنج لائن ٹرین بھی بنارہاہے، میٹرو بس بھی بنارہاہے، لاہور کے تمام انڈر پاسز بھی بنارہاہے، لاہور کے فلائی اوور بھی بنارہاہے، لاہور کی تمام ڈویلپمنٹ کر رہاہے کیونکہ لاہور کو 2035 میں آپ انٹرنیشنل نقشے پر دیکھنا چاہ رہے ہیں۔اس شہر کو جس شہر میں پینے کے لئے پانی بھی نہیں ہے، جہاں پر ایک گھنٹہ بارش ہو جائے تو کشتی کے ذریعے گزرنا پڑتاہے، اس شہر کو آپ انٹرنیشنل سٹی بنائیں گے۔اس شہر پر پیسے خرچ کریں گے، اس شہر پر بے ترتیب پیسے خرچ کریں گے، اس منصوبے پر پیسے خرچ کریں گے جہاں اب تک اٹھارہ افراد اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔لگتاہے کہ آپ کوئی کہوٹہ ایٹمی پلانٹ بنارہے ہیں کہ جناب "کوئی گل نہیں قوم قربانیاں دے، کہوٹہ ایٹمی پلانٹ بن ریا اے انڈیا نے حملہ کرنا اے تے سانوں مضبوط ہونا چاہیدا اے" ایک اورنج لائن ٹرین کے لئے آپ اتنا کچھ کر رہے ہیں۔یہاں پر بس بھی چل سکتی تھی، اس کے لئے آپ نے 200-ارب روپے کا پراجیکٹ بنادیاہے۔آپ کہتے ہیں 50-ارب روپے کی میٹرو بس بنائی ہے، میں کہتاہوں کہ یہی میٹرو بس ادھر بھی بنالیتے۔اس طرح سے 150-ارب روپے کہیں اور استعمال ہو جاتے۔اس کے پیچھے کہانی کچھ اور ہے، اس کے پیچھے سٹوری اور ہے، آپ اس سٹوری کو دیکھیں، یہ بات زد عام ہے، جب آپ اورنج لائن ٹرین کے پراجیکٹ پر محکمہ کے بندوں سے ملتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ 484 کروڑ روپیہ اس میں سے کمیشن کمائی گئی ہے اور ٹھیکیدار نے دے بھی دی ہے۔اس میں پنجاب بنک کو استعمال کیا جارہاہے، پنجاب بنک کے ذریعے پیسے دلوائے جارہے ہیں، ایکزم بنک سے تو پیسے بعد میں آئیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!اب میں صفحہ نمبر 317 پر آتاہوں، یہ بھی ایل ڈی اے سے متعلقہ ہے، اس کے اندر بھی وہی الفاظ آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے استعمال کئے ہیں۔

Weak supervisory and financial control resulting non recovery of Rupees 74 lac 12 thousand.

جناب سپیکر! اب میں ان سکیموں پر بات کروں گا جو ڈویلپمنٹ سے متعلقہ ہیں۔ میرے حلقہ کے اندر ایک سڑک ایل او ایس بنی ہے، اس کی جب ہم نے opening کی تو اس وقت وہ پراجیکٹ 57 کروڑ روپے کا تھا لیکن اب وہی پراجیکٹ 475 کروڑ روپے کا ہو گیا ہے۔ اس کے متعلق جو کچھ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کہہ رہے ہیں وہ رپورٹ بھی سن لیں۔ ایل او ایس فیروز پور روڈ سے ملتان روڈ تک جو سڑک بنائی گئی ہے اس میں آپ نے overpayment کر دی ہے۔ ابھی میں اس کے ایک حصے کے متعلق بات کر رہا ہوں، اسی روڈ کے باقی حصے بھی ہیں، اس میں آپ نے 24.39 ملین روپے کی overpayment کر دی ہے۔

جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک پراجیکٹ جو 57 کروڑ روپے سے شروع ہوا ہے اس کو آپ 475 کروڑ روپے تک لے گئے ہیں۔ "اس کو کہتے ہیں گڈ گورننس، اس کو کہتے ہیں کرپشن سے پاک منصوبہ جات" اگر اس کو کہتے ہیں تو پھر اناللہ وانا علیہ راجعون۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے اس محکمہ کے حوالے سے بات ہوئی ہے کہ:

Overpayment due to sanction of incorrect rate analysis of Rupees 8.41 Million.

جناب سپیکر! یہ بھی ایل ڈی اے کی کارستانی ہے، ابھی تو میں نے محکمہ ایل ڈی اے پر بات کی ہے، ابھی ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے بھی آنا ہے، ٹیپا نے آنا ہے اور دانش سکول نے بھی آنا ہے۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ آپ نے landmark کے طور پر دانش سکول کے بارے میں بڑے دعوے کئے تھے، آج وہ بھی سن لیں کہ دانش سکول کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ اربوں روپے کی آپ نے اس میں کرپشن کی ہے اور یہ میں اس رپورٹ کے اندر انشاء اللہ بیان کروں گا۔

جناب سپیکر! اب میں صفحہ نمبر 325 کی طرف آتا ہوں، یہی overpayment جس کے متعلق میں نے آپ کو بتایا ہے، رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس میں بھی 22 لاکھ 83 ہزار 688 روپے اس میں بھی دیئے گئے ہیں۔ اب "ٹیپا" کی باری آ گئی ہے جو کہ ایل ڈی اے کا ایک ذیلی ادارہ ہے اور اس ذیلی ادارے میں "پنجابی میں کہتے ہیں کہ انی ڈالی ہوئی ہے" وہ سن لیں کہ کس طرح سے اس نے "انی ڈالی ہوئی ہے"۔ ٹریفک انجینئرنگ پلاننگ ایجنسی جس کو ہم "ٹیپا" بولتے ہیں اس میں صفحہ نمبر 331 پر لکھا ہوا ہے کہ:

Non recovery of imbalance rate Rupees 372.92 Million.

جناب سپیکر! یہ معمولی سی رقم ہے، غریب عوام جو کہ چائے کی پتی پر بھی ٹیکس دیتی ہے، دودھ پر بھی ٹیکس دیتی ہے بلکہ جو ہر چیز پر ہی ٹیکس دیتی ہے، یہ تو ایک چھوٹی سی amount ہے، میرے خیال میں اتنی بڑی amount نہیں ہے، میرے خیال میں اسے تو discuss بھی نہیں ہونا چاہئے تھا۔ یہ non recovery ہے، یہ بات establish ہوئی ہے کہ اس نے غلط کام کیا ہے۔ اس کے بعد میں Construction of Signal Free Junction کی طرف آؤں گا، قینچی، غازی روڈ سڑک کی میں بات کر رہا ہوں۔ سگنل فری کا ایک نیا لفظ آیا ہے، سگنل فری کا یہاں پر مطلب ہے کہ کرپشن کو سگنل فری طریقے سے گزار دو تاکہ کہیں پر بریک نہ لگے اور پتا بھی نہ چلے اور گولی کی طرح چلی جائے، پار ہو جائے اور end میں جس کو ملنی ہے مل جائے۔ اس کو کہتے ہیں سگنل فری منصوبہ جات۔۔۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ "سیلفیاں" بنا رہی ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! انہوں نے "سیلفیاں" بنانی ہیں یا پھر پیسے بنانے ہیں۔

MR SPEAKER: No, no please. Order please.

آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ٹیپا کے متعلق میں بات کر رہا تھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ٹیپا کے حوالے سے میں عرض کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز۔ پھر کل والا کام ہو جائے گا، پھر ٹھیک رہیں گے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 332 پر 11 کروڑ 24 لاکھ 86 ہزار 259 روپے کی بات کی گئی ہے جس کے اندر یہ کہا گیا ہے کہ TEPA نے زیادہ payment کر دی تو اس لئے recovery بنتی ہے لیکن اس نے recovery نہیں کی یہ TEPA کی کارستانی ہے جو آپ کے سامنے بیان کی جا رہی ہے۔ TEPA کی اگلی کارستانی Construction of alternate route to Circular Road from new Azadi Chowk to Masti Gate واقعی حکومت میں بڑی مستی ہے اور اسی مستی کی بناء پر یہاں بھی 73 لاکھ روپے کا زیاں کر دیا گیا ہے۔ کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے غریب عوام کا پیسا ہے انہیں کوئی پروا نہیں ہے۔ آگے پھر وہی signal free منصوبہ اس signal free منصوبے کے تحت یہاں پر صرف 2 کروڑ 55 لاکھ 85 ہزار 141 روپے بھی non recovery کے طور پر 2014-15 کے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ حکومت کو 3 کھرب اور اتنے پیسے دے دیئے جائیں۔ کیا آڈٹ کی

اس کتاب کے مطابق ان کو ایک روپیہ بھی دینا چاہئے؟ ان کو تو ایک ٹکا نہیں دینا چاہئے اور اسمبلی کے پاس آئیں تو انہیں کہنا چاہئے sorry۔

جناب سپیکر! یہ کسٹوڈین نہیں، یہ تو ڈکیتی اور چوری کی مد میں پیسے کما رہے ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ پھر سگنل فری جنکشن قینچی جو لاہور سے باہر کے سرائیکی بیلٹ کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جنہیں ہم جنوبی پنجاب کے لوگ کہتے ہیں وہ بے چارے سن رہے ہوں گے کہ ایک سگنل فری روڈ بننے میں اربوں روپے کی کرپشن ہے تو اس کے لئے بجٹ کتنا رکھا گیا ہوگا؟ یعنی اس بجٹ میں سے یہ کرپشن ہے۔ یہ بھی قینچی کا جنکشن ہے جو خیرا تک ہے اس پر بھی 3.8 ملین روپے لگا دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 336 پر سگنل فری جنکشن قینچی غازی روڈ یہاں پر 37 کروڑ 15 لاکھ روپے، پھر سگنل فری قینچی غازی روڈ یہاں پر بھی محکمے کی کارستانی اور کرپشن سامنے آ گئی اور یہاں پر 2 کروڑ 91 لاکھ 899 روپے کی overpayment کر دی گئی۔ ہم ابھی ڈویلپمنٹ کے اس حصے کو touch کر رہے ہیں جو سکیمیں آپ ایل ڈی اے کے ذریعے execute کروا رہے ہیں، ہم ابھی ان محکمہ جات کی طرف نہیں آ رہے جن کا آپ نے ڈویلپمنٹ کا بجٹ دوسرے محکموں کو بھی دیا ہوا ہے۔ ابھی تو آپ کے چہیتے محکمہ جس کی کرپشن کی ہوا پر بیٹھ کر آپ زور سے پورے پنجاب میں چلتے پھرتے ہیں اس کی بات ہو رہی ہے کہ اس کے اندر دیکھ لیں کہ کیا ہوا ہے؟ پھر آگے سگنل فری جنکشن قرطبہ چوک فیروزپور روڈ سے لاہور یہاں بھی انہوں نے 6 کروڑ 43 لاکھ 7525 روپے کی overpayment کی ہے۔

جناب سپیکر! اب صفحہ نمبر 339 پر construction of alternate route to Circular Road new Azadi Chowk یہاں پر بھی صرف 3 کروڑ 65 لاکھ 7186 روپے کی معمولی سی رقم کی overpayment کی گئی ہے، یہ تو وزیراعلیٰ اپنی جیب سے بھی دے سکتے ہیں۔ پھر آگے سگنل فری قرطبہ چوک ہے آپ اس چیز کو دیکھ لیں اور سارا ایوان دیکھ لے کہ ایک روڈ پر، ایک arched پر کتنی amount کے کتنے paras generate ہوئے ہیں؟ یہاں پر بھی صرف 2 کروڑ 23 لاکھ 9814 روپے overpayment ہوئی ہے۔ کوئی چکر ہی نہیں ہے غریب عوام کے تھوڑے سے پیسے ہیں۔

جناب سپیکر! پھر آگے صفحہ نمبر 342 پر Construction of Signal Free junction قینچی غازی روڈ اور خیرا ہے اس پر بھی تھوڑے سے پیسے ہیں 4 کروڑ 42 لاکھ 40 ہزار 625 روپے overpayment ہوئی اور کچھ نہیں ہوا۔ ٹھیکیدار کو معاف کر دیں بے چارے نے ایسے ہی لے

لی ہو گی، وہاں کے ڈی جی یا TEPA کے انچارج یا کسی ایکسیئن سے بھول چوک ہو گئی ہو گی معاف کر دیں اور یہ رقم پاس کر دیں ایسے ہی اپوزیشن فضول میں لگی ہوئی ہے۔ ان کو پیسے دے دینے چاہئیں تاکہ بے چارے موج کریں۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 343 پر Construction of Signal Free Qainchi آپ اندازہ کر لیں کہ یہ ہو کیا رہا ہے یہ 97 فیصد آڈٹ نہیں بلکہ صرف تین فیصد آڈٹ ہے۔ یہ عوام کے حقوق پر قینچی ہے اور یہ اس کی جیب پر قینچی ہے اور یہاں پر بھی کچھ نہیں ہوا بلکہ صرف 2 کروڑ 68 لاکھ 7925 روپے کی معمولی سی رقم کی overpayment ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! شیخوپورہ میں ہاکی سٹیڈیم بنایا اس میں جو weak supervisory and financial control resulted in undue financial benefit to the contractor میں اس لفظ کو stress کروں گا undue financial benefit to the contractor صرف 10 کروڑ 6 لاکھ 12 ہزار ہے۔ (حزب اختلاف کی طرف سے شیم شیم کی آوازیں)

جناب سپیکر! 10 کروڑ کی کیا حیثیت ہے اتنا کرایہ تے اساں رمضان بازار وچ لگیاں مارکیاں (marquees) دا دے دتا اے، کی ہو گیا اے۔ انہاں دا 72 کروڑ روپیہ بل بنیا اے جب عوام آئے گی تے کم از کم پنج دس پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ اتھے رہے گی۔ کئیاں نے اتھے پھٹیاں تے بستر لائے ای نیں، اتھے ہی سو رہندے نیں اور کہندیں نیں چلو روزہ تے ٹھنڈا لنگے گا گھر تے بجلی ہے نہیں، انڈسٹری میں بجلی نہیں اے اوہ اُتھے ہی بستر پا کے ستے ہوندے نیں۔ اخبارات اور نجی چینلز کی رپورٹ کے مطابق وہاں صرف 72 کروڑ روپیہ لگنا ہے۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 344 پر TEPA کی طرف سے پیرا آیا ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ loss due to sanction of incorrect rate analysis اور وہ صرف 64.36 ملین روپے ہیں یہ کوئی بڑی رقم نہیں ہے دے دی جائے، ان کو معاف کر دی جائے۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 345 اور 346 پر TEPA کی اگلی کارستانی ہے construction of alternate route to Circular Road، سرکلر روڈ اور قینچی کافی آ رہے ہیں اس پر بھی کوئی زیادہ نہیں جو آڈٹ میں لکھا ہے وہ 10 ملین روپے کے قریب ہے یہ بھی اتنی بڑی رقم نہیں ہے۔ اتنے امیر خزانے ہیں ذخائر نکل آئے ہیں پچھلے دنوں لوہے کے خزانے نکلے تھے وزیر اعلیٰ نے ادھر visit کیا اور کہا کہ اب کشکول توڑ دیں گے۔ مجھے بتائیں کہ کیا آپ نے اس میں amount رکھی تھی؟ پہلے آپ کا

کشکول دو میٹر کا تھا اور اب تین سو کلو میٹر کا ہو گیا ہے۔یہ کشکول سیدھا چائنا تک جا رہا ہے۔اب یہ کشکول زیادہ مضبوط بنا ہے جس میں اچھی قسم کا سریا، بجری اور سیمنٹ استعمال کیا گیا ہے۔اب یہ ٹوٹے گا نہیں، انشاء اللہ یہ قوم اسی طرح مانگتی رہے گی اور حکمرانوں کا پیٹ پالتی رہے گی۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر347 پر Construction of Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Road. یہ پھر قینچی آ گیا ہے۔کوئی زیادہ amount نہیں ہے بلکہ صرف 40911348/روپے ہیں۔

جناب سپیکر! آگے صفحہ نمبر348 پر Construction of Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Road اور اس کے اُوپر صرف-/30423361روپے کی کرپشن ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد صفحہ نمبر349 پر Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Road and peripheries. پھر دوبارہ قینچی اور یہاں پر-/30004601روپے کی بد عنوانی ہوئی ہے۔یہ سب کچھ کیا ہے؟ یہ آپ نے public money کا loss کیا ہے۔آپ نے عوام کے پیسوں کا نقصان کیا ہے۔یہ اپوزیشن کی نہیں بلکہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ ہے۔اس کے باوجود آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی ہمارا پیٹ نہیں بھرا اس لئے ہمیں مزید 4کھرب روپے دے دیئے جائیں۔آپ پہلے پچھلا حساب دیں پھر آپ کو مزید پیسے بھی دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر349 پر Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Road and peripheries. اس میں تین کروڑ روپے سے زیادہ کی رقم خُورد بُرد ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد صفحہ نمبر350 پر Undue financial aid to the contractor due to imbalance rate اس میں38.29ملین روپے غلط طور پر دیئے گئے ہیں۔یہ alternative route to the Circular Road from Azadi Chowk to Musti Gate. کا منصوبہ تھا۔پتا نہیں کیا وجہ ہے کہ یہاں پر مستی بڑی ہے اور یہاں پر مستی کا لفظ بار بار آ رہا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال کی آڈیٹر جنرل
کی رپورٹ والی کتاب ڈیسک سے نیچے گر گئی)

جناب سپیکر: اچھا ہوا کہ یہ گر گئی ہے کیونکہ آپ بجٹ کی طرف تو آ نہیں رہے بلکہ صرف یہ آڈٹ رپورٹ پڑھ رہے ہیں۔ یہ کتاب تو اسمبلی میں موجود ہے اور سب اسے پڑھ سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اس رپورٹ کو کیوں نہ پڑھوں، کیا میں لیلا مجنوں، ہیر رانجھا، سسی پنوں یا شیریں فرہاد کی کہانی سُنا رہا ہوں اور کیا یہ کتاب میں نے لکھی ہے؟ یہ اسمبلی کی کتاب ہے اور اسمبلی کی طرف سے ہمیں دی گئی ہے۔ یہ کتاب مجھے اسمبلی کی طرف سے دی گئی تھی اور میں اسے گھر لے کر گیا اور پڑھتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ relevant رہ کر بات کریں۔ آپ تو آڈیٹر جنرل کی آڈٹ رپورٹ پڑھ کر سُنا رہے ہیں۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ بہر حال آپ پڑھتے جائیں۔ ہمیں کیا ہے آپ کا اپنا ہی وقت ضائع ہو گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! تھوڑا سچ بھی سُن لیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس کل گیارہ بجے تک کا وقت ہے اور کل گیارہ بجے میں نے گلوٹین اپلائی کر دینی ہے اس لئے آپ اپنا وقت جیسے مرضی استعمال کریں۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ آپ relevant رہ کر بات کریں۔ میاں صاحب! یہ Audit Paras جس کمیٹی کو refer ہوئے ہیں اس کے آپ بھی ممبر ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب نے ابھی یہ بات آپ کو بتائی ہے۔ ان کی بڑی مہربانی۔ یہ بات سُن لیا کریں انہیں لقمہ دینے کا بڑا شوق ہوتا ہے۔ میں کمیٹی کا ممبر ہوں تو کیا کوئی گناہ کر لیا ہے؟ مجھے اس کمیٹی کا ممبر آپ لوگوں نے ہی بنایا ہے۔ آپ مجھ سے یہ ممبر شپ واپس لے لیں۔ مجھے اس کمیٹی سے نکال دیں۔ آپ مجھے کمیٹی سے تو نکال دیں گے لیکن یہ کتاب تو میرے پاس ہی رہے گی۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کو وہاں سے نکالنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ صرف relevant رہ کر بات کریں۔ اس وقت تک آپ نے بجٹ کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں جس کا ذکر کر رہا ہوں یہ سارا بجٹ ہی ہے۔ صفحہ نمبر 355 پر ٹیپا کے حوالے سے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ ہے۔ یہ Construction of Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Road and peripheries ہے اور اس میں بھی

-/30089391روپے غلط طور پر دیئے گئے ہیں جس کی نشاندہی آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے اپنے Audit para میں کی ہے۔

جناب سپیکر!اسی طرح صفحہ نمبر357پر Construction of Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Roadکا ذکر ہے۔یہاں پر بھی -/19204785روپے غیر قانونی طور پر دیئے گئے۔

جناب سپیکر!اگلا صفحہ نمبر358ہےاس میں over-payment due to high rate of machineryکا ذکر ہے۔یہ ٹھیکہ ٹیپا نے high rateپر الاٹ کیا۔ چونکہ ان کا ٹھیکیدار بہت غریب ہو گیا تھااور انہوں نے کہا کہ اس کو ٹھیک کرنا ہے لہٰذا سڑک کی بجائے انہوں نے ٹھیکیدار کو ٹھیک کر دیا حالانکہ ٹھیکہ تو سڑک ٹھیک کرنے کا دیا گیا تھا لیکن اس رقم سے ٹھیکیدار ٹھیک ہو کر گھر چلا گیااور غریب عوام کے ٹیکسوں کے پیسے ضائع کر دیئے گئے۔یہ بھی alternative route to Circular Road from Ghazi Chowk to Musti Gate.کا منصوبہ ہے۔

جناب سپیکر!آگے صفحہ نمبر359پر-/29118500روپے کی رقم بتائی گئی ہےاور یہ Construction of Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Road and peripheriesکے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد صفحہ نمبر360ہے۔یہ Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Roadکی سکیم ہے۔یہاں پر بھی قریباً-/1399584روپے کی overdue paymentکی گئی ہے۔ محکمہ کا سپروائزری رول کمزور ہونے کی وجہ سے غریب عوام کو یہ ٹیکہ لگا ہے اور عوام کے ٹیکسوں کے پیسے ناجائز طور پر دے دیئے گئے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد صفحہ نمبر361پر 3.14ملین روپے کی non recovery costظاہر کی گئی ہےاور ٹھیکیدار کو ڈویلپمنٹ کی مد میں یہ پیسے دیئے گئے تھے۔آگے صفحہ نمبر362پر unjustified paymentکا ذکر کیا گیا ہے۔آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے کہا کہ آپ اتنی unjustified paymentکر چکے ہیں یعنی 2.56ملین روپے کی payment without the approval of the GMFکی گئی ہے۔یہ بھی ٹیپاکاایک کارنامہ ہے جو کہ یہاں پر بیان کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد rehabilitation and improvement of MM Alam Road from Hussain Chowk to Main Boulevard Gulberg.کا منصوبہ ہے۔اس منصوبے کے لئے محکمہ نے غیر قانونی طور پر ادائیگی کر دی۔اس کاآڈٹ پیرا بنااور اب

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ٹھیکیدار کے پیچھے پیچھے ہے۔ اسمبلی دیکھ رہی ہے گورنمنٹ نے پیسے دے دیئے ہیں۔ کسی ایک افسر کے خلاف حکومت نے اپنے تئیں ایکشن لیا ہے تو وہ بتا دے اور یہاں پر بھی صرف 6 کروڑ 61 لاکھ 47 ہزار 90 روپے ہیں۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 364 پر انہوں نے کہا ہے کہ The Directorate نے Engineering Construction, TEPA ٹھیکیدار کو اپنا کام award کیا اور وہ Construction of Signal Free Junction at Qainchi, Ghazi Road کا ٹھیکہ دار ہے اور اس کی amount بھی صرف 76 لاکھ روپے ہے۔ پھر اسی صفحہ نمبر 364 پر یہی بات کی گئی کہ Construction of Signal Free Junction at Qainchi, Ghazi Road وہ بھی چھوٹی سی amount دی گئی ہے کوئی اتنی بڑی نہیں ہے وہ ایک کروڑ 17 لاکھ 6 ہزار 431 روپے ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد صفحہ نمبر 365 پر انہوں نے پھر ایک amount دی ہے جس کی heading ہے Overpayment due to obligation of higher rate of welding plant Rs. 1.38 million اور یہ amount بھی خوش قسمتی سے Construction of Signal Free Junction at Qainchi, Ghazi Road کے لئے دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم صفحہ نمبر 366 پر آئیں تو اس پر 4 لاکھ 33 ہزار 663 روپے کی یہ amount دی گئی ہے یہ بھی Construction of Signal Free Junction at Qainchi, Ghazi Road ہے۔ اس کے بعد صفحہ نمبر 367 پر TEPA کا نیا کارنامہ اور story وہی پرانی ہے یعنی Signal Free Junction at Qainchi, Ghazi Road کتنی amount آپ کو بتائی جائے کہ یہ بھی Qainchi کی ہے۔ چلیں، اب ہم اس کو تھوڑا سا cut کرتے ہیں اور میں باقی pages نہیں پڑھتا لیکن ایک بڑا من پسند شعبہ جس کی طرف پچھلے تین چار سال سے حکومت کی بہت توجہ ہے جس میں غریب عوام کو پڑھانے کی باتیں ہوتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہماری حکومت دانش سکول بنا رہی ہے تو اُس کے بارے میں بھی تھوڑی سی کارستانی آپ سُن لیں تاکہ عوام کو پتا چلے کہ اُن کے پیسے کے ساتھ ہو کیا رہا ہے؟ ایک دانش سکول کے اندر 200 بچہ پڑھے گا اور اُسی ضلع کے

اندر باقی پانچ ہزار سکول missing facilities کے حوالے سے ایسے ہی پڑے ہوئے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ہم نے 200 بچہ تیار کر لیا ہے۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 521 کے اوپر دانش سکول کے حوالے سے میں یہ بات آپ کے سامنے رکھوں گا تاکہ یہ معزز ایوان اُس کو سُن لے۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر! میں اب اُس پہلو کی طرف آنا چاہ رہا ہوں جس کے اوپر specially Auditor General کی جو رپورٹ ہے اور دانش سکول کے اوپر جو پیسے لگائے گئے ہیں اور اُس سے پہلے بجٹ تقریر کے اندر صفحہ نمبر 8 ہے میں وہ پہلے پڑھنا چاہوں گا تاکہ اس کے تناظر میں ان پیراجات کو ضرور دیکھا جائے تاکہ ہمیں پتا چلے کہ یہاں پر جو بات کی گئی ہے اُن کی reflection حکومت کے اداروں کے ذریعے جب اُس فنڈ کو استعمال کیا گیا تو وہ کس طرح سے ہمارے سامنے آئی تو وہ یہ ہے۔ یہ بجٹ تقریر کا صفحہ نمبر کا پوائنٹ نمبر 23 ہے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ نے فرمایا کہ آج پنجاب کے طول و عرض میں قائم 14 دانش سکول فروغِ تعلیم کے جذبے سے اُس محروم طبقے کے طلباء و طالبات کو جدید معیاری تعلیمی سہولیات فراہم کر رہے ہیں جن کے لئے معیاری تعلیم کا حصول ایک خواب سے کم نہ تھا۔ آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں ضلع بھکر اور تونسہ ضلع ڈی جی خان جیسے دُور دراز پسماندہ علاقوں میں چار مزید دانش سکول قائم کرنے کے لئے 3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے ساتھ ساتھ ٹبہ سلطان پور ضلع وہاڑی میں طلباء وطالبات کے لئے زیر تعمیر دو دانش سکولوں پر تیزی سے کام ہو رہا ہے آج جن پر تیزی سے کام ہو رہا ہے اُن کی رپورٹ میں آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے حکومت کا چہرہ ہمارے سامنے رکھا ہے کہ یہ کس طرح سے پیسے استعمال کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ جو کہہ رہے ہیں اس کی ایف آئی آر درج ہے یا صرف رپورٹ ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ کام ایف آئی آر سے کم تو ہے نہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر کوئی غریب آدمی چوری کرے تو اُس کو آپ اندر کرا دیتے ہیں اور اگر حکمران اربوں کھربوں روپیہ لوٹ کر باہر کے ملکوں میں بھیج دیں تو کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی بات پوری کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے بات شروع کی ہے میں نے تو کی ہی نہیں۔ میں تو سیدھی سیدھی یہ کتاب پڑھ رہا ہوں۔ آپ کی حکومت نے ماڈل ٹاؤن میں 17 بندے مار دیئے وہاں ایف آئی آر نہیں ہوئی تو یہاں کیا ہونی ہے اور آپ خود ہی بات چھیڑ لیتے ہیں میں نے تو نہیں چھیڑی؟ میں صفحہ نمبر 12 کا وہی شعر پڑھ دیتا ہوں جو محترمہ وزیر خزانہ نے پڑھا تھا:

امن ملے تیرے بچوں کو اور انصاف ملے

چاندی جیسا دُودھ ملے اور پانی صاف ملے

جناب سپیکر! یہاں پر پینے کو صاف پانی کیا؟ ماڈل ٹاؤن میں دن دہاڑے 17 قتل ہو گئے اُنہیں آج تک انصاف نہیں ملا تو چاندی ملے، دُودھ ملے تے فلاں ملے تے ڈھکاں ملے، یہ کہاں ملے گا جناب؟

جناب سپیکر! دانش سکول کے ترقیاتی بجٹ کے لئے جو پیسے مانگے گئے ہیں اُس حوالے سے میں عرض کروں گا کہ یہاں پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ 15-2014 کی ہے جو پچھلے سال ہم نے پیسے استعمال کئے ان کی رپورٹ کے مطابق صفحہ نمبر 521 پر ہے کہ ---

جناب سپیکر: بجٹ 17-2016 کا ہے اور آپ رپورٹ 15-2014 کی پڑھ رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ جو پچھلے پیسے مانگ رہے ہیں۔ پچھلے کا حساب دیں گے تو آگے لیں گے۔ یہ کون سی logic ہے۔ Irregular award of work without administrative approval TSC صرف 224 ملین ہے۔ اس میں کیا کیا ہے کہ جو بورڈ آف گورنرز دانش سکول ڈیرہ غازی خان کے حوالے سے ہے وہاں پر اسی پیرا کے اندر مزید breakup دیا گیا ہے اور weak supervisory roles بیان کئے گئے ہیں وہ 21 کروڑ 12 لاکھ روپے کئے گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ:

> Work was allotted to the contractor for the Rupees of 212.336 million without administrative approval TSC and advertising on PPRA website.

اس میں technical sanction نہیں دی گئی اور PPRA Rules کو follow بھی نہیں کیا گیا۔ آپ جب کوئی بڑا منصوبہ کرنے جا رہے ہیں تو لازمی بات ہے کہ آپ پر اس سے زیادہ بڑی ذمہ داری آتی ہے کہ آپ آئین اور قانون کو follow کریں۔ اگر حکومت اس کو follow نہیں کرے گی تو پھر جو اس شہر،

صوبہ یا ملک کا عام شہری ہے وہ اس قانون کو کیا follow کرے گا؟ یہ بہت بڑی amount ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ اور حکومت کی نااہلی کی وجہ سے ان کی طرف پڑی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! دانش سکول جو میانوالی میں دیا گیا ہے اس میں بھی تقریباً 9 کروڑ 55 لاکھ 4 ہزار ایک سو روپیہ کی اسی طرح انہوں نے same violation کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ:

Without open advertisement on the PPRA website and in the print media for fair competition and transparency in violation of the Public Procurement and Financial Rules.

اس کو انہوں نے violate کیا ہے اور جس کی بناء پر عوام کے پیسے کا نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر! یہ دانش سکول کا کہتے ہیں کہ راتوں رات بنا دیں اور باقی سکولوں میں جہاں چار دیواری نہیں، پینے کا پانی نہیں، چھت نہیں، استاد نہیں اور بیٹھنے کو فرنیچر نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ drop out ratio بہت زیادہ ہے۔ یہ تمام چیزیں میرے پاس موجود ہیں جب ایجوکیشن پر بات ہو گی تو میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ اسے بیان کر سکوں۔ جس دانش سکول کے لئے آپ پیسے مانگ رہے ہیں۔ وہاں پر تو کرپشن ہو رہی ہے۔ یہ تو کرپشن کا منبع ہے۔ اس رپورٹ کے صفحہ نمبر 523 پر جاتے ہیں تو اس کے اندر بھی وہ کہتا ہے کہ آپ نے جو راجن پور کے اندر دانش سکول بنایا ہے اس کے اندر آپ نے PPRA Rules کو

Without open advertisement on the PPRA website and the print media for fair competition and transparency in violation of Public Procurement and Financial Rules.

اس کو بھی آپ نے violate کیا۔ آپ نے اتنی بڑی رقم ان کے ذریعے استعمال کرائی ہے۔ خادم اعلیٰ صاحب کے ویسے تو روزانہ کی بنیاد پر میرے خیال میں پانچ دس اشتہار تو آتے ہی ہیں تو یہ بھی چھوٹا سا اشتہار دے دینا تھا تاکہ کم از کم آڈٹ کا منہ تو بند ہو جاتا۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس میں participate کرنا چاہتے تھے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ جو حکم کریں گے تو ہم آپ کے حکم کے تابع ہیں۔ آپ کسٹوڈین ہیں۔ آپ جو کہیں گے ہم آپ کی بات سنیں گے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پھر پنجاب دانش سکول ڈیرہ غازی خان کی payment ہے وہ بھی اسی طرح کی گئی اور کہا گیا کہ weak supervisory and financial control ہے اور irregular payment of Rs. 15,44,323. ہے وہ بھی دانش سکول کی مد میں ضائع ہوئے۔ دانش سکول کا ہم یہ نہیں کہتے کہ نہ بنائیں آپ دانش سکول ضرور بنائیں ہم support کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان سکولوں کو بھی دیکھیں جو اس کے گردونواح میں سہولیات سے محروم ہیں۔

جناب سپیکر: جب ایجوکیشن پر کٹوتی کی تحریک آئے گی تو اس پر بات کریں گے تو آپ اس وقت اس پر بات کیجئے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ڈویلپمنٹ کے پیسوں کی بات کر رہا ہوں۔ آپ تعلیم میں جو ڈویلپمنٹ کر رہے ہیں اس حوالے سے بھی تو بات کرنی ہے۔ صفحہ نمبر 524 پر کہا گیا کہ:

Irregular payment due to the execution of work beyond approved scope Rs. 189.36 million.

جناب سپیکر! یہ تھوڑی سی رقم ہے۔ یہ ڈسٹرکٹ راجن پور میں ہوا، پھر ڈیرہ غازی خان میں ہوا۔ اسی مد میں 189.36 ملین payment کر دی گئی اور ہم نے PPRA اور دوسرے rules کو follow نہیں کیا۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 526 پر بھی دانش سکول کے حوالے سے ہی بات کی جا رہی ہے اور دانش سکول کے جو بورڈ آف گورنرز آپ نے بنائے ہوئے ہیں۔ آپ جس ضلع میں بھی اور جس جگہ پر بھی بورڈ آف گورنرز بناتے ہیں اور ڈی سی او صاحبان جو چیئرمین ہوتے ہیں اور ان میں جو بھی سرکاری افسران ہیں تو میری آپ سے درخواست ہے کہ کم از کم اس کتاب کی بنیاد پر ہم ان سے یہ تو سوال کر سکتے ہیں کہ آپ کے پاس جب اتنا ڈویلپمنٹ کا بجٹ آیا تو آپ نے اس بجٹ کو PPRA Rules اور جو حکومت کی direction ہے اس کو آپ کیوں follow نہیں کر رہے؟ اس کے لئے تو ایک فون کال ہے جو Chief Executive of the Province کی طرف سے محکمہ کے انچارج سیکرٹری یا دوسرے بندے کے ذریعے ان سے جواب طلب کر سکتے ہیں۔ اب ان کی نااہلی کی وجہ سے آپ دیکھ لیں کہ مزید 50 کے قریب پیراجات ہیں جو میں نے پڑھنے ہیں۔

جناب سپیکر! روجھان میں دانش سکول بن رہا ہے تو وہاں کے باقی سکولوں کو بھی ٹھیک کر لیں۔ آپ نے روجھان میں بھی یہ معاملہ کیا اور وہاں پر 6 کروڑ 54 لاکھ ایک ہزار 243 روپے کا گھپلا ہوا اس کو

بھی دیکھا جائے۔اس کے بعد صفحہ نمبر527پر آپ کو دیکھنا پڑے گا کہ ڈیرہ غازی خان کے اندر کیا ہوا ہے۔یہاں پر irregular payment due to non-preparation production of rate analysis Rupee 176.32 million.کا ہوا ہے۔اس میں صرف ڈیرہ غازی خان میں جو measureکی paymentsکی گئی ہے وہ17کروڑ40لاکھ98ہزار روپے ہے۔آڈٹ کہتا ہے کہ یہ غلط کی گئی ہے۔جب آڈٹ یہ کہتا ہے کہ اپریل2014میں irregularityہوئی ہے جو سامنے لائی گئی ہے۔آڈٹ پیرا آگے کیا کہتا ہے کہ میں سپیکر صاحب کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ آڈٹ پیرا والے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کہتے ہیں کہ The authority did not reply

جناب سپیکر!اس سے آگے دانش سکول حافظ آباد ہے وہاں پر بھی13لاکھ 41ہزار997 روپے کا گھپلا کیا گیا ہے۔صفحہ نمبر528پر دانش سکول ڈیرہ غازی خان کی دوبارہ بات ہوئی ہے اس میں Weak supervisory and financial control resulted in undue financial benefit to the contractorٹھیکیدار کو ان ریٹس کی بنیاد پر محکمہ کی ملی بھگت سے جو غیر ضروری آپ نے فائدہ پہنچایا ہے وہ صرف ایک کروڑ63لاکھ روپے ہے۔اسی طرح آپ نے مظفر گڑھ میں دانش سکول کی بنیاد رکھی تو آپ بنیاد رکھتے جا رہے ہیں اور سرکاری افسران آپ کی بنیادوں کو، اس قوم کی بنیادوں کو، اس صوبہ اور اس متعلقہ ڈسٹرکٹ کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں اور آپ اس کی طرف دھیان نہیں کر رہے۔دانش سکول مظفر گڑھ میں ایک کروڑ21لاکھ2ہزار118روپے کا وہاں پر آڈٹ پیرا بنا اور اتھارٹی نے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے کہنے پر بھی آج تک اس کا جواب نہیں دیا، کتنی منہ زوری ہے اس ضلع کی DCO shipکہ وہ متعلقہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان جو ان کی کمیاں کوتاہیاں ان کے سامنے لے کر آ رہا ہے اور وہ ان کو بھی جواب دینے کے لئے سامنے نہیں آ رہی ہے۔اسی طرح دانش سکول فیصل آباد کی بات ہے اس بارے میں جو آڈٹ پیرا آیا ہے اس میں بھی49لاکھ44ہزار روپیہ اسی طرح سے ضائع کیا گیا اور overpaymentکی گئی ہے لیکن اس کے بارے میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔جہاں پر PPRAکے ruleکو followنہیں کیا جا رہا ہے، جہاں پر technical sanctionکے بغیر work awardکر دیا جاتا ہے اور expectیہ کیا جاتا ہے کہ اب کسی کو پتا نہیں چلے گا لیکن اگر وہ صرف اس3فیصد کے شکنجے میں آ ہی گیا ہے تو کم از کم اس3فیصد کے volumeپر ہی عملدرآمد کر لیں اگر97فیصد کا بھی آڈٹ ہو گیا تو پھر کیا ہو گا پھر میرا خیال ہے کہ پورے کے پورے کمرے آڈٹ پیرا سے بھر جائیں گے اور اس کے مطابق چلیں گے اور یہ تو ابھی صرف3فیصد ہے۔حافظ آباد میں34لاکھ

75ہزار روپے کی کنٹریکٹر کو جو payment کی گئی وہ illegal کی گئی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ یہ paras جب ایک دوسری اور تیسری meetings میں discuss ہوتے ہیں تو پھر تین تین، چار چار، پانچ پانچ، چھ چھ اور سات سات سال انہی paras پر بات ہوتی ہے۔ Why not کہ پہلے اس چیز کو دیکھ لیا جائے اور اس کو اچھے انداز میں کر لیا جائے تاکہ گورنمنٹ کا جو اپنا supervisory role بنتا ہے وہ اس کو بہتر انداز میں redefine کرلے اور اس کے مطابق check and balance کو بہتر کر لیا جائے۔ پراجیکٹس ضرور کریں لیکن not at the cost of corruption کہ آپ کرپشن کے لئے ہی سب کچھ کریں۔ یہ بھی بہت زبردست چیز ہے جو کہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہ رہا ہوں۔ ڈی جی خان سے دانش سکول کے حوالے سے کہ جہاں پر 3 کروڑ 11 لاکھ 95 ہزار 437 روپے کا آڈٹ پیرا بن کر آیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہاں پر PPRA کے rule کو follow نہیں کیا گیا اور انہوں نے غلط payment کی ہے non recovery of compensation charges due to non completion of Rs: 18.63 million یہ اتنی بڑی رقم ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی ہمیں دیکھنا چاہئے تھا کہ ڈی جی خان میں جو آپ کا DCO بیٹھا ہوا ہے، حکومتی نمائندہ بیٹھا ہوا ہے، بیوروکریسی بیٹھی ہوئی ہے یا جو بھی آدمی بیٹھا ہوا ہے اس نے بورڈ آف گورنرز کے اندر ان rules کو کیوں follow نہیں کر رہا جس کی وجہ سے اتنی بڑی discrepancy سامنے آئی ہے، یہ کیوں آئی ہے، اس کو کیوں نہیں وہاں پر دیکھا گیا کیا حکومت نے بورڈ آف گورنرز کے جو آدمی ہیں ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا اور ان کو پکڑا ہے؟ ان سے پوچھا ہے کہ حکومت نے جو rules بنائے ہیں ان rules کو follow کرتے ہوئے آپ ہر چیز کریں۔ آپ tendering کریں یا جس کو آپ نے کوئی چیز دینی ہے جو آپ کا scope ہے جو work کا scope ہے اس کے مطابق award work کر رہے ہیں تو ان چیزوں کو آپ کیوں نہیں follow کر رہے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ یہ ایک Performa type بنا کر ان کو ضرور بھیجا جانا چاہئے اور ان سے جواب طلب بھی کرنا چاہئے۔ حافظ آباد میں بھی 69 لاکھ 2 ہزار 48 روپے کا مسئلہ دانش سکول کے حوالے سے آیا ہے جس کا بڑا پرچار کیا جا رہا ہے کہ پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب۔ یہ [**************]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے جو کہ انہوں نے remarks دیئے ہیں کہ دانش سکول کا کرپشن کی طرف ایک قدم ہے لہٰذا یہ آپ کی بات مناسب نہیں ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! صفحہ نمبر534 پر undue financial benefit to contractor۔ آپ دیکھیں کہ جو آڈیٹر کی رپورٹ ہے اس میں وہ جو wording use کرتے ہیں تو اس wording کو finance کی جو بھی terms ہیں ان کے مطابق جب وہ یہ کہہ رہا ہے undue financial benefit to the contractor تو اس چیز کو ضرور دیکھا جائے کہ اس کی مد میں 12.70 ملین روپے اس کو دے دیئے گئے ہیں۔ ان تمام چیزوں کو ہمیں check کرنے اور دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ڈی جی خان کے پیراجات میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ اسی طرح راجن پور میں ایک کروڑ 7 لاکھ 25 ہزار 302 روپے کی زائد payment کی گئی ہے۔

> Irregular payment of the price variation beyond the contingencies Rs 10.26 million

جناب سپیکر! یہاں پر بھی ڈیپارٹمنٹ کا weak supervisory role ہے تو یہاں پر بھی انہوں نے اپنا weak supervisory role دکھایا ہے اور extra payment کی ہے۔ اسی طرح non schedule item کے بارے میں ڈی جی خان دانش سکول کا بورڈ وہاں فنانس ڈیپارٹمنٹ نے جو ایک certain rules بنائے ہوئے ہیں ان کو جب follow نہیں کیا جاتا تو پھر اس طرح کے پیراجات باہر آتے ہیں کیونکہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ایک certain rules ہیں تو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ اور بورڈ آف گورنرز کو ان rules کو follow کرنے کی ضرورت ہے جہاں پر ایک certain amount کے بعد چیزیں شروع ہوتی ہیں تو وہ جو فنانس ڈیپارٹمنٹ کے اپنے rules ہیں ان کو follow کیا جانا چاہئے لیکن یہاں پر باقاعدہ طور پر انہوں نے لکھا ہے کہ:

> District Coordination Officer Chairman Board of Governors Punjab Danish School D.G Khan made payment of non-scheduled items which were not standardized by the Finance Department

جناب سپیکر! یہاں پر فنانس ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں انہوں نے بتایا ہے کہ ان کے rules کو جب follow نہیں کیا گیا تو اس کی مد میں جو نقصان ہوا وہ ہمارے سامنے ہے۔ اس کے بعد آپ نے Centre of excellence at Hafizabad جو آپ بنانے جا رہے تھے ان کو آپ نے payment کر دی اور اس کے head میں جو audit amount کی طرف لکھی گئی وہ یہ تھی کہ non recovery of consultancy fee from contractor Rs 4.61 million زیادہ ادا

کر دی گئی ہے۔اسی طرح فاضل پور کے اندر بھی جو دانش سکول بنایا گیا ہے اور جو بنایا بھی جا رہا ہے اس میں بھی loss to the government due to less recovery of fee from students وہاں مینجمنٹ کے حوالے سے ڈیپارٹمنٹ نے اپنے اخراجات meet کرنے کے لئے جو پیسے students سے لینے تھے اس حوالے سے بھی وہاں پر گھپلا دیکھنے میں آیا ہے۔اس کتاب میں کافی پیراجات ہیں جن میں ایک پیرایہ بھی ہے کہ:

Overpayment due to excess measurement of French polish Rs 1.76.

جناب سپیکر! یہ French polish جو ہے اس کے لئے منسٹر کم تھے جو French polish بازار سے کروالی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہی بہت تھے آپ نے ایسے ہی اتنے پیسے فضول میں ادھر لگا لئے ہیں تو بہتر تھا کہ آپ یہی پیسے تعلیم اور صحت پر لگا لیتے۔اتنے زیادہ منسٹر ہیں اور آپ نے polish کے لئے اتنے پیسے دے دیئے ہیں کہ overpayment ہو گئی ہے۔ شکر ہے کہ آپ نے سنا نہیں ورنہ آپ نے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دینے تھے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ لاہور کے اندر اورنج لائن ٹرین جس کا آپ نے ڈویلپمنٹ بجٹ رکھا ہے اس بارے میں آپ سے تھوڑی سی بات کرنے کی جسارت کروں گا۔اورنج لائن ٹرین ایک بہت بڑا پراجیکٹ ہے جسے پنجاب گورنمنٹ چائنا اور پنجاب بنک کی مدد سے بنانے جا رہی ہے لیکن اگر پنجاب بنک کی مدد نہ ہو تو میرے خیال میں یہ اورنج لائن ٹرین منصوبہ بن ہی نہیں سکتا۔ پنجاب گورنمنٹ کو پنجاب بنک کی مدد بہت زیادہ چاہئے تاکہ وہ help out کر سکے۔ جس شرح سے پنجاب بنک سے پیسے loan کی شکل میں لئے جا رہے ہیں اور جس شرح سُود سے واپس کئے جا رہے ہیں، وہ بھی دیکھا جائے؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آپ کہتے ہیں کہ چائنا کے Exim بنک نے بڑی مہربانی کی اور ہمیں کافی زیادہ پیسے دیئے ہیں تو اس کو بھی دیکھا جائے۔ہائی کورٹ میں جو لوگ اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے گئے ہوئے ہیں ان کے کیس چل رہے ہیں وہ ایک علیحدہ issue ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس شہر کے اندر اس اورنج لائن ٹرین کے علاوہ بھی بڑے کام ہونے والے تھے۔ اگر اس شہر کے ہسپتالوں کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں پر یہ ڈویلپمنٹ کا بجٹ لگایا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ کیا ہی بہتر ہوتا اور غریب عوام کو علاج معالجہ کی سہولت مل جاتی۔یہاں پر مشیر صحت بیٹھے ہوئے ہیں جن سے میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ جب ہم ہسپتالوں میں صبح کسی مریض کے ساتھ جاتے ہیں

اور کہتے ہیں کہ اس کی مفت دوائی کا مسئلہ ہے تو ہمیں ایک readymade جواب دیا جاتا ہے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ سلمان صاحب! آپ اُن کی بات سنیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ آپ سے کچھ کہہ رہے ہیں لہٰذا غور سے سن لیں۔ میاں محمد اسلم اقبال! آپ ذرا ان کو repeat کروا دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جب کسی ہسپتال کے ایم ایس کے پاس مریض کے ساتھ جایا جاتا ہے اور request کی جاتی ہے کہ اس کی treatment کا مسئلہ ہے لہٰذا آپ اس کا علاج کروا دیں یا اس کی local purchase کے حوالے سے help ہی کر دیں لیکن آگے سے یہ کہا جاتا ہے کہ میاں صاحب ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں کیونکہ پیسے اورنج لائن ٹرین میں چلے گئے ہیں اور اس بات کا میں خود گواہ ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جس کو اُس موقع پر دوائی چاہئے یا جس کو آپریشن کی ضرورت ہے تو پیسے نہیں ہیں حتیٰ کہ آپ کے ہسپتالوں کے اندر کسی بھی چھوٹے سے چھوٹے آپریشن کا جو ٹائم دیا جا رہا ہے وہ دو سال سے کم نہیں ہے۔ جب آپ اداروں کی capacity کو نہیں بڑھائیں گے، وہاں ڈاکٹر تعینات نہیں کریں گے، مزید بلاکس نہیں بنائیں گے یا آپ کی توجہ اس طرف نہیں ہو گی تو پھر کچھ عمل نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! اگر یہی پیسا میں سمجھتا ہوں کہ ہسپتالوں میں لگایا جائے تو لوگ مستفید ہوں گے۔ آپ دیکھیں کہ دس کروڑ کی آبادی کا یہ صوبہ ہے اور لاہور شاید ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ آبادی والا شہر ہے۔ یہاں جناح ہسپتال میں ایک برن سنٹر عرصہ دراز سے بننے کی کوشش کر رہا ہے جس کی 2005 کے اندر بنیاد رکھی گئی لیکن آج 2016 میں پوری طرح آپ اس کو فعال نہیں کر سکے۔ اگر خدانخواستہ کوئی برن کا واقعہ ہو جاتا ہے تو پھر مریض تڑپ تڑپ کر اپنی جان دے دیتا ہے لیکن آپ ڈویلپمنٹ کے اس بجٹ میں جو مشینری ہے اس کو دیکھیں۔ میں کہوں گا کہ حکومت کی اس موقع پر seriousness یہ واضح ہوتی ہے کہ آپ اورنج لائن ٹرین کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جہاں پر آپ نے اب تک 38 بندے مار دیئے ہیں اور ہر بندے کی جان کی قیمت کے لئے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بذریعہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لگایا ہوا ہے کہ پانچ لاکھ روپے اس کے گھر جا کر دے آؤ تاکہ لواحقین کا منہ بند ہو جائے۔ وہ پانچ لاکھ روپے دینے کے لئے کوئی منسٹر صاحب جاتے ہیں، کوئی ایم پی اے صاحب تشریف لے جاتے ہیں یا کوئی مشیر صاحب تشریف لے جاتے ہیں۔ وہ پانچ لاکھ روپے دے کر اس غریب کے زخموں کے اوپر مزید نمک چھڑکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پانچ لاکھ روپے لے اور اپنا منہ بند کر کیونکہ تیری جان کی value حکومت کی کتابوں میں پانچ لاکھ روپے لکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اورنج لائن ٹرین کے اندر ہر چیز کا علاج موجود ہے۔ اس اورنج لائن ٹرین کے اندر بیماریوں کا علاج موجود ہے، اس اورنج لائن ٹرین کے اندر بھوک کا علاج موجود ہے، اس اورنج لائن ٹرین کے اندر امن وامان کی صورتحال کو ٹھیک کرنے کا علاج اور کلیہ موجود ہے، اس اورنج لائن ٹرین کے اندر بچوں کی پڑھائی کا راز موجود ہے، اس اورنج لائن ٹرین کے اندر لوگوں کے روزگار کا مقصد موجود ہے جہاں سے انہیں روزگار ملے گا، اس اورنج لائن ٹرین کے اندر ہم بچوں کو پڑھایا کریں گے، وہاں پر دل کے آپریشن ہوا کریں گے اور اس اورنج لائن ٹرین کے اندر بیمار بچوں کو داخل کیا کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس شہر کے اندر چوری یا ڈکیتی ہو جائے اور کسی کو اپنی رپورٹ درج کرانی ہو تو وہ فوراً اورنج لائن ٹرین سے رابطہ کرے تو فوری طور پر اورنج لائن ٹرین کے ذریعے اس کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ماڈل ٹاؤن واقعہ میں جن بندوں کا قتل عام ہو گیا ہے وہ سڑکوں پر مارے مارے پھر رہے ہیں حالانکہ انہیں اورنج لائن ٹرین میں جانا چاہئے جہاں پر ان کو انصاف ملے گا۔ ہر چیز کا انصاف اورنج لائن ٹرین میں موجود ہے جبکہ لوگ ایسے ہی رولا ڈال رہے ہیں اور پنجاب کی عوام کھپی ہوئی ہے۔ صاف پانی کا علاج، گڈ گورننس کا علاج، کرپشن سے پاک معاشرے کا علاج اور ہر چیز کا علاج ہمارے پاس اورنج لائن ٹرین کے اندر موجود ہے۔ وہاں پر لوگوں کی افطاریاں کرائیں اور راشن تقسیم کریں لیکن آپ نے ایسے ہی 72 کروڑ روپے کے ٹینٹ اور خیمے لگا لئے ہیں، اگر اورنج لائن ٹرین میں صرف ایک رمضان بازار لگاتے تو لوگوں کا مسئلہ ہی حل ہو جاتا۔ ہم کہاں پر ایسے ہی مارے مارے پھر رہے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اورنج لائن ٹرین سے زیادہ اس حکومت کا کوئی اچھا منصوبہ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اورنج لائن ٹرین کے اندر ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔ ہماری اسمبلی نہیں بن رہی لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم اورنج لائن ٹرین کے اندر جا کر اجلاس کریں کیونکہ وہاں پر ہر علاج موجود ہے۔ یہاں پر میرے خیال میں ایک اجلاس پر کروڑوں روپے خرچ آتا ہو گا لیکن وہاں پر بیس تیس روپے کی ٹکٹ ہو گی اس لئے ہم وہاں چلتے ہیں۔ آپ Chair کریں اور ہم آپ کے سامنے بیٹھیں گے، ویسے بھی وہ ٹھنڈی ٹھار سروس ہو گی، وہاں پر ہم موجیں کریں گے اور اس سے اورنج لائن ٹرین کا زندہ باد ہو جانا ہے۔ اورنج لائن ٹرین اس قوم کی تقدیر کو بدلے گی، ہسپتالوں میں دوائیاں اورنج لائن ٹرین سے آنی ہیں اور میرے علاقے میں صاف پانی اورنج لائن ٹرین سے ملنا ہے۔ یہ اپوزیشن ٹھیک نہیں ہے اس لئے یہ غلط کہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس اورنج لائن ٹرین کے اندر ہر چیز موجود ہے اور اس قوم کی تقدیر کے بدلنے کا راز اورنج لائن ٹرین ہے۔ ایجوکیشن کے سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں جو بڑے زبردست آدمی ہیں اور ان کی ایجوکیشن کا پورا حل اورنج لائن ٹرین کے اندر موجود ہے۔ فنانس کے سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں تو ان کے فنانس کی جتنی بھی problems ہیں ان کا حل اورنج لائن ٹرین کے اندر موجود ہے۔ اس غریب عوام کی خواہشات کا حل اور ان کے خوابوں کا حل اورنج لائن ٹرین کے اندر موجود ہے۔ ہم نے اس قوم کو کس طرف لگا دیا ہے؟ یہاں پینے کے لئے پانی نہیں ہے حالانکہ کل ایک گھنٹہ بارش ہوئی ہے تو پورا لاہور ڈوب گیا اور تین تین، چار چار فٹ پانی کھڑا ہو گیا۔ میں ان لوگوں کو کہتا ہوں کہ پانی میں کیوں رہتے ہو، اورنج لائن ٹرین میں رہو؟ اورنج لائن ٹرین کو ایک مہینہ کرائے کے لئے اس کے کیبن بنا دیں تا کہ غریب آدمی کم از کم تھوڑے دن کے لئے اورنج لائن ٹرین میں اپنے بچوں کے ساتھ AC والی زندگی میں تھوڑی سی زندگی گزار لے گا کیونکہ اس کا بھی دل کرتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ اورنج لائن ٹرین کو promote کریں۔ ہیلتھ، ایجوکیشن، ایگریکلچر اور ہر محکمے کا بجٹ بند کر دیں اور بالکل ختم کر دیں کیونکہ ہر چیز کا حل اورنج لائن ٹرین کے اندر موجود ہے۔ اورنج لائن ٹرین جب چلے گی تو یہ ملک ترقی کرے گا، ہمارے چہرے پر رونق آئے گی اور ہم ہر کسی کو جا کر کہیں گے کہ میرے شہر میں اورنج لائن ٹرین ہے۔ سرائیکی بیلٹ والے ایسے ہی شور ڈالتے ہیں، میرے خیال میں انہوں نے کبھی بجٹ پڑھا ہی نہیں ہے اور ایسے ہی منہ اٹھا کر آ جاتے ہیں۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ آپ اورنج لائن ٹرین میں آئیں۔۔۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب! اگر آپ آ گئے ہیں تو پھر تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کو پتا ہی نہیں ہے کہ اورنج لائن ٹرین کے کتنے فائدے ہیں؟ گندم کی فصل اب اس اورنج لائن ٹرین میں ہو گی، چاول کی فصل اورنج لائن ٹرین میں ہو گی، کسان کو آلو کے پورے پیسے نہیں مل رہے جواب اورنج لائن ٹرین سے ملیں گے۔ اورنج لائن ٹرین ایک زبردست چیز ہے لیکن انہیں پتا ہی نہیں ہے۔ اورنج کا مطلب کینو اور مالٹا ہے، سردیوں میں ہم وہاں بیٹھ کر کینو اور مالٹا کھایا کریں گے اور گرمیوں میں غریب عوام "او تھے امب چوپے گی"۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ قوم کی تقدیر اورنج لائن ٹرین ہے۔ آپ ایک اور کام کریں کہ safe city project کے تحت لاء اینڈ آرڈر کے اوپر اتنے پیسے لگا رہے ہیں جس سے چوری، ڈکیتی

اور کوئی دوسرا مسئلہ ہوا تو فوراً اورنج لائن ٹرین میں جائیں اور جا کر رپورٹ کریں۔ اورنج لائن ٹرین مقدر سے صحیح بندوں کا solution نکالے گی۔ میں گزارش کروں گا۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار اپنی نشستوں پر کھڑی ہو گئیں)

جناب سپیکر: معزز ممبران اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ ان کو بات کرنے دیں اور انہیں بھی ٹرین میں بیٹھنے دیں۔ آپ کو کیا ہو رہا ہے؟ آپ ایسے نہ کریں۔ وہ آپ کو مشورہ دے رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایک اور مشورہ لے لیں بلکہ مفت مشورے لے لیں ورنہ تو فزیبلٹی بنے گی اور بہت زیادہ پیسے بھی لگیں گے۔ ہماری کابینہ کے بڑے بڑے اچھے منسٹر ہیں جو کہ بڑے محنتی ہیں اور جب انہیں میٹنگ کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ یار واقعی ان کے لئے بھی کچھ کرنا چاہئے تو تمام وزراء کے دفاتر بند کر دیئے جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی جگہ پر آپ کو بٹھا دیا جائے، دفاتر بند کر کے کسے بٹھانا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اب تو میٹنگ بھی اورنج لائن ٹرین میں ہوا کرے گی۔ اورنج لائن ٹرین کی افادیت کا انہیں پتا ہی نہیں ہے۔ یہ اورنج لائن ٹرین کی کیا افادیت بیان کریں گے کیونکہ انہیں تو آتی ہی نہیں ہے اور یہ وزراء تو نکمے ہیں۔ میں اورنج لائن ٹرین کی افادیت بیان کرتا ہوں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: کیا کر رہے ہیں؟ انہیں بات کرنے دیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، انہیں بولنے دیں اور یہ اپنا ٹائم ضائع کر رہے ہیں آپ کو کیا پریشانی ہے؟ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ایک request کروں گا کہ کچھ دوستوں کا تعلق لاہور سے ہے اور کچھ کا نہیں ہے جبکہ کچھ کے گھر لاہور میں ہیں اور کچھ کے نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: صرف آپ کا تعلق ہی لاہور سے ہے اور تو کسی کا میرے خیال میں نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ماشاء اللہ سب کے گھر لاہور میں ہیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر فرزانہ نذیر اپنی نشست پر کھڑی ہو گئیں)

جناب سپیکر: اورنج لائن ٹرین کا کوئی اور کیسے مقابلہ کر سکتا ہے۔ آپ کیوں انہیں پریشان کرتے ہیں؟ آپ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے کیا کہہ دیا ہے ان خواتین ممبران سے پوچھیں کہ میں نے کیا کہہ دیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، جی۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں تو تعریف کر رہا ہوں۔ آپ اربوں روپے کے اشتہار دے کر اورنج لائن ٹرین کا پرچار کر رہے ہیں جبکہ میں مفت میں کر رہا ہوں اور معاوضے میں کچھ بھی نہیں مانگ رہا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، محترمہ! آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔ کیا کر رہی ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہاں پر معزز ممبران اسمبلی بیٹھے ہوئے ہیں جو کہ رہائش کے حوالے سے خوار ہوتے ہیں، کوئی ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں اور کوئی پیپلز ہاؤس اور ایم پی اے ہاسٹل میں ٹھہرے ہوتے ہیں لیکن ہمارے پاس اتنی جگہ نہیں ہے کہ سب کو ٹھہرایا جائے تو مہربانی کر کے انہیں اورنج لائن ٹرین کے اندر ایک ایک کمرہ الاٹ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کو بیٹھتے ہوئے کچھ محسوس تو نہیں ہو گا؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جی، کیا کہا؟

جناب سپیکر: اگر میں ایسی بات کہہ دوں تو آپ کو محسوس تو نہیں ہو گا؟ آپ relevant ہو جائیں ناں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ ڈویلپمنٹ کے لئے 550۔ ارب روپے کا بجٹ رکھا ہے منسٹر صاحبہ اور ہماری بہن نے یہاں پر جو اتنی بڑی figures دی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آڈٹ رپورٹ پڑھی ہے؟ آڈٹ رپورٹ کمیٹی جس کے آپ بھی ممبر ہیں تو وہاں پر بھی اپنی آپ بات کر سکتے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے ایوان کے وقت کا خیال کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے اس حوالے سے ترقیاتی بجٹ کے معاملات رکھے ہیں تو میں نے ابھی آپ کے سامنے صرف دو اداروں کی بات کی ہے جن میں ایک دانش سکول، دوسرے ایل ڈی اے کی اور ٹیپا کی کیونکہ ٹیپا بھی اس کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔ اگر باقی اداروں کے اوپر بات کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر سیر حاصل گفتگو ہو سکتی ہے لیکن آپ جو باقی میگا پراجیکٹ شروع کر رہے ہیں اور create کئے ہوئے ہیں تو میرے خیال میں ان کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ یہ تین کھرب روپیہ آپ نے جو اس مقصد کے لئے رکھا ہے اسے بالکل ختم کر دیں جبکہ کوشش کریں کہ اس اورنج لائن ٹرین کے روٹ کو تھوڑا سا مزید لمبا کر دیں اور پورے شہر میں اورنج ٹرین کر دیں۔ یہ ہسپتالوں کے آگے تک جائے اور وہاں سے بندے بٹھا کر انہیں سارا دن گھماتی رہے۔ وہ کہیں کہ انہیں بخار ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بڑی مہربانی آپ کی تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ساری دو نمبر چیزیں ہیں اور اگر کسی کو انصاف نہیں مل رہا تو وہ بھی اورنج لائن ٹرین میں بیٹھ کر کہے کہ مجھے انصاف دلایا جائے۔ اس کا روٹ کوئی ایسا بنا دیں کہ ہمارے حالات بہتر ہو جائیں۔ آج ہم سب کو آپ سپورٹ کریں کیونکہ آپ ہمارے نمائندے ہیں اور مہربانی کر کے اس تین کھرب روپے کے بجٹ کو ختم کریں۔ اورنج لائن ٹرین کے اوپر ہم سب مل کر توجہ کرتے ہیں تاکہ عوام کی قسمت کھلے۔ چائنا کے ساتھ جو رشتہ ہے، انڈیا کے ساتھ جو پیار و محبت اندر کھاتے میں ہے وہ زیادہ ہو جائے اور وہاں سے ادرک بھی لے کر کھائیں، وہاں سے پیاز بھی لے کر کھائیں، وہاں سے آلو بھی لے کر کھائیں۔ کپاس بھی وہاں سے منگوائیں کیونکہ کپاس تو ہم ویسے ہی ختم کر کے گنّا لگا رہے ہیں اور شوگر مافیا کو ہم سپورٹ کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ ہمیں اس طرف جانا چاہئے۔ میری رائے میں اسے cut کرتے ہوئے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: معزز ممبران موبائل فون سے کھیلنا بند کر دیں۔ بڑی مہربانی آپ کی اور اگر آپ ایسا کریں گے تو پھر ضبط ہو جائے گا.this I tell you جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ کے لئے تین کھرب 88۔ارب 49کروڑ 80لاکھ 93ہزار روپے مانگا گیا ہے اور ہم نے کہا ہے کہ اس کو ایک روپیہ کر دیں تو اس کی ہمارے پاس بڑی ٹھوس وجوہات ہیں۔ ایسے نااہل حکمرانوں کے ہاتھوں پہلے جو تباہی ہوئی ہے ہم نہیں چاہتے کہ مزید تباہی ہو۔ میں ان کے کچھ نمایاں کارنامے جو پچھلے چند سالوں میں انجام دیئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تو ایک روپیہ دے رہے ہیں تو پھر تباہی کیوں ہوئی؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ defend تو نہ کریں ناں۔ میں آپ کے سامنے ان کے کچھ کارنامے بتانا چاہتا ہوں اور اگر وہ سننے کے بعد بھی آپ سمجھتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ سمجھتے ہیں کہ مزید ضرورت ہے تو پھر آپ ضرور دیں بہر حال سستی روٹی سکیم فلاپ اور 70۔ارب روپے کرپشن کی نذر۔۔۔

جناب سپیکر: ثبوت ہیں آپ کے پاس؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یوتھ لیپ ٹاپ سکیم کرپشن کی نذر، دس سے پندرہ ہزار روپے میں بازار میں مل رہا ہے۔ پیلی ٹیکسی سکیم اربوں روپے کی کرپشن کی وجہ سے فلاپ ہو گئی۔ یہ ہیں ان کے پرانے کارنامے جو بتا رہا ہوں۔ لاہور میٹرو بس میں اربوں روپے کی کرپشن کے بعد 5۔ارب روپے سالانہ خسارے میں جا رہی ہے۔ یوتھ لون سکیم کی درخواستوں کی مد میں کروڑوں اربوں روپے وصول کئے گئے اور سکیم فلاپ ہو گئی جبکہ عوام بے چارے مزید لوٹ لئے گئے۔ چیچو کی ملیاں پراجیکٹ 3۔ارب روپے کی کرپشن۔۔۔

جناب سپیکر: نام صحیح اور پورا لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! قائداعظم سولر پاور پراجیکٹ جو ایک سو میگاواٹ کے لئے بنا تھا لیکن 25 میگاواٹ بجلی دے رہا ہے جو کہ 27 روپے فی یونٹ پڑ رہی ہے اور اب یہ اسے فروخت کرنے کوشش کر رہے ہیں لیکن کوئی اسے سکریپ کے بھاؤ بھی خریدنے کو تیار نہیں ہے جس پر قوم کا اربوں روپیہ ڈبو دیا ہے۔ نندی پور پاور پراجیکٹ 18۔ارب روپے سے شروع ہوا جو کہ 123۔ارب روپے تک پہنچا لیکن اب بھی بند پڑا ہے اور قوم کا اربوں روپیہ ڈوب گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جھوٹ" کی آوازیں)

جناب سپیکر! قسم اٹھائیں کہ جھوٹ نہیں ہے۔ انہوں نے کھربوں روپے سے پچھلے تین چار سالوں میں پراجیکٹ شروع کئے ہیں اور اب یہ ان کے لئے مزید تین کھرب روپے مانگ رہے ہیں تو آپ صوبے کے سکولوں کی حالت تو دیکھیں اور اس صوبے کے ہسپتالوں کی کیا حالت ہے؟ آپ ہسپتال میں جائیں تو پرچی سے غریب آدمی کو لوٹنے کا عمل شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب وہ ہسپتال میں ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے تو اسے ٹیسٹ لکھ کر دیئے جاتے ہیں لیکن اسے ادویات نہیں ملتیں تو میرا خیال ہے کہ ساڑھے تین کھرب روپے ڈویلپمنٹ کے نام پر ان کے اکاؤنٹس میں جائیں گے جو کہ کرپشن کی نذر ہوں گے۔

جناب سپیکر! یہ بیوروکریسی، ٹھیکیدار اور حکمران مل کر کھائیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ڈویلپمنٹ کے نام پر کھربوں روپے لٹانے کی بجائے اس صوبے کے ہسپتالوں میں، اس صوبے کے سکولوں میں اور اس صوبے کے عوام کی بنیادی ضروریات کی چیزوں پر لگایا جائے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ اس قابل ہیں کہ یہ 3۔کھرب روپے ڈویلپمنٹ پر لگائیں لہٰذا اسے بالکل ایک روپیہ ہونا چاہئے اور ہمارے جو معزز پارلیمنٹرین کا پچھلا بجٹ ہے وہ اس کا حساب ضرور دیں کہ کھربوں روپے کی کرپشن

کے بعد ان کا یہ حق بنتا ہے کہ یہ کھربوں روپیہ اور مانگیں۔ ہر مسئلے کا حل ان کے پاس مالٹا ٹرین ہے ہر ٹی ایم اے سے انہوں نے تین تین کروڑ روپے مالٹا ٹرین کے لئے مانگے ہیں اور مالٹا ٹرین کا نام اورنج کیوں رکھا گیا ہے یہ relate کرتا ہے ان کی محبتیں انڈیا سے ہیں ان کے انڈیا کے ساتھ تعلقات اور ہمدردیاں ہیں کیونکہ اورنج کلر انڈیا میں بڑا مشہور ہے۔ جاتی اُمرا سے ان کی جو محبت ہے انہوں نے جاتی اُمرا رائیونڈ میں بنالیا ہے اس ٹرین کا نام گرین ٹرین بھی ہو سکتا تھا، اس کا کوئی اور نام بھی ہو سکتا تھا، اس کا نام پاکستان ٹرین بھی ہو سکتا تھا، اس کا نام لاہور ٹرین بھی ہو سکتا تھا، اورنج پگڑیاں انڈیا سے رائے ونڈ آئیں۔ اورنج لائن ٹرین ان کی انڈیا کے ساتھ دلی محبت، دلی ہمدردی اور انڈیا کے ساتھ ان کی مفاہمت کو relate کرنے کے لئے لاہور کو اورنج لائن ٹرین دی گئی ہے اگر ایسا نہیں ہے تو اس کا نام تبدیل کر کے پاکستان ٹرین رکھا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کسی کی قیادت کی طرف بات کرنے جا رہے ہیں پھر کوئی اور بات کرے گا آپ کو بھی سننا پڑے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں ایمانداری سے سچی بات کہہ رہا ہوں ہمارے حکمرانوں کے دلوں میں انڈیا کے لئے جو محبت ہمدردی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ صرف انڈیا کے ترنگے میں اورنج کلر ہے اُسی کو relate کرنے کے لئے انہوں اورنج کلر کی اورنج لائن ٹرین لاہور میں بنا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! ان کے جھنڈے کا رنگ دیکھ لیں۔ یہ غلط بات نہ کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اُس میں اورنج رنگ نہیں ہے یہ اورنج لائن ٹرین اورنج ہی کیوں؟ یہ گرین کیوں نہیں، یہ لاہور ٹرین کیوں نہیں اور یہ پاکستان ٹرین کیوں نہیں؟ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order please.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں ہمارے وزیر خزانہ نے ایک بڑے خوبصورت لفظ کا استعمال کیا اس عوام۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہاں کی بات کریں قومی اسمبلی کو چھوڑیں مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں مسلم لیگ (ن) کی سوچ کی بات کر رہا ہوں کہ عوام کو اگر دال میسر نہیں ہے تو وہ مرغی کھائے۔

جناب سپیکر: آپ مسلم لیگ (ن) کی بجائے بجٹ پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایک جملہ فرانس کی ملکہ نے کہا تھا کہ اگر عوام کو روٹی میسر نہیں ہے تو وہ کیک کھائے تو وہ فرانس کی ملکہ اور اُس نظام کا جو حال ہوا تھا وہ دنیا کے سامنے ہے۔ اب یہ جو عوام کی توہین کر رہے ہیں، عوام کو کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ کے پاس دال کے پیسے نہیں ہیں تو آپ مرغی کھائیں خدا کے لئے عوام کی اتنی تذلیل کیوں کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order please.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری گزارش ہے خدا کے لئے خدا کے غضب کو آواز نہ دیں اس عوام کے ساتھ اتنا ظلم نہ کریں۔ عوام بے چارے ہر طرح سے پس رہے ہیں، تعلیم اُن کے پاس نہیں ہے، علاج اُن کے پاس نہیں ہے، دوائیاں اُن کے پاس نہیں ہے اور روٹی کھانے کو اُن کے پاس نہیں ہے۔ اگر ہم اسی طرح اللے تللوں میں عوام کا پیسا، عوام کے خون پسینے کی کمائی کرپشن کر نذر کرتے رہے تو وہ دن دور نہیں جب ان حکمرانوں کے گریبانوں میں عوام کے ہاتھ ہوں گے۔ اس صوبے پر 900۔ارب روپے کا قرضہ ہے 124۔ارب روپے ہم سال کا سود ادا کرتے ہیں تو ان کو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ لوگ بھوکے مر رہے ہیں کوئی بات نہیں میٹرو چل رہی ہے اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے، ہسپتالوں میں ادویات نہیں کوئی بات نہیں اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے میٹرو چل رہی ہے، سکولوں میں فرنیچر نہیں کوئی بات نہیں اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے میٹرو چل رہی ہے، سکولوں میں ٹیچر نہیں کوئی بات نہیں اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے میٹرو چل رہی ہے، صاف پینے کا پانی نہیں کوئی بات نہیں اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے میٹرو چل رہی ہے۔ آپ بھی اس صوبے میں رہتے ہیں میں بھی اس صوبے میں رہتے ہوں اس صوبے کی عوام کے ساتھ اتنا ظلم نہ کریں کہ وہ اُٹھیں نکلیں اور سارا نظام لپیٹ دیا جائے۔ جمہوریت کے نام پر یہ لوٹ مار، یہ ظلم، یہ جبر کسی طرح بھی عوام کو قابل قبول نہیں ہے اور عوام کب تک یہ برداشت کرتے رہیں گے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کوئی ایسے کام کریں جس سے عوام کو ریلیف ملے اور جمہوریت مضبوط ہو۔

MR SPEAKER: Order please, order please.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ان حکمرانوں کے رویّوں سے مجھے لگتا ہے کہ شاید ان کے اکاؤنٹ saturated ہو چکے ہیں، ان کے اکاؤنٹ بھر چکے ہیں یہ تنگ آچکے ہیں اب یہ چاہتے ہیں کہ عوام ان کو دھکے دے کر نکالیں لیکن یہ تو لوٹ مار کر چکے ہیں اگر عوام نکل آئے تو اس ملک میں جمہوریت کا نقصان

ہو گا۔ ان کے اکاؤنٹ بھر چکے ہیں، saturated ہو چکے ہیں overflow کر چکے ہیں لیکن خدا کے لئے اس ملک کی عوام پر، اس صوبے کی عوام پر رحم کریں اور یہ لوٹ مار کی بجائے ایسے کاموں میں پیسے لگائیں جس سے عوام کو ریلیف ملے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی پھر بعد میں بات کریں ابھی نہیں۔ جی، محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں لمبی چوڑی بات نہیں کروں گی مختصراً آپ سے گزارش ہے۔

جناب سپیکر: مجھے اعتراض نہیں ہے آپ لمبی بات کریں، چھوٹی بات کریں۔ میری بات سنیں میں نے تو بتا دیا ہے Guillotine کل 11:00 بجے apply ہو جائے گی آپ جتنی مرضی دیر لگا لیں یا جلدی بات کر لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! 550۔ ارب کا ڈویلپمنٹ فنڈ جس کو صوبہ پنجاب کی ترقیاتی فنڈ کا نام دیا گیا ہے میرا صرف ایک سوال ہے کہ یہ جو ڈویلپمنٹ فنڈ ہے چاہئے ٹریژری کی طرف بیٹھی ہوئی خواتین ہیں یا اپوزیشن کی طرف بیٹھی ہوئی خواتین ہیں ان کا ڈویلپمنٹ فنڈ کہاں ہے اُس پر کون سی قینچی چلائی گئی اور وہ کہاں گیا، کس قینچی کی نذر ہوا مجھے اس سوال کا جواب اس بجٹ میں سے دے دیا جائے کہ اپوزیشن کے تمام ممبران اور ٹریژری کی بیٹھی ہوئی تمام خواتین اُن کا ڈویلپمنٹ فنڈ کہاں ہے؟ آٹھ سال کا حساب دینا پڑے گا یہ جو خواتین اُدھر بھی بیٹھی ہیں ادھر بھی بیٹھی ہیں اور اپوزیشن کے male members اُن کے علاقوں کی ڈویلپمنٹ کا فنڈ کہاں ہے؟ اس 550۔ ارب میں سے مجھے اُس کا حساب چاہئے۔ آج میرا حلقہ جہاں میری رہائش ہے وہاں سے میرے حلقے کے ایم پی اے صاحب جو elect ہو کر آئے ہوئے ہیں میں تو reserve seat پر آئی ہوں لیکن جو elect ہو کر آئے ہیں اُن کی ڈویلپمنٹ دیکھیں، میرے ساتھ چلیں جو ڈویلپمنٹ فنڈ اربوں روپے کا نیشنل اسمبلی سے اُن کے بڑے بھائی لے رہے ہیں اور صوبائی اسمبلی سے وزیر اعلیٰ سے وہ لے رہے ہیں کہاں لگ رہا ہے؟ علاقے میں چل کر

دیکھیں، علاقے کے سکول دیکھ لیں، علاقے میں ہسپتال دیکھ لیں، علاقے کی سڑکیں دیکھ لیں میں دعوے سے کہتی ہوں کہ آئیں اگر وہاں پر inspection کریں آپ کو نظر آئے گا کہ میاں محمد اسلم اقبال نے جو آج آڈٹ رپورٹ پڑھی ہے اُس میں سے صرف قینچی نہیں نکلے گی اُس میں سے اور بھی بہت سارے ایسے حلقے نکلیں گے جہاں پر اس طرح کی قینچیاں پھیری گئی ہیں آج چھ ماہ ہو گئے ہیں میں اپنے ایم پی اے سے اپنے گھر کی سڑک کے لئے دس لاکھ روپے کا فنڈ مانگ رہی ہوں اُن کے پاس دینے کے لئے فنڈ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: Direct ایم پی اے کے پاس چیک ہوتے ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ سکیم دی گئی ہے elected ایم پی اے کو ڈویلپمنٹ سکیم دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: وہ approved ہوتی ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وہ چھ مہینے سے معذور ہیں اور معذوری کا اظہار کر رہے ہیں کہ میرے پاس فنڈز نہیں ہیں میں آپ کو 10 لاکھ کی سڑک بنا کر نہیں دے سکتا۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ پی پی۔160 میں گلیاں، نالے اور ہر چیز ابل رہی ہیں بے شک آ کر معائنہ کر لیں اور ان کو اربوں روپے کا فنڈ مل رہا ہے۔ نیشنل اسمبلی سے ان کے ایم این اے اور صوبائی اسمبلی سے وہ خود لے رہے ہیں وہ کہاں لگ رہا ہے؟ صرف تختیاں لگانا ہی مقصد نہیں ہونا چاہئے۔ ہم ان سے ایک چھوٹی سی سکیم مانگتے ہیں تو وہ ان کے پاس نہیں ہے تو پھر وہ کہاں ہے؟ ڈی سی او صاحب نے بھی معذرت کر لی۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اورنج لائن ٹرین پر بہت خرچہ ہو رہا ہے ہم آپ کی ڈویلپمنٹ سکیم pending کر رہے ہیں اس لئے اس کو بعد میں دیکھیں گے۔ جیسا کہ ابھی بات ہوئی کہ اورنج لائن ٹرین کے لئے ہر ٹی ایم او کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ٹی ایم اے سے 17-2016 میں 3 کروڑ روپیہ ادا کرے۔ اگر اورنج لائن ٹرین پورے صوبہ پنجاب کا بجٹ کھا رہی ہے اور لاہور کے اندر صرف اورنج لائن ٹرین ہی ہو گی تو پھر ہم اورنج لائن ٹرین کی بات کیوں نہ کریں؟ پھر ہم اپنے گھر چھوڑ کر اورنج لائن ٹرین میں بسیرا کر لیتے ہیں۔ یہ تو بہت افسوس کی بات ہے کہ ہر چیز مسائل سے دوچار ہے اور سارا پیسا اورنج لائن ٹرین پر لگ رہا ہے۔

جناب سپیکر: میں تو ایسی بد دعا نہیں کرتا کہ آپ گھر چھوڑ کر ٹرین پر چلے جائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جہاں جہاں سے یہ ٹرین گزر رہی ہے اس علاقے میں گھروں کا یہ حشر ہے کہ لوگ اب رہنے کے قابل نہیں ہیں اگر ہم غلط بات کر رہے ہیں تو آپ ہمارے ساتھ آکر دیکھیں، آج سب کی آنکھیں ہیں، کیمرے کی آنکھ ہے اور ماشاء اللہ آپ کی بھی آنکھیں ہیں۔ آئیں اور آکر معائنہ کریں۔ لوگوں کے گھر توڑ دیئے گئے، لوگوں کے گھر ہیں ہی نہیں۔ اگر کسی کا تین کمروں کا گھر تھا اب ایک کمرے کا گھر رہ گیا ہے۔ یہ ٹرین لوگوں کے گھر کھا گئی ہے۔ میں آج جو بات کر رہی ہوں وہ غلط نہیں کر رہی ہوں یہ ٹرین لوگوں کے گھر کھا گئی ہے۔

جناب سپیکر: وہ جو کچھ ہوا ہے consent کے ساتھ ہوا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! تین مرلے کے گھر میں رہنے والا ایک کمرے کی چھت کے اندر رہ رہا ہے اس کا پورا گھر اڑا دیا گیا ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی اورنج لائن ٹرین شاہی سواری نے یہاں سے گزرنا ہے۔ ہمیں جہاں جہاں غلط چیز نظر آئے گی ہم ایوان کے اندر اس کی نشاندہی کریں گے اور یہ ہمارا کام ہے۔ اگر ہم یہ نشاندہی کرنا چھوڑ دیں گے تو میرا خیال ہے کہ یہاں تو اللہ ہی حافظ ہے، پہلے بھی اللہ حافظ ہے پھر اللہ حافظ مزید ہو جائے گا، پھر تو خدا حافظ ہو جائے گا۔ میں صرف یہ کہوں گی کہ آپ ضرور ڈویلپمنٹ کے لئے فنڈز رکھیں، سڑکیں بنانا بہت اچھی بات ہے۔ یہ بہت خوبصورت بات ہے کہ کسی علاقے کی سڑکوں کی حالت کو ٹھیک کیا جائے اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر لاہور کے اندر سڑکیں بن رہی ہیں تو پھر اسی طرح برابری کی سطح پر پورے پنجاب کے اندر دیہاتوں کے اندر بھی سڑکیں بنی چاہئیں۔ صرف لاہور کی چار میل سڑکوں پر زور نہیں لگانا چاہئے۔ لاہور کی چار میل سڑکوں سے آپ الیکشن نہیں جیتیں گے، کتنی دفعہ آپ دھاندلی کر کے جیتیں گے ہر دفعہ دھاندلی سے آپ نہیں جیت سکتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آصف محمود!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں بہت مختصر بات کروں گا۔ میں سب سے پہلے تو یہ بات کروں گا کہ being a parliamentarian ہماری بنیادی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اداروں پر over sighting کا role ادا کریں۔ جب میاں محمد اسلم اقبال آڈٹ رپورٹ پڑھ رہے تھے تو اس ایوان کے اندر عجیب ماحول تھا۔ جب وہ کرپشن پر بات کر رہے تھے تو حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے

لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹیں تھیں۔یہی وہ ناسور ہے جس نے اس ملک کے 80 فیصد لوگوں کو بنیادی سہولیات سے محروم کر رکھا ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ کون سی کٹوتی کی تحریک پر بات کر رہے ہیں؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ کھربوں روپے کے ڈویلپمنٹ کے اوپر جو بجٹ ابھی دوبارہ ڈیمانڈ کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کون سی کٹوتی کی تحریک پر ہیں؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں ڈویلپمنٹ پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی کٹوتی کی کون سی تحریک ہے؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں تحریک بھی آپ کو بتا دوں گا پہلے میری گزارش سن لیں، میں تحریک بتا کر بیٹھوں گا آپ بے فکر رہیں۔ بنیادی طور پر آپ نے کھربوں روپے ڈویلپمنٹ کا بجٹ رکھا ہے سوشل میڈیا پر پچھلے دنوں ایک کلپ بڑا viral تھا کہ فرانس کے ایک ٹاک شو میں ایک اینکر بیٹھ کر اپنے مہمان کو یہ بتا رہا ہے کہ کیا تمہیں پتا ہے کہ اس دنیا میں ایک ایسا ملک بھی موجود ہے جہاں 80 فیصد آبادی کو بنیادی سہولیات میسر نہیں، ان کے پاس پینے کا پانی نہیں، انہیں روٹی کپڑا میسر نہیں، ان کے گھر اپنے نہیں ہیں، ان کے گھر گندگی سے اٹے پڑے ہیں اور سکون ان کے پاس نہیں ہے۔ ان کے حکمران ہمارے پاس کشکول لے کر آتے ہیں ہم سے قرضہ مانگتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے پاس اپنے لوگوں کا بنیادی حق لینے کے لئے آئے ہیں۔ تمہیں پتا ہے کہ جب وہ ہم سے ڈالرز کی ڈیمانڈ کرتے ہیں تو وہ کیا کہتے ہیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بس چلانی ہے۔ اس پر ایک شخص زوردار قہقہہ لگاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بنیادی چیزیں ہیں۔ اُس دن مجھے ایک شعر سنائی دیا کہ:

ہاتھ میں تیرے قلم ہے دماغ تیرا روشن ہے

جناب سپیکر! اس روشن دماغ نے عوام کے چودہ طبق روشن کر دیئے ہیں۔ خدارا اس دماغ کی روشنی کو تھوڑا سا کم کریں قوموں کی ترقیاں سڑکیں اور پل بنانے سے نہیں ہوتیں۔ ہیومن ڈویلپمنٹ کے اندر آج پاکستان کا 144 واں نمبر ہے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ جو تیسری رو میں میری تین بہنیں بیٹھی ہیں ان کو آپ بات کرنے کا موقع دیا کریں۔ شاید انہیں بات کرنے کا موقع نہیں ملتا اسی لئے ان کی یہ frustration ہے کہ جب بھی کوئی بندہ گفتگو کرتا ہے تو یہ کھڑی ہو جاتی ہیں۔ ہمارا اپوزیشن کا جو role ہے یہ اس کو کرنے سے نہیں روک سکتے۔ آپ being a custodian اس چیز کو tackle کیا کریں اور یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم حکومت پر مثبت تنقید کریں۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آج ماشاء اللہ محترمہ وزیر خزانہ بھی بیٹھی ہیں لیکن جو پراجیکٹس انہوں نے بنائے، ٹھیک ہے آپ نے میٹرو بنائی لیکن یہ ملک مقروض ہے، قرضوں کے اندر جکڑا ہوا ہے اور اس ملک کا اربوں روپیہ ایسے منصوبوں کے اندر جھونکا جا رہا ہے۔ میں نے اُس دن ایک بات کی تھی اس دن محترمہ وزیر خزانہ نہیں بیٹھی ہوئی تھیں میں دوبارہ اس کو repeat کرتا ہوں۔ اسی ایوان کے اندر آپ ہی کے محکمے کا میٹرو راولپنڈی کے حوالے سے ایک سوال تھا جو اپنی turn نہ آنے کی وجہ سے take up نہیں ہو سکا۔ سوال یہ تھا کہ راولپنڈی میٹرو پراجیکٹ کے لئے بیرون ملک سے کتنا قرضہ لیا گیا، سبسڈی کتنی دی جا رہی ہے اور کس کو دی جا رہی ہے؟ اس کا جواب آتا ہے کہ راولپنڈی میٹرو پراجیکٹ پر جو 70۔ارب روپے لگا اس کے لئے کسی سے قرضہ نہیں لیا گیا اور 325 روپے فی کلو میٹر کے حساب سے ترکش کمپنی کو سبسڈی دی جا رہی ہے۔ یہ کل 26 کلو میٹر کا فاصلہ ہے اور آنے جانے کا روٹ ملا کر 52 کلو میٹر بنتا ہے۔ آپ calculation کریں کہ اگر ایک بس ایک دن میں چار سے پانچ چکر بھی لگاتی ہے تو وہ سبسڈی 35 سے 37 لاکھ روپے بنتی ہے۔ آپ 70۔ارب روپے کے پیچھے 35 سے 37 لاکھ روپے کی ایک دن کی سبسڈی ایک ترکش کمپنی کو دے رہے ہیں۔ یہ وہ ملک ہے کہ جس کے 70 سے 80 فیصد عوام کو بنیادی سہولیات میسر نہیں ہیں تو کیوں نہ ایسے پراجیکٹس کے اوپر پھر criticism ہو، کیوں نہ ہم یہ بات کریں کہ اورنج لائن ٹرین کے اندر سارے مسائل کا حل موجود ہے۔ 12۔ارب روپے کی سبسڈی اورنج لائن ٹرین کے عوض دینا میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اس ملک کے حکمران آخر چاہتے کیا ہیں؟ کشکول لے لے کر، لوگوں سے بھیک مانگ مانگ کر، آپ میں اتنی جرأت نہیں کہ کسی ملک کے سامنے کھڑے ہو کر بات کر سکیں۔ اس کی بنیادی وجہ آپ کا یہ کشکول ہے۔ ان حکمرانوں کی آنکھیں کب کھلیں گی؟ یہ یہاں پر بیٹھ کر اربوں کروڑوں روپے کی کرپشن کرتے ہیں اور تضحیک آمیز لہجوں کے اندر یہ یہودی لابی، یہ فلانی لابی باتیں کرتے ہیں کیا اس طرح کہہ کر ان کی جان چھوٹ جائے

گی؟ کل جب ان parliaments پر کوئی آ گیا اور میری دعا ہے کہ اس ملک کے لوگوں کے مسائل کا حل اگر آمریت ہے تو پھر آ جائے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم، شیم۔۔۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ جمہوریت لوگوں کے مسائل کا حل provide نہیں کر سکتی تو یہ کیا نظام ہے، یہ کس قسم کا نظام ہے؟ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، ان کی بات سن لینے دیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ دیکھ لیں یہ جمہوریت ہے۔

MR SPEAKER: Order please, order please.

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ جو 25 سے 30 لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ہمیں حلقے سے لوگوں نے ووٹ دے کر منتخب کیا ہے یہ ذرا بتائیں کہ پچھلے تین سالوں میں ہمارے علاقوں کے اندر کیا ڈویلپمنٹ کی؟ یا تو ہمارے علاقوں کو ٹیکس فری قرار دے دیں۔ ہمارے لوگ ٹیکس pay کریں اور آپ صرف اس بنیاد پر ڈویلپمنٹ کا بجٹ نہ دیں کہ ہم اپوزیشن سے ہیں اور انہوں نے پی ٹی آئی اور پیپلز پارٹی کو ووٹ دیا ہے۔ آپ ان بنیادوں پر 2018 کا الیکشن نہیں جیتیں گے، اب لوگوں کو پتا ہے کہ آپ ان کے ساتھ کیا کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو اربوں اور کھربوں روپے کی کرپشن ہے، اگر یہاں پر نہیں تو انشاء اللہ اللہ پاک آپ سے نکالے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب محمد شعیب صدیقی!

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ اور ترقیاتی بجٹ کے حوالے سے جو کھربوں روپے کے پیسے رکھے جا رہے ہیں۔ سب سے پہلے تو ہمیں یہ طے کر لینا چاہیے کہ زندہ قوموں کی ترجیحات کیا ہوتی ہیں، کیا ان کی ترجیحات صحت، تعلیم یا ڈویلپمنٹ ہے؟ آج یہ حال ہے کہ اگر میں اپنے حلقے سے شروع کروں تو چودھری پرویز الٰہی کے دور میں میاں میر ہسپتال کا قیام ہوا تھا، 440 ملین روپے اس ہسپتال کے لئے رکھے گئے اور ہسپتال کی عمارت کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ آج دس سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود بھی سارا عملہ وہاں پر موجود ہے، ایم ایس موجود ہے مگر وہاں پر کوئی بھی علاج کی سہولت میسر نہیں ہے۔ اڑھائی سال کا عرصہ گزرنے کے بعد جب ہم نے ایوان اور عدالتوں سے انصاف لیا، جب اس حلقے کے اندر الیکشن ہوا تو وہاں پر پھر کوشش کی کہ اب ووٹوں کے ذریعے نہیں بلکہ دوائیوں کے ذریعے دھاندلی کی جائے۔ لوگوں کو پھر وہاں پر دوائیاں مہیا کی گئیں جو کہ expire دوائیاں تھیں، میڈیا پر ان

کی فلمیں چلیں اوران کی سٹوری بھی چھپی مگر اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ اب جب اس کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے تو اس بجٹ کے اندر پیسے رکھے جاتے تا کہ وہاں پر ایمرجنسی کے لئے آلات آتے، وہاں پر چیزیں مہیا ہوتی لیکن وہاں پر ملین روپے widening of roads کے لئے رکھ دیئے گئے ہیں۔ کیا یہ ترجیحات ہیں کہ ایمرجنسی کے اندر کوئی آلات نہیں ہیں، کوئی آکسیجن کے سلنڈرز نہیں ہیں، کوئی وینٹی لیٹرز نہیں ہیں اور آپ widening of roads کر رہے ہیں۔ کیا وہاں جس مریض کو لے کر آئیں گے اسے مارنے کے لئے آرہے ہیں یعنی اس کی جو زندگی بچ رہی ہے اتنی روڈ کھلی ہو جائے کہ ہسپتال پہنچنے پر اسے ایمرجنسی میں جان بچانے والی ادویات نہ ملیں۔ ہم سب نے مرنا ہے، آپ جس کرسی پر بیٹھے ہیں آپ نے قوم اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی جواب دینا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کون سی کٹوتی کی تحریک بات کر رہے ہیں؟

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! PC-22036 پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! بات کریں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! یہ ترجیحات نہیں ہیں آپ ڈویلپمنٹ کے لئے پیسے رکھ رہے ہیں، اب میں دوسرے پراجیکٹس کی بات کروں گا، میرے اس حلقے کے اندر 44 فیصد کچی آبادیاں آتی ہیں۔ آپ ان کچی آبادیوں کو گرا کر ان کے اوپر سے اورنج لائن ٹرین گزارنا چاہ رہے ہیں، یہ کون سی ڈویلپمنٹ ہے کہ نیچے بھوک سے بلکتے بچے ہوں گے، نیچے ننگے بچے پھر رہے ہوں گے اور اوپر اورنج لائن ٹرین گزر رہی ہو گی۔ وہ کچی آبادیاں جن کو رجسٹریاں دی گئیں اور مالکانہ حقوق دیئے گئے لیکن آج صرف ایک وزیر کے گھر کو بچانے کے لئے پوری اورنج لائن ٹرین کا روٹ تبدیل کر دیتے ہیں اور ان کچی آبادیوں کے اندر ساری اورنج لائن ٹرین کو گھسا دیتے ہیں۔ آپ نقشہ اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو جھوٹ اور سچ کا پتا چل جائے گا۔ میں اس floor میں کھڑا ہو کر بات کر رہا ہوں کہ یہ ہیں حکومت کی ترجیحات، آپ ان ڈویلپمنٹ پر پیسے لگانا چاہتے ہیں، ایجوکیشن کی ضرورت ہے اور نہ سڑک کی ضرورت ہے۔ اب صاف پینے کے پانی کی بات کرتے ہیں، اس پر ڈویلپمنٹ کر رہے ہیں، قومی اسمبلی کے سپیکر کے حلقہ کا یہ حال ہے کہ وہاں پر نلکوں سے گندا پانی آ رہا ہے اور اکثر آبادی ایسی ہے کہ جہاں پر پانی ناپید ہے۔ اس قوم کی ترجیحات صحت اور تعلیم ہے ڈویلپمنٹ نہیں ہے۔ آپ صرف ڈویلپمنٹ کے لئے پیسے رکھ رہے ہیں تا کہ آپ کو اس سے کمیشن ملے، ایکسیئن اور ٹھیکیدار آپ کو پیسے دیں۔ خدارا جب آپ پری بجٹ تقریر

کرواتے ہیں اور بجٹ کے اندر تجاویز مانگتے ہیں تو آپ کم از کم اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے لوگوں کی تجاویز کو تو شامل کریں، دیکھیں تو سہی کہ یہ حقائق سے کتنی قریب تر ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہماری ترجیحات میں ڈویلپمنٹ نہیں ہے، ترقیاتی فنڈ نہیں ہے، میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین نہیں ہے۔ آپ اورنج لائن ٹرین کا روٹ اپنی ایمانداری سے دیکھ لیں کہ جہاں سے ایک عام آدمی گزرنا دشوار ہے وہاں سے اورنج لائن ٹرین کو راستہ دیا جارہا ہے۔ وہ لوگ جن کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہے جو کچی آبادیوں کے اندر رہ رہے ہیں، ان کچی آبادیوں کو گرا کر اورنج لائن ٹرین کو گزارا جارہا ہے۔ اگر یہ ڈویلپمنٹ ہے تو میں سختی کے ساتھ اس کٹوتی کی تحریک کی حمایت کرتا ہوں اور یہ گزارش کرتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ کے بجٹ کو کم کرکے صحت اور تعلیم پر بجٹ رکھا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! مطالبہ زر نمبر PC-22036 سالانہ ترقیاتی پروگرام 17-2016 میں گرانٹ نمبر PC-22036 ڈویلپمنٹ کے تحت 3 کھرب 88۔ ارب 49 کروڑ 80 لاکھ 93 ہزار روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ رقم مختلف شعبہ جات جن میں تعلیم، سپورٹس، صحت، زراعت، جنگلات، حیوانات، انفارمیشن ٹیکنالوجی، کان کنی، ٹرانسپورٹ، ایمرجنسی سروسز، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ، ضلعی و تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ترقیاتی پروگرام وغیرہ کے تحت جاری اور نئے منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے متعلقہ انتظامی سربراہوں کے ساتھ تفصیلی مشاورات کے بعد مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اس ضمن میں واضح کرنا ضروری ہے کہ یہ رقم مختلف منصوبوں کو technical بنیادوں پر جانچنے اور متعلقہ پلاننگ فورم جس میں پی ڈی ڈبلیو پی، ڈی ڈی سی، ڈی ڈی ڈبلیو پی، ڈی ڈی ایس سی سے انتظامی امور اور دیگر قوانین کی روشنی میں رواں سال 17-2016 میں خرچ کی جائیں گی۔ ان منصوبوں کی تکمیل سے لوگوں کو جہاں بے شمار روزگار کے مواقع ملیں گے وہاں پر ان کے معیار زندگی میں بھی نمایاں بہتری آئے گی لہٰذا اپوزیشن ممبران کی جانب سے مذکورہ مد میں مختلف محکمہ جات کے لئے مختص کی گئی رقم کو ایک روپیہ کم کر دینے کے سلسلے میں پیش کی گئی کٹوتی کی تحریک درست نہ ہے۔ صوبے میں عوام کی بہتری اور سہولت کے لئے مختلف شعبہ جات میں شروع کئے گئے ترقیاتی منصوبہ جات کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ معزز ایوان اپوزیشن ممبران کی جانب سے پیش کردہ

مذکورہ کٹوتی کی تحریک کو رد کرتا ہے۔ اور مذکورہ گرانٹ کے تحت مختلف محکمہ جات کے لئے سالانہ 2016-17 میں مختص کی گئی رقم کل رقم 3 کھرب 88۔ارب 48 کروڑ 80 لاکھ 93 ہزار روپے کی بھرپور حمایت کرتا ہے۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے بہت ساری باتیں میرے فاضل ممبران نے کی ہیں اور خاص طور پر ایک آڈٹ رپورٹ کو اس کا main مرکز بنایا گیا ہے۔ آڈٹ رپورٹ کوئی آخری رپورٹ نہیں ہوتی جس کو finalize سمجھا جائے۔ آڈٹ رپورٹ اسمبلی میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں پیش کی جاتی ہے اور اس کے بعد اکاؤنٹس کمیٹی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ آڈٹ پیرا درست ہے یا نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مقابلے پہ مقابلے ہو رہے ہیں۔ اب آپ اپنی بات کریں کہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! مہربانی کرکے اس تحریک کو مسترد کر دیا جائے۔ یہ اپوزیشن نے ایسے اخباری اور ہوائی باتیں کی ہیں۔ مہربانی کرکے ان باتوں کو اپنے تک محدود رکھیں۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر کہوں گا کہ جنوبی پنجاب میں جتنی ترقی اس دور میں ہوئی ہے یہ گزشتہ پندرہ سال میں کبھی نہیں ہوئی۔ کمال کی بات یہ ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب اور محترمہ وزیر خزانہ نے خصوصی شفقت سے ہمارے علاقوں میں جو پختہ نہروں کا کام ہو رہا ہے، سڑکوں کا کام ہو رہا ہے اور صحت کے حوالے سے جو کام ہو رہا ہے وہ بھی قابل تعریف ہے۔ یہ ہمارے جنوبی پنجاب کے حوالے سے انقلابی قدم ہے لہٰذا میں ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ تحریک مسترد کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "88۔ارب 49 کروڑ 80 لاکھ 93 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد مطالبہ زر نمبر PC-22036 "ترقیات" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

> "ایک رقم جو 3 کھرب 88۔ارب 49 کروڑ 80 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطاء کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب ہم ہیلتھ سے متعلقہ کٹ موشن جو آج ہی pending کی گئی تھی، اس cut motion کو take up کرتے ہیں۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب اس پر بات کر رہے تھے، ڈاکٹر مراد راس صاحب کدھر ہیں۔۔۔ موجود نہیں ہیں تو پھر اس کٹ موشن کو کل تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پہلے یہ تو بتائیں کہ اس کٹ موشن کا جواب کون دے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کہہ رہی ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہیلتھ کے معزز پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود نہیں ہیں تو اس کا جواب کون دے گا؟

جناب سپیکر: اس سلسلے میں آج ہی نوٹیفکیشن ہو گیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ بات کرنا چاہتی ہیں یا نہیں ؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہم بات تو کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ رولز اور قوانین کی دھجیاں تو نہ اڑائیں۔

جناب سپیکر: آپ نوٹیفکیشن کو چیلنج کرنا چاہتی ہیں؟ ویسے بھی وزیر خزانہ گورنمنٹ کو represent کرتی ہیں، وہ تو اپنے طور پر بھی اس کا جواب دے سکتی ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس ہیلتھ کا portfolio ہے وہ یہاں پر اپنے سیکرٹریٹ میں بیٹھ کر کارروائی سننے کے لئے آ گئے ہیں، اصولی طور پر وہ ایوان میں آ کر جواب دیں۔

جناب سپیکر: کیا یہ چیف ایگزیکٹو کا اختیار نہیں ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ پھر اسے مسترد کر دیں۔

جناب سپیکر: میں کیوں مسترد کروں، میں کس طرح سے کر سکتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم نے مان لیا کہ ان کا نوٹیفکیشن ہو گیا ہے لیکن میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ حکومت کی سنجیدگی کا اندازہ لگائیں کہ ایک تو بغیر منسٹر کے سالہا سال

سے یہ ڈیپارٹمنٹ چل رہا ہے، دوسرا ڈیپارٹمنٹ کی یہ حالت ہے کہ یہاں پر جواب دینے کے لئے بھی کوئی نہیں ہوتا۔ وزیراعلیٰ پنجاب سے ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ ہیلتھ کا portfolio کسی کو دے دیں، کسی ایک پر تو اعتبار کر لیں، یہ اتنا اہم شعبہ ہے اور اس کے حالات اتنے دگرگوں ہیں کہ ہسپتالوں میں ادویات نہیں ہیں، لوگ مر رہے ہیں۔ پورے پنجاب کے اندر تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتال ہیں، ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ایک باقاعدہ منسٹر ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ اس طرح سے آرڈر نہیں کر سکتے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ تو دو نمبری ہے، آپ قانون کو follow کریں، آپ لوگ قانون اور قاعدہ سے کھیل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، آپ کو کچھ پتا ہوتا نہیں ہے، آپ قانون قاعدہ کی بات کیا کریں، آپ کو قانون کا پتا ہے اور نہ قاعدہ کا پتا ہے۔ آپ مہربانی کریں، ایسے نہ کیا کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو خواجہ سلمان رفیق بطور ایڈوائزر lead کر رہے ہیں۔ اس شعبے کو بہتر کارکردگی کے لئے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ وزیراعلیٰ خود ذاتی طور پر، اس محکمہ کی بہتری کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری جنہوں نے جواب دینا تھا وہ عمرے پر گئے ہوئے ہیں۔ جہاں تک کٹ موشن کا تعلق ہے عام طور پر وزیر خزانہ جواب دیتے رہے ہیں اور دے سکتے ہیں لیکن انہوں نے مطالبہ کیا، اب وہ نوٹیفکیشن بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ جو چیز رولز کے مطابق درست ہے تو اس چیز پر اس طرح کا اعتراض کرنا اور اس طرح کی گفتگو بھی مناسب نہیں ہے۔ آپ کٹ موشن پر بات کریں کہ کہاں پر دوائی نہیں مل رہی، کہاں پر کیا خرابی ہے، ہم آپ کی اس تنقید سے راہنمائی بھی حاصل کریں گے اور اس کا جو مؤثر جواب بنتا ہو گا وہ بھی منسٹر صاحبہ دیں گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آج ہم جس کٹوتی کی تحریک پر بات کر رہے ہیں، وہاں اس اسمبلی میں ایک نئی روایت ڈالی گئی ہے کہ پندرہ بیس منٹ کے وقفہ میں نوٹیفکیشن بھی جاری ہو گیا ہے۔ کل کو کسی اور کا نوٹیفکیشن جاری کر کے یہاں ایوان میں بٹھا دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ آدمی آکر جواب

دے گا، یہ عجیب و غریب روایات ہم ڈال رہے ہیں۔ بہر حال بڑی اچھی حکومت ہے، اس حکومت کی یہ گڈ گورننس ہے جس میں بغیر وزیر اعظم کے ملک چل سکتا ہے تو بغیر وزیر کے محکمہ کیوں نہیں چل سکتا، محکمہ تو چلے گا اور اس کو وزیر اعلیٰ چلائیں گے کیونکہ وزیر اعلیٰ کی دھونس اور زبردستی ہے، یہ اسمبلی جس طرح سے مرضی چلے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال 2015-16 کا جو بجٹ پیش کیا گیا تھا اس بجٹ میں سے ایک سال کے اندر ہیلتھ پر 38 فیصد خرچ ہوا ہے۔ میں زیادہ detail میں نہیں جاتی کیونکہ detail میں سب بات کر چکے ہیں لہٰذا میں صرف main points پر بات کروں گی۔ پچھلے بجٹ میں ایک یہ بھی اعلان کیا گیا تھا کہ کڈنی اینڈ لیور انسٹیٹیوٹ بنایا جائے گا اور اس کے لئے بجٹ میں 3۔ارب روپیہ رکھا گیا تھا۔ وہ ہسپتال ابھی تک زیر تکمیل ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ ان 3۔ارب روپے میں سے صرف اور صرف 147 کروڑ روپے اس ہسپتال پر ابھی تک خرچ کیا گیا ہے۔ اب 2016-17 کے بجٹ میں 4۔ارب روپے مزید اس ہسپتال کے لئے دوبارہ رکھ دیئے گئے ہیں۔ پہلے ایک سال میں یہ بجٹ خرچ ہی نہیں ہوا اور پھر اس ہسپتال کے لئے 4۔ارب روپے مزید رکھ دیئے گئے ہیں۔ کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے جہاں مرضی یہ پیسے لے جائیں۔

جناب سپیکر! سرکاری ہسپتالوں میں ایک ہزار 398 نرسوں کی اس وقت کمی ہے، میاں ہسپتال کے اندر 495 نرسوں کی کمی ہے۔ یہ بجٹ تو رکھتے ہیں لیکن ملازم نہیں رکھتے کہ کہیں عوام کو relief نہ مل جائے۔ بجٹ تو رکھ دیا جاتا ہے لیکن عوام کو relief نہیں دیا جاتا، حالانکہ ہیلتھ عوام کا basic issue ہے basic need ہے، ہم نے ان کو relief نہیں دینا، ہم نے ان کے لئے فنڈز allocate کر دیئے ہیں، یہ بڑی مزیدار بات ہے کہ فنڈز تو ہم رکھیں گے کیونکہ ہم نے وہ فنڈز اورنج لائن ٹرین کو منتقل کرنے ہیں۔ ہم نے یہ تو بتانا ہے کہ اس کے لئے اتنے ارب روپے ہم نے رکھ دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! کچھ روز قبل ڈی جی ہیلتھ کی ایک سٹیٹمنٹ ٹی وی پر چل رہی تھی اور وہ breaking news تھی۔ انہوں نے اس میں فرمایا کہ تقریباً 2500 لوگ روزانہ پنجاب کے ہسپتالوں میں مرتے ہیں۔ میرے لئے یہ بات باعث حیرت ہے کہ ڈی جی ہیلتھ یہ statement دے رہے ہیں۔ یہاں پر بڑے نعرے مارے جاتے ہیں کہ تھر میں بھوک سے بچے مر گئے ہیں۔ افسوس کی بات ہے نہیں مرنے چاہئیں اگر وہاں پر کہیں غفلت ہو رہی تھی، ہم تو خود اس کی نشاندہی کرتے ہیں۔ آپ کے ہسپتالوں کے اندر لوگ مر رہے ہیں، ڈاکٹر مریضوں کو ذبح کر رہے ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں

ہے۔ مریضوں کو دوائی نہیں مل رہی، مریض سڑکوں پر رُل رہے ہیں، ایم پی ایز، ایم این ایز کے آسرے لیتے پھر رہے ہیں کہ ہماری سفارش کر دو تاکہ ہمیں ہسپتال میں بستر مل جائے، ہمیں وہاں پر کوئی چارپائی مل جائے اور لیٹے رہنے کے لئے کوئی جگہ مل جائے۔ میں اس بات کی چشم دید گواہ ہوں ایک ایسے آپریشن کی گواہ ہوں کہ جہاں پر آپریشن تھیٹر کے اندر ہارٹ کے لئے مشین ہی نہیں تھی۔ ایمرجنسی میں جب مریض کی Heartbeat ختم ہونے لگی تو اس وقت ہسپتال کا عملہ ہارٹ مشین ڈھونڈتا پھر رہا تھا کہ آپریشن تھیٹر میں ہارٹ مشین نہیں ہے اور لاہور کے جناح ہسپتال کی یہ حالت ہے۔ یہ لاہور کا ایک ہسپتال ہے جو کہ لاہور کا بڑا ٹیچنگ ہسپتال ہے۔ اسی طرح آپ جنرل ہسپتال چلے جائیں وہاں پر بھی یہی حال ہے، جناح ہسپتال کی چھتیں تک ٹپک رہی ہیں۔ ہم ہیلتھ کے لئے اربوں روپے کا بجٹ رکھ رہے ہیں، کس لئے رکھ رہے ہیں؟ یہ وزیر اعلیٰ کو پتا ہے اور نہ ہی ایڈوائزر کو پتا ہے اور فنانس منسٹر [****] کو تو ویسے ہی نہیں پتا۔ وہ محنت تو بہت کر رہی ہیں، میں ان کا نام بہت آنر کے ساتھ لوں گی، ان کی محنت اپنی جگہ ہے لیکن یہ ان کا محکمہ نہیں ہے یہ ان کا کام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: [*****] کے الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وہ ہماری بہن ہیں اور ہمارے لئے بہت قابل احترام ہیں انہوں نے اس بجٹ پر جتنی محنت کی ہے، وہ اس پر جتنا کھپی ہیں، انہوں نے یہاں بیٹھ کر جس طرح صبر اور efficiency سے لوگوں کی باتیں سنی ہیں اس پر بھی ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن میں پھر کہوں گی کہ ہیلتھ ان کا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب محکمہ صحت ان کے پاس ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! عام آدمی دیکھتا ہے کہ میرے لئے بجٹ بنایا جا رہا ہے، اس بجٹ میں مجھے relief دیا جا رہا ہے اور یہاں کہا جاتا ہے کہ ہم نے اتنے ارب روپیہ عوام کی صحت کے حوالے سے relief دینے کے لئے رکھ دیا ہے لیکن جب ڈاکٹر مطالبات لے کر سڑکوں پر ہوں تو عوام کا relief کدھر گیا؟ گزشتہ آٹھ سال سے ڈاکٹر سڑکوں پر ہیں آپ ان کی تنخواہوں کا issue حل نہیں کر سکے تاکہ ایک عام آدمی کو relief دینے کے لئے وہ اپنی ڈیوٹی پوری کر سکیں، نرسیں سڑکوں پر ہیں اور ہیلتھ وزٹرز سڑکوں پر ہیں۔ خدا کا خوف کریں پیسا تو رکھ دیا لیکن یہ پیسا اغواء کر کے اورنج لائن ٹرین میں لے جانا

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کہاں کا انصاف ہے ؟ آپ نے صوبہ کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ہم مطالبہ بھی نہ کریں کہ اس پر پیسا ختم کریں۔ چونکہ ہمارا مطالبہ ہے کہ اس کو ایک روپیہ کر دیا جائے اس لئے یہاں پر کہا جائے کہ ہم ہیلتھ پر ایک روپیہ کر کے باقی اس کا سارا بجٹ اورنج لائن ٹرین میں لے کر جا رہے ہیں۔ آپ ڈنکے کی چوٹ پر چوری کریں، اگر آپ عوام کا حق چوری کر رہے ہیں تو ڈنکے کی چوٹ پر کریں یہ نہ کریں کہ رکھا تو عوام کے لئے تھا لیکن ہمارا دل آ گیا تو ہم اورنج لائن ٹرین پر لے گئے یہ انصاف نہیں ہے۔ بہت شکریہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اٹھارہ منٹ ہیں اس میں جتنے ممبران بولنا چاہتے ہیں بول لیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آج ہم نے PC-21016 میں جو کٹوتی کی تحریک دی ہے کہ 71۔ارب 6 کروڑ 98 لاکھ 11 ہزار روپے کو reduce کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے، میں اس کی کچھ justification دینا چاہوں گی کہ ہم یہ بات کیوں کرنا چاہ رہے ہیں۔ ہیلتھ ہر شہری کا بنیادی حق ہے اور حکومت کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ عوام کو سستا علاج مہیا کرے اور اس کی یہ priority ہونی چاہئے لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پنجاب حکومت کی priority ہیلتھ نہیں ہے بلکہ ان کی کچھ اور priorities ہیں۔ مجھے بہت ہی افسوس ہو رہا ہے کہ ہم نے پچھلے سال بھی اس پر جو بجٹ رکھا تھا اس میں سے صرف 38 فیصد خرچ کیا اور باقی پیسا اورنج لائن ٹرین میں چلا گیا۔ جب ہم لوگوں کو سرکاری ہسپتالوں میں علاج میسر نہیں کر سکے تو پھر ہم ہسپتالوں کو اتنا پیسا کیوں دینا چاہتے ہیں؟ اگر ہمارے ہسپتال اس قابل ہوتے، اس لائق ہوتے، ان کے معیار اچھے ہوتے، دوائیاں مل رہی ہوتیں، مشینری ہوتی، equipment ہوتے تو پھر ہمارے وزیر اعظم کو لندن جانے کی کیا ضرورت تھی ؟ ان کا علاج یہاں پاکستان میں ہی ہو سکتا تھا لیکن یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پاکستان کے ہسپتالوں کا معیار اتنا گر چکا ہے کہ ہمارے حکمرانوں کو باہر جا کر اپنا علاج کرانا پڑا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ایسے نہ کریں۔ بڑی مہربانی۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں آپ کو سچ بات بتا رہی ہوں۔ یہاں پر تو غریب آدمی کے لئے بیڈ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اللہ کا شکر ہے وہ ٹھیک ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک ایک بیڈ پر تین تین مریض پڑے دیکھے ہیں، پی آئی سی میں چلے جائیں، جناح ہسپتال میں چلے جائیں، جنرل ہسپتال میں چلے جائیں، میو ہسپتال میں چلے جائیں جہاں مرضی چلے جائیں لوگوں کو ویل چیئرز پر ڈرپ لگی ہوتی ہے، یہ تو ہمارے ہسپتالوں کا حال ہے۔ کبھی ہسپتال چلے جائیں تو بے چارے غریب لوگ اپنی دوائیوں کی پرچیاں لے کر ہمارے پیچھے آ رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں یہاں پر دوائی نہیں ملتی، انہوں نے ہمیں دوائی باہر سے لے کر آنے کا کہا ہے۔ ہسپتالوں میں غیر معیاری ادویات دی جاتی ہیں، ای سی جی، وینٹی لیٹر، سی ٹی سکین جیسی سہولتیں رشوت دینے پر میسر ہوتی ہیں اور آپ پیسے دے کر یہ چیزیں لے سکتے ہیں۔ کتنے شرم کی بات ہے کہ وہ غریب لوگ پتا نہیں کہاں سے ہزار دو ہزار روپے مانگ کر لاتے ہیں اور ان کو دیتے ہیں کہ ان کو وینٹی لیٹر مل جائے میں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ابھی تھوڑے دن پہلے میں پی آئی سی میں گئی ہوں وہاں پر پورے ہسپتال میں انجیو گرافی کی pulmonary مشین صرف ایک ہے and this is very sad کہ پورے ہسپتال میں انجیو گرافی کی ایک مشین ہے۔ بے چارے مریضوں کو تین تین سال ٹائم ہی نہیں ملتا اور جب ان کا ٹائم آتا ہے تو اس وقت تک وہ بے چارے اپنے خالق حقیقی سے جا ملتے ہیں۔ ٹیسٹ reliable نہیں ہیں اس لئے ٹیسٹ باہر سے کروانے پڑتے ہیں اور غریب لوگوں کو بھی یہ کہا جاتا ہے کہ آپ باہر سے ٹیسٹ کروا کر آئیں کیونکہ ہماری ٹیسٹ لیبز معیاری نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! صفائی ستھرائی کا کوئی حال نہیں ہے، میں نے جناح ہسپتال میں دیکھا ہے اور میں نے اس کے لئے ایک تحریک التوائے کار بھی جمع کرائی تھی، کھڑکیاں ٹوٹی ہوئی ہیں، گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں وہاں پر کوئی صفائی نہیں ہوتی اور وہاں پر جو مریض جاتا ہے وہ ٹھیک ہونے کی بجائے اور زیادہ بیمار ہو جاتا ہے۔ ہسپتالوں میں کرپشن کا کیا حال ہے؟ ہم کیوں کہہ رہے ہیں کہ یہ پیسے کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے کیونکہ یہ پیسے بھی کرپشن کی نذر ہو جائیں گے اور اس میں سے بھی پچاس ساٹھ فیصد پیسے خرچ ہی نہیں ہوں گے تو بہتر نہیں ہے کہ ان پیسوں کو کسی جگہ پر اچھے اور مثبت طریقے سے استعمال کیا جائے۔

جناب سپیکر! 26 لاکھ روپیہ ایکسرے فلمز کی مد میں کرپشن کی نذر ہو چکا ہے۔ اگر آپ آج کی ڈان نیوز اٹھا کر دیکھیں تو وہاں Metro Page پر headline ہے something is rotten in Services Hospital یہ headline ہے جب آج صبح میں نے ڈان اخبار پڑھا تو مجھے بڑا افسوس ہوا اس میں بڑا clearly لکھا ہوا تھا کہ:

Surgical equipment could not be installed for two years even after procurement.

یہ آج کے اخبار میں لکھا ہوا ہے، مجھے اتنا افسوس ہوا کہ ہم ان کو چیزیں بھی دیتے ہیں، پیسے بھی دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ حالت ہے۔ This is very unfortunate.

جناب سپیکر: محترمہ! ایڈوائزر صاحب کو کچھ نہ سننے دینا۔ آپ کی مہربانی ادھر چلے جائیں۔

MS SHUNILA RUTH: Mr Speaker! Health Department has committed gross violations in not providing diagnostic facilities to patients despite having funds available to them.

جناب سپیکر: میں نام نہیں لیتا آپ خود بخود ادھر سے چلے جائیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اگر آپ نے اتنے فنڈز بھی available کر دیئے ہیں، پیسا بھی دے دیا ہے ان کو بہت بڑی بڑی رقوم بھی دے دی گئی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ انہیں چیزیں وہاں پر مہیا نہیں کی گئیں؟ یہ سب کچھ کرپشن کی نذر ہو گیا ہے۔ میرا problem تھا جس کے لئے مجھے سروسز ہسپتال جانے کا اتفاق ہوا پورے ہسپتال میں ایک Doppler Machine ہے اور پی آئی سی میں تو سرے سے ہی نہیں۔ یہ تو ہمارے ہسپتالوں میں equipment کا حال ہے۔ ابھی میرے بھائی نے fake medicine کا بتایا، ہم کئی دفعہ اخبارات میں پڑھتے ہیں اور ٹی وی چینلز پر دیکھتے ہیں کہ مریضوں کو غلط قسم کی ادویات، fake اور expired medicines دے رہے ہیں۔ خدارا ہم اپنے لوگوں کے ساتھ کیوں ظلم کر رہے ہیں؟ یہ ہماری حکومت کا ایک بنیادی فرض ہے کہ وہ لوگوں کی ہیلتھ اور ان کے علاج کے لئے ایسی سہولیات مہیا کرے جس سے وہ ایک بہتر زندگی گزار سکیں۔ ہماری حکومت نے جو یہ خدمت کارڈ کا ڈھونگ رچایا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی بڑا غلط ہے یہ تو لوگوں کو اپاہج بنانے کے مترادف ہے۔ یہ خدمت کارڈ اور اس طرح جو پیسے، لیپ ٹاپس دیتے ہیں اور اب موبائل دینے جا رہے ہیں اس سے بہتر ہے کہ ہم ان پیسوں سے سہولیات بہتر کریں۔ آپ جگہ جگہ ڈسپنسریاں بنائیں، لوگوں کو doorsteps پر صحت کی سہولت میسر ہونی چاہئے بجائے اس کے کہ ہم ان کو خدمت کارڈ دیں۔ یہ تو ہم اپنے ووٹروں کو رشوت دیتے ہیں تاکہ ہمارا ووٹ بنک بڑھے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ غلط بات ہے،

آپ سہولیات بڑھائیں، آپ میڈیسن دیں، equipment دیں تاکہ لوگ اپنی زندگیوں کو آسان کر سکیں اس لئے میں یہ سفارش کرتی ہوں کہ ہیلتھ کا بجٹ کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، جی، ڈاکٹر نوشین صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! ہم نے کٹوتی کی تحریک دی ہے کہ اس Health Services کے بجٹ کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہماری پنجاب حکومت ان services کی delivery میں ناکام ہو چکی ہے۔ ورلڈ بنک کی ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت پاکستان میں 80 فیصد لوگ پرائیویٹ ہسپتالوں میں اپنے علاج معالجہ کے لئے جارہے ہیں اور حکومتی ادارے صرف 20 فیصد لوگوں کو outdoor patient کی سہولت مہیا کر رہے ہیں۔ اب لوگ quacks and private practitioners کی disposal پر رہ گئے ہیں۔ اس وقت عطائی ڈاکٹروں نے ایک مشکل پھیلائی ہوئی ہے۔ Overmedication and sub-standard medication کی وجہ سے لوگ مزید مشکلات کا شکار ہو رہے ہیں۔ حکومت پنجاب ان عطائی ڈاکٹروں کو کنٹرول کرنے میں بُری طرح ناکام ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! میں خود اس چیز کی گواہ ہوں۔ جب میں نے اسی قسم کے ایک quack کے کلینک کا visit کیا تو وہاں پر ہر آنے والے مریض کو ایک انجکشن لگایا جا رہا تھا۔ جس vial سے وہ انجکشن لگ رہا تھا جب میں نے اسے دیکھا تو اس میں Tetracycline for dogs لکھا ہوا تھا یعنی quacks veterinary medicines use کرتے ہیں اور اس پر کوئی control and check نہیں ہے۔ اگر حکومت چاہتی ہے کہ عوام کو صحت کی صحیح سہولتیں میسر ہوں تو پھر اسے ان عطائی ڈاکٹروں کے اوپر check and balance رکھنا ہوگا۔

جناب سپیکر! یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ سڑکوں پر جگہ جگہ بینرز لگے ہوئے ہیں اور ان بینرز میں اپیل برائے زکوٰۃ کی گئی ہے۔ میو ہسپتال، سروسز ہسپتال اور اسی طرح دوسرے ہسپتالوں کی طرف سے یہ بینرز آویزاں کئے گئے ہیں۔ اگر یہ ادارے زکوٰۃ کے پیسوں سے چلنے ہیں اور حکومت ان کو مکمل فنڈز مہیا نہیں کر سکتی تو پھر اس شعبہ صحت کے لئے یہ بجٹ کیوں مانگ رہی ہے؟

جناب سپیکر! میں تھوڑی سی توجہ پنجاب کی current situation کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ اس وقت ہمارے صوبہ میں ہیلتھ کا status کیا ہے؟ اس وقت دنیا میں دوران زچگی ماؤں کی جو شرح اموات ہے اس میں ہم لوگ دنیا کو lead کر رہے ہیں۔ سب سے زیادہ مائیں ہمارے ملک میں مرتی ہیں اور پنجاب چونکہ سب سے بڑا صوبہ ہے تو سب سے زیادہ اموات یہاں پر ہوتی ہیں۔ اسی طرح سب سے زیادہ infant mortality rate کے حساب سے جو leading countries ہیں ان میں پاکستان کا شمار بھی ہے۔ اسی طرح ہیلتھ سے related سال 2015 کے جو Millennium Development Goals تھے ہم ان کو achieve کرنے میں بُری طرح سے ناکام ہو چکے ہیں حالانکہ ہم سے چھوٹے ممالک نے 2015 سے بہت پہلے یہ goals achieve کر لئے تھے۔

جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس (سی) اس وقت ایک uncontrolled وباء کی طرح پورے پنجاب میں پھیلا ہوا ہے۔ پورے کے پورے گاؤں اس سے متاثر ہو چکے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ اس مرض کو کنٹرول کرنے میں جتنے بھی اقدامات اب تک اُٹھائے گئے ہیں وہ سب غیر مؤثر ہو چکے ہیں۔ اسی طرح waterborne diseases یعنی گندے پانی کے ذریعے جو بیماریاں پھیلتی ہیں ان سے ہر سال لاکھوں بچے موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ یہاں لاہور کے suburbs میں ایک ڈسپنسری میں ORS نہ ہونے کی وجہ سے ایک بچہ کی موت واقع ہو گئی۔ چونکہ وہ بچہ Diarrhea کے ساتھ آیا اور ڈسپنسری میں اس وقت ORS موجود نہیں تھا تو اس بچہ کی موت واقع ہو گئی۔

جناب سپیکر! اس وقت دنیا میں صرف تین ممالک ایسے رہ گئے ہیں کہ جہاں پر پولیو کا وجود ہے اور پاکستان ان میں سے ایک ہے۔ اسی طرح دنیا میں آج ٹی بی کا خاتمہ ہو چکا ہے جبکہ پاکستان ٹی بی کے مرض میں چھٹے نمبر پر آتا ہے۔ ہمارے پاس پنجاب میں ٹراما سنٹرز نہیں ہیں اور road accidents کی شرح بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور اس کی وجہ سے disabilities میں اضافہ ہو چکا ہے، ہر سال کئی لوگ معذور ہو جاتے ہیں اور ان کو handle کرنے کے لئے حکومت کے پاس کوئی مؤثر نظام نہیں ہے۔ آج ہسپتالوں میں ventilator نہ ہونے اور امراض کا timely diagnose نہ ہونے کی وجہ سے بھی لوگ مر رہے ہیں۔ بہت سے ہسپتالوں میں مفت ٹیسٹ کی سہولت ختم کر دی گئی ہے۔ ہسپتالوں میں diagnoses کی مشینیں non-functional ہیں۔ ہسپتالوں میں ایم آر آئی مشین، الٹرا ساؤنڈ مشین اور ایکسرے یونٹ خراب پڑے ہوئے ہیں۔ اگر لاہور میں شوکت خانم ہسپتال اور انمول ہسپتال نہ ہوں تو کینسر کے مریضوں کا کوئی پُرسان حال نہ ہو گا۔

جناب سپیکر! World Health Organization کی رپورٹ کے مطابق 190 ممالک کی فہرست میں پاکستان کے ہیلتھ سسٹم کا نمبر 122 ہے۔ بنگلہ دیش جو ہم سے بہت چھوٹا ہے، ہم سے بعد میں اس نے اس سیکٹر میں اپنا کام شروع کیا تھا وہ 88 نمبر پر ہے اور سری لنکا 76 نمبر پر ہے ایسے میں پاکستان کے لئے یہ ایک embarrassment ہے کہ ہم آج بھی اس حوالے سے 122 نمبر پر ہیں۔ بہت سے ایسے امراض ہیں کہ جنہیں non-communicable diseases کہتے ہیں جن میں بلڈ پریشر، شوگر وغیرہ شامل ہیں۔ ان امراض کا علاج BHU اور RHC کے لیول پر ہونا چاہئے مگر ہمارے BHU اور RHC اس قدر غیر فعال ہیں کہ ان امراض کے لئے بھی لوگ بڑے ہسپتالوں یا tertiary care hospitals میں جاتے ہیں اور ان ہسپتالوں میں بوجھ اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ جو بڑے بڑے امراض ہوتے ہیں ان کو tackle نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر! ہمارے پاس دنیا کا بہترین ہیلتھ کیئر سسٹم ہے جس میں Primary care, Secondary care and Tertiary care کا ایک پورا نظام موجود ہے مگر lack of human resources and insufficient work force کی وجہ سے لوگوں کو صحت کی بنیادی سہولتیں بھی میسر نہیں ہیں۔ ہمارے پاس نرسیں نہیں ہیں، پیرا میڈیکل سٹاف نہیں ہے اور ڈاکٹرز نہیں ہیں۔ ہمارے پاس جو resources ہیں ہم ان کو proper طریقے سے استعمال نہیں کرتے۔ ہمارے بجٹ unutilized چلے جاتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان، میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر! ہم نے ابھی دیکھا کہ 30 کروڑ روپے مالیت کی ہیپاٹائٹس کی ادویات اس وجہ سے ضائع ہو گئیں کیونکہ ان کو proper temperature پر سٹور نہیں کیا گیا تھا۔ کیا ہمارا صوبہ یہ afford کر سکتا ہے کہ ہم ہیپاٹائٹس کی 30 کروڑ روپے کی ادویات ضائع کر دیں؟ اس وقت پنجاب میں ہیپاٹائٹس کا مرض اس قدر عام ہے کہ ہر چوتھا آدمی اس مرض میں مبتلا ہے۔ اگر آپ دیہاتی علاقوں میں ٹیسٹ کریں تو ہر چوتھا بندہ ہیپاٹائٹس (سی) کا شکار ہو گا۔

جناب سپیکر! ہمارے صوبے میں preventive measures کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ اگر ہم focus کر لیں اور prevention کی طرف آ جائیں تو بہت سی امراض سے ہم بچ سکتے ہیں اور ہسپتالوں پر بھی بوجھ کم ہو جائے گا۔ ہیپاٹائٹس۔ سی کا مرض صرف اور صرف preventive measures سے کم ہو سکتا ہے۔ آج ہم اس مرض پر قابو پانے میں بُری طرح سے ناکام ہو چکے

ہیں۔اسی طرح Cervical Cancer عورتوں کا مرض ہے جو کہ پوری دنیا میں کنٹرول ہو چکا ہے کیونکہ یہ واحد کینسر ہے جو کہ ایک vaccine سے ختم ہو جاتا ہے۔ہم لوگ اپنی عورتوں کو وہ vaccine دینے میں ناکام ہو چکے ہیں۔یہ تو بڑا simple سا علاج ہے۔آج دنیا میں Cervical Cancer بہت ناپید ہو چکا ہے مگر پاکستان آج بھی ان دس ممالک میں آتا ہے جس میں Cervical Cancer کی شرح سب سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! مہربانی کر کے wind up کر لیں کیونکہ وقت ختم ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ اس کو کل تک continue کر لیں کیونکہ شعبہ صحت بہت اہمیت کا حامل ہے۔بہر حال اگر آپ کا حکم ہے تو میں wind up کر لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی مرضی ہے مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔آپ اپنی بات مکمل کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! ہم لوگ preventive measures میں کوتاہی کرتے ہیں۔بہت سی ایسی احتیاطی تدابیر ہیں کہ اگر ہم ان کو اختیار کریں تو بہت سی امراض سے بچا جا سکتا ہے اور اس طرح ہسپتالوں پر مریضوں کا بوجھ بھی کم ہو جائے گا۔حکومت پنجاب اس سلسلے میں کوئی proper policy بنائے جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت پنجاب کے پاس تو کوئی ایسا road map نہیں ہے، کوئی طریق کار یا نظام نہیں ہے کہ جس سے وہ preventive measures لے سکے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ پھر ان کو حق بھی نہیں ہے کہ شعبہ صحت کے لئے اتنا بڑا بجٹ allocate کروائیں۔ویسے بھی 71۔ارب روپے کا بجٹ بہت ہی غیر مناسب ہے۔اس سے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔اس صوبے کی 12 کروڑ آبادی ہے تو یہ بجٹ اتنی آبادی کے لئے بہت کم ہے۔خیبر پختونخوا کی حکومت نے 38 کروڑ روپے کا بجٹ 3 کروڑ آبادی کے لئے رکھا ہے۔یہاں پر 12 کروڑ آبادی کے لئے 71۔ارب روپے کا بجٹ نہایت نامناسب ہے اس لئے اس کو منظور کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! وقت کی کمی کے باعث میں مختصراً بات کروں گی ویسے بھی ہمارے حزب اختلاف کے معزز ممبران اس پر بڑی تفصیل سے بات کر چکے ہیں۔شعبہ صحت ایک نہایت ہی اہم

سیکٹر ہے۔ کسی بھی صوبے یا ملک میں محکمہ صحت، محکمہ تعلیم اور امن وامان سب سے اہم ہوتا ہے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں سب سے زیادہ بد ترین حالات انہی محکمہ جات کے ہیں۔

جناب سپیکر! کسی بھی حکومت کے پاس اپنی پالیسی اور منشور پر عمل کرنے کے لئے پانچ سال کا عرصہ ہوتا ہے جبکہ اس موجودہ حکومت کو پچھلے مسلسل آٹھ سالوں سے موقع مل رہا ہے لیکن اس وقت محکمہ صحت کا حال یہ ہے کہ ینگ ڈاکٹرز، نرسیں اور پیرامیڈیکل سٹاف مسلسل سراپا احتجاج ہیں۔ ہم پچھلے آٹھ سالوں سے ہر روز دیکھ رہے ہیں کہ احتجاج ہو رہا ہے۔ ہر چھ مہینے بعد ان سے بات چیت کی جاتی ہے اور ان کا احتجاج ختم کروایا جاتا ہے لیکن دو دن بعد پھر وہ باہر نکل کر احتجاج شروع کر دیتے ہیں۔ میں یہاں پر اپنا ایک personal experience share کرنا چاہوں گی جس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ ہیلتھ کے بارے میں یہ حکومت کتنی conscious ہے۔ ایک غریب عورت تھی اور اس کا سال ڈیڑھ سال پہلے جناح ہسپتال سے ہیپاٹائٹس کا علاج ہو رہا تھا۔ آپ کو پتا ہے کہ اگر ہیپاٹائٹس کا علاج بیچ میں چھوڑ دیا جائے تو خدانخواستہ مریض کی موت بھی ہو سکتی ہے تو وہ خاتون ایم ایس کے پاس گئی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس انجکشن ختم ہو چکے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کو اس لئے بتا رہی ہوں کہ وزیراعلیٰ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس چیز کا notice لیں کہ جو لوگ اس طرح سے مر رہے ہیں اُن کا کم از کم کوئی خیال تو رکھے۔۔۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں اس پر کل بات کر لیجئے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اُس مریض خاتون نے مجھے بتایا تو میں اُس کو انجکشن دلوانے کے لئے ہسپتال گئی تو وہاں جو لوگ سرکاری ادویات کے سٹور میں بیٹھے ہوئے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ میڈیم! آپ یقین کریں کہ ابھی تین ماہ رہتے ہیں اور بے تحاشا ایسے مریض ہیں جن کے لئے ہمارے پاس انجکشن ہی نہیں ہیں اور ہم چودھری پرویز الٰہی کے اُس دَور کو یاد کرتے ہیں کہ چھ ماہ پہلے ہی ہمارے پاس instructions آ جاتی تھیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ آپ کا وزیر قانون و پارلیمانی امور رانا ثناء اللہ خان، قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا ایم پی اے نامور قوال

امجد فرید صابری کے قتل کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نامور قوال امجد فرید صابری کے بہیمانہ قتل کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نامور قوال امجد فرید صابری کے بہیمانہ قتل کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

اس تحریک کی مخالفت نہیں کی گئی۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نامور قوال امجد فرید صابری کے بہیمانہ قتل کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد

جناب سپیکر: جی، محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

معروف قوال امجد فرید صابری کی شہادت پر شدید رنج وغم کا اظہار اور ملزمان گرفتار کرنے کا مطالبہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ قرار داد حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کی طرف سے مشترکہ طور پر پیش کی جا رہی ہے۔

"یہ ایوان کراچی میں دہشت گردی کی حالیہ لہر جس میں بے گناہ شہریوں کو قتل اور اغواء کیا جا رہا ہے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور معروف قوال امجد فرید صابری کی شہادت پر شدید رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تمام تر وسائل بروئے کار لاتے ہوئے دہشت گردی کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کرے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان نامور قوال امجد فرید صابری کے بہیمانہ قتل کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے سندھ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے واقعہ میں ملوث ملزمان کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومتوں اور تمام متعلقہ اداروں کی طرف سے دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی کوششوں اور دی جانے والی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں کو مزید تیز کرنے پر زور دیتا ہے تاکہ ملک سے دہشت گردی کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جا سکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان کراچی میں دہشت گردی کی حالیہ لہر جس میں بے گناہ شہریوں کو قتل اور اغواء کیا جا رہا ہے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور معروف قوال امجد فرید صابری کی شہادت پر شدید رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تمام تر وسائل بروئے کار لاتے ہوئے دہشت گردی کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کرے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان نامور قوال امجد فرید صابری کے بہیمانہ قتل کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے سندھ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے واقعہ میں ملوث ملزمان کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومتوں اور تمام متعلقہ اداروں کی طرف سے دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی کوششوں اور دی جانے والی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں کو مزید تیز کرنے پر زور دیتا ہے تاکہ ملک سے دہشت گردی کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جاسکے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان کراچی میں دہشت گردی کی حالیہ لہر جس میں بے گناہ شہریوں کو قتل اور اغواء کیا جارہا ہے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور معروف قوال امجد فرید صابری کی شہادت پر شدید رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تمام تر وسائل بروئے کار لاتے ہوئے دہشت گردی کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کرے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان نامور قوال امجد فرید صابری کے بہیمانہ قتل کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے سندھ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے واقعہ میں ملوث ملزمان کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومتوں اور تمام متعلقہ اداروں کی طرف سے دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی کوششوں اور دی جانے والی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں کو مزید تیز کرنے پر زور دیتا ہے تاکہ ملک سے دہشت گردی کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جاسکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

تعزیت

نامور قوال امجد فرید صابری کی وفات پر دعائے مغفرت

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری انفارمیشن کے مطابق جناب امجد فرید صابری شہید کا جنازہ ہو چکا ہے اس لئے میں یہ request کروں گا کہ جناب امجد فرید صابری شہید سمیت جتنے بھی لوگ دہشت گردی کے واقعات میں شہید ہوئے ہیں اُن کے درجات کی بلندی کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جناب محمد وحید گل صاحب! آپ دعائے مغفرت کرائیں۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: اب اجلاس کل بروز جمعۃ المبارک مورخہ 24۔جون 2016 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

جمعتہ المبارک،24۔جون2016

(یوم الجمع،18۔رمضان المبارک1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22:شمارہ 8

501

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 24۔جون 2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال 17-2016

مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر		
مطالبہ نمبر PC21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 81لاکھ 51ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 1تا9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔ارب 49کروڑ 12لاکھ 76ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 11تا50 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8کروڑ 92لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 51تا66 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 78کروڑ 95لاکھ 46ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹامپس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 67تا77 ملاحظہ فرمائیں۔

502

مطالبہ نمبر PC21005

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ارب 74 کروڑ 22 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 79 تا 102 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21006

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10 کروڑ 49 لاکھ 91 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 103 تا 116 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21007

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 13 کروڑ 37 لاکھ 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 117 تا 132 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21008

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 96 کروڑ 3 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 133 تا 154 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21009

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 16۔ارب 36 کروڑ 48 لاکھ 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 155 تا 321 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21010

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 31۔ارب 99 کروڑ 58 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 339 تا 890 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21011

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 15۔ارب 15 کروڑ 41 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 891 تا 954 ملاحظہ فرمائیں۔

503

مطالبہ نمبر PC21012

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9۔ارب 93 کروڑ 59 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد اول کے صفحات 955 تا 998 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21013

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 88۔ارب 63 کروڑ 6 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد اول کے صفحات 999 تا 1098 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21014

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 15 کروڑ 90 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب گھر" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد اول کے صفحات 1099 تا 1113 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21015

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 61۔ارب 27 کروڑ 36 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد اول کے صفحات 1115 تا 1380 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21016

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 71۔ارب 6 کروڑ 98 لاکھ 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 1 تا 397 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21017

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 12۔ارب 83 کروڑ 56 لاکھ 23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 399 تا 450 ملاحظہ فرمائیں۔

504

مطالبہ نمبر PC21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7۔ارب 86 کروڑ 87 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 451 تا 581 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21019	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 59 کروڑ 93 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 583 تا 600 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔ارب 24 کروڑ 49 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 601 تا 730 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 22 کروڑ 50 لاکھ 61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 731 تا 755 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21022	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7۔ارب 56 کروڑ 5 لاکھ 83 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 757 تا 817 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21023	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3۔ارب 97 کروڑ 28 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 819 تا 935 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21024	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔ارب 10 کروڑ، 8 لاکھ 45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 937 تا 985 ملاحظہ فرمائیں۔

505

مطالبہ نمبر PC21025	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7۔ارب 84 کروڑ 80 لاکھ 71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 987 تا 1045 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21026	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 33 کروڑ 61 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1047 تا 1063 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21027	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 55 کروڑ 79 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1065 تا 1078 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21028	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 28۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1085 تا 1090 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21029	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 22 کروڑ 32 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1091 تا 1115 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21030	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 65۔ارب 45 کروڑ 30 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1117 تا 1123 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21031	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ کھرب 82۔ ارب 27 کروڑ 72 لاکھ 96 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1125 تا 1283 ملاحظہ فرمائیں۔

506

مطالبہ نمبر PC21032	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6کروڑ89لاکھ79ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شہری دفاع"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلد دوم کے صفحات1285تا1306ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب24۔ارب49 کروڑ11لاکھ 60ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلد دوم کے صفحات1307تا 1328 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13034	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو4کروڑایک لاکھ33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلد دوم کے صفحات1329تا1340 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13035	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلد دوم کے صفحات1341تا1345 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13050	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرمایہ کاری"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلد دوم کے صفحات1369تا1373 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC22036	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔کھرب88۔ارب49کروڑ80لاکھ93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ترقیات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر(ترقیات) برائے سال17-2016جلداول کے صفحات 1 تا1127ملاحظہ فرمائیں۔

507

مطالبہ نمبر PC12037	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 45۔ارب 52 کروڑ 80 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1 تا 63 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12038	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 56 کروڑ 53 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 65 تا 69 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12040	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 50 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 71 تا 73 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 78۔ارب 98 کروڑ 92 لاکھ 67 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 75 تا 321 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 35۔ارب 91 کروڑ 92 لاکھ، 45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 323 تا 684 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12043	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 15۔ارب 52 کروڑ 95 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 685 تا 696 ملاحظہ فرمائیں۔

509

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،24-جون2016

(یوم الجمع،18-رمضان المبارک1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح9بج کر30منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ

کَیۡفَ خُلِقَتۡ ﴿۱۷﴾ وَ اِلَی السَّمَآءِ کَیۡفَ رُفِعَتۡ ﴿۱۸﴾ وَ اِلَی

الۡجِبَالِ کَیۡفَ نُصِبَتۡ ﴿۱۹﴾ وَ اِلَی الۡاَرۡضِ کَیۡفَ سُطِحَتۡ ﴿۲۰﴾

فَذَکِّرۡ ۟ؕ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَکِّرٌ ﴿۲۱﴾

سورۃ الغَاشِیَة آیات 17 تا 21

یہ لوگ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے (عجیب) پیدا کئے گئے ہیں(17)اور آسمان کی طرف کہ کیسے بلند کیا گیا ہے(18)اور پہاڑوں کی طرف کہ کس طرح کھڑے کئے گئے ہیں(19)اور زمین کی طرف کہ کس طرح بچھائی گئی(20)تو تم نصیحت کرتے رہو کہ تم نصیحت کرنے والے ہی ہو(21)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

مجھے در پر پھر بلانا مدنی مدینے والے
میرے بخت پھر جگانا مدنی مدینے والے
میں اگرچہ ہوں کمینہ تیرا ہوں شاہِ مدینہ
مجھے سینے سے لگانا مدنی مدینے والے
تیری جبکہ دید ہوگی جبھی مری عید ہوگی
میرے خواب میں تم آنا مدنی مدینے والے
میری آنے والی نسلیں تیرے عشق میں ہی مچلیں
انہیں نیک تم بنانا مدنی مدینے والے

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 20/16 سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 21/16 بھی سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 22/16 بھی سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 24/16 جناب عبدالمجید خان نیازی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 25/16 الحاج محمد الیاس چنیوٹی کی ہے ان کے ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے یہ پہلے ہی pending ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 28/16 جناب جمیل حسن خان کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 449 میاں طارق محمود! آپ کل ٹائم لے رہے تھے۔ میں نے کل آپ کو ٹائم اس لئے نہیں دیا تھا کیونکہ معاملات آگے چل رہے تھے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ذرا مہربانی فرمادیں یہ ضروری مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

وحدت کالونی لاہور کو گرا کر کثیر المنزلہ فلیٹس بنانے کا انکشاف

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی سرکاری ملازمین کی کثیر تعداد وحدت کالونی میں واقع سرکاری گھروں میں رہائش پذیر ہے۔ یہ سرکاری کالونی 1955 میں قائم کی گئی جس میں زیادہ رہائش گاہیں سنگل سٹوری ہیں جس میں ملازمین

کو صحت مند ماحول اور تازہ آب و ہوا فراہم کرنے کے لئے ہر گھر میں صحن جیسی سہولت بھی دی ہوئی ہے۔ یہ حقیقت کسی سے چھپی نہ ہے کہ ماضی میں مفاد پرست پالیسی سازوں کی طرف سے وحدت کالونی کی اکھاڑ پچھاڑ کرنے کی غرض سے کالونی کے موجودہ سٹرکچر کو تبدیل کر کے اس میں کئی منزلہ فلیٹ بنانے، شاپنگ مال اور پلازے بنانے کے لئے غیر ملکی کمپنی البراک کے ہاتھوں فروخت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس معاملہ کو جب معزز ایوان میں پیش کیا گیا تو محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے یہ یقین دہانی کروائی کہ حکومت کی کوئی ایسی پالیسی ہے اور نہ وحدت کالونی کے نقشہ میں تبدیلی کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے لیکن اب پھر اسی منصوبہ کو دہرانے کے لئے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی، اسٹیٹ آفس کے سرکاری اہلکاران گھر گھر جا کر سروے کر رہے ہیں، ہر الاٹی سے اس کا عہدہ، اس کا موجودہ سکیل، گھر میں رہنے والے افراد کی تعداد پوچھ رہے ہیں۔ جب الاٹی اس معنی خیز سروے کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو یہ بے دھڑک، کھلے الفاظ میں بتا دیا جاتا ہے کہ حکومت تمام کالونی کو گرا کر یہاں آٹھ منزلہ فلیٹ تعمیر کرنے جا رہی ہے۔ اس مقصد کے لئے سروے کیا جا رہا ہے۔ یہ سن کر ملازمین کے اندر سخت مایوسی اور بے چینی پائی جا رہی ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ 1955 میں جب یہ کالونی تعمیر کی گئی تھی اس وقت اس کا رقبہ 2473 کنال 2 مرلے اور 68 مربع فٹ تھا۔ اس کے 1515 کنال کے رقبہ پر 2500 سے زائد سنگل سٹوری گھر بنائے گئے بقیہ رقبہ پر گراونڈ، سڑکیں، قبرستان، سکولز، کالجز، مارکیٹس اور مساجد بنائی گئی ہیں۔ اس میں اہم ترین بات یہ ہے کہ 639 کنال 18 مرلہ پر لوگوں نے قبضہ کر لیا جس کو حکومت نے خالی کروانے کی بجائے سیاسی مصلحت کے تحت اسے کچی آبادی ڈیکلئر کر دیا اور ان کو مالکانہ حقوق دے دیئے اور آج بھی 45 کنال 18 مرلے پر ناجائز قابضین قبضہ جمائے ہوئے ہیں اور ان کے کیسز عدالتوں میں عرصہ دراز سے چل رہے ہیں اور ان کا فیصلہ ہوتا دکھائی نہیں دیتا کیونکہ حکومت ان کیسز میں دلچسپی نہیں لیتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ان قبضہ مافیا کے سامنے بے بس دکھائی دیتی ہے۔ سرکاری ملازمین جو قبضہ گروپ ہوتا ہے اور نہ ہی کسی سرکاری زمین پر ناجائز قبضہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ وحدت کالونی میں رہائش پذیر الاٹیوں کی منتخب شدہ سوسائٹی پچھلے 30 سالوں سے ہر دور میں حکومت سے مطالبہ کرتی چلی آئی ہے کہ ان کو موجودہ رہائش گاہیں مالکانہ حقوق پر دے دیں جس کی وہ قیمت چکانے کے لئے تیار ہیں لیکن ہر حکومت نے یقین دہانی کروائی اور عملی طور پر کوئی مظاہرہ نہ کیا جبکہ حکومت خود کچی آبادی بنا سکتی ہے، قبضہ مافیا کو زمین دے سکتی ہے تو کیا سرکاری ملازمین کو جگہ دینا جرم بن گیا ہے؟ جب یہ صورتحال مفاد پرست پالیسی سازوں نے دیکھی تو انہوں نے ملازمین کو زندہ درگور

کرنے کا منصوبہ بنالیااور ان کو ڈربہ خانوں یعنی کہ مرغی خانوں میں رکھنے پر مجبور کرنے کا پلان بنالیا ہے۔ اب حکومت ان گھروں کو گراکر وہاں کئی منزلہ فلیٹ بنائے گی جس کی تعداد آٹھ یا زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ جس میں عزت دار گھرانے کا رہنا محال ہو جائے گا اور بوڑھے ملازمین، ان کے والدین جو شوگر کے مریض، ہارٹ کے مریض، جوڑوں کے درد کے مریض ہیں ان کا کیونکر ان فلیٹس میں گزارہ ہو گا؟ حکومت نے ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت ملازمین کو ان گھروں سے بے دخل کرنے کا ارادہ کر لیا ہے جو ملازمین کے لئے نہ صرف جان لیوا ثابت ہو گا بلکہ ان کی زندگیاں اجیرن بنا ڈالے گا۔ یہ معاملہ اس قدر سنجیدہ اور سنگین ہے کہ اسمبلی فوری دخل اندازی کر کے سرکاری ملازمین کو حکومت کے اس بے رحمانہ سلوک اور برتاؤ سے بچائے اور انہیں محفوظ راستہ مہیا کرنے کا ذریعہ بنے۔ متذکرہ صورتحال سے ملازمین میں حکومت کے خلاف سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 445/16 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ جی، امجد علی جاوید!

جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں متعدد ڈینز کی غیر قانونی تعیناتی

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 7۔جون 2016 کی خبر کے مطابق گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے ڈیپارٹمنٹس کے تمام ڈینز کی تعیناتی غیر قانونی اور میرٹ کے برعکس کی گئی۔ جی سی یونیورسٹی شعبہ کیمسٹری کی چیئرمین شپ سے فارغ ہونے والے ڈاکٹر افتخار نے پنڈورا باکس کھول دیا۔ انہوں نے جی سی یونیورسٹی کے سنڈیکیٹ کو دی گئی اپنی تحریری درخواست میں کہا ہے کہ میں نے ڈینز سوشل سائنسز ڈاکٹر حق نواز، ڈینز مینجمنٹ سائنسز ڈاکٹر حضور صابر، ڈینز سائنس اینڈ ٹیکنالوجی ڈاکٹر زبیر، ڈینز اسلامک اور ینٹل لرننگ ڈاکٹر ہمایوں اور ڈاکٹر صوفیہ انور کو وائس چانسلر کے حکم پر قانون اور ضابطے کے برعکس اہل قرار دیا تھا۔ یہ لوگ مذکورہ بالا عہدوں کے اہل نہیں تھے۔ تفصیلات کے مطابق جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کے چیئرمین شعبہ کیمسٹری ڈاکٹر افتخار جنہیں اب فارغ کر دیا گیا ہے، انہوں نے یونیورسٹی کے سنڈیکیٹ کو دستاویزی ثبوتوں کے ساتھ درخواست جمع کروائی ہے جس میں انہوں نے

تسلیم کیا ہے کہ یونیورسٹی کے تمام ڈینز کی تقرری میرٹ اور قواعد کے خلاف کی گئی ہے یہ لوگ یونیورسٹی کے اس انتہائی اہم ترین عہدے کے تقاضوں اور معیار کے مطابق اہل نہیں تھے۔ میں نے وائس چانسلر کے حکم پر انہیں اس عہدے کے لئے اہل قرار دیا۔ ان کی تقرری خلاف ضابطہ اور سو فیصد غیر قانونی ہے۔ انہوں نے سنڈیکیٹ کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا کہ جن تقرریوں کے الزام میں مجھے نااہل قرار دیا جا رہا ہے وہ تقرریاں اب بھی موجود ہیں اور وہ لوگ آج بھی یونیورسٹی میں اپنے عہدوں پر فائز ہیں۔ اگر وہ تقرریاں کرنے والے کو نااہل قرار دیا جا رہا ہے تو وہ کیسے اہل اور ان کی تقرریاں کیسے قانونی ہو گئیں؟ سنڈیکیٹ میں ڈاکٹر افتخار کے انکشافات کے بعد تمام ممبران حیرت میں ڈوب گئے۔ اجلاس میں بعض ممبران نے اظہار رائے کرتے ہوئے کہا کہ جس یونیورسٹی میں ڈینز کا معیار یہ ہو گا وہاں تعلیم کا معیار کیا ہو گا؟ اس صورتحال کے منظر عام پر آنے سے طلباء، ان کے والدین اور اہل علم و دانش میں شدید اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر بہبود آبادی، تحفظ ماحول / ہائر ایجوکیشن (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے تاکہ پوری تفصیل لے کر ہاؤس کو بتائی جا سکے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 447/16 محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔ جی، محترمہ!

دوا ساز کمپنیوں کا ادویات کی قیمتوں میں از خود اضافہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 8۔ جون 2016 کی خبر کے مطابق لاہور ادویہ ساز کمپنیز کا خاموشی سے ادویات کی قیمتوں میں اضافے کا سلسلہ جاری ہے۔ شوگر کی ادویات کی قیمتوں میں 40 سے 50 روپے تک اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جان بچانے والی ادویات 15 سے 20 فیصد مہنگی کر دی گئیں۔ ادویہ ساز کمپنیوں کو رمضان المبارک میں بھی شہریوں پر رحم نہ آیا۔ چند روز قبل شوگر کی دوائی ڈائنل ایم کو مارکیٹ میں نایاب کر دیا گیا پھر قیمت 120 روپے سے اچانک 170 روپے کر کے اسے مارکیٹ میں لے آئے۔ اسی

طرح گیٹرل 4 ملی گرام کی ڈبی کی قیمت 320 روپے تھی اس کو بڑھا کر 360 روپے کر دیا گیا مگر کسی محکمہ کی جانب سے کسی قسم کا کوئی ایکشن نہیں لیا گیا جس پر شہریوں نے احتجاج کرتے ہوئے کارروائی کا مطالبہ کیا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ہیلتھ منسٹر صاحبہ!

وزیر خزانہ / صحت (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میری request ہوگی کہ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 448/16 جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔ جی، کھگہ صاحب!

سرکاری ہسپتالوں میں جعلی ادویات سپلائی ہونے کا انکشاف

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ 8۔ جون 2016 کی خبر کے مطابق لاہور، پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں کو سپلائی کی جانے والی کروڑوں روپے مالیت کی ادویات لیبارٹری ٹیسٹ میں جان لیوا ثابت ہونے پر ایف آئی اے نے تفتیش کا دائرہ وسیع کر دیا۔ ذرائع کے مطابق ایف آئی اے کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر چودھری اعجاز احمد کی سربراہی میں چھاپہ مار ٹیم نے کچھ عرصہ قبل نیو مسلم ٹاؤن میں واقع کیلکس فارماسیوٹیکل کے دفتر چھاپہ مار کر ریکوسین نامی دوا برآمد کی جو پنجاب کے ہسپتالوں کو سپلائی کی جا رہی تھی اور اس پر حکومت پنجاب کا مونوگرام بھی موجود تھا۔ ایف آئی اے کو تفتیش کے دوران پتا چلا کہ کمپنی نے ادویات فراہمی کے لئے اپنی رجسٹریشن بھی نہیں کروائی اور جعلی رجسٹریشن لیٹرز پر حکومت پنجاب کو ادویات سپلائی کی جا رہی تھیں جن کی محکمہ صحت پنجاب کے اعلیٰ حکام نے کبھی تصدیق بھی نہیں کرائی۔ ایف آئی اے حکام نے مختلف ہسپتالوں سے ریکوسین کی دوا کے نمونے حاصل کر کے اسے لیبارٹری میں ٹیسٹ کے لئے بھجوائے تو یہ جعلی اور انتہائی مضر صحت ثابت ہوئے۔ ذرائع کے مطابق برآمد ہونے والی دوسری ادویات گلٹز فارماسیوٹیکل کمپنی کی لیکٹو جز کے بارے میں بھی لیبارٹری نے جعلی اور انتہائی مضر صحت کی رپورٹ بھجوائی ہے۔ ایف آئی اے نے جعلی ادویات کی پنجاب کے ہسپتالوں کو سپلائی

میں ملوث سرکاری اہلکاران اور دوسرے ملزمان کی گرفتاری کے لئے تفتیش کا دائرہ وسیع کر دیا ہے۔ عوام الناس، مریضوں اور عوامی حلقوں نے احتجاج کرتے ہوئے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ آئے روز ہسپتالوں میں جعلی ادویات کے بارے میں ہولناک انکشافات ہو رہے ہیں حکومت اس وباء کو ختم کرنے میں کیوں ناکام ہے اور خصوصاً اب جبکہ پنجاب میں بھی اس ضمن میں قانون سازی کی گئی ہے اور اتھارٹی بھی بنائی گئی۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ جو معاملہ انسانی زندگیوں سے متعلق ہو اس پر فوری مؤثر اقدامات کئے جائیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر خزانہ / صحت (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 401/2016 سردار شہاب الدین خان کی ہے۔ جی سردار صاحب!

ضلع مظفر گڑھ کے کنٹریکٹ پیرا میڈیکل سٹاف کو مستقل کرنے کا مطالبہ

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت ضلع مظفر گڑھ کے کنٹریکٹ پیرا میڈیکل سٹاف کو عرصہ اڑھائی سال سے زائد گزر جانے کے باوجود تاحال مستقل نہ کیا جا سکا۔ حکومت پنجاب نے سال 2013 میں ڈسپنسرز، ایل ایچ ویز، مڈوائیوز اور دیگر پیرا میڈیکل سٹاف کو مستقل کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا تھا اور پنجاب کے بیشتر اضلاع میں اس پر عملدرآمد بھی ہو چکا ہے لیکن مظفر گڑھ کے پیرا میڈیکل سٹاف کو ابھی تک مستقل نہ کیا جا سکا۔ اب یہ عملہ کنٹریکٹ پر رہا ہے اور نہ ہی مستقل ہو سکا ہے۔ ای ڈی او ہیلتھ مظفر گڑھ کے آفس میں اس سلسلہ میں پوچھا جائے تو وہ صرف یہی جواب دیتے ہیں کہ فائل گزشتہ ایک سال سے ڈی سی او مظفر گڑھ کی ٹیبل پر پڑی ہے وہ نکالتے ہی نہیں اس وجہ سے عملہ کے یہ لوگ شدید ذہنی تناؤ کا شکار ہیں اور ان افراد سے وابستہ سینکڑوں خاندان بھی پریشانی کا شکار ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ حکومت پنجاب کے احکامات کے مطابق دیگر اضلاع کی طرح مظفر گڑھ کے محکمہ صحت کے کنٹریکٹ ملازمین کو فی الفور

مستقل کیا جائے تاکہ یہ لوگ یکسوئی اور اطمینان کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے سکیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر خزانہ / صحت (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 450/2016 محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔ جی، محترمہ!

میو ہسپتال لاہور کے آئی سی یو کے لئے خریدے گئے وینٹی لیٹرز میں گھپلوں کا انکشاف

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ 9۔ جون 2016 کی خبر کے مطابق میو ہسپتال میں آئی سی یو کے لئے خریدے گئے وینٹی لیٹرز میں قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لاکھوں روپے کے گھپلوں کا انکشاف ہوا ہے تاہم کسی بھی ذمہ دار کا تعین کیا جا سکا ہے اور نہ ہی محکمہ کی طرف سے کوئی ایکشن لیا گیا۔ ذرائع کے مطابق میو ہسپتال میں آئی سی یو کے لئے وینٹی لیٹرز خریدے جانے تھے جس کے لئے ہسپتال کے ایم ایس نے سیکرٹری ہیلتھ کی رضامندی کے ساتھ دو دن کے اندر ایک ہی کمپنی ایم ایس ایسٹرن میڈیکل کو ٹھیکے دے دیئے گئے۔ اس کمپنی نے ایم ایس میو ہسپتال اور سیکرٹری ہیلتھ کی پشت پناہی حاصل ہونے کے باعث وینٹی لیٹرز کی خریداری میں ہیرا پھیری سے کام لیتے ہوئے مقرر کردہ ریٹس سے زائد نرخوں پر وینٹی لیٹرز خرید لئے جس سے سرکاری خزانے کو 17 لاکھ روپے سے زائد کا نقصان اٹھانا پڑا۔ اس پر محکمہ آڈٹ نے اعتراضات اٹھاتے ہوئے متعلقہ محکمہ کو آگاہ کیا کہ کمپنی کو رولز کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ٹھیکے دیئے گئے ہیں اور مقرر کردہ ریٹس سے زائد قیمت پر وینٹی لیٹرز خریدے گئے ہیں لہٰذا محکمہ اس کی انکوائری کروائے اور سرکاری خزانے کو نقصان پہنچانے والے افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر خزانہ / صحت (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2016/404 چودھری اشرف علی انصاری کی ہے۔ جی، انصاری صاحب!

ٹی ایچ کیو ہسپتال کامونکی کو اپ گریڈ کرنے کی بجائے آن لائن کرنے سے مریضوں کی مشکلات میں اضافہ

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔ مئی 2016 روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی خبر کے مطابق کامونکی، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی اپ گریڈیشن کرنے کی بجائے آن لائن کر دیا گیا۔ آن لائن کے بعد مریضوں کی مشکلات میں اضافہ، کئی ٹوکن نہ ملنے پر واپس گھر لوٹنے لگے۔ تفصیلات کے مطابق 35 سال قبل ڈیڑھ دولاکھ کی آبادی کے لئے بنائے جانے والے ٹی ایچ کیو ہسپتال کو مقامی سیاستدانوں کے کئی دفعہ اعلانات کے باوجود بھی اپ گریڈ نہیں کیا جا سکا ہے۔ آبادی میں ہونے والے بے تحاشا اضافہ سے 60 بیڈز کا ہسپتال آٹھ لاکھ لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کرنے میں ناکامی سے دوچار دکھائی دیتا ہے۔ ہسپتال میں گزشتہ کئی سالوں سے سرجن، پتھالوجسٹ، ریڈیالوجسٹ، دو میڈیکل آفیسرز اور دو ایڈیشنل پرنسپل میڈیکل آفیسرز کی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ بے ہوش کرنے والا ڈاکٹر و سرجن نہ ہونے سے ہسپتال میں سرجری کا سلسلہ بھی کئی سال سے معطل ہے اور لوگ آپریشنز کے لئے لاہور اور گوجرانوالہ کے ہسپتالوں کا رخ کرنے پر مجبور ہیں۔ حکومت پنجاب نے ڈاکٹرز کی تعیناتی کی بجائے 23 کے قریب کمپیوٹر آپریٹرز تعینات کر کے ہسپتال کو آن لائن کر دیا ہے۔ آن لائن کرنے کے بعد مریضوں کی مشکلات کم ہونے کی بجائے بڑھ گئی ہیں کیونکہ مریضوں کو ڈیٹا انٹری کے تکلیف دہ مراحل میں سے گزرنا پڑتا ہے اور کئی ایک ٹوکن نہ ملنے پر علاج معالجہ کے بغیر ہی گھروں کو واپس ہو جاتے ہیں۔ ہسپتال میں بے ہوش کرنے والا ڈاکٹر موجود نہ ہونے سے آپریشن تھیٹر میں معمولی نوعیت کے آپریشنز ہی کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح دیگر عملہ کی تعداد بھی strength کے مطابق نہ ہے جس کی وجہ سے یہ ہسپتال جس مقصد کے

لئے بنایا گیا تھا وہ مقاصد حاصل کرنے میں ناکام نظر آتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر خزانہ / صحت (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری

(---جاری)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 کے مطالبات زر پر کارروائی دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ کل مورخہ 23۔جون 2016 کے اجلاس میں مطالبہ زر نمبر PC-21018 اور مطالبہ زر نمبر PC-22036 پر پیش کردہ کٹوتی کی تحریک پر ووٹنگ ہو چکی ہے۔ مطالبہ زر PC-21016 پر پیش کردہ کٹوتی کی تحریک پر تقاریر جاری تھیں اور وزیر صحت نے ابھی کٹوتی کی تحریک میں اٹھائے گئے نکات کا جواب دینا ہے اور اس کے بعد رائے شماری ہو گی۔ جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا کہ کٹ موشن کے ذریعے مطالبہ زر پر کارروائی آج صبح 11 بجے تک جاری رہے گی۔ 11:00 بجے کے بعد باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر (4)144 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ محترمہ خدیجہ عمر! کل آپ اس پر بات کر رہی تھیں، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ چونکہ وقت کم ہے، ہمارے باقی ڈیپارٹمنٹس بھی ابھی رہتے ہیں تو میں اس کو مختصراً wind up کروں گی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ یہاں پر میں کل اس بات کا ذکر کر رہی تھی اور یہ واضح طور پر clear بھی کرنا چاہتی ہوں کہ میں جب بھی کوئی مثال دیتی ہوں یا کسی دور کا حوالہ دیتی ہوں تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ کسی کو letdown کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم---

جناب سپیکر:اصلاح کے لئے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جی، بالکل۔ اس سے ہم بہتری لا سکتے ہیں۔کوئی بھی آدمی perfect نہیں ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:کوشش یہ کی جائے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔مہربانی۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!دل آزاری کی بات نہیں ہے،اگر چیف منسٹر کوئی اچھا کام کرے گا تو ہم اس کو appreciate کریں گے لیکن ایک دور میں ایک چیف منسٹر نے اگر کوئی اچھا کام کیا ہے،اس کا حوالہ دے دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر:اس کا اس بجٹ سے تو کوئی تعلق نہیں ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!اس کا اس بجٹ سے تعلق ہے۔

جناب سپیکر:میں نہیں سمجھتا کہ آپ کی بات درست ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!اس کا اس سے تعلق ہے کیونکہ وہ اس ملک میں،اس صوبے میں ہی بجٹ بنا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:آپ نے اپنا ٹائم ضائع کرنا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!اس میں جو خاطر خواہ results نکلے تھے اور اس سے اچھے نتائج نکلے تھے اس سے ہمیں سبق سیکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر:آپ relevant رہ کر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس کو ہم اپنی انا کا مسئلہ بنا لیں۔ میں یہاں پر ذکر کرنا چاہوں گی کہ ہیلتھ سپروائزرز پروگرام جو تھا،جس مقصد کے لئے شروع کیا گیا تھا، اس میں گورنمنٹ نے دیہی علاقوں میں "ماں اور بچے" کی صحت کے حوالے سے ہیلتھ پروگرام شروع کیا تھا۔اس سلسلے میں ہیلتھ سپروائزرز کے ساتھ خصوصی الاؤنسز کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن وہ وعدہ ابھی تک پورا نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر!میری اس سلسلے میں محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہوگی کہ جو آپ commitment کریں اسے پورا بھی کریں۔ پچھلے آٹھ سال کی practice میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ

اس طرح سے پوری نہیں ہو پاتیں جس طرح سے آپ لوگ commitment کرتے ہیں۔اس کے بعد کرپشن کے متعلق عرض کروں گی کہ یہ ایک سنگین معاملہ ہے۔یہاں پر میں محکمہ صحت کے حوالے سے یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گی کہ پانچ محکمے ایسے ہیں جو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں سر فہرست ہیں،ان میں محکمہ صحت نمبر 1 پر ہے۔ محکمہ صحت میں کروڑوں روپے کی کرپشن کے حوالے سے ساڑھے تیرہ ہزار آڈٹ پیرے موجود ہیں۔

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ پنجاب سے میری گزارش ہے کہ اگر وہ اپنی governance اور محکموں کی کرپشن دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ ان کی فائلیں منگوالیں،اس سے ان کو اندازہ ہو جائے گا کہ کرپشن کے کیا حالات ہیں۔15-2014 کی رپورٹ کے مطابق ایک ارب 67 کروڑ 47 لاکھ روپے کی کرپشن سامنے آئی ہے۔90 کروڑ روپے بغیر منظوری کے Users Charges کے نام پر مریضوں سے بٹورے گئے۔اس رقم میں سے 33 کروڑ روپے کا Postal Ledger Account اندراج میں موجود ہی نہیں ہے۔21 کروڑ روپے کی رقم غیر قانونی طور پر Sales Tax کی مد میں ادا کی گئی ہے۔22 کروڑ روپے بغیر منظوری الاؤنسز کی مد میں ادا کر دیئے گئے ہیں۔ محکمہ صحت میں ایک چھوٹی سی کرپشن کی example آپ کے سامنے پیش کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر یہ بھی کہوں گی کہ ایک اور کرپشن کا ذریعہ جو یہاں پر بنا ہوا ہے،وہ یہ ہے کہ محکمہ صحت کے افسران ایک اور جدید طریقے سے کرپشن کر رہے ہیں۔ مختلف خریداری کی مد میں کروڑوں روپے لے کر منافع بخش اکاؤنٹس میں رکھ دیا جاتا ہے اور پھر اس کا منافع کھایا جاتا ہے۔آڈیٹر جنرل پاکستان کی 15-2014 کی رپورٹ کے مطابق حکومت پنجاب نے اپنے مختلف اداروں کے لئے گاڑیاں اور دیگر دفتری سامان خریدنے کا پروگرام بنایا مگر بروقت خریداری کی بجائے خطیر رقم منافع بخش اکاؤنٹس میں رکھ دی گئی اور یہ practice اب عام ہو چکی ہے۔ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کا خصوصی آڈٹ کروایا جائے اور منافع بخش اکاؤنٹس میں رکھی جانے والی رقم کے منافع کے بارے میں ایوان میں رپورٹ بھی پیش کی جائے۔اسی طرح 40 فیصد سے زائد صحت کے بنیادی مراکز میں ادویات اور طبی عملہ موجود نہیں ہے،35 فیصد مراکز میں ایم بی بی ایس ڈاکٹرز نہیں ہیں۔ینگ ڈاکٹرز اور نرسز سے extra timing duty لی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کا مریضوں کے ساتھ اکتاہٹ والا رویہ ہوتا ہے۔ہیلتھ کیئر کمیشن نے ابھی recently ایک رپورٹ دی ہے جس میں پرائیویٹ ہسپتالوں اور سرکاری ہسپتالوں کے پانی کے نمونہ جات بھیجے گئے جس سے پتا چلا کہ اس پانی میں انفیکشن موجود ہے اور جو بھی

مریض ان ہسپتالوں میں آتے ہیں وہ ٹھیک ہونے کی بجائے مزید بیمار ہو کر چلے جاتے ہیں۔اس کی وجہ سے بے تحاشا اموات کی اطلاعات بھی موجود ہیں۔

جناب سپیکر! یونین کونسلز کی سطح پر میٹر نٹی ہوم تعمیر کئے جائیں، وزیر آباد کارڈیالوجی ہسپتال کے متعلق میری آپ سے گزارش ہے، ہاتھ باندھ کر گزارش کرتی ہوں کہ خدارا اس ہسپتال کو سیاسی اکھاڑے سے نکال دیا جائے اور اس ہسپتال کو operational کیا جائے۔اس کی سزا عوام کو نہ دی جائے کہ یہ چودھری پرویز الٰہی کا منصوبہ ہے۔اس کے علاوہ fulltime وزیر صحت مقرر کیا جائے جس کی اشد ضرورت ہے۔صوبہ کے تمام ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں سو فیصد مفت ادویات فراہم کی جائیں۔صوبے کے تمام ہسپتالوں کو کوالیفائیڈ ڈاکٹرز مہیا کئے جائیں۔ینگ ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کے مسائل حل کئے جائیں جس کی وجہ سے وہ ہر وقت سڑکوں پر سراپا احتجاج ہوتے ہیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ، مہربانی۔ڈاکٹر مراد راس!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے، وہ کل بھی تشریف نہیں رکھتے تھے، کل بھی میں نے ان کا نام پکارا تھا لیکن آج پھر موجود نہیں ہیں۔اس پر اپوزیشن کے کوئی اور دوست بات کرنا چاہتے ہیں؟ محترمہ وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ / صحت (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! شکریہ۔عوام کو صحت کی بہترین سہولیات کی فراہمی اس حکومت کا نصب العین ہے۔یہ بات میں نے اپنی بجٹ تقریر کے دوران بھی emphasis کی تھی۔In fact ہم نے جو پانچ priority areas اس سال بجٹ میں رکھے ہیں، اس میں صحت نمبر 2 پر ہے، اس سے clear ثابت ہوتا ہے اور صحت ہماری حکومت کی اوّلین ترجیحات میں شامل ہے۔عوام کو ان کی دہلیز پر اچھے معیار کی صحت کی سہولیات دینا ہمارا اس بجٹ میں ایک بہت بڑا objective ہے۔ہم پچھلے اڑھائی سال سے road map کے تحت اور delivery mechanism کے تحت صحت کی مختلف سہولتوں کو improve کرنے میں دن رات محنت کر رہے ہیں۔ہمیں اس کے کچھ اچھے نتائج بھی نظر آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی بتایا تھا کہ preventive health کو بہت زیادہ emphasis کیا جا رہا ہے اور اس میں کچھ success بھی ہمیں ملی ہے۔Vaccination coverage میں 22 فیصد اضافہ ہوا ہے۔جہاں ہمارے initiatives میں بہت ساری ہمیں successes ملی ہیں، وہاں ہمیں یہ بھی اندازہ ہے کہ ابھی اور کام کرنا باقی ہے۔ہم یہ قطعی طور پر نہیں کہہ رہے ہیں.Whatever needs to be done has been done اس سلسلے کو آگے

بڑھاتے ہوئے ہم نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو bifurcate بھی کیا ہے، پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر اور tertiary Health Care کے سپیشلائزڈ دو ڈیپارٹمنٹ بھی بنائے ہیں تاکہ ہیلتھ کے ہر area کو focus کر کے اس میں بہتری اور improvement لائی جا سکے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ بھی ہے کہ utilization کے متعلق یہاں پر جو statistics دیئے جا رہے ہیں، یہ مناسب نہیں لگتا کہ ہم غلط statistics score پر بھی جائیں لیکن میں گزارش کروں گی کہ یہ statistics دینے سے پہلے ان کو چیک ضرور کر لیا جائے۔ Utilization Rate کے بارے میں جو statistics بتائی جا رہی ہیں، امید یہ ہے کہ ہیلتھ سیکٹر میں By the end of June 2016, more than 85 percent will be utilized.

جناب سپیکر! یہ پتا نہیں حزب اختلاف کے لوگ یہاں پر جو statistics دے رہے ہیں وہ کہاں سے لے کر آ رہے ہیں۔ پلیز اس کو verify کر کے پھر اس کو ایوان میں لایا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا۔ اب یہ بات آگے بڑھاتے ہوئے کہ ہم نے صحت کے area میں ابھی بہت کچھ کرنا ہے، میں نے اپنی بجٹ کی تقریر میں بھی ایک بہت ہی detailed work plan بتایا ہے جس میں ہم آپ کو یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ لوگوں کو ان کی دہلیز پر صحت کی اچھی اور معیاری سہولیات کس طرح فراہم کریں گے۔ پرائمری ہیلتھ کیئر کے بہت سارے initiatives جن میں سے کچھ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بتائے اور کچھ یہاں پر reiterate کروں گی کہ Preventive Health Care Programme میں

Infection Control Programme, Enhanced HIV Aids Control Programme, Integrated Reproductive Maternal and Newborn Child Health Programme, Strengthening of Permanent Transit Points in Punjab, prevention of non-communicable diseases like Diabetes etc

جناب سپیکر! ان سب کے پروگرام پر focus ہے۔ اس کے علاوہ ہم ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں تین ہزار beds replace کر رہے ہیں اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی پوری طرح revamping کی جا رہی ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں کے ساتھ ساتھ پندرہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی بھی revamping کی جا رہی ہے۔ ان سب کا مقصد یہ ہے کہ آپ ان کو اتنا strengthen کر دیں ان میں ICUs، برن یونٹ وغیرہ لگا دیں تاکہ لوگوں کو اپنی صحت کے مسئلے لے کر بڑے شہروں کا رخ نہ کرنا پڑے۔ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز کی restricting اور

remodeling کرائی جارہی ہے تاکہ ensure کیا جاسکے کہ معیاری ادویات لوگوں تک پہنچیں۔ ہم موبائل ہیلتھ یونٹس بھی purchase کر رہے ہیں تاکہ دور دراز کے علاقوں میں صحت کی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ ہم نے اس وقت پنجاب کے تین اضلاع میں ایمبولینس سروسز initiate کی ہیں یہ ہمارا ایک بہت بڑا initiative ہے۔ اگر میں سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر کے متعلق بتاؤں تو اس منصوبے کے تحت ملتان، راولپنڈی، فیصل آباد اور لاہور کے چار بڑے tertiary ہسپتالوں کو fully revamp کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نئے میڈیکل کالجز سے ملحقہ جو ڈی ایچ کیو ہسپتال ہیں ان کی اپ گریڈیشن بھی ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ ہسپتالوں میں مجموعی طور پر 1500 سے زیادہ beds add کر دیئے جائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ طیب اردگان ہسپتال، میو ہسپتال، BV ہسپتال بہاولپور ان سب کی revamping کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے health facilities improve کرنے کا ایک comprehensive plan بنایا ہے اسی لئے اس دفعہ ہم نے اپنے ڈویلپمنٹ بجٹ میں 43 فیصد enhancement کی ہے کہ ہم نے جو comprehensive health کا پروگرام بنایا ہے اس میں جو patients centricity ہے اسے successfully implement کر سکیں۔ اس میں ادویات کی فراہمی، اس میں ڈاکٹرز کو اچھے package دے کر دور دراز علاقوں میں بھیجنا، اس میں پیرامیڈیکس کی recruitment یہ سب شامل ہیں لیکن میں ساتھ ساتھ یہ بھی کہتی چلوں کہ جہاں ہم congestion کی بات کرتے ہیں تو وہاں یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ پنجاب کے ہسپتال باقی صوبوں کے لوگ بھی استعمال کر رہے ہیں، خیبر پختونخوا کے لوگ بھی refer ہو کر پنجاب کے ہسپتالوں میں آتے ہیں اس وجہ سے بھی congestion بڑھ رہا ہے۔ ہم بڑے دل کے لوگ ہیں ہم کسی کو واپس نہیں بھیجتے بلکہ ہم سب کو serve کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ جیسے ہم صحت کو priority دے رہے ہیں دوسرے صوبے بھی دیں تاکہ ان کے مریضوں کو بھی ان کی دہلیز پر طبی سہولتیں فراہم ہو سکیں لہذا میری استدعا ہے کہ کٹوتی کی جو تحریک پیش کی گئی ہے اسے مسترد کیا جائے اور اس میں مختص شدہ رقم کو پوری طرح منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"71۔ارب 6 کروڑ 98 لاکھ 11 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد مطالبہ زر نمبر PC-21016 "خدمات صحت" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر PC-21016

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 71۔ارب 6 کروڑ 98 لاکھ 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC21015

جناب سپیکر:اب ہم مطالبہ زر نمبر PC-21015 لیتے ہیں وزیر خزانہ اسے پیش کریں۔

وزیر خزانہ / صحت(ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک رقم جو 61۔ارب 27 کروڑ 36 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 61۔ارب 27 کروڑ 36 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر نمبر PC-21015 میں کٹوتی کی تحریک میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب محمد شعیب صدیقی، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب محمد خان جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب خرم شہزاد، چودھری مونس الہٰی، ڈاکٹر محمد افضل، سردار وقاص حسن موکل، محترمہ باسمہ چودھری، چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد ناصر چیمہ، جناب احمد شاہ کھگہ، قاضی احمد سعید، میاں خرم جہانگیر وٹو، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید علی اکبر محمود، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، خواجہ محمد نظام المحمود، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب علی سلمان اور جناب احسن ریاض فتیانہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

> "That the total of Rs.61,27,36,18,000/- on account of Demand No. PC21015 Education be reduced to Rupee 1/-"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "61۔ارب 27 کروڑ 36 لاکھ 18 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد مطالبہ زر نمبر PC-21015 "تعلیم" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! I oppose.

جناب سپیکر: opposed. جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہاں پر ایجوکیشن کے حوالے سے بات کروں گی کہ موجودہ حکومت مسلسل آٹھ سال سے برسر اقتدار ہے۔ کسی بھی گورنمنٹ کے پاس کوئی بھی منشور حاصل کرنے کے لئے پانچ سال کا عرصہ کافی ہوتا ہے اس نے اس عرصے

میں اپنے goals دینے ہوتے ہیں اور end میں check کیا جاتا ہے کہ وہ کتنے achieve کئے گئے ہیں لیکن ایجوکیشن کے حوالے سے یہ دیکھا جا رہا ہے کہ اس وقت بے تحاشا تعلیمی مسائل ہیں جو حل نہیں ہو پائے۔ سو فیصد شرح خواندگی کا millennium حدف بھی حاصل نہ ہو سکا، Millennium Development Goal کے تحت 2015 میں سو فیصد شرح داخلہ اور شرح خواندگی کا حدف مقرر کیا گیا تھا مگر ناکام تجربات کے تحت وہ حاصل نہ ہو سکا۔ حکومت تعلیم کے فروغ کے حوالے سے ابھی تک کوئی واضح پالیسی نہیں دے سکی، کبھی وہ حدف دانش سکول کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے، کبھی School of Excellency بنانے کے ناکام تجربے کے حوالے سے کیا جا رہا ہے اور کبھی ان سکولوں کو نجی شعبے کے حوالے کر کے تعلیم میں اضافے کی بات کی جاتی ہے۔ ان تمام تجربات کے نتائج بتاتے ہیں کہ حکومت کی تعلیم کو فروغ دینے کی ابھی تک کوئی واضح پالیسی نظر نہیں آ رہی۔ اس وقت 2 کروڑ 40 لاکھ بچے سکول نہیں جا رہے اور ان میں 60 فیصد کا تعلق صوبہ پنجاب سے ہے۔ جس صوبے میں ایک کروڑ سے زائد بچے سکول ہی نہ جا رہے ہوں تو وہاں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان بچوں کا اور صوبے کا future کیا ہو گا؟ اس صوبے میں آپ خوشحالی کے خواب کیسے دیکھ سکتے ہیں؟ سکول نہ جانے والے بچے بتدریج کرائم سٹریٹ اور کالعدم تنظیموں کا حصہ بن کر دہشت گردی کے فروغ کا باعث بنتے جا رہے ہیں۔ یہاں پر وزیر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں میں ان سے اور وزیر اعلیٰ سے بھی گزارش کروں گی کہ پچھلے آٹھ سالوں میں سکول نہ جانے والے بچوں کے لئے کون سے ایسے اقدامات کئے گئے ہیں اور کون سی ایسی پالیسی بنائی گئی ہے اور ان کے کیا نتائج برآمد ہوئے ہیں یہ ضرور بتائیں۔ میرے خیال میں آٹھ سال کا عرصہ سو فیصد نتائج حاصل کرنے کے لئے بہت ہے، ویسے تو پانچ سال کا ٹائم دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! آئین پاکستان کے آرٹیکل 25(a) کے مطابق پانچ سے سولہ سال کی عمر کے بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم دینا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ پنجاب حکومت نے اس پر قانون سازی تو کی ہے مگر implementation نہیں ہوئی اور اس وقت ہمارے اس صوبے میں اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ہی implementation کا چل رہا ہے کہ ہم قانون تو بناتے ہیں لیکن اس پر عملدرآمد نہیں کر رہے۔ شعبہ تعلیم پر ہر سال اربوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ اس وقت ہم ایجوکیشن کے معیار کے لئے لیپ ٹاپ پر rely کر رہے ہیں۔ میں اپنے وزیر تعلیم سے پوچھنا چاہوں گی کہ ہزاروں کی تعداد میں لیپ ٹاپ دینے کے بعد شرح خواندگی میں کتنا اضافہ ہوا ہے اور اس سے تعلیم کی quality کتنی بہتر ہوئی ہے؟

جناب سپیکر! اب تو شعبہ تعلیم میں بھی کرپشن نے ڈیرے ڈال لئے ہیں۔ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں سب سے top پر محکمہ صحت اور دوسرے نمبر پر محکمہ تعلیم ہے۔ پانچ محکمہ جات کے تقریباً ایک لاکھ audit paras پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ محکمہ تعلیم 12854 audit paras کے ساتھ دوسرے نمبر پر ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کرپشن کس طرح ہماری جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہے اور محکمہ تعلیم میں تباہی پھیلا رہی ہے۔ یہ حکومت شرح خواندگی کا ہدف پورا نہیں کر سکی۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر نصاب کی بات کرنا چاہوں گی کہ اس میں غلطیاں ہیں اور ہم اپنے بچوں کو غلطیوں سے پاک نصاب بھی نہیں دے پا رہے۔ وزیر اعلیٰ نے نصاب میں قابل اعتراض مواد شامل کئے جانے پر مارچ 2016 میں ایک کمیٹی بنائی تھیں جس کے ذمے یہ کام تھا کہ وہ نصاب سے قابل اعتراض مواد نکالے اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کرے۔ تین ماہ کے بعد بھی اس کمیٹی کی کوئی پیشرفت سامنے نہیں آئی۔ اس کمیٹی کی ایک اور ذمہ داری یہ لگائی گئی تھی کہ یہ ناقص پرنٹنگ اور غیر معیاری کاغذ کو بھی چیک کرے گی لیکن اس حوالے سے بھی ابھی تک اس کمیٹی کی کوئی رپورٹ سامنے نہیں آ سکی۔

جناب سپیکر! شعبہ تعلیم لاتعداد مسائل کا شکار ہے۔ اساتذہ کی تربیت اور بنیادی سہولتوں کی فراہمی کا مسئلہ ہے، مفت نصابی کتب کی طلباء تک فراہمی کا مسئلہ ہے، اساتذہ کے مسائل، کرپشن کی روک تھام، تعلیم کے ترقیاتی بجٹ کا غلط استعمال، معیار تعلیم کو بہتر بنانا، اساتذہ کی حاضری کو سو فیصد یقینی بنانا اور ہائی سکولوں میں کمپیوٹر لیب فراہم کرنے ہوں، ہر مسئلہ پر حکمرانوں کی طرف سے بڑے بڑے بیانات تو آتے ہیں، بہت بڑی بڑی باتیں کی جاتی ہیں، بہت بڑے بڑے figures بھی بتائے جاتے ہیں، کمیٹیاں بھی بنتی ہیں لیکن عملی طور پر کچھ نہیں ہوتا جس کی وجہ سے آج ہمیں تعلیم کے حوالے سے بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری آنے والی نسلوں کے ساتھ یہ ایک بہت بڑا مذاق ہے کہ ہزاروں سکول ایسے ہیں کہ جہاں پر پینے کا صاف پانی میسر نہیں، وہاں پر کھیل کے میدان، کلاس رومز، فرنیچر، بجلی اور چار دیواری نہیں ہے۔ اس حکومت کو اقتدار میں آئے ہوئے آٹھ سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے لیکن اس کے باوجود اگر منسٹر صاحب یہ کہیں کہ اتنے فیصد missing facilities رہ گئی ہیں تو نہایت

افسوس کی بات ہے۔آپ کو اس وقت تک سو فیصد missing facilities پوری کر لینی چاہئے تھیں مگر زمینی حقائق یہ ہیں کہ آج بھی شعبہ تعلیم بے تحاشا مسائل کا شکار ہے۔

جناب سپیکر! حکومت میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین جیسے منصوبوں پر زیادہ توجہ دے رہی ہے۔حکومت کی اصل ذمہ داری اپنے عوام کو صحت اور تعلیم کی سہولتیں مہیا کرنا ہے جبکہ موجودہ حکومت پنجاب محکمہ تعلیم سے وابستہ سکولوں اور دوسرے اداروں کو privatize کرتی جا رہی ہے۔ حکومت اپنی ذمہ داریوں کو own نہیں کر رہی اور تعلیمی اداروں کو privatize کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر قومی زبان کے بارے میں بھی بات کروں گی۔اس حوالے سے ابھی تک ہمارا کوئی clear مؤقف سامنے نہیں آ سکا۔قومی زبان کے نفاذ کے بارے میں سپریم کورٹ کا فیصلہ بھی آ چکا ہے لیکن اب بھی سی ایس ایس کے امتحانات انگریزی میں لئے جا رہے ہیں۔کسی جگہ پر Oxford کی کتابیں اور کہیں پر پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتابیں پڑھائی جا رہی ہیں یعنی اس بارے میں بھی ابھی تک ہمارا کوئی واضح مؤقف سامنے نہیں آ سکا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک انتہائی اہم بات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گی۔موجودہ حکومت نے پنجاب ایگزامینشن کمیشن بنایا اور اس کمیشن کی ملی بھگت سے لاکھوں کی تعداد میں گھوسٹ طلباء امتحانات میں ظاہر کئے جاتے ہیں۔پہلے گھوسٹ سکول یا گھوسٹ اساتذہ ہوتے تھے اور اب گھوسٹ طلباء بھی منظر عام پر آ گئے ہیں۔یہ اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ غیر ملکی اداروں کو بتایا جا سکے کہ پنجاب میں شرح داخلہ عالمی معیار کے مطابق ہے اور outer school بچوں کی تعداد کم ہوئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک دھوکا ہے اور اس کی inquiry کی جائے۔ہم نے لوگوں کو دکھانے کے لئے نہیں بلکہ اپنی آنے والی نسلوں اور اپنے ملک کو اپنے لئے سنوارنا ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، اب سردار شہاب الدین خان صاحب بات کریں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! محکمہ تعلیم کے لئے مطالبہ زر نمبر PC-21015 میں 61۔ارب 27 کروڑ 36 لاکھ اور 18 ہزار روپے مانگے گئے ہیں۔عرصہ آٹھ سال سے مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے اور شعبہ تعلیم میں یہ اصلاحات سامنے آئی ہیں کہ بجٹ برائے سال 17-2016 میں 12۔ارب روپے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اسے حکومت کی نااہلی نہ کہوں تو کیا کہوں کہ 12- ارب روپے کی کثیر رقم یہ PEF کو دے رہے ہیں۔ پڑھے لکھے پنجاب کی بات ہوتی ہے اور بڑے بڑے اشتہارات چینلز پر چل رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ اور وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ اس بجٹ میں جنوبی پنجاب کے کتنے پرائمری سکولوں کو اپ گریڈ کر کے مڈل سکول کا درجہ دے رہے ہیں، کتنے سکولوں کو مڈل سے ہائی سکول، کتنے ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکول میں اپ گریڈ کیا جا رہا ہے اور کتنے بوائز یا گرلز کالج قائم کئے جا رہے ہیں؟ ہمارے جنوبی پنجاب میں دریائے سندھ کے مغرب اور مشرق کی طرف آج سے بیس سال پہلے قائم ہونے والے سکول جس حالت میں پہلے تھے اب بھی وہ اسی حالت میں ہیں۔ میں نے ایسے ہی یہ بات نہیں کی تھی کہ لیّہ کو پنجاب کے نقشہ سے نکال دیا جائے۔ لیّہ کی طرف کوئی دیکھنے کے لئے تیار نہیں۔ کیا وزیر تعلیم نے پچھلے چار سالوں میں ایک دفعہ بھی لیّہ کا visit کیا ہے اور کیا یہ صرف تخت لاہور کے وزیر تعلیم ہیں؟ جن سکولوں کی میں بات کر رہا ہوں ان میں چار دیواری، ٹائلٹس، پینے کے پانی کا انتظام اور نہ ہی کوئی ایڈیشنل کلاس رومز بنائے گئے ہیں۔ ان سکولوں میں missing facilities کو پورا نہیں کیا گیا۔ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ لیّہ کے تشیبی علاقے میں 30 فیصد سکولز بند پڑے ہوئے ہیں۔ حکمران پڑھے لکھے پنجاب کی بات کرتے ہیں تو کیا یہی پڑھا لکھا پنجاب ہے؟

جناب سپیکر! ہمارے جنوبی پنجاب کے اضلاع میں محکمہ تعلیم کے ایسے افسران کا تقرر کیا جاتا ہے جو کہ کرپشن میں involve ہوتے ہیں۔ وزیر تعلیم رانا مشہود احمد خان کو علم ہے کہ میں نے ای ڈی او (ایجوکیشن) کے خلاف ایک تحریک استحقاق دی تھی جس کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ اس ای ڈی او (ایجوکیشن) کے خلاف کروڑوں روپے کی کرپشن کی inquiries چل رہی ہیں لیکن اس کے باوجود وہ administrative post پر تعینات ہے۔ کیا میں یہ سمجھوں کہ ای ڈی او ایجوکیشن وہاں کے ہیڈ ماسٹرز اور ہیڈ مسٹریس سے جو بھتہ وصول کرتی ہے وہ بھتہ صوبہ پنجاب کے اعلیٰ حکام تک آتا ہے۔ ایسی عورت کو ای ڈی او (ایجوکیشن) لگانا جو کرپشن میں involve ہو کہاں کا انصاف ہے؟ وہ عرصہ دراز سے وہیں پر تعینات ہے لیکن محکمہ تعلیم کے ارباب اختیار ٹس سے مس ہو رہے ہیں اور نہ ہی اس کے خلاف کوئی ایکشن لیا جا رہا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس کے باوجود یہ پڑھے لکھے پنجاب کی بات کرتے ہیں اور دعوے کرتے ہیں کہ ہم نے پنجاب میں پتا نہیں کیا کچھ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر!ایک تو میں یہ پوچھوں گا کہ اس 61۔ارب کی رقم میں سے کیا یہ 12کروڑ روپےPEF کو دینا چاہتے ہیں؟اسی ہاؤس میں حکومتی بنچوں کی طرف سے اس کی مخالفت ہوئی تھی کہ خدارا یہ پیساPEF کو مت دیں کیونکہ اس میں بھیcorruption involve ہے۔یہ روز دعوے کرتے ہیں کہ ہمارا صوبہ کرپشن سے پاک ہے۔میں کہتا ہوں کہ ہر محکمے میں جتنی زیادہ کرپشن پنجاب میں ہو رہی ہے شاید ہی کسی صوبے میں ہو۔یہ جھوٹے دعوے مت کریں،یہ ایسے اشتہارات مت دیں،جھوٹی تقریریں مت کریں،چینلز پر بیٹھ کر جھوٹ مت بولیں۔

جناب سپیکر:سردار صاحب!جھوٹ تو کسی کو بھی نہیں بولنا چاہئے۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!خاص طور پر حکومت کو تو جھوٹ نہیں بولنا چاہئے۔اگر میں on the floor of the House جھوٹ بول رہا ہوں تو اُس کے جواب میں محترم وزیر سکولز ایجوکیشن جواب دیں گے ناں!61۔ارب 27کروڑ روپے کی جو رقم رکھی ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کو ایک روپیہ نہیں،ایک ٹکا بھی نہیں دینا چاہئے۔

جناب سپیکر:جی،محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ۔ہم یہاں پر ایوان میں بات کرتے ہیں کہ ہم سکولز میںmissing facilities پوری کر چکے ہیں،سارے بچے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں تو آپ نے یہ جو خوبصورت نقشہ کھینچا ہے میں اُس کی صرفpercentage آپ کے سامنے share کرنا چاہتی ہوں تاکہ انہیں پتا ہو کہ اس وقت گورنمنٹ سکولز کی حقیقت کیا ہے۔میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ اڑھائی کروڑ بچے ابھی تک سکولوں سے باہر ہیں۔جوboys سکولوں سے باہر ہیں وہ42فیصد بنتا ہے اور girls کا46فیصد بنتا ہے اور ٹوٹل ملا کر44فیصد پنجاب کے بچے آج بھی سکولوں سے باہر ہیں۔اگر ہم missing facilities کی بات کریں تو پورے پنجاب میں ابھی تک89.42فیصد infrastructure complete نہیں ہوا صرف 5فیصد سکولز میں toilets موجود ہیں۔اسی طرح صرف 19فیصد سکولز میں electricity ہے،گورنمنٹ کے صرف3فیصد سکولز میں drinking water ہے اور یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔اسی طرح boundary wall ایک فیصد سکولز میں ہے اور 93فیصد سکولز میں basic facilities کی کمی ہے۔ہم نے laptops تو بانٹے ہیں اچھی بات ہے لیکن ان سکولوں کے تعلیمی معیار کا کیا حال ہے کہ کیا ہم نے research laboratories بنائیں؟لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ہم نے تعلیم میں کبھی research work کیا ہی نہیں اور سوچا ہی نہیں۔پرائمری سکول جو آپ

کی تعلیم کا ایکbasic unit ہوتا ہے اُن کی percentage کا یہ حال ہے کہ بچوں کے مقابلے میں 3.1 فیصد ٹیچرز ہیں یعنی اتنے بُرے حالات ہیں۔یہاں پر دس قسم کے نصاب ہیں ایک سکول بچوں کو جاگیر دار بنا کر بھیج رہا ہے، ایک بیورو کریٹ بنا کر بھیج رہا ہے اور ایک کلرکوں کی کھیپ بنا کر بھیج رہا ہے۔چوکیدار کا بیٹا ایک بڑے منصب پر اس لئے نہیں آ سکتا کہ وہ جس سکول میں پڑھتا ہے وہاں سے صرف چوکیدار یا کلرک ہی بن کر نکل سکتا ہے۔

جناب سپیکر!اب ہماری تعلیم میں ایک نیاtrend شروع ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ایک ادارے سے ہمارا بچہ ایف اے /ایف ایس سی کر کے نکلتا ہے اور دوسرے ادارے میں داخلہ کے لئے انٹری ٹیسٹ کے نام سے ایک بہت بڑا مافیا بن گیا ہے۔ہمیں اپنے ادارے سے پاس ہوئے بچے پر یقین نہیں ہے اسی لئے ہم نے انٹری ٹیسٹ رکھ دیا اور اُس کے لئے ہم نے ٹیچرز کے ٹیوشن سنٹرز بنانے شروع کر دیئے کہ اس انٹری ٹیسٹ میں پاس ہونے کے لئے یہاں سے پڑھ کر آئیں وہ اس کی تیاری کرواتے ہیں۔اگر ایک یونیورسٹی میں 50ہزار بچے داخلہ لینا چاہتے ہیں تو انٹری ٹیسٹ کی تیاری کرانے والے 50ہزار بچوں کی فیس وصول کر لیتے ہیں اور اُن میں سے کتنے بچوں کو پاس کرتے ہیں یہ بھی کرپشن کا ایک نیا سسٹم ہے۔

جناب سپیکر!آپ نے دیہاتی علاقوں میںboys and girls schoolsکوmergeکر دیا تو اس سےgirlsکی بڑی تعدادdrop outکر گئی کیونکہ ہمارے دیہاتی کلچر میں آج بھی لڑکے لڑکیوں کا اکٹھا پڑھنا پسند نہیں کیا جاتا۔اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم صحیح معنوں میں ترقی کریں اور اپنی نوجوان نسل کو اس قابل کریں کہ وہ اس ملک کی باگ ڈور سنبھال سکے تو خدارا گورنمنٹ سکلز کوprivatizationکی طرف لے جا کر ظلم نہ کریں۔پہلے ہیprivate systems نے ہمیں مار دیا ہے۔آپ گورنمنٹ سسٹم کوimprove کریں، معیار تعلیم بہتر کریں اور اُس کے بعد ان پیسوں کیdemandکریں کیونکہ پہلے جو پیسا لگایا ہے اُس کا حساب دیں اُس کے بعد ہم آپ کے لئے ضرور سوچیں گے۔شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔جی، میاں محمد اسلم اقبال!آپ کو ذرا جلدیwind upکرنا پڑے گا۔آپ کے پاس10:50 تک ٹائم ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال:اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایاک نعبد وایاک نستعین۔

الھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک

تمام تر تعریفیں اُس رب کائنات کے لئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور تمام تر دُرودِ پاک اُس نبی پاک کے لئے جن کی خاطر یہ جہاں بنایا گیا، بے شک۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے بجٹ کے حوالے سے حزب اختلاف کی طرف سے کٹوتی کی جو تحریک ہے اُس میں ہم نے یہ کہا ہے کہ اس کے سارے بجٹ کو ایک روپیہ کر دیا جائے۔ اُس کی سپورٹ میں جو دلائل ہیں وہ میں آپ کے سامنے اور اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے ذریعے کسی بھی قوم کا مستقبل طے کیا جاتا ہے کہ اس قوم نے کس جگہ پر کھڑے ہونا ہے۔ دنیا میں جتنے بھی ترقی یافتہ ممالک ہیں یا جتنے under developed countries ہیں وہ اپنے goals achieve کرنے کے لئے ایجوکیشن پر focus کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس ایجوکیشن کے ذریعے آپ اپنی اقدار، روایات، کلچر اور ترقی کو جمع کر کے اپنی آنے والی generation میں لے کر آتے ہیں تاکہ آنے والے وقت میں وہ سوسائٹی کا اچھا انسان بن سکے تاکہ اُس سے بہتر سے بہتر کام لیا جا سکے اور وہ ملک و قوم کے لئے بہت کار آمد ہو۔ ایجوکیشن dignity بھی دیتی ہے، peace بھی دیتی ہے، equality کا درس بھی دیتی ہے اور یہ تمام چیزیں ہمیں ایجوکیشن کے ذریعے ملتی ہیں تاکہ آنے والے وقت میں معاشرے کے اندر ایک مساوات کا پہلو بھی ہو اور یہ چیز بھی سکولوں کے اندر سکھائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں آپ کے سامنے اس سال اور پچھلے سال کے ایجوکیشن بجٹ کے کچھ figures رکھنا چاہوں گا جن سے ہمیں priorities کا پتا چل رہا ہے کہ حکومت کی ترجیحات کیا ہیں۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ میں نے جو figures calculate کی ہیں اگر وہ غلط ہوں تو ہمیں ضرور بتایا جائے ہو سکتا ہے کہ ہم غلط figures دے رہے ہوں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ میری اس بات کا جواب ضرور دیا جائے گا۔ میں نے پیچھے بھی دو تین سوال پوچھے تھے تو اُن کا جواب بھی نہیں آیا، overall ایک speech کر کے حزب اختلاف کے [***] کہ بس ٹھیک ہے ہم نے احسان کر دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: [***] کے الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہماری بات کا جواب دیا جائے۔ بات کرنے کا ہمارا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ہماری بات کا جواب دینے کی بجائے حزب اقتدار کا کوئی معزز ممبر یا کوئی معزز وزیر اُٹھ کر خیبر پختونخوا پر تنقید شروع کر دے۔ "پہلے اپنی منجی تھلے ڈانگ پھیرو، پھر دوسریاں دی منجی تھلے وی پھیر لینا۔" پہلے اپنے معاملات کو ٹھیک کرو پھر دوسروں کے معاملات بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ اب میری گزارش سُنیں، آپ نے بجٹ تقریر کے دوران فرمایا۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ 10:50 تک جو مرضی پڑھ لیں، جو مرضی کر لیں اُس کے بعد پھر مہربانی کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے 11:00 بجے تک کا ٹائم دیا تھا۔ اس کے مطابق ہی میں بات کروں گا آپ فکر نہ کریں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں different figures ہیں میں speed سے ان کو پڑھ دیتا ہوں کیونکہ وقت کم ہے۔ ایجوکیشن کا جو بجٹ 16-2015 کے لئے رکھا گیا اس کی figures میں سامنے رکھتا ہوں جو سالانہ بجٹ سٹیٹمنٹ کے صفحہ نمبر 50 پر ہے 59434 ملین روپے رکھے پھر اس کو revise کر دیا۔ میں یہ موجودہ بجٹ کی بات کر رہا ہوں جو آپ نے صوبائی سطح پر رکھا تھا۔ اس کو revise کر کے آپ نے 50420 ملین روپے کر دیا۔

MR SPEAKER: Is it not a patty number 420?

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! repeat کر دیں۔

جناب سپیکر: میں نے کہا ہے کہ 420 آپ درمیان میں لائے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! حکومت کا کام ہی یہی ہے۔ میں کیا کروں؟

جناب سپیکر: کیا آپ اس کو endorse کرتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سالانہ بجٹ سٹیٹمنٹ کتاب کے اندر ہے۔ آپ نے محسوس کیا ہے تو یہ بھی کارروائی سے حذف کروا دیں۔

جناب سپیکر: اگر الٹی بات کریں گے تو وہ تو حذف کراؤں گا لیکن یہ میں حذف نہیں کراؤں گا۔ اب آپ بولتے جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہ قدرت کی طرف سے لکھا گیا ہے تو میں کیا کروں۔ اب 50420 کی figure ہے پھر 17-2016 budget estimate کے لئے 64566 ملین رکھا گیا ہے۔ اس کی رُو سے اضافہ 9 فیصد بنتا ہے۔

جناب سپیکر! سالانہ بجٹ سٹیٹمنٹ کے صفحہ نمبر 61 پر 16-2015 کا ڈویلپمنٹ بجٹ جو ریونیو کی مد میں ہے وہ 44162 ملین روپے ہے پھر اس کو revise کر کے 19762 ملین روپے کیا گیا یعنی کہ اس سے آدھا بجٹ بھی استعمال نہیں ہوا۔ اب پھر آپ نے بجٹ 17-2016 کے لئے اسے 63013 ملین روپے کر دیا ہے جو کہ آپ نے صرف show کرنے کے لئے رکھا ہے اور 43 فیصد increase دکھایا گیا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ پچھلے سال آپ نے کتنا استعمال کیا ہے۔ پچھلے سال تو صرف 45 سے 48 فیصد آپ کی ratio رہی ہے۔ آپ پچھلے سال اسے استعمال نہیں کر سکے اور اب آپ نے اس کو مزید بڑھا کر صرف قوم کو دکھانے کے لئے ایسا کیا ہے کہ ہم نے 43 فیصد بجٹ بڑھا دیا ہے۔

جناب سپیکر! اگلی بات یہ ہے کہ سالانہ بجٹ سٹیٹمنٹ کے صفحہ نمبر 64 پر آپ کا جو ڈویلپمنٹ بجٹ capital کی مد میں ہے وہ 6402 ملین روپے 16-2015 میں تھا پھر اس کو revise کر کے 3230 کیا گیا۔ اس کی utilization بھی آپ دیکھ لیں۔ اس کے بعد جو بجٹ 17-2016 کے لئے رکھا گیا ہے وہ 5893 ملین روپے ہے۔ میں یہاں پر ایک بات کروں گا کہ آپ نے 16-2015 میں 6402 ملین روپے رکھا اور اب اس کو کم کر دیا ہے in actual آپ نے اس کو 8 فیصد نیچے کر دیا ہے۔ آپ نے تو اپنی priority تو واضح طور پر پوری قوم کو بتا دی ہے کہ ہمارا کام پُل اور انڈر پاس بنانا ہے ایجوکیشن ہمارا کام نہیں ہے۔ آپ نے تو خود بتا دیا ہے میں تو نہیں بتا رہا بلکہ آپ کی کتابیں بتا رہی ہیں۔ ہم نے تو ان کتابوں سے پڑھا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ کو بتانا چاہتا ہوں کہ:

Total provincial education budget proposed provincial allocation and district as per budget speech and Citizen Guide

کی کتاب جو ہمیں سیکرٹری صاحب کے توسط سے ملی ہے کیونکہ یہ عام ممبران کو نہیں ملی میں نے request کر کے لی ہے۔ یہاں پر آپ نے جو بجٹ ایجوکیشن کے لئے دکھایا ہے وہ 312.8۔ ارب ہے اور پچھلے سال کا جو آپ کی بجٹ تقریر میں موجود ہے اس کے صفحہ نمبر 4 پر آپ نے کہا تھا کہ صوبائی بجٹ

میں ضلعی سطح پر مجموعی طور پر تعلیم کے لئے 310۔ارب 20کروڑ روپے رکھا گیا ہے۔ یہ آپ کی figure ہے اور Citizen Guide Book کی figure بھی یہاں پر put کر دی ہے تو ایک فیصد آپ نے ایجوکیشن کا بجٹ increase کیا ہے۔ یہ 312۔ارب کی figure آپ نے جو دی ہے اس کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال کی figure جو 310۔ارب روپے ہے جب میں اسے کتابوں میں ڈھونڈنے لگا تو 10۔ارب روپے کی رقم مجھے نہیں ملی۔ اگر اس کے مطابق دیکھا جائے تو آپ نے 300۔ارب پچھلے سال رکھا تھا۔ آپ دیکھیں کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ گورنمنٹ کی priority یہ ہے کہ ایک فیصد بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ آپ سیدھی طرح قوم کو بتائیں کہ ہمارا کام آپ کو تعلیم دینا نہیں ہے۔ ہم آپ کو سڑکیں، پُل، ٹرینیں اور میٹرو وغیرہ provide کریں گے۔ That's all یہی ہمارا نصب العین ہے اور یہی ہمارا منشور تھا۔ ہم اس منشور کے تحت آئے تھے اور اس منشور کے تحت نہیں آئے تھے کہ ہم نے اس قوم کو تعلیم دینی ہے جس کے ذریعے قوم بنتی ہے۔ آپ پھر کس چیز کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں، آپ نے ایک فیصد بجٹ بڑھایا ہے اور دوسری طرف نعرے لگا لگا کر کہ ہم نے 550۔ارب روپیہ ترقیاتی کاموں کے لئے رکھا ہے جس سے قوم بنتی ہے وہ تعلیم ہے اور اس کے لئے ایک فیصد بجٹ بڑھایا گیا ہے۔ یہ آپ کی کارکردگی ہے۔ یہاں پر یہ economist بیٹھے ہیں جو اس قوم کو ٹھیک کریں گے۔

جناب سپیکر! میں نے اس کا ایک break up بنایا ہوا ہے کہ آپ نے current budget excluding districts جو استعمال کیا ہے۔ میں Citizen Guide Book کے مطابق آپ کو بتا سکتا ہوں کہ کتنے کتنے فیصد break up ہے لیکن وقت کم ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف ایک چیز یہاں پر بیان کرتا ہوں کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے آپ نے بجٹ رکھا ہے یہ بہت اچھی بات ہے لیکن ان کو justify کون کرے گا۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ میں PEF کا صحیح چہرہ دکھایا گیا ہے۔ یہ اس کو صرف پڑھ لیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو پتا چلے گا کہ اس میں کیا ہے۔ So much so Books کی چھپائی کے تمام معاملات میں بھی خرابی ہے۔ آپ نے PEF کو ایک investment کا ادارہ بنا لیا ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ اسے ضرور دیکھئے گا کہ ایک huge amount انہوں نے آپ سے یعنی فنانس ڈیپارٹمنٹ سے لی اور پھر اس کا آگے کیا کیا کہ اسے انوسٹمنٹ میں جمع کروا دیا۔

جناب سپیکر! یہ صفحہ نمبر17 پر ہے کہ:

2014-15 long term investment of Rs. 1500 million invested in Pakistan invested bonds from Endowment Fund during the year 2013. So that the foundation focus on interest earning instead the amount should have been utilized for fulfillment of organizational objective as the main function of the foundation is to provide financial assistance to the student and educational institutions and not profit earning.

جناب سپیکر: میاں صاحب! بڑی مہربانی۔آپ کا وقت مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب مہربانی فرمائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بس دو منٹ میں، میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! چلیں ٹھیک ہے، دو منٹ اور لے لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کے آٹھ منٹ مکمل ہو چکے ہیں اور میں نے ٹھیک 11:00 بجے apply کر دینا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بس دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں بس دو منٹ اور آپ کو دے رہا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر آپ یہ آڈٹ پیراجات دیکھیں یہ جو salaries میں irregularities اور جو appointments آپ وہاں پر کر رہے ہیں، آپ نے 10۔ارب روپے ایک ادارے کو دے دیئے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ جو سکولوں سے باہر ابھی تک بچے ہیں اور آپ یہ کہتے ہیں کہ بھٹوں پر بچے کام کر رہے ہیں، وزیر اعلیٰ نے cap پہنی ہوتی ہے، بڑے fat fit ہو کر ماشاءاللہ خوبصورت انداز میں وہاں جاتے ہیں تو جناب ادھر موٹر سائیکلوں کی دکانوں، ورکشاپوں اور چائے والی دکانوں پر جا کر دیکھیں کہ آپ کی ناک کے نیچے آپ کے شہر میں اتنے بچے ہیں تو آپ کو پنڈ میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ اس شہر کی کسی بھی مارکیٹ میں چلے جائیں، جہاں چھوٹے چھوٹے بچے جن کے ہاتھ منہ کالے ہوئے ہوئے ہیں اور وہ گاڑیوں کے نیچے گھسے ہوئے ہیں ان کو دیکھیں۔آپ

مہربانی کر کے منسٹر صاحبان کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ ان بچوں کو وہاں سے لیں اور لے جا کر سکولوں میں داخل کروائیں۔ ان کے والدین سے کہیں کہ آپ کو ہم ایک ہزار روپے دے رہے ہیں تاکہ آپ اپنے بچوں کو سکول بھیجیں اور بچیوں کو بھی پیسے دیں۔ ہم کہاں پر رہ رہے ہیں، ہمیں یہ شعبدہ بازی کے کلچر سے کب نکالا جائے گا اور ہم یہ جو بھٹوں کے اشتہارات اخبار میں دیکھتے ہیں وہاں سے کب نکالا جائے گا؟

جناب سپیکر! آپ مہربانی کر کے جو آپ کی ناک کے نیچے معاملات ہیں ان کو دیکھیں۔ آپ کے یہاں پر شہری منسٹر اور ایم پی اے صاحبان ہمارے بھائی ہیں ان کو بھیجیں وہ جا کر انہیں لے کر آئیں۔ آپ نے کیا ایک نئی شعبدہ بازی شروع کر لی ہے۔ آپ نے قوم کو عجیب مذاق بنایا ہوا ہے کہ آپ ٹی وی کیمرہ لے جاتے ہیں تو کیا اس ٹی وی کیمرہ کے بغیر کام نہیں ہوتے؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! انہوں نے جو مذاق بنایا ہوا ہے کہ یوتھ کا بیڑا غرق کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے دو منٹ مانگے تھے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو دو منٹ پورے دیئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بس 30 سیکنڈ رہ گئے ہیں۔ مہربانی۔ گزارش یہ ہے کہ آپ نے جو لیپ ٹاپ کا ایک ڈھونگ رچایا ہوا ہے۔ مجھے بتائیں ہم بھی میٹرک، ایف ایس سی، بی ایس سی اور اس کے بعد یونیورسٹی میں پڑھنے چلے گئے تو میں یہ بات کر رہا ہوں کہ لیپ ٹاپ پر میٹرک کے بچے نے کون سا ایم فل یا پی ایچ ڈی کا Thesis لکھنا ہے؟ آپ کو پتا ہے کہ لیپ ٹاپ کون خرید رہا ہے اور اس کے پیچھے تانے بانے کہاں ملتے ہیں اس لیپ ٹاپ کی کمیشن کون کما رہا ہے، یہ آپ کو بھی پتا ہے۔ صرف یہ کہ وزیراعلیٰ کی تصویر اس بیگ کے اوپر ہونی چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔ جی، منسٹر سکولز ایجوکیشن! اس کا جواب دیں اور آپ کے پاس صرف پانچ منٹ ہیں اور آپ نے پانچ منٹ میں wind up کرنی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ میری بہن ڈاکٹر فرزانہ نذیر اسی طرح بولتی ہیں جس طرح چودھری پرویز الٰہی کے حق میں اور میاں محمد شہباز شریف کے خلاف بولتی تھی اور آج اسی طرح چودھری پرویز الٰہی کے خلاف بولتی ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آرڈر پلیز، محترمہ! (قطع کلامیاں)

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہاں پر جتنے issues raise کئے گئے تھے اور یہ جتنا اہم issue ہے اس پر مجھے تھوڑا ٹائم چاہئے تھا لیکن میں اس کو اب مختصر پانچ منٹ میں wind up کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ٹائم پانچ منٹ سے زیادہ نہیں ہو گا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ گورنمنٹ کا بہت زیادہ focus ایجوکیشن پر رہا ہے اور اس پر ایک باقاعدہ movement ہے۔ 2008 میں جب میاں شہباز شریف کی حکومت آئی تو۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ان کو کہیں کہ بجٹ increase بتائیں۔

MR SPEAKER: Order please order in the House. No interference please.

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! تو اس movement کا جب پنجاب میں آغاز کیا گیا تو یہ وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف ہی تھے کہ جنہوں نے ایجوکیشن میں گھوسٹ سکولوں کے اوپر، بوٹی مافیا کے خاتمے سے لے کر اور سکولوں کی حالت بہتر کرنے کے لئے کام کیا۔ 2010 میں ایک پروگرام شروع کیا جس کے تحت وزیراعلیٰ پنجاب کا وژن یہی تھا کہ سکولوں کی missing facilities پوری ہوں اور پنجاب کے ان بچوں کو اچھا ماحول ملے جن کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ پنجاب کے کسانوں، دھکانوں، مزدوروں، محنت کشوں اور حق حلال کمانے والوں کے بچوں کو بھی سکولوں میں اس طرح کی facilities ملیں جس طرح کی بہترین facilities پرائیویٹ سکولوں میں provide کی جاتی ہیں اور اس مقصد کے لئے اربوں روپے مختص کر کے سکولوں میں missing facilities provide کی گئی ہیں جن میں سکولوں کی چار دیواری، فرنیچر، الیکٹرک سٹی، پینے کا صاف پانی اور wash rooms شامل ہیں۔ آج اللہ کے فضل سے ہم نے جب پانچ سال تک کا یہ پروگرام launch کیا تو وہ ایک process continue ہے تو آج میں on the floor of the House یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے 90 فیصد سے زائد سکولوں میں missing facilities provide کر دی گئی ہیں۔ پورے پنجاب میں اس وقت جو missing facilities کی صورتحال ہے آپ جا کر اس کا سروے کروائیں۔ (قطع کلامیاں)

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ یہ تعریفیں نہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ لوگ درمیان میں interference نہ کریں۔ بڑی مہربانی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ اس کی رپورٹ لے کر آئیں اور پنجاب حکومت نے اپنے آپ کو منوایا ہے۔ اب یہ سچ سننے کی ہمت پیدا کریں۔

MR SPEAKER: Order please, Order in the House.

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ان کا ایک اور جھوٹ میں اس ایوان اور قوم کے سامنے لے کر آنا چاہتا ہوں کہ ہر مرتبہ یہ out of school بچوں کی بات کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ National Institute of Population Studies کے سروے کے مطابق جو انہوں نے اپنا سروے کیا ہے کیونکہ یہ جو بار بار غلط اعداد و شمار دیتے ہیں کہ اڑھائی کروڑ سے زائد بچے سکولوں سے باہر ہیں تو اس سروے کے مطابق 5 سے 16 سال تک کی عمر کے جو کل بچے پنجاب میں ہیں جیسا کہ یہ 30.6 ملین روپے کی جو figure دیتے ہیں کہ اتنے بچے سکول سے باہر ہیں تو اس میں سے 23 ملین بچے already schools میں پڑھ رہے ہیں اور بقایا جو 7.06 ملین بچے ہیں ان میں سے ہر سال ہم 4.06 ملین بچوں کو سکول میں لے کر آ رہے ہیں اور 2018 تک پنجاب میں سکولوں سے کوئی بچہ باہر نہیں رہے گا۔ آج ان کی جو cut motion ہے وہ پنجاب کی ایجوکیشن پر ڈاکا مارنے کی کوشش ہے کیونکہ چیف منسٹر کا وژن پنجاب میں تعلیم کو آگے لے کر جانا ہے اور out of school بچوں کے لئے آج راجہ اشفاق سرور کی سربراہی میں ایک کمیٹی کام کر رہی ہے جس کا آغاز بھٹوں، ریسٹورنٹس، پٹرول پمپس اور آٹو ورکشاپس پر کام کرنے والے بچوں سے کیا گیا۔ یہ سارے قوم کے بچے تعلیمی اداروں میں آئیں گے اور تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوں گے۔ یہ وژن ہے میاں محمد شہباز شریف اور حکومت پنجاب کا اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آج ہماری نہیں بلکہ بین الاقوامی اداروں کی figures بتا رہی ہیں کہ پنجاب میں teacher attendance 93 percent سے اوپر جا چکی ہے جو کہ پارک شائر سے بہتر ہے۔ پنجاب میں student attendance 92 percent سے اوپر جا چکی ہے اور اس کو ہم نے انشاء اللہ اگلے دو سال میں 96 فیصد تک لے کر جانا ہے۔ ہم نے Teacher Training Domain میں کیمبرج یونیورسٹی اور یونیورسٹی آف لندن کے ساتھ agreements کئے ہیں۔ اگلے سال تک پنجاب میں جو ہم نے In-service Training اور Pre-service Training کا آغاز کیا ہے اس سے پنجاب

کا 4لاکھ ٹیچر پنجاب کی قسمت بدلنے کے لئے اپنا کردار ادا کر رہا ہو گا۔ یہ پنجاب حکومت کا وژن ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ وہ سکول جو off-grid تھے جہاں پر electricity available نہیں تھی، پنجاب کے 5ہزار سکولوں میں solar solution لایا جا رہا ہے اور اس سال سولر انرجی سے 5ہزار سکولوں میں بچوں کو روشنی provide کی جائے گی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No, interference please. یہ میرا کام ہے تو میں دیکھ رہا ہوں آپ لوگ تشریف رکھیں۔ This is not good. رانا صاحب! آپ بس wind up کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اس کو wind up کر رہا ہوں۔ یہ جو باتیں کرتے ہیں کہ پنجاب کے بچے سکولوں میں نہیں آ رہے تو پنجاب کے سکولوں میں بچوں کی تعداد پچھلے آٹھ سال میں 90لاکھ سے ایک کروڑ 25لاکھ ہو گئی ہے---

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! بڑی مہربانی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں آخری بات کرتا ہوں کیونکہ یہ بڑا اہم پوائنٹ ہے۔ ہم اگلے دو سال میں 26ہزار additional class rooms دے رہے ہیں تاکہ enrollment بڑھ سکے۔ اس سال ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے جس میں ہم 76ہزار اساتذہ کی بھرتی کر رہے ہیں۔ ایک اور بڑی بات کروں گا کہ پنجاب کی اب کوئی یونین کونسل گرلز ہائی سکول کے بغیر نہیں رہے گی، یہ بچیوں کے لئے ہمارا اہم اقدام ہے---

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اب بس کریں کیونکہ ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ بچیوں کے لئے ہم ایک ہزار روپے اور جنوبی پنجاب کے گیارہ اضلاع میں چار لاکھ بچیوں کو ایک ہزار روپے مہینہ دینے جا رہے ہیں تاکہ وہ تعلیم کی طرف آ سکیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جو کچھ جنوبی پنجاب میں ہو رہا ہے اس حوالے سے میں کافی اہم باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن اپوزیشن کی اس cut motion کو reject کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"61۔ ارب 27 کروڑ 36 لاکھ 18 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد مطالبہ زر نمبر PC-21015 "تعلیم" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 61۔ ارب 27 کروڑ 36 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب ہم guillotine apply کرتے ہیں جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا۔ باقی ماندہ مطالبات زر پر قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 144(4) کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21001

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 81 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! انہوں نے ڈھیلی سی "ہاں" کہی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں تو آپ کو کیوں اعتراض ہے؟ جو اس کے حق میں نہیں ہیں وہ جس طرح مرضی اونچی آواز میں کہیں۔ اگر آپ نے "ناں" نہیں کہنی تو کیا یہ متفقہ طور پر ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ دوبارہ ہم سے پوچھتے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

مطالبہ زر نمبر PC-21002

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4۔ارب 49 کروڑ 12 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21003

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 8 کروڑ 92 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21004

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 78 کروڑ 95 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی

سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹامپس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21005

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 74 کروڑ 22 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21006

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 10 کروڑ 49 لاکھ 91 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21007

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 13 کروڑ 37 لاکھ 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21008

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 96 کروڑ 3 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21009

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 16۔ارب 36 کروڑ 48 لاکھ 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21010

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 31۔ارب 99 کروڑ 58 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21011

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 15۔ ارب 15 کروڑ 41 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21012

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 9۔ ارب 93 کروڑ 59 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21013

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 88۔ ارب 63 کروڑ 6 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21014

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 15 کروڑ 90 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21017

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 12۔ارب 83 کروڑ 56 لاکھ 23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21019

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 59 کروڑ 93 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21020

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو4۔ارب 24 کروڑ49 لاکھ 41 ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ویٹرنری"برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21021

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 22 کروڑ 50 لاکھ 61 ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"امداد باہمی"برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21022

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو7۔ارب 56 کروڑ5 لاکھ 83 ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صنعتیں"برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21023

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ ارب 97 کروڑ 28 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21024

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4۔ ارب 10 کروڑ 48 لاکھ 45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21025

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ ارب 84 کروڑ 80 لاکھ 71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21026

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 33 کروڑ 61 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21027

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 55 کروڑ 79 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21028

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 28۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21029

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو22کروڑ32لاکھ35ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال2016-17کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21030

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو65۔ارب45کروڑ30لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال2016-17کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21031

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2کھرب82۔ارب27کروڑ72لاکھ96ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال2016-17کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21032

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو6کروڑ89لاکھ79ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شہری دفاع"برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13033

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جوایک کھرب24۔ارب49کروڑ11لاکھ60ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلے اور چینی کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13034

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو4کروڑایک لاکھ33ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورزاور کوئلے کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اس مرحلہ پر قائدایوان ہاؤس میں تشریف لائے)

مطالبہ زر نمبر PC-13035

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جوایک ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین "برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13050

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو10۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرمایہ کاری"برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12037

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو45۔ارب52کروڑ80لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعمیرات آبپاشی"برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-12038

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو56کروڑ53لاکھ95ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-12040

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو50کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-12041

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو78۔ارب98کروڑ92لاکھ67ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12042

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 35۔ارب 91 کروڑ 92 لاکھ 45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12043

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 15۔ارب 52 کروڑ 95 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات" وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 27۔جون 2016 صبح 11:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

سوموار، 27۔ جون 2016

(یوم الاثنین، 21۔ رمضان المبارک 1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22: شمارہ 9

559

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 27۔جون 2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون مالیات پر غور وخوض اور اس کی منظوری

مسودہ قانون مالیات پنجاب 2016(مسودہ قانون نمبر 25 بابت 2016)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2016، جیسا کہ اسے ایوان میں پیش کیا گیا، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2016 منظور کیا جائے۔

(بی) منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھنا

منظور شدہ اخراجات برائے سال 17-2016 کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات برائے سال 17-2016 کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(سی) آرڈیننس کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

آرڈیننس (ترمیم) سول کورٹس پنجاب 2016

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) سول کورٹس پنجاب 2016 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(ڈی) مسودات قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون بلڈ ٹرانسفیوژن سیفٹی پنجاب 2016

ایک وزیر مسودہ قانون بلڈ ٹرانسفیوژن سیفٹی پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2016

ایک وزیر مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

560

(ای) مسودہ قانون پر غور وخوض اور اس کی منظوری

مسودہ قانون(چوتھی ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2016(مسودہ قانون نمبر21بابت2016)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(چوتھی ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2016،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مقامی حکومت دیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(چوتھی ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2016منظور کیا جائے۔

561

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

سوموار، 27۔ جون 2016

(یوم الاثنین، 21۔ رمضان المبارک 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12 بج کر 18 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَلَقَدۡ كَتَبۡنَا فِي ٱلزَّبُورِ

مِنۢ بَعۡدِ ٱلذِّكۡرِ أَنَّ ٱلۡأَرۡضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ ٱلصَّٰلِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي

هَٰذَا لَبَلَٰغٗا لِّقَوۡمٍ عَٰبِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةٗ لِّلۡعَٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾

سُوْرَةُ الأنبيَاء آيات 105 تا107

اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکوکار بندے ملک کے وارث ہوں گے (105) عبادت کرنے والے لوگوں کے لئے اس میں (اللہ کے حکموں کی) تبلیغ ہے (106) اور (اے محمد) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (107)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اے رسول امیں خاتم المرسلین تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا با صدق و یقیں تجھ سا کوئی نہیں
دست قدرت نے ایسا سجایا تجھے
جملہ اوصاف سے خود بنایا تجھے
اے ازل کے حسین اے ابد کے حسین تجھ سا کوئی نہیں
بزم کونین پہلے سجائی گئی پھر تیری ذات منظر پر لائی گئی
سید الاوّلیں سید الآخریں تجھ سا کوئی نہیں
تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا
اس زمیں میں ہوا آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم سب ہیں زیر نگیں تجھ سا کوئی نہیں

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر20 سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر21 بھی سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر22 بھی سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر24 جناب عبدالمجید خان نیازی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر25 الحاج محمد الیاس چنیوٹی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی اگلے اجلاس تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر28 جناب جمیل حسن خان کی ہے۔ جی، جناب جمیل حسن خان!

سیکرٹری لائیو سٹاک کا معزز ممبر اسمبلی سے بات کرنے سے گریزاں

جناب جمیل حسن خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 16۔ جون 2016 بوقت 2 بج کر 30 منٹ پر ضروری کام کے سلسلہ میں سیکرٹری لائیو سٹاک کے پاس گیا تو وہ اپنے کمرے میں موجود تھے اور اپنے ماتحت عملے سے بات کر رہے تھے۔ میں نے ان سے بات کرنے کا وقت مانگا۔ انہوں نے تقریباً 2 گھنٹے تک مجھے انتظار میں بٹھائے رکھا اور میری طرف توجہ نہ دی اور خود اپنے سٹاف سے فضول گفتگو میں محو رہے۔

جناب سپیکر! میں ایک معزز ممبر اسمبلی ہوں اور کسی بھی گورنمنٹ آفیسر پر یہ لازم ہے کہ وہ عوامی نمائندگان کی بات سنیں اور ان کے مفاد عامہ سے متعلقہ جائز کام بھی کریں لیکن موصوف سیکرٹری لائیو سٹاک کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس تمام معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو بھی pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! چونکہ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو pending فرما لیں۔ وہ آجائیں گے تو جواب بھی منگوالیں گے۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق، استحقاقات کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے اور کمیٹی دو مہینے کے اندر اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرے گی۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر حسب ذیل کارروائی ہے:

a) Consideration and Passage of Finance Bill 2016.
b) Laying of the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2016-17.
c) Laying of Ordinance.
d) Introduction of Bills.
e) Consideration and Passage of Bill.

پہلے The Punjab Finance Bill 2016 شروع کرتے ہیں۔

Now, the Minister for Finance may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون مالیات پنجاب2016

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Finance Bill 2016, as introduced, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2016, as introduced, be taken into consideration at once."

MS SHUNILA RUTH: Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر:اب یہ بھی بتائیں کہHow do you opposeآپ نے اس میں کوئیmotionدی ہے؟

قائد حزب اختلاف(میاں محمودالرشید):جناب سپیکر!Rule 98کے تحت فنانس بل کےgeneral principlesپر اپوزیشن کی طرف سے معزز ممبران بات کر سکتے ہیں۔

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Finance Bill 2016, as introduced, be taken into consideration at one."

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed)**:** Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر:قائد حزب اختلاف نے اس بل کوopposeکیا ہے۔وزیر قانون!آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟ویسے فنانس بل میںoppose ہو نہیں سکتا۔اگر آپ اس پرrulingچاہیں گے تو میں وہ بھی دے دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر! فنانس بل کوopposeکرنے کی practiceتو نہیں ہے کیونکہ کسی بھی بل کےprinciplesپر بات ہو سکتی ہے اور during budget discussionجتنی بھیdiscussionہوتی ہے تو وہ انprinciplesکے اُوپر ہی ہوتی ہے۔رولز میں اس بارے میں کوئیclarityنہیں ہے۔اگر قائد حزب اختلاف اس پر بات کرنا چاہتے ہیں اور آپ بھیallowکرنا چاہتے ہیں تو کر دیں۔

جناب سپیکر: میاں محمود الرشید صاحب! چونکہ آپ نے اس کو oppose کیا تو بات کر لیں مگر آپ نے اس میں کوئی ترمیم نہیں دی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں 1973 کا reference دوں گا۔ میں نے اسمبلی کی کارروائی نکلوائی ہے---

جناب سپیکر: آپ یہ reference مجھے بھجوائیں میں اسے دیکھ لوں گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مختلف مواقع پر حزب اختلاف کی طرف سے جب فنانس بل کو oppose کیا گیا تو سپیکر نے اس پر ruling دی اور حزب اختلاف کو بات کرنے کی اجازت دی گئی۔ ہم نے پچھلے سال بھی فنانس بل پر بات کی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات rules سے ہٹ کر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف دو تین باتیں یہاں پر عرض کرنی چاہتا ہوں۔ یہاں impression یہ دیا گیا کہ ہم نے اس بجٹ میں کوئی ٹیکس نہیں لگایا اور یہ almost tax free budget ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کا سارا focus indirect taxes کے اُوپر ہے اور ultimately عام آدمی کو اس کا بوجھ برداشت کرنا پڑے گا۔ مہنگائی کی چکی میں پہلے ہی غریب آدمی پس رہا ہے۔ یہ جتنے بھی ٹیکس لگائے گئے ہیں یہ سارے عام آدمی سے متعلق ہیں اور اس کا بوجھ عام آدمی پر shift ہو جائے گا۔ اس ملک کا جو lower طبقہ ہے، اس ملک کا جو غریب کسان ہے، اس ملک کا جو غریب مزدور ہے اور عام آدمی ہے ultimately یہ اس کو بھگتنا پڑے گا۔ میں اس کی صرف دو تین مثالیں دوں گا۔

جناب سپیکر! پنجاب فنانس بل کے صفحہ نمبر 7 پر شادی ہالوں، لاؤنج، مارکیٹوں اور کیٹرنگ کی ساری چیزوں پر 16 فیصد ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غریب آدمی اپنے گھر کے باہر لان کے اندر یا گلی میں تمبو لگائے گا، لائٹنگ کرے گا یا پھول لگائے گا تو یہ ٹیکس اس کے اوپر بھی لاگو ہو گا۔ میں اسے پڑھ دیتا ہوں:

(a) at S.No.1, in column 2, for the existing entry, the following shall be substituted:

"Services provided by hotels, motels, guest houses, marriage halls and lawn (by whatever name called) including pandal and shamiana services, catering services (including all ancillary/allied services such

as floral or other decoration, furnishing of space whether or not involving rental of equipment and accessories) and clubs including race clubs and their membership services including services, facilities or advantages, for a subscription or any other amount, to their members."

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صریحاً زیادتی ہے۔ عام آدمی جب بھی کسی جگہ یا شادی ہال میں اپنے بچے یا بچی کی شادی کرتا ہے تو اس کے اوپر بھی آپ نے ٹیکس لگا دیا ہے۔ شادی ہال والے یہ ٹیکس اپنی گرہ سے تو نہیں دیں گے۔ اگر وہ پہلے 500 روپے per head لیتے ہیں تو اب سات سو روپے per head وصول کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ یہ حکومت نے ٹیکس لگایا ہے، اب ہم کیا کریں اور آپ حکومت سے پوچھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور یہ indirect taxes کی ایک بدترین مثال ہے جس سے ٹیکسوں کا بوجھ عام آدمی پر shift ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر: مہر اشتیاق احمد، سابق ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب جو کہ اس وقت ایم این اے ہیں یہاں گیلری میں تشریف لائے ہیں ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران کی طرف سے ڈیسک بجا کر معزز مہمان کا خیر مقدم کیا گیا)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مہر اشتیاق احمد کو میں بھی welcome کہتا ہوں۔ اس فنانس بل میں CC-1300 سے CC-1500 تک کی گاڑی پر 70 ہزار روپے ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ اسی طرح اڑھائی ہزار سی سی سے اوپر کی گاڑیوں پر انہوں نے 3 لاکھ روپے ٹیکس عائد کیا ہے۔ عام سفید پوش آدمی CC-1300 سے CC-1500 تک کی گاڑی استعمال کرتا ہے اور حکومت پنجاب نے اس پر 70 ہزار روپے ٹیکس عائد کر دیا ہے لیکن جو گاڑی تین یا چار کروڑ روپے مالیت کی ہے، جو لگژری گاڑیاں اور آسائش میں آتی ہیں ان پر تو آپ نے زیادہ سے زیادہ تین لاکھ روپے ٹیکس لگایا ہے۔ بھئی! آپ ان بڑی گاڑیوں پر تین لاکھ کی بجائے تیس لاکھ روپے ٹیکس عائد کر دیں لیکن جو گاڑیاں عام آدمی کے استعمال میں آتی ہیں ان پر ٹیکس exempt ہونا چاہئے۔ ان گاڑیوں پر آپ نے 70 ہزار روپے ٹیکس کیوں لگا دیا ہے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب نہیں بلکہ امیر آدمیوں کا بجٹ ہے۔ یہ سرمایہ داروں، کاروباری حضرات، بڑے بڑے لوگوں اور فیوڈلز کا بجٹ ہے۔ اس بجٹ میں عام آدمی کو

تو press کیا گیا ہے۔میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ یہ ٹیکس نہیں ہونا چاہئے۔آپ بے شک 2500-CC سے 3000-CC سے اوپر کی گاڑی پر پچاس لاکھ روپے ٹیکس لگا دیں۔وہ لوگ afford کر سکتے ہیں کیونکہ جو چار کروڑ روپے کی گاڑی خرید سکتا ہے وہ تیس یا پچاس لاکھ روپے ٹیکس بھی دے دے گا۔ایک عام آدمی جو پندرہ بیس لاکھ روپے کی گاڑی لیتا ہے اس پر آپ نے 70ہزار روپے ٹیکس لگا دیا ہے۔

جناب سپیکر!یہاں پر تو موٹر سائیکل رکشا والے کو بھی نہیں بخشا گیا۔آپ اندازہ کریں کہ یہ حکمران غریب کا نام لیتے ہیں جبکہ انہوں نے ایک موٹر سائیکل رکشا پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے۔ویسے یہ اورنج لائن ٹرین پر اربوں روپے کی subsidy دے رہے ہیں۔ہر سال اورنج لائن ٹرین اور میٹرو بس پر 14یا15۔ارب روپے کی subsidy دی جائے گی لیکن موٹر سائیکل رکشے والا بچ کر جانے نہ پائے۔پورے پنجاب کے اندر غریب لوگ، جن کے پاس گاڑی، موٹر سائیکل، کار یا اپنی سواری نہیں ہے وہ پانچ دس روپے دے کر ایک سے دوسری جگہ پر جاتے ہیں تو اس موٹر سائیکل رکشا پر بھی آپ نے ٹیکس عائد کر دیا ہے۔اب موٹر سائیکل رکشے والا کیا کرے گا؟ پہلے وہ دس روپے لیتا تھا اب وہ پندرہ روپے کرایہ وصول کرے گا اور ساتھ یہ کہے گا کہ آپ حکومت پنجاب اور میاں محمد شہباز شریف کو دعائیں دیں کیونکہ یہ ٹیکس انہوں نے لگایا ہے اور میں نے اس لئے اپنا کرایہ بڑھایا ہے کیونکہ میرا خرچہ پورا نہیں ہوتا۔حکمرانوں کے قول و فعل میں بہت بڑا تضاد ہے۔یہ ایک طرف غریب اور عام آدمی کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف انتہائی غریب آدمی کی سواری یعنی موٹر سائیکل رکشا پر ٹیکس لگا رہے ہیں۔حکومت کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اس طرح کا ٹیکس لگائے۔

جناب سپیکر!اس حکومت نے خالی پلاٹ پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے۔پانچ مرلہ سے اوپر جو خالی پلاٹ ہوگا اس پر بھی ٹیکس لگے گا۔وہ لوگ جو پراپرٹی کا بزنس کرتے ہیں وہ دو سال پلاٹ نہیں رکھتے۔انہوں نے کہا ہے کہ possession کے دو سال بعد خالی پلاٹ پر ٹیکس لگے گا۔وہ شخص پلاٹ اپنے پاس رکھتا ہے جو سالہا سال کی محنت کے بعد پلاٹ لیتا ہے اور پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ میں کسی طریقے سے اتنی رقم اکٹھی کر لوں کہ اس پلاٹ پر دو کمروں کا گھر بنا سکوں۔اب اس ٹیکس کی زد میں وہ غریب آدمی آئے گا جس نے ساری عمر کا ایک خواب دیکھا ہے کہ میں پانچ، سات یا دس مرلے کا کوئی اپنا گھر بنا لوں۔اس نے پلاٹ لیا ہوا ہے اور اس کے پاس ابھی جمع پونجی نہیں ہے۔سرکاری ملازم ریٹائرمنٹ کا انتظار کر رہا ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد مجھے کچھ پیسے مل جائیں گے تو میں اس پلاٹ پر گھر بنا لوں گا۔وہ

لوگ جو پراپرٹی کا کام کرتے ہیں وہ تو سال میں کئی کئی transactions کرتے ہیں۔ایک پلاٹ کئی کئی ہاتھ فروخت ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں اس ٹیکس کا direct شکار، victim اور اس ٹیکس کی زد میں آنے والا عام آدمی ہو گا۔ایک عام آدمی نے زندگی بھر میں اگر ایک مکان بنانے کا خواب اپنے دل میں سجا رکھا ہے تو اس خواب کے شرمندہ تعبیر ہونے میں بھی حکومت نے رکاوٹ ڈال دی ہے۔حکومت نے اس کو تکلیف پہنچا دی ہے اور کہہ دیا ہے کہ آپ خالی پلاٹ کے اُوپر بھی ٹیکس دیں۔انہوں نے فنانس بل کے صفحہ نمبر9 پر Services provider by cosmetics and Plastic surgeons and Hair transplant services بھائی! امیر لوگوں نے تو باہر جا کر اپنے بال transplant کرا لئے ہیں اور باقی بھی وہاں سے ہوتے رہیں گے۔ ہمارے حکمران طبقے نے باہر سے Hair transplant کرائے ہیں تو یہاں پر آ کر ٹیکس لگا دیا ہے۔اسی طرح Services provided by warehouses, depot was storages including cold storages اور اس کے نیچے 62 پر ہے Services provided by packers including holding and packing services یہ عام آدمی پر ہے کیونکہ جب آپ depots and cold storages پر ٹیکس لگائیں گے تو اُس جنس کی قیمت میں اضافہ ہو جائے گا۔یہاں پر آپ نے packing پر ٹیکس لگا دیا ہے تو میں اپنی بات کو short cut کرتے ہوئے یہ بات عرض کروں گا کہ یہاں پر بڑی بڑی باتیں ہوئی ہیں لیکن اس فنانس بل کے اندر عام آدمی کی مشکل اور پریشانی کو قطعی طور پر مدنظر نہیں رکھا گیا بلکہ اس میں indirect taxes کی بھرمار ہے اور ان indirect taxes کی وجہ سے عام آدمی کی زندگی پہلے سے زیادہ مشکل ہو جائے گی۔حکومت کو اپنے قول و فعل کے اس تضاد کو ختم کرنا چاہئے اور اس طرح کا کوئی indirect tax نہیں لگانا چاہئے تھا۔آپ بڑے کاروباری لوگوں پر بھلے جتنے مرضی direct tax لگائیں لیکن اس نوع کے ٹیکسوں سے عام آدمی کی زندگی مشکل سے مشکل تر ہوتی چلی جائے گی اس لئے میں اس فنانس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔محترمہ شُنیلا رُوت!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے فنانس بل کے general principles پر بحث کرنے کی اجازت دی ہے۔اگر میں اس بل کو موت کے کنویں کے ساتھ define and describe کروں تو اس بل کی terms کی translation بڑی مضحکہ خیز ہے

اور یہ بل موت کے کنویں کے مطابق ہے۔Punjab Entertainment Duty Act 1950 میں well of death کی translation موت کا کنواں کی ہے۔The budget presented in is a bureaucratic budget یعنی یہ افسر شاہی کا بجٹ ہے اور tendency یہ ہے کہ یہ بجٹ عام آدمی کے لئے ایک سزا کی حیثیت رکھتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ سے عام آدمی effect ہو گا، اُس کو penalize کیا جائے گا اور یہ سارا بوجھ ایک عام آدمی پر پڑے گا۔ یہ بابوؤں کا بجٹ ہے کیونکہ یہ بجٹ میری بہن محترمہ وزیر خزانہ نے نہیں بنایا۔ انہوں نے تو صرف present کیا ہے اس لئے اب وہ اس کا دفاع کرنے کی پوری کوشش کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں new taxes کی imposition بتانا چاہتی ہوں۔ حکومت نے بڑے بلند بانگ دعوے کئے کہ ہم نے new taxes impose نہیں کئے بلکہ tax base کو broaden کیا ہے میں اس بات سے قطعاً اتفاق نہیں کرتی کیونکہ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ فنانس بل عام آدمی کو adversely effect کرے گا اور اُس کی آمدنی کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ پنجاب سیلز ٹیکس کے اندر بہت ساری ایسی services add کی گئی ہیں جو 60 فیصد increase ہے اور اس سے inflation بڑھ جائے گی اور میں دوبارہ بھی یہ کہنا چاہوں گی کہ اس سے عام آدمی effect ہو گا۔ ہم نے construction پر ٹیکس لگا دیا ہے، ہم نے رکشوں پر ٹیکس لگا دیا ہے وہ ساری زندگی پیسے اکٹھے کرتا ہے، قرض لیتا ہے یا اُدھار لیتا ہے اور پھر وہ جا کر اپنے لئے ایک رکشا خریدتا ہے تا کہ وہ اپنی روز کی روٹی کھا سکے تو ہم نے اُس پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس ٹیکس کو ختم ہونا چاہئے اور ان غریب لوگوں کے اوپر ٹیکس لگانے کی بجائے بڑے بڑے جاگیرداروں پر ٹیکس لگائیں۔

جناب سپیکر! گھروں کی رجسٹری پر tax increase ہو گیا اور خالی پلاٹوں پر ٹیکس بڑھا دیا ہے اسی طرح Power of Attorney and registry پر ایک ہی stamp لگے گی تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بڑی زیادتی ہو گی اور اس سے عام آدمی کو بہت زیادہ نقصان ہو گا۔ آپ نے a rate of fee of vehicles میں 1500cc up to 2000cc پر بھی 2 فیصد سے 3 فیصد ٹیکس کر دیا ہے۔ 1300cc گاڑی تو ایک عام آدمی کی گاڑی ہے تو اس پر اس ٹیکس کو کم کیا جائے اور بڑی گاڑیوں پر ٹیکس بڑھایا جائے۔ اس ٹیکس کی welfare organizations کو چھوٹ ملنی چاہئے وہ نہیں ہے، جیسے ایدھی ٹرسٹ یا شوکت خانم جیسے ادارے ہیں جو لوگوں کے لئے welfare کا کام کرتے ہیں اُن کے لئے اس میں exemption موجود نہیں ہے بلکہ حکومت نے یہ اختیار اپنے پاس رکھا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ

یہ اختیار اس ہاؤس کو ہونا چاہئے اور ہمیں پتا ہونا چاہئے کہ کون سے معیار کے تحت حکومت اس میں چھوٹ دے گی۔ اسی طرح tax credit ختم کر دیا گیا ہے اور Section-16 (a) or 16 (b) کے تحت Punjab Sales Textile Services Act میں ٹیکس چھوٹ ختم کر دی گئی ہے، اسی طرح tax exemptions disallow کر دی ہیں۔ Double taxation میں وفاقی حکومت اُن چیزوں کو adjust کر لیتی تھی جہاں پر Punjab Sales Tax ہوتا تھا اور اب چونکہ adjustment withdraw ہو گئی ہے تو there are so many services جن پر double taxation ہو گی جس میں سے ہم 17 فیصد ٹیکس فیڈرل کو دیں گے اور 16 فیصد ٹیکس ہم پنجاب میں دیں گے اور اس طرح سے آپ نے double taxation کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اس سے قیمتیں بڑھ جائیں گی اور ultimately اس کا بوجھ consumer پر ہی پڑے گا۔ This is a classical example of taxation. 15 percent Federal sales tax, 16 percent provincial sales tax اور اُس کے بعد 10 percent holding tax تو اس طرح لوگ 43 فیصد ٹیکس دیں گے تو ہماری حکومت کو شرم آنی چاہئے جو یہ کہتی ہے کہ ہم نے tax ختم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتی ہوں کہ آپ غریبوں کا استحصال کرنے جا رہے ہیں کیونکہ یہ بہت ہی مشکل ہو جائے گا۔ This is a very clear example of double taxation. بجٹ میں یہ regressive taxation ہے۔ Regressive taxation کا مطلب یہ ہے کہ یہ بڑے بڑے businesses کو hit کرے گا تو اس سے لوگ ٹیکس نہیں دیں گے اور حکومت کے service provider and service recipient دونوں اپنی transactions کو report ہی نہیں کریں گے تو حکومت ٹیکس لینے میں پھر ناکام ہو جائے گی۔

Mr Speaker! Punjab Revenue Authority has no legal entity because Board of Directors yet to be constituted. This shows lack of interest in making the system efficient and judicious.

جناب سپیکر! یہ میں نہیں کہہ رہی

> No efforts have been made to rectify the Punjab Revenue Authority on the basis of the Judgement of Justice Mansoor Ali Shah.

جناب سپیکر! جس کی وجہ سے بجائے اس کے کہ آپ اس کو rectify کرتے آپ ترامیم کے ذریعے اس کو justify کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے بہت سی litigations ہیں۔

Infact which has lead to a lead of litigations regarding the income to be determined under section 23 of the Constitution assigned to the Provinces and entitled as services. PRA makes tax adjustments according to their own discretion.

جناب سپیکر! ان کے پاس یہ صوابدیدی اختیار ہے کہ وہ ٹیکس کو کم کر سکیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی بہت زیادہ ہیں لوگوں کا اعتماد ختم ہو گیا ہے۔ tax assessing officers کے پاس کوئی credibility اور accountability نہیں ہے اس لئے لوگ ٹیکس نہیں دیتے اور شوکت خانم اور ایدھی ٹرسٹ جیسے اداروں کو دیتے ہیں۔ ایسے اداروں کو لوگ بہت پیسے دیتے ہیں۔ حکومت لوگوں سے ٹیکس اکٹھا کرنے میں کیوں فیل ہو گئی ہے؟ اس لئے فیل ہو گئی ہے کہ لوگوں کا اعتبار حکومت سے اُٹھ گیا ہے۔ PRA has no capacity to check inflows and outflows of the services ان کے پاس کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ وہ inflows and outflows کو check کر سکیں پھر deficit trust ہے there is no trust in this organization یہاں اعتماد کا فقدان ہے۔

جناب سپیکر! میں کچھ proposals اور suggestions دینا چاہتی ہوں اور There should be a system and this House has the discretionary powers اس ہاؤس کی یہ صوابدید ہے کہ وہ اس سسٹم کو بنائے۔ All changes in the rate of taxation in PRA should be brought to the Assembly اور ٹیکسوں کو کم کیا جائے۔ So that the people pay tax rather than to avoid paying taxes.

جناب سپیکر! وہی پرانی کہانی ہے کہ ہر دفعہ فنانس بل پر ہم بات کرتے ہیں کہ اس بل میں جو امیر آدمی ہے یعنی جو rich landlord ہے جس کے پاس بڑے بڑے بنگلے ہیں، بڑے بڑے فارم ہاؤسز ہیں، بڑی بڑی گاڑیاں ہیں ہم نے ان کو اس بل سے نکال دیا ہے۔ یہ بل صرف غریب لوگوں کے لئے ہے۔ یہ بل رکشا والوں کے لئے ہے اور ان لوگوں کے لئے ہے جو بے چارے بڑی محنت سے پیسا کماتے ہیں۔ ہم نے بڑی بڑی مچھلیوں کو اس بل میں چھوٹ دے دی ہے۔

In the wake of 18th Constitutional amendment progressive taxes that is Wealth Tax, Capital gain tax and immovable property tax estate duty known as inheritance tax in the west and gift tax are with the province of the Punjab and other Provinces but no interest has been shown to rectify this.

اس پر عملدرآمد کرانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔

Mr Speaker! Punjab Government has not taken fundamental reforms and has not done fundamental reforms to merge this tax departments.

جناب سپیکر! ہمارے پاس اس وقت تین ڈیپارٹمنٹ ہیں جو ٹیکس اکٹھا کر رہے ہیں جس میں پنجاب بورڈ آف ریونیو ہے، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ہے اور پنجاب ریونیو اتھارٹی ہے۔ حکومت نے کوئی کوشش نہیں کی کہ ان تینوں اداروں کو merge کیا جائے اور one window facility عوام کو دی جائے تاکہ double taxation سے avoid کیا جا سکے اور لوگوں کو بھی tax net میں لایا جا سکے۔ اس طرح merge کرنے سے حکومت کے اخراجات جو ان تینوں محکموں پر ہوتے ہیں ان کو بھی کم کیا جا سکے گا اور حکومت کا بوجھ بھی کم ہو گا اور لوگوں کو بھی سہولت ہو گی اور انہیں one window facility ملے گی۔

جناب سپیکر! death well of end the in موت کا کنواں is not a very good translation میں اس کے لئے تجویز کرنا چاہتی ہوں کہ آپ اس کو death well کہیں اور اسے استعمال کرنا چاہئے اور یہ بل جو ہم نے پیش کیا ہے۔

This is not less than a death well for the people of Punjab

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
ایاک نعبد وایاک نستعین۔

الھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک۔

تمام تر تعریفیں اس رب کائنات کے لئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور تمام تر درود پاک اس نبی پاک کے لئے جن کی خاطر یہ جہان بنایا گیا۔(بے شک)

جناب سپیکر! فنانس بل کے حوالے سے چند گزارشات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا تاکہ گورنمنٹ کی طرف سے اس حوالے سے جو اپوزیشن کے خدشات اور اعتراضات ہیں ان کا مناسب جواب ہمیں مل سکے۔

جناب سپیکر! بجٹ 17-2016 کے اندر صفحہ نمبر 27 پر بجٹ تقریر کے سیریل نمبر 68 کے مطابق منسٹر صاحبہ نے فرمایا کہ "پنجاب حکومت نئے ٹیکس لگانے کے بجائے ٹیکس دہندگان کی تعداد میں اضافے اور محصولات کے نظام کو کرپشن سے پاک کرنے کے لئے اقدامات پر حکومت یقین رکھتی ہے۔ چنانچہ حکومت نے آئندہ برس کے بجٹ میں پراپرٹی ٹیکس کے دائرہ کار کو گھروں سے بڑھا کر پلاٹوں تک وسیع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان اقدامات سے جہاں زمینوں کی قیمتوں میں مصنوعی اضافے کا سدّباب ہوگا وہاں پلاٹوں کی خرید و فروخت میں سٹے بازی کے رجحان کے خاتمے میں بھی مدد ملے گی۔ اسی طرح سیلز ٹیکس کے دائرہ کار کو بڑھا کر اس میں بعض نئی خدمات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔" میری فنانس بل پر جتنی بھی بحث ہے وہ اسی پیرا کے اوپر ہے۔ انہوں نے اس میں جو فرمایا ہے اس کے مطابق میں کوشش کروں گا کہ اس کو آگے لے کر چلا جائے تاکہ عوام الناس کو پتا چل سکے کہ حکومت نے جو اعلان کیا تھا اس کے برعکس جب فنانس بل اسمبلی میں پیش کیا گیا تو اس میں ٹیکسوں کو کس طرح لایا جا رہا ہے۔"

جناب سپیکر! جہاں پر energy crisis اور دوسرے معاملات ہوں جو حکومت کو وراثت میں ملے یا جو بھی سلسلہ ہے اس پر حکومت کوشش کر رہی ہے ہم ان نعروں کی طرف نہیں جاتے اور وہ باتیں نہیں کرتے جو حکومت کرتی رہی ہے۔ میں صرف فنانس بل پر ہی بات کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر! فنانس بل میں پراپرٹی کے حوالے سے جو ٹیکس لگائے جا رہے ہیں اس میں حکومت نے جو بل introduce کرایا ہے اس میں مختلف کلاز ہیں۔ میں وہ پڑھوں گا law of stamp کے اندر اس کی تشریح بھی موجود ہے اس کے مطابق میں اس کو سامنے بھی رکھوں گا اور جو نیا ٹیکس حکومت introduce کرا رہی ہے اس پر بھی بات کروں گا۔

جناب سپیکر! حکومت نے جو amendment introduce کرائی ہے کہ:

Amendment in Act II of 1899.- (1) In the Stamp Act,(II of 1899)

(a) In section 27-A, in sub-section (1), for the expression Article 23, 27-A, 31, 33 or 63 the expression Articles

23,27-A,31,33,48(b), 48-(bb), 63 or 63-A shall be substituted;

جناب سپیکر! اب گزارش یہ ہے کہ محترمہ وزیر خزانہ نے یہ تمام articles پڑھے ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ انہیں ان آرٹیکل نمبرز 23، 27(a)، 31، 22 اور 63 کے بارے میں قطعاً پتا نہیں ہوگا کہ وہ کیا ہیں؟ ان کو فنانس ڈیپارٹمنٹ اور ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے بنا کر دیا اور انہوں نے اسے اسمبلی میں پڑھ دیا۔ اب بات یہ ہے کہ پراپرٹی کے لین دین پر آپ ٹیکس کی مد میں زیادہ سے زیادہ ٹیکس لگاتے جائیں گے، آپ نے اپنے ٹیکس کے وہ معاملات نہیں دیکھے کہ جن کی بناء پر آپ کو ٹیکسز کم اکٹھے ہو رہے ہیں۔ آڈیٹر جنرل کی جو رپورٹس ہیں ان کے مطابق آپ کچھ دیکھ نہیں رہے اور آپ نئے ٹیکسز لگانے کے چکر میں آگے کی طرف بڑھے ہیں۔

جناب سپیکر! اب فنانس بل میں ایک بات انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں کہی کہ مصنوعی اضافے کا سد باب ہوگا یعنی پراپرٹی کی مصنوعی value کا سد باب ہوگا۔ مجھے یہ بتائیں جو ڈسٹرکٹ کلکٹر ہے جس کو ہم DC value کہتے ہیں، آپ اس کا پہلے تین سال بعد evaluation table change کرتے تھے لیکن اب اس کو آپ ہر سال change کر دیتے ہیں، ہر سال قیمت بڑھا دیتے ہیں، قیمت بڑھانے کی وجہ کیا ہوتی ہے اور قیمت بڑھانے کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ اسٹامپ کی ڈیوٹی میں revenue collect کیا جائے۔ اب کتنے فیصد کس لحاظ سے revenue collection ہوتی ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ آپ کو پتا چلے کہ حکومت کی زیادہ تر taxation کس چیز پر ہے؟ اگر ہم بجٹ کی ان receipts کو دیکھیں تو اس پر جو گورنمنٹ ٹیکس اکٹھا کرتی ہے، provincial receipts for Board of Revenue Department کی طرف سے میرے پاس receipts موجود ہیں ان کے مطابق registration fee کی مد میں جو ٹیکس اکٹھا ہوتا ہے وہ 17 فیصد ہے۔ Stamp duty کی مد میں جو ٹیکس اکٹھا ہوتا ہے وہ 32 فیصد ہے، CVT کی مد میں جو ٹیکس اکٹھا ہوتا ہے وہ 12 فیصد ہے، ایگریکلچر پر 3 فیصد انکم ٹیکس ہے اور جو mutation fee ہے وہ 36 فیصد ہے۔

جناب سپیکر! یہ پائی چارٹ show کر رہا ہے کہ حکومت کس طرح سے ٹیکس اکٹھا کر رہی ہے؟ اب اس میں جو بات کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے آرٹیکل 33 کے تحت یہ sale deed ہے۔ پھر آرٹیکل 27(a) کے مطابق وہ decree ہے۔ آرٹیکل 31 کے تحت تبادلہ ہے۔ آرٹیکل 33 حبہ جو ہم کرتے ہیں، وہ ہے۔ آرٹیکل transfer 63 ہے اور یہ اختیار حکومت نے 2008 میں سوسائٹیز کو دے

دیا، ڈی ایچ اے کو دے دیا، کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کو اور دوسری سوسائٹیز کو دے دیا یعنی آپ نے اپنے functions کو انہیں دے دیا۔ اب آپ کے جو اپنے function ہو رہے ہیں جن کے تحت آپ سارے سسٹم کو لے کر چل رہے ہیں، اس میں آپ نے E-stamp paper جو بھی introduce کروایا اور گوجرانوالہ سے اس کا آغاز کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بہت اچھی بات ہے لیکن آپ نے کلی اختیارات ڈی ایچ اے سے لے کر کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی تک کو دے دیئے تو وہاں پر جو جعلی stamp paper جمع ہوتا ہے اس کو کبھی check کیا گیا ہے تو اس کا جواب ہے کہ نہیں، کیونکہ حکومت کے پر ڈی ایچ اے میں جا کر جلتے ہیں، آپ آج تک وہاں پر اس حوالے سے آڈٹ نہیں کر سکے۔ آپ کے اپنے پنجاب کے اندر جتنے بھی ٹاؤن اور تحصیلیں ہیں جن کے اندر آپ کے سب رجسٹرار بیٹھے پیپر کی رجسٹریشن کر کے اس کی mutation کرتے ہیں اس کے اندر کبھی آپ نے گھپلے دیکھے ہیں، کبھی آپ نے سوچا ہے کہ وہاں پر کیا کچھ ہو رہا ہے؟ وہ سب کچھ اس کتاب کے اندر ہے اور اس کتاب میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ حکومت کس طرح سے ناکام ہوئی ہے؟ آپ کے اپنے پہلے سے جو ٹیکسز موجود ہیں ان کو تو آپ اکٹھا نہیں کر سکے اور اگلا ٹیکس آپ لگانے چلے ہیں۔

جناب سپیکر! اس فنانس بل کے اندر جو قابل غور بات ہے وہ 48(B) and 48(BB) ہے اس پر اب میں بات کروں گا لیکن اس سے پہلے یہ بات کرنا بھی ضروری ہے کہ جو ٹیکسز آپ نے پہلے سے عوام پر لگائے ہوئے ہیں، آپ کے محکمے کے اندر کتنی capacity تھی کہ آپ نے اس کو justify کیا اور ان ٹیکسز کو آپ نے collect کیا ہے۔ آپ کی اپنی رپورٹس کے مطابق اگر ہم لاہور کو یا اس کے قرب و جوار میں جو شہر ہیں ان کو دیکھیں تو یہ بات بہت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ حکومت tax collection میں بُری طرح ناکام ہو گئی ہے۔ اب یہاں پر آڈیٹر جنرل کی رپورٹ کے مطابق جو ریونیو آپ نے اکٹھا کیا وہ اس target سے تقریباً 4 سے 6 فیصد کم ہے جو آپ نے target fix کیا تھا اور جو آپ نے target fix کیا وہ 31 ہزار 262 ملین تھا جبکہ حقیقت میں اس میں سے آپ 29 ہزار 438 ملین collect کر سکے ہیں۔

جناب سپیکر! کیا آپ نے اپنے ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے یہ پوچھا ہے کہ جو ٹیکسز کم اکٹھے ہوئے ہیں اور نئے ٹیکسز کی طرف ہم جا رہے ہیں، پہلے ہم اپنے ہاؤس کو in order کر لیں، ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو in order کر لیں، وہاں پر اصلاحات لے آئیں، وہاں پر اس طرح کے معاملات کر لیں کہ آنے والے

وقت میں بہتر سے بہتر tax collect ہو سکے؟ اس طرف تو آپ گئے نہیں، آپ ایک نئے ٹیکس کی طرف چلے گئے، آپ سے یہ برداشت نہیں ہوا اور آپ نے 48(B) and 48(BB) introduce کروا دیا۔ آپ مجھے بتائیں کہ اس سے پہلے power of attorney جس کو اردو میں مختار نامہ بولتے ہیں وہ ایک بندہ اپنی بیوی، بچوں اور اپنے first blood کو دے سکتا ہے۔ یہ تو ٹھیک ہو گیا ہے لیکن اب جس بندے کا بہن بھائی نہیں ہے اور فرض کریں کہ وہ ملک سے باہر بیٹھا ہوا ہے جب وہ power of attorney کسی کو دیتا ہے power of attorney does not mean کہ اس نے اسے بیچ دیا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس نے power of attorney جو اس کو دی ہے تو اس کو right دیئے ہیں کہ وہ پراپرٹی بیچ دے اور اس کے عوض جو رقم آئے گی وہ لے لے لیکن یہاں پر بھی آپ نے اس پر ٹیکس لگا دیا۔ Already حکومت نے جو ٹیکسز لگائے ہوئے ہیں اس کی تھوڑی سی جھلک میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! فیڈرل گورنمنٹ کے جو ٹیکس ہیں وہ بتا دیتا ہوں، جو صوبائی گورنمنٹ کے ٹیکس ہیں وہ بتا دیتا ہوں اور جو ان کے علاوہ ٹیکسز عوام دیتی ہے وہ بھی میں بتا دیتا ہوں۔ Withholding tax کسی بھی پیپر کی mutation پر اور رجسٹری پر 2 فیصد دیتا ہے، Gain tax آدھا فیصد دیتا ہے یہ فیڈرل لاء کے تحت جو ٹیکسز ہیں، وہ دے رہے ہیں۔ اب Provincial Law کے تحت جو ٹیکسز ہیں وہ stamp duty تین فیصد ہے۔ پھر Capital Value Tax جس کو CVT بولتے ہیں، وہ 2 فیصد ہے۔ پھر Transfer of Property Tax(TPT) ہے، وہ ایک فیصد ہے اور registration fee جو کہ fix ہے وہ ایک ہزار روپے ہے۔ اب جو ان کو ہم اکٹھا کرتے ہیں تو اڑھائی فیصد تو فیڈرل گورنمنٹ کو چلا گیا اور 6 فیصد سے زائد صوبائی گورنمنٹ کو چلا گیا اور پھر درمیان میں جو پراپرٹی ڈیلر ہے جو کہ دو پارٹیز کے درمیان deal کرواتا ہے وہ بھی ایک یا دو فیصد لے جاتا ہے، یہ ٹیکس گیارہ فیصد تو بن ہی گیا ہے یعنی آپ already گیارہ فیصد ٹیکس لے رہے ہیں تو اب آپ نے 48(B) and 48(BB) لگا کر یعنی اگر وہ مختار نامہ لے تو 5 فیصد ٹیکس دینے کا bound ہو گیا تو 2 فیصد وہ CVT دے گا اور 3 فیصد وہ stamp duty دے گا۔ اگر کسی کا بہن بھائی نہیں ہے تو وہ کیا کرے، اگر کوئی اوورسیز پاکستانی ہے اور یہاں پر اگر کسی کو power of attorney دے دیتا ہے تو کیا یہ double taxation نہیں ہے کیا اس سے جرم ہو گیا کہ اس نے اپنے اختیارات کسی کو دیئے اور آپ سے یہ بھی برداشت نہیں ہوا، بجائے اس کے کہ آپ اپنے ہاؤس کو، ریونیو اور BOR کو in order کرتے، اس کے معاملات کو ٹھیک کرتے،

اس کے اندر اصلاحات لاتے اور ان تمام ٹاؤنز اور تحصیلیں جن کا آپ نے آڈٹ کیا ہوا ہے ان پر ایکشن لیتے جن کو میں آگے جا کر اس کی تفصیل بیان کروں گا کہ آپ نے اس پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے اور یہ سراسر زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ ایک بندہ جس کو power of attorney ملی ہے اور وہ پراپرٹی کسی کو بیچ رہا ہے اور جو خرید رہا ہے وہ تو آپ کو پورا ٹیکس دے رہا ہے یعنی ایک کروڑ روپے کی پراپرٹی پر تقریباً 10 سے 11 فیصد ٹیکس تو پہلے ہی لیا جا رہا ہے اب اس پر اگر آپ کسی کو مختار عام دیں گے تو 2 اور 3 فیصد ٹوٹل پانچ فیصد ٹیکس وہ دے اور جب مختار عام سے مختار خاص ہو جائے تو پھر وہ 5 فیصد دے اور جب وہ کسی کو بیچے تو پھر وہ 11 فیصد ٹیکس دے۔ یہ تو حد ہو گئی ہے بھئی یعنی اس کا مطلب یہ ہے جیسا کہ منسٹر صاحبہ نے بجٹ تقریر میں فرمایا کہ پراپرٹی کی جو مصنوعی value ہے اس کا ہم سدّباب کرنا چاہتے ہیں یہ مصنوعی value کیسے سدباب ہوئی جب ایک بندہ اتنا ٹیکس دے گا تو وہ ٹیکس اس پراپرٹی کے اوپر ہی پڑے گا کہ اگر ایک پراپرٹی پہلے ایک کروڑ کی تھی اب وہ ایک کروڑ 11 لاکھ روپے کی ہو گئی۔

جناب سپیکر! جب آپ نے power of attorney دی تو وہ ایک کروڑ 21 لاکھ روپے کی ہو گئی، اگر مختار خاص دے تو وہ بڑھ کر ایک کروڑ 31 لاکھ روپے کی ہو گئی تو جو اس سے آگے لے کر بیچے گا وہ بھی زیادہ مانگے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو Clause آپ اس میں add کرنے جا رہے ہیں، یہ انتہائی ناانصافی ہے۔ آپ کے ملک کے اندر جو پراپرٹی کا بزنس اور معاملات ہیں اس سے آپ major revenue کا chunk لے رہے ہیں، یہ book بھی کہتی ہے اور جو آپ کی بجٹ تقریر ہے اس میں بھی شامل ہے۔ کیا آپ اس کو روکنا چاہتے ہیں، کیا آپ چاہتے ہیں کہ یہ کاروبار رُک جائے؟ بجائے اس کے کہ آپ انویسٹر کو facilitate کریں۔

جناب سپیکر! میں نے جس طرح پہلے بتایا کہ آپ نے 2008 کے تحت جو stamp paper duty کی مد میں اختیارات کو اٹھا کر سوسائیٹیز، کوآپریٹو سوسائٹیز اور ڈی ایچ اے کو دے دیئے ہیں اور آپ نے کبھی ان کا آڈٹ نہیں کیا جب آپ اپنے ڈیپارٹمنٹ کا آڈٹ کرتے ہیں تو اس کے اندر آپ کو گھپلے نظر آتے ہیں، جب گھپلے نظر آتے ہیں تو وہ آپ سے cover نہیں ہوتے پھر آپ اس چیز کو چھوڑ کر باقی چیزوں کی طرف دھیان دینا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں آپ جو double taxation کی ترمیم لا رہے ہیں اس حوالے سے میری request ہوگی کہ please اس کو دوبارہ consider کیا جائے تاکہ ان معاملات کو رُوکا جا سکے۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اسی مد میں آپ نے 100 روپے per square fit CVT کے حوالے سے جو ٹیکس لگایا ہوا تھا اس کو پچھلے دنوں ہائی کورٹ کے بنچ نے کالعدم قرار دے دیا ہے، یہ بات میں مختار نامے یعنی power of attorney پر بات کر رہا ہوں۔ آپ نے ہائی کورٹ کے decision کو سامنے نہیں رکھا جبکہ فنانس بل میں آپ نئی ترمیم 48(B) and 48(BB) insert کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ جب ٹیکس لگا رہی ہے تو وہاں بنچ کا جو فیصلہ آیا تھا اس کو سامنے رکھ لیا جاتا کیونکہ ہائی کورٹ بنچ میں کافی discussion ہوئی ہوگی۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے شہری علاقوں کے اندر پراپرٹی کے لین دین پر جتنے بھی سارے ٹیکس لگائے ہیں لیکن دیہی علاقوں میں جب بھی کسی زمین کی خرید و فروخت ہوتی ہے تو اس کے اوپر کوئی CVT نہیں لگتا۔ حال ہی میں قصور سے بھی دو موضع جات لاہور کی طرف shift کئے گئے ہیں جسے دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ضرورت پڑ گئی کہ لاہور کو مزید آگے کی طرف بڑھایا جائے؟ ویسے یہ بھی ایک بات ہے کہ ان موضع جات میں بھی کوئی CVT نہیں ہے۔ آپ CVT اور mutation کی مد میں جو پیسے لے رہے ہیں اور ریونیو وہاں سے major chunk آ رہا ہے تو آڈیٹر جنرل کی رپورٹ بابت سال 2015 کے صفحہ نمبر 36 کے مطابق یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

> Loss due to non-payment of mutation fee on oral sale of rural land Rs: 67.99 million.

جناب سپیکر! آپ آگے ٹیکس کو بڑھانے کی بات کر رہے ہیں لیکن پیچھے نہیں دیکھ رہے کہ ہم اپنے ڈیپارٹمنٹ کے اندر کمیوں کوتاہیوں کو دُور کر لیں۔ اسی طرح non short recovery of Capital Value Tax CVT جس پر گورنمنٹ کو 54.49 ملین کا نقصان ہوا ہے اور یہ صفحہ نمبر 37 پر ہے۔ اسی طرح صفحہ نمبر 38 میں ہے کہ:

Loss due to non-recovery of the capital value tax on power of attorney Rs: 20.44 billion.

جناب سپیکر! یہ ان تمام چیزوں کی نشاندہی ہے جو آڈیٹر جنرل نے کی ہے تاکہ گورنمنٹ اپنی صفحوں کو ٹھیک کرے لیکن بجائے یہ کرنے کے گورنمنٹ کو کوئی نہ کوئی کان میں مشورہ دے دیتا ہے کہ کس طرح سے آپ نے غریب عوام کو قابو کرنا ہے اور ذرا سا کوئی کاروبار پھلنے پھولنے لگتا ہے تو حکومت سوچنا شروع کر دیتی ہے کہ اس پر ٹیکسیشن کس طرح سے کرنی ہے، کس طرح سے غریب آدمی کی ٹانگیں کھینچنی ہیں اور کس طرح سے زیادہ سے ٹیکس اکٹھا کرنا ہے؟

Mr Speaker! Loss of stamp duty registration fee and capital value tax duty the under valuation of the urban land Rs: 10.40 million

جناب سپیکر! جو کہ صفحہ نمبر 40 پر ہے جبکہ اسی طرح دوسرے معاملات میں بھی انہوں نے اپنی ایک لمبی آڈٹ رپورٹ دی ہے اور بیان کیا ہے۔ بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب آپ ٹیکسوں کا دائرہ کار اس لحاظ سے بڑھائیں گے تو پھر وہ کون سے معاملات ہوں گے جن کے تحت غریب آدمی کوئی کاروبار کر سکے یا وہ کوئی اور سلسلہ کر سکے؟ اب حکومت اس فنانس بل کے ذریعے پراپرٹی کے اوپر بھی ٹیکس لگا رہی ہے۔ اسی اسمبلی نے غالباً 2004 کے اندر پانچ مرلہ مکانوں کے اوپر پراپرٹی ٹیکس ختم کرکے پبلک کو facilitate کیا تھا لیکن انہوں نے 2008 کے اندر بھی اور اس کے بعد بھی اس facility کو ختم کرکے پانچ مرلے کے گھروں پر دوبارہ نئے سرے سے پراپرٹی ٹیکس لگا دیا جبکہ آہستہ آہستہ یہ ٹیکس آگے کی طرف بڑھتا جا رہا ہے اور اس کی value بڑھتی جا رہی ہے۔ غریب آدمی جس کے پاس پانچ مرلے کا مکان، اب تو خیر وہ بھی اس کا خواب بن گیا ہے کہ پانچ مرلے کا مکان وہ کس طرح لے گا؟ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی غریب آدمی پانچ مرلے کا گھر لے سکتا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر Amendment in Act V of 1958 آپ نے پنجاب کے law کے مطابق جب Amendment کی جسے یہاں پر introduce کروا رہے ہیں، اس کے مطابق

In section 2 after Clause (a) the following new Clause AA shall be inserted: building and lands including vacant plots or a partial or portion there of having fixed boundaries intended for this specific purpose including residential, commercial or industrial use.

جناب سپیکر! جب پہلے آپ نے اس میں insert کیا ہوا تھا تو اب زبردستی اسے اس بل کے اندر کر رہے ہیں۔ اگر کوئی بندہ خالی پلاٹ بھی لے لے اور اس کی چار دیواری ہو، یہاں پر چار دیواری نہ ہو تو ویسے ہی اگلے دن پتا چلتا ہے کہ پلاٹ A کا تھا جو B کے پاس چلا گیا ہے۔ اوور سیز پاکستانی جو اپنا ٹوٹل سرمایہ بھیجتے ہیں جن کی remittance سے یہ ملک چل رہا ہے اور سارے معاملات چل رہے ہیں۔ اگر وہ ایک خالی پلاٹ لے کر چھوڑ جائے یا یہاں پر جو بندہ پلاٹ لے لیتا ہے تو آپ اس پر بھی ٹیکس لگا رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں نہیں وہ بھی ٹیکس دے گا۔ فرض کریں کہ ایک آدمی نے plan کیا ہے کہ دو، چار یا پانچ مرلے کا پلاٹ لے کر رکھ دیا ہے اور کہتا ہے کہ آنے والے دو، چار، چھ سالوں میں اسے بنالوں گا یا کوئی افسر اپنی تنخواہوں کو اکٹھا کر کے پلاٹ لے لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جب میں ریٹائر ہوں گا تو مجھے کچھ پیسے ملیں گے تو اس کے اوپر بلڈنگ بنالوں گا لیکن حکومت سے یہ بھی نہیں دیکھا گیا اور وہ کہتی ہے کہ نہیں، خالی پلاٹ کے اوپر بھی ٹیکس لگے گا۔

جناب سپیکر! اب مجھے یہ بتائیں کہ ایل ڈی اے ایک کاروبار کرتا ہے، ڈی ایچ اے کے اندر کتنے پلاٹ خالی ہیں، ایل ڈی اے کی سکیموں کے اندر کتنے پلاٹ خالی ہیں، کوآپریٹو سوسائٹیز کے اندر کتنے پلاٹ خالی ہیں، لاہور کے اندر کتنے پلاٹ خالی ہیں اور باقی جگہوں پر کتنے پلاٹ خالی ہیں؟ کیا سب کے اوپر اسی حوالے سے اسی طرح سے tax impose ہو گا، کیا آپ کے پر تو نہیں جلیں گے کہ ڈی ایچ اے میں جا کر کہیں کہ خالی پلاٹ کے اوپر ہمیں ٹیکس دیں، کیا کوآپریٹو سوسائٹیز کے اندر آپ بے بس تو نہیں ہو جائیں گے کہ وہاں پر جا کر کہیں کہ ہمیں ٹیکس دیں اور کیا یہ صرف open areas کے لئے ہے جہاں ایل ڈی اے کی jurisdiction آتی ہے اور جہاں پر غریب آدمی رہتا ہے کیا یہ صرف انہی کے لئے ہے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر زیادتی ہے کہ خالی پلاٹوں کے اوپر بھی ٹیکس لگا دیا ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ دو سال کے اندر اندر تعمیر کرنا ہے یا اس کے اوپر کوئی سلسلہ کرنا ہے۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ آپ Bill introduce کروانے سے پہلے کم از کم اسمبلی کے اندر ترمیم کی شکل میں لے کر آئیں پھر اسے introduce کروائیں جس پر سیر حاصل بحث ہو اور اپوزیشن اپنی reservation حکومت کے سامنے رکھے تو consensus کے ساتھ کوئی اس طرح کا طریقہ بنایا جائے تاکہ ہم maximum غریب عوام جو دو، اڑھائی، تین مرلے کی capacity رکھتی ہے، ہم اسے facilitate کر سکیں۔ آپ نے revenue کے portion کو زیادہ رکھنے کے لئے فنانس بل کے اندر جلدی سے ڈال دیا ہے اور کہا ہے کہ جلدی جلدی یہ ڈال دیا جائے اور ایک ہی مرحلے میں اسے پاس کر دیا جائے۔ غریب

عوام کا خون ہم نے چوسنا ہے جسے ہم پہلے بھی چوستے رہے ہیں اور ہم نے پورا plan کیا ہے کہ اب ہم نے خون چوس کر ہی رہنا ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم یہ پراپرٹی ٹیکس کے حوالے سے بھی دیکھ لیں کہ آپ کے ٹیکسیشن کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے جو پراپرٹی ٹیکس اور دوسرے معاملات دیکھ رہا ہے، اس کی آڈٹ رپورٹس جب ہم پڑھتے ہیں تو اس کے اندر بھی کافی irregularities دیکھنے میں آ رہی ہیں کہ کس طرح سے آپ کا ٹیکس اکٹھا نہیں ہو رہا، کس طرح سے آپ پبلک کو تنگ کر رہے ہیں اور کس طرح سے آپ کے افسران کی نااہلی ہے کہ حکومت کی direction کے باوجود ٹیکس اکٹھا نہیں ہو رہا۔ اگر میں اسے page wise پڑھنے کی کوشش کروں تو وقت بہت لگے گا تو اس رپورٹ میں آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے چند موٹی موٹی باتیں کی ہیں جنہیں میں تھوڑا سا بیان کر دیتا ہوں تاکہ وہ ریکارڈ کا حصہ بن جائے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ صرف کتاب آپ ہی کے پاس ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے، کیا ان کے پاس یہ کتاب نہیں ہے؟ آپ صفحہ نمبر بتا دیں وہ بھی آپ کو پڑھ کر بتا دیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! چلیں، آپ بتا دیں جن کے پاس یہ کتاب ہے؟ آپ صفحہ نمبر 18 گاڑیوں non realization of the income tax on the commercial vehicles کے بارے میں بھی جو پیرا آپ کا شروع ہو رہا ہے اس کے متعلق ہے۔ اس کا صفحہ نمبر 19 بھی ہے جو 2015 کی آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ ہے۔

> Loss of the property tax due to non-consolidation of the property units Rs. 2.49 millions

جناب سپیکر! اس کے بعد صفحہ نمبر 8 کے علاوہ صفحہ نمبر 9 پر بھی

> Non realization of the 15 percent Provincial Government share of the property tax Rs: 89.59 million etc

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ 2008 میں بھی موجودہ پارٹی کی ہی یہاں پر حکومت تھی تو جب آپ نے گاڑیوں کے اوپر ٹیکسز لگائے تھے جس کی وجہ سے لوگوں نے اپنی گاڑیوں کی اسلام آباد سے رجسٹریشن کروانی شروع کر دی تھی تاکہ وہ ٹیکس سے بچ جائیں۔ اب آپ نے یہی کیا ہے کہ عام آدمی جس کے پاس ایک چھوٹی گاڑی ہوتی ہے تو کم از کم اس کا تھوڑا سا خیال کر لیں باقی اس کے بعد دیکھ لیں۔ آپ زیادہ ٹیکس لگائیں گے تو وہ جا کر اسلام آباد سے رجسٹریشن کروا لیتے ہیں تو کیا اسلام آباد میں گاڑیوں کے

اوپر ٹیکس کا rate بھی ہے؟ Answer is no, Answer is no پہلے بھی آپ نے 2008 کے بعد جو معاملات کئے تھے اس کے بعد بھی گاڑیاں وہاں پر جاتی رہیں اور وہاں سے نمبر لگوانے کے بعد پنجاب میں گاڑیاں گھومتی رہیں اور سارا کچھ ہوتا رہا لیکن اب پھر آپ نے لمبا چوڑا یہاں mention کر دیا ہے اور یہ نہیں دیکھا کہ لوگوں کے پاس بھی یہ option ہے کہ ایک پاؤں ادھر رکھیں تو راولپنڈی ہے اور دوسرا پاؤں اُدھر رکھیں تو اسلام آباد ہے جہاں سے لوگ رجسٹریشن کروا کے واپس آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ غریب آدمی کی سواری کے اوپر بھی ٹیکس لگا رہے ہیں اور آپ کو چاہئے تھا کہ اسے کم کرتے۔ جب تک حکومت کسی ایسی solid policy کو نہیں لے کر آتی جس کے تحت لوگوں کو عام سواری مہیا ہو سکے۔ جو لوگ ٹرانسپورٹ چلاتے ہیں، رکشا چلاتے ہیں یا چھوٹی ٹیکسی چلاتے ہیں یا کوئی دوسرے معاملات ہیں تو اس کے اوپر ٹیکس کم کریں لیکن آپ نے ٹیکس زیادہ کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ غریب آدمی کے خون نچوڑنے کا کام آپ نے اس فنانس بل کے اندر کیا ہے تو ماشاء اللہ انا للہ وانا الیہ راجعون والا کام ہے۔ منسٹر صاحبہ یہاں پر تشریف رکھتی ہیں تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ B-48 اور BB-48 کے اوپر consider کیا جائے اور مہربانی کرتے ہوئے اسے ختم کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے خالی پلاٹوں اور پانچ مرلے سے بھی کم گھروں کے اوپر پراپرٹی ٹیکس لگانے کا پروگرام بنایا ہے تو مہربانی کر کے اسے بھی withdraw کیا جائے تاکہ اس ملک کے اندر پراپرٹی کا جو کام چل رہا ہے وہ بھی بہتر انداز میں ہو سکے اور جو غریب آدمی کوئی چھوٹا موٹا پلاٹ لے لیتا ہے، اسے بھی سکون ہو کہ وہ بھی بہتر انداز میں اپنے معاملات کو آگے کی طرف لے جا سکے کیونکہ وہ اپنی زندگی کی جمع پونجی سے دو یا تین مرلے کا گھر بمشکل بناتا ہے جہاں پر سانس لینا بھی مشکل ہوتا ہے۔ دو مرلے کے گھر میں ایک کمرہ نیچے ہوتا ہے اور ایک کمرہ اوپر ہوتا ہے اور آپ سے وہ بھی نہیں دیکھا جا رہا۔ حکمران جو ہزاروں ایکڑ کے محلات میں رہ رہے ہیں اور شاہی زندگی گزار رہے ہیں، جو بادشاہوں کی زندگی گزار رہے ہیں جہاں پر عوام کے اربوں روپے سے دیواریں کھڑی کی جا رہی ہیں جہاں پر آپ کیمرے لگا رہے ہیں، جہاں پر آپ فلڈ لائٹ لگا رہے ہیں، جہاں پر آپ سکیورٹی دے رہے ہیں جہاں پر پوری کی پوری سڑک بند کر رہے ہیں اور آپ تمام وسائل اس جاتی امرا کی طرف لے کر جا رہے ہیں تو اس دو مرلے کے پلاٹ پر جو گھر بنانا چاہتا ہے اس کی طرف بھی مہربانی کر کے دیکھ لیں۔ آپ اسے دیکھ لیں کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔ آپ باتیں بڑی بڑی کرتے ہیں کہ ہم ظلم کو نہیں مانتے اور فلاں کو نہیں مانتے لیکن اس ملک کے اندر آپ سے بڑا ظالم کون ہے؟ آپ سے بڑے ظلم اس ملک کے اندر کس نے کئے

ہیں؟ آپ نے لوگوں کو ٹیکسوں کے دباؤ تلے دبا کر مار دیا ہے اور یہ ایک ظالمانہ ٹیکس ہے اور میری گزارش ہو گی کہ اسے withdraw کیا جائے۔ شکریہ

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں کیونکہ آپ نے object نہیں کیا تھا۔ آگے آپ کو بات کرنے کا موقع ملے گا اس لئے آپ اس وقت بات کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس پر ڈاکٹر صاحبہ کیوں نہیں بات کر سکتیں؟

جناب سپیکر: اس حوالے سے کوئی precedent نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جس طرح ذاتی پراپرٹی دھرنے کے لئے پراپرٹی کا ریکارڈ جلا دیا گیا تھا اسی طرح اسمبلی کا ریکارڈ بھی جلا دیا جائے تاکہ اس طرح کا precedent نہ رہے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! precedent ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ Please Relevant

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جتنی دیر میں ہم نے یہ بات کی ہے اتنی دیر میں محترمہ نے بات کر لینی تھی۔

جناب سپیکر: انہوں نے oppose نہیں کیا اگر انہوں نے oppose کیا ہوتا تو پھر میں انہیں بات کرنے کی اجازت دیتا یا تو آپ پہلے ترمیم دیتے۔ دیکھیں یہ مناسب نہیں ہے۔ میاں صاحب! میں نے آپ تینوں صاحبان کو اجازت دی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جب precedent موجود ہے---

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں میرے علم میں جب آپ کے بارے میں آیا تو میں نے آپ کو بھی اجازت دے دی کہ آپ کھڑے ہوئے تھے لیکن دو صاحبان جنہوں نے oppose کیا تھا میں نے انہیں اجازت دے دی۔ آپ کو بھی میں نے اجازت دے دی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جتنی دیر ہم نے بات کی ہے دو منٹ میں محترمہ نے اپنی بات مکمل کر لینی تھی۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! اچھا نہیں لگتا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے ایک بندہ دو دن تیاری کر کے آتا ہے۔

جناب سپیکر: اگر تیاری کرنی تھی تو آپ نے ترمیم دینی تھی۔ آپ نے ترمیم بھی نہیں دی۔ آپ مہربانی کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! Money Bill میں تو ترمیم آتی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ اس پر ترمیم ہی نہیں دے سکتے تھے تو اس پر آپ نے بولنا بھی نہیں تھا پھر بھی آپ بضد ہیں کہ ہمیں اس پر بولنے دیں۔ میں نے تو پھر بھی آپ کو اجازت دے دی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! دو منٹ کی request ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ مناسب نہیں ہے۔ آپ نے اس میں ترمیم نہیں دی ہے اگر دیتے تو میں آپ کو اجازت دیتا آپ کی بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! دو منٹ کی request کی ہے اتنی دیر میں تو بات ہو جانی تھی۔

جناب سپیکر: میں اجازت نہیں دوں گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر دو ایک منٹ ہی بات کروں گی زیادہ لمبی بات نہیں ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں بھی دو منٹ بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں آپ تشریف رکھیں حضور! یہ بات مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ویسے ہی کہہ دیں کہ اپوزیشن کو نہیں بولنے دینا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! بہت ہی مختصر سی بات کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، please carry on.

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! دنیا بھر میں taxation کا نظام اس لئے ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کو ایک مدد ملے کہ جو resourceful لوگ ہیں اُن سے resources اکٹھے کر کے تمام citizen پر لگائے جائیں specially جو غریب طبقہ ہے۔ پاکستان اس وقت ایشیاء میں سب سے heavily taxed country ہے seventy five percent taxes بلکہ seventy five سے بڑھ کر seventy six percent taxes اب indirect taxation کی مد میں آ گئے ہیں۔ پاکستان وہ ملک ہے جہاں پر

لوگ اپنی انکم کے مطابق ٹیکس نہیں دیتے بلکہ ایک 14ہزار کمانے والا آدمی بھی اُن چیزوں کے اُوپر وہی ٹیکس دیتا ہے جتنا دس لاکھ کمانے والا دیتا ہے۔ پنجاب حکومت کی poor tax governance اس چیز سے ظاہر ہوتی ہے کہ پچھلے سال 16-2015 میں 160 بلین کا جو ٹارگٹ رکھا گیا تھا حکومت اس میں پوری طرح ناکام ہوئی تھی اور وہ ٹارگٹ achieve نہیں کر سکی تھی اور اسی طرح کی ناکامیاں ہم نے 14-2013 اور 15-2014 میں بھی دیکھی تھیں۔ جب یہ 160 بلین کا ٹارگٹ achieve نہیں کر سکے تو 184.43 بلین کا ٹارگٹ جو اس سال رکھا گیا ہے وہ یہ کس طرح سے achieve کریں گے؟ پنجاب کے اس بل کے اندر یا پنجاب کے سسٹم کے اندر ہمیں کوئی ایسا interest نظر نہیں آرہا کہ ٹیکس سسٹم کو affective بنانے کے لئے انہوں نے کوئی measures لئے ہوں۔

جناب سپیکر! آپ سب سے پہلے دیکھیں جو امیروں کے اوپر ٹیکس لگایا گیا تھا، جو لگژری ہاؤسز پر ٹیکس لگایا گیا تھا، جو فارم ہاؤسز پر ٹیکس لگایا گیا تھا اگر اُس کے اندر ہم revenue collection دیکھیں تو میرا خیال ہے کہ ہمیں وہیں سے اپنی گورننس نظر آجاتی ہے کہ 500 ملین کا ٹارگٹ ہم صرف 10 ملین لگژری ہاؤسز پر اکٹھے کر سکیں ہیں۔ ان چیزوں کے اوپر focus کیوں نہیں کرتے ہیں؟ اگر سٹے آرڈر لیا ہوا ہے تو اس کے لئے کچھ کرنا چاہئے جہاں امیر ہیں اُن کو سٹے آرڈر دے دیا جاتا ہے اور غریبوں کے لئے ٹیکسز ہیں۔ ایسا قانون کیوں لاتے ہیں جو foolproof نہیں ہے؟ اس ٹیکس سسٹم کی وجہ سے litigations کا یہ حال ہے، ہماری credibility of system کا یہ حال ہے اور حکومت کے trust کا یہ حال ہے۔

MR SPEAKER: Order please, order please order in the House.

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس وقت UK میں 30 ملین tax payers ہیں اور وہاں پر number of appeals جو ہائی کورٹ میں فائل کی جاتی ہیں وہ thirty per year کی average آتی ہے جبکہ پاکستان میں less than one million tax payers ہیں میرا خیال ہے بذات خود حکومت کی ناکامی ہے کہ وہ ابھی تک اپنا ٹیکس نیٹ نہیں بڑھا سکی مگر یہاں پر appeals کی تعداد 15ہزار per year higher courts میں جاتی ہے اور اس کے علاوہ 25ہزار writ petitions دائر ہوتی ہیں۔ اس قسم کے ماحول میں آپ ٹیکس collections کس طرح سے کر سکتے ہیں؟ اس طرح جو میرج ہال پر ٹیکس لگایا ہے اس کے بارے میں صرف ایک بات کہوں گی کہ marriage halls کو انہوں نے categories نہیں کیا ایک کہیں بند روڈ کے اوپر چھوٹا سا میرج ہال

ہے وہ بھی سولہ فیصد ٹیکس دے گا اور گلبرگ کا ایک فائیو سٹار میرج ہال ہے وہ بھی اُتنا ہی ٹیکس دے گا یہ غریبوں کی ہمدردی کی بات کرتے ہیں ہمیں تو اس بل میں یہ کہیں بھی نظر نہیں آرہی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں بس یہی بات کہوں گی کہ اس دفعہ کے فنانس بل میں ایسا کوئی measure نظر نہیں آرہا جس سے ہمیں یہ نظر آئے کہ عوام کا اعتماد حکومت پر ہو اور وہ ٹیکس دینے کی کوشش کرے گی۔ حکومت کوئی fundamentals reforms نہیں لا رہی اس کی reason میں سمجھتی ہوں یہی ہے کہ بیوروکریسی اور پولیٹیکل گٹھ جوڑ ہے جس کی وجہ سے reforms کی طرف حکومت نہیں آرہی، کوئی ایسا measure بھی نہیں لیا گیا جس کی وجہ سے حکومت عوام کا trust اور اس کی support لے سکے اور tax compliments کو possible کر سکے۔ یہ صرف اُسی صورت میں ہوتا ہے، عوام ٹیکس اُسی وقت دیتی ہے جب حکومت اُن کو وہ services provide کرتی ہے، اُن کو صحت، تعلیم اور دوسری سہولیات provide کرتی ہے جس کی وجہ سے وہ لوگ ٹیکس دیتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! بڑی مہربانی۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: قاضی صاحب! آپ دیکھ لیں۔ آپ کسی بات پر قائم نہیں رہتے مجھے بڑا افسوس ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! صرف دو منٹ۔ گزارش یہ ہے کہ لچھے دار تقریر کرنے سے یا ہاتھ ہلانے سے پنجاب کی عوام کے دل نہیں جیتے جا سکتے۔ جہاں تک اس فنانس بل کا تعلق ہے میں ایک چھوٹی سی مثال دے کر اپنی بات کو wind up کروں گا۔ اس بجٹ میں فنانس بل میں حکومت نے، گورنمنٹ نے عوام کو taxes میں جکڑ کر رکھ دیا۔ آپ کو یاد ہو گا پہلے ایک ضلع ٹیکس اور چونگیوں کا نظام تھا ایک چھوٹا سا واقعہ ہے کہ ایک بڑھیا جب ٹیکس دینے کے لئے چونگی پہنچی تو اُس کے ساتھ دو مرغیاں تھیں تو چونگی کے لئے منشی بیٹھا تھا اُس نے پرچی کاٹنی شروع کی مرغیوں پر ٹیکس کے لئے تو اُسی جگہ پر ایک مرغی نے انڈا دے دیا تو اُس نے کہا اب انڈے پر بھی ٹیکس ہے۔

جناب سپیکر! پراپرٹی ٹیکس، انکم ٹیکس، زرعی ٹیکس، ود ہولڈنگ ٹیکس، سیل ٹیکس، اب پلاٹوں پر ٹیکس ہے افسوس ہے رکشوں پر ٹیکس ہے، شادی پر ٹیکس ہے، چھوٹی گاڑیوں پر ٹیکس ہے ایسے سمجھ لیں سانس لینے پر ٹیکس ہے۔ ہاں آپ بڑی بڑی گاڑیوں پر ٹیکس لگاتے جو لینڈ کروزر اور تین تین کروڑ کی گاڑیاں رکھنے والے لوگ ہیں اُن پر ٹیکس لگاتے 1600, 1400 سی سی والی گاڑی پر آپ نے 70 ہزار

روپے ٹیکس لگا دیا ہے یہ متوسط طبقے پر ٹیکس ہے تو للہٰذا اس فنانس بل کو withdraw کریں ہم اس بل کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کو مسترد کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، محترمہ وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسا کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا تھا میں وہ بات پھر reiterate کروں گی کہ ہم اپنے taxation میں جو بھی major reforms لائی ہیں اس کے pillars وہ base broadening ہیں۔ ہم ان لوگوں کو tax payment کے net میں لا رہے ہیں جن کا legitimate tax بنتا ہے مگر وہ contribute نہیں کر رہے ہیں۔ ہم under tax اور un-tax sectors کو tax net پر لا رہے ہیں۔ ہم automate کر رہے ہیں تاکہ leakages ختم ہو چاہے وہ پراپرٹی ٹیکس ہو، PRO ہو ہم نے اس کی automation پر زور دیا ہوا ہے تاکہ tax payer and tax collector کے درمیان link ختم ہو اور جو یہاں لین دین کی بات ہو رہی ہے اس کے مواقع ختم ہو جائیں۔ ہم نے اس کو simplify کیا ہے، litigation اور revenue leakage کو ختم کیا ہے اسی لئے CVT کی بات کی ہے۔ ابھی جو اپوزیشن نے پے در پے بہت ساری باتیں کی ہیں، ایک بات بالکل واضح ہے کہ یا تو فنانس بل ٹھیک سے پڑھا نہیں گیا یا فنانس بل کی ٹھیک سے سمجھ نہیں آئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گی کہ ہم سے کہا یہ جا رہا ہے کہ یہ تو غریبوں پر ٹیکس لگ گیا، یہ گاڑیوں پر ٹیکس لگا دیا۔ مجھے بتائیں کہ کون سے غریب ہوتے ہیں جو imported گاڑیاں لیتے ہیں؟ پھر ہم سے کہا جا رہا ہے کہ vacant plot پر ٹیکس لگائے جا رہے ہیں اور یہ غریبوں پر پڑ گیا ہے۔ پانچ مرلے پر ٹیکس نہیں ہے لیکن میں آپ سے گزارش کروں گی کہ اگر کوئی land speculation میں indulge کرتا ہے وہ غریب نہیں ہوتا۔ غریب وہ ہوتا ہے جو دو وقت کی روٹی کماتا ہے، گھر جا کر اپنے بچوں کو کھلاتا ہے وہ land speculation میں رکھ کر پیسے نہیں بناتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے یہ ٹیکس کیوں لگایا ہے؟ میں یہ clear کرتی ہوں کہ یہ ٹیکس ان پر لگا ہے جن کے پاس پیسے ہیں اور وہ پیسے invest کر رہے ہیں land میں، plots میں تاکہ unearned gains attain کریں، ان کو بیچیں۔ اگر وہی پیسے دکانوں، فیکٹریوں اور انڈسٹریز میں لگا دیں گے تو پھر کیا ہوگا؟ اس سے یہ ہوگا کہ generate employment ہوگی۔ ہماری ساری کی ساری strategy یہ ہے کہ یہ unproductive speculative investment لے کر جو انوسٹمنٹ ہو رہی ہے اس

کو discourage کیا جائے اور یہ پیسے بزنس میں لگائے جائیں، فیکٹریوں میں لگائے جائیں، انڈسٹریز میں لگائے جائیں تاکہ employment generate ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! plot taxation جو ہے پراپرٹی ٹیکسیشن میں ایک بہت ہی common international phenomena ہے جو کہ speculation of land کو discourage کرنے کے لئے لگایا جاتا ہے۔ ایک آدمی جو پانچ مرلے کا پلاٹ لے لے اس کی خواہش تو یہ ہو گی کہ میں فٹافٹ اس کو بنالوں۔ ہم نے اس کو موقع دیا ہے کہ جب اس کی پوری ڈویلپمنٹ ہو جائے، اس پر وہ دو سال لگائے، پیسے اکٹھے کرے اور اپنی construction شروع کر دے اس پر کوئی ٹیکس نہیں لگے گا۔ میں نے بات بالکل clear کر دی ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات اپوزیشن لیڈر نے کہی کہ ہم نے رکشا اور چھوٹی موٹر سائیکل پر ٹیکس لگا دیا۔ یہ پوائنٹ پھر totally misunderstood ہے۔ ہم نے ایسا کوئی ٹیکس نہیں لگایا بلکہ ہم نے ایک option دی ہے کہ وہ چاہیں تو annual payment کریں یا life time lump sum payment کر دیں یہ اس کی اپنی مرضی ہے۔ ہمارا مقصد اس کو facilitate کرنا تھا۔ یہ totally misunderstood ہوا ہے یہ کوئی نیا ٹیکس نہیں ہے۔ یہ صرف اس کی facilitation کے لئے کیا ہے کہ وہ annual دینا چاہتا ہے یا life time دینا چاہتا ہے ہم نے تو صرف اس کے لئے ایک option رکھی ہے۔ ہمارا مقصد اس کو facilitate کرنا ہے۔ ہمارا مقصد tax payer کو facilitate کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ہماری ایک ساتھی نے یہ بھی کہا کہ محترمہ وزیر خزانہ کو شاید علم نہیں ہے کہ فنانس بل میں کیا آیا ہے۔ میرا 23 سال کا taxation کے analysis کا experience ہے اور میں ٹیکس لگانے سے پہلے سارے چیمبرز گھومی ہوں overseas chambers inclusive اور میں نے ان کی آراء لی ہیں کہ ہم tax automate کر رہے ہیں، ہم آپ کے لئے ٹیکس easy بنانا چاہتے ہیں، ہم ٹیکس میں مک مکا کو ختم کرنا چاہتے ہیں، ہم کرپشن اور لین دین leakages ختم کرنا چاہتے ہیں لہٰذا آپ ہمیں بتائیں کہ ہم آپ کو کس طرح facilitate کریں؟ ہم نے ان سے تجاویز لی ہیں اور ان کو اپنے ساتھ ملا کر effort کی ہے۔ آج PRA دیکھ لیں، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن دیکھ لیں ہم لاہور چیمبرز وغیرہ کے ساتھ بیٹھ کر ان سے پوچھ کر tax collection کا نظام بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر structural change اس کو نہیں کہتے تو پھر کس کو کہتے ہیں؟ یہی ہوتی ہے structural change اور اسی کو کہتے ہیں۔

Taxation reform making it automated, making a very simple, making it easy to pay taxes

جناب سپیکر!اس وقت ہم لاہور چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹریز سے بھی engaged ہیں اور ان کو ہم کس طرح سے ٹیکس کی payment پر facilitate کر سکتے ہیں اس پر باقاعدہ comprehensive strategy تیار ہو رہی ہے۔ ہم نے ان کے ساتھ بیٹھ کر تمام areas پر کام کیا ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک عام پاکستانی، ایک prompt tax payer اس بات کا احساس ہو کہ میں پیسے دے رہا ہوں تو میری قوم کے غریب بچے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ اگر میں ٹیکس دے رہا ہوں تو میری قوم کے غریب لوگ ہسپتالوں میں علاج کروا رہے ہیں۔ ہم نے اس کو proud tax payer بنانا ہے اسی لئے ہم نے پہلی دفعہ ملک کی history میں 10۔اپریل کو ایک tax day منایا۔ ہم نے اس کی taxation کو incentivize کیا، ہم نے مختلف tax payer کو engage کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ 16-2015 میں ہماری ٹیکس کی ریونیو میں بغیر کوئی ریٹ بڑھائے 30 فیصد سے زیادہ ٹیکس ریونیو کی collection ہوئی ہے جو اس وقت ساری صوبائی اور فیڈرل گورنمنٹ میں سب سے highest ہے۔ سب سے highest collect کیا ہے، سب کو ساتھ لے کر کیا ہے، سب کی بات سن کر کیا ہے۔

جناب سپیکر!ہم اس taxation structure کو صحیح راستے پر لے کر آ رہے ہیں، reformed راستے پر لا رہے ہیں۔ ہمارا مقصد revenue leakage ختم کرنا ہے، ایک عام آدمی کو وہ ڈویلپمنٹ دینی ہے جس کا ہم نے اپنے بجٹ میں وعدہ کیا ہے۔ ہم نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر عہد کیا ہے اور اس کے لئے ہمیں وسائل چاہئیں۔ ہم اپنے سارے tax payer سے engaged ہیں، ہم ان کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں اور ہم انہیں facilitate کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!میں یہ دعوے سے کہتی ہوں کہ آج آپ ایک academic study کروا کر دیکھ لیں ہمارا revenue taxation regressive incidence نہیں ہے اور قطعی طور پر نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں خود researcher رہی ہوں، میں نے provincial taxation پر خود بہت کام کیا ہے آپ کہیں سے بھی ثابت کر دیں کہ provincial taxation structure is regressive liaison study تو ہم وہ changes لے آئیں گے جو ہمیں کہا جائے گا کیونکہ ہم اس

کے لئے بہت conscious ہیں کہ ہماری ڈویلپمنٹ کا پروگرام ایک عام آدمی کو فائدہ دے۔ ہماری taxation لوگوں کی بساط کے مطابق ہو اور ہم ان کی ability to pay کے مطابق ان پر tax لگانا چاہتے ہیں۔ ہمارا taxation structure ضرور GST on services پر depend کر رہا ہے اور پراپرٹی ٹیکس پر depend کرتا ہے۔ یہ indirect taxes ہیں لیکن یہ regressive قطعی طور پر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں نے اس بارے میں کافی بات کر لی ہے اور اب مزید ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس بل میں ساری چیزوں کا burden ایک عام آدمی پر پڑنے والا نہیں ہے۔ یہ ability to pay کے حساب سے taxation structure بنایا گیا ہے اور میں اس پر stand by کروں گی۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، اب question put کرنا پڑے گا۔

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2016, as introduced, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSES 2 to 7

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clauses 2 to 7 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these clauses, the question is:

"That Clauses 2 to 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Finance. She may move it. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 8 of the Bill, in sub-Clause (a), for the expression "subsection (4) ", the expression “subsection (4) and (5) " and in the proposed section 16A, in the proposed subsection (1), the expression "Subject to subsection (1), notwithstanding", the expression "Notwithstanding", be substituted.

MR SPEAKER: The amendment moved is:

> "That in Clause 8 of the Bill, in sub-Clause (a), for the expression "subsection (4)", the expression "subsection (4) and (5)" and in the proposed section 16A, in the proposed subsection (1), the expression "Subject to subsection (1), notwithstanding", the expression "Notwithstanding", be substituted.

Now, the motion moved and the question is:

> "That in Clause 8 of the Bill, in sub-Clause (a), for the expression "subsection (4) ", the expression "subsection (4) and (5) " and in the proposed section 16A, in the proposed subsection (1), the expression "Subject to subsection (1), notwithstanding", the expression "Notwithstanding", be substituted.

(The motion was carried.)

MR SPEKAER: Now, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSES 9 & 10

MR SPEAKER: Now, Clauses 9 & 10 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these Clauses, the question is:

"That Clauses 9 & 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Finance Bill 2016, as amended be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2016, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2016, as amended be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

گوشوارہ

(جو ایوان کی میز پر رکھا جانا)

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ برائے سال 17-2016 کا ایوان کی میز پر رکھنا

MR SPEAKER: Minister for Finance may lay the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2016-17. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I lay the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2016-17.

MR SPEAKER: The Schedule of Authorized Expenditure for the year 2016-17 has been laid.

آرڈیننس

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

آرڈیننس (ترمیم) سول کورٹس پنجاب 2016

MR SPEAKER: Now, Minister for law may lay the Punjab Civil Courts (Amendment) Ordinance 2016. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Civil Courts (Amendment) Ordinance 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Civil Courts (Amendment) Ordinance 2016 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to Standing

Committee on Home Affairs with the direction to submit its report within 2 months.

مسودات قانون

(جو پیش ہوئے)

MR SPEAKER: A Minister to introduce the Punjab Blood Transfusion Safety Bill 2016. Minister for Law!

مسودہ قانون بلڈ ٹرانسفیوژن سیفٹی پنجاب 2016

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Blood Transfusion Safety Bill 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Blood Transfusion Safety Bill 2016 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Health for report within two months.

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2016

MR SPEAKER: A Minister to introduce the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Finance for report within two months.

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood and Dr Syed Waseem Akhtar:

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ خدیجہ عمر اپنی ترمیم move کر رہی ہیں، آپ کا تو اس میں نام ہی شامل نہیں ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ ترمیم move کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ move کریں۔

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Community Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th July 2016."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Community Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th July 2016."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے آپ بول لیں اس کے بعد قاضی صاحب بات کر لیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ کا جو بل ہے، سب کو پتا ہے کہ یہ عجلت میں بنایا گیا ہے، اس کے اندر کیا تباہی ہوئی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اس بل میں بار بار ترامیم لائی جا رہی ہیں، پنجاب لوکل گورنمنٹ بل 2013 میں اب پھر ترمیم لائی جا رہی ہے۔ امید یہ ہے کہ جس بدنیتی سے یہ قانون بنایا گیا تھا اسی طرح اس میں روزانہ ترامیم آتی رہیں گی۔ حکومت کو اعلیٰ عدالتوں کی طرف سے بے تحاشا دفعہ یہ instructions جاری ہوئی ہیں کہ اس کی مختلف دفعات میں جو بھی سقم ہے اس کو دور کیا جائے کیونکہ یہ غیر قانونی ہے، اس میں اختیارات سے زیادہ تجاوز کیا گیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ Order in the House.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! حکومت یہ ترمیم اپنے مفادات کے لئے لائی ہے otherwise سارا قانون ایسا ہی ہے جو کہ جلد بازی میں منظور کروایا گیا ہے۔ جلد بازی میں منظور کروائے گئے بل کی تازہ مثال میں آپ کو دیتی ہوں۔ 2013 کے ایکٹ کی دفعہ (3)116 میں رورل یونین کونسل کا ذکر کہیں تھا ہی نہیں، ان کو بھی میٹروپولیٹن کارپوریشن، میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کمیٹی کی طرح پراپرٹی ٹیکس لگانے کا اختیار ہوگا۔ اب اس ترمیمی بل کے ذریعے لوکل کونسلز میں بھی پراپرٹی ٹیکس لگانے کا ایک نیا طریقہ introduce کروادیا گیا ہے۔ ایسی لوکل کونسلز جس کے خدوخال شہری علاقوں سے ہوں گے وہاں بھی پراپرٹی ٹیکس لگایا جاسکے گا۔ اب ان کا ٹیکس نیٹ ورک رورل ایریا تک چلا جائے گا اور اس کے ریٹس بھی لوکل کونسلز مقرر کریں گی یا وہ ریٹس لاگو ہوں گے جو کہ پنجاب کی غیر منقولہ جائیداد یا پراپرٹی ٹیکس ایکٹ کے مطابق ہوں گے۔

جناب سپیکر! Already ہمارا جو غریب ہے وہ پس رہا ہے، اخراجات تو کنٹرول ہو نہیں رہے لیکن غریب عوام پر آپ ٹیکس پر ٹیکس لگا رہے ہیں۔ وہ کن حالات میں گزارہ کر رہے ہیں، اس کا آپ کو علم ہی نہیں ہے۔ میں یہاں پر اس ترمیم کے متعلق کہوں گی کہ اگر کوئی میٹروپولیٹن کارپوریشن، میونسپل کارپوریشن، میونسپل کمیٹی یا اب لوکل کونسلز پراپرٹی ٹیکس نہیں لگاتی تو اربن پراپرٹی ٹیکس 1958 کے ایکٹ کے تحت وہاں پر ٹیکس نافذ کر دیا جائے گا۔ ویسے تو پورا پنجاب لوکل گورنمنٹ کے بارے میں غیر فعال ہے، مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ موجودہ حکومت کس چیز سے خوفزدہ ہے، اس کو کس بات کی insecurity ہے۔ ایجوکیشن کے تمام اختیارات، ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹیوں کے تمام اختیارات already ان کے پاس ہیں لیکن اس کے باوجود یہ satisfied نہیں ہو رہے اور مطمئن نہیں ہو رہے۔ اپنی powers منتقل کرنے میں ان کو بہت زیادہ insecurities ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ لوکل گورنمنٹ کی باڈی ابھی تک صحیح طرح سے functional نہیں ہو سکی ہے۔ سارے لوگ ان کی وجوہات جانتے ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے، ان کے اختیارات کیوں منتقل نہیں کرنے دیئے جا رہے۔ تمام لوگ اس کے حقائق سے اچھی طرح سے واقف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت ہمارے setup میں جو problems ہیں جو مسائل ہیں اس کی وجہ سے ہمارے grass roots level تک لوگوں کے مسائل حل نہیں ہو رہے کیونکہ لوکل باڈیز کو functional کیا ہی نہیں جا رہا۔ جس طریقے سے لوکل باڈیز بل میں ترامیم لائی جا رہی ہیں اور جس طرح عجلت، بدنیتی سے اس بل کو لایا گیا ہے تو

اس کا یہی حال ہونا تھا جو آج ہو رہا ہے۔ اس قانون کی زد میں آنے والے افراد کی تعداد کروڑوں کے حساب سے ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس بل کو رائے عامہ کو متداول کرانے کے لئے مشتہر کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: قاضی احمد سعید!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! شکریہ۔ لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب میں ایک بہت بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے اور اس ڈیپارٹمنٹ سے کئی ڈیپارٹمنٹ جنم لیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: معزز ممبران گپ شپ کے لئے لابی میں تشریف لے جائیں، مہربانی کریں، ان کی بات سنیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! اس ڈیپارٹمنٹ کی وجہ سے عوام کو بنیادی سہولتیں میسر ہوتی ہیں، افسوس اس بات کا ہے کہ اس گورنمنٹ نے لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا ترامیم کے ذریعے سے حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ میں اس کی background پر بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ آج سے نو مہینے پہلے، اسی گورنمنٹ نے لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں ترمیم کر کے سپریم کورٹ کے دباؤ پر لوکل باڈیز الیکشن کروائے۔ حالانکہ یہ گورنمنٹ گزشتہ تین سال سے، عوامی نمائندوں کو اختیارات دینے سے گریز کر رہی تھی۔ جب الیکشن ہوئے تو پھر گورنمنٹ کو مشکل پیش آگئی، حالانکہ بہتر تو یہ تھا کہ جن ترامیم کی صورت میں، جس ایکٹ کے تحت لوکل باڈیز کا الیکشن ہوا اس کے تحت مخصوص سیٹوں پر الیکشن ہونے چاہئیں تھے۔ حکومت ایک بار پھر مخصوص سیٹوں کے لئے لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں ترامیم لے آئی۔ وہ اس لئے کہ حکومت چاہتی ہے کہ تخت لاہور کی powers اور خزانے کی کنجی ہمارے پاس رہے، عوام تک اس کے ثمرات نہ پہنچیں۔ مقامی حکومت کو اس کے اختیارات نہ ملیں، لوگوں کی بنیادی سہولیات میسر نہ ہوں اس لئے لوکل باڈیز کے قانون میں ترامیم لا رہے ہیں، اس کے علاوہ الیکشن سے گریز اور کورٹ کا سہارا شامل ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں جو ترمیم حکومت لے آئی ہے یہ بھی ان کے لئے کوئی سود مند ثابت نہیں ہو گی بلکہ ایک فرضی بات ہے۔ اگر حکومت لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں ترامیم کر کے تمام اختیارات عوام تک پہنچاتی، تمام ضروریات عوام تک پہنچاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی ترمیم بہتر ہو سکتی تھی لیکن حکومت لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو بااختیار نہیں بنانا چاہتی۔ لوکل گورنمنٹ مقامی حکومتوں کو اختیارات نہیں دینا چاہتی کیونکہ اگر حکومت ان کو اختیارات دے دے تو پھر تخت لاہور کی خزانے کی کنجی سے، اختیارات کے ذریعے سے رقم اورنج لائن ٹرین پر

خرچ ہو رہی ہے، میٹرو بس پر خرچ ہو رہی ہے تو پھر یہ نہیں ہو سکے گی اور اگر مقامی حکومتوں کے پاس اختیارات چلے جائیں گے تو یہ عوام کے مفاد میں ہو گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ کتنی گوہر افشانی ہو رہی ہے آپ معزز ممبر کی بات کو سننے دیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! یہ بیٹھے بٹھائے، بند کمروں میں ترامیم ہو رہی ہیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ اس بل کی ترامیم کو منظور نہ کیا جائے، اس کو پہلے مشتہر کیا جائے، یہ عوامی مسئلہ ہے، عوام کے مفاد کا معاملہ ہے لہٰذا اس کو پہلے مشتہر کریں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ آیا یہ ترمیم ہمارے مفادات کے لئے ہے یا ہمارا گلا گھونٹنے کے مترادف ہے لہٰذا میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ آپ ترمیم کی مخالفت کرتے ہیں اور ترمیم بھی آپ ہی دے رہے تھے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس پر تو میرے بھائی قاضی صاحب اور بہن نے کوئی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ بات سننے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ اس ترمیم کو مشتہر کرنے کی کس طرح سے ضرورت ہے۔ جب سے یہ آرڈیننس ہوا ہے تب سے یہ پنجاب کی ویب سائٹ پر موجود ہے اور مشتہر ہے اس لئے اسے مزید مشتہر کرنے سے کون سی بہتری آسکتی ہے لیکن قاضی صاحب نے لوکل گورنمنٹ بل کے حوالے سے اور موجودہ حکومت کے الیکشن نہ کروانے کے حوالے سے جو بات کی ہے میں اس کو ضرور respond کرنا چاہوں گا۔ باہر تو ٹھیک ہے کہ جلسوں اور پریس کانفرنسوں میں باتیں ہوتی رہتی ہیں لیکن کم از کم اس ہاؤس میں اتنی بے خبر اور اتنی [*******] نہیں ہونی چاہئے جس کا کوئی سر پیر ہی نہ ہو۔ قاضی صاحب نے فرمایا ہے کہ الیکشن نہیں کروانا چاہتے تھے لیکن سپریم کورٹ کے دباؤ پر کرائے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب 2013 میں سپریم کورٹ سے direction ہوئی تو چاروں صوبوں میں سب سے پہلے لوکل گورنمنٹ ایکٹ اس معزز ایوان اور صوبہ پنجاب نے legislate کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 615 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! یہ بات on record ہے اور اس کے بعد الیکشن کا process سب سے پہلے پنجاب میں شروع ہوا۔ پنجاب میں nomination paper شیڈول کے مطابق file ہوئے اس کے بعد ان کی scrutiny ہوئی اور scrutiny appellate stage پر تھی جب اپوزیشن کی طرف سے ہائی کورٹ میں حلقہ بندی کو چیلنج کیا گیا، 8443 حلقوں میں حلقہ بندی ہوئی اور ٹوٹل 236 کے قریب یعنی 8 ہزار میں سے صرف 236 حلقوں کی حلقہ بندی چیلنج کی گئی۔ صوبہ پنجاب کی طرف سے عدالت میں یہ مؤقف اختیار کیا گیا تھا کہ جناب آٹھ ساڑھے آٹھ ہزار حلقوں کی حلقہ بندی ہوئی ہے اور ان میں 236 حلقوں کو challenge کیا گیا ہے۔ جو challenge کیا گیا ہے آپ اسی طرح سے اسے کر دیں اور آپ ان تمام اپیلوں کو accept کر لیں تاکہ الیکشن کا process نہ رکے اور الیکشن ہو جائے لیکن اس پر پنجاب کے اس مؤقف کو جسے یہ کہتے ہیں کہ حکومت الیکشن کروانا نہیں چاہتی تھی اسے تسلیم نہ کیا گیا اور حلقہ بندی کالعدم قرار دے دی گئی تو اس وجہ سے جو الیکشن 2013 میں ہونے تھے وہ نہ ہو سکے۔ ہم نے لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں special seats، ڈپٹی میئرز اور وائس چیئرمین کی سیٹیں آبادی کی بنیاد پر رکھی تھیں۔ جب وائس چیئرمین، ڈپٹی میئرز اور special seats کا الیکشن شیڈول دیا جانے لگا، جب ہم نے projected آبادی کے حساب سے calculation پیش کی تو الیکشن کمیشن نے کہا کہ نہیں ہم تو اس میں صرف اس آبادی کو لیں گے جو 1998 کی مردم شماری میں آئی ہے۔ وہاں پر ہمارا مؤقف تھا کہ اس کے مقابلے میں اب سولہ سترہ سالوں میں بعض شہر بہت زیادہ پھیل چکے ہیں اس لئے یہ معاملہ اس طرح سے ٹھیک نہیں ہے آپ ہمیں موجودہ projected آبادی پر کرنے دیں لیکن الیکشن کمیشن نے کہا کہ اس میں ہمیں تھوڑا Constitution of legal hindrance ہے اس لئے آپ ان سیٹوں کو law میں ترمیم کر کے بڑھا لیں۔ سندھ حکومت اور پنجاب حکومت یعنی قاضی صاحب کی جماعت کے سعید غنی صاحب میرے ساتھ تھے اور ہم نے جا کر الیکشن کمیشن سے بات کی اور الیکشن کمیشن سے اجازت لینے کے بعد ہم نے یہ ترامیم کیں جن special seats، وائس چیئرمین اور ڈپٹی میئرز کی سیٹیں بڑھائیں۔ اب سندھ حکومت میں پیپلز پارٹی ہمارے ساتھ مل کر الیکشن کمیشن سے بات کر کے یہ ترامیم کر رہی ہے اور سیٹیں بڑھوا رہی ہے لیکن انہوں نے یہاں آ کر ہائی کورٹ میں اسے challenge کر دیا یعنی اُدھر ٹھیک ہے لیکن اُدھر انہوں نے challenge کر دیا ہے۔ اس challenge کی وجہ سے یہ معاملہ سپریم کورٹ تک گیا تو اس پر سپریم کورٹ کی short judgement آ گئی ہے لیکن detailed judgement ابھی نہیں آئی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قاضی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہائی کورٹ میں ان کی جو اپیل pending پڑی ہے اگر یہ صبح withdraw کر لیں تو ہم next تین ہفتوں میں میئر، ڈپٹی میئر، چیئرمین اور وائس چیئرمین کا الیکشن کروا سکتے ہیں۔اب اس detailed judgement کے انتظار میں ان کی اپیل ہائی کورٹ میں pending ہے اس وجہ سے الیکشن delay ہو رہا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کی وضاحت کی جانی ضروری تھی کیونکہ یہ اس طرح سے نہیں ہے جس طرح سے قاضی صاحب نے فرمایا ہے۔ان کی جو ترمیم ہے اس پر انہوں نے خود کوئی بات نہیں کی لہٰذا اسے مشتہر کرنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں کہ میں بات کر سکوں۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے بول تو لیا ہے۔اب آپ نے کیا کرنا ہے؟ بار بار نہیں۔اب نہیں۔

Now, the question is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Community Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th July 2016."

(The motion was lost.)

The second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Muhammad Shoaib Siddique, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Nighat Intisar, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Mr Ahmad Ali khan

Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak and Mr Khurram Shahzad. Who is to move it?

MRS SAADIA SOHAIL RANA: Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Community Development, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2016:-

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Nausheen Hamid, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Community Development, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2016:-

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Nausheen Hamid, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA

5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: opposed جی، محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم نے یہ ترمیم دی ہے کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس کی وجوہات یہ ہیں کہ ابھی آپ کا جو لوکل باڈی، میں لوکل باڈی کہوں گی چونکہ یہ لوکل گورنمنٹ نہیں ہے۔ لوکل باڈی اور لوکل گورنمنٹ میں فرق ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے ایک باڈی روح کے بغیر جسے ہم میت کہتے ہیں اور ایک جیتا جاگتا انسان جس کے اندر روح ہو اور وہ چلتا پھرتا انسان ہو ان دونوں سسٹم میں یہی فرق ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے بے چاری دوسرے پر depend کرتی ہے چونکہ اس کے اپنے ہاتھ میں قوت نہیں ہے کہ وہ ہل جُل سکے۔ آج پاکستان کے لوگ غربت، دہشت گردی، صحت، بد عنوانی، بے روزگاری اور بڑھتی ہوئی آبادی کے مسائل سے دوچار ہیں۔ ان کا لازمی حل یہ ہے کہ ان مسائل کو وہاں کے مقامی لوگ حل کریں کیونکہ ہمیشہ جس حلقے کے مسائل ہوتے ہیں، جس ایریا کے مسائل ہوتے ہیں وہاں کے مقامی لوگ ہی اس کو بہتر طریقے سے جانتے ہیں اور اس پر عملدرآمد کروا سکتے ہیں لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے ستمبر میں الیکشن بھی کروائے اور آج تک ہم انہیں فنکشنل نہیں کر سکے۔ ہماری لوکل باڈی تو ہے لیکن اس کے پاس اختیارات نہیں ہیں اور ہم ابھی تک وائس چیئرمین اور reserve seats پر بھی انتخابات نہیں کروا سکے۔ چلیں اس پر تو رانا صاحب نے بتایا کہ چونکہ ابھی عدالت میں پٹیشنز ہیں اس لئے delay ہے لیکن پورا صوبہ پنجاب کس پر چل رہا ہے؟ آئین پاکستان کے آرٹیکل 140-A کو لیتے ہیں جس میں ہر صوبے پر لازم اور فرض ہے کہ وہ اختیارات کو مقامی سطح پر devolve کرے۔ جیسے مرکز سے اختیارات صوبوں کو منتقل ہوئے اب صوبوں نے اختیارات مقامی سطح پر منتقل کرنے ہیں۔

جناب سپیکر!افسوس کہ پنجاب میں ہم لوکل باڈیز کو فنکشنل نہیں کر سکے اور ابھی تک تو ہم reserve seatsکے فیصلے بھی نہیں کر سکے۔ پنجاب کے حکمران دعویدار ہیں کہ انہوں نے پنجاب میں گڈ گورننس کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم آج تک لوکل باڈیز سسٹم میں خواتین،اقلیتوں اور نوجوانوں کی سیٹوں کے بارے میں یہ defineنہیں کر سکے کہ ان کا وہاں roleکیا ہے؟ان کے کردار کی کسی جگہ پر کوئی وضاحت ہی نہیں ہے لیکن ہم نے سیٹیں رکھ دیں۔ ہم نےdefineکیوں کرنا ہے؟کام تو ان سے ہم نے کچھ کروانا نہیں کیونکہ ہمارے پاس تو فنڈز ہی نہیں ہیں۔ اگر لوگوں نے اپنی فائلیں یا درخواستیں لے کر ایم پی اے یا ایم این اے صاحبان کے پیچھے ہی گھومنا ہے تو پھر ایسی لوکل باڈیز کو ہم نے کیا کرنا ہے؟ پنجاب حکومت نے گڈ گورننس کے نام پر authorities بنانا شروع کر دیں۔ حکومت پنجاب تعلیم کو اتھارٹی کے اندر لے آئی، صفائی،ٹی ایم اے اور ایل ڈی اے کے لئے اتھارٹیز بنادیں۔اسی طرح حکومت پنجاب نےWalled City Authorityبنا کر شاہی قلعہ اس کے حوالے کر دیا۔آثار قدیمہ کے معاملات کو دیکھنے کے لئے جو Board of Directorsہے میں اس کی ممبر ہوں۔

جناب سپیکر!میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ اس بات کو ضرور دھیان سے سُنیں۔ Walled City Authorityنے شاہی قلعہ کو اپنےunderلے لیا۔اب شاہی قلعہ آثار قدیمہ میں سے وہ واحد عمارت ہے جو سب سے زیادہ earnکرتی ہے۔آثار قدیمہ کے لئے کوئی فنڈز نہیں ہوتے جو ان عمارتوں سےearnکیا جاتا ہے وہ انہی کی مرمت اور دیکھ بھال کے لئے لگایا جاتا ہے۔آپ سمجھ لیں کہ شاہی قلعہ آثار قدیمہ کا کماؤپُوت تھا۔کماؤپُوت تو Walled City Authorityلے گئی اور اب باقی عمارات بدحالی کا شکار ہیں۔پہلے تو حکومت اس بات کا جواب دے کہ وہ کس اختیار کے تحت شاہی قلعہ کو Walled City Authorityکےunderلے کر گئی ہے اور سارا پیسا اپنی جیب میں ڈال رہی ہے؟

جناب سپیکر!ہم دہشت گردی کے دور سے گزر رہے ہیں۔جب آپ کی مقامی حکومتیں ہوں گی،مقامی نمائندے ہوں گے اور یونین کونسل کی سطح پر ایکsmall unitہوگا تو آپ ایک watch dogکا کام کر سکتے ہیں۔آپ کو پتا ہوگا کہ خرابی کدھر ہو رہی ہے۔یونین کونسل کی سطح پر ہمارے سکول، ہسپتال، باغات، کھیل کے میدان اور دوسری تمام چیزیں ہونی چاہئیں۔چھوٹے چھوٹے مسائل مقامی سطح پر ہی حل ہونے چاہئیں۔ابھی میں تھوڑی دیر پہلے اپنے حلقہ کے ایم پی اے سے بات کر رہی تھی کہ گٹر سارے بند پڑے ہیں، محکمہ واسا کے ذمہ دار سُنتے نہیں تو کیا کرنا ہے؟اگر لوکل گورنمنٹ کے ادارے

فنکشنل ہوں تو ایک ایم پی اے کو گٹر صاف نہ کروانے پڑیں۔یہی کام یونین کونسل کا چیئرمین کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر! ہم دعوے جتنے مرضی کر لیں لیکن آج ہم ایک کھوکھلے سسٹم پر کھڑے ہیں۔یہ ملک ہم نے رمضان کے مہینے میں حاصل کیا تھا۔آج ہم یہاں کھڑے ہو کر بلند بانگ دعوے تو کرتے ہیں لیکن عملی طور پر کچھ showنہیں کر سکے۔دو دن پہلے جوہر ٹاؤن میں، میرے گھر سے اگلی والی گلی میں دن دہاڑے چور آئے اور واردات کر کے چلے گئے۔کیمرے نے اس کوpicturizeبھی کر لیا لیکن ان کا کوئی سراغ نہیں مل سکا کیونکہ یہاں کوئی لاء اینڈ آرڈر موجود ہی نہیں اور یہاں کوئی سسٹم ہی موجود نہیں ہے کہ جس کے تحت ان کو دیکھا جائے۔پہلے گھریلو جھگڑے، عائلی معاملات یونین کونسل کی سطح پرsolveکر لئے جاتے تھے۔ہمارا عدالتی نظام اتنا delaying system ہے کہ گھریلو معاملات، چھوٹے چھوٹے مقدمات کے فیصلوں میں بھی کئی ماہ لگ جاتے ہیں۔اگر یہ مقامی حکومتیں فنکشنل ہوں تو یہ خاندانی مسائل یونین کونسل کی سطح پر ہی حل کئے جا سکتے ہیں۔اگر آپ واقعی گڈ گورننس کے دعویدار ہیں، اگر آپ نے صوبہ پنجاب اچھے طریقے سے چلانا ہے تو خدا کے لئے محکموں کو اتھارٹیز سے نکالیں اور لوکل گورنمنٹ کو فنکشنل کریں۔مختلف محکموں کے لئے اتھارٹیز بنا کر آپ نے یہshowکر دیا کہ ادارے ناکام ہو گئے ہیں۔آپ حکومت پنجاب پرdoubleخرچہ ڈال رہے ہیں۔آپ لوکل باڈیز، مقامی لوگوں کی حکومت کو مضبوط کریں اور اختیارات دیں تاکہ لوگوں کے مسائل مقامی سطح پر حل ہو سکیں۔

جناب سپیکر! آپ گڈ گورننس کے دعویدار بنتے ہیں تو آپ اس دعوے کوproveبھی کریں۔ اگر آپ اچھا کام کریں گے تو میں اس کوappreciateکروں گی۔حسب روایت شعر کے بغیر تو میری تقریرcompleteہوتی نہیں تو میں اپنی تقریر کا اختتام شعر کے ساتھ کروں گی۔

مجھے زندہ نہیں رہنا کتابوں میں نصابوں میں
صدائے وقت ہوں انسان کو بیدار کرنا ہے

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں رانا ثناء اللہ صاحب کی اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں، انہوں نے بڑی معصومیت سے کہہ دیا کہ حکومت تو بلدیاتی الیکشن

کرانے کے لئے بیتاب تھی لیکن اپوزیشن کی petition کی وجہ سے ہم الیکشن نہیں کروا سکے۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ پچھلے پانچ سالوں میں کہاں تھے اور پچھلے پانچ سال آپ کیوں چُپ بیٹھے رہے؟ پچھلے پانچ سالوں میں آپ کی ہمت نہیں ہوئی کہ اختیارات گراس روٹ لیول پر منتقل کر دیں۔ اس کے بعد جان بوجھ کر اور بے ایمانی کے تحت ایسا بلدیاتی ایکٹ بنایا گیا کہ اپوزیشن مجبور ہو کر عدالتوں میں جائے۔ آئین کے آرٹیکل 140-A کی منشا کیا ہے اور اس آرٹیکل میں کیا لکھا ہے؟---

جناب سپیکر: عارف عباسی صاحب! آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! تین سال گزر چکے لیکن یہ مقامی حکومتوں کو فنکشنل نہیں کر سکے۔ یہ جان بوجھ کر مقامی حکومتوں کو empower نہیں کر رہے کیونکہ ان کے دلوں میں بے ایمانی ہے۔ یہ نہیں چاہتے کہ مقامی حکومتوں کے ذریعے عام آدمی کو اختیارات ملیں۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب کہتی ہے کہ دیہی علاقوں میں بھی پراپرٹی ٹیکس لگائیں۔ اوہ جناب! ہم کیوں پراپرٹی ٹیکس دیں؟ ٹیکس اس وقت دیئے جاتے ہیں جب ٹیکس کے بدلے عوام کو سہولتیں ملیں---

جناب سپیکر: عباسی صاحب! ٹیکس کی بات تو ختم ہوئی۔ اب آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کیا ہم اس لئے ٹیکس دیں کہ حکمران جا کر دبئی میں ٹاور خریدیں، حکمران ان پیسوں سے پراپرٹی خریدیں اور ہمارے ٹیکسوں کی کمائی سے عیاشی کریں؟ یہ وہ بدنصیب قوم ہے کہ جس کو ٹیکس در ٹیکس کے چکر میں جکڑ دیا گیا ہے۔ ایک شخص جب تنخواہ لیتا ہے تو اس میں انکم ٹیکس کاٹ لیا جاتا ہے---

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔ آپ نے یہ کیا شروع کر دیا ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں ترمیم پر ہی بات کر رہا ہوں اور کیا میں کوئی گانا گا رہا ہوں؟ جب ایک شخص تنخواہ لیتا ہے تو اس میں سے انکم ٹیکس کاٹ لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ اس سے پروفیشنل ٹیکس، وہیکل ٹیکس اور پراپرٹی ٹیکس بھی لیتے ہیں۔ ایک غریب آدمی جس کی چودہ ہزار روپے ماہانہ تنخواہ ہے اور دوسرا امیر شخص جو دس یا بیس ہزار روپے روزانہ کماتا ہے---

جناب سپیکر: میں نے پہلے بھی آپ سے کہا ہے کہ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ ٹیکس لگا رہے ہیں تو میں اسی کی وضاحت کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! وہ ٹیکس والا معاملہ تو ختم ہو گیا۔ وہ فنانس بل تو پاس ہو گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ چودہ ہزار تنخواہ لینے والا غریب آدمی بھی ٹیکس دے رہا ہے اور ایک امیر آدمی، لاکھوں روپے ماہانہ کمانے والا بھی وہی ٹیکس دے رہا ہے۔ آپ یہ ناانصافی اور ظلم اس قوم پر کیوں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ غنڈہ ٹیکس لگانے جا رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"گو عمران گو" کی نعرے بازی)
اس مرحلہ پر جواباً معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: .Order please. Order in the House خاموشی اختیار کریں۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! حکمرانوں کو پتا نہیں ہے کہ لوگوں کے حالات کیا ہیں اور عام آدمی کس طرح زندہ رہ رہا ہے؟ لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں۔ خدا کے لئے اس غریب عوام پر ترس کھاؤ۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ خاموشی اختیار کریں۔ .Order please, order please

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! دیہی علاقوں میں ٹیکس اس لئے نہیں ہونے چاہئیں کہ کیا وہاں پر ڈسپنسریوں میں دوائیاں ہیں، کیا وہاں پر sewerage ہے یا زندگی کی بنیادی ضروریات وہاں پر لوگوں کو available ہیں؟ ہم نے جو ترمیم دی ہے اس کو کمیٹی کے حوالے کریں وہ اس پر غور کرے اور ان چیزوں کو دیکھے کیونکہ یہ قوم آپ کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سٹینڈنگ کمیٹی نے اس بل پر غور و خوض کے بعد clear کر کے ہاؤس میں بھیجا ہے تو ان معزز ممبران کا کہنا ہے کہ اُس پر ایک اور سپیشل کمیٹی بنا دی

جائے تو ان معزز ممبران نے سارا کچھ کہا ہے لیکن اس ترمیم کے متعلق کچھ نہیں کہا لہٰذا اس کو reject کیا جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Community Development, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2016."

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Nausheen Hamid, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it.

The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah- ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Muhammad Shoaib Siddique, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Nighat Intisar, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak and Mr Khurram Shahzad. Any mover may move it.

MS NABILA HAKIM ALI KHAN: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of Section 116 of the Principal Act, the words "situated within radius of eight kilometers outside the limits of a Metropolitan Corporation, a Municipal Corporation or a Municipal Committee" be inserted between the word "Council" and "with".

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of Section 116 of the Principal Act, the words "situated within radius of eight kilometers outside the limits of a Metropolitan Corporation, a Municipal Corporation or a Municipal Committee" be inserted between the word "Council" and "with".

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سمجھتی ہوں کہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک ترمیم آئی ہے جو کہ بہت ہی اچھی بات ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ٹیکس بڑھانے کے حوالے سے مزید یونین کونسلوں کو شہری area میں شامل کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے لیکن اس میں میری ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ ہم جب ایک rural یونین کونسل کو شہری یونین کونسل کی طرح سے treat کریں گے تو اُس میں ہمیں کیا چیزیں دیکھنے کی ضرورت ہے اور میں نے یہ ترمیم اس لئے دی ہے کہ اُس کا ایک معیار بن سکے۔ میٹروپولیٹن کارپوریشن ہے یا میونسپل کمیٹی ہے تو ہم اُس کی limits میں کسی حد تک جا سکتے ہیں کہ ہم ایک rural یونین کونسل کو urban یونین کونسل treat کر سکیں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ہی important ہے اگر اس پر یہاں پر موجود ministers بھی غور کر لیں تو اس سے ہم اپنے لوکل گورنمنٹ سسٹم کے اندر ایک بہتر صورتحال پیدا کر سکیں گے۔ جو یونین کونسلیں شہر کے ساتھ لگتی ہیں لیکن اُن تک وہ ثمرات نہیں پہنچتے جو ثمرات شہری یونین کونسلوں کو پہنچتے ہیں اس لئے میں نے یہ کہا ہے کہ اس کا دائرہ کار urban limits سے ایک کلومیٹر تک لے کر جایا جائے کیونکہ ہمارے یہاں بہت سی ایسی یونین کونسلیں ہیں جو شہر کے ارد گرد واقع ہیں لیکن اُن کو وہ سہولیات میسر نہیں ہیں جو شہری یونین کونسلوں کو ہیں اور جو یونین کونسلیں شہر سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں اُن کو ہم اس طرح سے لے لیں تو وہ یونین کونسلیں بہتر perform کر سکیں گی۔ مجھے پنجاب حکومت کی یہ نیت نظر آ رہی ہے کہ جن دیہاتی یونین کونسلوں کی characteristics شہری یونین کونسل کے ساتھ ملتے ہیں تو اُس پر اُسی طرح سے پراپرٹی ٹیکس لگایا جائے جیسے شہری یونین کونسلوں کے اندر پراپرٹی ٹیکس لگتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ صرف اس چیز کو بنیاد بنا کر کسی یونین کونسل کو اس لئے شہری یونین کونسل treat نہ کیا جائے کہ اُن دیہاتیوں سے ایک heavy tax وصول کر سکیں۔ ہم یہاں پر ہاؤس کے اندر بہت ساری بحث کر چکے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ چاہے ہم اس طرف کے بنچوں پر بیٹھے ہیں یا اُس طرف کے بنچوں پر بیٹھے ہیں اس بات سے کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ ٹیکس کے لئے جو measures لئے جا رہے ہیں اُس کو پنجاب حکومت justify نہیں کر پا رہی ہے اس لئے اگر ہم شہری یونین کونسلوں کو پنجاب حکومت کی ترمیم کے معیار کو رکھ لیں کہ شہر کے ارد گرد ایک کلومیٹر تک کی یونین کونسلوں کو اس میں شامل کریں گے تو اس سے ہمارے شہر وسیع بھی ہوں گے اور اس طرح سے وہ areas جو بالکل ignore ہو چکے ہیں ان میں بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ شہری علاقوں میں بھی یونین کونسلوں کے اندر بہت سارےproblemsہیں کسی کو پینے کا صاف پانی نہیں مل رہا ہے، بجلی، سوئی گیس وغیرہ کے بہت سارے مسائل ہیں لیکن اگر آج حکومت کی اس ترمیم کوas it isلے لیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس ترمیم میں بہت زیادہflawsہیں کہ اُس کےcriterion featuresکیا ہوں گے، کیا صرف آبادی کو بنیاد بنا کر ہم اُس یونین کونسل کو شہری یونین کونسلdeclareکریں گے یا اُس کے حدود اربعہ کو لیں گے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس سے بہت ساری ایسی چیزیں آ جائیں گی جو کل کو ہمارے لئےproblems createکر سکتی ہیں اس لئے اس چیز کو ابھی سے دیکھ لیا جائے اور اگر پنجاب حکومت صرف اور صرف دعوے نہیں کرنا چاہتی بلکہ اچھاperformکرنا چاہتی ہے تو اس ترمیم کوacceptکیا جائے اور اس کا دائرہ کار ایک کلومیٹر تک کر دیا جائے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم نے جو ترمیم دی ہے کہ 8 کلومیٹر کے ایریا میں ٹیکس لاگو کیا جائے تو ہم پہلے ہی اس ٹیکس کے قطعی خلاف ہیں۔ اس میں بہت سارے سوالات ہیں کہ کون سی یونین کونسل میں وہ سہولیات ہیں جو شہر یا میونسپل کمیٹی کی یونین کونسل میں ہیں۔ اس کا فیصلہ کون کرے گا؟ کہ اس یونین کونسل میں ٹیکس لگانا ہے، اس میں نہیں لگانا، اس میں کون کون سی سہولیات ہیں اور کون سی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت کی جو اتھارٹی ٹیکس وصول کرتی ہے اس کی جو مشینری ہے وہ انتہائی کرپٹ ہے۔ یہ عوام پر علیحدہ بوجھ ڈالا جائے گا اور اس سے کرپشن پھیلے گی۔ دیہی علاقوں کے لوگ جس حال میں ہیں اور جس طرح وہ رہتے ہیں وہ ہم سے چھپا ہوا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میںarea defineکیا جانا چاہئے اور اس میں آپ ایک معیار بنائیں تاکہconfirmہو کہ کون سی یونین کونسل میں کیا کیا چیزیں ہوں گی تو اس پر یہ ٹیکس لگانا ہے۔ یہ وہاں پر صرف نوکر شاہی کو چھوڑ دیں گے، پراپرٹی ٹیکس کلکٹر کو چھوڑ دیں گے تو کرپشن کے نئے دروازے بلکہ بہت بڑا گیٹ کھل جائے گا جو کہ ہماری دیہی عوام کے لئے پریشانی کا باعث بنے گا کیونکہ پہلے ہی وہاں ہماراliteracy rateکم ہے۔ شہر کے لوگ تو وکیل کر لیتے ہیں اور انہوں نے اپنے ٹیکس کے معاملات دیکھنے کے لئے وکیل رکھے ہوتے ہیں دیہاتی بے چاروں کو تو نہیں پتا ہوتا خصوصی طور پر ہمارا جو علاقہ ہے جو بہت غریب اور پسماندہ ہے۔ اس سے ہمارے لوگوں کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہو گا اس

لئے میں سمجھتا ہوں کہ پہلے تو یہ ہونا ہی نہیں چاہئے اگر ہو تو اس کا کوئی نہ کوئی معیار ہونا چاہئے جس سے کرپشن میں اضافہ نہ ہو بلکہ حکمرانوں کی عیاشی کے لئے ٹیکس میں اگر اضافہ ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن ٹیکس کے ساتھ ساتھ کرپشن میں اضافہ نہیں ہونا چاہئے اور اس کے لئے قواعد و ضوابط ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ترمیم کے ذریعے سے جس طرح میٹروپولیٹن، میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کمیٹی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ پراپرٹی ٹیکس وصول کر سکتی ہیں۔ یہ پراپرٹی ٹیکس ایسا ٹیکس ہے جو جس یونین کونسل، جس کارپوریشن یا میونسپل کمیٹی کی حدود سے اکٹھا ہو گا اسی کو واپس استعمال کے لئے دیا جائے گا۔ یہ ترمیم اس لئے ہے کہ ان یونین کونسلوں کو جیسے اب ایسے گاؤں ہیں جنہیں ہم عرف عام میں قصبہ کہتے ہیں اور جن کی آبادی سات آٹھ ہزار سے اوپر ہے تو ان کو یہ اختیار دیا جائے کہ اگر اس یونین کونسل کا جو منتخب ہاؤس ہے وہ اس بات کا فیصلہ کرے اور گورنمنٹ کو recommend کرے کہ ان کو وہاں پر یہ اختیار دے دیا جائے تو اس سے جو وسائل اکٹھے ہوں گے اور ٹیکس اکٹھا ہو گا اس سے وہ یونین کونسل اپنی مرضی سے اپنے گاؤں یا قصبے میں واٹر سپلائی، سیوریج اور ایسی سہولیات کے لئے اس رقم کو خرچ کر سکے گی۔ انہوں نے اس idea کو تو oppose نہیں کیا لیکن یہ کہتے ہیں کہ جو کسی میونسپل کارپوریشن سے آٹھ کلومیٹر کے اندر اندر کوئی چیز ہو تو اسے تو یہ اختیار دیں لیکن اگر کوئی ساڑھے آٹھ کلومیٹر پر ہو تو اسے نہ دیں۔ اس کی کوئی logic نہیں ہے اس لئے اس ترمیم کو مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of Section 116 of the Principal Act, the words "situated within radius of eight kilometers outside the limits of a Metropolitan Corporation, a Municipal Corporation or a Municipal Committee" be inserted between the word "Council" and "with".

(The motion was lost.)

The second amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

> That in Clause 2 of the Bill, the following proviso be added at the end of proposed sub-section (3) of Section 116 of the Principal Act:
>
> "Provided that the property tax so levied shall stand replaced on the determination of rates by the Metropolitan Corporation, Municipal Corporation, a Municipal Committee or a Rural Union Council."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 2 of the Bill, the following proviso be added at the end of proposed sub-section (3) of Section 116 of the Principal Act:
>
> Provided that the property tax so levied shall stand replaced on the determination of rates by the Metropolitan Corporation, Municipal Corporation, a Municipal Committee or a Rural Union Council."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہماری ترمیم یہ ہے کہ اگر کوئی میٹروپولیٹن کارپوریشن یا میونسپل کارپوریشن یا میونسپل کمیٹی یا لوکل کونسل پراپرٹی ٹیکس rate لاگو نہیں ہوتے تو وہاں پر پنجاب پراپرٹی

ایکٹ 1958 کے تحت ٹیکس لگا دیا جاتا ہے۔ اس کو اس بات سے مشروط کر دیا جائے کیونکہ جب کوئی کارپوریشن یا لوکل کونسل اپنے پراپرٹی rate کا تعین کر لے تو وہ 1958 کے قانون کے تحت نافذ کر دے یہ اس لئے ضروری ہے کہ کوئی بھی کارپوریشن یا لوکل کونسل کو اختیار ہونا چاہئے کہ وہ اپنے معروضی حالات کے مطابق پراپرٹی ٹیکس لگائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ قاضی احمد سعید!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں بی بی کی اس ترمیم سے اتفاق کرتا ہوں۔ میرے لئے رانا ثناء اللہ خان صاحب صوبائی وزیر قانون قابل احترام ہیں۔ میں ان کو آپ کے توسط سے جواب دینا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ ترمیم پر بات کر رہے ہیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں ترمیم پر آ رہا ہوں۔ یہاں بات وہی کرنی چاہئے جس کا ذائقہ میٹھا ہو۔ بعض اوقات گفتگو کے دوران رانا صاحب ایسی بات کر جاتے ہیں جس سے دیگر ممبران کی دل آزاری ہوتی ہے۔ یہ اپنی تقریر میں ایک لفظ کہہ گئے شاید آپ غور سے سنتے تو اسے حذف کرا دیتے۔ آپ نے غور نہیں کیا بہر حال۔۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! کون سا لفظ ہے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! انہوں نے میری تقریر پر [******] کہا۔

جناب سپیکر: جی، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! اگر یہ نہ ہوتا تو پھر میں کچھ اور کہتا۔

جناب سپیکر: آپ ترمیم پر بات کریں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ اگر یہ الفاظ کارروائی سے حذف نہ ہوتے تو پھر میں جواب دیتا۔ انہوں نے فرمایا کہ پاکستان پیپلز پارٹی اپنی پٹیشن واپس لے لے تو ہم کل انتخابات کرانے کے لئے تیار ہیں۔ میرا یہ مقصد نہیں ہے بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ حکومت litigation میں جا رہی ہے، حکومت کی کوشش ہے کہ الیکشن نہ ہوں، مقامی حکومتوں کو اختیارات نہ ملیں اور لوکل باڈیز کے حوالے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس ایکٹ کے تحت بلدیاتی الیکشن ہوا ہمارا مقصد یہ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہے کہ اسی ایکٹ کے تحت مخصوص سیٹوں کا الیکشن ہو اور یہ اختتام پذیر ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ پہلے فیز کا الیکشن ہو جائے اور جب مخصوص سیٹوں کا الیکشن ہو تو آپ کہیں کہ show of hands کے تحت الیکشن کرائیں۔ یہ طریق کار ممبران کے مفادات کے پیش نظر ان کی خریداری سمجھ لیں یا دباؤ سمجھ لیں کہ اس کے تحت ممبران کو ہم اپنے ساتھ ملائیں گے اور الیکشن مکمل کریں اور اپنے بندوں کو جتوائیں، اپنے میئر اور چیئرمین یونین کونسل بنائیں۔

جناب سپیکر! ہم نے اس دھاندلی کو روکنے کے لئے پٹیشن دائر کی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ اپنے جواب واپس لے لیں اور کل الیکشن کرا دیں جس ترمیم اور جس قانون کے تحت انہوں نے بلدیاتی الیکشن پنجاب میں کرایا ہے اس کے تحت یہ بلدیاتی الیکشن کو wind up کرائیں۔ ہم ان کی اس بات پر ان کو appreciate کریں گے اور داد دیں گے۔ اگر یہ کورٹ میں اس بات پر لگے رہے کہ show of hands ہو۔ اگر ایسا ہوا تو ہم کہیں گے کہ یہ دھاندلی ہے اگر یہ litigation میں جائیں گے تو ہم یہی سمجھیں گے کہ یہ اختیارات کی منتقلی نہیں چاہتے اور یہ چاہتے ہیں کہ تمام خزانہ اورنج لائن ٹرین، میٹرو اور لاہور پر ہی خرچ ہو اور جنوبی پنجاب اس سے محروم رہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے بھی اور قاضی صاحب نے خیر ترمیم پر تو اتنی زیادہ بات نہیں کی۔ قاضی صاحب نے جو بات کی ہے تو میں نے یہی عرض کیا تھا کہ آپ یہ فرما رہے ہیں کہ اس دھاندلی کو روکنے کے لئے جو show of hands کے ذریعے ہونی تھی ہم نے پٹیشن دائر کی ہے یعنی وہ دھاندلی جو ہے وہ پیپلز پارٹی کو آپ کی جماعت کو کراچی سے لے کر سکھر روہڑی تک منظور ہے اور جونہی پنجاب میں داخل ہوتی ہے تو یہاں پر وہ دھاندلی بن جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں نے یہی عرض کیا تھا کہ آپ کی جماعت اور آپ کے اکابرین نے ہمارے ساتھ بیٹھ کر یہ طے کر کے الیکشن کمیشن سے بات کرنے کے بعد ترامیم کی تھیں لیکن بعد میں پھر آپ اس کو petition میں لے گئے۔ یہ جو انہوں نے ترمیم دی ہے تو یہ جو Clause 116 sub-Clause 2 ہے اس کی موجودگی میں اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ چیز already law میں cover ہے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in Clause 2 of the Bill, the following proviso be added at the end of proposed sub-section (3) of Section 116 of the Principal Act:

"Provided that the property tax so levied shall stand replaced on the determination of rates by the Metropolitan Corporation, Municipal Corporation, a Municipal Committee or a Rural Union Council."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration .Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016 be passed."

Now, the question is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: ماشاء اللہ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اور آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 28۔جون 2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ کل ضمنی بجٹ پر بحث ہو گی تو جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔ شکریہ

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

منگل،28۔جون2016

(یوم الثلاثہ،22۔رمضان المبارک1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22:شمارہ 10

621

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ28۔ جون2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 پر عام بحث"

623

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

منگل، 28۔ جون 2016

(یوم الثلاثہ، 22۔ رمضان المبارک 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 46 منٹ پر زیر صدارت **جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔**

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ
يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا
كَبِيْرًا ﴿۹﴾ وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾ وَ يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ
بِالْخَيْرِ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾ وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ
النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰيَةَ الَّيْلِ وَ جَعَلْنَاۤ اٰيَةَ النَّهَارِ
مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ
السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾
وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ
الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾

سورۃ بنیٓ اسرآئیل آیات 9 تا 14

یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لئے اجر عظیم ہے (9) اور یہ بھی (بتاتا ہے) کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لئے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے (10) اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اسی طرح برائی مانگتا ہے اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے (11) اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی) روزی تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز کی (بخوبی) تفصیل کر دی ہے (12) اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا (13) (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے (14)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے محمد نام ایسا ہے
نگر اجڑے بساتا ہے محمد نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خدا سے بھی ملاتا ہے محمد نام ایسا ہے
محبت کے کنول کھلتے ہیں ان کو یاد کرنے سے
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے محمد نام ایسا ہے

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے تو پہلی تحریک استحقاق نمبر29/16جناب شہزاد منشی کی ہے۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میں ان کی بات سن لوں۔پوائنٹ آف آرڈر سے ذرا پرہیز کیا جائے۔آپ کی بڑی مہربانی اگر کوئی ضروری بات ہے تو وہ کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! معاملہ کچھ اس طرح سے ہے کہ ہمارے سرگودھا شہر میں تھانہ سٹی کے آس پاس63دکانوں کا1992میں پولیس سے ایکagreementہوا اور تین سال بعد10فیصد کرایہ بڑھانے کے لئے اُن کے ساتھ ایکagreementطے پا گیا۔ایک لاکھ روپیہ نقد دینے کے بعد انہوں نے وہ دکانیں جن جن کے نام تھیں اُن کو تعمیر کروایا۔ اُس کے بعد2015میں بشارت صاحب ڈی پی او سرگودھا نے اس کا کرایہ100فیصد بڑھانے کے بعد اس کا سالانہ10فیصد اضافی کرایہ بڑھانے کاagreementکر لیا۔اب ایک سال کے بعد موجودہ ڈی پی او کے آنے کے بعد انہوں نے سب دکانداروں کو بُلا لیا اور حکم صادر کیا کہ اس کا کرایہ300فیصد بڑھایا جائے گا تو دکانداروں نے کہا کہ ابھی ایک سال پہلے100فیصد کرایہ بڑھایا گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اسissueپر کوئی چیز لکھ کر لائیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں اس پر آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس کے لئے کوئی تحریر لکھ کر لائیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! تاجروں کے اوپر تین جھوٹے پرچے کئے گئے ہیں تاجروں سے زیادتی کی گئی ہے ہم ڈی پی او سے بھی ملے ہیں، ہم آر پی او سے بھی ملے ہیں یہ سکھا شاہی ہے کہ میرے شہر کے تاجروں کے خلاف جھوٹے پرچے کئے جائیں۔اس معاملہ کو مجلس استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو زیادتی ہوئی ہے اُس کا ازالہ کیا جائے۔اس سے پہلے میں آئی جی صاحب سے بھی بات کر چکا ہوں، وزیر قانون رانا ثناء اللہ سے بھی بات ہو چکی ہے، یہ شہر میں زیادتی ہے تین جھوٹے پرچے ڈی پی او نے دیئے ہیں یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی آپ اسے تحریر میں لائیں۔آپ کا شکریہ۔جی، جناب شہزاد منشی اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

اے ایم ایس چلڈرن ہسپتال لاہور کا معزز ممبر اسمبلی سے نامناسب روّیہ

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 21۔جون 2016 بروز منگل دوپہر تقریباً2 بج کر 15 منٹ پر میں نے چلڈرن ہسپتال کے اے ایم ایس ڈاکٹر حسن رضا سے فون پر بات کی۔ دوران گفتگو ان کا روّیہ میرے ساتھ اچھا نہ تھا۔انہوں نے کہا چل چل جلدی جلدی گل کر جیڑی کرنی اے۔مسئلہ یہ تھا کہ میں ایک عوامی نمائندہ ہوں اور بروز ہفتہ 18۔جون 2016 کو تین سینٹری ورکرز پر الزام عائد ہوا کہ وہ دوران ڈیوٹی شراب پی رہے تھے۔ بغیر میڈیکل ثبوت ان پر چلڈرن ہسپتال کی پولیس چوکی میں جسمانی تشدد کیا گیا جبکہ وہ ہسپتال ہے وہاں پر وہ ٹیسٹ بھی کر سکتے تھے اور زبردستی کورے کاغذ پر انگوٹھوں کے نشان لگوا کر نصیر آباد چوکی بھیجا گیا وہاں پر بھی اُن پر تشدد کیا گیا اور ان بچوں کے والدین سے ڈاکٹر صاحب نے اپنے پاؤں کو ہاتھ لگوا کر پولیس سٹیشن سے فارغ کروایا۔اس سارے واقعہ کی تصدیق کے لئے جب میں نے ڈاکٹر حسن رضا سے رابطہ کیا تو ان کا روّیہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ میں ان کا مجرم ہوں، بغیر میرے سوال کے جواب دیئے اور یہ کہہ دیا کہ ایم ڈی سے رابطہ کریں اور فون بند کر دیا۔ڈاکٹر صاحب کے اس روّیہ کی وجہ سے میں نے دوبارہ کال کی جو انہوں نے نہ اٹھائی۔ میں نے تیسری بار کال کی تو انہوں نے کال اُٹھائی اور ناروا طریقہ سے گفتگو کرتے ہوئے اور ایک عوامی نمائندہ کی توہین اور استحقاق کو مجروح کرتے ہوئے فون بند کر دیا لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ نے تحریک استحقاق پڑھ دی ٹھیک ہے لیکن ابھی ہیلتھ کے پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں ہیں تو اس تحریک استحقاق کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: اب یہ رپورٹس ہیں۔ رانا محمد افضل مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودات قانون (ترمیم) امن عامہ کا قیام پنجاب 2016 اور دہشت گردی کے متاثرین شہری (ریلیف و بحالی) پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

رانا محمد افضل: جناب سپیکر! میں

1. The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 2016 (Bill No.16 of 2016) and
2. The Punjab Civilian Victims of Terrorism (Relief and Rehabilitation) Bill 2016 (Bill No.18 of 2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جی، اب چودھری محمد اقبال تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق برائے سال14-2013اور16-2015کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد اقبال:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر12بابت سال2013،تحاریک استحقاق نمبر20,31بابت سال2014،تحاریک استحقاق نمبر5,12,14,17,18,19,20,22اور27 بابت سال2015،تحاریک استحقاق نمبر2,3,5,6,7,8,9,10,11,12,14, 15,16,17,18اور19بابت سال2016کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر12بابت سال2013،تحاریک استحقاق نمبر20,31بابت سال2014،تحاریک استحقاق نمبر5,12,14,17,18,19,20,22اور27 بابت سال2015،تحاریک استحقاق نمبر2,3,5,6,7,8,9,10,11,12,14, 15,16,17,18اور19بابت سال2016کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر12بابت سال2013،تحاریک استحقاق نمبر20,31بابت سال2014،تحاریک استحقاق نمبر5,12,14,17,18,19,20,22اور27 بابت سال2015،تحاریک استحقاق نمبر2,3,5,6,7,8,9,10,11,12,14, 15,16,17,18اور19بابت سال2016کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر:یہ توسیع تو کر دی گئی ہے لیکن چودھری صاحب!اس کو ذرا expedite کروائیں۔

چودھری محمد اقبال:جی،بہتر جناب!

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: چودھری محمد اقبال تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحاریک استحقاق نمبر 125 بابت سال 2015 اور نمبر 4 بابت سال 2016 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں

"تحاریک استحقاق نمبر 1,25 بابت سال 2015 اور 4 بابت سال 2016 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، اب جناب ذوالفقار غوری مجلس قائمہ برائے لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودات قانون (دوسری ترمیم) اینیمل سلاٹر کنٹرول 2016 اور پنجاب پولٹری پروڈکشن 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں

1. The Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016 (Bill No.22 of 2016); and
2. The Punjab Poultry Production Bill 2016 (Bill No. 24 of 2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 پر عام بحث

جناب سپیکر: جی، اب ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کیا جاتا ہے آخر میں محترمہ وزیر خزانہ wind up کریں گی۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے جناب محمد شعیب صدیقی ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد شعیب صدیقی!

جناب محمد شعیب صدیقی: نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب سپیکر! مجھے آج ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ حکومت خادم اعلیٰ کی گڈ گورننس کا نمونہ کہلاتی ہے جیسے پورا سال بجٹ دیا جاتا ہے اور ان کی گڈ گورننس کی کیا بات ہے کہ ان کے اپنے تابع ادارے اور ان کے اپنے سیکرٹریٹ کے لئے بجٹ رکھا گیا وہ خرچ کرنے کے بعد اب پھر ضمنی بجٹ مانگ رہے ہیں۔ اس کے اندر چاہے وزیر اعلیٰ کے دورے ہوں، چاہے ان کے افسر شاہی کے بیرون ملک کے دورے ہوں، چاہے ان کے علاج ہوں اور سب سے بڑی بات کہ خادم اعلیٰ اپنے دور میں مینار پاکستان میں بیٹھ کر جو بڑی اچھی فلم چلاتے تھے، ہاتھ میں پنکھا پکڑ کر تمام بیوروکریسی کو مینار پاکستان میں بٹھا کر لوڈشیڈنگ کے خلاف احتجاج کرتے تھے کہ ملک کے اندر لوڈشیڈنگ ہو گئی ہے اور عوام مر رہی ہے۔ اسی ایوان کے اندر انہوں نے اپنی گڈ گورننس کی کیا مثال دی وہ کہتے ہیں کہ میرے دور حکومت میں کہیں مظاہرے نہیں ہو رہے ہیں، لوڈشیڈنگ کے خلاف لوگ باہر نہیں آ رہے ہیں۔ شاید وزیر اعلیٰ کے ارد گرد ان کے حواری ہیں، حکومتی نمائندے اور افسر شاہی انہیں یہ نہیں بتاتی کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی بجٹ پر آئیں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ کی ہی بات کر رہا ہوں۔ میں آپ کو اس ضمنی بجٹ کے حوالے سے ہی بتا دیتا ہوں کہ اس ضمنی بجٹ میں ہی صفحہ نمبر 292 پر ماڈل ٹاؤن ہاؤس جو ان کا اپنا گھر ہے، یہ بڑا واویلا کرتے تھے کہ مشرف دور میں اس پر قبضہ کر لیا، ہمیں گھر سے بے گھر کر دیا۔ ان

کی افسر شاہی کا یہ دور ہے کہ اپنے گھر کے لئے 84 لاکھ روپے کا جنریٹر بھی حکومت کے پیسوں سے لیا گیا۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

جناب سپیکر! یہ میں بجٹ کی بات کر رہا ہوں، یہ میں ان پنکھوں کی بات کر رہا ہوں جو مینار پاکستان میں بیٹھ کر جھولا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ حکومت کچھ نہیں کر رہی ہے۔ جب ان کی حکومت آئی تو کیا یہ اپنے گھر کے لئے ایک جنریٹر تک نہیں لے سکتے؟ 25۔ جون کو سماء ٹی وی نے ایک خبر نشر کی کہ وزیر اعلیٰ اور ان کی افسر شاہی بیرونی دورے کر رہے ہیں اور یہ بھی اسی ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 32 پر ہے کہ وزیر اعلیٰ اپنے دورے کے اخراجات بھی پنجاب حکومت سے لیتے ہیں۔ یہ تو انڈیا تک بھی گورنمنٹ کے پیسوں سے جاتے ہیں، چائنا بھی حکومت کے پیسوں سے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ ہم پاک چائنا راہداری پر معاہدہ کرنے کے لئے جا رہے ہیں یہ اپنے شاہی اخراجات کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ اگر وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کو دیکھیں تو اس لئے 15-2014 میں 21 کروڑ 99 لاکھ روپے رکھے گئے اور انہوں نے یہ 45 کروڑ روپیہ خرچ کر دیا۔ کیا انہیں پتا نہیں تھا کہ ہم نے اس وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ پر جو خرچہ کرنا ہے وہ کتنا ہوگا؟ 16-2015 میں 34 کروڑ 42 لاکھ روپے رکھے گئے اور 57 کروڑ 24 لاکھ روپے خرچ کر دیا۔ وزیر اعلیٰ ہاؤس کے اندر وہ کون سے ایسے خرچے ہیں کہ جب ADP بنتا ہے تو انہیں پتا ہی نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: وزیر اعلیٰ صاحب اس کا ذکر پہلے کر چکے ہیں۔ اب مہربانی کریں اور ایسے نہ کریں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! میں وہ بات کر رہا ہوں جو ضمنی بجٹ میں ہے اور میں تو آپ کو ان صفحات کا حوالے بھی دے رہا ہوں جو انہوں نے بیرون ملک دورے کئے ہیں۔ اس کے بعد خزانے سے بندر بانٹ کی بات ہوتی ہے ضمنی بجٹ میں یہ صفحہ نمبر 33 سے 36 تک ہے۔ پنجاب حکومت نے اپنا ایڈووکیٹ جنرل بنایا ہے اس کی تنخواہ مقرر ہے، اس کا دفتر مقرر ہے مگر اسے پھر بھی حکومتی خزانہ سے نوازا جا رہا ہے اور اس کو مزید پیسے دیئے جا رہے ہیں جو 75 لاکھ 27 لاکھ 12 لاکھ 96 ہزار روپے ہیں۔ کیا اس لئے ضمنی بجٹ رکھا گیا ہے کہ ہم حکومتی پیسوں کو جو عوام کے ٹیکسوں سے اکٹھا کیا گیا ہے اسے بے دردی کے ساتھ اڑا دیا جائے؟ کیوں ضمنی بجٹ پیش کرنے کی نوبت آتی ہے؟ جب ہم ADP میں پیسے مختص کرتے ہیں وہ ترقیاتی سکیموں پر چاہے وہ ہیلتھ ہو، چاہے ایجوکیشن ہو، چاہے لاء اینڈ آرڈر ہو اس پر خرچ نہیں کرتے۔ ان کا یہ حال ہے کہ ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 294 پر ہے کہ:

Financial assistance to the medical treatment from Ittefaq Hospital, Lahore of Hashim Khan Son of Head Constable Khalid Mahmood No.880 of CPO Gujranwala.

جناب سپیکر! گوجرانوالہ کے CPO کے ہیڈ کانسٹیبل کا علاج ہوتا ہے تو وہ بھی ان کے اپنے ہسپتال سے ہوتا ہے جسے خیراتی ہسپتال کہتے ہیں وہاں پر بھی 6 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ ان کو تو غریب لوگوں کے علاج کے لئے بھی اپنے ہسپتالوں کے اوپر یقین نہیں ہے۔ یہ اپنا علاج بیرون ملک جاکر کراتے ہیں اور یہاں غریب لوگوں کے علاج کے لئے بھی انہیں یقین نہیں کہ ہمارے ہسپتال کے ادارے ہمارے ملازمین کے بچوں اور ان لوگوں کا علاج کر دیں گے۔ یہ ان کی گڈ گورننس کا حال ہے کہ یہاں پر تعلیم کی کوئی صورتحال بہتر ہے اور نہ ہی صحت کی صورتحال بہتر ہے اس لئے ضمنی بجٹ دیا گیا ہے کہ ADP کے اندر تو یہ ہسپتالوں کی حالت زار بہتر نہیں کر سکے جو کہ انہیں صرف اورنج لائن ٹرین اور میٹرو بس کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آتی جس پر عوام کے ٹیکسز کے پیسے اور عوام کی روزمرہ کی کمائی کے پیسے سے سبسڈی دے کر ان اداروں کو چلایا جارہا ہے۔ یہاں پر لاہور کی کچی آبادی کو مسمار کر کے اس پر سے اورنج لائن ٹرین کو گزارا جارہا ہے۔ جہاں پر لوگوں کو نہ صاف پانی پینے کی سہولت میسر ہے۔ پینے کے صاف پانی کے لئے تو گورنمنٹ کا یہ حال ہے کہ 11۔ارب روپے رکھے گئے تھے ان میں سے صرف 4۔ارب 98 کروڑ روپے خرچ کر سکے۔ آج ملک کے اندر اس صوبہ پنجاب میں لاکھوں لوگ صرف صاف پانی نہ پینے کی وجہ سے ہیپاٹائٹس جیسی مہلک بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ آج ہسپتالوں کی صورتحال جاکر دیکھیں کہ وہاں پر وینٹی لیٹرز ہیں، آکسیجن کے سلنڈرز ہیں اور نہ ہی ایمرجنسی کی دوائیاں ہیں کہ مریضوں کو دے دی جائیں۔ مگر ADP کے اندر وہ تمام اخراجات چاہے وہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے شاہانہ اخراجات ہیں جو کہ ADP کے اندر نہیں رکھے گئے۔ اسی طرح ضمنی بجٹ میں وزیراعلیٰ کے بیرونی دوروں کے لئے پیسے رکھ دیئے گئے۔ جب اس رمضان بابرکت مہینے میں لوگ گرمی سے مر رہے ہیں تو یہ کہیں پر پاور پلانٹ لگاتے لیکن انہوں نے اپنے گھر کے لئے جنریٹر لے کر رکھ دیا کہ عوام مرتی ہے تو مرے مگر ہم کم از کم اپنے گھر کے اندر تو جنریٹر استعمال کریں اور یہ ان کی گڈ گورننس کی اعلیٰ مثال ہے۔ وزیراعلیٰ نے جو میگا پراجیکٹس دیئے کسی بھی ایک میگا پراجیکٹ کی تکمیل اپنے بجٹ کے اندر نہیں کر سکے اور آج اربوں روپے کا ضمنی بجٹ ایوان میں پیش کر دیا، میں نے اپنی بجٹ اور پری بجٹ تقریر کے اندر بھی کہا تھا کہ وہ تمام ترقیاتی منصوبے چاہے وزیرآباد کا کارڈیالوجی ہسپتال ہو، چاہے لاہور کے

منصوبے ہوں خدا کے لئے جو پچھلی حکومتوں نے شروع کئے تھے آپ ان منصوبوں کو مکمل کریں۔ اگر میں پنجاب کے علاوہ اپنے حلقے پرfocusکروں تو وہ تمام ترقیاتی کام اور منصوبے اس بجٹ کے اندر میاں میر ہسپتال کیwidening of road کے لئے227بلین روپے رکھے گئے ہیں، ہسپتال میں تمام عملہ موجود ہے، ایم ایس، ڈی ایم ایس اور ڈاکٹرز صاحبان بھی موجود ہیں مگر آپ ہسپتال کی حالت زار دیکھیں تو وہاں پر کوئی بیڈ ہے اور نہ ہی ایمرجنسی کے اندر کوئی آلات ہیں۔ یہاں پر ہسپتال میں ان چیزوں کے لئے رقم رکھی جاتی مگرwidening of roadsکے لئے رقم رکھ دی گئی ہے۔ جمیل آباد کے اندر کروڑوں روپے کی لاگت سے سیوریج کا منصوبہ بنایا گیا، پچھلے دور حکومت کے اندر مکمل ہوا، آج منصوبے کا کچھ حصہ مکمل نہیں کیا جارہا کیوں نہیں کیا جارہا کہ وہاں پر ہمارے ناموں کی تختی لگی ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ خدا کے لئے ہمارے ناموں کی تختی ہٹا کر اپنے ناموں کی تختیاں لگالیں مگر عوام کے منصوبوں کو مکمل کریں، لوگوں کو سہولیات دیں، لوگوں کو ہسپتال کی سہولیات دیں تاکہ وہ وہاں پر اپنا علاج کرواسکیں۔ میں آخر میں اپنی تقریر اس بات پر ختم کروں گا کہ:

تا محشر زمانہ تمھیں مکار کہے گا
تم عہد شکن ہو تمھیں غدار کہے گا

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب! گوہر آفشانی فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ ضمنی بجٹstatement میرے سامنے ہے اور ضمنی بجٹ کوئی اچھی روایت نہیں ہوتی کیونکہmain budgetمیں اس کی ساری آمدن اور اخراجات کیestimationہوتی ہے۔ بنیادی طور پر اسbudgetingکی تعبیر کوcommunismمعیشت سے اختیار کیا گیا ہے۔ تاہم بعض اوقات فوری تعمیرات یا کام ایسے ہوتے ہیں جن میں ضمنی بجٹ کی ضرورت پڑ جاتی۔

جناب سپیکر! اب میں سب سے پہلےirrigation and land reclamationکوtake upکروں گا۔ اریگیشن میں ایک ڈرامہ ہو رہا ہے جو کہ سیکرٹری اریگیشن سیاسی اور کمیشن مافیا کے ساتھ مل کر رہے ہیں،TS Link Canalکی سیم زدگی کی وجہ سے80ہزار ایکڑ جوہڑ بن چکا ہے اور نیسپاک کی اس میں رپورٹ شامل ہے کہ اس میں ان کیrecommendationہے اس کو پختہ کیا جانا لازم ہے لیکن خود ہی نیسپاک سے اس کیfeasibilityبنوائی گئی اور خود ہی اس کا حل نکالا گیا ہے کہ کسی

طرح ان پیسوں سے کھانے پینے کا انتظام کر لیا جائے۔ نہر کو پختہ کیا جانا جو کہ نیسپاک کی پہلی recommendation ہے اس کو چھوڑ کر صرف ڈرین کے لئے 2.5۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں یہ سراسر کھانے پینے کا پروگرام ہے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ 2004 میں ڈرین اور pumping کے ذریعے 400 کے قریب ٹیوب ویل پمپ لگائے گئے اور اربوں روپے سے یہ سکیم مکمل کر کے 2004 میں محکمے کے حوالے کی گئی لیکن پھر بھی یہ ناکام ہوئی۔

جناب سپیکر! اب سیکرٹری اریگیشن فرماتے ہیں کہ ہم خالی ڈرین سے ہی اس کی سیم زدگی دور کر دیں گے۔ یہ تُرا تماشا ہماری سمجھ سے باہر ہے اس لئے میری آپ سے، وزیر اعلیٰ اور چیف سیکرٹری سے درخواست ہے کہ لازمی طور پر پہلے اس کی کوئی میٹنگ کروائی جائے اور بیرونی consultants کو بلا کر ایسی consultancy حاصل کی جائے کہ کیسے اس کا تدارک کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میری ایگریکلچر کے حوالے سے عرض ہے اور ایگریکلچر کے حوالے سے وزیر زراعت نے گوہر افشانیاں فرمائی ہیں کہ اس کے لئے سبسڈی رکھی گئی ہے۔ یہ پروگرام تو زندہ رکھنے کے لئے ہے جب ہم بہت عرصہ پہلے پڑھتے تھے اور سٹوڈنٹس تھے تو ہم نے ایک فلم Benhur دیکھی، جس کسی نے دیکھی ہے یا نہیں دیکھی تو وہ فلم دیکھے اس میں قیدیوں سے کیپٹن جہاز چلواتا ہے اور ڈائیلاگ بولتا ہے کہ .we keep you alive to row well ہم تمھیں زندہ رکھے ہوئے ہیں تاکہ تم کشتی کو اچھی طرح سے چلاؤ۔ اس سبسڈی کا مطلب بھی یہی ہے ہمیں یعنی کاشتکار کو زندہ رکھنے کے لئے سبسڈی دی جاتی ہے، 70 فیصد کاشتکار جو کہ اس ملک کے لئے غلہ بھی اگاتے ہیں، غلہ اگا کر پیداوار تو بڑھوالو گے لیکن اس کی قیمتوں کا تعین کون کرے گا؟ ان کی فصلیں سڑکوں پر رُل جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ پچھلے سالوں میں کاشتکار کی کپاس 1800 سے 1900 روپے فی من میں فروخت ہوئی اور اس کو کھل کی بوری بھی اتنے کی خریدنا پڑی تو وہ پوچھتا ہے کہ میری کپاس کہاں گئی؟ اسی طرح چاول یا مونجی ہے وہ بھی 700 سے 900 روپے فی من فروخت ہوئی جبکہ چاول کی پھک 1200 روپے من میں فروخت ہوئی تو کاشتکار پوچھتا ہے کہ میرا چاول کہاں گیا اور وہی اس کو 4000 سے 5000 روپے فی من خریدنا پڑتا ہے۔ یہی گنّے کے کاشتکار کے ساتھ سلوک ہو رہا ہے اور شوگر ملز والے کاشتکار کے پیسے سے کاروبار کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اگلی بات irrigation worth کے حوالے سے کر رہا ہوں کہ یہ بھی ایک کمال ہے کہ LCC East کا ایک ٹیل ہیڈ بھاگٹ سب ڈویژن ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہے اور وہ سارا brackish zone ہے۔ بھاگٹ سب ڈویژن سے ایک khaki نہر نکلتی ہے اسے پختہ کیا گیا ہے۔ اس میں ڈیزائن کا کمال آپ دیکھیں کہ نہر کو بنا کر handover کیا گیا اور نہ ہی محکمہ آبپاشی نے اس کو takeover کیا۔ اس کا Bed ہی کھل کر پتا نہیں کہاں چلا گیا ہے اور موگوں کے اڑھائی، تین فٹ پانی نیچے بہہ رہا ہے لیکن موگوں کے اندر پانی نہیں چل رہا اس لئے میری آپ سے توقع ہے، یہ میرا ہی حلقہ ہے کہ اب یہ ضمنی گرانٹ تو منظور کی جانے والی ہے۔ اس کی distributary اور Bed کو ٹھیک کرنے کے لئے بھی کوئی گرانٹ رکھ دی جائے۔

جناب سپیکر! آخری بات جو میں کرنا چاہوں گا وہ pollution اور صاف پانی کے بارے میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ کا بڑا وژن ہے کہ کڑوے زون میں جہاں pollution بہت زیادہ ہے صاف پانی کے لئے پلانٹ لگائے جارہے ہیں لیکن میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ صاف پانی بیماریوں سے بچالے گا۔ یہ جو جگر، گردوں کی بیماریاں ہیں ان کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ لازمی طور پر ایسی کوئی اتھارٹی بنائی جائے جو اس بات کی ریسرچ کرے کہ یہ بیماریاں کیوں پھیل رہی ہیں؟ اس کے لئے میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرتا ہوں اور آپ کی توجہ بھی چاہتا ہوں، وزیراعلیٰ، چیف سیکرٹری، محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ تک میرا یہ پیغام جانا چاہئے کہ محکمہ تحفظ ماحول تو ہم نے ایک سفید ہاتھی باندھا ہوا ہے۔ ہماری اپوزیشن کو تو صرف "قینچی، قینچی" نظر آئی ہے تحفظ ماحول کا محکمہ تو نظر ہی نہیں آیا۔ ہمارے تین دریا جو کہ فروخت کر دیئے گئے ہیں، ایک جنرل نے فروخت کر دیئے، دوسرے جنرل نے ہمارے ڈیم کو freeze کر دیا، تیسرے جنرل نے انڈیا کو کھلی چھٹی دے دی کہ آپ اپنے جتنے مرضی ڈیم بناتے جاؤ۔ اب یہ تین دریا یعنی ستلج، راوی، بیاس گندے پانی کے نالے بنے ہوئے ہیں۔ لاہور کا گندا پانی وہاں پر جاتا ہے، اس سے فصلیں کاشت ہوتی ہیں، سبزیاں کاشت ہوتی ہیں اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جلد، گردوں کی بیماریوں کا سبب نہیں ہے؟ اسی طرح سے یہ pollution چاہے زمینی پانی میں ہے، چاہے surface water میں ہے یا تحفظ ماحول میں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بھٹے، کارخانوں کی چمنیاں، کارخانوں کا گندا پانی ہے، اس کو بھی treat نہیں کیا جاتا اور وہ گندا پانی بھی ان دریاؤں نالوں میں جاتا ہے۔ اس پانی سے چارہ کاشت ہوتا ہے، سبزیاں کاشت ہوتی ہیں اور ہم لوگ انہیں استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں تو خود اس کا victim ہوں، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ میرے لئے مہربانی فرما رہے ہیں۔ ابھی recently مرغی خانوں کے جو نئے شیڈ بنے ہیں controlled shed بنے ہیں، ان کے رُخ سڑکوں اور آبادیوں کی طرف ہیں۔ اس کی وجہ سے ہوا میں pollution آ رہی ہے اس سے بھی جلد کی بیماریاں، سانس کی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ میں یہ تصور کرتا ہوں کہ pollution کے بغیر تحفظ ماحول کا محکمہ جو کہ سفید ہاتھی ہم نے باندھا ہوا ہے یہ کمیشن پر جی رہا ہے۔ یہ صاف پانی اور treatment plant کیوں نہیں لگواتا؟

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آخری بات کرتے ہوئے میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تیسری دفعہ آخری بات کر رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اب میں آخری بات کر رہا ہوں۔ میں خود سانس کی بیماری کا victim ہوں، مجھے یہ بھی پتا ہے کہ آپ میرے لئے بہت کچھ کر رہے ہیں، میں محکمہ تحفظ ماحول سے ایک بند شیشوں والی گاڑی claim کرنے والا ہوں کیونکہ میرے پاس تو بند شیشوں والی گاڑی نہیں ہے، کھلے شیشوں والی گاڑی میں چلتا ہوں، سانس کی بیماری ہے، ٹیومر ہے، کینسر ہونے کا خطرہ ہے---

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بند شیشوں والی گاڑی اور بیرون ملک علاج کا claim کرنے والا ہوں۔ وزیر خزانہ سے claim تو نہیں کروں گا، وزیر اعلیٰ سے بھی گزارش کروں گا کہ تحفظ ماحول جب تک ٹھیک نہیں ہوتی---

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آکسیجن کے سلنڈر مہیا کئے جائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ جب اپوزیشن کی طرف دیکھتے ہیں تو مونچھوں کو تاؤ دے رہے ہوتے ہیں، ہمارے لوگ سہم جاتے ہیں اپوزیشن کی طرف آپ مسکرا کر دیکھا کریں۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میرے لئے کوئی اپوزیشن ہے نہ کوئی گورنمنٹ ہے دونوں برابر ہیں۔آپ کی مہربانی۔ میاں محمد اسلم اقبال!

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔جناب سپیکر!

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

ایاک نعبدو و ایاک نستعین o

الھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک استغفر اللہ

تمام تر تعریفیں اس رب کائنات کے لئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ درود پاک اس نبی پاک کے لئے جن کی خاطر یہ جہاں بنایا گیا۔ بے شک۔

جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں ضمنی بجٹ16-2015 پر اپوزیشن کی طرف سے بات کر سکوں۔ ہمارے ذہن میں جو کچھ سوالات ہیں وہ حکومتی بنچوں کے سامنے رکھ سکیں تاکہ وہ اس کا جواب دے سکیں۔ گزارش یہ ہے کہ یہ ضمنی بجٹ جو پچھلے کئی سالوں سے پیش کیا جا رہا ہے اور یہ ایک بڑی تجربہ کار حکومت ہے، کہتے ہیں ہمیں بہت تجربہ ہے، ہمیں بھی پتا ہے کہ انہیں تجربہ کس کس مد میں حاصل ہے اور کہاں کہاں پر ان کا تجربہ روزانہ کی بنیاد پر استعمال ہوتا ہے، ان کا تجربہ کس طرح سے عوام کے لئے مفید اور کس طرح سے مفید نہیں ہے۔ پچھلے پچیس سالوں سے کس طرح سے غریب عوام کا یہ اپنے تجربہ کی بنیاد پر خون چوس رہے ہیں، وہ سب کے سامنے ہے۔ جو ضمنی بجٹ ہوتا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ unprofessional approach ہوتی ہے۔ کیا آپ کو اتنا پتا نہیں ہے کہ آپ نے جو سالانہ بجٹ allocate کیا ہے، جو آپ نے ہاؤس سے منظور کروایا ہے، اس کے اندر کون سی چیزیں آپ کو چاہئیں تھیں اور کون سی چیزیں نہیں چاہئیں تھیں۔ ایڈہاک ازم پر آپ پلاننگ کرتے ہیں، آپ کو پتا نہیں ہوتا، آپ ایک ایسی مد سے پیسے withdraw کر لیتے ہیں جہاں پر پیسے کی اشد ضرورت ہوتی ہے جس کا اپوزیشن رونا رو رہی ہوتی ہے۔ تعلیم کے اوپر پیسے خرچ کئے جائیں، صحت پر پیسے خرچ کئے جائیں لیکن بد قسمتی سے وہاں سے پیسے withdraw کر لئے جاتے ہیں اور جہاں پر کمیشن مافیا بیٹھا ہوا ہے آپ پیسے اس مد میں ڈال دیتے ہیں تاکہ وہاں پر پراجیکٹس بنیں۔ اورنج لائن ٹرین بنے، میٹرو بس بنے، پل بنیں، انڈر پاسز بنیں، سڑکیں بنیں، آپ کو اس کی کوئی پروا نہیں ہے، آپ وہاں سے پیسے withdraw کر لیتے ہیں۔ اس کی مثال جو کچھ آپ نے یہاں پر کیا ہوا ہے وہ میں ضرور دوں گا۔

جناب سپیکر! ایک اور بات جو میں یہاں پر کہنا چاہ رہا تھا، مختلف مدات کے اندر جو پیسے استعمال کئے گئے، خاص طور پر جب ضمنی الیکشن آتے ہیں ان الیکشنوں کے دوران حکومت کے خزانے عوام کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں، ٹھیکیداروں کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ میرے حلقہ میں این اے۔122 کا جب ضمنی الیکشن ہوا، اس الیکشن کے دوران جو پیسے خرچ کئے گئے اور اس کی زندہ مثال اس ضمنی بجٹ کے اندر موجود ہے کہ کس طرح سے آپ نے اللے تللے اخراجات کئے ہیں۔ ابھی میں یہاں پر ایک چھوٹی سی مثال آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اس میں ایک ٹیوب ویل کا ذکر کیا گیا ہے، اچھرہ میں ایک گنج بخش روڈ ہے یہ ٹیوب ویل وہاں پر لگایا گیا ہے۔ میں تو یہ دیکھ کر پریشان ہو گیا ہوں کیونکہ وہاں پر تو ٹیوب ویل نام کی کوئی چیز نہیں ہے، وہاں پر تو کوئی جگہ ہی نہیں ہے کہ جہاں پر ٹیوب ویل لگایا جا سکے۔ میں آپ کو صفحہ نمبر بھی بتا دیتا ہوں بے شک آپ اسے لکھ لیں تاکہ آپ کو سوال کا جواب دیتے ہوئے آسانی پیدا ہو جائے۔ صفحہ نمبر 87 ضمنی بجٹ 16-2015 اس کا پوائنٹ نمبر 72 ہے۔ جس کے اوپر لکھا ہوا ہے کہ:

Two Cusec Feet Tubewell at Ganj Baksh Road District Lahore Ichra.

جناب سپیکر! مجھے تو وہاں پر کوئی ٹیوب ویل نظر نہیں آیا، میں تو وہاں پر رہتا ہوں اور مجھے پتا ہے کہ وہاں پر ٹیوب ویل نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ پیسے کے ساتھ "کھلواڑ" تو کر ہی رہے ہیں تو کم از کم یہاں پر Head تو ٹھیک لکھ دیں تاکہ ہمیں پتا تو چل جائے۔ اب یہ اگر بجٹ کی کاپی وہ متعلقہ لوگ پڑھیں گے تو کیا کہیں گے کہ ہمارا ٹیوب ویل کدھر چلا گیا ہے، آسمان پر لگا ہے یا زمین کی کسی تہہ کے اندر آپ نے لگا دیا ہے تاکہ انہیں پتا ہونا چاہئے کہ اس طرح کی بے شمار چیزیں۔

جناب سپیکر! میں نے اپنے حلقے کے حوالے سے دیکھی ہیں جن میں صفحہ نمبر 85 سے لے کر 91 تک آپ نے اس حلقے کے اندر ٹیوب ویل، سیوریج، واٹر سپلائی کا کام کروایا ہے۔ میڈم منسٹر صاحبہ سے صرف ایک request ہے کہ مہربانی کر کے ذرا کسی third party سے ان کا آڈٹ کروا دیں، "ورنہ انہاں ونڈے ریوڑیاں بھوں چوں اپنیاں وچ" پتا چلے کہ کسی اپنے ہی واسا کے بندے کو انکوائری دے دی ہے اور مجھاں مجھاں دیاں بھیناں ہوندیاں نیں پتا چلے کہ اہنے اہدا آڈٹ کیتا اے اور اس نے clear کر دتا اے۔ ذرا یہ کروا کر بتائیں تاکہ ہمیں پتا چلے کہ عوام کا پیسا کہاں پر استعمال ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اس صفحہ پر تین طرح کے ضمنی بجٹ دیکھنے میں آ رہے ہیں، اس کے انڈیکس میں supplementary demand کی مد میں ہے، اس کے بعد token supplementary demand ہے پھر supplementary demand charged ہے یعنی دو voted ہیں اور ایک charged ہے۔ آپ voted کے اندر دیکھیں کہ جہاں جہاں پر بجٹ چاہئے تھا جہاں جہاں پر انہوں نے ضمنی بجٹ استعمال کرنا تھا جیسے میں نے بات کی ہے کہ وہ پلوں پر استعمال ہونا ہے، شوگر پر استعمال ہونا ہے، ڈویلپمنٹ پر استعمال ہونا ہے، roads and bridges پر استعمال ہونا ہے۔

جناب سپیکر! میں مختصراً عرض کروں گا کہ state trading in food grains and sugar کے لئے 17۔ ارب 46 کروڑ روپے ہے چونکہ شوگر مافیا حکومت میں بیٹھی ہوئی ہے۔ ڈویلپمنٹ پر 67 بلین 46 کروڑ روپے خرچ کیا، پھر roads and bridges پر 6۔ ارب 41 کروڑ روپیہ خرچ کیا، پھر انہوں نے Municipal Autonomous Bodies کے لئے 4۔ ارب روپے سے زیادہ قرضہ دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ آڈیٹر جنرل بار بار اپنی رپورٹس لا کر ہاؤس سے کہہ رہا ہے کہ آپ کے ڈیپارٹمنٹس کا role supervisory weakness ہے اسے بہتر کریں۔ تو آپ میونسپل کمیٹیز، autonomous bodies کو جو پیسے دے رہے ہیں آپ مہربانی کر کے ان کا آڈٹ کروا دیں، اب آپ کہیں گے کہ آڈٹ ہوتا ہے۔ میونسپل کمیٹیز کا تو آڈٹ ہو ہی نہیں رہا بلکہ عرصہ دراز سے نہیں ہو رہا۔ اگر آپ مہربانی کر کے آڈٹ کے آرڈر کر دیں گے تو اس سے ایک transparency سامنے آئے گی، شفافیت آئے گی اور وزیر اعلیٰ جو گڈ گورننس کا نعرے لگاتے ہیں وہ لوگوں کے سامنے آئے گا اور third party کے ذریعے prove ہو گا کہ یہ گڈ گورننس کہاں تک اچھی ہے؟ پھر اس کے بعد یہ دیکھیں کہ جہاں سے پیسے withdraw کئے گئے یعنی پہلے آپ نے جو بجٹ منظور کروایا پھر وہاں سے پیسے withdraw کئے۔ جیسے پہلا صفحہ ڈویلپمنٹ کا ہے میں نے اس میں پڑھا کہ bridges کو، underpasses، اور نج لائن ٹرین کو پیسے دے دیئے۔۔۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! یہاں پر وزیر خزانہ ہیں اور نہ ہی پارلیمانی سیکرٹری تو points کون note کر رہا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہیں پتا ہی ہے۔ جناب یہ کون لکھے گا؟

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! میاں صاحب حلقے کی بات کر رہے ہیں لیکن یہاں کون لکھے گا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ بابر صاحب! اگر آپ میری آواز سن رہے ہیں تو جلدی آ جائیں۔ مواصلات و تعمیرات کے منسٹر صاحب point note کریں۔ جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو جب وہ تشریف لے آئیں پھر بات کر لی جائے اس لئے دو منٹ انتظار کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ کے points تو note کر رہے ہیں ویسے آپ کی مرضی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے انہیں note کروا کر کیا کرنا ہے؟ جنہوں نے بجٹ پیش کیا ہے بتانا تو ان کو ہے۔

جناب سپیکر: ان کا محکمہ بھی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرے سوال تو ان سے ہیں جنہوں نے جواب دینا ہے۔ اگر تو انہوں نے جواب دینا ہے تو میں ابھی ضمنی بجٹ پر اپنی تقریر مکمل کر لیتا ہوں لیکن اگر انہوں نے آ کر ایک رٹا رٹایا اور پڑھا پڑھایا جواب دینا ہے تو پھر اس لحاظ سے کر لیتے ہیں۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! آپ بھی تو رٹا لگا کر آتے ہیں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: میاں ممتاز احمد مہاروی مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوالات نمبر 3254، 3529، 3690، 4400، 6778 اور 6950 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں ممتاز احمد مہاروی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Starred Questions No. 3529, 3690, 4400 and 6778 asked by Mr Amjad Ali Javaid MPA (PP-86);

Starred Question No. 3254 asked by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar MPA (PP-188);

Starred Question No. 6950 asked by Mr Abu Hafs Muhammad Ghiyas-ud-Din MPA (PP-133)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Starred Questions No. 3529, 3690, 4400 and 6778 asked by Amjad Ali Javaid MPA (PP-86);

Starred Question No. 3254 asked by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar MPA (PP-188);

Starred Question No. 6950 asked by Mr. Abu Hafs Muhammad Ghiyas-ud-Din MPA (PP-133)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Starred Questions No. 3529, 3690, 4400 and 6778 asked by Amjad Ali Javaid MPA (PP-86);

Starred Question No. 3254 asked by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar MPA (PP-188);

Starred Question No. 6950 asked by Mr. Abu Hafs Muhammad Ghiyas-ud-Din MPA (PP-133)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میاں ممتاز احمد مہاروی مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 3527 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں ممتاز احمد مہاوری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Starred Question No. 3527/2016 asked by Mr Amjad Ali Javaid MPA (PP-86)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Starred Question No. 3527/2016 asked by Mr Amjad Ali Javaid MPA (PP-86)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Starred Question No. 3527/2016 asked by Mr Amjad Ali Javaid MPA (PP-86)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ رانا بابر حسین ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: میں آپ پر افسوس ہی کر سکتا ہوں اس سے زیادہ آپ کو کیا کہا جائے۔ آپ اپنی سیٹ پر چلے جائیں۔ جی، میاں صاحب! Carry on.

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 پر عام بحث

(جاری۔۔۔)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے ضمنی demand کے ذریعے ایک کھرب 46۔ارب روپے کا بجٹ منظوری کے لئے ایوان میں رکھا ہے، یہ 146۔ارب روپیہ ہے آپ ان کی misplanning چیک کر لیں کہ کس طرح سے ہر سال بجٹ ضمنی کی شکل میں لا کر استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا part جسے میں explain کر رہا تھا وہ یہ تھا کہ جن مدات سے یہ پیسے کھینچ کر اپنے ڈویلپمنٹ کے بجٹ کو دے رہے ہیں وہ محکمے سن لیں۔ ان محکموں میں پولیس، ایجوکیشن، ہیلتھ سروسز، پبلک ہیلتھ اور ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ اس صوبے کے اندر جو لاء اینڈ آرڈر کی situation ہے جہاں پر آپ سے چھوٹو گینگ سنبھالا نہیں جاتا اس محکمے سے بھی پیسے نکال کر underpasses پر لگا رہے ہیں تو آپ اس صوبے کا نظام کس طرح سے چلائیں گے؟ ویسے تو حکومت کے اندر جو لوگ چھوٹو گینگ کی شکل میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو ختم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ چھوٹو گینگ ختم ہو۔ اس چھوٹو گینگ کی وجہ سے ہی صوبے کی یہ حالت ہوئی ہے اسے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! آئین کا آرٹیکل (25(A کہتا ہے کہ پانچ سال سے لے کر سولہ تک کے بچے کی ایجوکیشن کی ذمہ داری حکومت کی ہے، سٹیٹ کی ہے، ریاست کی ہے اور ماں کی ہے۔ کیا یہ ماں کا role ہے کہ آپ نے ماں کے پیسے بھی چھین کر underpasses اور شوگر مافیا کو دے دیئے ہیں؟ یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ آپ کے بجٹ کے اندر لکھا ہوا ہے۔ نہ لکھا کریں اس کی کوئی اور heading بنوا لیں۔ بیوروکریسی سے پوچھیں تاکہ وہ کوئی اس طرح کا لفظ نکالے تاکہ ہمیں پتا ہی نہ چلے، ساڈی اکھاں وچ مرچاں پاؤتے اس توں بعد بجٹ دے دیو۔

جناب سپیکر! اب میں ہیلتھ کے بارے میں بات کروں گا کہ پچھلے بجٹ میں اور اس بجٹ کے اندر حکومتی اور حزب اختلاف کے ممبران کی طرف سے ایک بات کی گئی کہ ہمارے ڈی ایچ کیو، ٹی ایچ کیو اور بڑے ہسپتالوں کے اندر ہیلتھ کی تمام سہولتیں میسر نہیں ہیں۔ یہاں پر اگر ایک وینٹی لیٹر کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ بھی میسر نہیں۔ آپ جنرل ہسپتال چلے جائیں جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ

یہ ایک بہت بڑا ہسپتال ہے۔خدانخواستہ اگر کسی جوان بچے یاotherwiseکسی کا ایکسیڈنٹ ہو جائے تو جنرل ہسپتال میں وینٹی لیٹر میسر نہیں ہوتا۔آپ ہیلتھ کی مد سے پیسے نکال کر اورنج لائن ٹرین یاپُلوں پر لگا رہے ہیں۔کوئی خوف خُدا کر لیں۔آپ نے کہیں پر جواب بھی دینا ہے۔چلیں اس اسمبلی کو جواب نہیں دینا کیونکہ آپ بادشاہ لوگ ہیں۔ہم اور ساری عوام آپ کی رعایا ہے۔بادشاہ سلامت کی جس کام کی طرف انگلی اُٹھے گی وہی ہو گا کیونکہ وہ بادشاہ سلامت ہیں اور بادشاہ سلامت کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!یہاں جمہوریت ہے بادشاہت نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر جمہوریت ہوتی تو ضمنی بجٹ نہ آتا،جمہوریت ہوتی تو پھر بجٹ کی shapeاور ہوتی اور جمہوریت ہوتی تو لوگ بُھوک سے نہ مر رہے ہوتے۔۔۔

MR SPEAKER: Be relevant.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!جمہوریت ہوتی تو لوگوں کو علاج کی سہولتیں مل رہی ہوتیں۔اس حکومت نے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم شروع کی اور بعد میں اس سکیم کے پیسے نکال کر میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین کے منصوبوں پر خرچ کر دیئے۔آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے تحت اب تک کتنے گھر بنائے گئے ہیں اور کتنے لوگوں کو دیئے ہیں؟ہمارے وزیر اعلیٰ کے اندر ایک دَم لہر اُٹھتی ہے۔کبھی بھٹہ مزدوروں کے پیچھے ہوتے ہیں تو سارے اخبارات کے اندر اور ٹیلیویژن پر اس حوالے سے اشتہارات چل رہے ہوتے ہیں۔ ایک دَم ان کے ذہن میں آتا ہے کہ اب آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے اندر جانا ہے تو ان کا ہیلی کاپٹر بھی وہیں پر جا کر اُترتا ہے اور ہر کام وہیں پر ہو رہا ہوتا ہے،پھر اچانک وہ پراجیکٹ بجٹ کی کتابوں سے غائب ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ ناکام گیا ہے،پھر ایک دَم ان کو یاد آتا ہے کہ نندی پور پراجیکٹ کو دیکھنا ہے تو نندی پور کی طرف جانا شروع کر دیتے ہیں اور بعد میں پتا چلتا ہے کہ وہ بھی ناکام ہو گیا،پھر ایک دَم قائداعظم سولر پارک کی طرف جانا شروع کر دیتے ہیں اور معلوم ہوا کہ وہ پراجیکٹ بھی ناکام ہو گیا۔

جناب سپیکر!اس کے بعد ساہیوال میں کول پاور پراجیکٹ کی طرف بار بار جاتے ہیں وہاں پر اپنے من پسند اور چہیتے آدمی کو سولہ لاکھ روپے ماہانہ کی تنخواہ پر رکھ لیتے ہیں اور ساتھ ہی اس کو VTIگاڑی بھی دے دی جاتی ہے۔صوبائی سیکرٹری کی تنخواہ ڈیڑھ لاکھ روپے نہیں اور آپ نے اس پراجیکٹ کے لئے 16لاکھ روپے ماہانہ تنخواہ پر آدمی کو بھرتی کر لیا ہے۔آپ تنخواہ تو 16لاکھ روپے دے رہے ہیں لیکن اس کی out putکیا ہے؟out putیہ ہے کہ "ان کا یہ چہیتا ہے"اس لئے کہ وہ حکومت کی تمام کرپشن کو defendکرتا ہے۔آپ چھوٹے گریڈ کے بندے کو بڑے گریڈ کے عہدے پر لگا دیتے

ہیں، جس نے پندرہ بیس سال بعد جا کر اس سیٹ کو دیکھنا تھا آپ اسے تعینات کر دیتے ہیں تاکہ وہ خود perks and privileges سے فائدہ اُٹھا سکے اور آپ کو protect کرتا رہے۔ کیا یہ آپ کی گڈ گورننس ہے اور کیا یہی آپ کا merit ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): خیبر پختونخوا کی حکومت نے جو 30 کروڑ روپے طالبان کو دیئے ہیں پہلے ان کا حساب تو دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کے جو سیاسی باپ تھے اور جن کی گود میں بیٹھ کر آپ پلے تھے یعنی جنرل ضیاء الحق یہ انہی کا مدرسہ ہے۔ پہلے آپ اپنے گریبان میں بٹن کھول کر دیکھیں۔ ہم تو جنرل مشرف کو مان رہے ہیں لیکن آپ تو مانتے بھی نہیں۔ جب جنرل ضیاء الحق کا نام آتا ہے تو آپ اندر چُھپ جاتے ہیں۔ میں تو اعلان کرتا ہوں کہ جب جنرل مشرف برسر اقتدار تھے تو میں کابینہ میں تھا۔

MR SPEAKER: No, cross talk please.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پنجاب کی موجودہ کابینہ میں 75 فیصد وہ لوگ ہیں جو کہ جنرل مشرف کی کابینہ میں بھی شامل تھے۔ محترمہ وزیر خزانہ کی طرف سے کل بجٹ کے حوالے سے ایک بات کی گئی کہ ہم نے چیمبرز آف کامرس کے visit کئے، ہم چیمبرز آف کامرس کے لوگوں کے ساتھ بیٹھے اور بجٹ بناتے ہوئے ان کی تجاویز کو مدنظر رکھا۔ آپ بجٹ کی تیاری کے لئے دو فیصد اشرافیہ کے پاس جا کر مشورے کرتے ہیں۔ کیا آپ کے معاشی ماہرین نے کبھی کسی مزدور کے ساتھ مشاورت کی ہے کہ جس کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہے؟ آپ چیمبر آف کامرس کے ٹھنڈے کمرے میں بیٹھ کر بجٹ کے حوالے سے مشاورت کرتے ہیں۔ کیا چیمبر آف کامرس مزدور کی بہتری کے لئے تجاویز دے گا، کیا ہسپتالوں میں جا کر اور وہاں پر داخل مریضوں کے ساتھ مشاورت کے بعد ہیلتھ کا بجٹ بنایا گیا ہے، کیا بجٹ بناتے ہوئے ان لوگوں سے پوچھا گیا ہے کہ جن کے بچے سکول نہیں جاتے، جس ملازم یا مزدور کی تنخواہ دس یا بارہ ہزار روپے ہے کیا آپ نے اس سے پوچھا ہے کہ وہ اپنے گھر کا خرچہ کیسے چلا رہا ہے؟

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ کی طرف سے یہاں ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ ہم نے بجٹ کی تیاری کے سلسلے میں چیمبر آف کامرس میں جا کر ہاتھ ہلا ہلا کر بات کی اور مشاورت کی ہے۔ انھیں یہ سوچنا چاہئے کہ غریب آدمی کیوں بُھوک سے مر رہے ہیں اور مائیں کیوں خودکشیاں کر رہی ہیں، کیا بجٹ بنانے سے پہلے آپ نے کسی مزدور اور ریڑھی والے سے مشورہ کیا، جو مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائے بغیر، روٹی کھلائے بغیر صرف تسلی دے کر سُلا دیتی ہیں کیا آپ نے ان ماؤں سے مشاورت کی، جن لوگوں

نے روٹی کے بغیر روزے رکھے ہیں، جنہوں نے کپڑوں کے بغیر عید منائی ہے کیا آپ ان کے ساتھ بیٹھے ہیں؟ آپ کو صرف انڈر پاس، فلائی اوور اور اورنج لائن ٹرین کی فکر ہے۔ آپ کو ان پراجیکٹس کی فکر ہے کہ جہاں سے کمیشن آتی ہے۔ آپ گڈ گورننس کی بات کرتے ہیں۔ کیا یہ گڈ گورننس ہے کہ ایک بارش کی وجہ سے پورا شہر پانی کے اندر ڈوب گیا ہے؟ آپ میرے علاقے کے اندر جائیں وہاں پر اربوں روپے خرچ کئے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود ہر جگہ پانی کھڑا ہے، کشتیاں لے کر جانا پڑ رہا ہے۔ اس علاقے میں سیوریج کا پانی گلیوں میں کھڑا ہے اور لوگ مساجد میں نہیں جا سکتے۔ لوگوں کے لئے پینے کا پانی میسر نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس علاقے میں جو پیسے خرچ کئے گئے ہیں اس کا آڈٹ کروائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ پیسے کہاں لگے ہیں؟ یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی کے پیسے ہیں جو کہ حکومت کو ٹیکسوں کی صورت میں ملتے ہیں۔ آپ نے indirect tax کی مد میں غریب آدمی کی کھال ہی اُتار دی ہے۔ آپ نے غریب آدمی کو ایسے ننگا کر دیا ہے جس طرح مرغ کو روسٹ کرنے کے لئے کھال اُتار کر لٹکا دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ضمنی بجٹ پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ پر ہی بات کر رہا ہوں۔ جب میں اس ضمنی بجٹ کی کتاب کو پڑھ رہا تھا تو مجھے دیکھ کر انتہائی افسوس ہوا۔ موجودہ حکمران ایک huge رقم block allocation میں رکھ لیتے ہیں اس کے بعد بھی ان کا من نہیں بھرتا۔ Block allocation کا مطلب ہے کہ من پسند projects پر رقوم خرچ کرنی ہیں یعنی جہاں بادشاہ سلامت کا دل کرے گا ادھر وہ رقم خرچ کر لیں گے اسے block allocation کہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! ہمارے وزیر اعلیٰ بادشاہ نہیں بلکہ خادم اعلیٰ ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بالکل خادم اعلیٰ ایل ڈی اے، خادم اعلیٰ اورنج لائن ٹرین، خادم اعلیٰ میٹرو بس۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! relevant رہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہتر ہے۔ کم از کم ضمنی بجٹ پیش کرنے سے پہلے یہ ضرور دیکھ لیا جائے کہ آپ نے اپنی unprofessional approach کے ساتھ پہلے غلط بجٹ بنایا تھا اور بجٹ کے

حوالے سے لوگوں کو غلط figures دیئے تھے۔ بجٹ پیش کرنے کے بعد آپ ان تمام مدات سے بھی پیسے withdraw کر لیتے ہیں کہ جہاں پر عوام کو بہت ضرورت ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہمارے پاس بہت اچھے ماہرین معاشیات ہیں لیکن اس کے باوجود ہر سال ضمنی بجٹ پیش کر دیا جاتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ جوئیس روفن جولیس۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب کانجی رام۔۔۔ موجود نہیں ہیں تو اب ان دونوں کو ضمنی بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع نہیں ملے گا، انہیں بتا دینا۔ جناب شہزاد منشی! آپ نے ضمنی بجٹ پر بحث کرنی ہے اور اگر آپ اِدھر اُدھر کی ہانکیں گے تو میں آپ کا mic بند کر دوں گا۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ میں سب سے پہلے تو حکومت پنجاب اور خاص طور پر میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جو پہلے صاحب تھے اور اب صاحبہ ہیں اُن کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جب سے ہمارا یہ tenure چل رہا ہے تب سے ہر سال بجٹ میں minority package رکھا جاتا رہا ہے۔ میں اگر 14-2013 کے بجٹ کی بات کروں تو اُس میں minorities کے لئے 20 کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا اور اُس میں سے تقریباً 7 کروڑ روپیہ minorities کو دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف minorities کے ساتھ محبت تو کرتے ہیں اور اُن کے لئے بجٹ بھی مختص کراتے ہیں لیکن پی اینڈ ڈی اور ہمارا نہایت ہی اہم محکمہ انسانی حقوق و اقلیتی امور جس نے پچھلے تین سالوں میں minorities کے حقوق کے لئے بہت ہی اہم کردار ادا کیا اس کی مثال کہیں ملتی ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! 15-2014 کے بجٹ میں 50 کروڑ روپیہ کا اعلان کیا گیا جس میں سے ہمیں تقریباً 7 کروڑ روپیہ ہی ملا اور باقی بجٹ پتا نہیں کہاں استعمال ہوا؟ 16-2015 میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا نے minorities کے لئے ایک ارب روپے کا اعلان کیا تو ہمارے minorities کے ممبران کو اڑھائی اڑھائی کروڑ روپیہ بجٹ دیا گیا ہے جن میں تین خواتین بھی ممبران ہیں تو اس طرح ہمیں ایک ارب روپیہ میں سے 25 کروڑ روپیہ ملا ہے اور ہمیں نہیں پتا باقی رقم کہاں استعمال ہوئی؟ اس بجٹ میں ایک ارب اور 60 کروڑ روپیہ minorities کے لئے مختص کیا گیا ہے تو یہاں پر محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں تو میں اُن سے التجاء کروں گا کہ minorities کے جو ممبران ہیں وہ صرف لاہور سے نہیں ہیں بلکہ یہ پنجاب کے 36 اضلاع میں approach کرتے ہیں اگر یہ فنڈ اُن کو دے دیا

جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پورے پنجاب میں غیر مسلموں کی جو آبادیاں ہیں اُن میں کافی حد تک ڈویلپمنٹ کے کام ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک بڑی اہم بات کرنا چاہوں گا۔ یہ سامنے پاکستان کا پرچم لگا ہوا ہے اور ہم سب کہتے ہیں کہ سبز حصہ majority کی نمائندگی کرتا ہے اور سفید حصہ minorities کی نمائندگی کرتا ہے جس کے پیچھے ایک bar بھی لگی ہوئی ہے جس نے اس پرچم کو تھاما ہوا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سفید حصہ جس نے اس bar کی وجہ سے پرچم کو تھاما ہوا ہے تو ان کو اسی طرح مضبوط کرنے کے لئے یہاں پر جو فنڈز بتائے جاتے ہیں کاش! وہ فنڈز پوری طرح لگا دیئے جائیں۔ آج یہاں پر جو ضمنی demands for grants لکھی گئی ہیں کاش! ان demands 37 میں سے minorities کے بارے میں بھی لکھا ہوتا کہ اس میں اُن کا بھی حصہ ہے کیونکہ ہم نے اُن کا کام بھی کرانا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے جتنے فنڈز کا اعلان کیا جاتا ہے وہ فنڈز بھی ہمیں نہیں دیئے جاتے تو یہاں پر کم از کم اس چیز کو دیکھ لینا چاہئے۔

جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف minorities کے لوگوں کے ساتھ بہت محبت کرتے ہیں اور انہیں کرسمس، ہولی اور دیوالی پر grants دیتے ہیں لیکن ابھی تک وہ grant نہیں مل سکی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بتاتا چلوں کہ وزیراعلیٰ minorities کے طلباء کے لئے ایک package دیتے ہیں لیکن 16-2015 میں اُن طلباء کو ابھی تک وہ وظائف نہیں ملے۔ اسی طرح ہر بجٹ میں Green Cab, Yellow Cab, Green Tractor and Ashiana Housing Scheme کے لئے پیسے رکھے جاتے ہیں تو پورے پاکستان اور خاص کر صوبہ پنجاب میں غیر مسلموں کی بہت بڑی تعداد بستی ہے تو براہ مہربانی بجٹ میں minorities کا حصہ بھی رکھا جائے تاکہ وہ محرومیوں کا شکار نہ ہوں۔

جناب سپیکر! ہر محکمہ کی ایک سٹینڈنگ کمیٹی بنائی گئی ہے جبکہ ہمارے محکمہ کی سٹینڈنگ کمیٹی نہیں ہے۔ پنجاب اسمبلی میں 8 members constitutionally ہیں اُن کی ایک advisory council بنا دی گئی ہے اور کتنی ستم ظریفی ہے کہ پنجاب اسمبلی میں minorities کے آٹھ ممبران ہیں تو اُس advisory council کا convener کسی بھی minority member کو نہیں بنایا گیا۔ میں آپ کے توسط سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اُس advisory council committee کو تحلیل

کر کے minorities کے ممبران میں سے ایک ممبر کو advisory council کا convener بنایا جائے تاکہ وہ minorities کے مسائل کو اُجاگر کرنے کے لئے صحیح طور پر اپنا کردار ادا کر سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے محکمہ انسانی حقوق و اقلیتی امور کی سٹینڈنگ کمیٹی بنائی جائے جس میں minorities کے ڈویلپمنٹ کے مسائل اور دیگر مسائل کو لایا جائے۔ اُن مسائل کو سٹینڈنگ کمیٹی میں approve کر کے اس ہاؤس میں لایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ minorities کے جملہ مسائل کو حل کرانے میں یہ سٹینڈنگ کمیٹی اپنا مؤثر کردار بھی ادا کر سکے گی۔ میں آج اس ہاؤس میں آپ کے توسط سے یہ التماس کرتا ہوں کہ minorities کی سٹینڈنگ کمیٹی بنائی جائے تاکہ ہمارے مسائل کا حل ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں ایک بار پھر میاں محمد شہباز شریف کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں minorities کے لئے ایک ارب 60 کروڑ روپیہ مختص کیا ہے تو میں یہاں پر محترمہ وزیر خزانہ اور آپ سے بھی ملتمس ہوں کہ minorities کے تمام ممبران کو یہ بجٹ equal دیا جائے تاکہ پورے پنجاب میں ڈویلپمنٹ کے حوالے سے ہمارے لوگوں کی جو محرومیاں ہیں انہیں دُور کیا جا سکے۔ محکمہ انسانی حقوق و اقلیتی امور جو سویا ہوا ہے اُس کو بھی فعال کرنے کے لئے ایکشن لیا جائے کیونکہ ہم جب بھی کسی ڈی سی او کے پاس ڈویلپمنٹ کے لئے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہمیں کوئی written چیز نہیں آئی۔ یہ بہت بڑا محکمہ ہے لیکن اگر آپ پچھلے تین سال میں اس کی کارکردگی دیکھیں تو زیرو ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شہزاد منشی صاحب! آپ اجلاس کے بعد مجھے ملیں گے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں آپ کو inform کرنا چاہتی ہوں کہ اسمبلی کے باہر کچھ لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔ قصور کا ایک بچہ اغواء ہوا ہے اور بہت بڑی تعداد میں اہلیانِ علاقہ خواتین اور بچے باہر احتجاج کر رہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ باہر کوئی ایسا واقعہ نہ ہو جائے کیونکہ اُن کا احتجاج ڈی پی او قصور کے خلاف ہے تو اُن کے ساتھ پولیس کا رویہ ٹھیک نہیں ہے، وہاں پر پولیس عورتوں کو دھکے دے رہی ہے اور

مار کٹائی کر رہی ہے۔ میں ابھی پولیس کو بڑی مشکل سے سرزنش کر کے آئی ہوں کہ کسی عورت کے اوپر ہاتھ نہ اُٹھایا جائے تو وہاں پر کوئی بھی بڑا واقعہ ہو سکتا ہے۔ میں آپ کو ایف آئی آر کی کاپی بھی بھیج رہی ہوں تو آپ کسی کی ڈیوٹی لگائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ وہ خود انتظام کر لیں گے۔ اس طرح کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جی، جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہ جو ضمنی بجٹ ہے اصولی طور پر تو یہ ڈاکا ہے اور عوام کا پیسا ایوان کی منظوری کے بغیر خرچ کرنا بددیانتی ہے۔ یہ ایک بُری روایت ہے جو ہمیشہ سے اس ایوان میں رہی ہے اور ہمیں یہ کرنا پڑتا ہے اور شروع سے کرتے آرہے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ ڈیڑھ کھرب روپے کے قریب پیسا انہوں نے خرچ کیا ہے۔ اس سے عوام کو کیا فائدہ ہوا ہے، کیا کسی بھی شعبہ زندگی میں یعنی تعلیم و صحت میں بہتری آئی ہے اور غربت میں کمی ہوئی ہے؟ اگر کسی بھی جگہ عوام کو کوئی فائدہ ہوا ہوتا تو پھر تو ہم سمجھتے کہ یہ ٹھیک ہے۔ یہ پیسا انہوں نے کسی ایمرجنسی، طوفان، زلزلہ یا کوئی قیامت آئی تو خرچ کیا ہوتا تو ٹھیک ہے لیکن صرف اپنے اللے تللوں اور عیاشیوں میں اتنی بڑی رقم خرچ کرنے کو ہم کیا نام دیں؟ اس کو بے حسی، بددیانتی یا عوام دشمنی کا نام دیں یہ تو میری سمجھ سے باہر ہے۔

جناب سپیکر! ایک مخصوص حکمران طبقہ جو مٹھی بھر لوگ ہیں اور اس صوبہ کے وسائل پر قابض ہیں۔ عام آدمی کی زندگی اجیرن بن کر رہ گئی ہے، اذیت بن کر رہ گئی ہے اور سزا بن کر رہ گئی ہے۔ ان کے جان و مال محفوظ نہیں ہیں، ان کے بچوں کے لئے تعلیم نہیں ہے، ٹرانسپورٹ نہیں ہے اور ان کے لئے ہسپتالوں میں ڈاکٹرز اور دوائیاں نہیں ہیں۔ یہ کھربوں روپیہ ضائع کرتے ہیں۔ اس پر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ صرف اپنے اللے تللوں پر لگاتے ہیں۔ بارش کا موسم آرہا ہے۔ پنجاب میں پچھلے آٹھ سال سے ان کی حکومت ہے، ہر سال جب بارش ہوتی ہے، سیلاب آتا ہے، ہم غریب لوگ ڈوبتے ہیں، ہمارے بچے ڈوبتے ہیں، ہمارا مال مویشی ڈوبتا ہے اور نقصان ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر شو بازیاں اور ڈرامے بازیاں شروع ہو جاتی ہیں، پھر وہ لانگ بوٹ، عینکیں، ہیلمٹ اور کھدر کا سوٹ آجاتا ہے۔ دس پندرہ دن ہفتہ وہ ڈرامے بازیاں اور شو بازیاں چلتی ہیں اور پھر اگلے سال تک وہ لانگ بوٹ، ہیلمٹ اور عینکیں وغیرہ رکھ دی جاتی ہیں کہ اگلے سال پھر یہ ڈوبیں گے اور پھر میں آؤں گا اور پھر یہ شو بازیاں اور ڈرامے بازیاں کروں گا۔ عوام ان کا کیا کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! مجھے بڑا افسوس ہے کہ پچھلے اجلاس میں حکومت کی کارکردگی کی بات کروں گا کہ میں نے نالوں کے بارے میں سوال اٹھایا، معزز پارلیمانی سیکرٹری کی مہربانی کہ انہوں نے خط لکھا۔ میں یہ آپ کی حکومت کی efficiency کی بات کر رہا ہوں۔ وہ خط 9۔ جون کو لکھا گیا اور پندرہ دن کا وقت دیا گیا آج 28۔ جون ہے اس کا جواب آیا ہے اور نہ on ground کوئی کام ہوا ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ کل بارش ہو گی تو ہم نے پھر ڈوبنا ہے، ہمارے بچوں نے پھر ڈوبنا ہے، ہمارے گھروں میں پھر پانی آنا ہے لیکن ان کی جانب سے بے حسی ہے۔ اس حکومت کی اتھارٹی یہ ہے کہ اسمبلی کا letter گیا اور ایک کمپنی کا مینجنگ ڈائریکٹر جو 18 ویں، 19 ویں یا 20 ویں سکیل کا ہو گا اس نے جواب دینا گوارا نہیں کیا۔ اس نے ground پر ایک انچ کے برابر کام نہیں کیا۔ اسے پتا ہے کہ میں نے کمیشن دینا ہے، میں نے پیسے دینے ہیں، میں پیسے دے کر لگا ہوں مجھے کوئی کچھ کہہ سکتا اور نہ ہی عوامی نمائندہ کہہ سکتا ہے۔ یہ معزز ہاؤس جس کی طرف سے اس کو letter گیا ہے نہ یہ کچھ کہہ سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کو عوام دشمنی میں اتنا آگے نہیں جانا چاہئے کہ عوام کا اعتماد جمہوریت سے اٹھ جائے۔ عوام جمہوریت کو اپنے لئے عذاب سمجھنے لگے ہیں۔ عوام جمہوری دور کو اپنے لئے عذاب سمجھنے لگے ہیں کہ جو جمہوری دور کی لوٹ مار ہے، جو جمہوری دور کے ڈاکے ہیں اور جو جمہوری دور کا ظلم و ستم روا رکھا گیا ہے یہ شاید کسی ڈکٹیٹر کے دور میں بھی نہ ہوا ہو۔ یہاں عوام کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی بجٹ کی کون سی item پر بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ پر ہی بات کر رہا ہوں۔ یہ رقم آپ نے خرچ کی ہے تو کہاں خرچ کی ہے اور عوام کو اس سے کیا فائدہ ہوا ہے؟ اگر یہ پیسا عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی پر لگایا جاتا تو میں اس کو appreciate کرتا اور مبارکباد دیتا کہ آپ نے عوام کی ہمدردی میں پیسے خرچ کئے ہیں۔ یہ تو آپ نے اپنی عیاشیوں، اللوں تللوں کے لئے اور اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے خرچ کئے ہیں اس لئے ہمیں دکھ ہے کہ یہ عوام کے خون پسینے اور حق حلال کی کمائی ہے۔ یہ یہاں جواب نہیں دیں گے تو اللہ کو تو جواب دیں گے۔ ان کو تو مرنے کا خوف بھی نہیں ہے کہ انہوں نے کل اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے اور اس امانت کا وہاں جواب دینا ہے۔ ہمارے ملک میں روٹی نہ ملنے کی وجہ سے لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں اور جہاں مائیں اپنے بچوں کو بھوک اور افلاس کی وجہ سے نہروں میں پھینک رہی ہوں تو شرم آتی ہے۔

جناب سپیکر! ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز نہیں ہیں۔ میں پچھلے مہینے ڈی ایچ کیو ہسپتال گیا تو 13 میں سے 7 وینٹی لیٹرز خراب تھے۔ ان سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ مریض مر رہے ہیں اور وینٹی لیٹرز نہیں ہیں۔ ہولی فیملی ہسپتال میں پتا کیا تو وینٹی لیٹرز نہیں ہیں۔ بے نظیر بھٹو ہسپتال میں پتا کیا تو وینٹی لیٹرز نہیں ہیں اور پتا چلا کہ اگر ہیں تو خراب پڑے ہیں جب معلوم کیا کہ وینٹی لیٹرز کیوں خراب ہیں تو کہتے ہیں کہ فنڈز نہیں ہیں۔ اگر عوام کے لئے فنڈز نہیں ہیں تو یہ جو پیسے آپ نے بغیر ایوان کی منظوری سے لگائے ہیں اور بغیر پوچھے لگائے ہیں تو یہ کہاں سے لگائے ہیں؟ ایسی کون سی ایمرجنسی تھی جہاں یہ پیسے لگائے گئے ہیں؟ یہ جمہوریت کے نام پر ڈاکے ہیں اور جمہوریت کے نام پر ٹھیکیداری سسٹم چلا رہے ہیں۔ پنجاب کی ہر چیز ٹھیکے پر دے دی گئی ہے اور پنجاب کی ہر چیز بیچ دی گئی ہے۔ اس پر کنٹرول کریں اور کوشش کریں کہ اس ایوان سے جو بجٹ منظور ہوتا ہے اسی میں رہیں۔ یہاں خدانخواستہ کوئی سیلاب یا آفات آ جاتی ہیں تو وہ اپنی جگہ ہیں لیکن اس طرح کے شاہانہ اخراجات ہیں کہ شاہی فیملی کے رائیونڈ کے محل کی دیواروں پر 40 کروڑ روپے لگا دیا گیا ہے۔ ان دیواروں سے شاہی خاندان نہیں بچ سکتے وہ اگر بچیں گے تو عوام کی خدمت سے بچیں گے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس کے بعد پاناما لیکس، دبئی میں بڑے بڑے ٹاور، انگلینڈ میں بڑی بڑی پراپرٹی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی بجٹ پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ پیسا یہیں سے گیا ہے۔ یہیں پر ڈاکے پڑے ہیں۔ یہیں سے چوریاں ہوئی ہیں نہیں تو ان کے پاس کون سی مشینیں ہیں کہ دبئی میں ٹاور بنا لئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ شو بازیاں اور ڈرامے بازیاں ہیں۔ ابھی کل بارش ہوئی ہے تو لاہور میں کیا حال ہوا ہے؟ سیلاب آئے گا تو پھر ہمارے لوگ ڈوبیں گے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کوشش کریں کہ بڑے بڑے ڈاکے نہ پڑیں۔ اگر یہ اسمبلی رہی تو ان کے جو کرتوت ہیں مجھے نہیں لگتا کہ جمہوریت آگے چلنے والی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس ہاؤس کے تقدس کا خیال کریں، مہربانی کریں اور اپنی زبان کو کنٹرول کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس ایوان میں عوامی نمائندے بیٹھے ہیں آپ عوام کے لئے سوچیں اور اس طرح کے اللے تللوں میں کھربوں روپیہ خرچ نہ کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سردار وقاص حسن موکل! کیا آپ بولنا چاہتے ہیں، صدقے جاؤں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ ان محترمہ کو موقع دے دیں میں بعد میں بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! اگر آپ نے بعد میں بات کرنی ہے تو پھر آپ کا نمبر سب سے آخر میں آئے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پھر میں ابھی بات کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بول لیں ورنہ میں شاہ صاحب کو floor دے رہا ہوں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں شروع کروں؟

جناب سپیکر: جی، آپ بات شروع کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے خیال میں مجھ سے پہلے تمام ممبران نے ضمنی بجٹ کے بارے میں بڑی تفصیلاً بات کر لی ہے، کیا یہ محکمہ اتنا نااہل ہے کہ پورے ایک سال میں ان کو صرف یہ بات ہی سمجھ نہیں آتی کہ جو انہوں نے اربوں روپے کا بجٹ پیش کیا ہے اس میں انہیں مزید اربوں روپے کی ضرورت پڑ جائے گی۔ میرے خیال میں ضمنی بجٹ پیش کرنا حکومت کی سیدھی سادھی، جیتی جاگتی نااہلی ہے کیونکہ اس میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو کہ آپ already plan نہ کر سکتے ہوں یا آپ نے perceive نہیں کیا ہوا۔ بجٹ کا مطلب اور مقصد ہی یہ ہے کہ آپ اپنے آئندہ آنے والے سال میں ہر خرچے کی تیاری کے لئے پیسے رکھتے ہیں، وہ پیسے استعمال ہوں یا نہ ہوں وہ بعد کی بات ہے یہ بات تو چلیں سمجھ میں آتی ہے لیکن یہ کہ جو پیسے آپ نے اپنے جنرل بجٹ میں رکھے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اربوں روپے کا کاغذ present کر دینا اور اس کو approve کروا لینا، یہ سراسر زیادتی ہے۔ اب میں آگے چلتے ہوئے اس میں کچھ چیزیں highlight کروں گا اور میرے کچھ سوالات ہیں، اس پر میں چاہوں گا کہ محترمہ وزیر خزانہ کی اور ڈیپارٹمنٹ کی consideration آئے۔ ضمنی بجٹ میں ایک خواجہ حارث احمد ہیں جو کہ سپریم کورٹ کے ایڈووکیٹ ہیں وہ ہمیں ایک کیس میں 75 لاکھ روپے میں پڑے ہیں اور اس کے علاوہ 27 لاکھ۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ اس وقت موجود نہیں تھے جبکہ یہ بات ہو چکی ہے لہٰذا اس سے آگے چلیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! کیا آگے چلیں، کیا یہ بات ہو گئی ہے کہ کروڑوں روپے میں ہمیں یہ وکیل صاحب پڑ گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ہو گئی ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اچھی بات ہے معاملہ تو صرف اس کو highlight کرنا ہی تھا اگر ہو گئی ہے تو بڑی اچھی بات ہے لیکن میں یہ ضرور چاہوں گا کہ اس کا جو جواب آیا ہے وہ بھی بتا دیا جائے۔ اس ضمنی بجٹ میں پنشن کی مد میں 8۔ارب روپے رکھے گئے تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کو یہ پتا ہی نہیں تھا کہ اس سال لوگوں کو ریٹائرمنٹ یا پنشن کی مد میں کتنے پیسے دینے ہیں، پنشن کے لئے 8۔ارب روپے ضمنی فنڈ گرانٹ میں رکھنے کا مقصد کیا ہے؟ اس پر بھی ذرا تفصیلی بات کر لی جائے لیکن میں مختصراً بات کروں گا تاکہ بات میں clarity آ جائے۔ یہاں پر یہ clarity دی گئی ہے کہ funds for repair of office building of primary and secondary health department پرائمری اور سیکنڈری ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی انہوں نے bifurcation کر دی ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ پرائمری، سیکنڈری اور tertiary health care کا جو سیکرٹری صاحب یا پورا عملہ محکمہ صحت کا بیٹھا ہوا ہے وہ ایک نہیں سنبھال سکتا اس لئے اس کو divide کر دیا گیا ہے تو پھر پارلیمانی سیکرٹری بھی دو ہو جائیں، ایڈوائزر بھی دو ہو جائیں اور وزیر تو ماشاءاللہ ہے ہی نہیں، تو یہ ضمنی بجٹ میں ڈالنے کی کیا ضرورت تھی، کیا محکمہ صحت کو اس وقت نہیں پتا تھا کہ کیا کرنا ہے اور foresight وژن کدھر چلی گئی؟ یہاں پر آکر آپ نے جو چیز سوچے، سوچے سوچ لی وہ آپ نے ادھر ڈال کر اس کو approve کروا لیا ہے۔ اس پر بھی میں clarity چاہوں گا کہ نیچے دو

sub departmentsکام کر رہے ہیں اور اوپر ایک ہی کام چل رہا ہے۔ اس سے آگے میں اور بھی کچھ پوچھنا چاہوں گا اگر یہ کہیں گے تو میں صفحہ نمبر بھی ساتھ ساتھ بتاتا رہوں گا۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر میں کارخانہ آلات زرعی بہاولپور دو ہزار روپے، agriculture censuses statistics دو ہزار روپے اور agriculture information bureau چار ہزار روپے تو کیا یہ تینوں important نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو کیا اس کی مد میں صرف اتنے ہی پیسے رکھے گئے ہیں کیونکہ main budget میں بھی یہ مجھے کہیں نظر نہیں آئے اور ہم کہتے ہیں کہ زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ ہم یہ سلوک کر رہے ہیں کہ اس کو بالکل ختم اور کھوکھلا کر کے چھوڑنے کو تیار ہیں تو اس پر میں آپ سے، ڈیپارٹمنٹ یا منسٹر صاحبہ جو بھی جواب دینا چاہے گا میں اس سے clarity چاہوں گا۔ آگے چلتے ہیں کہ میرے خیال میں جو ضمنی بجٹ ہے اور پتا نہیں کہ یہ پارلیمانی لفظ ہے یا نہیں وہ" فل کھانچے سیٹ "کرنے کا پروگرام ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کو اس کی ایک مثال دیتا ہوں اس کے صفحہ نمبر 105 پر ڈویلپمنٹ فنڈ میں provision of missing facilities in gymnasium پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے gymnasium کے spelling غلط لکھے ہوئے ہیں اور دوسری کمال کی بات یہ ہے کہ جھنگ، نارووال، اوکاڑہ، میانوالی اور ننکانہ صاحب ان پانچ شہروں میں gymnasiums میں یا ان کی مد میں 32 کروڑ 36 لاکھ 9 ہزار روپے freight out کو انہوں نے ہر جگہ پر missing facilities کی مد میں ڈال دیا ہے۔

جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان پانچ شہروں میں exact identical missing facilities تھیں کہ سب کے ایک ہی طرح کے دروازے غائب ہو گئے تھے، کیا gymnasium میں ایک ہی جیسے bench press غائب ہو گئے تھے۔ کوئی تو خدا کا خوف کر لیں کوئی دو چار نمبر یا روپے اوپر نیچے ہی کر لیتے تاکہ یہ ہیرا پھیری اتنی تو سیدھی نظر نہ آتی۔ آگے کی بات کرتا ہوں یہ پانچ freight out ایک ہی رقم ہے لیکن کسی جگہ پر شاید کسی ایم پی اے نے کم منت کی ہو گی یا کسی بابو نے پچھلے سال کوئی اور کھانچہ چلا لیا ہو گا۔ منڈی بہاؤالدین، لاہور میں کوئی جگہ ہے اس کا مجھے نام معلوم نہیں، بھکر اور ٹوبہ ٹیک سنگھ یہاں پر 27، 24 اور 12 یعنی یہاں پر variation چل رہی ہے لیکن ان پانچ شہروں کے gymnasium میں exact same amount missing facilities ہیں تو میں یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں اور آپ کسی کے ذمے لگائیں کہ وہ جا کر وہاں check تو کرے کہ ان کو

32کروڑروپے میں ملا کیا ہے، کیا وہ missing facilities پوری ہو گئی ہیں جو کہ missing ہو گئی تھیں اور gymnasium میں کیا missing facilities ہوں گی؟ ایک ہال ہو گا اور اندر مشینیں پڑی ہوں گی یہی ہوتا ہے ناں gymnasium اور وہاں پر کوئی کمپیوٹر یا کتابیں تو نہیں ہوں گی۔ مجھے بتائیں کہ وہاں پر 32کروڑروپے کی کون سی missing facilities ہیں؟ یہاں پر سکولوں کی چھتیں نہیں ہیں، یہاں پر سکول نہیں ہیں اور ہم نے تندرست و توانا قوم بنانے کے لئے پانچ شہروں میں کروڑوں روپے کی رقم gymnasium میں لگادی ہیں۔40فیصد ہماری قوم ویسے ہی under dictation ہے یہ WHO کی رپورٹ ہے۔ ہم 32،32کروڑروپے شہروں میں لگا رہے ہیں کہ تندرست و توانا پنجاب بنے گا۔ کیا بات ہے کہ missing facilities وہ کیا ہوں گی کہ ایک ہال اور چار مشینیں یا دس مشینیں ہوں گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: cross talk نہ کریں۔ سردار صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ہم بھی پھر کوئی exercise کرلیں۔ آگے چلتے ہیں۔ ایمانداری کی بات ہے کہ میرے پاس الفاظ ختم ہو گئے ہیں کیونکہ ضمنی بجٹ کے اندر سولنگ، نالیاں، ڈرین اور محلوں میں بنی ہوئی سڑکیں ہیں لیکن ان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ میرا سوال اب صرف یہ ہے کہ 1681-ارب روپے کا جو بجٹ ہے، مجھے یہ 1681-ارب زبانی یاد ہو گیا ہے کیونکہ آپ نے اس دن کہا تھا کہ 1600-ارب نہیں بلکہ 1681-ارب روپے ہے جسے میں نے حفظ کر لیا ہے، یہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ضمنی بجٹ present ہوا ہے۔ کیا منسٹر صاحبہ ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ سکتی ہیں کہ اگلے سال ضمنی بجٹ نہیں آئے گا؟ کیا فنانس ڈیپارٹمنٹ بے شک پارلیمانی سیکرٹری ہوں یا منسٹر صاحبہ ہوں، یہ ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ تاریخ کا سب سے بڑا جو 1681-ارب روپے کا بجٹ پیش ہوا ہے اس کے بعد ضمنی بجٹ نہیں آئے گا؟ میں ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگلے سال پھر آئے گا۔

جناب سپیکر: جو عوام کی بہتری کے لئے ہو گا وہ ضرور کریں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ جواب نہ دیں اور محکمے کو بھی تھوڑا سا کام کر لینے دیں۔ سال میں ایک تو دن آتا ہے جس دن ان کو جواب دینا پڑتا ہے۔ میں آپ کی بات کو آگے لے کر چلتا ہوں

جو عوام کی بہتری کے لئے ہو گا لیکن عوام کی بہتری یہ ہے کہ جو بجٹ allocate ہو وہ equally لگے مگر afterthoughts نہ آئیں اور بیٹھے بیٹھے ہمیں خواب نہ آ جائیں کہ ہم نے 75 لاکھ روپے میں کوئی وکیل کرنا ہے۔ کیا وہ وکیل پنجاب کی existence کا کیس لڑے گا لیکن ہم نے پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ اور اٹارنی جنرل کو کس دن کے لئے پالا ہوا ہے، اس کو ہم کس کے ٹیکس میں سے پیسے دے رہے ہیں اور کس جگہ پر approval لی گئی کہ یہ ہم وکیل رکھنے لگے ہیں اس کو ہم اتنے پیسے دیں گے؟ اس میں کروڑوں روپے کی بات ہو رہی ہے جس کو آپ تقسیم کریں مفت ادویات میں، اس کو تقسیم کریں بچوں کی تعلیم میں یا کسی اور چیز میں تقسیم کر لیں تو میرے خیال میں صرف justification ہی نکلتی ہے۔ یہ ضمنی بجٹ اس پنجاب کی عوام کے ساتھ مذاق ہے اور ان کو clearly بتا دیا گیا ہے کہ تمام پیسے ہماری مرضی سے لگیں گے، جب ہم چاہیں گے اور جیسے چاہیں گے لگیں گے۔ اگر ہماری مرضی ہو گی تو ہم کروڑوں اربوں روپے لگا دیں گے اور مرضی ہو گی تو نہیں لگائیں گے۔ یہ کس قسم کی planning ہے، کس قسم کا بجٹ ہے، کس کے لئے بجٹ ہے، کیا یہ صرف تقریروں کے لئے بجٹ ہے یا پرنٹنگ کے لئے بجٹ ہے کہ 20 کلو کا پلندا پکڑا دیا جائے کہ اس کو جا کر پڑھو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دکھ کی بات یہ ہے کہ یہ بجٹ حکومتی ایم پی ایز کے لئے بھی نہیں ہے۔ اگر یہ ایم پی ایز کے لئے ہوتا تو یہ بات ایم پی ایز یہاں نہ کر رہے ہوتے کہ پری بجٹ سے پہلے ہماری یہ سکیمیں لگا دو۔ یہ محکمے کیا کر رہے ہیں اگر سارے ایم پی ایز بشمول ہمارے اتنے نااہل ہیں کہ ان کو اپنے علاقے کی ضروریات کا پتا ہی نہیں ہے تو محکمے کس لئے ہیں اور کس محکمہ نے آج تک یہ بات کی ہے کہ فلاں جگہ پر یہ ضرورت ہے؟ ضمنی بجٹ اور regular بجٹ کے اندر اگر کوئی سکیم شامل ہوتی ہے تو جس نے جتنے زیادہ گوڈے پکڑ لئے اور جتنا زیادہ پاؤں کو ہاتھ لگا لیا اُس کی اتنی ہی زیادہ کمائی ہے۔ میں ان کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں کہ پھر بھی وہ یہاں آ کر تعریفیں کرتے ہیں۔ ابھی میرے بھائی نے تقریر کی جس کی تقریر سے میں بڑا خوش ہوں اور میرے خیال میں آپ نے چیمبر میں بلا کر ڈانٹنا بھی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، میں نے اُن سے کوئی کام کہنا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ہتھ ہولا رکھیا جے۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ حکومت کے زمرے میں بالکل آتا ہے کہ وہ اچھا بجٹ پیش کرے، اس کے اوپر ڈگیاں مارے، سب کچھ کرے کیونکہ یہ ان کا حق ہے اور مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن میرا اختلاف یا سوال صرف اتنا ہے کہ اگر ایک commitment کی گئی ہے کہ صحت کی مد میں، تعلیم، اقلیتی امور، انسانی حقوق اور جس مد میں بھی

پیسے رکھے گئے ہیں کم از کم وہ لگیں تو صحیح، یہاں یہ بات نہ ہو کہ وہ پیسے allocate ہوئے تھے لیکن ہمیں نہیں ملے۔ اپوزیشن کی یہ بات آخر میں کرنی بنتی ہے ناں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ضمنی بجٹ میں بھی اپوزیشن کے لئے ایک ٹکا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں پھر بھی وزیر اعلیٰ کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں کہ اڑھائی کروڑ عوام کی نمائندگی کے لئے جو اس طرف بیٹھے ہیں ان کے لئے ایک روپیہ بھی نہیں ہے اور ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ انہوں نے کون سے پاؤں کو ہاتھ لگانا ہے اور منتیں کرنی ہیں یا اس عوام کی نمائندگی کی کیا ضرورت ہے؟ مجھے منسٹر صاحبہ اور معزز پارلیمانی سیکرٹری دکھا دیں کہ ایک بھی پراجیکٹ ضمنی بجٹ کے اندر ہو۔ یہ afterthoughts ہی تھے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ مہربانی تو آپ کی ہے اور آپ کی وساطت سے حکومت کی ہے کہ ایک سال مزید گزر گیا ہے لیکن کوئی کالج، کوئی ہسپتال، کوئی سڑک، نہ کوئی لینا دینا بلکہ دینا بھی نہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم واقعی سب کو ساتھ لے کر چلیں گے، ہمیں بے شک ساتھ لے کر نہ چلیں لیکن کم از کم پنجاب کی عوام کو ہی ساتھ لے کر چل پڑیں اور ان بے چاروں کے لئے ہی خیال کر لیں۔

جناب سپیکر: شاباش، بس اب آپ wind up کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! بس تھوڑی سی بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ آپ کی مہربانی ہے کیونکہ سال میں ایک ہی موقع ملتا ہے۔ میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی اگر کی ہے تو آپ مجھے بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ مہربانی کریں اور wind up کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو صرف دو تین points زمینداروں اور کسانوں کے لئے ہیں۔ ایگریکلچر اور شوگر facility کے حوالے سے میرے بھائی نے by the way بات کر لی ہے جس کو میں تھوڑا اس لئے آگے لے کر چلوں گا کیونکہ وہ شہر کے نمائندے ہیں جبکہ میرا دیہات سے تعلق ہے، وہ میرا حلقہ بھی بنتا ہے اور کسان اور زمیندار سے روزانہ میرا پالا پڑتا ہے۔ چونیاں کی جو برادرز شوگر مل بند پڑی ہے جس کے تقریباً ایک ارب روپے کے ارد گرد dues pending ہیں

لہٰذا حکومت ہی ان کسانوں کو facilitate کردے۔ ان کے پاس اربوں روپے ہیں اور ایک ارب روپے سے کچھ بھی نہیں ہونا اور شاید پتا بھی نہیں لگنا لیکن جو زمیندار کسان پچھلے دو سالوں سے در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اس کا بھلا ہو جائے گا۔ اب ایڈمنسٹریشن کے پاس ایک بہترین جواب آ چکا ہے کہ معاملہ litigation میں چلا گیا ہے اس میں چاہے دس بیس سال لگ جائیں یعنی اس سے زمیندار ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر! ہمارے ہمسایہ ملک کی میں آپ کو latest مثال دے دیتا ہوں کہ وہاں کپاس کی قیمت میں تھوڑی سی کمی آ گئی لیکن اس حکومت نے کسان سے 90 percent on international prices ساری کی ساری کپاس خریدی اور remaining 10 percent کے حوالے سے کہا کہ جب کپاس بک جائے گی تو ہم آپ کو دے دیں گے۔ کیا پنجاب حکومت یہ نہیں کر سکتی؟ میں یہاں چونیاں کی برادرز شوگر مل کی بات نہیں کروں گا بلکہ پورے پنجاب میں جہاں جہاں پر جو شوگر ملیں کسی بھی کسان کی دینے دار ہیں، کیا گورنمنٹ intervention کرکے یہ نہیں کر سکتی کہ وہ پیسے کسانوں کو دے دے اور شوگر ملوں سے نکلوائے۔ یہ کالک اپنے منہ سے حکومت اب دھو دے کہ شوگر مافیا سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے، ہم جانیں اور شوگر ملیں جانیں اور زمیندار جس نے دن رات محنت کی ہے وہ اپنے پیسے لے اور اپنی اگلی فصل کی طرف دھیان دے۔

جناب سپیکر! اس بات کو دوسرا سال چل رہا ہے اور اگر اس طرح سے نہ کیا گیا تو چار سال بھی لگ سکتے ہیں۔ میری آخری request یہی ہو گی کہ اگلے سال ضمنی بجٹ تو آنا ہی آنا ہے اور انشاء اللہ ضرور آئے گا کیونکہ ہماری management ہی بڑی زبردست ہے، اگر اس میں میری تجویز ڈال دی جائے گی تو کسانوں کا بھلا ہو گا اور وہ دعائیں دیں گے۔

جناب سپیکر: پھر آپ اس بات کو قبول کریں ناں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اگر آپ نے نعرے لگوانے ہیں تو ہم لگانے کو تیار ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی مہربانی۔ محترمہ شُنیلا رُوت!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ میں حصہ لینے کا موقع عنایت کیا۔ ضمنی بجٹ 2015 پر بات کرنا چاہوں گی اور میں سمجھتی ہوں کہ ضمنی بجٹ کا جو concept ہے یہ کوئی اچھی exercise نہیں ہے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ poor

planning, lack of vision, lack of being able to see کہ آگے ہم کیا کرنے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کا یہ بہت بڑا failure ہے کیونکہ وہ نظر نہیں رکھتی کہ آنے والے دنوں میں اس نے کس طرح سے اپنے پروگرام اور بجٹ کو لے کر چلنا ہے؟ ہم کہتے ہیں اور بڑے بلند دعوے بھی کرتے ہیں کہ وزیراعلیٰ visionary leader ہیں لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ہمارے visionary leader صاحب نے کیوں نہیں دیکھا کیونکہ ہم تین سال سے دیکھ رہے ہیں کہ ضمنی بجٹ آ رہا ہے؟ یہ ضمنی بجٹ نہ صرف ہر سال آ رہا ہے بلکہ ہر سال بڑھتا جا رہا ہے۔ چلیں، کوئی بات نہیں یہ ضمنی بجٹ آ گیا ہے جس کو ہم accept کرتے ہیں لیکن ان حالات میں accept کرتے ہیں جہاں پر کوئی ایمرجنسی ہو یا ایسا کوئی کام ہو جس کے لئے واقعی فنڈز کی ضرورت تھی اور جہاں پر اس کو بجٹ نہ دیا جا سکا ہو۔ ہم نے یہاں پر 16-2015 میں جو بجٹ رکھا تھا اس کو بھی خرچ نہیں کر سکے۔ کسی مد میں 35 فیصد، کسی مد میں 40 فیصد، کسی میں 50 فیصد اور کسی مد میں 60 فیصد پیسے خرچ ہی نہیں کر سکے اور اہلیت ہی نہیں تھی یا ہم نے وہ پیسے کسی اور مد میں ڈال دیئے ہیں تو اب ہم ضمنی بجٹ کیوں مانگ رہے ہیں؟ اگر آپ بڑے بڑے ممالک کو دیکھیں، میں امریکہ اور انگلینڈ کی بات نہیں کرتی بلکہ اپنے ہمسایہ ممالک کو ہی دیکھ لیں مثلاً انڈیا، بنگلہ دیش اور سری لنکا میں ضمنی بجٹ کبھی بھی دو یا تین فیصد سے اوپر نہیں جاتے لیکن ہمارے ہاں روایت کچھ اس طرح سے ہے۔

جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ضمنی بجٹ کے تھوڑے سے اعداد و شمار بتانا چاہوں گی کہ 14-2013 میں ہم نے 21 بلین ضمنی بجٹ رکھا جو کل بجٹ کا 1.78 فیصد تھا، 15-2014 میں تقریباً 42 بلین رکھا جو 3.11 فیصد بنتا ہے اور اس سال 16-2015 میں 150 بلین سے زائد ضمنی بجٹ رکھا جو 10.3 فیصد تھا۔ پہلے دو سالوں میں ہم نے 50 فیصد بجٹ کا حصہ دیا اور اس مرتبہ ہم نے 122 فیصد بجٹ کر ڈالا جو کہ اچھی بات اور روایت نہیں ہے کہ ہم اپنے ضمنی بجٹ سے اتنا زیادہ تجاوز کر جائیں۔

Mr Speaker! This is a classical example of mismanagement and inefficiency; lack of sightedness and "Claims of good Governance"

جناب سپیکر! ہم کہتے ہیں کہ ہمارا صوبہ بڑا اچھا چل رہا ہے اور ہر چیز اچھے طریقے سے چل رہی ہے۔ لوگوں کو تعلیم بھی مل گئی ہے اور ان کی صحت کے بھی سارے انتظامات ہو گئے ہیں۔ صاف پینے کا

پانی بھی مہیا ہو گیا ہے اس لئے ہم نے بہت بڑے بڑے کام بھی کر لئے ہیں لیکن پھر بھی اس دفعہ ضمنی بجٹ 122 فیصد زیادہ ہے جو کہ آپ کے بجٹ کا 10.3 فیصد ہے جو بہت ہی افسوس کی بات ہے۔ اس سال 16-2015 کے بجٹ کا aggregate is 1.50 billion 934 million 993 lacs ہے۔

جناب سپیکر! میں ریلیف package پر بات کرنا چاہوں گی کہ اگر آپ ریلیف package دیکھیں جو وزیراعلیٰ نے پنجاب کے لئے 20.609 بلین روپے کا اعلان کیا۔ پنجاب کے لئے یہ کہا جاتا ہے اور کبھی یہ بات صحیح ہوا کرتی تھی کہ .Punjab is a bread basket for Pakistan میرا خیال ہے کہ اب یہ صرف ایک terminology رہ گئی ہے جبکہ حقائق سے ہم بہت دور چلے گئے ہیں it is no more a bread basket for Pakistan بلکہ اب ہمارے کسان، مزدور، agriculturist پس چکے ہیں اور ان کو crush کر دیا گیا ہے۔ کیا ہمیں پتا نہیں تھا کہ ہمارے فارمرز، ہمارے agriculturists کی کیا problems ہیں اور کیا مشکلات ہیں اور ہم نے ضمنی بجٹ کیوں لیا اور اگر ہم بھارتی پنجاب کی طرف دیکھیں یا نظر دوڑائیں تو وہاں کا کسان ہمارے کسان سے کہیں زیادہ بہتر ہے جبکہ ہمارے فارمرز کے problems اور issues دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں دو، تین سوالات کرنا چاہوں گی ایک تو یہ import یا سمگلنگ کی مد میں ہندوستان سے جو آئٹمز آ رہے ہیں جن میں پیاز، آلو، ٹماٹر اور اس طرح کی اور چیزیں ہیں، کیا اس کی روک تھام کے لئے حکومت نے کوئی اقدامات کئے ہیں؟ Has any effort been made to stop it? جس کی وجہ سے ہمارا کسان بے بس ہو گیا ہے اور ان کا مال فروخت ہی نہیں ہوتا۔ یہ بھی میں سوال کرنا چاہتی ہوں have we been able to resolve the issue of water and electricity?

جناب سپیکر! تیسری بات یہ کہ مڈل مین بھی کسان کے لئے بہت ہی مصیبت اور مشکل کا سبب ہوتا ہے کیونکہ کسان جو مرضی بھی کر لے لیکن مڈل مین اس کی آمدن کا جو major chunk ہے وہ لے جاتا ہے so یہ issues ہیں جنہیں ہم نے address نہیں کیا۔ ان کے لئے ایک package announce کر دیا ہے تاکہ ہم political mileage gain کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہوں گی کہ ہماری priorities کیا ہیں؟ ہم نے فارمرز کو تو 20 بلین روپے دیئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اورنج لائن ٹرین کے لئے پنجاب میں 54.50 بلین روپیہ

ضمنی بجٹ میں رکھا جس کی تفصیلات آپ کو صفحہ نمبرز 74 اور 75 پر مل سکتی ہیں۔ راتوں رات ہمارے visionary leader کو خواب آیا اور صبح اٹھ کر انہوں نے اورنج لائن ٹرین کو بنانا شروع کر دیا۔ کوئی پیسے نہیں تھے، کوئی PC-1 نہیں تھا، کوئی پلاننگ نہیں تھی اور اِدھر اُدھر سے پیسے لے کر، یہ 54 بلین روپے بہت بڑی رقم ہے جو ہم نے اورنج لائن ٹرین پر لگا دی۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"اورنج لائن ٹرین کی تکلیف ہے" کی آوازیں)

جناب سپیکر! آپ انہیں روکیں یہ کیوں interrupt کرتی ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کے کان میں پتا نہیں کہاں سے آواز پڑ گئی ہے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ (شور و غل)

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! یہ اپنے اندر سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس سے پتا چلتا ہے کہ ہماری پنجاب حکومت کی priorities کیا ہیں۔ فارمرز اور ان کے مسائل و مشکلات ہماری priorities نہیں ہیں بلکہ ہماری priority اورنج لائن ٹرین ہے یا میٹرو بس ہے یا بڑے بڑے پل اور انڈر پاسز ہیں۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ loans to municipalities/ autonomous bodies کے لئے چار بلین روپے صفحہ نمبرز 272 اور 273 پر اسے دیکھ سکتے ہیں۔ یہ loan بلدیاتی الیکشن کے وقت لئے گئے تھے اور اس وقت پنجاب حکومت کے پاس پیسے نہیں تھے کیونکہ پنجاب حکومت اپنے سارے پیسے اورنج لائن ٹرین پر لگا چکی تھی اس لئے انہیں وفاقی حکومت سے یہ پیسے لینے پڑے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ جان بوجھ کر بات کسی اور طرف لے جاتی ہیں اور آپ relevant کیوں نہیں رہتیں؟

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"جھوٹ، جھوٹ" کی آوازیں)

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! وہ مجھے کیوں interrupt کرتی ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ relevant ہو جائیں میں انہیں بھی منع کرتا ہوں آپ کی مہربانی۔ ضمنی بجٹ پر بات کریں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آپ صفحہ نمبرز 272 اور 273 پر دیکھیں کہ وفاقی حکومت سے پیسے لئے گئے تھے اور یہ پیسے ان لوگوں کو دیئے گئے جو غیر منتخب تھے تو انہیں دینے کی کیا ضرورت تھی۔ میرا یہ سوال وزیر خزانہ اور محکمہ خزانہ سے ہے کہ where was this money spent یہ پیسے کہاں خرچ کئے گئے اور کیا یہ پیسے سکولوں کو بنانے کے لئے خرچ کئے گئے؟---

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحبہ اس حوالے سے اپنی wind up speech میں بتائیں گی۔ آپ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! مجھے بات تو کرنے دیں ناں۔ میں سوال کر رہی ہوں۔

I am only asking a question. Sir, I am asking a very relevant question. My question is that where has this money that is 4 billion been spent. That is my question and I think the Finance Minister must answer my question.

جناب سپیکر: جی، میں ان سے پوچھتا ہوں۔ آپ wind up کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! کیا ہم یہ سمجھیں کہ یہ پیسے بطور رشوت political bribes کے طور پر بلدیاتی الیکشن کے موقع پر دیئے گئے یا انہیں مثبت طریقے سے خرچ کیا گیا تھا؟ اس کا ہمیں جواب چاہئے---

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار اپنی نشستوں پر کھڑی ہو گئیں)

جناب سپیکر: مجھے ان کی ضمنی بجٹ پر بحث سننے دیں۔ آپ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! 17.468 بلین روپے شوگر مافیا کو دیئے گئے اور میں یہاں پر یہ ضرور کہوں گی کہ ان میں سے 12- ارب روپے انہیں دیا گیا جو ہماری حکومت own کرتی ہے کہ employees of police on special duty یعنی کہ پروٹوکول۔ پروٹوکول کی مد میں جو

پیسے ضمنی بجٹ میں رکھے گئے ہیں صفحہ نمبر 292 پر six crore forty two lac and eighty eight thousand انہوں نے کیا ایسا کارنامہ دکھایا تھا؟ جبکہ یہ محکمہ سے already تنخواہ لے رہے تھے پھر ان کو ان کی بہترین کارکردگی پر اضافی پیسے دیئے گئے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے سوال کرنا چاہتی ہوں، why extra favour? کیوں ان کو یہ extra favour دی گئی اور کون سا بہت بڑا کارنامہ انہوں نے کیا؟ جبکہ یہ already police department سے تنخواہیں لے رہے تھے۔

جناب سپیکر: جو اچھا کام کرتے ہیں آپ اُن کو پسند نہیں کرتے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! وزیراعلیٰ کے ماڈل ٹاؤن میں جو انہوں نے اپنے لئے جنریٹر لگایا ہے میں اُس کا ذکر نہیں کروں گی لیکن میں ایک اور بہت important بات کرنا چاہتی ہوں ضمنی بجٹ book میں صفحہ نمبر 11 پر اگر آپ دیکھیں تو وزیراعلیٰ کے لئے 8 کروڑ 42 لاکھ اور 26 ہزار روپے ضمنی بجٹ میں رکھے گئے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں 2015-16 already میں وزیراعلیٰ ہاؤس کے ایک دن کے اخراجات 17 لاکھ روپے ہیں اور ابھی اُن کو اضافی بجٹ بھی چاہئے، شرم آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: اس پر پہلے بات ہو چکی ہے مہربانی کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! وزیراعلیٰ اگر اپنے employees کی کچھ تعداد کم کر دیں جو کہ 2014-15 میں 635 تھی 2015-16 میں 655 تھی اور 2016-17 میں 675 ہے اس تعداد کو کم کریں تاکہ ضمنی بجٹ نہ لینا پڑے۔ 17 لاکھ روپیہ جو ہم وزیراعلیٰ ہاؤس پر daily خرچ کر رہے ہیں اُس کو بھی کم کیا جائے تاکہ جو غریب لوگ ہیں وہ پیسا اُن کے لئے رکھا جا سکے۔ ان employees کے علاوہ دو درجن سے زیادہ ایسے employees ہیں جو اپنے اپنے محکموں سے بھی تنخواہیں لے رہے ہیں اور چیف منسٹر کے گھر میں کام بھی کر رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ ہاؤس کے لئے ہم نے 70 percent budgeted amount سے زیادہ بجٹ خرچ کیا میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت زیادتی کی بات ہے اور یہ آپ نے دوسرے بجٹ سے نکال کر ادھر ڈال دیا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں last but not the least میں minorities کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گی۔ میں minorities کا ذکر اس لئے بھی کرنا چاہوں گی کیونکہ میرا اپنا تعلق minorities سے ہے۔

جناب سپیکر: Order please ,Order please اُن کی بات سنیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں کچھ کہوں میں اپنے بھائی شہزاد منشی کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے minorities کے issues کو اُجاگر کیا اور آپ سے سفارش بھی کرنا چاہوں گی کہ انہیں کچھ کہیے گا نہیں۔ جیسے کہ میرے بھائی نے بتایا میں اپنی بجٹ تقریر میں بھی کہہ چکی تھی 200 ملین روپیہ پچھلے سال رکھا گیا جس میں سے کوئی پیسا خرچ نہیں ہوا بالکل زیرو تھا۔ Nothing reported to have been spent out of last years budget اس دفعہ پھر آپ نے 200 ملین روپیہ رکھ دیا، 2016 میں reserve کر دیا اور پتا نہیں آپ کیوں allocate کرتے ہیں؟ آپ minorities کے لئے پیسے نہ رکھا کریں اگر آپ نے خرچ ہی نہیں کرنے۔ پاکستان میں بسنے والی minorities کی تو بڑی معصوم سی چھوٹی چھوٹی ضروریات ہیں خواہشات ہیں، اُس کے لئے بھی آپ اتنا ننھا منا سا بجٹ رکھتے ہیں اور وہ بھی آپ کو توفیق نہیں کہ آپ اُس کو اُن لوگوں کے لئے جو بے چارے اتنی مشکل میں رہ رہے ہیں اُن کے لئے خرچ کر سکیں۔

Mr Speaker! Rupees four sixty three million budget for development of Minorities and Human Rights PC-21042

پبلک بلڈنگ کی مد میں رکھا گیا اور اس میں سے بھی nothing were spent میرے بھائی نے تو کہا کہ ہمیں اڑھائی کروڑ ملا تھا لیکن اور budget books میں اس بارے میں خاموش ہیں اور budget books میں اس کے بارے میں کوئی ذکر نہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ minorities اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں، اس ملک کی پہچان ہیں، پاکستان معرض وجود میں نہیں آسکتا تھا اگر ہماری minorities، ہماری اُس وقت کی leadership پاکستان کے حق میں ووٹ نہ ڈالتی اور ہمارے پہلے سپیکر پنجاب اسمبلی کے بھی۔۔۔

MR SPEAKER: Every citizen of Pakistan has equal and basic rights.

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بے شک لیکن ایسا نہیں ہو رہا میں آپ کی وساطت سے یہ ضرور کہنا چاہوں گی کہ minorities کے لئے جو فنڈز مختص کئے جاتے ہیں اُن کے لئے رکھے جائیں۔ میرے بھائی

نے ایک اور ذکر کیا کہ آپ Minorities کے ایم پی ایز ہیں لیکن میں آپ سے کہنا چاہوں گی کہ جب میں انسانی حقوق و اقلیتی امور کے ڈیپارٹمنٹ میں گئی تو وہاں پر میرا نام نہیں تھا اُن کو صرف سات minorities کے ایم پی ایز کا پتا تھا اور جو اپوزیشن کی ایم پی اے ہے اُس کا اُن کے پاس نام ہی نہیں تھا، مجھے اپنا نام رجسٹر کروانا پڑا اور مجھے یہ کہنا پڑا کہ میں بھی ایم پی اے ہوں میرا نام بھی لکھیں یہ تو ہماری حکومت کے جو لوگ ہیں اُن کے حالات ہیں۔ وہ ہمیں acknowledge بھی نہیں کرنا چاہتے ٹائم دینا تو بہت دور کی بات ہے۔

جناب سپیکر: چلیں مہربانی۔ بہت شکریہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت افسوس کی بات ہے ایک آخری سوال چھوڑنا چاہتی ہوں اور وہ یہ ہے۔

Has the Punjab government been able to resolve the issue of minorities in Punjab?

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ میں صفحہ نمبر 11 دس لاکھ روپے آپ نے سندھ حکومت کو minorities کے لئے دیئے جبکہ پنجاب کے minorities تو سسک رہے ہیں اور رو رہے ہیں ان کے مسائل تو آپ سے حل نہیں ہوتے۔ آپ سندھ چلیں گئے ہیں مجھے اس پر اعتراض کوئی نہیں ہے لیکن پہلے اپنے گھر کو دیکھیں۔

جناب سپیکر: جس پر آپ کو اعتراض نہیں ہے پھر بات کیوں کر رہی ہیں۔ جب اعتراض نہیں ہے تو پھر خاموش ہو جائیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! مجھے اعتراض اس لئے نہیں ہے کہ وہاں پر آپ نے minorities کے لئے دیئے ہیں لیکن ہمارے فنڈز کہاں گئے؟

جناب سپیکر: جی، پوچھیں گے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ مہربانی۔ ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جس طرح سے ہم حکومت کی پچھلے سال کی کارکردگی دیکھتے ہیں تو over spending in non-development expenditure جو تھی وہ تقریباً

18 فیصد تھی پچھلی دفعہ کا بھی ضمنی بجٹ تھا وہ بھی موجود تھا۔اس دفعہ پھر 150 بلین روپے کا ضمنی بجٹ آج پیش کیا جارہا ہے۔ میں پچھلی دفعہ کی مثالوں کو دیکھتے ہوئے سمجھتی ہوں کہ حکومت کو اپنی self correction کرنی چاہئے تھی اور اس چیز کی نوبت نہیں آنی چاہئے تھی کہ ایک دفعہ پھر اتنی بڑی amount کے ضمنی بجٹ کی ڈیمانڈ آتی۔ ہم جو حالات دیکھ رہے ہیں جس statistics سے ہم current budget کی study کرتے ہیں تو پھر یہ لگتا ہے کہ آئندہ سال بھی یہ شارٹ فال برقرار رہے گا اور اسی طرح ہم ضمنی بجٹ پر دوبارہ discussions کر رہے ہوں گے۔ جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں اُن میں سے تقریباً ہر ڈیپارٹمنٹ نے one billion over spending کی ہے چاہے وہ پولیس، ایجوکیشن، ہیلتھ سروسز، fisheries،، museum، industries، communication اور Housing کا محکمہ تھا یہ سب کی سب non-development over spending کی مد میں کی گئی ہے کیونکہ یہ اپنا ڈویلپمنٹ بجٹ تو utilize کرنے میں بُری طرح سے ناکام ہوگئے تھے۔ جو over spending ہوئی ہے وہ صرف salaries، ٹی اے/ڈی ایز، perks and privileges، maintenance، offices کے rents میں۔ ضمنی بجٹ کا یہ مقصد نہیں ہوتا۔ ضمنی بجٹ جو ہوتا ہے وہ unforeseen events کے اس قسم اور unpredictable disasters calamities آجاتے ہیں، unforeseen خرچے آجاتے ہیں یہ ان کے لئے ہوتا ہے۔ یہ ساری چیزیں avoid ہو سکتی ہیں اگر proper planning کی جائے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہاں اس اسمبلی کے floor میں میری آپ سے request ہے کہ اس قسم کا کوئی اصول، اس قسم کے rules پاس کئے جائیں جس میں ضمنی بجٹ کے لئے کوئی ایک road map دیا جائے کہ صرف ان ان conditions میں ضمنی بجٹ پاس ہو سکتا ہے۔ گورنمنٹ کی priorities پبلک ہیلتھ، ایجوکیشن، ہیلتھ سروسز ہونی چاہئیں جبکہ ضمنی بجٹ پر ہم ایک نظر دوڑاتے ہیں تو سامنے صاف نظر آجاتا ہے کہ priorities roads and bridges ہیں، civil works ہیں، جنرل ایڈمنسٹریشن ہیں کسی بھی گڈ گورننس کے لئے یہ چیزیں مناسب نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ضمنی بجٹ کی تھوڑی سی مثالیں دینا چاہتی ہوں کہ یہ پیسا ان چیزوں پر خرچ کیا گیا ہے جو avoid ہو سکتی تھیں اور اگلے سال کے بجٹ میں ڈالی جا سکتی تھیں۔ ان میں سے آپ دیکھیں گے کوئی بھی priority کی چیز نہیں تھی جس پر taxpayer کا پیسا خرچ کیا گیا،

ring roadاورconstruction of inter changesکیا یہ چیزیں ضمنی بجٹ کی حقدار ہیں؟اس کے علاوہ

Purchase of 9 Toyota double cabin 4 x 4 Vigo for deployment as escort Vehicles with members of cabinet, sub committee on law and order including Minister for Law, Chief Secretary and Home Secretary.

جناب سپیکر!آج جب ہمارے بچے سڑکوں پر مر رہے ہیں،آج لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اتنی خراب ہے، عوام کو تو ہم تحفظ دے نہیں رہے ہیں اور ضمنی بجٹ میں وزیراعلیٰ،وزیر داخلہ،وزیر قانون اپنے لوگوں کے لئے 9 TOYOTA Vigoکروڑوں روپے کی لاگت سے خرید رہے ہیں۔اسی طرح مجھے ضمنی بجٹ میں بڑی حیرت انگیز مد ملی کہ

Appointment of consultant for Balochistan Institute of Cardiology Quetta.

جناب سپیکر!کیا ہمارے پنجاب کے ہسپتالوں میں ڈاکٹرز مکمل ہو گئے ہیں،کیا ہمارے پاس سپیشلسٹ موجود ہیں،کیا ہمارا پنجاب کارڈیالوجیideal situationمیں کام کر رہا ہے؟ہمارے پنجاب کے پاس تو خود ڈاکٹرز نہیں ہیں اور ہمارے ہسپتالوں کو خود پیسوں کی ضرورت ہے ایسے میں مجھے یہ سمجھ نہیں آیا کہ ضمنی بجٹ میں ہم کوئٹہ کے کارڈیالوجی کےconsultantکوappointکرنے کے لئے پیسے دے رہے ہیں۔ ٹھیک ہے اگر آپ ضمنی بجٹ میں جن چیزوں کے لئے پیسے لیتے ہیں ان کی performanceدیں تو ہمیں ضمنی بجٹ پر بھی کوئی اعتراض نہ ہو مگرperformanceکیا ہے؟ایک انہوں نےPrevention and control of Hepatitis Programmeجو پرائم منسٹر کا پروگرام ہے اس کے لئے ضمنی بجٹ مانگا اور وہ صرف ان کیpaysوغیرہ کے لئے مانگا ہے لیکن آج ہیپاٹائٹس کی کیاsituationہے،پورا پنجاب ہیپاٹائٹس میں جکڑا گیا ہے۔پورے پورے گاؤں اس کی لپیٹ میں آ گئے ہیں ہر چوتھے فرد کا ہیپاٹائٹسpositiveآ رہا ہے۔اسconditionمیں ہم اس پروگرام کے لئے پیسے دیتے ہیں تو ہمیںresultsبھی تو چاہئیں۔یہ پروگرامtotal failureہے اور اس کے لئے اصل بجٹ میں بھی کروڑہا روپے کے فنڈز لئے جا رہے ہیں اور ضمنی بجٹ میں بھی لئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ یہ بالکلwasage of moneyہے۔پرائم منسٹر کے ٹی بی کنٹرول پروگرام کے لئے پیسے مانگے گئے۔آجsituationیہ ہے کہ ٹی بی کےinsidentsمیں

پاکستان دنیا میں چھٹے نمبر پر ہے۔ ٹی بی جیسا مرض جو اتنا آسانی سے treat ہونے والا مرض ہے ہم اس کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہو گئے تو پھر اس کے لئے ضمنی بجٹ میں پیسے کیوں مانگے جا رہے ہیں؟ National Maternal and Child Health Programme بنایا گیا ہے۔ یہ بچوں اور ماؤں کو صحت اور تحفظ دینے کے لئے بنایا گیا ہے جبکہ ہم بار بار ذکر کرتے ہیں کہ آج پاکستان میں سب سے زیادہ مائیں دوران زچگی میں مرتی ہیں۔ باہر کے ممالک میں اگر کسی ہسپتال میں ایک ماں ڈیلوری کے دوران مر جائے تو وہ ہسپتال بند ہو جاتا ہے کیونکہ کوئی ایسی وجہ نہیں ہے کہ جس کو ہم کنٹرول نہ کر سکیں جس کی وجہ سے مائیں مرنے سے بچائی نہ جا سکیں۔

جناب سپیکر! آج دنیا میں ہماری سب سے زیادہ مائیں مرتی ہیں، سب سے زیادہ بچے پیدائش پر مرتے ہیں اور یہ سارے خرچے جو ڈیپارٹمنٹس کے لئے مانگے جا رہے ہیں یہ سب کے سب salaries and allowances کے لئے مانگے جا رہے ہیں۔ ایک پروگرام اور شروع کیا گیا تھا Integrated Reproductive Maternal New Born, Child Health and Nutrition Programme اس کے لئے ہم پیسے کیوں دیں جبکہ ہماری 40،50 فیصد آبادی malnourished ہے، stunting کی شکار ہے، wasting کی شکار ہے۔ 50 فیصد عورتیں اس وقت Anemia کا شکار ہیں ان میں خون کی کمی ہے۔ under 5 mortality rate پانچ سال سے کم عمر بچوں کا جو death rate ہوتا ہے یہ دنیا میں ایک important index ہے جو کہ ہیلتھ اور nutritional status کی index مانی جاتی ہے۔ اس کے اندر ہمارا اتنا poor indicator ہے کہ ایک ہزار بچوں میں سے 137 بچوں کی death ہو جاتی ہیں۔ اگر ہم اس قسم کے بجٹ مانگتے ہیں اور یہ ضمنی بجٹ کو ہم اتنا main پیسا کاٹ کر اور tax payer کی محنت کی کمائی کو ہم ان پراجیکٹس پر لگاتے ہیں اور ہمیں ان کے یہ results ملتے ہیں۔ یہ تھوڑی سی مثالیں ہیں جو میں نے آپ کو دی ہیں اگر ہم کتاب کھولیں تو وہ پہلے صفحہ سے لے کر آخری صفحہ تک اس طرح کی بے شمار مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے اس ضمنی بجٹ کی پانی کی مدھانی میں مجھے وقت عنایت فرمایا ہے۔ یہ ہر سال ضمنی بجٹ آتا ہے اس پر بڑا واویلا ہوتا ہے اور گمان یہی ہوتا ہے کہ جب اگلے سال بجٹ آئے گا تو اس میں ضمنی بجٹ کے حجم میں کمی سے کمی آتی چلی جائے گی لیکن اس مرتبہ جو 17-2016 کا بجٹ پیش ہوا ہے وہ پنجاب کی تاریخ

کا سب سے بڑا ضمنی بجٹ پیش ہوا ہے جس پر میں بہت ہی افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔ ہم اس کو کوئی financial managementکا نام تو نہیں دے سکتے میں کافی دیر سے سوچ رہا تھا کہ اس کو کیا نام دیا جائے۔ میرے ذہن میں تو یہی بات آئی کہ یہ "گھڑوس پروگرام" ہے جو پنجاب کے اندر رواں دواں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں تھوڑی سی figures دینا چاہتا ہوں۔ اس ضمنی بجٹ میں 54 کروڑ سے زائد رقم ایگریکلچر پر خرچ کی ہے۔ ٹرانسپورٹ پر 54۔ارب 50 کروڑ روپے سے زائد رقم مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: پھر پڑھ لیں، پھر پڑھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پڑھ لیا ہے۔population welfare کے اندر 3۔ارب 51 کروڑ روپے خرچ کر دیئے۔ سکول ایجوکیشن میں ایک ارب روپیہ خرچ کر دیا، ہائر ایجوکیشن میں 2.5۔ارب روپے کی خطیر رقم خرچ کی ہے۔ اسی طرح سپورٹس ڈیپارٹمنٹ میں 43 کروڑ روپے خرچ کئے ہیں۔ یہ شکر ہے کہ وہ عثمان انور نام کا تحفہ جو ڈی جی سپورٹس لگایا تھا اس کی واپسی ممکن ہوئی ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ وہ پھر واپس آئے گا اور خوب اپنے گل کھیلے گا۔ اسی طرح یہ واٹر سپلائی سیوریج ڈرینج میں ایک ارب 50 کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے۔ رُورل ورکس پروگرام پر 6۔ارب 93 کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے۔ اسی طرح ہیلتھ پر 14.55۔ارب روپیہ جو بجٹ میں approve ہوا تھا اس سے زائد خرچ کیا۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے regular budget میں بھی رقم دی گئی لیکن اس میں 67.46۔ارب روپے کی خطیر over and above خرچ کی ہے۔

جناب سپیکر! میرے پاس roads and bridges کی لمبی لسٹ ہے جو ضمنی بجٹ کے اندر انہوں نے approve کرنے کے لئے اسمبلی کو کہا ہے اور ظاہر ہے کہ majority موجود ہے اور یہ approve ہو جانا ہے لیکن مجھے اس بات پر شدید غم و غصہ ہے کہ یہ کم و بیش 81 کے قریب roads and bridges کے منصوبے انہوں نے بجٹ سے ہٹ کر ترتیب دیئے ہیں اس پر اربوں روپیہ خرچ کیا ہے۔ یہ جنوبی پنجاب کی، بہاولپور کی بات تو بڑی کرتے ہیں لیکن پورے ضمنی بجٹ کے اندر انہوں نے roads and bridges پر جو رقم خرچ کی ہے اس میں صرف دو منصوبے بہاولپور کے ہیں۔ کوئی ایک منصوبہ بھی رحیم یار خان کا نہیں ہے، کوئی ایک منصوبہ بہاولنگر کا نہیں ہے اسی لئے ہم بار بار اس ایوان کے اندر واویلا کرتے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ لاہور رنگ روڈ پر سالانہ بجٹ کا اربوں روپیہ منظور کروایا، اربوں روپے خرچ کرنے کے بعد بھی تسلی نہیں ہوئی اور 15.83- ارب روپیہ مزید لاہور رنگ روڈ پر خرچ کئے ہیں۔ میں نے یہ باتیں اسی بجٹ کے documents میں سے آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں۔ جب ہمارے علاقے کے لوگ اس کو دیکھتے ہے تو انہیں اس حوالے سے تکلیف ہوتی ہے۔ صرف بجٹ کے اندر یہاں تقریر ہوتی ہے اس کے اندر جنوبی پنجاب اور بہاولپور کی بات ہوتی ہے اور جب عملی اقدامات ہوتے ہیں تو اس میں ہمارا پتہ بالکل صاف ہوتا ہے اور میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں۔ اسی طرح انہوں نے سالانہ بجٹ کے اندر بھی انصاف یعنی جوڈیشری کے لئے اربوں روپے کی رقم رکھی تھی اور اس ضمنی بجٹ کے اندر بھی 31.71- ارب روپیہ ان عدالتوں کو دیا گیا۔ بات یہ ہے کہ جن کی کارکردگی questionable ہے ابھی چار روز پہلے میں ایک اخبار کے اندر خبر پڑھ رہا تھا کہ 1995 میں ایک شخص نے دو قتل کئے اور 2016 میں 21 سال کے بعد وہ پھانسی کے پھندے پر چڑھا لیکن یہاں پر ججوں کی گاڑیوں اور تنخواہوں کی ایک لمبی لسٹ دی گئی ہے۔ آخر یہ انصاف جو اتنا delayed ہے اس کا کون کون ذمہ دار ہے، اس کو کس نے دیکھنا ہے اور ان کو کیوں اتنی مراعات دی جارہی ہیں؟ صرف اس لئے کہ جب یہ جوڈیشری کی سپیشل کمیٹیاں بناتے ہیں تو وہ ان کو favour کریں۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا notice ہوگا تو آپ ہی کو آئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی طرح انہوں نے جیلوں میں موبائل جیمرز پر 33 کروڑ روپے سے زیادہ رقم خرچ کی ہے اور وہ ایسے جیمرز ہیں، میں خاص طور پر بہاولپور کی سنٹرل جیل کی بات کرتا ہوں کہ اس کے ارد گرد جتنی بھی آبادی ہے اور جو تاجر ہیں وہ بڑے تنگ ہیں۔ وہ دو تین فرلانگ دور جاکر فون کرتے ہیں اور یہ قصہ کہانی تقریباً صوبہ پنجاب کی ہر جیل کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی تعاون فرمائیں، آپ کا بھی کام ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان سائل کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح لاء اینڈ آرڈر اور سکیورٹی کے حوالے سے ان کو اربوں روپے دیئے ہیں اس طرح سے نئی فورسز بنائی جارہی ہیں لیکن جو عوام کا اصل مسئلہ تھانہ کلچر ہے جو بندہ تھانے کے اندر داخل ہوتا ہے چاہے وہ ملزم ہے یا مدعی پولیس دونوں کی جیب میں سے پیسے نکالنے کی کوشش کرتی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے بڑا شور مچایا ہے کہ ایف آئی آر فری ہوتی ہے یہ بالکل فری launch نہیں ہوتی جب تک اوپر سے ڈی پی او یا آر پی او approval نہیں دیتے اس وقت تک ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔ میں یہ بہاولپور کی بات کر رہا ہوں اور یہی قصہ کہانی کم و بیش پورے پنجاب کی ہے۔

جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ یہ اتنا بڑا بجٹ پیش کیا ہے اور اسی سال آل پاکستان کلرک ایسوسی ایشن کے کہنے پر کلرکس اور سپرٹینڈنٹ کے سکیل بڑھائے گئے اور یہ اچھی بات ہے لیکن جو ورک چارج اور daily wages ملازمین ہیں اور 250 کے قریب ایسے کیڈر ہیں جو ترقی سے محروم رہ گئے ہیں بلکہ یہاں پر آپ کی سربراہی میں اسمبلی کی فنانس کمیٹی کی میٹنگ ہوئی اور اس میں فیصلہ ہوا، ہماری اسمبلی کے ملازمین جو دن رات محنت کرتے ہیں ان کے لئے چند کروڑ روپے کا خرچہ درکار تھا، میں نے کئی دفعہ اسمبلی کے اندر اس بات کو بھی اٹھایا لیکن تاحال حکومت اس پر کچھ کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اصل تکلیف یہ ہوتی ہے اب لاہور کے اندر میٹرو بس بنی ہے اور اورنج لائن ٹرین بھی بن رہی ہے اور میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ میگا پراجیکٹس بننے چاہئیں۔

جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ لاہور کے اندر یہ چیزیں بن رہی ہیں لیکن بات یہ ہے کہ جو محروم علاقے ہیں ان کی کاسٹ پر یہ چیزیں بنانا، میں اس پر سخت معترض ہوں اور آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے میٹرو بس کے حوالے سے اسمبلی میں detail مانگی تھی کہ دوران سال کون کون سے پراجیکٹس سے رقم reappropriate کرکے میٹرو بس بنائی گئی ہے؟

جناب سپیکر! پہلی دفعہ تو گورنمنٹ نے بالکل اس کو گول مول کر دیا اور جواب دیا تھا کہ ہم نے ادھر ادھر سے رقم اکٹھی کرکے اتنا بڑا منصوبہ بنایا ہے۔ میں نے دوبارہ سوال دیا تو معلوم ہوا کہ 176 کے قریب جو منصوبے ہیں جس میں اربوں روپے کی farms to market roads بہاولپور، رحیم یار خان، بہاولنگر اور جنوبی پنجاب کی تھیں وہ ساری رقم reappropriate کرکے میٹرو بس کے اندر لگائی گئیں اس ناانصافی سے محرومیاں جنم لیتی ہیں۔ دیکھیں! یہ ڈیڑھ کھرب روپے سے زائد کا ضمنی بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ بہاولپور کے اندر صاف پانی کا بڑا چرچا ہو رہا ہے بہاولپور میں 2004 کے اندر ایک ارب 20 کروڑ روپے کی لاگت سے منصوبہ بنایا گیا، 76 ٹربائین لگیں، 76 ٹرانسفارمر لگے اور پورے شہر کے اندر پلاسٹک کی دو نمبر پائپ بچھائی گئی اور کہا گیا

کہ شہریوں کو صاف پانی فراہم کیا جائے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک ارب 20 کروڑ روپیہ تا حال ضائع ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں بار بار سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کی خدمت میں پیش ہوتا ہوں، تین سیکرٹری تبدیل ہو چکے ہیں جس کے سامنے یہ ساری بات رکھتا ہوں وہ سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا کہ انہوں نے اس کو design کس طرح کیا ہے؟ اس میں نقص رکھے گئے ہیں۔ سارے منصوبے کے اندر ٹیوب ویل آپریٹرز، ڈرائیور اور چوکیدار رکھے نہیں تھے، ٹی ایم اے نے اس کو take over نہیں کیا، پائپ گل کر پھٹ گئے ہیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ٹرانسفارمرز چوری ہو گئے اور اس کی ایف آئی آر درج ہو گئی وہاں پانی تو نہیں ملا لیکن پولیس ٹرانسفارمرز recover کرنے کے لئے بھاگ رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ اور محترمہ وزیر خزانہ کو یہ نظر نہیں آیا؟ یہ ایک ارب 20 کروڑ روپے ضائع ہوا، اگر یہ اس میں چند لاکھ یا چند کروڑ روپے دے دیتے تو یہ منصوبہ مکمل ہو جاتا۔ میرے بھائی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے منسٹر صاحب بیٹھے ہیں میں ان کی تحسین کرتا ہوں کہ جب بھی ان کی منسٹری کے حوالے سے بات کرتا ہوں تو یہ بھاگتے ہیں، یہ بہاولپور بھی تشریف لائے، اسلامی کالونی بہاولپور تین مرلہ سکیم میں پانی سپلائی کا منصوبہ چل رہا ہے اور اس کو دس سال ہو گئے ہیں۔ اس کے لئے چند کروڑ روپے درکار ہیں کبھی تھوڑے پیسے دے دیئے، پھر تھوڑے پیسے مزید کم کر دیئے اور پھر تھوڑے زیادہ پیسے دے دیئے تو میری گزارش یہ ہے کہ یہاں لاہور رنگ روڈ پر اربوں روپے بجٹ سے ہٹ کر خرچ کئے ہیں جس کے لئے اب ضمنی ڈیمانڈ کی منظوری آئی ہوئی ہے وہاں چند کروڑ روپے یکمشت نہیں دے سکتے تاکہ وہ منصوبہ مکمل ہو سکے؟

جناب سپیکر! اب میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ پر عرض کروں گا۔ آپ دیکھیں کہ انہوں نے جو رقم خرچ کی ہے وہ 14.55 کروڑ روپیہ سالانہ بجٹ میں دی ہوئی رقم سے زیادہ ہے۔ میں پنجاب کے ہر ہسپتال کے حوالے سے بات کر سکتا ہوں۔ میں خود بھی میڈیکل ڈاکٹر ہوں، practicing doctor ہوں اور میں بھی میڈیکل پریکٹس کرتا ہوں، جن کمپنیوں کی ہسپتالوں کے اندر ادویات available ہوتی ہیں ان کمپنیوں کا اوپن مارکیٹ میں نام و نشان تک نہیں ہوتا۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ fake companies بنتی ہیں، دو نمبر کمپنیاں بنتی ہیں کیونکہ lowest bid قبول ہوتی ہے اس کے نتیجے میں sub-standard ادویات ہسپتالوں کو سپلائی ہوتی ہیں اور یہ چیزیں کس نے دیکھنی ہیں؟ اس پر کسی کی

توجہ نہیں ہے۔ جب ہم لاہور آتے ہیں تو یہاں over bridge اور flyovers موجود ہیں، ہر چوک کے نیچے سے سڑک گزر رہی ہے اور یہ underways ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر چیئر پرسن محترمہ راحیلہ خادم حسین
کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئیں)

محترمہ چیئر پرسن! میں پچھلے تین سال سے اسمبلی کے اندر بار بار واویلا کر رہا ہوں کہ بہاولپور میں سرکلر روڈ کے ایک سائیڈ پر محکمہ ہیلتھ کا ٹیچنگ انسٹیٹیوشن بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال ہے جو قائداعظم میڈیکل کالج کے ساتھ منسلک ہے، ایک سائیڈ پر میڈیسن مارکیٹ ہے اور یہ بہت زیادہ رش روڈ ہے۔

محترمہ چیئر پرسن! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ میں ایسے واقعات جانتا ہوں کہ جب آپریشن تھیٹر سے مریض کے لواحقین کے پاس چٹ جاتی ہے کہ ابھی یہ دوائی چاہئے تو پتا نہیں کہ وہ ذہن کی کس کیفیت کے اندر ہوتا ہے، وہ بھاگتا ہوا روڈ کراس کرتے ہوئے accident کا شکار ہوتا ہے۔ میں بالکل خود ذاتی طور پر جانتا ہوں جس میں ایسے مریض کے attendant کی accident میں death ہو گئی، اتنی پریشانی ہے وہاں پر کمشنر سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم رنگ روڈ بنا رہے ہیں۔ اب یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ رنگ روڈ نہیں بن سکتی کیونکہ رنگ روڈ کا ایک portion بہاولپور کنٹونمنٹ کے ساتھ متصل ہے اور اس کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ آرمی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ ہم اپنی دیوار کے ساتھ رنگ روڈ نہیں بننے دیں گے۔ اس منصوبے کا جو لالی پاپ ہمیں دیا جا رہا تھا وہ کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔

محترمہ چیئر پرسن! میں گزارش یہ کروں گا کہ آپ لاہور کے جو چوک رہ گئے ہیں اس پر بھی فلائی اوور اور انڈر پاسز بنا دیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن خدا کے لئے ایک انڈر پاس یا ایک فلائی اوور کے لئے میں تین سال سے پیٹ رہا ہوں۔ پچھلی دفعہ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے دو اجلاس قبل، جب میں نے یہ بات کی تھی تو انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ بار بار واویلا کرتے ہیں تو میں انشاء اللہ وزیر اعلیٰ سے یہ بات کرتا ہوں لیکن اس بجٹ کے اندر بھی میں بہت ہی دکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہوں کہ اس حوالے سے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی اور ضمنی بجٹ کے اندر کھربوں کے اخراجات ہوئے ہیں۔

محترمہ چیئر پرسن! محترمہ وزیر خزانہ بار بار اٹھ کر باہر چلی جاتی ہیں۔ مجھے احساس ہے کہ ان کا اس ضمنی بجٹ کے اخراجات میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ جتنا بھی ضمنی بجٹ کا خرچہ ہوا

ہو گا، ہماری محترمہ وزیر خزانہ اس ٹریڈ کو جانتی ہیں، اسی سبجیکٹ سے متعلقہ ہیں competent ہیں۔ ان کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہو گا، ظاہر ہے اس میں جو واویلا ہو رہا ہے، وہ سمجھتی ہیں کہ اپوزیشن جو بات کر رہی ہے، جائز بات کر رہی ہے۔ اس کا جواب دینا بڑا مشکل ہو جائے گا اس لئے وہ بار بار چلی جاتی ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس وقت خزانہ کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے وہ بھی بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: وہ تشریف رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: محترمہ چیئرپرسن! اچھا وہ ادھر ایک سائیڈ پر جا کر بیٹھ گئے ہیں، اپنی سیٹ پر انہیں بیٹھنا چاہئے تھا۔

محترمہ چیئرپرسن: وہ ہاؤس میں تشریف فرما ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: محترمہ چیئرپرسن! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو زیادتیاں بہاولپور کے ساتھ ہو رہی ہیں، بہاولپور ڈویژن کے ساتھ، ریاست بہاولپور کے ساتھ ہو رہی ہیں اس کی ایک اجمالی سی پکچر آپ کی خدمت میں پیش کی ہے۔ ہماری مینجمنٹ سے، وزیر اعلیٰ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے کھربوں، اربوں روپے کے اخراجات اس ضمنی بجٹ کے اندر ڈیمانڈ کئے ہیں، بہاولپور کے ایک دو چھوٹے چھوٹے منصوبوں کے لئے چند کروڑ روپے درکار ہیں لیکن وہ انہوں نے فراہم نہیں کئے اسی لئے میں زچ ہو کر اس بات کو اسمبلی کے اندر کرتا ہوں، آج بھی کروں گا کہ "اساں قیدی تخت لاہور دے" ہمارا صوبہ بحال کریں ہم اپنے صوبے کے اندر اپنی مینجمنٹ بہتر کر سکتے ہیں۔ آپ کے علم میں ہے کہ پاکستان جب بنا تھا پہلی چھ تنخواہیں سٹیٹ کی طرف سے پاکستان کی گورنمنٹ کو گفٹ کی گئی تھیں۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کراچی میں جس رولس رائس گاڑی کے اندر سفر کرتے تھے وہ بہاولپور سٹیٹ نے ان کو provide کی تھی۔ محترمہ فاطمہ جناح رحمۃ اللہ علیہ جس گھر کے اندر کراچی میں قیام پذیر ہوئیں وہ بہاولپور سٹیٹ کی طرف سے گفٹ کیا گیا تھا۔ پورے پاکستان، پنجاب کے اندر سٹیٹ کی طرف سے کہیں یونیورسٹیوں میں ہال بنائے گئے، کہیں ہاسٹل بنائے گئے، بہاولپور کی اس حوالے سے پوری تاریخ ہے لیکن ہمارے ساتھ یہ سلوک ہے اس لئے میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارا صوبہ بحال کریں اور یہ زیادتی جو ہمارے ساتھ ہوئی ہے اس پر میں باقی وقت کے لئے احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

محترمہ چیئرپرسن: اب جناب امیر محمد خان مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتی ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک التوائے کار نمبر 14/237، 15/278 اور نشان زدہ سوالات نمبر 16/2401، 16/4437 کے بارے مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب امیر محمد خان: محترمہ چیئرپرسن! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Adjournment Motion No. 237/2014 moved by Mr Ahmad Shah Khagga MPA, PP-229, No. 2 Adjournment Motion No. 278/2015 moved by Dr Syed Waseem Akhtar MPA, PP-271, No 3 Starred Question No. 2401/2016 asked by Dr Waseem Akhtar MPA, PP-271, No, 4 Starred Question No. 4437/2016 Asked by Raja Rashid Hafeez M P A PP-11

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

محترمہ چیئرپرسن: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 237/2014 moved by Mr Ahmad Shah Khagga MPA, PP-229, No. 2 Adjournment Motion No. 278/2015 moved by Dr Syed Waseem Akhtar MPA, PP-271, No 3 Starred Question No.

2401/2016 asked by Dr Waseem Akhtar MPA, PP-271, No, 4 Starred Question No. 4437/2016 Asked by Raja Rashid Hafeez M P A PP-11

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کردی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اوراب سوال یہ ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 237/2014 moved by Mr Ahmad Shah Khagga MPA, PP-229, No. 2 Adjournment Motion No. 278/2015 moved by Dr Syed Waseem Akhtar MPA, PP-271, No 3 Starred Question No. 2401/2016 asked by Dr Waseem Akhtar MPA, PP-271, No, 4 Starred Question No. 4437/2016 Asked by Raja Rashid Hafeez M P A PP-11

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کردی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(اذان ظہر)

محترمہ چیئرپرسن: محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتی ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوالات نمبر 626، 6787، 7108، 7109، 7122 اور 7124 کے بارے مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: محترمہ چیئرپرسن! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

1. Starred Question No. 626 asked by Mian Tahir MPA, PP-69.
2. Starred Question No. 6787 asked by Mr Amjad Ali Javid MPA, PP-86.
3. Starred Question No. 7108, 7109 asked by Mian Tariq Mehmood MPA PP-113.
4. Starred Question No. 7122 asked by Mrs Rahilla Anwar MPA W-357.
5. Starred Question No. 7124. asked by Dr Nausheen Hamid MPA W-356

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کردی جائے۔"

محترمہ چیئرپرسن: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

1. Starred Question No. 626 asked by Mian Tahir MPA, PP-69.
2. Starred Question No. 6787 asked by Mr Amjad Ali Javid MPA, PP-86.
3. Starred Question No. 7108, 7109 asked by Mian Tariq Mehmood MPA PP-113.
4. Starred Question No. 7122 asked by Mrs Rahilla Anwar MPA W-357.
5. Starred Question No. 7124. asked by Dr Nausheen Hamid MPA W-356

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اوراب سوال یہ ہے کہ:

1. Starred Question No. 626 asked by Mian Tahir MPA, PP-69.
2. Starred Question No. 6787 asked by Mr Amjad Ali Javid MPA, PP-86.
3. Starred Question No. 7108, 7109 asked by Mian Tariq Mehmood MPA PP-113. No.
4. Starred Question No. 7122 Asked by Mrs Rahilla Anwar MPA W-357.
5. Starred Question No. 7124. Asked by Dr Nausheen Hamid MPA W-356

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ چیئرپرسن: جناب محمد توفیق بٹ مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتی ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 7051/15 کے بارے مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد توفیق بٹ: محترمہ چیئرپرسن! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Starred Question No. 7051/2015 asked by Ch Ashraf Ali Ansari MPA, P P-93

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

محترمہ چیئرپرسن: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:
"Starred Question No. 7051/2015 asked by Ch Ashraf Ali Ansari MPA, P P-93

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:
"Starred Question No. 7051/2015 asked by Ch Ashraf Ali Ansari MPA, P P-93

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 پر عام بحث

(جاری۔۔۔)

محترمہ چیئرپرسن: محترمہ راشدہ یعقوب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: محترمہ چیئرپرسن! شکریہ۔ ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 57 اور 58 پر relief کے نام پر 2۔ارب 7 کروڑ 90 لاکھ 24 ہزار روپے کی demand کی گئی ہے۔ اس حوالے سے میری ایک گزارش ہے کہ relief ہمیشہ عوام الناس کو مہیا کیا جاتا ہے اسی سلسلے میں پنجاب کے اندر بیت المال کے نام سے ایک ادارہ کام کر رہا ہے جس کے لئے پچھلے 26 سال سے 10 کروڑ روپے کی رقم بجٹ میں allocate کی جا رہی ہے۔ 26 سال پہلے جب یہ allocation کی گئی تھی اس وقت پنجاب کی آبادی یا پاکستان کی آبادی 8 کروڑ تھی اور آج 20 کروڑ کی آبادی ہے لیکن allocation وہی 10 کروڑ روپیہ ہے۔ جب ہم relief کے لئے دیگر مدات میں پیسے رکھتے ہیں اور ان کے لئے ضمنی بجٹ میں بھی amounts رکھی جاتی ہیں تو جو ایک مستقل ادارہ ہے اس کے لئے گرانٹ کیوں نہیں بڑھا دی جاتی جبکہ غربت کا معیار پہلے سے بھی زیادہ

بڑھا ہے اس لئے میری submission ہو گی کہ اس کو consider کیا جائے چونکہ یہ ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے جو مسلسل نظر انداز ہو رہا ہے اور اب ضرورت ہے کہ اس پر نظر ڈالی جائے۔

محترمہ چیئرپرسن! اریگیشن کے حوالے سے 2۔ ارب 69 کروڑ 10 لاکھ 13 ہزار روپے کی ڈیمانڈ کی گئی ہے اس میں میری گزارش ہو گی کہ میرا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ پنجاب کا وہ واحد ضلع ہے جہاں زیر زمین پانی قابل استعمال نہیں ہے جو پینے کے قابل بھی نہیں ہے اور فصلوں کے قابل بھی نہیں ہے۔ وہاں کاشتکاری کے لئے پنجاب کا سب سے کم ایوارڈ 1.5 کیوسک فی ایکڑ سالانہ ہے اور اس میں بھی ہمیں ایوارڈ کے مطابق 2100 کیوسک پانی ملنا چاہئے جو پچھلے کئی سالوں سے پورا حصہ نہیں مل رہا۔ اس وقت وجہ یہ بیان کی جا رہی تھی کہ ہماری نہریں اس قابل نہیں ہیں کہ وہ پورا پانی برداشت کر سکیں جب نہریں پختہ ہو جائیں گی تو پھر یہ پورا پانی ملنا شروع ہو جائے گا۔

محترمہ چیئرپرسن! میں آج اس ایوان کے توسط سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اربوں روپیہ نہروں کی پختگی پر لگایا گیا ہے اس کے باوجود جیسے معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر بھی بات کر رہے تھے کہ ڈیزائن کرنے والے منصوبہ ساز لوگ کہاں ہیں ان سے کیوں نہیں پوچھا جاتا کہ اربوں روپیہ لگانے کے بعد پچھلے ماہ دوبارہ سے وہ نہریں پانی برداشت نہیں کر پا رہی تھیں اور ہمارے علاقے کو پورا پانی نہیں مل رہا تھا اور پانی وافر ہونے کے باوجود نہریں بند کی جا رہی تھیں اور وارہ بندی کی جا رہی تھی۔ یہ سارا fault ہمارے کسی بھی شعبے میں انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کا ہے، یہ اریگیشن میں ہے، مواصلات و تعمیرات میں ہے یا پبلک ہیلتھ میں ہے اور ہم جس طرف بھی نظر دوڑاتے ہیں تو انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ جو اربوں کھربوں روپے کے منصوبے ڈیزائن کرتے ہیں ان کی منصوبہ بندی کرتے ہیں لیکن جب ان کی تکمیل ہوتی ہے تو وہ نتائج اس کے مطابق نہیں آتے۔ جانے والا چلا جاتا ہے اور نیا آ جاتا ہے، قوم کو اربوں کھربوں روپے کا ٹیکہ لگ چکا ہوتا ہے لیکن وہ منصوبے نتائج نہیں دے رہے ہوتے۔

محترمہ چیئرپرسن! میں اسی سلسلے کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے شہر میں پبلک ہیلتھ کی واٹر سپلائی سکیم پچھلے آٹھ سال سے چل رہی ہے جس میں ہر سال کچھ فنڈز رکھے جاتے ہیں۔ اس کا جو ڈیزائن کیا گیا تھا جیسے ڈاکٹر وسیم صاحب نے بہاولپور کی بات کی same ہی ہمارا مسئلہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کی منصوبہ بندی کی تھی وہ ناقص تھی اس میں جو پائپ ڈیزائن کیا گیا تھا وہ نہیں مل رہا تھا اس کی cost exceed ہو گئی تھی اور وہ سکیم آٹھ سال سے اسی طرح چل رہی ہے اور لوگ پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔ اسی طرح سے وزیراعلیٰ پنجاب کے خادم اعلیٰ پنجاب روڈ پروگرام میں ہے، جب یہ

منصوبہ بندی کی جاتی ہے تو اس وقت ملٹی میڈیا پر بڑے گراف بنا کر دکھائے جاتے ہیں اس کی بڑی تعریفیں کی جاتی ہیں لیکن جب اس کا عملی phase آتا ہے تو بات بالکل اس کے برعکس نکلتی ہے۔ میں یہاں پر quote کروں گا کہ ایران عراق جنگ ہو رہی تھی صدام حسین باہر نکل کر ایک روڈ پر آیا تو روڈ پر گڑھا پڑا ہوا تھا اس نے اپنی گاڑی وہیں روکی اور کہا کہ جس انجینئر نے یہ سڑک بنائی ہے اسے بلاؤ۔ جب وہ انجینئر آیا تو اس نے گڑھا مزید گہرا کروایا اور اس انجینئر کو وہاں دفن کر دیا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جنگ کے دوران بھی اس ملک کی سڑکیں نہیں ٹوٹیں۔ یہاں 70 سال سے یہ مذاق ہو رہا ہے کہ یہ لوگ منصوبے بناتے ہیں اپنا کمیشن کھاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں لہٰذا یہاں بھی کوئی ایسا میکنزم ڈیزائن ہونا چاہئے کہ جو لوگ منصوبہ بنانے والے ہیں ان کی جواب دہی کا کوئی نظام بنایا جائے تاکہ جب بھی کوئی منصوبہ فیل ہو تو ان کی جواب دہی کی جائے۔ میں نے پچھلے دنوں یہاں ایک سوال بھی دیا تھا۔۔۔

محترمہ چیئرپرسن: غیر انسانی روایات اور مثالوں سے اجتناب کیا کریں۔

جناب امجد علی جاوید: محترمہ چیئرپرسن! یہ 70 سال سے کھا رہے ہیں، یہ دیمک لگی ہوئی ہے اور اربوں روپیہ غرق کرتے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: ہمارا کام انسانیت کو بچانا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: محترمہ چیئرپرسن! میں نے ایک مثال دی ہے۔ میں تو میکنزم کی بات کر رہا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ اچھی مثال دیا کریں۔

جناب امجد علی جاوید: محترمہ چیئرپرسن! میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہاں ہو لیکن جب تک جزا سزا کا نظام نہیں ہو گا تب تک یہ مذاق اس قوم کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ قیادت ایک وژن دیتی ہے کہ اس طرح ہونا چاہئے یہ منصوبے بننے چاہئیں اور قوم اس کے لئے اپنا پیٹ کاٹ کر پیسے دیتی ہے لیکن جو لوگ اس کام کے لئے متعین ہوتے ہیں جن کو تنخواہیں ملتی ہیں وہ اپنا کام پورے طریقے سے مکمل نہیں کرتے اس لئے یہ موقع ہے کہ اس کو address کیا جائے اور ایسا میکنزم بنایا جائے کہ جو لوگ اس کے سزاوار ہوں ان کو سزا ملے تاکہ روزانہ ہماری یہ اکھاڑ پچھاڑ نہ ہوتی رہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

معزز ممبران: جناب سپیکر! صدام نے گڑھا اپنے لئی کھودیا سی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! تسیں کمیشن لیندے ہو؟ یہ 40/35 فیصد کمیشن لے کے کھا جاندے نیں، ایہ ایسی جونکاں لگیاں نیں کہ ایہناں نوں پچھدا ای کوئی نہیں دوسرے محکمے ایویں ای بدنام نیں۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر میں ڈیمانڈ نمبر 5 میں 12- ارب 70 کروڑ 85 لاکھ 84 ہزار روپے کی ڈیمانڈ کی گئی ہے۔ پورے سال سے اس ہاؤس میں اور ہاؤس سے باہر بھی کسان سراپا احتجاج ہیں، میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی اور معزز ممبر میاں محمد رفیق بھی یہ بات کر رہے تھے کہ جو سبسڈی دی جاتی ہے یہ relief عارضی تو ہو سکتا ہے لیکن یہ مسئلے کا مستقل حل نہیں ہے۔ جب تک کسان کو اس کی فصل کی قیمت نہیں ملے گی تب تک اس کی زندگی آسان اور بہتر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ہوتا یہ ہے کہ جب کسان سے فصل نکل جاتی ہے تو پھر اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے، یہاں بھی ایک تجربہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن جیسے افراد کے ساتھ پالیسیاں ختم ہو جاتی ہیں---

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ امجد علی جاوید صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری بڑی اہم تجویز ہے اس لئے استدعا ہے کہ میں یہ تجویز مکمل کر لوں۔ میری تجویز تھی کہ جیسے ہندوستان میں دیہاتوں کے اندر کوآپریٹو operate کرتا ہے اور یہ نظام چل رہا ہے کہ کسان اپنی فصل سٹوریج بنک میں رکھتے ہیں اور اس کے against بنک اس کی فصل کی موجودہ قیمت کا 90 فیصد تک اسے دیتا ہے اور جس وقت کسان چاہتا ہے کہ آج وہ اپنی فصل بیچنا چاہتا ہے تو اس دن اس کی فصل بیچ دی جاتی ہے اور اسے اس روز کی قیمت مل جاتی ہے۔ یہاں پنجاب کے اندر کروڑوں روپیہ لگا کر اس کا ایک پائلٹ پراجیکٹ بنایا گیا تھا لیکن سیکرٹری صاحب تبدیل ہوئے تو ان کے ساتھ یہ پراجیکٹ بھی ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ ملک تیمور مسعود!

ملک تیمور مسعود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ مجھ سے پہلے میرے colleagues نے نہایت ہی تفصیل اور باریکی کے ساتھ ضمنی بجٹ کی افادیت کے حوالے سے اور اس میں شامل بہت سارے lacunas اور جو چیزیں تھیں ان پر in detail بات کی ہے۔

جناب سپیکر! میں مختصراً صرف چند valid points عرض کروں گا اور میری کوشش ہو گی کہ میں صرف تنقید برائے تنقید کے لئے بات نہ کروں بلکہ وہ بات کروں کہ جس سے نہ صرف اس پنجاب کی عوام کو فائدہ پہنچے بلکہ ہم لوگ جو بحیثیت نمائندہ اپنے عوام کی نمائندگی کا حق ادا کرنے کے لئے اس ایوان میں موجود ہیں صحیح طور پر وہ حق ادا کر سکیں۔ ہم اپنی آنکھوں اور کانوں کو کھولیں تاکہ احساس ذمہ داری کو سمجھ سکیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی مہذب معاشرے کے اندر ضمنی بجٹ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ وہ بجٹ ہوتا ہے کہ جب بعض اوقات unavoidable circumstances کے باعث حکومت کو اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔ حکومت کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ جس حد تک ممکن ہو سکے وہ اپنے ضمنی بجٹ کو کم سے کم رکھے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ اپنے منظور شدہ اخراجات کے تخمینہ کے اندر رہ کر خرچ کرے۔ ایسا ہوم ورک کرنا چاہئے کہ جس سے پتا چل سکے کہ کس کس محکمہ کے اندر ہم نے کتنا خرچ کرنا ہے۔

جناب سپیکر! بد قسمتی کے ساتھ ہر سال یہاں پر اس حوالے سے تقاریر ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود ضمنی بجٹ کا حجم ہر سال پہلے سے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں پر مجھ سے پہلے بھی بات کی گئی کہ سال 2014-15 کے اندر یہ ضمنی بجٹ 21۔ارب روپے کا تھا۔ سال 2015-16 کے اندر double ہوا اور 42۔ارب 95 کروڑ روپے کی رقم ضمنی بجٹ کے طور پر منظور کی گئی۔ اس سال 2016-17 میں یہ ضمنی بجٹ ایک کھرب اور 50۔ارب روپے کے قریب جا پہنچا ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم ان تمام احتیاطی تدابیر اور پہلوؤں کو ignore کرتے جا رہے ہیں اور اسی وجہ سے یہ بجٹ ہر سال دُگنا اور چوگنا ہوتا جا رہا ہے۔ ہم اپنی efficiency and working capability کو نہیں دیکھتے، ہم محکموں کے حوالے سے اپنا ہوم ورک مکمل نہیں کرتے کیونکہ ایک طرف تو محکمہ تعلیم کے بجٹ کے اربوں روپے خرچ نہیں ہوتے اور دوسری طرف ایسے محکمے بھی موجود ہیں کہ جن پر extra اخراجات کئے گئے ہیں یعنی over expenditure کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں حکومت کو اس بات پر credit دیتا ہوں کہ اگر سال 15-2014 میں حکومت پنجاب کا بجٹ 14 کھرب روپے تھا تو اس سال انہوں نے اپنے revenue and resources میں اضافہ کیا اور بجٹ کا حجم 16 کھرب اور 21- ارب روپے ہو گیا ہے۔ اگر انہوں نے اپنے اخراجات کو بڑھایا ہے تو یقینی طور پر اپنے revenue and income کو بڑھانے کے لئے بھی کوشش کی ہو گی۔ جب ہم الفاظ کے گورکھ دھندوں میں جاتے ہیں، جب ہم ان figures کو دیکھتے ہیں تو مایوسی اور افسوس ہوتا ہے کہ ہم ضمنی بجٹ کے تحت بہت سے محکموں پر اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں امن وامان کے حوالے سے خصوصی طور پر بات کرنی چاہوں گا کہ پولیس کے لئے 88- ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا لیکن ضمنی بجٹ میں اس کے لئے مزید 5- ارب روپے مانگے گئے ہیں۔ صوبے کے اندر امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانا انتہائی ضروری ہے لیکن یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ اتنے اخراجات کرنے کے بعد ہم نے اپنے صوبے میں امن وامان کی صورتحال کو کس حد تک بہتر بنایا ہے؟ صرف over expenditure کر دینے سے اور اربوں روپے مزید لگا دینے سے efficiency بہتر نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! میں اس کی تفصیل میں جائے بغیر حکومت کے ایک document کی بات کروں گا اور اس ایوان کی توجہ اور بالخصوص یہاں پر موجود میڈیا کی توجہ اس document کی طرف مبذول کروانا چاہوں گا کہ جو اس حکومت کے آغاز پر پیش کیا گیا تھا۔ جب یہ حکومت بنی تو وزیراعلیٰ پنجاب نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہم اس صوبے میں اخراجات کو کم کریں گے، ہم سادگی کے ساتھ اس صوبے کو چلائیں گے اور تمام محکموں کے اندر غیر ضروری اخراجات کو کم کریں گے۔ یہ بہت اچھی بات تھی اور ہم تمام لوگوں نے اس کو support بھی کیا تھا۔ اس حوالے سے ایک Austerity Committee بھی تشکیل دی گئی تھی۔

جناب سپیکر! اس کمیٹی کے سربراہ اس وقت کے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن تھے۔ اس کمیٹی میں حکومت کی طرف سے ڈاکٹر اعجاز نبی مشیر وزیر اعلیٰ، محترمہ مہوش سلطانہ ایم پی اے، جناب محمد وحید گل ایم پی اے، رؤف مینگل اور جناب عدنان فرید کو بطور ممبر شامل کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ موجودہ محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا بھی اس کمیٹی میں بطور ممبر شامل تھیں۔ اس وقت اس Austerity Committee کا مقصد یہ تھا کہ تمام محکموں کے اندر غیر ضروری

اخراجات کو کم کیا جائے۔اس کمیٹی کی پہلی میٹنگ میں بہت سے measures لئے گئے تھے اور اس کمیٹی نے دولائنوں کا جو فیصلہ کیا میں وہ پڑھ کر سُنانا چاہتا ہوں۔

In order to ensure the effectiveness and economical use of the public resources, the provincial government has decided to introduce the following economic measures during the financial year.

جناب سپیکر! عوام کے پیسے، public resources کو خرچ کرنے کے لئے، اخراجات کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے کچھ measures لئے گئے تھے۔ان measures میں سب سے پہلے air travelling تھی۔اس میں فیصلہ ہوا کہ:

The Chief Minister Punjab has been pleased to impose the ban on the foreign visit of Ministers, MPAs and government officials through the government funding.

یعنی حکومت کے فنڈز سے بیرون ملک جو غیر ضروری سفر کئے جاتے ہیں ان کو کم کیا جائے۔اس کے بعد دوسرا measure ban on the purchase of new vehicles تھا۔اسی طرح تیسرا Minimization of the request of supplementary grant تھا۔آگے چوتھا Special plan to save unnecessary expenditure on account of utilities and POL Charges. تھا۔اسی طریقے سے پانچواں Official functions not to be held in hotels. تھا۔پھر چھٹا measure on contingent appointments کا اور ساتویں measure میں Purchase of durable goods machinery equipment, furniture and fixtures. شامل تھے جبکہ آٹھواں The minimization of publicity advertisement expenditures اور نواں Regularization of monthly PFC release of Local Government. تھا تو یہ اس کمیٹی کے اندر measures لئے گئے تھے کہ ہم نے اس طریقے سے ان محکموں کے اندر اخراجات کو کم کرنا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج تیسرے مالی سال کا بجٹ اس حکومت کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے مگر ان measures پر کہیں پر بھی عملدرآمد ہوتا نظر نہیں آرہا۔وہ کمیٹی جو وزیراعلیٰ کی خواہش پر بنائی گئی تھی، سابقہ وزیر خزانہ اس کمیٹی کے چیئرمین اور موجودہ وزیر خزانہ اس کی ممبر تھیں۔میں نے اس کمیٹی کی رپورٹ آپ کے سامنے ابھی

پیش کی ہے یہ already میڈیا پر بھی آ چکی ہے۔ یہ گورنمنٹ کا document ہے۔ کمیٹی کی میٹنگ میں فیصلہ ہوا تھا کہ ان تمام measures پر عملدر آمد کیا جائے گا اور صرف اور صرف وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر یہ اخراجات کئے جائیں گے۔اس کمیٹی کی طرف سے دیئے گئے پہلے measure یعنی اگر ہم travelling کی بات کریں تو اس وقت میرے پاس 150 کے قریب بیورو کریٹس،افسر شاہی جن کو ہم پبلک سرونٹس کہتے ہیں اور جو گریڈ 19 سے لے کر گریڈ 21 تک کے افسران ہیں کی ایک فہرست ہے جنہوں نے بیرون ملک سفر سرکاری اخراجات پر کئے ہیں۔ان سرکاری افسران نے سرکاری خرچ بیرون ملک سفر کیا، عیاشی کی اور اپنے اللے تللوں پر عوام کے خون پسینے کی کمائی خرچ کی ہے۔

جناب سپیکر!کیا ان تمام اخراجات کے لئے وزیر اعلیٰ سے منظوری لی گئی تھی اور یہ جو چار سے پانچ کروڑ روپیہ صرف بیرونی دوروں کی مد میں خرچ کیا گیا ہے کیا یہ وزیر اعلیٰ کی مرضی سے خرچ کیا گیا ہے ؟قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے جب پہلی دفعہ پاکستان کے اندر اس افسر شاہی سے خطاب کیا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ You are the public servants اور تم لوگ پاکستان کے عوام کی جان اور مال کا تحفظ کرو گے۔یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے جو بیرون ملک دوروں پر خرچ کی جا رہی ہے۔ان بیرون ملک دوروں پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ عوامی نمائندے ہمیشہ لوگوں کے غیظ وغضب کا نشانہ بنتے ہیں۔جب بھی ایسی بات آتی ہے تو لوگ جمہوریت کو گالی دیتے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہی ہے۔ہم لوگ جو عوامی نمائندے کے طور پر سامنے آتے ہیں ان افسر شاہی کی عیاشیوں،ان کے اخراجات اور ان کے غیر ضروری معاملات پر بات نہیں کرتے اور ہمارے ان کے بارے میں بات کرنے سے پَر جلتے ہیں اور ہم ان معاملات کے اوپر بات نہیں کرتے اور ان کے بارے میں بات کرنے سے ہمارے پَر جلتے ہیں تو ہم کیوں نہ وہ بات کریں جو ہمارا حق ہے۔

جناب سپیکر!کیا ہمیں عوام نے یہاں پر صرف گلیاں، نالیاں اور سڑکیں بنانے کے لئے بھیجا ہے، کیا ہم یہاں پر اُن کی جان و مال کا تحفظ کرنے کے لئے نہیں آئے، وہ اپنے خون اور پسینے سے ٹیکس دیتے ہیں تو کیا اُن کے خون اور پسینے کی کمائی اس طریقے سے عیاشیوں میں لگائی جائے گی؟

جناب سپیکر!میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب یہاں پر purchase of new vehicles پر ban impose کیا گیا تھا اور اُس وزیر اعلیٰ نے بڑے دعوے کے ساتھ کہا تھا کہ ہم اس پر عمل کرائیں گے تو بتائیں کہ ان vehicles کے اوپر کتنا ban لگا ہے؟آپ آج کے ضمنی بجٹ کو اُٹھا کر

دیکھیں اور یہاں پر محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا نے یہ بات کی تھی اور اس ضمنی بجٹ کے اندر یہ لکھا تھا کہ:

Purchase of Toyota Double Cabin Vigo for Law Minister and Members of the Cabinet

اور اُس کی مالیت ساڑھے چار کروڑ روپیہ تھی تو کیا یہ ہم اپنے وزیر اعلیٰ کے اُس وژن کو آگے لے کر چل رہے ہیں، کیا ہم اُن اخراجات کو اس صورت میں کم کر رہے ہیں کہ ہم نے hiring and charges of private vehicles for security کی مد پر ساڑھے چار کروڑ روپیہ لگا دیا اور کیا ہم اس طریقے سے کفایت شعاری اور کیا ہم اس طریقے سے ملک کے اندر سادگی کو اپنانا چاہتے ہیں؟ آپ لوگوں نے تو اس document کے اندر بڑے دعوے کے ساتھ لکھا تھا کہ ہم publicity and advertisement کو minimize کریں گے تو آپ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ جس دن اس ایوان کے اندر بجٹ پیش کیا گیا اُس دن سے لے کر آج تک اس ملک کا کوئی ایسا اخبار ہے کہ جس کے front page پر عوام کے خون اور پسینے کی کمائی سے اشتہارات نہ لگے ہوں؟ یہ اشتہارات اور دعوے اخبارات میں لگانے سے نہیں ہوتے جب تک عوام تک ان کے اثرات نہیں جائیں گے تب تک وہ آپ کی چیزوں کو acknowledge نہیں کریں گے Actions speak more louder than the words. اُن کے لئے ہمیں لاکھوں روپے کے اشتہارات پر اخراجات کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج اگر اس ایوان کے اندر موجود میرے سے لے کر تمام لوگ جو سوائے گورنمنٹ کے اندر بیٹھے ہیں یا حزب اختلاف میں ہیں ہم لوگ یہاں پر صرف اپنی چودھراہٹ کے لئے نہیں آئے ہمارے اوپر ایک ذمہ داری ہے، ہمارے اوپر ذمہ داری صرف ڈویلپمنٹ فنڈز کی نہیں، ہم لوگ تو شکر ادا کرتے ہیں کہ اگر آپ نے ہمیں ڈویلپمنٹ فنڈز نہیں دیئے تو ہمیں بھی آپ کی یہ خیرات نہیں چاہئے کیونکہ ہم آپ کے ان چند ٹکوں سے اڑھائی تین لاکھ کی آبادی کے اندر کتنے کام کرا لیں گے، کتنے لوگوں کی اُمیدوں اور خواہشات پر پورا اُتر لیں گے لیکن ہم اپنے ضمیر کی آواز کے اوپر ضرور بات کریں گے۔ ہم اُن غریب، ماؤں، بیواؤں اور یتیموں کے لئے ضرور بات کریں گے جن کے لئے منہ میں روٹی کا نوالہ میسر نہیں ہے اور ہم اُن غریب، بے کس اور بے گھر لوگوں کے لئے ضرور بات کریں گے جن کے لئے گھر کی چھت موجود نہیں ہے۔ اس ملک کے اندر ڈویلپمنٹ کے سوا بھی بہت سے ایسے مسائل ہیں جن پر بات کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! مجھے خوشی ہوتی ہے جب حکومتی بنچوں پر سے اپنی leadership کے حوالے سے ایسے مرد مجاہد بات کرتے ہیں اور کسی کے خلاف ایسے بات کرنے سے کسی کی تضحیک نہیں ہوتی اور ہم عوامی نمائندوں کو اپنی leadership کی بھی کسی غلط بات پر ببانگ دہل بات کرنی چاہئے اور اپنی directions کو صحیح کرنا چاہئے تاکہ جو لوگ کہتے ہیں کہ جمہوریت سے بہتر آمریت ہے اُن لوگوں کے منہ کو بند کیا جائے۔ ہم اپنی صفوں میں موجود اُن کالی بھیڑوں کو صاف کریں اور اپنی اتنی بہتری کریں کہ کل ہمارے اوپر باہر سے انگلیاں نہ اُٹھ سکیں تو جو لوگ اپنی leadership کے حوالے سے یا اپنی directions کے حوالے سے بات کرتے ہیں اور اُن بنیادی issues پر بات کرتے ہیں کہ جن کی نیت صرف ڈویلپمنٹ فنڈ اُن کے منہ کو بند کرنے کے لئے کافی نہیں بلکہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کے ضمیر کی آوازوں پر بات کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہاں پر بیٹھے لوگ صرف اپنے حلقے کا حق ادا کر دیں، ہمارے کندھوں کے اوپر جو ذمہ داری ہے ہم اُس کو ہی سمجھ لیں یا ہم اُس چڑیا سے بھی بدتر ہیں جو کہ آتش نمرُود کو بجھانے کے لئے اپنی چونچ میں پانی لے کر جاتی تھی تو باقی چڑیاں کہتی تھیں کہ تمہارے اس پانی سے کیا یہ آگ بُجھ جائے گی تو اُس کا جواب تھا کہ میں اپنے حصے کی کوشش کروں گی آگ بُجھانا، نہ بُجھانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تو ہمیں اُس طرح سے اپنے حصے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے کام ہو یا نہ ہو تاکہ روزِ محشر ہم اللہ کو یہ جواب دے سکیں کہ ہم نے اپنے حصے کا حق ادا کیا۔ ہم نے عوام کے اُن حقوق کی ضرور ترجمانی کی جن حقوق کے لئے انہوں نے ہمیں اس ایوان کے لئے منتخب کیا تھا۔

جناب سپیکر! میں آپ سے بھی یہ گزارش کروں گا اور اس ایوان میں موجود محترمہ وزیر خزانہ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ باقی باتیں اپنی جگہ، ہم سو بار لڑیں گے، ہم سو بار politically point scoring کریں گے، ہم اپنی leadership کے اوپر تنقید کئے بغیر وہ باتیں کریں گے جو اس ملک اور اس پنجاب کی عوام کے لئے ہوں گی لیکن خدارا یہ میرا سوال نہیں، یہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر اُس عوامی نمائندے کا سوال ہے جو اپنے علاقے کے لوگوں کی اُمیدوں اور اُن کی خواہشات کا مرکز بن کر آج یہاں پر بیٹھا ہے۔ یہ جو کمیٹی بنائی گئی تھی اور اس کمیٹی نے وزیراعلیٰ کے خواہشات کے اوپر جو فیصلے کئے تھے مجھے یہ بتائیں کہ اُس پر کس حد تک عملدرآمد کیا جا رہا ہے اور وہ اخراجات جن کی تفصیل میں نے یہاں پر پیش کی ان اخراجات کی تفصیل کے حوالے سے اگر کوئی justification پیش کرنا چاہے تو یقینی طور پر میرے لئے یہ بات باعثِ افتخار ہو گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ قاضی احمد سعید!

قاضی احمد سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیئے بھٹو۔۔۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ بجٹ 17-2016 پیش ہوا میرے سمیت ممبران حزب اختلاف نے اُس پر بحث کی۔ عددی اعداد و شمار کی وجہ سے وہ بجٹ پاس ہو گیا۔ یہ ضمنی بجٹ بھی اُسی طرح حزب اختلاف کی چیخ و پکار اور اُن کی تجاویز کے باوجود پاس ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! مجھے بجٹ کو پڑھ کر اور اس ایوان میں سُن کر یہ پتا چلا کہ اتنے بڑے صوبہ پنجاب کے محترم وزیر اعلیٰ کے گھر کے جنریٹر کا ذکر ہو کہ وہ قومی خزانے سے خریدا گیا، انہوں نے قومی خزانے کے کروڑوں روپیہ دوروں پر لُٹائے، 70 کروڑ روپیہ جاتی اُمرا کی چار دیواری پر خرچ ہوں اور سیکرٹریوں کے دوروں اور اُن کی عیاشیوں پر کروڑوں روپے خرچ ہوں تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے اگر ضمنی بجٹ میں کسی ایسے منصوبے کے لئے رقم مانگی جاتی یا منظور کرائی جاتی کہ وہ منصوبہ جنوبی پنجاب میں نظر آ رہا ہوتا یا اُس منصوبے سے جنوبی پنجاب کے لوگوں کو کوئی سُکھ کی گھڑی نظر آئی آتی لیکن کوئی ایسا منصوبہ نظر نہیں آیا جس کے لئے یہ رقم منظور کرائی گئی ہو۔ ضمنی بجٹ منظور کرانے کے لئے پیش کیا گیا ہے اور یہ منظور بھی ہو جائے گا لیکن افسوس میں صرف چند ڈیپارٹمنٹس ذکر کرنا چاہتا ہوں جن میں اس حکومت کی وجہ سے وہ رقم اُن منصوبہ جات میں یا اُن ڈیپارٹمنٹس میں خرچ نہیں کی جا سکی۔ زراعت کو ہی دیکھ لیں، پنجاب میں زراعت کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ ملک کی ترقی اور علاقے کی ترقی میں پنجاب کے کسان کا بڑا ہاتھ ہے۔

جناب سپیکر! آپ نے دیکھا کہ گزشتہ بجٹ میں 10۔ارب روپے زراعت اور کسان کی فلاح کے لئے رکھے گئے ہم خوش ہوئے لیکن افسوس کہ صرف 10۔ارب روپے میں سے 2۔ارب روپے خرچ ہوئے۔ میرا یہ سوال ہے کہ کیا یہ بجٹ صرف کاغذوں میں درج کیا جاتا ہے۔ ورنہ 10۔ارب روپے کہاں اور 2۔ارب روپے کہاں۔

جناب سپیکر! آپ پھر کسان کی فلاح اور کسان package کی بات کرتے ہیں۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ آپ اعداد و شمار کے ماہر ہیں۔ آپ نے بجٹ کی کتابوں میں اور وائٹ پیپر میں درج کر دیا کہ 10۔ارب روپے پنجاب میں زراعت پر خرچ ہوں گے لیکن خرچ تو پھر 2۔ارب روپے ہی ہوئے بقایا 8۔ارب روپے کہاں گئے؟ میں اب اورنج لائن ٹرین کی بات کروں گا تو پھر یہ ناراض ہو جائیں گے۔ اس

کا یہ مطلب ہوا کہ وہ باقی رقم وزیر اعلیٰ پنجاب یا گورنمنٹ کی اپنی خواہشات کے مطابق جو منصوبے تھے اس پر خرچ کر دیئے گئے۔ اسی طرح کوئی ملک، کوئی صوبہ، کوئی علاقہ یا کوئی گھر ہو اس کی ترقی کا دارو مدار تعلیم پر ہے۔ ہم نے "بڑھو پنجاب پڑھو پنجاب" اور "پڑھا لکھا پنجاب" کے نعرے ضرور سنے ہیں اور بڑے بڑے اشتہارات بھی ہم نے دیکھے ہیں۔ پچھلے بجٹ میں 44- ارب روپے ایجوکیشن کے لئے رکھے گئے اور خرچ 19- ارب روپے ہوئے یہ وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر 7 پر ہے کہ 50 فیصد سے بھی کم تعلیم پر خرچ ہوئے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ابھی ڈاکٹر سید وسیم اختر جنوبی پنجاب کے حوالے سے فرما رہے تھے۔ ہمارے رحیم یار خان اور چولستان کو دیکھیں کہ وہاں پر سکول نہیں ہیں، گرلز سکولوں میں ٹائلٹ بلاک نہیں ہیں، سکولوں کی چھتیں نہیں ہیں اور یہاں پر 44- ارب روپے کا چرچا ہے کہ ایجوکیشن پر اتنا خرچ کیا گیا ہے۔ آخر میں جب پتا چلتا ہے تو 50 فیصد سے بھی کم خرچ ہوا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے بغیر بھی ہمارا گزارا نہیں ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ تشریف رکھتی ہیں انہوں نے پچھلی دفعہ بھی بجٹ پڑھا تھا اور 4- ارب 99 کروڑ روپے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی ترقی کے لئے رکھے گئے تھے لیکن اس میں 40 فیصد سے بھی کم ایک ارب 98 کروڑ روپے خرچ ہوئے۔

جناب سپیکر! پچھلے بجٹ میں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے لئے 13- ارب روپے رکھے گئے۔ آپ حکومت کی نااہلی دیکھیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا مایوس کن ذہن ہے کہ 4- ارب روپے خرچ ہوئے۔ یہ صاف پانی کے بڑے بڑے دعوے کر رہے ہیں۔ ہمیں تو خیر پانی ہی میسر نہیں ہے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر کہہ گئے ہیں کہ ایسے علاقے بھی موجود ہیں جہاں سے انسان اور جانور اکٹھے پانی پیتے ہیں۔ انہوں نے پچھلے بجٹ میں صاف پانی پروگرام کے لئے 11- ارب روپے رکھے تھے اور 4- ارب روپے خرچ ہوئے باقی رقم کہاں گئی؟ اعداد و شمار کی بازی گری شعبدہ بازی، ڈرامہ بازی ہے وہ پیسے میٹرو بس پر گئے یا اورنج لائن ٹرین پر گئے تو ہم اسی لئے جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں۔ آپ میٹرو بس بنائیں اور اورنج لائن ٹرین بنائیں ہمارا اس سے اختلاف ہے لیکن جو ہمارے یعنی جنوبی پنجاب کے حقوق ہیں اور یہاں کا رہنے والا شہری چاہے وہ سرائیکی، پنجابی یا اُردو بولنے والا ہے وہ اس کا حصہ ہے اور وہ اپنے علاقے کی ترقی چاہتا ہے۔

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ جو146-ارب روپے کی منظوری کے لئے پیش کیا گیا ہے۔اس میں 75-ارب روپے ڈویلپمنٹ اور روڈز کی مد میں بنتے ہیں۔کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ آج ضمنی بجٹ میں اس ہاؤس میں تعلیم پر پیسے خرچ کئے ہوتے اور وہ مانگ رہے ہوتے۔ہسپتالوں میں ادویات نہیں ہیں، مریض مر رہے ہیں، ڈاکٹر موجود نہیں ہیں کاش آج اس ضمنی بجٹ میں یہ ہیلتھ کے لئے پیسے مانگتے۔ انہوں نے جو75-ارب روپے ڈویلپمنٹ اور روڈز کی مد میں زائد خرچ کئے ہیں۔یہ پیسا اپنے من پسند منصوبوں پر خرچ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی بجٹ خزانے پر ڈاکا ہے۔گورنمنٹ ایسے منصوبوں پر رقم خرچ کرتی ہے جو فلاپ ہو گئے ہیں اور دوسری طرف زائد رقم خرچ کر کے منظوری لیتی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب گورنمنٹ کی نااہلی ہے۔جہاں تک وزیر خزانہ کا تعلق ہے تو ان کو تو لکھی لکھائی تقریر دے دی گئی۔یہ سنا ہے کہ محترمہ بجٹ کی ماہر ہیں لیکن کاش جب انہوں نے بجٹ پڑھا تھا تو وہ اس بجٹ میں یہ بھی ذکر کر دیتیں کہ پچھلے بجٹ میں چار، پانچ یا آٹھ دن اپوزیشن نے اپنی تجاویز اور آراء دیں۔ان کی آراء اور تجاویز پر کوئی ایک منصوبہ یا ایک اچھا کام اس گورنمنٹ نے کیا ہے لیکن نہیں۔بس وہی روایات اور ghost programmes ان کے جاری ہیں۔ہم نے اپنی تجاویز دے دی ہیں اور بات کر لی ہے پھر یہ ضمنی بجٹ منظور ہو جائے گا۔میں صرف یہی کہتا ہوں کہ ہمیں ہمارا حق دیں۔ محترمہ وزیر خزانہ ہماری بات چیف منسٹر تک پہنچائیں۔

جناب سپیکر! چودھری پرویز الٰہی جب وزیر اعلیٰ تھے تو ہمارا ان سے اختلاف تھا۔انہوں نے جنوبی پنجاب میں تین منصوبے،بہاولپور میں جھانگی والا ہسپتال، رحیم یار خان میں میڈیکل کالج اور ملتان میں کارڈیالوجی بنائے۔ان جیسا ایک منصوبہ ان تین سالوں میں دکھا دیں تو ہم آپ کو appreciate کریں گے۔ان کے بنائے ہوئے منصوبوں پر تختیاں مت لگاؤ،ہمیں ہمارا حق دو ورنہ ہم یہی کہتے رہیں گے کہ "ہم قیدی تخت لاہور کے"۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔جناب آصف محمود!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب جاوید اختر!

جناب جاوید اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! مہربانی شکریہ۔ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ ہم بجٹ تین سال سے سن رہے ہیں اور سن کر گھر چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس کتابیں ہوتی ہیں گھر کیوں جاتے ہیں؟

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! کتابیں تو ویسے ہی ہوتی ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ہم تین سال سے ادھر آ رہے ہیں ہمارے علاقے میں جو کام ہم کہتے ہیں وہ کیوں نہیں ہو رہا؟ ہم آتے ہیں جناب سے اپیل کرتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں ترقیاتی کام کیوں نہیں ہوتے؟ یہ جو اربوں کھربوں روپے کے بجٹ بولے جاتے ہیں وہ کس لئے بولے جاتے ہیں، کیا یہ عوام کے لئے بولے جاتے ہیں؟ عوام تو ٹیکس دیتی ہے۔ مزدور طبقہ تک لوگ ٹیکس دیتے ہیں۔ ان کے لئے اس بجٹ میں ان لوگوں نے کیا ریلیف دیا ہے؟ کسی غریب آدمی کو اس بجٹ میں کوئی ریلیف نہیں ملا۔ خدارا یہ بجٹ کے پیسے یا جو ہمارے علاقے کے پیسے ہیں اس بارے میں بتایا جائے کہ یہ پیسے واسا کے فنڈز میں دیئے گئے ہیں یا ترقیاتی فنڈز میں دیئے ہیں۔ یہ پیسے کس مد میں لگتے ہیں؟ ہم یہاں آتے ہیں کارروائی دیکھتے ہیں اور اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔ میرے علاقے کے جو حالات آج بنے پڑے ہیں، میں آج ان کی تصاویر اپنے ساتھ لایا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر نے اپنے علاقے کی تصاویر ایوان میں دکھائیں)

جناب سپیکر! یہ ثبوت ہیں۔ ہمارے کہنے سے تو کوئی نہیں سنتا۔ ہم تین سال سے آپ کو یہی کہہ رہے ہیں کہ خدارا ان کو دیکھو کہ یہاں تو لوگ جانور بھی نہیں باندھ سکتے۔ میں یہی کہوں گا کہ کیا یہ تمھاری کارکردگی ہے؟ یہ شہر کی آبادی ہے۔ خدا جانتا ہے کہ اس کو دیکھیں اور کچھ کریں۔ یہ لوگ جو اس آبادی میں رہتے ہیں وہ اپنے دن کیسے پورے کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! میں آپ سے یہی کہوں گا کہ ہمارے علاقے میں پاور لوم انڈسٹری تقریباً ایک سال سے بند پڑی ہے، ان کو بلا سود قرضے اور بجلی کے بلوں میں ریلیف دیا جائے کہ عرصہ ایک سال سے یہ 60/50 ہزار لومز بند پڑی ہیں تو ہم یہی کہیں گے کہ ہم لوگ بلا وجہ تنقید کرتے ہیں اور نہ ہی کریں گے۔ اگر ہمیں ہمارا حق مل جائے تو ہم آپ سے کیوں کچھ کہیں گے؟ ہم تین سال سے یہی کہہ رہے ہیں اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی فنڈ ہے۔ لوگ ہمارے پاس کام کے لئے آتے ہیں تو ہمارے ہی ڈیروں کے دروازے کھڑکتے ہیں اور جواب بھی ہم نے ہی دینا ہے تو جو ہمارے سے ہارے ہوئے candidate ہیں، وہ بھی اللہ کی رحمت سے ایسے ہی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ہم کو ہی فنڈ دیں چلیں آپ ان کو ہی فنڈ دے دیں کوئی بات نہیں کسی طرح علاقے میں کام تو ہو۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! آج سے ایک سال پہلے DO Roads نے مجھے بلایا اور میں وہاں پر پہنچا تو کہنے لگا کہ sorry یہ پیسے آپ کے ہاتھ سے نہیں لگیں گے بلکہ یہ جو آپ سے ہارے ہوئے ایم پی اے ہیں ان کے ہاتھ سے لگیں گے۔ آپ کو ان لوگوں کے خلاف ایکشن لینا چاہئے کہ دیکھیں ہم منتخب ہو کر آئے ہیں عوام کو ہم سے توقعات ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: انصاری صاحب! بہت شکریہ

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! ہم آپ سے یہی کہیں گے اگر اس مرتبہ اس بجٹ میں ہمیں فنڈ نہ دیئے گئے تو خدا جانتا ہے کہ ہم دھرنے دیں گے اور ضرور دیں گے اور اپنا حق ہم لیں گے کیونکہ یہ ہمارا حق ہے۔ "ساڈا حق ایتھے رکھ"۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ساڈا حق ایتھے رکھ" کی نعرے بازی کی گئی)

جناب سپیکر: جی، حلقے کا حق وہاں پر ملنا چاہئے۔ بہت شکریہ۔ جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! "ساڈا حق ایتھے رکھ"

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! جناب جاوید اختر نے کچھ تصویریں بھیجی ہیں تو میں چند سیکنڈ بات کرنے کے لئے لینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! نہیں، ابھی آپ تشریف رکھیں پھر بعد میں بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! ایک تصویر میں شاہ محمود قریشی صاحب اپنے حلقے میں پھر رہے ہیں اور وہاں پر کچھ پانی کھڑا ہے تو میں صرف معزز ممبران کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ شاہ محمود قریشی وہ شخص ہے کہ جب سے وہ پیدا ہوا ہے، اس وقت سے اسمبلی کا ممبر ہے اور حکومت میں ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ابھی آپ بیٹھ جائیں اور آپ اس بات کو چھوڑیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے کسی ایک شخص کی یہاں پر بات کی گئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت سالہا سال سے حکومت میں ہے، پنجاب کا جو بُرا حال ہے، وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی جو بچت پالیسیاں ہیں، اس کا ثبوت آج ہمارے ہاتھوں میں ضمنی بجٹ کی صورت میں ہے کہ کس طرح سے 146۔ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں اور اس کا کیا حساب ہے؟ ہم

نے ضمنی بجٹ کے صفحات پر جو چیزیں دیکھی ہیں اس کو سننے کے بعد میرا خیال ہے کہ پنجاب حکومت کو بہت بہت داد دینی چاہئے کہ انہوں نے اتنی محنت کی، اتنی بچت پالیسیاں بنائیں اور اتنی گڈ گورننس کے ثبوت دے دیئے ہیں تو بلاشبہ یہ تصویریں اور چیزیں ان کے آگے تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ ہم ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں اور اس میں جو شاہ خرچیاں کی گئی ہیں، جس کے پیچھے ابھی ایک کمیٹی بنی اور اس کمیٹی میں بہت ساری چیزیں decide کی گئی، measures لینے کی بات کی گئی، ہماری بہت ہی محترم وزیر خزانہ یہاں پر موجود ہیں اور جس طرح کہ انہوں نے بھی اپنی بجٹ تقریر میں کہا کہ ہم نے یہ measures لے لئے ہیں، ہم نے یہ کر دیا ہے، کیا یہ وہ measures ہیں، کیا یہ وہ ضمنی بجٹ ہے جو ہمارے اور ہماری عوام کے حقوق پر جو ڈاکا ڈالا گیا، کیا یہ measures لئے گئے تھے۔

جناب سپیکر! کیا یہ پچھلے سال بجٹ بنایا گیا تھا، کیا اس لئے آج ہم ایوان میں موجود ہیں، کیا ایک خاندان کے سرپرست کو اس طرح کی پالیسیاں بنانی چاہئیں، کیا پنجاب حکومت کے تحفظ کے دعویدار خادم اعلیٰ کہلوانے کے شوقین کیا اس طرح کی بچت پالیسیاں بناتے ہیں، یہ بلاشبہ واضح ثبوت ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ 146۔ارب روپے ہم نے ضمنی میں جھونک دیئے ہیں اور کیا ہم justify کرتے ہیں کہ جو بجٹ allocation ہوتی ہے، بجٹ allocation کے بعد جس طرح سے percentage کا اندازہ کیا جاتا ہے کہ اتنے percent صرف خرچ کیا گیا اور اپنی من مانیاں جہاں کرنی ہوں وہاں پر بجٹ کو کس طرح سے دوسری مدوں میں لے جا کر excess کیا گیا، کیا یہ اس کی justification ہے؟

جناب سپیکر! اگر یہاں پر میں کچھ چیدہ چیدہ مثالیں دوں تو اس میں گورنر ہاؤس کے لئے 14کروڑ36لاکھ روپے رکھے گئے جو کہ shift کر کے 14کروڑ70لاکھ روپے کی پھر ہمیں ضرورت پڑ گئی، کیا یہ وہ بچت پالیسی ہے کہ جو وزیر اعلیٰ نے اپنی کمیٹی میں measures لئے؟ 17-2016 کے بجٹ میں گورنر ہاؤس کے اخراجات کے لئے excess اس سے بھی زیادہ بجٹ رکھنے کی ضرورت پڑی تو یہ ہے بچت پالیسی اور تو اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کے اندر جو الاؤنسز دیئے گئے ہیں وہ 5کروڑ روپے جاری ہوئے جو صرف اور صرف تحفے تحائف کی مد میں دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اسی طرح جو اعلیٰ حکومتی افسران ہیں جن کو نوازنے کے لئے ہمیشہ بجٹ میں سپیشل چیزیں رکھی جاتی ہیں۔ ابھی ہم نے ban کیا کہ ہم نئی گاڑی نہیں خریدیں گے اور لاء منسٹر کے لئے آ گئی، اسی طرح جو ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹریز ہیں ان کو بھی نئی گاڑی کی

ضرورت ہوگی اور پھر purchase of one vehicle, furniture and some other equipments کے لئے 12 کروڑ روپے ہم نے ضمنی میں خرچ کئے ہیں یہ صفحہ نمبر 32 پر ثبوت موجود ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں بے تحاشا اس طرح کی چیزیں نظر آ رہی ہیں کہ جہاں پر یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ کون سی آفت ٹوٹی ہوئی تھی کہ یہ گاڑی خریدی جانی بہت ضروری تھی۔ کیا یہ عوام کی ویلفیئر کے لئے خریدی گئی اس میں عوام کی بھلائی کی کون سی بات تھی، کیا ہمیں یہ محترمہ وزیر خزانہ بتانا پسند فرمائیں گی؟ اسی طرح بات ہوتی ہے کہ ہم اپوزیشن والوں کا مقصد صرف اور صرف تنقید ہے یہ ایک general perception ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ beyond perception اگر ہم دیکھیں کہ یہ بات logic کے ساتھ ہم آج کر رہے ہیں کیونکہ ہم کو جو یہ پیپر اور books دی گئی ہیں ان کے اندر سے ہم نے یہ چیزیں نکالی ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ صرف بلند و بانگ دعوے کرنا ہی گڈ گورننس نہیں ہوتی بلکہ justify کرنا گڈ گورننس ہوتی ہے۔ ضمنی بجٹ میں ہم نے بہت سے صفحات کے اندر دیکھا کہ advertisement پر لاکھوں روپے خرچ کئے گئے اور ہمارے وزیر اعلیٰ کو ایک اور شوق چڑھا ہے وہ شوق کیا ہے؟ وہ شوق ہے جی video links اور ہم video links پر کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں، ہر سال ہم اسی طرح سے ایک بڑی رقم video links کے لئے خرچ کرتے رہیں گے اور اس بات کا بھی تہیا کر لیا ہے، یہ ہے ہماری سوچ، یہ ہے ہمارا نظریہ، یہ ہے ہماری ویلفیئر کی سوچ کہ ہم نے اس عوام کی بھلائی کے لئے video links کرنی ہے۔ ہمارے پاس ای میل کی سہولت موجود ہے۔ ہم اپنی بات through e-mail کر سکتے ہیں لیکن ہم نے تو بچت پالیسی بنائی ہے اور بچت پالیسی کے لئے کروڑوں روپے خرچ کرنا بہت ضروری ہے۔ چاہے وہ video links کی مد میں ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ تصویر جانی چاہئے پھٹی نظر آنی چاہئے، چہرہ نظر آنا چاہئے، اس کے لئے ہم نے کروڑوں روپے دے دیئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ ضمنی بجٹ ہمارے لئے کسی طور پر مناسب نہیں ہے ہم ایک developing country ہیں اور پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب میں بہت لائق فائق لوگ موجود ہیں۔ ہمیں منسٹر صاحبہ کی اہلیت پر پورا یقین ہے لیکن اس کے باوجود کیوں ہم bureaucratic ہاتھوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ کیوں ہم ان کے بنائے ہوئے بجٹ کو اپنی تصویر اور آواز کے ساتھ عوام تک پہنچانا چاہتے ہیں کیا ہم اس کلچر کو بدل نہیں سکتے، کیا ہم اپنی priorities define نہیں کر سکتے، کیا ہمیں یہ پتا نہیں ہونا چاہئے کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے، کیا ہمیں دوسرے

ممالک کی نقل کرنا ہی ضروری ہے، کیا ہمیں نئی گاڑی ضرور خریدنی ہے اور کیا ہمیں ضروری ہے کہ ہم نے advertisement پر من چاہی رقم خرچ کرنی ہے؟ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ کوئی ڈیپارٹمنٹ ایسا نہیں ہے کہ جہاں پر بجٹ کی excess نظر نہیں آ رہی، بجائے اس کے کہ allocated funds صحیح طور پر utilize کئے جاتے۔ ان allocated بجٹ کو ہم اپنی خواہش کے مطابق اور نج لائن ٹرین میں جھونکنا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ یہ ہے ہماری بچت پالیسی اور وزیراعلیٰ پنجاب کا نظریہ اور خیالات کہ کسی مزدور یا کسان کو relief نہیں دینا بلکہ اُن کی صرف کمیشن مافیا کو فروغ دینے کی نیت نظر آ رہی ہے جس کو میں condemn کرتی ہوں اور اس ضمنی بجٹ کو بالکل رد کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ ہماری یہ آواز پہنچائی جائے کیونکہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اپنے فرائض اور ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اپنی عوام کی آواز ہاؤس میں اٹھائیں۔ اللہ کرے کہ ہمارے حکمرانوں کو اللہ توفیق دے اور وہ صحیح طور پر اس پنجاب کو چلانے کے لئے مخلصانہ پالیسیاں بنا سکیں۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ راشدہ یعقوب! میں نے آپ کا نام پکارا تھا لیکن آپ اُس وقت موجود نہیں تھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں محترمہ وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے متوازن اور عوام دوست بجٹ ہمارے visionary and revolutionary لیڈر میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں دن رات کی محنت سے یہ بجٹ تیار کیا ہے۔ یہ ایک ایسا بجٹ ہے جس میں ہر سیکٹر کو priority wise رقم مختص کی گئی ہے جیسا کہ صحت کے منصوبے کو جس انداز میں رقم کی ضرورت تھی اس طرح مختص کی گئی ہے اور اسی طرح تعلیم کے لئے بھی مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں اعداد و شمار میں نہیں جاؤں گی کہ کس شعبہ کے لئے کتنی رقم مختص ہوئی ہے لیکن میں اتنا ضرور سمجھتی ہوں کہ یہ بجٹ اتنا متوازن ہے کہ اس میں ہر ڈیپارٹمنٹ کو اس کی ضرورت کے مطابق بجٹ allocate کیا گیا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں جو بجٹ بنایا گیا ہے اس میں ان کی تمام ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔ سب سے پہلے میں تعلیم کے حوالے سے ضرور بات کرنا چاہوں گی کہ اس وقت پورے پنجاب میں سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا جال بچھایا گیا ہے

حالانکہ آج سے پہلے کبھی کسی حکومت میں تعلیم کے اوپر اتنا کام نہیں کیا گیا جتنا میاں محمد شہباز شریف کے اس دَور میں کیا گیا ہے۔ ایجوکیشن میں جتنے reforms لائے گئے اور مختلف اضلاع میں یونیورسٹیاں بنائی گئیں جس میں اگر میں اپنے حلقہ کی بات نہ کروں تو یہ بہت بڑی ناانصافی ہو گی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان تین سالوں میں مجھے بے شمار فنڈز allocate کئے۔ پاکستان بننے کے بعد میرے حلقہ میں صرف ایک کالج تھا لیکن الحمد للہ پچھلے tenure میں ایک کالج وزیر اعلیٰ نے وہاں مکمل کروایا اور اس دفعہ مزید ایک گرلز کالج زیر تعمیر ہے۔ وزیر اعلیٰ/خادمِ اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف تعلیم کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اسی لئے انہوں نے ہمیشہ تعلیم کو priority دی ہے جس کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز مختص کئے ہیں۔ اسی طرح صحت کے حوالے سے کہوں گی کہ اپوزیشن بنچوں پر بیٹھ کر بغیر ثبوت بازو ہلا ہلا کر یہ بات کر دینا کہ یہاں بھی کام نہیں ہوا اور یہاں بھی بہت خرابیاں ہیں تو میرے خیال میں باتیں کرنا بہت آسان ہے لیکن کام کر کے دکھانا بہت مشکل ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس وقت اورنج لائن ٹرین منصوبے کو بے شمار تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ لوگ اس چیز کی اہمیت کو نہیں سمجھتے جو خود بڑی بڑی لینڈ کروزر اور دیگر بڑی گاڑیوں میں گھومتے ہیں لیکن وہ یہ کیوں نہیں چاہتے کہ اس ملک میں رہنے والی غریب عوام کو بھی معیاری سفری سہولتیں میسر ہوں؟ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہمیشہ عوام کی خدمت کو مقدم جانا ہے لیکن اپوزیشن کا اس وقت مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ترقی کا جو سفر شروع کر رکھا ہے اس کو روکنا ہے۔ جب گورنمنٹ آف پاکستان کو بنے ہوئے صرف ایک سال ہوا تھا تو یہ دھرنے جیسے مذموم مقاصد لے کر سڑکوں پر آئے تاکہ مسلم لیگ (ن) نے ترقی کا جو سفر عوام کی خوشحالی کے لئے شروع کر رکھا ہے اس کو روک سکیں۔ میں آپ کے توسط سے ان کو بتانا چاہتی ہوں کہ جس طرح سے یہ سفر شروع ہوا ہے اور خادم اعلیٰ پنجاب وہ مردِ مجاہد ہیں کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ تمام رکاوٹوں کے باوجود اس سفر کو جاری و ساری رکھیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے حلقہ سے ایک بھائی نے بڑا نعرہ جیئے بھٹو کا لگایا تو سب سے پہلے میں اس نعرے کا جواب دوں گی کہ "میاں محمد شہباز شریف زندہ باد"۔ اس کے بعد میں ان کو یہ بتانا چاہوں گی کہ "چھج تو بولے چھلنی کیا بولے"۔ یہ انہی کا دَور تھا جب عوام آٹے کے لئے اور لوڈشیڈنگ سے تڑپ رہی تھی لیکن آج وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے میاں محمد نواز شریف کی قیادت اور سربراہی میں مختلف علاقوں میں توانائی کے اتنے منصوبے شروع کر رکھے ہیں کہ الحمد للہ آج غیر اعلانیہ

لوڈشیڈنگ پنجاب میں کہیں نہیں ہو رہی۔ توانائی کے جتنے منصوبے لگائے جا رہے ہیں میں آپ کو یقین سے کہتی ہوں کہ 2018 تک آپ کے ملک میں لوڈشیڈنگ کا خاتمہ ہو جائے گا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی بجٹ پر آئیں اور اس پر بات کریں۔ I will not allow.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب): جناب سپیکر! یہ دھرنے دینے والے خوابوں میں زندہ رہتے ہیں اور انہیں وزیر اعظم بننے کا فوبیا ہو گیا ہے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ یہ خوابوں میں ہی زندہ رہیں گے۔

جناب سپیکر: جی، آپ relevant ہو جائیں اور ضمنی بجٹ پر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ بتانا چاہوں گی کہ آج تک انہوں نے جن منصوبوں پر انگلی اٹھائی ہے ان میں سے کسی بھی منصوبے پر یہ ثبوت کے ساتھ بات نہیں کر سکے۔ یہ ہے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی گڈ گورننس اور ان کی جانفشانی جس سے وہ اور ان کی ٹیم دن رات کام کر رہی ہے۔ میں خود اور میرے حلقہ کی عوام تہہ دل سے میاں محمد شہباز شریف کی شکر گزار ہے کہ انہوں نے ہمیں یونیورسٹی آف جھنگ کے نام سے یونیورسٹی دی ہے جس کا سفر الحمدللہ جاری و ساری ہے۔ اس حوالے سے میں محترمہ وزیر خزانہ کے توسط سے ایک request وزیر اعلیٰ تک پہنچانا چاہوں گی کہ یونیورسٹی ہمارا خواب ہے اور وزیر اعلیٰ کا بھی خواب ہے لہٰذا جلد از جلد اس کو شروع کرنے کے لئے ADP میں جو رقم مختص کی گئی ہے وہ بہت کم ہے اس کو بڑھایا جائے اور فوری طور پر وہاں کلاسز کا اجراء کروایا جائے۔ میں آخر پر وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ ضمنی بجٹ پر بات ہو رہی ہے لیکن ممبران قلابیں ملانے شروع ہو جاتے ہیں جنہیں آپ allow بھی کر دیتے ہیں لیکن جب ہم تھوڑا سا de-track ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر آپ ہمیں ڈانٹتے ہیں۔ ضمنی بجٹ اس لئے رکھا جاتا ہے یا اس کی demand حکومت کی طرف سے اس لئے کی جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے اپنے طور پر یہ کہا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے اپوزیشن کی طرف سے بات کی ہے اور ہمیں بھی قلابیں ملانے کی اجازت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، میں ایسے اجازت نہیں دوں گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہمیں بھی قلابیں ملانے دیا کریں، کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کے اندر جو grants رکھی گئی ہیں ان کا مطالبہ حکومت کی طرف سے ہمیں معلوم ہے کیونکہ ان کا مطالبہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ اگر کسی بھی محکمہ کو ضرورت پڑے تو وہ اپنے اخراجات میں ضمنی گرانٹ کی صورت میں اضافہ کر سکتا ہے۔ میں یہاں چند محکموں کے حوالے سے بات کروں گی کیونکہ باقی جگہوں کی تقریباً detail سے بات ہو چکی ہے۔ میں صحت کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی جو اس وقت صوبہ پنجاب کا انتہائی serious and important issue ہے۔ پچھلے 2015-16 کے بجٹ میں جو فنڈ رکھا گیا وہ صرف اور صرف 38 فیصد خرچ کیا گیا یعنی ٹوٹل بجٹ میں سے صرف 38 فیصد خرچ کیا گیا ہے۔ Kidney and Liver Institute بنانے کا اعلان کیا گیا جس کے لئے 3۔ارب روپے رکھے گئے جن میں سے صرف 147 کروڑ روپے پچھلے سال خرچ کئے گئے اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس دفعہ پھر 4۔ارب روپے کا اعلان اسی ہسپتال کے لئے کر دیا گیا اور یہ مزید 4۔ارب روپے خرچ کریں گے۔

جناب سپیکر! میں اس سے پہلے بھی بات کر چکی ہوں کہ سرکاری ہسپتالوں میں missing facilities اور نرسوں کی کمی موجود ہے۔ 1398 نرسوں کی کمی اس وقت پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں ہے۔ اگر میں لاہور کی بات کروں تو میو ہسپتال کے اندر تقریباً 495 نرسوں کی کمی ہے۔ آپ اپنے اضافی اخراجات کے لئے ضمنی گرانٹس منظور کریں گے تو میں آج یہ گزارش کروں گی کہ یہ گرانٹس منظور کرنے کی بجائے ہیلتھ کی improvement کے لئے رکھے گئے فنڈز میں سے فوری طور پر ڈاکٹروں کے لئے package دیں۔ نرسیں جو اپنے مطالبات، تنخواہوں میں اضافے اور اپنی محنت کی اجرت مانگنے کے لئے سڑکوں پر احتجاج کرتی ہیں تو انہیں اچھے package دیں اور اچھے incentives دیں تاکہ وہ اپنے فرائض کو دیانتداری اور ایمانداری سے سرانجام دے سکیں۔ ڈاکٹروں کی ہڑتالوں کی وجہ سے بے شمار مریض اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ایسی صورتحال میں حکومت کو ڈاکٹروں اور نرسوں کو facilitate کرنا چاہئے اور incentives دینے چاہئیں تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے ادا کر سکیں۔ اگر ذریعہ معاش نہیں ہو گا تو اتنی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر اپنے فرائض کس طریقے سے سرانجام دے سکیں گے۔ اگر ان کے گھروں میں چولہا جلے گا تو ہی وہ کسی کے چولہے کو جلانے کے لئے اس کی مدد کو تیار ہوں گے اس لئے انہیں سڑکوں پر نہ آنے دیں۔ ان کے مسائل کو ان کے door step کے اوپر حل کیا جائے۔ صرف بات چیت اور ڈنگ ٹپاؤ والا کام نہ کیا جائے بلکہ ان کے مسائل کو in real حل کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارا دعویٰ ہے کہ صوبہ پنجاب کو باقی تینوں صوبوں کی نسبت ایجوکیشن کے حوالے سے سب سے زیادہ طاقت ور بنا دیا ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی عار نہیں ہے کہ مجھے یہاں قلابے نہیں ملانے اور میں یہاں پر سچ سامنے لانا چاہتی ہوں۔ سکولز ایجوکیشن پر پچھلے سال 16-2015 میں رکھے گئے بجٹ کا 52 فیصد خرچ کیا، ہائر ایجوکیشن میں 28 فیصد رکھا گیا بجٹ خرچ کیا۔ محترمہ وزیر خزانہ نے یہاں کہا کہ تقریباً پچھ ہزار سے زائد سکولوں میں ہر چیز درست کر دی ہے اور عمارتیں بھی درست ہو گئی ہیں۔ یہ اعداد و شمار سامنے آ رہے ہیں اور میں چیلنج کرتی ہوں کہ یہ اعداد و شمار اگر غلط ہیں تو آئیں میرے ساتھ visit شروع کریں۔ میڈیا کو ہم ساتھ لے جاتے ہیں تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی سامنے آ جائے گا۔ ہم زیادہ دور نہیں جاتے صرف لاہور کے سکولوں کا visit کر لیتے ہیں۔ Missing facilities of schools کا 2.5۔ ارب روپے کا بجٹ تو خرچ ہی نہیں ہوا جو کہ lapse ہو گیا یا کہہ لیں کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے بچا لیا۔

جناب سپیکر! سکولوں میں ٹیچر ہی نہیں ہیں کیونکہ آپ نے بھرتیاں ہی نہیں کیں۔ اگر سکولوں میں ٹیچر ہوں گے تو وہ پڑھائیں گے ناں۔ خالی سکول کیا کرنے ہیں؟ ایجوکیشن کے حوالے سے میرے کچھ اسمبلی سوالات تھے۔ میں نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ لاہور کے اندر 22 سرکاری سکولوں کو merge کیا جا رہا ہے اور اس کی وجہ یہاں on the floor of the House منسٹر نے یہ بتائی کہ چونکہ وہاں پر حاضری کم ہے، ٹیچر کی کمی ہے اس لئے ہم سکولوں کو merge کرنے جا رہے ہیں یا ہم نے ان سکولوں کو merge کیا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب کا دعویٰ ہے کہ انرولمنٹ بڑھانے کے لئے سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں بلکہ اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں تو کہاں گئی وہ انرولمنٹ کہ لاہور جیسے بڑے شہر میں 22 سکول آپ merge کر دیتے ہیں؟

جناب سپیکر! اس وقت ایجوکیشن کے حوالے سے گرانٹس اور فنڈز رکھ رہے ہیں اور 50۔ارب روپے کا ایجوکیشن کے نام پر اضافہ کر دیا ہے۔ بہت بڑی تکلیف کی بات ہے کہ آپ سرکاری سکولوں کے معیار تعلیم کو بہتر کرنے کے اقدامات کی بجائے اچھے اور پڑھے لکھے ٹیچرز کو depute کرنے کی بجائے سول سوسائٹی کے حوالے وہ سکول کئے جا رہے ہیں۔ کیوں کئے جا رہے ہیں کہ کچھ ایسے بیوروکریٹس یا سول سوسائٹی کے کچھ لوگوں کے ساتھ ان کی ذاتی دوستیاں ہیں تو من پسند خواتین کو یہ سکول donate کئے جا رہے ہیں اور پنجاب کے غریب عوام کے ساتھ ایک مذاق کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! ضمنی گرانٹ کے اندر مجھے کہیں پر بھی 1122 کے لئے کوئی allocation نظر نہیں آئی۔ حد کی بات یہ ہے کہ 1122 خیراتی ادارہ بن گیا ہے۔ جب کسی عام آدمی کو کوئی حادثہ پیش آئے یا کوئی آفات پیش ہوں تو اسے ریلیف دینے کے لئے 1122 پروٹیکشن کا ایک رفاہی ادارہ تھا اور بجائے اس کا دائرہ کار بڑھانے کے لئے بجٹ کے اندر اعلان کرتے کہ اتنے کروڑ یا اتنے ارب روپے رکھے گئے ہیں لیکن کچھ بھی نہیں رکھا گیا جس کے باعث آج 1122 اخباروں میں زکوٰۃ اور خیرات کے پیسوں کی امداد مانگتا ہوا نظر آ رہا ہے جو کہ ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے لیکن کسی کو بھی شرم نہیں آتی۔

جناب سپیکر! آج ہمارے بجٹ کے اندر ہر ٹی ایم اے کو یہ حکم دیا گیا کہ تین کروڑ روپے اورنج لائن ٹرین کے لئے وقف کیا جائے گا اور ہر ٹی ایم اے سے لیا جائے گا۔ 200۔ارب روپے کا loan پنجاب حکومت نے چینی حکومت سے لیا اور مزید 200۔ارب روپے کے loan کے لئے apply یا درخواست دی ہے۔ اگر ہر ٹی ایم اے تین کروڑ روپے پنجاب حکومت کو دے گا تو ہماری لوکل ڈویلپمنٹ کہاں جائے گی؟ آپ نے کسی بھی شہر کے ٹی ایم اے کو allocate کیا ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقے کے اندر ڈویلپمنٹ کے چھوٹے موٹے کام کروائے تو جب وہ تین تین کروڑ روپے صوبائی حکومت کو اورنج لائن ٹرین کے لئے دے دیں گے تو باقی کے کام کیسے ہوں گے اور باقی مسائل کہاں سے حل ہوں گے؟

جناب سپیکر! میری بہن نے ابھی یہاں بڑے جوش و خروش سے کہا کہ پنجاب بہت زیادہ اندھیروں میں ڈوبا ہوا فلاں دے گیا اور فلاں پنجاب کو اندھیرے دے گیا اور فلاں پاکستان کو اندھیرے

دے گیا لیکن ہم تو آج بھی اندھیرے میں ہیں۔ اگر کل اندھیرے میں تھے تو آج بھی اندھیرے میں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ہم اندھیرے میں نہیں ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے چھ مہینے میں پنجاب کو بجلی دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آج ساڑھے تین سال گزر رہے ہیں تو وزیر اعلیٰ پنجاب اپنا نام بدلیں اس لئے کہ انہوں نے چھ مہینے میں نام بدلنے کا وعدہ اس قوم کے ساتھ کیا تھا۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ اگر میں بجلی نہ دے سکا تو میں اپنا نام بدل لوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"18 کی بجائے 6 گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہو گئی" کی آوازیں)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ! اب آپ wind up کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پچھلے بجٹ کے اندر چار پاور پلانٹس کا اعلان کیا گیا تھا اور میں آج یہاں پر آپ کو بتاؤں گی کہ ان میں گوجرانوالہ، جھنگ، ملتان اور راولپنڈی کے پراجیکٹس بند ہو چکے ہیں۔ ساہیوال coal پراجیکٹ بھی بند ہو چکا ہے۔ میری بہن نے کون سے اندھیرے دور کرنے کی بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ذرا اپنی انفارمیشن ٹھیک رکھیں۔ باقی ٹھیک ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری انفارمیشن بالکل ٹھیک ہے۔ نندی پور پاور پراجیکٹ کا سکینڈل کہاں گیا؟ سستی روٹی پروگرام کا سکینڈل کہاں گیا؟ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے مقابلے میں فوڈ سٹیمپ سکیم پنجاب میں شروع کی گئی جو کہ پہلے سال ہی سکینڈل کی نذر ہو گئی۔ یہ سارے سکینڈل آپ کے سامنے آرہے ہیں اور آپ کے سامنے آئیں گے۔ جو کل خادم اعلیٰ پنجاب کے ساتھ اپنے حلقے کے اندر عوام نے کیا یہ آئندہ آپ کے ساتھ ہونے والا ہے اور یہ ہو گا اس لئے کہ عوام کے حقوق پر ڈاکے نہ ڈالیں۔ اب آپ کی گاڑیوں پر حملے ہوں گے اور عوام اب آپ کی گاڑیوں پر حملے کریں گے اور اب آپ حملوں سے بچ نہیں پائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جناب طارق مسیح گل!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب طارق مسیح گل):جناب سپیکر!شکریہ۔ شروع کرتاہوں اُس نام سے جس نے کہاآسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میرے منہ کی بات ہے یہ ہر گز نہ ٹلیں گی۔میں آپ کی خدمت میں اور اپنے عوام کی خدمت میں اپنی طرف سے سلام پیش کرتا ہوں آج کا یہ ضمنی بجٹ جو150۔ارب روپے پر مشتمل ہے اس بجٹ میں ان پیارے بھائی اور بہنوں جن کا تعلق اپوزیشن سے ہے اُن کو بتانا چاہتا ہوں یہ بجٹ basically قدرتی آفات اور اور ایمرجنسی منصوبوں کے لئے ترتیب دیا جاتا ہے۔ابھی بجٹ کو فضول میں ایسی ایسی باتیں کہہ کر کہ بجٹ میں یہ ٹھیک نہیں ہے،اس بجٹ میں یہ بات آگئی ہے،یہ بات آگئی ہے ہمارے اس ایوان کا بھی مذاق بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور تنقید برائے تنقید جو کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے لئے صرف میں یہ بات کہوں گا کہ یہ اپنی چڑی کی چونچ میں پانی کی تو بات کرتے ہیں کہ ہم آگ بجھانے والے ہیں ہم چونچ میں پانی بھر کر لانے والی چڑیا کی بات کرتے ہیں۔ مجھے صرف یہ بتادیں کہ یہ آگ لگانے والوں میں سے ہیں یا آگ بجھانے والوں میں سے ہیں؟جب کنٹینر کے اوپر بیٹھ کر،جب ٹرالے کے اوپر بیٹھ کر اس ملک کی تاجر برادری کی دکانوں پر آگ لگاتے ہیں جب یہ اس ملک کا ستیاناس کرنا چاہتے ہیں،جب یہ اسمبلی ہال کے سامنے کنٹینر کی بجائے ٹرالے بھی لگاتے ہیں اور میری ماں بہن اور بیٹی کی عزت کو پامال کرتے ہیں اُس وقت ان کا پانی،ان کی چونچ،ان کی چڑیا کہاں پر جاتی ہے؟[*********]تاکہ یہ محسوس کریں کہ میرا قائد،میرا لیڈر،میرا شیر ببر۔۔۔

جناب سپیکر:ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔آپ ضمنی بجٹ پر رہیں relevant رہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب طارق مسیح گل):جناب سپیکر!میاں محمد شہباز شریف جو کہ پنجاب کی عوام کی خدمت کے لئے دن رات ایک کرکے کوشش کرتے ہیں،یہاں پر جیئے بھٹو تو ضرور کہتے ہیں لیکن جس کا نعرہ لگانا ہے اُس کا نعرہ لگانے سے یہ کیوں شرماتے ہیں؟

جناب سپیکر:Please relevant ہو جائیں بڑی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب طارق مسیح گل):جناب سپیکر!یہ بجٹ جو150۔ارب روپے پر مشتمل ہے یہ غریبوں کا بجٹ ہے،یہ مزدوروں کا بجٹ ہے،یہ اُن لوگوں کا بجٹ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہے جن کا کوئی آسراء نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں، ہمیں اس ایوان میں بیٹھتے ہوئے چار سال ہو گئے ہیں یہ لوگ ہمیشہ اُس بات پر ضرور زور دیتے ہیں جس کا کوئی منہ نہیں ہوتا، جس کی کوئی ٹانگ نہیں ہوتی، جس کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی لیکن ایک بات ضرور بتاؤں گا کہ میرا لیڈر دن رات محنت کرتا رہے گا[*********]

جناب سپیکر: آپ کسی کی بات کیوں کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! جب میں کہتا ہوں کہ ہمارا لیڈر دن رات محنت کرتا ہے پنجاب کی عوام کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ Please sit-down

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! یہ جو ضمنی بجٹ ہے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی بہت شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! پنجاب کی عوام یہ کہتے ہیں کہ جو ٹیکس ہم دیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سر نہ کھپائیں میرا بھی اور اپنا بھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! ہم یہی ٹیکسز اکٹھے کرکے دوبارہ عوام کے لئے spend کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: Please be relevant

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! ہمیں return کرنے سے نہ روکا جائے ہم قوم کی خدمت کریں گے، ہم عوام کی خدمت کریں گے، پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں شیر پنجاب، شیر پاکستان میاں محمد شہباز شریف میاں نواز شریف کی زیر قیادت عوام کی خدمت کرتے رہیں گے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! فنانس منسٹر اپنی پیاری باجی محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا جس نے بڑی حکمت کے ساتھ، بڑی دانائی کے ساتھ، بڑی عقلمندی کے ساتھ، بڑی دانشمندی کے ساتھ یہ بجٹ پیش کر کے پنجاب کی عوام کو سہولیات سے نوازا ہے، پنجاب کی عوام کے لئے بہت سہولیات کا انتظام کیا ہے، ان کو جو کچھ مرضی ہوتا رہے ہمیں کسی چیز کی پروا نہیں۔ ہمارا کام ہے دن رات کام کرنا آپ کا کام ہے کام بگاڑنا میرے قائد کا کام ہے سڑکیں بنوانا ہے ان کا کام ہے سڑکیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کا مائیک بند ہے۔ محترمہ خدیجہ عمر آپ بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمام تعریفیں اُس رب کے لئے ہیں جو نہایت رحیم ہے اور کرم کرنے والا ہے۔بے شک تمام تعریفیں اُسی ذات کے لئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اُس دن بھی بجٹ تقریر میں یہ بات کہی تھی اور آج میں پھر دُہرانا چاہوں گی کہ آج کی اتنی کھن زدہ speeches سن کر جو حکومتی بنچز سے آئی ہیں خدارا ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اچھے کام کی تعریف نہ کریں لیکن خدارا اتنا تو کر لیں کہ حق کو حق کہیں اور غلط بات کو غلط کہیں اس طرح کی بات کر کے آپ اپنی leadership کو بھی misguide کرتے ہیں۔آپ اُن کے ساتھ بھی ظلم کر رہے ہیں اس لئے کہ جب آپ اُن کو حق کی بات نہیں بتائیں گے اُن کو سب اچھے کی رپورٹ دیں گے تو میں سمجھتی ہوں اپنے لیڈر کے سب سے بڑے دشمن یہ خود ہیں جو اُن کو غلط بات گائیڈ کر کے آج قوم کو تباہی کے دھانے پر یہ لوگ لے کر آچکے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو ملک کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔اب میں ضمنی بجٹ کی طرف آتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: Order please, Order please ان کی بات سنیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! 146-ارب روپے کا ضمنی بجٹ خرچ کیا گیا جو کہ financial mismanagement سب سے بڑی example ہے۔ سب کو پتا ہے ضمنی بجٹ کس لئے پیش کیا جاتا ہے یہ emergencies میں دیا جاتا ہے آپ ایمرجنسی دیکھیں کس طرح کی emergencies میں یہ ضمنی بجٹ استعمال ہو رہا ہے۔ میں اپنے حکومتی بنچوں جنہوں نے بڑی زوردار

تقریریں بجٹ کے حق میں کی ہیں میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم ایک غریب ملک ہیں، اس وقت ہمارے صوبے کا بچہ بچہ اور ہماری آنے والی نسلیں قرضے میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ کیا ہم اس طرح کے لوازمات اور اس طرح کے royal طریقے سے جو ہمارے اخراجات ہیں اسے afford کر سکتے ہیں؟ چیف منسٹر ہاؤس کے لئے تقریباً 22 کروڑ روپے کا خرچہ ہے اور اس وقت پروٹوکول کے لئے 68 لاکھ روپے کا خرچہ ہے اور ہم یہاں پر سادگی کا پرچار کر رہے ہیں صفحہ نمبر 14 پر 14۔دسمبر 2015 سے 19۔دسمبر 2015 کے دوران کچھ Turkey parliamentarians non کا پانچ روزہ دورہ کرتے ہیں اور اُس پانچ روزہ دورے میں 45 لاکھ روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ کیا ہم یہ afford کر سکتے ہیں کہ ایک دوسرے ملک کے parliamentarian جب آتے ہیں اور جب ہم وہاں جاتے ہیں تو اُن کے parliamentarian پر بھی ہم نے 45 لاکھ روپیہ خرچ کر دیا ہے جس سے ہماری پتا نہیں کتنی غریب عوام رات کو روٹی کھا کر سو جائے اور ہم ہماری سادگی کا عالم دیکھیں کہ ان کے لئے 45 لاکھ روپے کس مد میں خرچ کئے اور کیا ہماری قوم ان کو یہ اجازت دیتی ہے جس کے پیسے پر یہ experiment کرتے ہیں۔ یہ شاہانہ اخراجات کر رہے ہیں، کیا اس وقت ہمارا ملک یہ afford کر سکتا ہے، کیا ہمارا صوبہ afford کر سکتا ہے جو کہ اس وقت 900۔ارب روپے کا مقروض ہے اور کیا ہم اس طرح کے شاہانہ اخراجات afford کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہوں گی کہ وہ ہمارے لئے بڑی محترم ہیں لیکن انہوں نے جو کھڑے ہو کر تقریر کی کیا وہ ان اخراجات کی detail بتا سکتی ہیں کہ اس طرح کے شاہانہ اخراجات ہم کیسے afford کر سکتے ہیں؟ جبکہ سب کچھ ہم قرضے پر چلا رہے ہیں، 45 لاکھ روپیہ ترکی کے parliamentarians کے اوپر ہم نے خرچ کر دیئے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ بات کروں گی کہ VIP flights کی دیکھ بھال کے لئے 48 لاکھ 34 ہزار روپیہ خرچ کر دیا گیا ہے جبکہ اس کی مد میں 21 لاکھ 21 ہزار روپے کا بجٹ مختص تھا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بچت کرنے کے دعوئے کرنے والے یہ بتائیں کہ یہ ہم نے اخراجات کئے ہیں اور وزیراعلیٰ پنجاب خود اس کا جواب دیں کہ یہ جو ہم وی آئی پی کلچر کی بات کرتے ہیں اور ہم نے اس کو ختم کرنا ہے اس میں سو فیصد اضافہ ہو گیا ہے تو ہم کس بات کے نعرے لگا رہے ہیں، ہم کس بات کے دعوے کر رہے ہیں، ہم کس سادگی کے دعوے کر رہے ہیں؟ میرے بھائی تیمور نے بڑی detail میں ایک بات بتائی تھی جو کہ 2013 میں ہمارے وزیراعلیٰ نے کہا تھا اُس کی جو detail تھی وہ نہیں بتا سکے اُس میں انہوں نے کہا تھا کہ 2013 میں وزیراعلیٰ پنجاب نے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا تھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ جتنے

officialsایم پی ایز اور ایم این ایز وغیرہ کے جو بیرون ملک کے اخراجات ہیں اس کی ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس میں ہمارے یہاں کے ممبر بھی تھے منسٹر صاحبہ بھی اُس کی ممبر ہیں اس میں یہ بڑا clearly کہا گیا تھا کہ جو اخراجات ہوں گے اس کی کمیٹی سے اجازت لی جائے گی اور ایک حد سے تجاوز کرنے والی رقم وزیر اعلیٰ کی permission سے دی جائے گی۔ میں سماء ٹی وی پر ایک انٹرویو دیکھ رہی تھی وحید گل صاحب بھی اس کے ممبر ہیں۔

جناب سپیکر! ان سے پوچھا گیا کہ بیرون ملک کے اخراجات کی اتنی لمبی لسٹ ہے کیا یہ آپ کے علم میں ہے، کیا آپ سے اجازت لی گئی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ میرے علم میں ہی نہیں ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک طرف تو یہ دعوے کرتے ہیں، بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں اور نوٹیفکیشن جاری کرتے ہیں اگر اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا تو کیا آپ نے قوم کو بے وقوف بنانے کے لئے یہ کر رکھا ہے؟ پچھلے آٹھ سال سے ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ مسلسل دکھاوا ہے، اشتہار لگا دیئے جاتے ہیں، ٹی وی پر ads آ رہے ہیں لیکن ان پر عملدرآمد کچھ نہیں ہے۔ اس کا نہ کوئی ہوم ورک ہوتا ہے اور آج بھی ہم یہ سن رہے ہیں کہ "ہم یہ کر دیں گے" مجھے بتائیں کہ آپ کے پاس ٹائم کتنا رہ گیا ہے؟

جناب سپیکر! پچھلے آٹھ سالوں سے کیا آپ جھک مار رہے ہیں، کیا کر رہے ہیں؟ آٹھ سال ہو گئے ہیں آپ نے قوم کو بے وقوف بنایا ہوا ہے۔ میں آج یہاں پر یہ بات کرنا چاہوں گی کہ جب کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اس کو اپوزیشن بھی سراہتی ہے۔ آج میرے بھائی جن کا تعلق پیپلز پارٹی کے ساتھ ہے انہوں نے اس کو سراہا ہے اُس وقت جبکہ وہ اپوزیشن میں تھے لیکن چودھری پرویز الٰہی زندہ باد انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ ممبر اپوزیشن سے ہے بلکہ انہوں نے دیکھا کہ اس سے عوام کو ریلیف مل رہا ہے تو انہوں نے وہ تمام سہولیات جنوبی پنجاب کو دیں۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ یہ یہ میری جماعت کا ممبر نہیں ہے اس لئے میں اس کو فنڈز نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر: ان کو 173۔ارب روپے دے رہے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ ہماری سوچ ہونی چاہئے۔ اس حکومت کی سب سے بڑی نااہلی کی وجہ revenge ہے۔ یہ اگر revenge والی سوچ اپنے دماغ سے نکال دیں تو دیکھیں اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی دے گا لیکن اگر اسی ڈگر پر چلتے رہے اور چودھری پرویز الٰہی کے دور کے وہ تمام منصوبے جیسے ریسکیو 1122، وزیر آباد کارڈیالوجی ہسپتال، میو ہسپتال کا سرجیکل ٹاور ہیں یہ انہیں مکمل نہیں کروا رہے

اس میں عوام کا کیا قصور ہے؟ میرے قائد نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ آپ اپنی تختیاں لگالیں میرا نام مٹا دیں لیکن عوام کو اس کی سزا نہ دیں۔

جناب سپیکر: ضمنی بجٹ پر آئیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ کی ہی بات کر رہی ہوں اور comparison کرنا چاہ رہی ہوں کہ اچھا کام، اچھی ایڈمنسٹریشن اور گڈ گورننس ہوتی کیا ہے؟ چودھری پرویز الٰہی نے ہر کام ہوم ورک کے ساتھ کیا اسی وجہ سے ان کا کوئی منصوبہ، کوئی پراجیکٹ ناکام نہیں ہوا۔ آج ہر پراجیکٹ شروع ہوتا ہے، تھوڑے عرصے تک تجربہ ہوتا ہے اور اس کے بعد ٹھپ ہو جاتا ہے۔ اس پر ہوم ورک ہوتا ہے اور نہ ہی کام ہوتا ہے۔ ہماری کچھ بہنیں ہیں جو ہر دو منٹ بعد کھڑی ہو کر درمیان میں بات کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ میں ان سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ہم خواتین ہیں ہمیں respectful طریقے سے ہاؤس میں بیٹھنا چاہئے۔ اگر کوئی male member آپ کے بارے میں یہ رائے دے کہ یہ کھڑی ہو کر ایک دم سے اس طرح سے بولتی ہیں تو اس سے تمام خواتین کی تذلیل ہو گی۔ خدارا اگر آپ لوگ ہاؤس میں بیٹھے ہیں تو respectful طریقے سے بیٹھیں اس طرح سے مت کیا کریں۔ آپ اٹھ کر ایسے کلمات بیان کرنا شروع کر دیتی ہیں کہ اس سے ہمیں بھی شرمندگی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ضمنی بجٹ پر آ جائیں اور جلدی سے final کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ اس وقت لوڈشیڈنگ کے بہت برے حالات ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ رمضان میں بھی 16,16 گھنٹے لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے۔ انہوں نے maximum کوشش کی ہو گی کہ عوام کو facilitate کیا جائے اور انرجی کرائسز کو کم کیا جائے لیکن آٹھ سالہ کوشش کے باوجود جس کے دعوے کئے گئے تھے کہ چھ مہینے میں بجلی کا کرائسز ختم کر دیا جائے گا لیکن آج سولہ سولہ گھنٹے کی لوڈشیڈنگ سحر و افطار میں بھی ہو رہی ہے۔ آپ اس کے بھی اخراجات سنیں۔ انرجی ڈیپارٹمنٹ نے گاڑی اور فرنیچر کی خریداری اور دفتر کی تزئین و آرائش پر ایک کروڑ 22 لاکھ روپے خرچ کئے۔ اس محکمے کو تو بند کر دیں۔

جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ اس وقت لوڈشیڈنگ کا حال کیا ہے، لوگ بلبلا رہے ہیں یہ کم از کم رمضان میں تو ریلیف دے دیتے۔ اس وقت نہ سحری میں سکون ہے نہ افطاری میں سکون ہے۔ یہ 2018 کی بات کر رہے ہیں انہوں نے 2018 کی بات اُس وقت کیوں نہیں کی جب انہوں نے لوگوں سے ووٹ لئے؟ اس وقت تو انہوں نے کہا کہ ہم چھ ماہ میں بجلی کے کرائسز کو ختم کر دیں گے۔ بات وہ

کرنی چاہئے جس پر یہ عملدرآمد کر سکیں۔ اس حکومت نے ہمیشہ دعوے کئے ہیں، بڑی بڑی باتیں کی ہیں لیکن آج تک کسی چیز پر implement نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر! میری محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہے، یہ ہمارے لئے بہت respectable ہیں لیکن پلیز ہمیشہ وہ بات کریں، وہ دعوے کریں اور کھڑے ہو کر وہ تقریریں کریں جن پر عملدرآمد کر سکیں۔ لیڈر شپ سے بڑی بھی ایک ذات ہے جس کے آگے آپ نے جواب دینا ہے۔ اس وقت کوئی پروٹوکول کام آنا ہے نہ ہی لیڈر نے کام آنا ہے بلکہ آپ کے اپنے اعمال کام آئیں گے۔ آپ نے جو commitment کی ہے کیونکہ یہ عزت آپ کو اُس خدا نے دی ہے یہ کسی وزیر اعلیٰ یا کسی پارٹی نے نہیں دی۔ آپ کو عزت اللہ تعالیٰ کی ذات نے دی ہے آج اگر آپ اس کی پاسداری کریں گی تو آپ اللہ کے حضور بھی سرخرو ہوں گی اور اپنے عوام کے سامنے بھی ہوں گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آج کی اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔ یاد رہے کہ کل مورخہ 29۔ جون 2016 کو ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی۔ کٹ موشن کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی ایک بجے تک جاری رہے گی۔ باقی مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی اور کل محترمہ وزیر خزانہ wind up بھی کریں گی۔ اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 29۔ جون 2016 صبح 10:00 تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

بدھ،29۔جون2016

(یوم الاربعاء،23۔رمضان المبارک1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22: شمارہ 11

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ29۔جون2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

1۔ ضمنی مطالبات زر برائے سال16-2015 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر1	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو73کروڑ77لاکھ24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال16-2015کا صفحہ1ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر2	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو2کروڑ19لاکھ70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال16-2015کے صفحات2تا3ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر3	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو2۔ارب69کروڑ10لاکھ 13ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی وبحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال16-2015کے صفحات4تا9ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر4	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو4۔ارب79کروڑ38لاکھ4 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال16-2015کے صفحات10تا48ملاحظہ فرمائیں۔

714

مطالبہ نمبر5	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو12۔ارب 70کروڑ85لاکھ 84ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زراعت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16 کے صفحات49 تا 52ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر6	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو3کروڑ28لاکھ96ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"کوآپریٹو"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16 کا صفحہ53ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر7	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو47کروڑ23لاکھ86ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سول ورکس"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16 کے صفحات54تا56ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر8	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو20۔ارب 60کروڑ90لاکھ 24ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ریلیف"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16 کے صفحات57تا58ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر9	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو8۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پنشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16 کا صفحہ59ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر10	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو،52کروڑ،76لاکھ،76ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شہری دفاع"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16 کے صفحات60تا61ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر11	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو17۔ارب46کروڑ75لاکھ73ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلے اور چینی کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16 کے صفحات62تا65ملاحظہ فرمائیں۔

715

مطالبہ نمبر 12	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 67-ارب 46 کروڑ 57 لاکھ 88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 کے صفحات 66 تا 260 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 13	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 7 کروڑ 33 لاکھ 84 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 کے صفحات 261 تا 262 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 14	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 6-ارب 41 کروڑ 45 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 کے صفحات 263 تا 271 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 15	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 4-ارب 7 کروڑ 72 لاکھ 14 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 کے صفحات 272 تا 273 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 16	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 کا صفحہ 274 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 17	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 کا صفحہ 275 ملاحظہ فرمائیں۔

716

مطالبہ نمبر18	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16کا صفحہ276ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر19	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"دیگر ٹیکس ومحصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16کے صفحات277تا278ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر20	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل برداشت "کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16کے صفحات279تا282ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر21	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جیل خانہ جات وسزایافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16کے صفحات283تا284ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر22	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16کے صفحات285تا299ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر23	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب گھر" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16کا صفحہ300ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر24	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2015-16کے صفحات301تا311ملاحظہ فرمائیں۔

717

مطالبہ نمبر 25	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2015-16 کے صفحات 312 تا 384 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 26	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2015-16 کے صفحات 385 تا 390 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 27	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2015-16 کا صفحہ 391 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 28	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2015-16 کے صفحات 392 تا 398 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 29	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 ۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2015-16 کے صفحات 399 تا 401 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 30	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2015-16 کے صفحات 402 تا 412 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 31	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2015-16 کے صفحات 413 تا 415 ملاحظہ فرمائیں۔

718

مطالبہ نمبر32	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"محکمہ ہاؤسنگ اینڈفزیکل پلاننگ"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال16-2015کا صفحہ416ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر33	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سٹیشنری اینڈپرنٹنگ"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال16-2015کا صفحہ417ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر34	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سبسڈیز"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال16-2015کے صفحات418تا420ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر35	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرقات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال16-2015کے صفحات421تا482ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر36	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعمیرات آبپاشی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال16-2015کے صفحات483تا487ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر37	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرکاری عمارات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال16-2015کے صفحات488تا537ملاحظہ فرمائیں۔

2۔ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال16-2015ایوان کی میز پر رکھا جانا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال16-2015ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

719

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

بدھ 29۔جون 2016

(یوم الاربعاء، 23۔رمضان المبارک 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَالضُّحٰى ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿۳﴾
وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿۵﴾
اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿۶﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿۷﴾
وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿۹﴾ وَاَمَّا
السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿۱۰﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾

سورة الضُّحیٰ آیات 1 تا 11

آفتاب کی روشنی کی قسم (1) اور رات (کی تاریکی) کی جب چھا جائے (2) کہ (اے محمد) تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا اور نہ (تم سے) ناراض ہوا (3) اور آخرت تمہارے لئے پہلی (حالت یعنی دنیا) سے کہیں بہتر ہے (4) اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے (5) بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی (بے شک دی) (6) اور رستے سے ناواقف دیکھا تو رستہ دکھایا (7) اور تنگ دست پایا تو غنی کر دیا (8) تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا (9) اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا (10) اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا (11)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسولِ مقبولﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبولﷺ

روک لیتی ہے آپ کی نسبت، تیر جتنے بھی ہم پہ چلتے ہیں
یہ کرم ہے حضور کا ہم پر آنے والے عذاب ٹلتے ہیں
وہ سمجھتے ہیں بولیاں سب کی وہی بھرتے ہیں جھولیاں سب کی
آؤ بازار مصطفیٰ کو چلیں کھوٹے سکے وہیں پر چلتے ہیں
اب کوئی کیا ہمیں گرائے گا ہر سہارا گلے لگائے گا
ہم نے خود کو گرا لیا ہے وہاں گرنے والے جہاں سنبھلتے ہیں
اپنی اوقات صرف اتنی ہے، کچھ نہیں بات صرف اتنی ہے
کل بھی ٹکڑوں پہ ان کے پلتے تھے اب بھی ٹکڑوں پر ان کے پلتے ہیں

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب کارروائی شروع کی جاتی ہے اور آج کے ایجنڈے کے مطابق تحریک استحقاق نمبر 29 جناب شہزاد منشی کی ہے یہ تحریک استحقاق پڑھی جا چکی ہے۔ آپ اس پر کیا کہنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ کس محکمے سے متعلقہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ محکمہ صحت سے متعلقہ ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

اے ایم ایس چلڈرن ہسپتال لاہور کا معزز ممبر اسمبلی سے نامناسب روّیہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اگر یہ محکمہ صحت سے متعلقہ ہے تو اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک استحقاق کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ دو مہینے میں پیش کی جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 475/16 چودھری عبدالرزاق ڈھلوں کی ہے۔ جی، ڈھلوں صاحب!

ڈی پی او کا تھانہ سٹی پولیس سرگودھا کی ملکیتی دکانوں کا 300 فیصد کرایہ بڑھانے سے تاجروں کو پریشانی کا سامنا

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔33 سرگودھا میں 1992 سے تھانہ سٹی پولیس کی ملکیتی 63 دکانیں قائم ہیں جن کا ماہانہ کرایہ ایک ہزار مقرر کیا گیا تھا اور ہر تاجر سے ایک لاکھ روپے ایڈوانس لے کر دکانیں تعمیر کی گئی

تھیں جس کا باقاعدہ ایگریمنٹ طے پایا تھا کہ ہر تین ماہ کے بعد 10 فیصد کرایہ بڑھایا جائے گا لیکن پھر 2015 میں راجہ بشارت ڈی پی او سرگودھا نے 100 فیصد کرایہ بڑھا دیا اور سالانہ 10 فیصد اضافی کرایہ بڑھانے کا فیصلہ کیا اور اس پر دکاندار عملدرآمد بھی کر رہے ہیں اور 30۔جون 2016 تک کرایہ بھی جمع کروا چکے ہیں۔اب تقریباً ایک سال کے بعد جون 2016 میں نئے ڈی پی او سرگودھا نے دوبارہ حکم جاری کیا کہ دکانوں کا کرایہ 300 فیصد بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر!میں اس پر ایک چھوٹا سا point دینا چاہتا ہوں کہ اگر اسی طرح ڈی پی او سرگودھا اپنے تھانوں کے آگے اپنی فلاح و بہبود کے لئے دکانیں بنائے گا تو کیا اسمبلی کے آگے بھی ایک آدھا پلازہ بن سکتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے آپ اپنی تحریک التوائے کار مکمل پڑھ لیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر!یہ سارا کچھ غیر قانونی ہے جو وہ کر رہے ہیں اور عملدرآمد نہ ہونے کی صورت میں دکانوں کو فوری خالی کروایا جائے حالانکہ یہ اسٹیٹ، پولیس کے لئے ایک ریونیو اسٹیٹ ہے حالانکہ ایگریمنٹ ڈیل کے مطابق یہ سراسر زیادتی ہے۔ جس پر تاجر میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے ساری صورتحال سے آگاہ کیا کہ یہ ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہو رہی ہے۔ میں نے ڈی پی او اور آر پی او سرگودھا سے اس معاملہ پر بات کی لیکن جب اس معاملہ کا کوئی حل نہ نکل سکا تو تاجروں نے اس پر عدالت سے سٹے آرڈرز حاصل کر لئے جس پر ڈی پی او مشتعل ہو گیا اور اس نے تاجروں کے خلاف تھانہ فیکٹری ایریا میں جھوٹی ایف آئی آر نمبرز 16/212 اور 16/217 اور تھانہ سٹی میں ایک ایف آئی آر نمبر 16/260 مورخہ 21۔جون 2016 کو درج کروائیں اور اپنے روایتی ہتھکنڈوں سے تاجروں کو حراساں کرنا شروع کر دیا اور عدالت کے سٹے آرڈر ہونے کے باوجود دکانداروں کو اپنا سامان ادھر سے اٹھانے پر مجبور کرنا شروع کر دیا ہے۔ڈی پی او سرگودھا جو کہ ضلع کا پولیس افسر ہے اس نے تاجروں پر جھوٹی ایف آئی آرز درج کروا کر انتہائی ظلم کیا ہے جس سے ضلع سرگودھا کی تاجر برادری اور ان کے خاندانوں میں بالخصوص اور پورے سرگودھا شہر میں بالعموم بڑی تشویش پائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر!لیکن میرا اس میں ایک ہی سوال ہے کہ یہ دکانوں کے اختیارات ان کے پاس نہیں ہیں اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے کہ کیا یہ ریونیو بورڈ کی دکانیں ہیں، وہ ڈی پی او اپنی جیب میں فنڈز لے جا رہا ہے، یہ پولیس کا "کھابہ" ہے؟ پولیس پہلے ہی بہت کچھ کرتی ہے، ان دکانوں کی ملکیت کا

پولیس کے پاس کوئی جواز نہیں ہے۔ ریونیو بورڈ کو دکانیں دینے کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ اگر پولیس کے اختیارات میں تھانے کے سامنے دکانیں بنانا ہے تو پھر پارلیمان کے سامنے بھی ایک پلازہ بنا دیا جائے۔

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب! آپ نے اپنی تحریک التوائے کار پڑھ دی ہے، اب آپ مہربانی کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! آخری الفاظ رہ گئے ہیں وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں آخر میں استدعا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میری یہ استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس کے علاوہ دکانوں کے لئے کمیٹی تشکیل دی جائے، میرا اس میں اصل مقصد یہ ہے کہ کیا دکانوں کے اختیارات اس کے پاس ہیں، تھانوں کے آگے دکانیں بنوا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کر رہے ہیں، آپ اس پر بحث نہیں کر سکتے، آپ تشریف رکھیں۔ میں اس بارے میں وزیر قانون سے پوچھ لیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چودھری عبدالرزاق ڈھلوں نے جو یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے، ویسے ٹھیک ہے اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اس ایوان کو کوئی مداخلت کرنی چاہئے لیکن جو قانون کرایہ داری ہے اس کے مطابق کرایہ، میرے علم کے مطابق 10 فیصد سالانہ یا 25 فیصد تین سال کے بعد، اس سے زیادہ بڑھایا ہی نہیں جا سکتا، کوئی بھی ہو چاہے وہ پولیس کی دکانیں ہیں یا کسی اور کی ملکیت ہے جو رینٹ آرڈیننس میں کرایہ بڑھانے کی شرح موجود ہے اس سے زیادہ بڑھایا ہی نہیں جا سکتا اور یہ relief تو کورٹ سے بھی لیا جا سکتا ہے لیکن چودھری صاحب چاہتے ہیں کہ اس ایوان کی طرف سے مداخلت ہو تو میرے خیال میں چودھری صاحب اجلاس کے بعد یا اس دوران تشریف لے آئیں تو میں متعلقہ ڈی پی او یا جو بھی متعلقہ ہیں، میں ان کے ذمہ لگا تا ہوں کہ وہ قانون کے مطابق کرایہ بڑھائیں اور یہ تین سو گنا والی بات تو بالکل illegal ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/476 ملک محمد احمد خان کی ہے۔جی، ملک صاحب!

کنگن پور تا گنڈا سنگھ اور پاجیاں تا گوہڑ جاگیر ضلع قصور سڑکوں کی غیر معیاری تعمیر

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ضلع قصور میں عرصہ دراز سے سڑکات ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، فنڈز مختص ہونے کے باوجود محکمہ کی غفلت کی بناء پر سڑکات پر کام نہ ہو سکا ہے فنڈز lapse ہو جانے۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر مواصلات و تعمیرات معزز ممبر کی بات غور سے سنیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! علاقہ مکین ضلعی انتظامیہ سمیت حکومت کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔ تفصیلات یوں ہیں کہ ضلع قصور میں واقع سڑکات کنگن پور تا گنڈا سنگھ اور پاجیاں تا گوہڑ جاگیر جو عرصہ دراز سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔مقامی لوگوں نے کافی تگ و دو کر کے حکومت وقت سے مذکورہ سڑکات جن کی لمبائی 80 کلو میٹر ہے کے لئے فنڈز مختص کروائے تھے۔یہ پاک پی ڈبلیو ڈی فیڈرل ڈیپارٹمنٹ تھا اور یہ تقریباً کوئی چالیس بیالیس کروڑ روپیہ ان سڑکات کی مد میں سے نکل گیا لیکن کام کوئی نہیں ہوا۔ ضلعی اور صوبائی انتظامیہ کی غفلت کی بناء پر سڑکات پر کام جاری نہ ہو سکا اور مختص شدہ فنڈز lapse ہو گئے۔جب مقامی لوگوں کو اس امر کا معلوم ہوا تو ضلعی اور صوبائی انتظامیہ کے خلاف سراپا احتجاج ہو گئے ہیں، انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے فوری طور پر مذکورہ سڑکات کی تعمیر شروع کروائی جائے اور غفلت برتنے والوں کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے۔واضح رہے کہ ان سڑکوں سے ضلع قصور کے سینکڑوں چکوک قصبہ جات اور گاؤں منسلک ہیں اور یہ تین ایم این ایز کی constituencies کو آپس میں لنک کرتی ہیں، ان سے ہزاروں افراد روزانہ سفری سہولیات کرتے ہیں۔اس ضلع کے علاوہ اوکاڑہ اور بہاولنگر کے افراد بھی اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ جو کام ان سڑکوں پر ہوا تھا وہ بھی ناقص اور غیر معیاری ہے۔ متعدد دفعہ شکایات متعلقہ اداروں اور افسران کو لوگوں نے کی ہیں مگر ذمہ داران کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔یہ سڑکیں زرعی اجناس کی ترسیل کے لئے زیادہ استعمال ہوتی ہیں جس کی وجہ سے کسانوں اور کاشتکاروں کو زرعی اجناس کی ترسیل میں کافی پریشانی ہے۔میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

تحاریک استحقاق

(---جاری)

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ جناب عبدالمجید خان نیازی! میں نے تو میرے خیال میں ہر روز ہی آپ کا نام پکارا ہے، آپ نے تحریک استحقاق نمبر 24 دے کر اس کے بعد مجھے کوئی اطلاع نہیں دی۔ آج آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھنا چاہتے ہیں تو پڑھ دیں۔ مہربانی

ایس ایچ او تھانہ کروڑ لعل عیسن اور متعلقہ ڈی ایس پی کا معزز ممبر اسمبلی کے گھر کی چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرنا

جناب عبدالمجید خان نیازی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔جون 2016 کو تقریباً 12:00 بجے دن تھانہ کروڑ لعل عیسن ضلع لیّہ کے سب انسپکٹر گل محمد اور اس کے چار اہلکاروں نے میرے گھر ریڈ کی۔ پولیس کی آمد پر میں نے مذکورہ سب انسپکٹر سے پوچھا کہ انہوں نے میرے گھر پر کیوں چھاپہ مارا ہے۔ جس پر اس نے بتایا کہ ان کے پاس مصدقہ اطلاعات ہیں کہ میں نے کچھ ملزمان کو پناہ دی ہوئی ہے جس میں سے ایک ملزم محمد اسلم بھی شامل ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہاں کوئی ملزم نہیں ہے لیکن وہ پولیس سب انسپکٹر نہایت ہی بدتمیزی سے پیش آیا اور زبردستی گھر کے اندر گھس گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ ان کے گھر کی تلاشی لینا غیر قانونی ہے اور دوسری طرف گھر کے اندر باپردہ خواتین بھی موجود ہیں لیکن اس نے میری ایک نہ سنی اور مجھے دھکیل کر ایک طرف کر دیا اور اندر داخل ہو گئے اور ہر کمرے کی تلاشی لینا شروع کر دی اور توڑ پھوڑ بھی کی جس پر میں نے شدید احتجاج بھی کیا۔

جناب سپیکر! میں نے اسے کہا کہ میں اس کے خلاف قانونی کارروائی کا حق رکھتا ہوں تو اس نے کہا کہ آپ جو میرا بگاڑ سکتے ہیں بگاڑ لیں مجھے کسی ایم پی اے یا اسمبلی کی پروا نہیں۔ اپوزیشن کے ایم پی اے کے پاس کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر! اس نے یہ بھی واضح طور پر کہا کہ اس نے یہ ریڈ ڈی ایس پی سید رمیض بخاری کے حکم پر کیا ہے اگر میں نے کچھ پوچھنا ہے تو مذکورہ ڈی ایس پی سے رابطہ کروں۔ میں نے اس سلسلے میں ڈی ایس پی سے بات کی لیکن اس نے بھی کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا اور سنی ان سنی کر دی اور کہا کہ میں

نے خوامخواہ اس کا وقت ضائع کیا ہے۔ الٹا پولیس نے اسی رات میرے اور میرے پندرہ قریبی عزیزوں کے خلاف ڈکیتی اور دوسرے جرائم کا پرچہ درج کر دیا۔

جناب سپیکر! پولیس کے سب انسپکٹر گل محمد اور ڈی ایس پی سید رمیض بخاری کے نارواسلوک اور توہین آمیز رویے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 11-06-2016 کو تھانہ کروڑ لعل عیسن ضلع لیّہ کے انسپکٹر اور عملہ نے میرے گھر میں جو raid کیا ہے تو اس کے بعد میں نے تحریک استحقاق جمع کروائی ہے اور مورخہ 26-06-2016 کو ڈی پی او لیّہ اور ڈی ایس پی کروڑ لعل عیسن اور انسپکٹر کے حکم پر پولیس تھانہ کروڑ نے میرے گھر پر دوبارہ raid کیا اور گھر والوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا اور جاتے جاتے میرے دو ملازمین بھی اٹھا کر لے گئے جن کا اس ایف آئی آر سے کوئی تعلق نہیں ہے جبکہ میرے سیکرٹری جاوید کے بھائی اعجاز حسین کا ایف آئی آر سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے اس کو بھی انہوں نے گرفتار کیا اور تشدد کا شدید نشانہ بنایا۔ رات کو وہ ہسپتال داخل رہا ہے اور میں کل رات کو وہاں سے چلا ہوں، یہاں جب لاہور پہنچا ہوں تو اب مجھے یہ پتا چلا ہے کہ ایک اور ایف آئی آر کاٹ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! ایک اور بات جو قابل ذکر ہے کہ میرا ایک گن مین، باڈی گارڈ جو کہ چھ سال پہلے فوت ہو چکا ہے اس کو بھی اس ایف آئی آر میں نامزد کیا ہوا ہے۔

(اپوزیشن کے معزز ممبران کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرے بازی)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! معزز ممبر جناب عبدالمجید نیازی بجٹ سیشن میں بھی نہیں آئے اور انہوں نے مجھے ایک دو دفعہ فون کیا تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ تو یہ پولیس گردی ہو رہی ہے، آپ یہاں لاہور میں بیٹھے ہیں، آپ کو اطلاع نہیں کہ میرے ساتھ ہو کیا رہا ہے اور جو انہوں نے اب بھی تھوڑی سی تفصیل بتائی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنی بے توقیری کسی دور میں بھی کسی منتخب نمائندے کی نہیں ہوئی۔ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو گی سو ہو گی لیکن میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ اس کو personally check کریں اور ڈی پی او سے پوچھیں کہ یہ کوئی طریقہ ہے کہ آپ ایک دفعہ sitting ایم پی اے کے گھر ریڈ کریں، پھر دوسری دفعہ ریڈ کریں، پھر خواتین کی بھی پروانہ کریں اور آپ گھروں کے اندر چلے جائیں جہاں پردہ دار خواتین ہیں۔ اس کے بعد جاتے ہوئے اس کے ملازمین کو اٹھا کر لے جائیں اور اس پر ایف آئی آر درج کر دیں it's too much مجھے تو اس کی gravity کا اندازہ نہیں تھا۔

میری ان سے ایک آدھ دفعہ فون پر بات ہوئی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ انتہائی قابل شرم اور انتہائی افسوسناک واقعہ ہے۔

جناب سپیکر! میں اس پر پوری اپوزیشن کی طرف سے احتجاج کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون کو اس کا فوری طور پر notice لینا چاہئے اور اس کی انکوائری بھی کروانی چاہئے۔ یہ تحریک استحقاق سے ہٹ کر ایک واقعہ ہے، میں نے ایک منتخب نمائندے کے ساتھ اس طرح کا توہین آمیز سلوک کبھی سنا ہے اور نہ دیکھا ہے لہذا اس کی فوری طور پر تحقیقات ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق مکمل کریں۔

جناب عبدالمجید خان نیازی: جناب سپیکر! لہذا میری تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح سے قائد حزب اختلاف نے کہا اس کا جواب alongwith enquiry report دونوں چیزیں منگوا لیتے ہیں۔ آپ اس تحریک استحقاق کو pending فرما دیں تو within two or three days اس معاملے کو resolve کر کے میں خود قائد حزب اختلاف کو رپورٹ کروں گا۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو pending کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس تحریک استحقاق کو pending فرما دیں۔ میں اس تحریک استحقاق کا جواب اور انکوائری رپورٹ within three days منگوا لیتا ہوں پھر جو بھی صورتحال ہوئی میں قائد حزب اختلاف کو عرض کر دوں گا۔ چونکہ ہم خود ہی یہ کہتے ہیں کہ کوئی unheard condemn نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق آج ہی موصول ہوئی تو اس تحریک استحقاق کا جواب آ لینے دیں، اگر اس انکوائری رپورٹ اور جواب سے mover یا قائد حزب اختلاف مطمئن نہ ہوئے تو پھر ٹھیک ہے اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کو بھیج دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہاں پر درجنوں تحاریک استحقاق اسی طرح سے بغیر جواب آئے استحقاقات کمیٹی کے سپرد ہوئی ہیں چونکہ مجید نیازی کا تعلق اپوزیشن

سے ہے اس لئے راناثناء اللہ خان کہہ رہے ہیں کہ رپورٹ آ لینے دیں اس کے بعد اس پر غور کریں It's too much ہم یہ نہیں ہونے دیں گے۔ایک منتخب ممبر اسمبلی ہے اس کی ماں بہن کے گھر جا کر وہ اس طرح تلاشی لیتا ہے، اوپر سے اتراتا ہے، گالیاں بکتا ہے اور پھر اس کے ملازمین کو پکڑ کر لے جاتا ہے اور ان کا حوصلہ پھر بلند ہوتا ہے کہ وہاں کا ایس پی، ڈی پی او اور ڈی ایس پی بھی اس پورے کارنامے میں شریک ہو جاتے ہیں اور راناثناء اللہ کہتے ہیں کہ ان کا جواب آ لینے دیں، یہ نہیں ہوگا۔آپ مجید نیازی کی اس تحریک استحقاق کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیجئے اور باقی آپ انکوائری بھی کریں اور جواب بھی لیں لیکن یہ تحریک استحقاقات کمیٹی کے سپرد تو ہونی چاہئے میں نہیں سمجھتا کہ اس پر اس طرح کا lame excuse کرنا چاہئے تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگر قائد حزب اختلاف کو rules کے مطابق یا صورتحال سے اتنی ہی آگاہی ہے یعنی میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ within three days اس کی انکوائری رپورٹ اور اس کا جواب لے کر اس پر action لیا جائے لیکن قائد حزب اختلاف فرما رہے ہیں کہ نہیں آپ اس کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر!میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ استحقاقات کمیٹی کا اجلاس بھی کم از کم ایک مہینے میں ہوگا کیونکہ میں نے خود بھی استحقاقات کمیٹی میں serve کیا ہے۔وہاں پر جا کر تو یہ بات مہینوں پر چلی جائے گی اور میں آپ کو within three days کہہ رہا ہوں لیکن اگر آپ اس کو مہینوں پر لے کر جانا چاہتے ہیں تو آپ اسے admit کر کے کمیٹی کو بھیج دیں۔

جناب سپیکر:اس تحریک استحقاق کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور کمیٹی within two months رپورٹ ایوان میں پیش کرے گی۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 میں مزید ترامیم کے لئے خصوصی کمیٹی کی تشکیل 19۔ مئی 2016 کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اجلاس میں فیصلہ ہوا تھا کہ میں ہاؤس کی مشاورت سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 میں مزید ترامیم کے لئے پارلیمانی کمیٹی بناؤں جو میں جلد ہی تشکیل دے دوں گا اور اسے notify کر دیا جائے گا۔

محترمہ وزیر خزانہ کی طرف سے افطار ڈنر کا اعلان ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!آپ فرما دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ وزیر خزانہ فرما رہی ہیں کہ آج ہاؤس کے تمام معزز ممبران کے لئے 90 شاہراہ قائداعظم پر افطار ڈنر کا انتظام کیا گیا ہے۔ تمام معزز ممبران کو دعوت دی جاتی ہے کہ افطار ڈنر میں شرکت کے لئے تشریف لائیں۔

(معزز ممبران اپوزیشن کی طرف سے قوم کے پیسے کا زیاں نامنظور کا نعرہ)

خطاب

ضمنی بجٹ برائے سال16-2015 پر وزیر خزانہ کا اختتامی خطاب

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔ ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 پر محترمہ وزیر خزانہ کی wind up تقریر ہوگی، ضمنی بجٹ برائے سال16-2015 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری، گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال16-2015 پیش کیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ذرا مہربانی کریں۔ ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 پر بحث کل مورخہ 28۔ جون2016 کو مکمل ہو گئی تھی لیکن وقت کی قلت کی وجہ سے محترمہ وزیر خزانہ اپنی تقریر نہیں کر پائیں اب میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی wind up تقریر کریں ۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ایک انتہائی اہم بات کرنی ہے اگر آپ مجھے ایک منٹ دے دیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ کو ٹائم مل جائے گا۔ جب وقت ہوگا تو میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ جی، محترمہ!

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں معزز ممبران اسمبلی کی مشکور ہوں کہ انہوں نے ضمنی بجٹ برائے 16-2015 کی بحث میں بھرپور انداز میں حصہ لیا۔ اس سال کا ضمنی بجٹ 146۔ ارب 93 کروڑ 36 لاکھ 5 ہزار روپے تھا۔ جیسے آپ کو پتا ہے کہ بجٹ ایک tool ہوتا ہے جسے گورنمنٹ use کرتی ہے اور enable ہوتی ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو بہتر طریقے سے serve کر سکے۔ بہت دفعہ ایسے حالات ہو جاتے ہیں جن کو پہلے سے بجٹ بناتے وقت fully anticipate نہیں کیا جا سکتا لیکن چونکہ ان events کی نوعیت اتنی سنگین ہوتی ہے کہ گورنمنٹ اس

وجہ سے اپناaction and intervention postponeنہیں کر سکتی اسی لئے ساری دنیا میں ضمنی بجٹglobally استعمال ہوتا ہے اور اس کی provision ہوتی ہے لہذا حکومت پنجاب نے بھی اسی وجہ سے اس ضمن میں اخراجات کئے ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں چیدہ چیدہ بتا دوں کہ یہ کس جگہ خرچ ہوئے ہیں، جیسے آپ کو علم ہے اور میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا کہ اس سال کسان package گورنمنٹ کو announce کرنا پڑا ہے چونکہ world markets میں اجناس کی اتنی بری نوعیت ہو گئی تھی اور اس پر اتنا inflation تھا کہ اس کا ہمارے عام کاشتکار پر بہت بُرا اثر پڑنا تھا اس لئے ہمارے لئے کسان package لانا لازم تھا چونکہ رورل ڈویلپمنٹ اور کسان ہمارے لئے بہت بڑی priority ہیں، رورل ڈویلپمنٹ ہماری بہت بڑی ترجیح ہے۔ جہاں ہم اپنے اربن ایریاز کی ڈویلپمنٹ کا خیال رکھتے ہیں وہاں ہمیں rural economy کو آگے لے جانے اور ایک کاشتکار کے لئے بھی facilities دینے کی ذمہ داری پوری کرنا ہماری اوّلین ترجیحات ہیں اس لئے وقت ضائع کئے بغیر وزیر اعظم نے کسان announce package کیا اور اس کی implementation میں 55 بلین روپے کی سبسڈی دی گئی جس میں آدھی رقم حکومت پنجاب نے دی تھی۔ ہمیں یہ feed back ملا ہے کہ ہماری timely intervention سے کسانوں کی خاطر خواہ مدد ہوئی اور ان کی مشکلات میں کچھ کمی آئی تھی۔ ہم نے جو ضمنی بجٹ دیا ہے اس میں کوئی 20۔ارب روپیہ تو اسی مد میں تھا جو کسان package میں ہمارا contribution تھا۔ اس کے علاوہ ہم نے بغیر GST on Agriculture ٹیوب ویلز دیئے again ہمارا مقصد کاشتکار برادری کی مشکلات میں آسانی پیدا کرنا تھا، ان کو سبسڈی دینا مقصد تھا، ان کے بجلی کے خرچ کم کرنا مقصد تھا تاکہ اس پر cost of inputs کا جو burden آیا ہوا ہے اس کو خاطر خواہ کم کیا جا سکے تو اس مد میں بھی 12۔ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ یہ interventions ہمارے لئے بروقت کرنا لازم تھیں۔ ہم اس کے لئے انتظار نہیں کر سکتے تھے کہ بجٹ پہلے پاس ہو کیونکہ اس طرح وقت نکل جاتا، ضرورت نکل جاتی اور ہم اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر پاتے اسی لئے اس کے لئے ضمنی بجٹ رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ عدالتی احکامات کی تکمیل کرتے ہوئے پنشن سے متعلقہ ادائیگی کے لئے 8۔ارب روپے کی اضافی رقم بھی بطور ضمنی بجٹ خرچ کی گئی ہے۔ Again یہ ایسا کام تھا کہ ہمیں timely intervention کرنا پڑی حالانکہ یہ بجٹ میں fully allow نہیں تھی بلکہ عدالتی احکامات کے تحت increase ہوئی ہے۔ اسی طرح مختلف محکموں میں ان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے

supplementary grants جاری کی گئیں جس میں Provincial Excise, Industries, Miscellaneous Departments شامل ہیں۔ان محکموں میں زیادہ تر اخراجات تنخواہوں کی adjustments, retirement benefits اور بقایاجات کی ادائیگی کے ہیں۔ان کی تفصیل ہم نے Supplementary Budget Book میں دی ہوئی ہے جو کہ معزز ممبران پڑھ چکے ہوں گے۔

جناب سپیکر! discussion کے دوران معزز ممبران نے کچھ points بھی اُٹھائے ہیں جن کو میں ضرور touch upon کروں گی۔ان میں سے کچھ points ایسے ہیں کہ جو incomplete information کی وجہ سے اُٹھائے گئے۔میں ان points کو مختصراً touch upon کروں گی۔حزب اختلاف کے ہمارے ایک معزز ممبر نے point out کیا کہ گنج بخش ٹاؤن میں لگنے والا ٹیوب ویل انہوں نے تو نہیں دیکھا حالانکہ ضمنی بجٹ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں ان کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ اس سلسلے کے حقائق یہ ہیں کہ یہ ٹیوب ویل زکریا پارک سمن آباد ٹاؤن لاہور کے اندر لگایا گیا ہے۔اس کی مشینری خریدی جا چکی ہے اور بجلی کے کنکشن کے لئے demand note جمع ہو چکا ہے۔یہ ٹیوب ویل اس وقت testing کے مرحلے سے گزر رہا ہے۔اگر معزز ممبر کی نظر سے یہ ٹیوب ویل نہیں گزرا تو وہ زکریا پارک میں جا کر دیکھیں وہ ٹیوب ویل ان کو ضرور مل جائے گا۔

جناب سپیکر! کچھ معزز ممبران کی طرف سے وکلاء کے expenditures پر بات کی گئی ہے۔حکومت پنجاب Rules of Business 2011 کے تحت یہ اختیار رکھتی ہے کہ کسی خاص case کی عدالت میں پیروی کے لئے وہ ایڈووکیٹ جنرل کے آفس کے علاوہ کسی پرائیویٹ وکیل کی خدمات بھی لے سکتی ہے۔قواعد وضوابط کے تحت پرائیویٹ وکیل کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں۔اس سلسلے میں خواجہ حارث کے علاوہ دیگر قابل وکلاء کی خدمات بھی گاہے بگاہے حاصل کی گئی ہیں جو Rules of Business کے تحت allowed ہیں۔کچھ معزز ممبران کو اس پر اعتراض تھا تو ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ under the Rules of Business allowed ہے۔

جناب سپیکر! ایک معزز ممبر نے محکمہ سپورٹس کے حوالے سے point out کیا کہ جمنیزیم کے لئے کوئی چار پانچ اضلاع میں ایک ہی رقم رکھی گئی ہے۔گزارش یہ ہے کہ محکمہ سپورٹس نے تحصیل، ضلع اور ڈویژن لیول پر prototype gymnasium بنائے ہیں جن کے یکساں ڈیزائن ہوتے ہیں اور ان کی قیمت طے شدہ ہوتی ہے۔چار پانچ اضلاع میں جمنیزیم کی ایک ہی قیمت اس لئے دکھائی گئی

ہے کیونکہ وہ prototype gymnasiums ہیں۔ان کے ڈیزائن اور قیمت ایک ہی ہوتی ہے تو اس میں اتنا بڑا کوئی issue نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ایک معزز ممبر نے بات کی کہ ساہیوال کول پراجیکٹ پر کچھ executives کو بھاری تنخواہوں پر رکھا گیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ساہیوال کول پراجیکٹ Chinese Investment ہے۔اس میں حکومت پنجاب نے تو کسی executive کو hire ہی نہیں کیا۔وہ ایک Chinese Investment ہے اور اس میں recruitment حکومت پنجاب نہیں بلکہ Chinese firm کرتی ہے۔

جناب سپیکر! معزز ممبران نے International Trips پر بڑی بات کی ہے۔اس وقت ہم اپنی growth strategy کے تحت پنجاب اور پاکستان میں انوسٹمنٹ بڑھانا چاہ رہے ہیں۔ہمارے ہاں انوسٹمنٹ کیوں نہیں آئی؟ اگر ہم اس کا analysis کرنے بیٹھیں تو جہاں ہم مختلف چیزوں کو دیکھتے ہیں وہیں ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ اس میں پاکستان کے image کو بہتر بنانے اور pro-actively آگے engage کرنے کی ضرورت تھی تاکہ growth بڑھ سکے اور انوسٹمنٹ کو attract کیا جا سکے اور اس میں خاطر خواہ پیشرفت ہوئی ہے۔سی۔پیک ایک بہت بڑا initiative ہے جو اس کی success کو demonstrate کرتا ہے۔اب ان initiatives کو آگے بڑھانے کے لئے، پراجیکٹس اور یہاں پر انوسٹمنٹ کے مواقع discuss کرنے کے لئے، foreign investors کو attract کرنے کے لئے، دوسرے ممالک میں اپنا بہتر image project کرنے کے لئے غیر ممالک کے دورے کرنے پڑتے ہیں تب ہی تو وہ ہماری طرف دھیان دیں گے۔

جناب سپیکر! بدقسمتی سے پچھلے کئی سالوں سے ہمارا image ایسا نہیں تھا کہ کوئی پاکستان یا پنجاب میں آکر invest کرتا۔ان چیزوں کے لئے حکومت کے officials اور منتخب ممبران دوسرے ممالک میں جاتے ہیں تو یہ ملک کے لئے ایک خدمت ہے۔اگر ہم ان چیزوں میں پڑے رہے کہ کیوں گئے، کیسے آئے اور کیا ہوا تو پھر growth rate، روزگار کے مواقع اور انوسٹمنٹ بڑھانے کے ہمارے بڑے بڑے objectives پورے نہیں ہو سکیں گے اور یہ سب objectives ہماری چھوٹی چھوٹی نکتہ چینیوں کا شکار بن کر رہ جائیں گے۔ہمیں دوسرے ممالک میں اپنا image ایک progressive nation، ایک profitable national اور ایک civilized nation کے طور پر project کرنا

ہے۔اس کے لئے ہمیں محنت کرنا ہوگی اور اپنی economy کو ایسا بنانا ہے کہ جس سے investors کو return ملے۔ ہمیں یہ سب کچھ ثابت کرنا ہے اور اس کے لئے یہ اخراجات ضروری ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر!ایک اور area پر بار بار بات کی گئی اور کافی معزز ممبران نے اس بابت بات کی ہے۔یہ advertisement کا معاملہ ہے۔اگر حکومت کچھ initiatives لیتی ہے تو اس میں public awareness کس طرح create ہو؟ڈینگی کا مسئلہ، سیلاب کی compensation اور معذوروں کے لئے خدمت کارڈ کے اجراء کے بارے میں لوگوں کو بتائیں گے تب ہی ان کو پتا چلے گا کہ حکومت کا ایک initiative آیا ہے جس کے تحت ہمیں فلاں مراعات مل سکتی ہیں۔جب ان کو علم ہوگا تو پھر ہی وہ approach کریں گے اور ان مراعات کو avail کریں گے۔اس میں اخراجات کرنا لازم ہے کیونکہ کوئی programme initiate کر دینا اور اس کی proper awareness create نہ کرنا پروگرام کو unsuccessful کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔حزب اختلاف کے معزز ممبران کی طرف سے جو criticisms کیا گیا میں نے اس کا مختصراً جواب عرض کر دیا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ایک تھوڑی سی مزید وضاحت کر دوں گی کہ International trips کے جو officials ہوتے ہیں ان کے اخراجات حکومت ضرور اُٹھاتی ہے لیکن جو ایم پی اے صاحبان official delegation کے ساتھ جاتے ہیں وہ اپنے اخراجات خود ہی برداشت کرتے ہیں اور حکومت ان کے اخراجات نہیں اٹھاتی۔یہ وضاحت کرنا انتہائی ضروری تھی۔آج ایک مرتبہ پھر wind up کرنے سے پہلے میں آپ کا اور سارے معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جنہوں نے اس بجٹ اجلاس میں بھرپور طریقے سے participate کیا ہے۔

جناب سپیکر!میں سارے معزز ممبران کی بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بجٹ اجلاس میں میرا ساتھ دیا۔میں آپ سے ایک عاجزانہ اور humble request بھی کرنا چاہتی ہوں۔دیکھیں اللہ نے ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم اپنے ملک پاکستان کو serve کر سکیں۔آئیں ساتھ مل بیٹھ کر پاکستان اور پنجاب کو ترقی کی راہوں پر لے کر جائیں تاکہ آئندہ نسلوں کے سامنے ہم شرمندہ نہ ہو پائیں۔معزز ممبران حزب اختلاف سے میری humble request ہے کہ ہمارا ساتھ دیجئے، ہمیں تجاویز دیں اور ترقی کے مراحل طے کرنے میں ہمارے ساتھ مل کر آگے بڑھیں تاکہ ہم سب سرخرو ہو سکیں اور عوامی نمائندگی کو fully justify کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اسمبلی کے افسران اور سٹاف کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ جنھوں نے اس سیشن کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن مدد کی اور ہمیں facilitate کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک روایت ہے جو ہر سال ہم کرتے ہیں۔ میں پنجاب اسمبلی کے سب ملازمین بشمول ڈسپنسری سٹاف پنجاب اسمبلی کو خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے دو ماہ کی اضافی تنخواہ بطور اعزازیہ دینے کا اعلان کرتی ہوں۔ بہت شکریہ۔ پاکستان پائندہ باد۔ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! بجٹ کا کام چل رہا ہے آپ تشریف رکھیں میں بعد میں آپ کو ٹائم دے دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

سرکاری کارروائی

ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 کے مطالبات زر

پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: جی، ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 میں ضمنی مطالباتِ زر کی تعداد 37 ہے۔ حکومت اور حزب اختلاف کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان 37 ضمنی مطالباتِ زر میں سے تین ضمنی مطالباتِ زر میں دوپہر ایک بجے تک حسب ذیل ترتیب سے cut motions ہوں گی اور اُس کے بعد ایک بجے اس پر guillotine apply کر دی جائے گی۔ پہلا مطالبہ زر نمبر 3- آبپاشی و بحالی اراضی، مطالبہ زر نمبر 4- انتظام عمومی، مطالبہ زر نمبر 2- جنگلات۔ جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 3 آبپاشی و بحالی اراضی پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2- ارب 69 کروڑ 10 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے

ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ارب 69کروڑ10لاکھ 13ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

QAZI AHMAD SAEED: Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر3میں کٹوتی کی تحریک قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید)، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب محمد شعیب صدیقی، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب خرم شہزاد، چودھری مونس الٰہی، سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر، جناب محمد ناصر چیمہ، قاضی احمد سعید، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، خواجہ محمد نظام المحمود، میاں خرم جہانگیر وٹو، مخدوم سید علی اکبر محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب علی سلمان اور جناب احسن ریاض فتیانہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"2۔ارب 69کروڑ 10لاکھ 13ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"2-ارب 69 کروڑ 10 لاکھ 13 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghous Pasha): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، قاضی احمد سعید!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! حکومت ہر سال آبپاشی پر اربوں کھربوں روپیہ خرچ کرتی ہے۔ زراعت اور آبپاشی کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور پنجاب کی ترقی کا دار و مدار زراعت پر ہے۔ زراعت میں اوسط پیداوار حاصل کرنے کے لئے آبپاشی کے نظام کو بہتر ہونا ضروری ہے۔ کبھی ہم نے اپنے گریبان میں جھانک کر یہ سوچا ہے، یہ دیکھا ہے کہ انگریز نے ہمیں آبپاشی کا جو بہترین نظام دے گیا تھا 68 سال گزرنے کے بعد کیا وہ نظام اُسی طریقے سے چل رہا ہے اور کیا ہم اُس نظام سے اُسی طریقے سے مستفید ہو رہے ہیں؟ بالکل نہیں۔ محکمہ آبپاشی ایک مافیا بن گیا ہے اس محکمہ نے خود ہی آبپاشی کے نظام کو تباہ کر دیا ہے۔ آپ یہ بات سُن کر حیران ہوں گے کہ سیکرٹری آبپاشی وزیر اعلیٰ کو briefing کے دوران تمام صورتحال کے حوالے سے OK report دیتے ہیں۔ پورا ایوان اس بات کا گواہ ہے کہ سالہا سال دریائے سندھ کی پٹی پر flood آتا ہے اُس میں ضلع راجن پور، مظفر گڑھ، ڈی جی خان، رحیم یار خان اور بہاولپور سیلاب کی ضد میں آتے ہیں جس میں لاکھوں ایکڑ زمین دریا بُرد ہو جاتی ہے، ہزاروں لاکھوں مویشی مر جاتے ہیں، ہزاروں لاکھوں آدمی بے گھر ہو جاتے ہیں اور کروڑوں روپے کی فصلوں کا نقصان ہوتا ہے تو میں اس محکمہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کبھی انہوں نے یہ پروگرام دیا ہے کہ اگلے سال flood کی روک تھام کے لئے ہم یہ طریق کار بنا رہے ہیں یا flood سے پہلے تیاری کر لی جائے؟ جب flood آتا ہے تو حکومت کی طرف سے جو بھی ہو لیکن محکمہ آبپاشی کی طرف سے پھرتیاں اور ہوائی جمع خرچ دکھا کر یہ ارباب اختیار کو چُپ کرا دیتے ہیں اور پھر اگلا سال شروع ہوتا ہے اور کچے کے علاقے کے لوگ پھر اسی انتظار میں رہتے ہیں کہ شاید کوئی ہمارا پُرسانِ حال ہو۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے یہ چھ سات اضلاع ہمیشہ سیلاب کی ضد میں رہتے ہیں اور یہ محکمہ آبپاشی کی انتہائی نااہلی کا نتیجہ ہے۔ حکومت ٹیلوں پر پانی پہنچانے، نہروں کی بہتری اور اُن کی بھل صفائی کے لئے ہر سال کروڑوں اربوں روپے کا فنڈ رکھتی ہے۔ ہوتا یوں ہے کہ

meetings ہوئیں، دورے ہوئے اور نتیجہ کچھ بھی نہیں مثلاً رحیم یار خان کو دیکھ لیں، ایک دو نہروں کی بھل صفائی ہوئی اور باقی انہوں نے کاغذوں میں دکھایا یا زمینداروں سے ٹریکٹر اور مشینری لے کر بھل صفائی کرائی گئی اور یہ اُس مد کی تمام رقم خُورد بُرد کر لیتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اُس بجٹ کا 65 فیصد غیر ترقیاتی پروگرام پر یہ محکمہ خرچ کرتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ اس محکمہ کو انہار کے بندوں کو پختہ اور بہتر کرنے کے لئے کروڑوں روپے کے فنڈز دیئے جاتے ہیں۔ محکمہ آبپاشی کے اپنے ٹھیکیدار ہیں انہوں نے اپنے من پسند لوگ رکھے ہوئے ہیں کیونکہ بندوں اور پشتوں کو مضبوط کرنا مٹی کا کام ہے، مٹی زیادہ نظر آئے یا تھوڑی نظر آئے مٹی مٹی ہوتی ہے۔ یہ چند جگہوں پر چند نہروں کے پشتوں کو صحیح کر کے باقی تمام ہوائی جمع خرچ کی رپورٹ دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! کسان کو اریگیشن کے معاملہ میں جو اپنی فصلوں کو سیراب کرنے کی مشکل ہے میں اس کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ جب یہ نظام بنا تو 1928 میں ان موگہ جات کا سائز ڈیزائن کیا گیا اور جو مستقل نہریں تھیں جن کو مستقل declare کیا گیا ان کو 40 فیصد اور غیر مستقل نہروں کو 35 فیصد پانی دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس وقت 25 سے 30 فیصد زمین آباد تھی باقی بنجر تھی۔ اس وقت سو فیصد زمین آباد ہو چکی ہے۔ کیا اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے آج تک اس طرف توجہ دی ہے؟ اس ٹیکنالوجی کے دور میں زمین آباد ہو چکی ہے لیکن انہوں نے کبھی وزیر اعلیٰ کو یہ پروگرام یا بریفنگ نہیں دی کہ 1928 کے موگوں کا سائز چل رہا ہے اسے تبدیل کیا جائے۔ ایسا اس لئے ہے کہ اس بات میں ان کی اپنی روزی روٹی ہے۔ جب پانی کا وقت آتا ہے تو ایس ڈی او اور ایکسین اپنی پھرتیاں شروع کر دیتے ہیں۔ زمیندار کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں پر ایوان میں بیٹھے ہوئے زیادہ تر تعداد زمینداروں کی ہے خدا کی قسم فی موگہ ایک لاکھ روپے ریٹ ہوتا ہے۔ یہ موگے بھی خود توڑتے ہیں اور زمینداروں پر تاوان کی ایف آئی آرز بھی بعد میں یہ خود دیتے ہیں۔ ان کا اس طرف دھیان نہیں ہے کہ ہم اس نظام کو بہتر کریں اور فصلوں کو سیراب کرنے والے جو موگہ جات ہیں انہیں زمین کے تناسب سے بڑھائیں تاکہ فصلوں کو صحیح پانی ملے اور ہماری پیداوار میں اضافہ ہو۔

جناب سپیکر! چولستان جنوبی پنجاب کا ایک بہت بڑا حصہ ہے۔ 66 لاکھ ایکڑ زمین بہاولپور، رحیم یار خان اور بہاولنگر میں بنجر پڑی ہوئی ہے اس کے ذمہ دار کون ہیں؟ اگر وہ زمین سیراب ہوتی اور آباد ہوتی تو کیا اس سے revenue حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ چولستان میں 20 لاکھ

لائیوسٹاک ہے۔انہوں نے کبھی اس طرف توجہ نہیں دی۔اگر یہ چولستان میں کوئی سسٹم لاتے،کوئی نہری نظام لاتے تو66لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب ہو سکتا ہے،revenueاکٹھا ہو سکتا ہے اور پنجاب ترقی کر سکتا ہے۔اگر چولستان کو ہم پانی میسر کریں تو لائیوسٹاک کی تعداد20لاکھ سے ایک کروڑ تک جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر!جب انڈیا کے ساتھ سندھ طاس معاہدہ ہوا تو ستلج کا پانی بند کر دیا گیا۔یہ بات طے ہوئی کہ ستلج میں10ہزار کیوسک پانی نہروں کے ذریعے دیا جائے گا۔جہاں فصلوں کو پانی ملے گا اس سے بہتر فائدہ یہ ہونا تھا کہ پینے کا پانی بھی ملتا لیکن آج ستلج بھی پانی سے محروم ہے۔

جناب سپیکر!میں اتنی گزارش کروں گا کہ پنجاب کی ترقی کا دارومدار زراعت پر ہے اور زراعت کا دارومدار اریگیشن ڈیپارٹمنٹ پر ہے۔اگر اس ڈیپارٹمنٹ نے اپنا قبلہ درست نہ کیا اور ہوائی inputs اور ہوائی بریفنگ دے کرارباب اختیار کو مطمئن کرتے رہے تو پھر آنے والے وقت میں ہمیں وہ پیداوار نہیں ملے گی جو اس وقت ہم اوسط پیداوار حاصل کر رہے ہیں۔اس حوالے سے ہم جتنی بھی بات کریں وہ کم ہے کیونکہ اس سے کسان کی زندگی وابستہ ہے اور کسان کی روٹی وابستہ ہے اور اس سے مزدور طبقے کی دال روٹی چلتی ہے۔

جناب سپیکر!اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی نااہلی کا ایک اور کارنامہ یہ ہے کہ اس کے 1928 میں بنائے گئے ریسٹ ہاؤسز آج بھوت بنگلے کا منظر پیش کر رہے ہیں اور گورنمنٹ مجبور ہو گئی ہے کہ ان ریسٹ ہاؤسز کو بیچ دیا جائے۔یہ حال ہے اس محکمہ کا لہٰذا میری گزارش ہے کہ ان کو دی جانے والی رقم کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔شکریہ

جناب سپیکر:جی،محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ 65 فیصد پاکستانی آبادی زراعت سے منسلک ہے اور اس پر گزارا کرتی ہے۔مزید یہ کہ آپ کی80 فیصد معیشت بھی زراعت پر انحصار کرتی ہے اور اریگیشن سسٹم کے بغیر اور اریگیشن سسٹم کو بہتر کئے بغیر ہم زراعت میں بہتری نہیں لا سکتے۔یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔اریگیشن کی بات آئے گی تو پاکستان دنیا کا دوسرا ملک ہے جس کے پاس اتنا بڑا اریگیشن سسٹم موجود ہے۔اس حوالے سے ہم luckyہیں۔ہمارا اریگیشن سسٹم آج کا نہیں ہے بلکہ سو سال پرانا ہے جو 17 بیراجوں اور 44 بڑی نہروں پر مشتمل ہے جس میں سے 13 بیراج اور 22 بڑی نہریں پنجاب میں موجود ہیں۔اللہ نے ہمیں اریگیشن سسٹم دیا لیکن ہم اس کو چلا نہیں پا رہے،اس میں کیا کمیاں اور کوتاہیاں ہیں وہ میں mentionکرنا چاہوں گی کہ جس میں ہم بہتری لا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں تنقید برائے تنقید مقصد نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہم بہتری کیسے لائیں۔ یہاں جب سیلاب آتا ہے تو ہم سب واقف ہیں کہ سیلاب اللہ کی نعمت ہوتا ہے کہ اس کا پانی جب آتا ہے تو اس پانی کو آپ reservoir میں ڈال لیں تو یہ آپ کے لئے باعث رحمت ہے۔ یہ اربوں روپے کا پانی ہوتا ہے جسے ہم ہر سال ضائع کر دیتے ہیں۔ وہ پانی ہمارے لئے آفت اور عذاب بن جاتا ہے۔ ہم بھاگ دوڑ کرتے ہیں لیکن لاکھوں ایکڑ اراضی پانی میں بہہ جاتی ہے، مویشی بہہ جاتے ہیں اور کئی قیمتی انسانی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں لیکن ہم نے آج تک نہیں سوچا کہ ہم اس پانی کو محفوظ کیسے کر سکتے ہیں؟ سیلاب کے دنوں میں انڈیا بھی پانی چھوڑ دیتا ہے۔ ہم اس کو بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ ہم اس پانی سے بجلی بنا سکتے ہیں لیکن آج تک کبھی بھی گورنمنٹ نے اس serious issue پر کام نہیں کیا۔ یہاں ایک کنال سسٹم بنایا گیا لیکن المیہ یہ ہوا کہ سیلاب کے بعد جب اس سسٹم کو دیکھا گیا تو کارنامہ یہ ہوا کہ اس میں ایک بوند پانی جمع نہیں ہو سکا جو کہ ہمارے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی نااہلی کا ثبوت ہے۔ اگر وہاں صحیح ٹیکنیکل لوگ کام کرتے تو شاید ہم یہ نتائج نہ پاتے اور پانی کی بڑی مقدار ہم ذخیرہ کر سکتے تھے لیکن وہاں پر پیسا بھی ضائع ہوا، وہاں ہماری effort بھی ضائع ہوئی اور پانی کا ایک قطرہ بھی ہم reserve نہیں رکھ سکے۔

جناب سپیکر! اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی صورتحال بھی discuss کرتی جاؤں۔ میں نے اسمبلی میں ایک put question کیا تھا کہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے پاس بلڈوزرز اور ہیوی مشینری کی کمی ہے تو اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب گورنمنٹ سے استدعا کی کہ چونکہ سیلاب آنے والا ہے لہٰذا سیلاب آنے سے پہلے ہمیں بلڈوزرز دیئے جائیں تاکہ ہم بھل صفائی کر سکیں، بند اور ڈیمز کو protect اور مضبوط کر سکیں لیکن پنجاب گورنمنٹ نے جواب دیا کہ آپ اپنے پرانے بلڈوزرز اور مشینری بیچ کر ہمیں payment کریں تو ہم اس میں add کر کے آپ کو نئی ہیوی مشینری سپلائی کریں گے۔ اس پرانی مشینری کو بیچ کر 36 کروڑ روپے حاصل ہوئے اور وہ رقم پنجاب گورنمنٹ کو pay کر دی گئی، پھر خاموشی ایک لمبی خاموشی ہو گئی، پھر جب سیلاب آنے میں دو ماہ رہ گئے تو اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے پوچھا کہ وہ ہمارے جو بلڈوزرز آنے تھے وہ کدھر گئے؟ تو پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے بڑا معصومانہ سا جواب آیا کہ وہ تو ہم نے 36 کروڑ روپے کے لیپ ٹاپ خرید کر بانٹ دیئے ہیں۔ اب جائے عوام بھاڑ میں تو یہ ہے ایک بہت ہی غیر مناسب رویّہ، بجائے اس کے کہ ہم اپنی تکنیک، اپنی زراعت کو کامیاب کرنے کے لئے اور سیلاب کے پانی کو maximum utilize کرنے کے لئے اپنے سسٹم کو مضبوط کریں اور heavy machineries دیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد آپ کی نہروں کی بھل صفائی نہیں ہوتی، جب تھوڑی سی بارش ہوتی ہے وہ اُبل پڑتی ہیں اور آپ کا شہر choke ہو جاتا ہے تو پھر ہمارے وزیراعلیٰ کی محنت کا کیا فائدہ کہ ان کو اس پانی میں ہیلی کاپٹر کے through جانا پڑتا ہے اور long shoes پہن کر وہاں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ اگر یہی effort اور پیسا صحیح معنوں میں ادارے پر لگایا جائے تو شاید یہ ضرورت پڑتی، ہیلی کاپٹر کے خرچے پڑتے اور نہ ہی اتنی effort کرنے کی ضرورت پیش آتی۔ ہر جگہ پر وزیراعلیٰ یا وزیراعظم کا موجود ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ مزہ تو تب ہے کہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ کا سسٹم اتنا زبردست ہو کہ آپ کے جائے بغیر خود بخود وہاں پر کام ہو جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آپ اپنی بات carry on رکھیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ہماری نہروں کی لمبائی 23ہزار میل ہے اور ہم 26.78 ملین ایکڑ پانی save کر سکتے ہیں۔ اگر ہم proper ان نہروں کی بھل صفائی کریں، بند بنائیں اور ہم اپنے اس موجودہ سسٹم کو utilize کرنے کے قابل ہو جائیں، reservoir کی طرف توجہ دیں تو ہم جس بحران کا شکار ہوتے ہیں تو پھر ہم اس بحران کا بالکل شکار نہیں ہوں گے۔ یہ میری تجاویز کو negative لے کر شور مچا رہے ہیں۔ اب میں ضمنی بجٹ جو کہ irrigation and land reclamation کی مد میں خرچ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! وہ ٹوٹل 2۔ ارب 69 کروڑ 10 لاکھ 13 ہزار روپے ہیں۔ اس میں جو funds sand works and purchase of machines جو کہ ٹریکٹر ٹرالیاں ہیں اس کی مد میں جو پیسے خرچ کئے گئے وہ 19 کروڑ 50 لاکھ روپے ہیں۔ یہ تو already ان کو سالانہ فنڈ میں رکھنے چاہئیں تھے کیونکہ یہ تو طے ہے کہ آپ کو sand bags کے لئے یہ amount چاہئے۔ دیکھیں ہمیں پہلے اپنے concepts clear کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم ضمنی بجٹ کیوں allocate کرتے ہیں؟ تو مجھ سے بہت زیادہ تجربہ اور وژن رکھنی والی ہماری وزیر خزانہ یہاں بیٹھی ہیں وہ بہتر سمجھتی ہیں لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ضمنی بجٹ کی اصل life اور بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم ایمرجنسی حالات میں، ایمرجنسی کی صورت میں جب سیلاب آ جاتا ہے اور emergencies declare ہو جاتی ہیں۔ اس میں maintenance اور بند بنانے اور ایسی دوسری چیزوں کے لئے مختص کرتے ہیں نہ کہ وہ کام جو کہ regular basis پر ہوتے ہیں ہم ان کو بھی ضمنی بجٹ میں add

کر لیں۔ جو بجٹ میں سالانہ فنڈز رکھے جاتے ہیں وہ ہم پورے use ہی نہیں کر پاتے اور آدھا بجٹ واپس کر دیتے ہیں لیکن اس کے بعد پھر ہم ایک بجٹ ضمنی بجٹ کی صورت میں عوام کے سر پر تھوپ دیتے ہیں تو یہ اس کا اصل use اور حاصل نہیں ہے۔ اسی طرح ایک اور فنڈ جو میری نظر سے گزرا کہ جو سات ڈیمز ہیں ان کی repair کے لئے 10 کروڑ 15 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ ایک تو یہ ان سات ڈیمز کی وضاحت کر دیں کہ یہ کہاں پر واقع ہیں، یہ کب بنے تھے اور ان کی repair کیسے ہونی تھی اس کا کوئی سیاق و سباق نہیں ملتا کہ یہ ڈیمز کہاں واقع ہیں اور واقع ہیں بھی یا نہیں ہیں اور ان کی مد میں جو خرچہ ہو رہا ہے وہ کس کھاتے میں جا رہا ہے؟ حکومت جب اپنے خرچے کرتی ہے اِدھر سے اٹھا کر اِدھر کر اُدھر سے اٹھا کر اِدھر اور پھر وہ خرچ ضمنی بجٹ کی صورت میں اس عوام پر لاد دیا جاتا ہے یہ تو خرچ کرنے کے بعد بتایا جاتا ہے کہ ہم نے یہ خرچ کر دیا ہے اور آخر پر میں یہی کہنا چاہوں گی کہ۔

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

جناب سپیکر: بہت شکریہ

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! دیکھیں آپ سمجھدار ہیں، ذرا cut motions پر بات ہو لینے دیں، اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دے دوں گا ان کو اس پر بات کر لینے دیں کیونکہ یہ ان کا ٹائم ہے اور 1:00 بجے اس پر guillotine apply ہو جانی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ہمارے پر بھی apply ہو جانی ہے۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! نہیں، آپ پر کیوں apply ہو گی میں کیوں آپ کو ایسے کہوں؟ آپ نے بات کرنی تھی تو آپ کو پہلے آنا چاہئے تھا۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ جی، سردار صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ cut motion پیش کی گئی اور میں مختصر سی بات کروں گا کیونکہ زیادہ بات کرنے کا اب کوئی فائدہ نہیں اس لئے میں آپ کا اور نہ ہی حکومت کا وقت ضائع کرنا چاہتا ہوں۔ مختصراً یہ ہے کہ رپورٹس کے مطابق اگلے دس سالوں میں پاکستان کے اندر پانی کی کمی یا

پانی کا بحران آجائے گا اور اس بحران میں پینے کے پانی سے لے کر زرعی پانی تک کے پانی کی بات ہے۔ 1681۔ارب کا بجٹ جو تاریخ میں پہلے کبھی نہیں پیش کیا گیا اس میں میرا سوال یہ ہے کہ کیا کسی جگہ پر کوئی پالیسی، کوئی پروگرام یا کوئی پیسے رکھے گئے ہیں کہ جو پانی خدا کی طرف سے نعمت ہے اور وہ پانی ہم ضائع کر دیتے ہیں وہ پانی دریاؤں میں سے ہوتا ہوا سمندر میں پھینک دیتے ہیں۔ کیا ہم نے اس کے لئے کوئی ڈیم بنانے کی ضرورت محسوس کی، کیا ہم نے کوئی پروگرام بنایا، یہ کروڑوں روپے جو ڈیمز کی repair کے لئے انہوں نے ضمنی بجٹ میں بتائے ہیں تو میرے نقطہ نظر کے مطابق وہ تربیلا یا منگلہ ڈیم ہے۔ یہ ان دو ڈیمز کے علاوہ ہمارے پاس پانی retention کا کوئی اور ذریعہ ہی نہیں ہے۔ ہم خدا کے آسرے پر اریگیشن سسٹم چلا رہے ہیں۔ یہ 2.5۔ارب روپے جو کہ ضمنی بجٹ کی صورت میں خرچ کئے گئے تو اس پر میرا منسٹر صاحبہ سے یہ سوال ہوگا کہ یہ کس قسم کا محکمہ ہے کہ اس کو سوتے سوتے جاگ آگئی اور ان کو یاد آیا کہ ہم نے 2۔ارب روپے مزید مانگنے ہیں، کس لئے مانگنے ہیں، کیا وہ محکمہ اس دنیا میں نہیں بستا، کیا ان کو نہیں پتا کہ سیلاب آسکتے ہیں، کیا ان کو نہیں پتا کہ بند ٹوٹ سکتے ہیں، کیا ان کو نہیں پتا کہ یہاں پر طغیانی آسکتی ہے۔ یہ جو 2۔ارب روپے ضمنی بجٹ کی صورت میں خرچ کئے تو اس وقت کیا یہ سوئے ہوئے تھے؟ جب یہ بجٹ بنا رہے تھے۔

جناب سپیکر! میں مختصراً on the floor of the House آپ کے سامنے یہ request, اور ڈیمانڈ کروں گا کیونکہ ویسے بھی ایک بجے زبان اور بولتی بند کر دینی ہے کہ پاکستان کی بقاء کے لئے کالا باغ ڈیم بننا چاہئے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! ٹھیک ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ڈیم بننے چاہئیں اور پاکستان کی بقاء کے لئے ڈیم بننے چاہئیں۔ ہم اس کو سیاست کی نذر نہ کریں۔ منسٹر صاحبہ نے بڑی اچھی تقریر کی اور آج ان کو یاد آگیا کہ اپوزیشن کو ان کے ساتھ چلنا چاہئے اور یہ ہمیں دیتے تو کچھ نہیں اور ساتھ چلا رہے ہیں۔ ہم چلنے کو تیار ہیں ان ڈیمز کے لئے آپ کے ساتھ فی سبیل اللہ چلنے کے لئے تیار ہیں۔ خدا واسطے چلنے کے لئے تیار ہیں لیکن ہمیں چلائیں تو سہی۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! جب آپ کے پاس حکومت تھی اس وقت آپ کو کیا ہوا تھا؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ چڑی چھکا کھیل لیتے ہیں کہ کس نے کیا کیا تھا اور کس نے کیا نہیں کیا تھا؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: سردار صاحب! چلیں مہربانی۔ بہت شکریہ

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔ ویسے آپ کو یہ بات کہنی نہیں چاہئے تھی۔ آپ Speaker of the House ہیں اور آپ کو impartial entity ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، ملک وقوم اور صوبے کے لئے جو فائدہ مند بات ہے وہ کی ہے، اس میں آپ کو کیا اعتراض ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! تو پھر آپ commitment دیں۔

جناب سپیکر: میں تو آپ کی بات کو endorse کر رہا تھا لیکن آپ پتا نہیں کدھر کی بات کدھر لے کر چلے گئے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ ریکارڈ میں اس بارے کہہ رہے ہیں کہ یہ ہونا چاہئے۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ابھی میری تقریر ختم نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! بولیں، جتنی مرضی لمبی بات کریں اور کرتے جائیں مجھے کیا اعتراض ہے؟ ایک بجے تو guillotine apply ہو ہی جائے گی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں بس آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ پلیز بس مجھ سے بات کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! مجھے حکومت pressurize کر رہی ہے لہذا میں بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! تمام ممبران نے محکمہ آبپاشی پر general discussion کی ہے اور ضمنی گرانٹ جو کہ آج کا موضوع ہے اس پر بہت ہی کم بات کی گئی ہے حالانکہ انہیں چاہئے تھا کہ انہوں نے اگر cut motions دی ہیں تو مدات کی مخالفت کرتے تاکہ ان کا سیر حاصل جواب دیا جاتا لیکن پھر بھی میں ان کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل ضمنی گرانٹ برائے محکمہ آبپاشی 2۔ارب 69کروڑ 10لاکھ 13ہزار روپے ہے۔ ضمنی گرانٹ کی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں کہ ایڈہاک ریلیف

الاؤنس2015 میں فراہم کردہ رقم 36کروڑ 34لاکھ 44ہزار روپے ہے، سرکاری ملازمین کی بنیادی تنخواہ میں ساڑھے سات فیصد اضافہ بطور ایڈہاک ریلیف الاؤنس کا اعلان بجٹ تقریر2015-16 میں کیا گیا جو کہ پیش کردہ بجٹ میں شامل نہ تھا اس لئے بعدازاں یہ رقم ضمنی گرانٹ کی مد میں فراہم کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا ادائیگی service renders کی مد میں فراہم کردہ رقم ایک کروڑ 56لاکھ 69ہزار روپے ہے، service renders کی فراہم کردہ رقم Indus River System Authority کو ادا کی گئی ہے اور مذکورہ بالا رقم کی ادائیگی پنجاب کو فراہم کئے جانے والے نہری پانی کے عوض 30 پیسے فی ایکڑ فٹ کے حساب سے ارسا کی demand پر کی گئی ہے جو کہ بجٹ 2015-16 میں شامل نہ تھی۔

جناب سپیکر! تیسرا Inland Water Transport Development Company کو فراہم کردہ رقم جو کہ 29 کروڑ 57لاکھ 82ہزار روپے ہے، حکومتِ پنجاب نے دریائے سندھ میں باربرداری کے لئے اٹک تا داؤد خیل ایک پائلٹ پراجیکٹ کا آغاز کیا ہے کیونکہ اس مد میں 2015-16 میں یہ رقم مختص نہ کی گئی تھی للہٰذا ضمنی گرانٹ کے ذریعے اس اہم پراجیکٹ کے لئے رقم فراہم کی گئی ہے۔ سیلاب سے تباہ شدہ انفراسٹرکچر اور flood ایمرجنسی کاموں کے لئے فراہم کردہ رقم 2۔ارب 93لاکھ 37ہزار روپے ہے، سیلاب سے تباہ شدہ flood بندوں، نہروں، سیم نالوں، small dams اور دیگر ایمرجنسی flood works کے لئے یہ رقم فراہم کی گئی ہے۔ بجٹ 2015-16 میں مختص کردہ رقم معمول کے سالانہ بجٹ کے مطابق تھی، سیلاب کا دورانیہ بجٹ کے بعد شروع ہوتا ہے اور سیلاب سے آبپاشی کے انفراسٹرکچر کو ہونے والے نقصان کا تخمینہ لگانے کے بعد ضمنی گرانٹ کے ذریعے مذکورہ بالا رقم فراہم کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! متفرق اخراجات کے لئے فراہم کردہ رقم 27لاکھ 81ہزار روپے ہے، دوران ملازمت انتقال کر جانے والے ملازمین کے خاندانوں کی مالی معاونت، حاضر سروس ملازمین کے لئے الاؤنسز اور ٹی اے/ڈی اے وغیرہ کے لئے یہ رقم فراہم کی گئی ہے جو کہ بجٹ 2015-16 میں شامل نہ تھی۔ میری استدعا ہے کہ معزز ایوان کٹوتی کی یہ تحریک مسترد کر کے ضمنی گرانٹ کو منظور فرمائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"2۔ ارب 69 کروڑ 10 لاکھ 13 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ ارب 69 کروڑ 10 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب وزیر اقلیتی امور اور شیخ علاؤالدین نے بولنا ہے۔ جتنا یہ ٹائم لیں گے اتنا ٹائم میں آپ کو زیادہ دے دوں گا۔ منسٹر صاحب اور شیخ علاؤالدین صاحب! آپ مہربانی کر کے ذرا جلدی کر لیں، relevant رہیں اور ٹریک سے ہٹیں گے تو آپ کا مائیک بند کر دوں گا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! کل میری عدم موجودگی میں ایک فاضل ممبر نے ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں بہت ساری باتیں کیں، تنقید بھی کی اور کہا کہ احتساب کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ:

شور دریا سے یہ کہتا ہے سمندر کا سکوت
جس میں جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ لوں گا۔ 14-2013 میں 20 کروڑ روپے کا ہمارا بجٹ تھا اور میرے سمیت ہر ایم پی اے کو ایک ایک کروڑ روپیہ ڈویلپمنٹ کے لئے ملا تھا۔ اس کے علاوہ حکومت اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا وژن تھا جس طرح انہوں نے ڈیڑھ کروڑ روپے minorities کے students کو وظیفہ جات کی صورت میں دیئے، کرسمس گرانٹ تین کروڑ روپے دی گئی اور ہولی کی گرانٹ 20 لاکھ روپے دی گئی جس کے بارے میں کل کہا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ special package کے تحت سب سے زیادہ پیسے پانچ شہر لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور شیخوپورہ میں گئے ہیں۔ ہمارے ممبر شکیل آئیون جو یہاں بیٹھے ہیں انہوں نے وزیر اعلیٰ کے نام پر یوحنا آباد میں ایک سکول بنوایا، ongoing سکیموں کے لئے 30 کروڑ روپے رکھے گئے اور اس کے علاوہ ہر ایم پی اے کو میرے سمیت ایک ایک کروڑ روپے دیئے گئے، دو کروڑ روپے کے فنڈز پھر minorities students کو دیئے گئے، تین کروڑ روپے کرسمس گرانٹ دی گئی اور ہولی گرانٹ 20 لاکھ روپے دی گئی جو کہ 15-2014 میں یہ فنڈز دیئے گئے۔ اس کے بعد 16-2015 میں اڑھائی کروڑ روپے میرے سمیت تمام ایم پی ایز اور reserved seats سے تین خواتین کو دیئے گئے۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! صرف حکومتی ایم پی ایز کو دیئے گئے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ایک منٹ چپ کر کے ذرا بات سن لیں۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں جس سے ماحول خراب ہو۔ منسٹر صاحب! ذرا جلدی wind up کریں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جو minority package تھا۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ اس کو اخبار میں دے دیں تو بہتر رہے گا۔ بہت شکریہ

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! صرف ایک منٹ لوں گا۔ اس سال ہولی کے لئے 40 لاکھ روپے دیئے گئے اور ہمارے یہاں ہندو ممبر ہیں جو بتا سکتے ہیں کہ 40 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ جہاں تک کرسمس گرانٹ کا تعلق ہے تو چیف منسٹر صاحب نے ہر ڈی سی او کی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ جو لوگ deserve کرتے ہوں ان کو چیک کر کے کرسمس گرانٹ دی جائے، لوگوں کے نام ہم دیتے ہیں لیکن چیک کر کے ان کو کرسمس گرانٹ ملی ہے۔ اس کے علاوہ ایک قبرستان کا مسئلہ ہے اس حوالے سے میرے پاس ایف آئی آر موجود ہے۔ ہمارے ایک وفاقی وزیر کے بھائی نے یہ درخواست دی ہوئی ہے۔ قبرستان میں مُردوں کے لئے ایک جم بنانے کی کوشش کی گئی جس کو ہم نے جا کر روکا ہے لیکن میں اپنے فاضل ممبر کے لئے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ساری تفصیل ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 4 پیش کریں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بات کی ہے تو میں اس حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، آپ کو اجازت نہیں ملے گی۔ آپ کا بہت شکریہ۔ بعد میں آپ بات کر لیجئے گا لیکن ابھی اجازت نہیں ملے گی۔ جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 4 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 4

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

> "ایک ضمنی رقم جو 4۔ ارب 79 کروڑ 38 لاکھ چار ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "ایک ضمنی رقم جو 4۔ ارب 79 کروڑ 38 لاکھ چار ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر 4 میں کٹوتی کی تحریک میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب محمد شعیب صدیقی، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک،

جناب خرم شہزاد، چودھری مونس الٰہی، سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر، جناب محمد ناصر چیمہ، قاضی احمد سعید، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، خواجہ محمد نظام المحمود، میاں خرم جہانگیر وٹو، مخدوم سید علی اکبر محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب علی سلمان اور جناب احسن ریاض فتیانہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"4-ارب 79 کروڑ 38 لاکھ چار ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 4 "انتظام عمومی" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"4-ارب 79 کروڑ 38 لاکھ چار ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 4 "انتظام عمومی" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے"۔

وزیر کانکنی معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! I oppose

جناب سپیکر: جی، محترمہ! اسے oppose کیا گیا ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جنرل ایڈمنسٹریشن نام کی کوئی چیز پنجاب میں نظر نہیں آتی اور ایڈمنسٹریشن تو وہاں پر ہوتی ہے جہاں پر ادارے ہوتے ہیں اور ہمارے اداروں کا آپ سب کو بلکہ پورے پنجاب اور پورے پاکستان کو پتا ہے کہ کیا حال ہے۔ میں سمجھتی ہوں جنرل ایڈمنسٹریشن کے اوپر جو بجٹ رکھا گیا ہے اس سے بہت سے لوگوں کو oblige کیا گیا ہے اور ان کی سروسز کے عوض وزیراعلیٰ کی طرف سے مراعات کے طور پر ایسے لوگوں کو پیسے دیئے گئے ہیں جو کہ میں سمجھتی ہوں نہیں ہونے چاہئیں تھے۔ میں convinced ہوں کہ یہ چار ملین 79 کروڑ 38 لاکھ چار ہزار روپے کی رقم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے اس کے لئے میں دلیل یہ پیش کرتی ہوں کہ صفحہ نمبر 11 اور 12 پر وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ میں جو رقم استعمال ہوئی ہے وہ 16-2015 میں 13-ارب روپے allocated تھی لیکن 14-ارب روپے استعمال ہوئے اور اب آپ 11 کروڑ 28 لاکھ 37 ہزار روپے کی ضمنی گرانٹ مانگ رہے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ پہلے ہی بہت بڑی رقم رکھ دی گئی تھی جس

میں اضافہ نہیں ہونا چاہئے۔ وزیراعلیٰ کو اپنے اخراجات کم کرنے چاہئیں اور یہ رقم ایسے اداروں اور ایسے معاملات پر خرچ کرنی چاہئے جہاں عوام کی بھلائی ہو۔ جہاں پر غریب کو دو وقت کی روٹی مل سکے۔ جہاں پر غریب عوام کو صاف پانی مل سکے۔ جہاں پر غریب آدمی کا بچہ سکول جا سکے اور جہاں پر اس کا علاج ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ ایک شخص کے اوپر اتنی بڑی رقم رکھنا بہت بڑی زیادتی ہے اور خادم اعلیٰ کے لئے ہم نے ایک کروڑ 35لاکھ روپے کی اتنی زیادہ رقم صرف repair & maintenance میں خرچ کی ہے جبکہ transfers پر ایک کروڑ 40لاکھ روپے کے لگ بھگ خرچ ہوا ہے جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ صوبہ کے ساتھ بہت بڑی زیادتی اور پنجاب کے لوگوں کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کرنا چاہوں گی کہ لوکل گورنمنٹ الیکشن کی مد میں صفحہ نمبر 15 پر وفاقی حکومت نے پچاس کروڑ روپے deduct کر لیا ہے۔ یہ بہت بڑی رقم ہے اور لوکل گورنمنٹ الیکشن پر ایک بلین یا پچاس کروڑ روپے کے خرچ کی approval نہیں لی گئی جو کہ بہت بڑا question mark ہے۔ It is questionable کیوں نہیں اس کی اجازت لی گئی، یہ پیسا کہاں پر خرچ کیا گیا اور اس کے لئے آپ نے plan کیوں نہیں کیا تھا جبکہ آپ کو پتا تھا کہ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن ہونے والے ہیں جس کے لئے پلاننگ کیوں نہیں کی گئی تھی اور کیوں اسے ضمنی بجٹ میں رکھا گیا ہے؟ یہ بہت بڑا question mark ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح سے ہمارے وزیراعلیٰ اتنی بے رحمی سے پنجاب کا پیسا خرچ کرتے ہیں تو اسی طرح ہمارے وزراء بھی اسی ڈگر پر چل پڑے ہیں اور وزرا کے گھروں کے لئے household expenses میں صفحہ نمبر 12 پر ایک کروڑ 8لاکھ روپے صرف purchase of assets ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اپنے ذاتی اخراجات کو کم کرنا چاہئے اور یہ پیسے عوام پر لگنے چاہئیں تھے جو کہ پیسے کا زیاں ہے اور لوگوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ جس طرح سے ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب پر ایک بوجھ بنے ہوئے ہیں تو اسی طرح ہمارے وزراء بھی صوبہ پنجاب کو ہڑپ کرنے کے چکر میں ہیں۔

جناب سپیکر! National Population Census پچھلے سال ہونا تھا جو کہ نہیں ہوا لیکن صفحہ نمبر 15 پر آپ دیکھیں تو وفاقی حکومت نے ایک بلین یعنی ایک کروڑ روپے from NFC award میں سے deduct کیا ہے چونکہ ہمارے population census نہیں ہوئے تو یہ پیسا

واپس پنجاب میں آنا چاہئے اور یہ پیسا وفاقی حکومت کے پاس نہیں ہونا چاہئے جس کے لئے میں اپنی بہن وزیر صاحبہ سے یہ درخواست کروں گی کہ اس فنڈ کو بھی پنجاب میں لایا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بات ضرور کرنا چاہوں گی کہ خواجہ حارث کو ہم نے ایک کروڑ 75 لاکھ 46 ہزار روپے دیا ہے جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ بہت بڑی رقم ہے جبکہ ہمارے پاس ایڈووکیٹ جنرل موجود تھا جسے proper تنخواہ اور ساری سہولیات ملتی ہیں۔ ہماری بہن وزیر صاحبہ نے ان کے بارے میں کہا کہ حکومت کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ پرائیویٹ legal experts کو hire کر سکے۔ میں سوچتی ہوں کہ حکمران کیوں ایسا کرتے ہیں جبکہ ہمارے پاس پہلے ہی ایک expert ہے تو اس کی موجودگی میں پرائیویٹ lawyers کیوں engage کئے گئے۔ پھر خواجہ حارث تو جسٹس منصور علی شاہ کی عدالت میں وہ case بھی ہار گئے تھے اور وہ یہ case بھی نہیں جیت سکے تھے لیکن اس کے باوجود اس کے اوپر آپ نے اتنے پیسے لگا دیئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ تو پیسے کا زیاں ہوا This is wastage of money ہے اور یہ total wastage of money ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہماری treasury پر بہت بڑا بوجھ ہے۔

جناب سپیکر! میں وومن ڈویلپمنٹ کی بات کرنا چاہتی ہوں۔ اگر آپ صفحہ نمبر 47 اور 48 دیکھیں تو اس میں پانچ کروڑ روپے awareness campaign پر لگائے گئے ہیں۔ میرا ایک سوال پنجاب حکومت سے ہے کہ پنجاب حکومت نے بڑے بڑے دعوے کئے "ہم خواتین کے لئے یہ کر رہے ہیں اور وہ کر رہے ہیں۔ خواتین کے لئے ہم اتنی سیٹیں بڑھا رہے ہیں۔ خواتین کو ہم یہ package دے رہے ہیں اور وہ package دے رہے ہیں" لیکن انہوں نے یہ source ہی نہیں کیا کہ خواتین کے لئے کوئی بجٹ بھی رکھنا ہے؟ اس ڈیپارٹمنٹ کے لئے کوئی پیسے بھی رکھنے ہیں کیونکہ 2014 میں وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا قیام ہوا تھا لیکن 2015 میں اس کا کوئی بجٹ رکھا نہ ہی اس بجٹ میں اس کے لئے کوئی پیسے مختص کئے گئے ہیں۔ ضمنی بجٹ میں یہ ان کی after thought ہے کہ بھئی خواتین کو بھی کچھ پیسے دے دیں تاکہ ان کا کام بھی چلتا رہے۔

جناب سپیکر! Women day کی celebrations کے لئے 40 لاکھ روپے رکھے گئے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں اس کی itemize رپورٹ دی جائے کہ یہ پیسے کہاں پر خرچ کئے گئے۔ بائیس posts کے لئے وومن ڈویلپمنٹ میں ہم نے کوئی پیسے ہی نہیں رکھے اور ہمیں ضمنی بجٹ بنانا پڑا۔ میں

اپنی بہن وزیر صاحبہ سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وومن ڈویلپمنٹ کے لئے پیسے کیوں نہیں مختص کئے گئے؟ اگر آپ سالانہ بجٹ سٹیٹمنٹ کے صفحہ نمبر 54 پر دیکھیں تو اس میں nil ہے یعنی اس کے لئے zero budget ہے لیکن جو خرچ ہوئے ہیں وہ 0.86 ملین ہیں جو million رپورٹ ہوئے ہیں۔ اس سال 17-2016 کی بجٹ allocation بھی nil ہے۔ اگلے سال پھر ضمنی بجٹ میں وہ آئے گا جسے میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ ہمارے صوبے کی خواتین جو کہ تقریباً مردوں کے برابر ہیں اور حکومت کا دعویٰ ہے کہ ہم خواتین کے لئے بہت بڑے بڑے کام کر رہے ہیں۔ جب وہ پلاننگ کرتے ہیں ناں تو اس حوالے سے سوچتے بھی نہیں کہ خواتین کے بارے میں نہیں سوچتے کہ خواتین کو بھی کوئی بجٹ دینا ہے اُن کے بھی کوئی کام ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ تو آپ نے بنا دیا ہے لیکن اُس کے لئے کوئی بجٹ allocation نہیں ہے کہ ہمیں اُن کے لئے ضمنی بجٹ لینا ہے اور یہ اتنا بڑا بجٹ ہے thirteen billion sixty million twenty lac and thirty one thousand ہم نے ضمنی میں ان کے لئے رکھا ہے مجھے افسوس ہے اور ہمارے لئے یہ شرم کی بات ہے کہ ہماری بہنیں جو اس طرف بیٹھی ہیں کسی نے بھی اس کے اوپر بات نہیں کی یہ ہماری priorities ہیں، یہ ہمارے focus ہیں۔

جناب سپیکر! میری بہن وزیر خزانہ نے کہا کہ ہم نے کسان package دیا۔ کیوں ان کو ایک دم کسان package دینا پڑا؟ اُس کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا کسانوں کا انہیں پہلے نہیں پتا تھا کہ کسانوں کی کیا مشکلات ہیں، کیا problems ہیں؟ یہ ان کو وحی ہوئی تھی، کوئی طوفان آگیا تھا میں سمجھتی ہوں کیونکہ اس پر عمران خان نے شور مچایا تھا اس لئے آپ کو کسان package دینا پڑا تھا۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کروں گی اس کے بعد میں اپنی بات کو ختم کروں گی۔ Third Party Evaluation Punjab Rural Support Programme اس کے لئے آپ نے ایک کروڑ 40 لاکھ اور 80 ہزار روپے ضمنی بجٹ دیا this is a contentious issue اس کے اوپر جو آپ کے foreign donors ہیں اُن کا بہت بڑا question mark ہے وہ کہتے ہیں there has been a fraud in PRSP میں سمجھتی ہوں کہ اس کے لئے آپ پھر اتنا بڑا ضمنی بجٹ لے آئے ہیں this is too much یہ پنجاب کے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے، آپ اتنی خطیر رقم ضمنی بجٹ میں approve کرنا چاہتے ہیں میں اس کو مسترد کرتی ہوں اور میں آپ سے request کرتی ہوں کہ اس کو ایک روپیہ کر دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، جناب محمد شعیب صدیقی!

جناب محمد شعیب صدیقی: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ جناب سپیکر! ابھی محترمہ وزیر خزانہ نے ضمنی بجٹ کے حوالے سے concluding speech کی ہے انہوں نے جو صوبے کی صورتحال پیش کی ہے اُس میں تو ہے کہ راوی چین کی بانسری بجا رہا ہے صوبے میں بالکل امن و امان ہے، جنرل ایڈمنسٹریشن بالکل ٹھیک چل رہی ہے اور انہوں نے کہا تجاویز میں ہمارا ساتھ دیجئے، آئیں مل کر آگے بڑھتے ہیں تو محترمہ وزیر خزانہ یہاں پر بیٹھی ہیں کیا یہ بتائیں گی کہ جو تجاویز پچھلے بجٹ کے اندر ہم نے دی تھیں کیا آج تک ہمارے کسی بھی اپوزیشن کے ممبران کی تجاویز کو ان بجٹ کی کتابوں کے اندر شامل کیا گیا ہے؟ یا صرف تقریر کی حد تک رکھا گیا ہے کہ آئیں تجاویز دیں مل کر کام کرتے ہیں آج صوبے کے اندر ایڈمنسٹریشن ہو، لاء اینڈ آرڈر ہو، ہیلتھ ہو، ایجوکیشن ہو، ایگری کلچر ہو تمام چیزوں کا بیڑا غرق ہے۔ پنجاب اسمبلی کا ایوان اس چیز کا گواہ ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ جب اس صوبے کے عوام نے اس اسمبلی کے باہر احتجاج نہ کیا ہو آج یہ کسانوں کی بات کرتے ہیں کہ ہم نے کسانوں کے مسائل حل کئے تو میں اس ایوان کے اندر کہتا ہوں کہ جب کسان احتجاج کر رہے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: cut motion پر بات کریں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! اسی پر بات کر رہا ہوں رات 12:00 بجے کس نے اعلان کیا تھا کہ آپ اپنا احتجاج ختم کر دیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ cut motion پر آئیں، بھائی cut motion پر آئیں آپ کی بڑی مہربانی آپ کا بہت شکریہ

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! جو 16-2015 کے بجٹ میں جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے 26۔ ارب 93 کروڑ 46 لاکھ 5 ہزار مختص کئے۔ ضمنی بجٹ میں 146۔ ارب 9 کروڑ 36 لاکھ 27 ہزار روپے رکھے ضمنی بجٹ کے مطالبہ نمبر 4 کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مطالبہ نمبر 4 کی بات کریں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! اُسی پر بات کر رہا ہوں مطالبہ نمبر 4 ہی کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! اردو میں بول رہا ہوں جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد میں 4۔ارب 79 کروڑ 38 لاکھ 4 ہزار روپے کے اضافی اخراجات کئے ہیں اس کی یہ منظوری لینا چاہ رہے ہیں ہم اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ گڈ گورننس اور بہترین ایڈمنسٹریشن کے دعوے تو کئے گئے ہیں اور آج ان کا ضمنی بجٹ ہے یہ حکومت کی سب سے بڑی نااہلی کا ثبوت ہے اور شاید اسی لئے فیض نے ان حکمرانوں کے لئے کہا ہے

آیئے ہاتھ اُٹھائیں ہم بھی، ہم جنہیں رسم دعا یاد نہیں
ہم جنہیں سوز محبت کے سوا، کوئی بت، کوئی خدا یاد نہیں

جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کرائے اور حال یہ ہے جس شخص کو یہ میئر لاہور بنانا چاہ رہے ہیں ابھی تو اُس بے چارے نے اپنا حلف بھی نہیں اُٹھایا صفحہ نمبر 14 پوائنٹ نمبر 21 پر

Provision of funds for the visit of Turkey intanbul to Khawaja Ahmad Hassan w.e.f 14-12-15 to 19-12-15

ترکی کے وزٹ پر 45 لاکھ روپے خرچ کر دیئے گئے ابھی جس نے حلف نہیں اُٹھایا۔ اسی provision of funds for the Third Party Evaluation of Punjab پر Rural Support Programme ایک کروڑ 40 لاکھ روپے یہ third party کون تھی ؟ کہاں سے آئی اس نے کیا کام کیا اس کے اندر اس کی کوئی تفصیلات نہیں دی گئی ہیں اس کے بعد صفحہ نمبر 17 کے پنجاب ریونیو اتھارٹی میں funds for various objects وہ کون سے پراجیکٹس ہیں، کس مد میں خرچ کئے گئے ؟ ہمیں کچھ نہیں بتایا گیا 8 کروڑ 36 لاکھ روپے یہاں پر خرچ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد جہاں پر انہوں نے پی آئی اے میں 37 لاکھ روپے دیئے اپنے نجی دوروں کے اوپر وہاں پر aviation flights کی مد میں 6 کروڑ 42 لاکھ 40 ہزار روپے انہوں نے الگ خرچ کیا اور اُس کے بعد maintenance and operational پر 48 لاکھ 34 ہزار روپے کی رقم انہوں نے الگ خرچ کی اُس کے بعد صفحہ نمبر 22 پر یہ کہتے ہیں کہ ایک انٹرنیشنل سیمینار جو 5 سے 7۔ نومبر کو ہوتا ہے تو میرا جہاں تک خیال ہے جب بھی کوئی انٹرنیشنل سیمینار کسی ملک کے اندر منعقد ہوتا ہے تو اس کی باقاعدہ سے تاریخ طے ہوتی ہے۔ اپنے اے ڈی پی کے اندر تو یہ پیسے نہیں رکھ سکے یہاں پر پوائنٹ نمبر 58 کے اندر کہتے ہیں کہ:

Provision of funds in favour of P & D Department for making arrangements regarding international seminar held on 5th, 7th November 2015.

جناب سپیکر! 16 لاکھ 80 ہزار روپے کی رقم یہ دیتے ہیں مگر اس کے بعد انہیں پتا چلا کہ سیمینار تو ختم ہو گیا ہم نے جو للے تللوں کے اوپر پیسے خرچ کرنے تھے، ہم نے جو انتخابات کی rigging کے اندر پیسے استعمال کرنے تھے اور ہم نے جو Returning Officers کو خریدنے کے لئے پیسے استعمال کرنے تھے تو انہوں نے دوبارہ صفحہ نمبر 60 پر

Release of further funds in favor of P&D Department for making arrangements regarding international seminar held on 5th, 7th November 2015.

جناب سپیکر! 14 لاکھ 52 ہزار روپے کی رقم انہوں نے پھر خرچ کر دی۔ اس کے بعد انہیں جب یہ پتا چلا کہ ہمارے تو اخراجات ابھی بھی مکمل نہیں ہو رہے تو یہ صفحہ نمبر 22 پر یہ سیمینار کی تفصیلات دے رہے ہیں اُس کے بعد انہیں صفحہ نمبر 43 کے اوپر جا کر پھر دوبارہ خیال آیا کہ یہ فنڈز تو بالکل نہ مکمل ہیں ہمارے اہداف تو پورے نہیں ہو رہے فوری طور پر making of arrangements regarding international seminar held on 5th, 7th November 2015 پھر دو کروڑ روپے خرچ کئے گئے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب آپ انٹرنیشنل سیمینار کے اوپر پیسے خرچ کر رہے تھے تو ایک amount کیوں نہ بنی کہ جس کے اندر آپ نے یہ سارے پیسے خرچ کئے اس کے بعد۔۔۔

(اس مرحلہ پر سپیکر قومی اسمبلی جناب سردار ایاز صادق سپیکر گیلری میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: معزز ممبران بات سنیں جناب سردار ایاز صادق سپیکر قومی اسمبلی اس ایوان میں تشریف لائے ہیں ہم سب انہیں ویلکم کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں حکومتی بنچوں کی طرف سے جناب سردار ایاز صادق جو قومی اسمبلی کے سپیکر ہیں انہیں یہاں سپیکر گیلری میں تشریف لانے پر اُن کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور اُن کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! یہ خوش قسمتی ہے کہ آج اس ایوان میں دو دو سپیکر بیٹھے ہیں قومی بھی اور صوبائی بھی۔

جناب سپیکر: انہیں ویلکم کہہ دیں کوئی بات نہیں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! منسٹر صاحبہ نے یہ کہا تھا کہ ہمارا ساتھ دیں ہم آپ کی تجاویز کو بجٹ میں شامل کریں گے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ جب میں تقریر کر رہا ہوں تو سپیکر قومی اسمبلی بھی یہاں گیلری میں تشریف لے کر آئے ہیں۔ میں منسٹر صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ ہم نے تو اپنی تجاویز دی ہیں وہ سپیکر قومی اسمبلی کا بھی حلقہ ہے وہاں پر ایک میاں میر ہسپتال بنا ہے، میں سپیکر صاحب سے کہوں گا کہ آئیں ہم دونوں مل کر افتتاح کرتے ہیں تختی آپ اپنی لگا لیجئے گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے ان سے پوچھ لیتے ہیں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! آج یہاں سپیکر صاحب آئے ہیں میں ان کی موجودگی میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان کو بھی اپنے حلقے کی صورتحال کا پتا ہو الیکشن جیتنا تو بڑا آسان کام ہے۔

جناب سپیکر: ان کو پتا ہے، آپ اپنی بات کریں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! جمیل آباد ویٹ مین روڈ پر بھی 217 ملین سے منصوبہ بنا ہے، سیوریج پڑ گیا ہے یہ آئیں اور اس کا بھی افتتاح کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ cut motion پر آئیں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! میں بھی اسی کی بات کر رہا ہوں۔ صفحہ نمبر 32 پر ہے۔

Funds in connection with visit of Additional Chief Secretary (Energy) to China, Turkey and London.

اس کے لئے 28 لاکھ روپے ہیں۔

Funds for making payment of outstanding dues of Pakistan International Airlines (PIA)

کے لئے 37 لاکھ روپے ہیں۔

Purchase of one Vehicle, Furniture, Machinery and equipment for Secretary Energy Govt. of the Punjab.

اس کے لئے 23 لاکھ 95 ہزار روپے ہیں۔

جناب سپیکر: guillotine apply کرنے کا وقت تو آ گیا ہے لیکن میں آپ کو پانچ منٹ دے دیتا ہوں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! سیکرٹری انرجی کے لئے گاڑی خریدنے کے لئے پیسے دیئے جا رہے ہیں اس سیکرٹری انرجی سے یہ بھی پوچھ لیں کہ آج ملک میں لوڈشیڈنگ کی کیا صورتحال ہے، لوڈشیڈنگ پر کتنا پیسا خرچ کیا جا رہا ہے؟ اس کے بعد خواجہ حارث کو تو آپ نے کروڑوں روپے ایڈووکیٹ جنرل آفس ہونے کے باوجود دے دیئے۔ یہ بھی ان کی نااہلی ہے کہ ان کے ایڈووکیٹ جنرل کا ادارہ ہونے کے باوجود یہ خواجہ حارث کو بطور پرائیویٹ کونسل لے رہے ہیں۔ آپ خواجہ حارث کے علاوہ بھی ایک اور پرائیویٹ کونسل لیتے ہیں تو اس پرائیویٹ کونسل کا نام بھی بتا دیں کہ وہ کون سی پرائیویٹ کونسل ہے جس کو آپ نے 12 لاکھ 80 ہزار روپے دیئے ہیں۔ (شور و غل)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! Grant-in-aid in the favour of Mr Mubashar Attique Azhar کو 50 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ کیا یہ بتایا جائے گا کہ یہ 50 لاکھ روپے کس مد میں دیئے گئے ہیں اور انہوں نے کس پر خرچ کئے ہیں؟ Funds as Grant-in-Aid to Sportsmen کے لئے 37 لاکھ روپے خرچ کئے۔ وہ کون سے سپورٹس مین ہیں، یہ وہی سپورٹس مین تو نہیں کہ جن کو پیسے دینے پر ہمارے وزیر صاحب کا NAB میں کیس چلا ہوا ہے کہ آپ لوگوں میں پیسے بانٹ رہے ہیں؟ اس کے بعد Funds for the Purchase of Vehicle کے لئے 16 لاکھ 50 ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ یہ کون سی گاڑی تھی، کس کے لئے خریدی گئی اور کس کو دی گئی؟ یہ جنرل ایڈمنسٹریشن کی صورتحال ہے کہ یہاں پر جو بجٹ خرچ کرنا تھا وہ تو خرچ نہیں کیا گیا۔

میں صرف اس بات سے اپنی بات کا اختتام کروں گا کہ:

یہ جو پَر شکستہ ہے فاختہ جو زخم زخم گلاب ہے
یہ داستان میرے عہد کی جہاں ظلمتوں کا نصاب ہے
جہاں ترجمانی ہو جھوٹ کی جہاں حکمرانی ہو لوٹ کی
جہاں بات کرنا محال ہو وہاں آگہی بھی عذاب ہے

جناب سپیکر! اس کی کٹوتی کی جائے اور اس کے لئے ایک روپیہ کی رقم مختص کی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، خدیجہ عمر صاحبہ! پانچ منٹ سے زیادہ بات نہ ہو کیونکہ پانچ منٹ بعد guillotine apply کر دی جائے گی۔

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جو بہت رحمٰن اور رحم کرنے والا ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ نے اپنی concluding speech میں کہا تھا جس کو میں نے اور ہمارے ممبر تیمور صاحب نے point out کیا تھا۔ میں ان سے ذرا پھر سے clarification چاہ رہی ہوں کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ انہوں نے صحیح سٹیٹمنٹ نہیں دی۔ 2013 میں وزیر اعلیٰ نے austerity measures کے لئے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا تھا جس کا ہم نے کل ذکر کیا تھا۔ اس نوٹیفکیشن میں بڑا clear لکھا ہوا ہے کہ officials and officers دونوں اور تمام منسٹرز پر بیرون ملک دوروں پر پابندی ہے۔ منسٹر صاحبہ نے آج اپنی تقریر میں کہا ہے کہ آفیسرز پر پابندی نہیں ہے۔ ہم نے دوسری چیز یہ point out کی تھی کہ اس کمیٹی کے ممبران سے کیا آپ نے اجازت لی ہے؟

جناب سپیکر! میں نے کل بھی کہا تھا کہ سماء ٹی وی چینل نے دکھایا تھا ان کے ایک ممبر جناب وحید گل ہیں جنہوں نے بڑا واضح کہا تھا کہ ہمارے سامنے بیرون ملک جانے کی اجازت لینے کے حوالے سے کوئی کیسز نہیں آ رہے ہیں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! انہوں نے میرے حوالے سے دو دفعہ بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وحید گل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو بات کرنے کی کس نے اجازت دی ہے؟ اپنی بات بند کریں۔ No interruption آپ ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں تو اس چینل کا حوالہ دے رہی ہوں۔ ان ممبران کی یہ اپنی سٹیٹمنٹ ہے کہ ہم سے کسی قسم کا نہیں پوچھا گیا۔ میں یہ چاہوں گی کہ منسٹر صاحبہ اس کا ضرور جواب دیں۔ میں معذرت سے کہنا چاہوں گی کہ انہوں نے کل پھر سے غلط بیانی کی ہے۔ officers and officials دونوں کے لئے آرڈر ہے اور کمیٹی سے کوئی اجازت نہیں لی جاتی۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ پھر ایسے نوٹیفکیشن کیوں جاری کئے جاتے ہیں؟ چونکہ یہ جنرل ایڈمنسٹریشن کی بات ہو رہی ہے تو یہ بات بہت اہم ہے۔ جب ہم بات کریں تو

اس پر عملدرآمد کریں اور ہم کم از کم رمضان کے مہینے کا ہی حیا کرلیں اس میں تو غلط بیانی نہ کریں۔ بڑی مہربانی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، منسٹر صاحب!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No point of order. Have your seat. Be careful.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! مجھے بولنے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میں نے آپ کو ٹائم بھی دیا اور دس منٹ بھی بڑھائے ہیں اس کے باوجود آپ اس طرح کی بات کرتے ہیں جو اچھی نہیں ہے۔جی، منسٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ کو کیا جلدی ہے؟ انہوں نے روزہ کھولنا ہے تو ابھی بڑا ٹائم ہے۔

جناب سپیکر: آپ رولز 144 پڑھ لیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ بلڈوز کر رہے ہیں اور اپوزیشن کی آواز کو دبا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میں نے اس بارے میں بہت رعایت دی ہے اور یہ نامناسب بات ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جب ہم نے آپ کو اپنے نام دیئے ہوئے ہیں تو آپ کیوں اپوزیشن کی آواز کو kill کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: عباسی صاحب! یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ پارٹی بن رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ جی، منسٹر صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ اپوزیشن کی آواز کو دبا رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔اس کے سوا آپ نے کچھ نہیں سیکھا؟ مجھے بڑا افسوس ہے۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! اس گرانٹ کا تعلق صوبے کے تمام ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹس سے ہے۔اس میں گورنر ہاؤس، وزیراعلیٰ ہاؤس، صوبائی اسمبلی اور تمام سیکرٹریز، محکمہ قانون، محکمہ داخلہ، محکمہ خزانہ، محکمہ زکوٰۃ، محکمہ اوقاف، محکمہ خوراک، محکمہ زراعت، مواصلات و تعمیرات، بورڈ آف ریونیو اور مختلف محکمہ جات کے تقریباً 90 ذیلی ادارے شامل ہیں جس میں ان محکموں

کے ملازمین کی تنخواہیں، الاؤنسز و دفاتر اور دیگر اخراجات شامل ہیں للہذا اس گرانٹ کی اہمیت دوسری گرانٹ سے مختلف ہے۔ موجودہ مالی سال کے دوران اس مد میں 4793.804 ملین روپے کی ضمنی گرانٹ جاری ہوئی اس میں زیادہ تر رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں، الاؤنسز اور مالی امداد کے علاوہ مندرجہ ذیل اہم مقاصد کے لئے استعمال ہوئی۔

جناب سپیکر! ایل پی آر، encashment کی فراہمی، IT equipment کی فراہمی، PAPCO کے بقایا جات کی ادائیگی، نئی اسامیوں کی منظوری، وفاقی حکومت سے موصول شدہ مختلف receipts کو ضمنی گرانٹ کے ذریعے متعلقہ محکموں کو جاری کرنا۔ آرمی پبلک سکول کے 23 بچے جو بچ گئے تھے ان کی lodging boarding اور transportation کے لئے بھی رقم رکھی گئی تھی۔ انہوں نے یہاں پر وومن ڈویلپمنٹ کی بات کی تو اس ضمن میں گزارش ہے کہ ہم نے gender mainstreaming کر دی ہے جس کی وجہ سے تمام ڈیپارٹمنٹ کے اندر جو خواتین کے لئے رقم مختص کی جاتی ہے وہ ڈیپارٹمنٹ کے اندر reflect ہوتی ہے اور یہاں پر وومن ڈویلپمنٹ میں جو رقم مختص نظر نہیں آتی اس کی وجہ یہ ہے اور اس بجٹ documents کا misunderstanding ہے جو انہوں نے دیکھا ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ بجٹ کے اندر اپوزیشن کی تجاویز شامل نہیں کی گئیں تو اس میں، میں گزارش کروں گا کہ جب پری بجٹ debate ہو رہی تھی تو انہوں نے ہاؤس کا بائیکاٹ کرنا مناسب سمجھا اور یہاں پر تجاویز دینا مناسب نہیں سمجھا جس کی وجہ سے ان کی تجاویز کو شامل نہیں کیا گیا۔۔۔(قطع کلامیاں)

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! ہم نے پری بجٹ میں اپنی تجاویز دی تھیں لیکن انہیں شامل نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، پھر بھی sympathetic consideration ہونی چاہئے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہاں پر کہا گیا کہ خواجہ حسان کی traveling پر 45 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے پہلے اس بات کا جواب دے دیا ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! نہیں، انہوں نے اس کو پورا پڑھا نہیں ہے it is the delegation اس پر لکھا ہوا ہے انہوں نے صرف خواجہ حسان کا نام پڑھ دیا ہے لیکن باقی انہوں نے پڑھنا مناسب نہیں سمجھا۔ یہ 45 لاکھ روپیہ delegation پر خرچ ہوا جو ترک کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں پر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے اندر 210 پوسٹیں create کی گئی ہیں جن پر ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے لہٰذا میری گزارش ہے کہ یہ ضمنی گرانٹ بابت مطالبہ زر نمبر PC-21010 انتہائی اہم ہے اس کے لئے فنڈز جاری کئے گئے ہیں لہٰذا کٹوتی کی یہ تحریک مسترد کر کے ضمنی گرانٹ منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"4۔ارب 79 کروڑ 38 لاکھ 4 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 4 "انتظام عمومی" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 4۔ارب 79 کروڑ 38 لاکھ 4 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: اب قاعدہ 144(4) کے تحت Guillotine کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ ضمنی مطالبات زر پر cut motion کے ذریعے کارروائی 1:00 بجے تک جاری رہے گی اور باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 144(4) کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے کر دی جائے گی۔ اب Guillotine قاعدہ 144(4) کا اطلاق کرتے ہوئے کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو73کروڑ77لاکھ24ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر2

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو2کروڑ19لاکھ70ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر5

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو12۔ارب70کروڑ85لاکھ84ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر6

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو3کروڑ28لاکھ96ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"کوآپریٹو"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو47کروڑ23لاکھ86ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سول ورکس، برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر8

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو20۔ارب60کروڑ90لاکھ24ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ریلیف"برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 9

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 8۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 10

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 52 کروڑ 76 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 11

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 17۔ارب 46 کروڑ 75 لاکھ 73 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر12

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو67-ارب46کروڑ57لاکھ88ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر13

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو7کروڑ33لاکھ84ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر14

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو6-ارب41کروڑ45لاکھ69ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر15

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو4۔ارب7کروڑ72لاکھ14ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/خود مختار ادارہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر16

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر17

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزراء صاحبان اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف لے آئیں۔

مطالبہ زر نمبر 18

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ---

جناب سپیکر: میں نے آپ کے متعلق نہیں کہا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! لیڈیز ممبران ایوان کے اندر جتنا مرضی شور مچاتی رہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ مجھے مطالبات زر پڑھنے دیں، جب میں بول رہا ہوں تو آپ نہیں بول سکتے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! خاتون ممبران ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کو سر پر چڑھا لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

مطالبہ زر نمبر20

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو ، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جیل خانہ جات و سزا یافتگان" کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو ، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب گھر" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات "صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 29

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر35

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر36

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر37

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 2015-16 پیش کریں۔

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال2015-16

ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR FINANCE (Dr.Ayesha Ghaus Pasha):Mr. Speaker! I lay the Supplementary Schedule of Authorized Expenditure for the year 2015-16.

MR SPEAKER: The Supplementary Schedule of Authorized Expenditure for the year 2015-16 has been laid.

جی، شیخ علاؤالدین!آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی بات کرنا چاہتے تھے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سپریم کورٹ کے فیصلے کے تحت متاثر ہونے والے ہزاروں پولیس ملازمین کو ریلیف دینے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!سپریم کورٹ کے 2013 کے ایک فیصلے کے تحت اس وقت تقریباً ساڑھے آٹھ ہزار پولیس ملازمین کی پروموشنز واپس لی گئی ہیں اور جہاں وہ پندرہ سال پہلے تھے اچانک آج وہ وہاں پر آ گئے ہیں۔اس وقت ایوان میں وزیر قانون بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ اچھی بات ہے۔میں حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اگر سپریم کورٹ نے 2013 میں ایک judgment اس پر دے دی تھی تو کیا قانون سازی کرکے ہم پولیس ملازمین کو retrospective immunity نہیں دے سکتے تھے؟آج حالات یہ ہیں کہ پولیس کا مورال انتہائی گر چکا ہے اور یہ معاملہ اتنی آسانی سے حل ہونے والا نہیں ہے۔آج وہ پولیس ملازمین بادشاہی مسجد میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔قدرتی طور پر پولیس میں ان کے roots ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی آنکھیں ضائع کروائیں، گولیاں کھائی ہیں اور ٹانگیں تڑوائی ہیں۔ان کو ایسے ہی پروموشن نہیں ملی۔ابھی کل آپ نے ایک observation دی تھی اور بالکل درست دی تھی۔آپ نے یہ کہا تھا کہ جن لوگوں کو انعام دیا جاتا ہے تو انہوں نے کچھ کیا ہوتا ہے۔اب فرض کیجئے کہ ان کو out of turn پروموشن ملی ہے لیکن ان کی families ہیں اور ان کا بھی اس معاشرے میں کوئی نام ہے۔سپریم کورٹ کی جب ایسی judgment آئی تھی تو پارلیمنٹ کو اسے compound کرنا چاہئے تھا۔پارلیمنٹ نے تو بہت بڑے بڑے معاملات کو compound کیا ہے۔یہ

کون سی ایسی بات تھی؟ کیا ہم اس حوالے سے قانون سازی نہیں کر سکتے تھے اور کیا آج بھی ہم اس طرح کی کوئی قانون سازی نہیں کر سکتے کہ جس کے تحت ہم ان کو retrospective immunity دے دیں۔ میں چاہوں گا کہ وزیر قانون بتائیں کہ ان کے لئے حکومت کیا کر سکتی ہے اور یہ ایوان جو کہ بارہ کروڑ عوام کا نمائندہ ہے کیا کر سکتا ہے، وہ بھی ہمارا ہی حصہ ہیں اور جن لوگوں نے ملک کے لئے قربانیاں دی ہیں تو ان کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کو اس حوالے سے تحریری طور پر کوئی چیز لے کر آنی چاہئے تھی۔ بہر حال۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین نے جس معاملے کی نشاندہی کی ہے یقیناً یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور اس سے جو لوگ متاثر ہوئے ہیں ان کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ان کی تعداد نو یا دس ہزار کے قریب ہے۔ دراصل ہوا یوں ہے کہ سندھ میں out of turn پروموشنز دی گئیں، وہاں پر کچھ معاملات ایسے انداز سے ہوئے کہ ان کو سپریم کورٹ میں challenge کیا گیا۔ اب سپریم کورٹ میں case تو اسی تناظر میں چلا کہ وہاں کسی فوڈ انسپکٹر کو ڈی ایس پی لگا دیا گیا اور کسی محکمہ سے ایک آدمی کو اُٹھا کر ایس پی لگا دیا گیا تھا لیکن سپریم کورٹ نے سماعت کے بعد جو فیصلہ دیا اس میں تمام صوبوں کو شامل کیا گیا ہے اور اس طرح سے صوبہ پنجاب کے اوپر بھی یہ فیصلہ نافذ ہو گیا۔ اب اس میں جہاں تک قانون سازی کا تعلق ہے تو کسی بھی عدالت کے فیصلے اور خاص طور پر عدالت عظمیٰ کے فیصلے کو through legislation bypass نہیں کیا جا سکتا لیکن اس فیصلے میں بعض چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی بنیاد پر سپریم کورٹ میں اپیل کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! مثال کے طور پر یہ ایک general rule تھا کہ کوئی بھی کورس یا ٹریننگ ہو تو اس گروپ یا پنج میں جو first stand کرے گا اس کو one step پروموشن دی جائے گی۔ وہ لوگ بھی اس تنزلی کے رگڑے میں آ گئے ہیں۔ اسی طرح سے بعض لوگوں کی پروموشنز challenge ہوئیں اور سپریم کورٹ تک ان کے حق میں فیصلہ ہوا کہ ان کی پروموشنز درست ہوئی ہیں لیکن وہ بھی اسی ambit میں آ گئے ہیں۔ حکومت پنجاب کا محکمہ قانون اس کے اوپر پوری طرح سے deliberations کر رہا ہے۔ ہماری حکومت کی کوشش ہے، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے خود میری بات ہوئی ہے وہ بھی یہ چاہتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے کم از کم وہ لوگ جنہوں نے واقعی اپنی فرض شناسی کے ایسے جوہر دکھائے ہیں کہ جس میں وہ خود زخمی بھی ہوئے اور انہوں نے اپنے ملک اور صوبے کے لئے

اپنی جان کو خطرے میں ڈالا اور اس کے بعد ان کی خدمات کو acknowledge کرتے ہوئے انہیں پروموشن ایوارڈ کی گئی تو ایسے لوگوں کو ہمیں ہر قیمت پر save کرنا چاہئے۔اس بارے میں کوئی clear cut بات ابھی تک حکومت کو advise نہیں ہوئی لیکن اس میں ہم کام کر رہے ہیں اور ہماری کوشش ہے کہ اس معاملے میں حکومت کی طرف سے یا تو عدالت سے ہی دوبارہ رجوع کیا جائے کہ وہ اپنے فیصلے کو review کرے یا پھر اس میں اگر کوئی اور قانونی طریق کار نکلتا ہے تو اس کو اپنایا جائے۔یہ درست ہے کہ ان پولیس ملازمین کی اکثریت یعنی 99 فیصد لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں بالکل ان کا جائز حق ملا تھا اور اس سے محروم کرنا ان کے ساتھ زیادتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے آپ کو ایک judgment پیش کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تفصیل کے ساتھ بات کر چکے ہیں۔اب تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات تو سُن لیں۔یہ نو دس ہزار خاندانوں کا معاملہ ہے۔ جناب انور سیف اللہ کیس میں بھی انہوں نے beneficiaries کو کچھ نہیں کہا۔میں وزیر قانون سے عرض کرتا ہوں کہ انور سیف اللہ کیس میں بھی انہوں نے انور سیف اللہ کے خلاف فیصلہ دیا تھا لیکن beneficiaries کو کچھ نہیں کہا۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم معاملہ کی طرف دلانا چاہ رہا ہوں۔جناب عبدالمجید خان نیازی ہمارے ایم پی اے ہیں، آگے عید کی چھٹیاں آ رہی ہیں اور مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہاں لیّہ میں دوبارہ کوئی ناخوشگوار صورتحال پیدا نہ ہو جائے۔ابھی نیازی صاحب کو ان کو گھر سے فون آیا ہے کہ ان کے بھائی اور کچھ دوسرے افراد کو پولیس نے ریڈ کر کے پکڑا ہے تو میں آپ کے توسط سے وزیر قانون سے یہ عرض کروں گا کہ ان کی جو تحریک استحقاق accept ہوئی ہے اس کی proceeding چلے گی لیکن یہ گرفتاریوں کا سلسلہ رُکنا چاہئے۔وزیر قانون فوری طور پر متعلقہ ڈی پی او سے باز پُرس کریں۔ہماری تحریک استحقاق کا process تو چلتا رہے گا لیکن اس دوران پولیس اگر اپنی ان زیادتیوں سے باز نہ آئی تو وہاں پر کوئی بھی ناخوشگوار واقعہ رونما ہو سکتا ہے۔چونکہ پے در پے پچھلے دو ہفتوں سے وہاں پر جو تماشے چل رہے ہیں اور ان کو ابھی وہاں سے فون آیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے اگر وہاں پر کوئی agitation کی صورت پیدا ہوتی

ہے، کوئی بلوا ہو گا، کوئی احتجاج ہو گا تو یہ کسی صورت بھی مناسب نہیں ہے۔ان کو فوری طور پر ڈی پی او کو stop کرنا چاہئے کہ اس طرح سے جو زیادتی ہو رہی ہے اُس کو فوری طور پر روکیں اور اُن کو پابند کریں کہ آئندہ ان کے خلاف اس قسم کی زیادتی والی کوئی صورتحال نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(76)/2016/1448. 29th June 2016. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:

> "In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby prorogue Provincial Assembly of the Punjab with effect from 29th June 2016 (Wednesday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 29th June 2016

MALIK MUHAMMAD RAFIQUE RAJWANA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

INDEX

PAGE NO.

A

AAMAR SULTAN CHEEMA, CH.
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Agriculture 431
ABDUL MAJEED KHAN NIAZI, MR.
Privilege motion REGARDING- 725
-Trespass of house of MPA by SHO and DSP Karor Lal Eesan district Layyah
ABDUL RAZZAQ DHILLON, CH.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Anxiety amongst merchants due to 300% increase in rent of shops belonging to Police Station (City) Sargodha by DPO Sargodha 721
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Anxiety amongst merchants due to 300% increase in rent of shops belonging to Police Station (City) Sargodha by DPO Sargodha 721
-Demand for regularization of contract Paramedical staff in district Muzaffargarh 516
-Disclosure of construction of multi-story flats after demolishing Wahdat Colony Lahore 511
-Disclosure of supply of spurious medicines in Government Hospitals 515
-Embezzlement in purchase of ventilators for Mayo Hospital Lahore 517
-Illegal posting of many Deans of Departments in GC University Faisalabad 513
-Increase in prices of medicines by pharmaceutical companies at their own 514
-Increase in problems of patients due to on Lining THQ Hospital Kamonke instead of upgradation thereof 518
-Report about completion of under construction roads under "Rural Roads Programme" by Communication and Works Department 417
-Substandard construction of roads from Kanganpur to Ganda Singh and Pajian to Goharr Jageer district Kasur 724
AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-
-23rd, 24th, 27th, 28th & 29th June, 2016 405,501,559,621,713
AHMAD KARIM QASWAR LANGRIAL, MALIK *(Parliamentary Secretary for Planning & Development)*
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Development 481
AHMAD SHAH KHAGGA, MR.
ADJOURNMENT MOTION regarding-

PAGE NO.

-Disclosure of supply of spurious medicines in Government Hospitals 515

DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Agriculture 430

AHMED SAEED, QAZI
BILLS *(Discussed upon)*-
-The Punjab Finance Bill 2016 587
-The Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016 599, 615
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget for the year 2015-16 690
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Irrigation and Land Reclamation 735

ALA-UD-DIN, SHEIKH
point of order REGARDING-
-Demand for grant of relief to affected Police employees by decision of Supreme Court 773

AMEER MUHAMMAD KHAN, MR.
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORTS regarding-
-ADJOURNMENT MOTION NO. 237/2014 MOVED BY MR AHMAD SHAH KHAGGA MPA (PP-229) 676
-Adjournment Motion No. 278/2015 moved by Dr Syed Waseem Akhtar **MPA (PP-271)** 676
-Starred Question No.2401/2016 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA (PP-271) 676
-Starred Question No.4437/2016 asked by Raja Rashid Hafeez MPA (PP-11) 676

AMJAD ALI JAVAID, MR.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Illegal posting of many Deans of Departments in GC University Faisalabad 513
DISCUSSION ON-
-SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 680
Privilege motion REGARDING-
-Laying of wrong answer to starred Assembly Question No. 4923 415

ASHRAF ALI ANSARI, CH.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Increase in problems of patients due to on Lining THQ Hospital

PAGE NO.

Kamonke instead of upgradation thereof 518

ASIF MEHMOOD, MR.

DISCUSSION ON-

DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-

-Development 476

AYESHA GHAUS PASHA, DR. *(Minister for Finance)*

BILL *(Discussed upon)-*

-The Punjab Finance Bill 2016 565,588

DISCUSSION ON-

DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-

-Agriculture 419

-Development 443

-Education 525

-Health Services 439,522

DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-

-General Administration 747

-Irrigation and Land Reclamation 734

SCHEDULE of-

-The Authorized Expenditure for the year 2016-17 *(Laid in the House)* 594

supplementary Schedule OF- 773

-Authorized Expenditures for the year 2015-16 *(Laid in the House)*

WINDUP SPEECH On- 729-734

-Supplementary Budget for the year 2015-16

B

BILLS -

-The Punjab Blood Transfusion Safety Bill 2016 *(Introduced in the House)* 595

-The Punjab Finance Bill 2016 *(Considered and passed by the House)* 565-594

-The Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016 *(Considered and passed by the House)* 596-618

-The Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016 *(Introduced in the House)* 595

D

DEMANDS FOR GRANTS-

DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-

-Administration of Justice 546

-Agricultural Improvement & Research 554

	PAGE NO.
-Agriculture	419
-Charges on account of Motor Vehicles Acts	544
-Civil Defence	551
-Civil Works	549
-Cooperatives	548
-Communications	549
-Development	443
-Education	525
-Fisheries	547
-Forests	544
-General Administration	545
-Government Building	555
-Government trade in medical stores and coal	552
-Health Services	439,525
-Housing and Physical Planning	550
-Industries	548
-Investment	553
-Irrigation and Land Reclamation	545
-Irrigation Works	553
-Land Revenue	543
-Loans to Government Servants	553
-Loans to Municipalities/Autonomous Bodies etc.	555
-Miscellaneous	551
-Miscellaneous Departments	549
-Museums	547
-Opium	542
-Other Taxes and Duties	545
-Pension	550
-Police	546
-Prisons and settlements for convicts	546
-Provincial Excise	543
-Public Health	547
-Registration	544
-Relief	550
-Roads and Bridges	554
-Stamps	543
-State trading in food grains and sugar	552
-Stationery and Printing	551
-Subsidies	551
-Town Development	554
-Veterinary	548
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-	
-Administration of Justice	767
-Agricultural Development & Research	764

	PAGE NO.
-Agriculture	761
-Charges on account of Motor Vehicle Acts	766
-Civil Defence	763
-Civil Works	762
-Communications	770
-Cooperatives	762
-Developments	764
-Education	768
-Fisheries	769
-Forests	761
-General Administration	747
-Government trade in sugar	763
-Health	768
-Housing & Physical Planning	771
-Industries	770
-Irrigation and Land Reclamation	734
-Irrigation Works	772
-Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc.	765
-Miscellaneous	772
-Miscellaneous Departments	770
-Museums	768
-Opium	765
-Other Taxes and Duties	766
-Pension	763
-Police	767
-Prisons and settlements for convicts	767
-Provincial Excise	761
-Public Health	769
-Registration	765
-Relief	762
-Roads & Bridges	764
-State Buildings	772
-Stationery & Printing	771
-Subsidies	771
-Veterinary	769
DISCUSSION ON-	
-Supplementary Budget for the year 2015-16	630-709

E

EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORTS regarding-

-Adjournment Motion No. 278/2015 moved by Dr Syed Waseem Akhtar 676

MPA (PP-271) 676

PAGE
NO.

-ADJOURNMENT MOTION NO. 237/2014 MOVED BY MR AHMAD SHAH KHAGGA 628
MPA (PP-229) 641
679
-PRIVILEGE MOTIONS NO.12 OF 2013, 20 AND 31 OF 2014, 5, 678
12, 14, 17, 18, 19, 20 676
678
AND 22 OF 2015, 2, 3, 5 TO 12, 14, 15, 16, 17, 18 AND 19 OF 2016
-Starred Question No.3254 asked by Chaudry Iftikhar Hussain Chhachhar 678
MPA (PP-188)
-Starred Question No.7051/2015 asked by Ch Ashraf Ali Ansari MPA (PP-93) 641
-Starred Question No.7124 asked by Dr Nausheen Hamid MPA (W-356)
-Starred Question No.2401/2016 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA (PP-271) 642
-Starred Question No.626 asked by Mian Tahir MPA (PP-69) 678
-Starred Questions No.7108 and 7109 asked by Mian Tariq Mehmood 678
MPA (PP-113) 676
-Starred Question No.6950 asked by Mr Abu Hafs Muhammad Ghiyas-ud-Din
MPA (PP-133) 640
-Starred Question No.3527/2016 asked by Mr Amjad Ali Javaid
MPA (PP-86)
-Starred Question No.6787 asked by Mr Amjad Ali Javaid MPA (PP-86)
-Starred Question No.7122 asked by Mrs Raheela Anwar MPA (W-357)
-Starred Question No.4437/2016 asked by Raja Rashid Hafeez MPA (PP-11)
-Starred Questions No.3529, 3690,4400 and 6778 asked by
Mr Amjad Ali Javaid MPA (PP-86)

f

FAIZA AHMED MALIK, MRS.
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget for the year 2015-16 699
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Development 474
-Health Services 484

FARRUKH JAVED, DR. *(Minister for Agriculture)*
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Agriculture 434

PAGE NO.

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)*-** 498
-On sad demise of famous Qawal Amjad Fareed Sabri

J

JAMIL HASSAN KHAN, MR.

Privilege motion REGARDING- 563

-DENIAL BY SECRETARY LIVESTOCK TO TALK TO MPA

JAVED AKHTAR, MR.
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget for the year 2015-16 692

K

KHADIJA UMAR, MRS.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Embezzlement in purchase of ventilators for Mayo Hospital Lahore 517
BILL *(Discussed upon)-*
-The Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016 597,614
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget for the year 2015-16 706
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Education 526
-Health Services 493,519
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-General Administration 757

L

LEADER OF OPPOSITION
-See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian

M

MASHHOOD AHMAD KHAN, RANA *(Minister for Schools Education Additional Charge of Higher Education, Youth Affairs, Sports, Archeology and Tourism)*
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Education 539

PAGE NO.

MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of Opposition)*
BILL *(Discussed upon)-*
-The Punjab Finance Bill 2016 565
MINISTER FOR AGRICULTURE
-See under Farrukh Javed, Dr.
MINISTER FOR FINANCE
-See under Ayesha Ghaus Pasha, Dr.
MINISTER FOR HOUSING, URBAN DEVELOPMENT & PUBLIC HEALTH ENGINEERING ADDITIONAL CHARGE OF C&W
-See under Tanveer Aslam Malik, Mr.
MINISTER FOR IRRIGATION
-SEE UNDER YAWAR ZAMAN, MIAN
MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS
-See under Sana Ullah Khan, Rana
MINISTER FOR MINES & MINERALS
-See under Sher Ali Khan, Mr.
MINISTER FOR SCHOOLS EDUCATION ADDITIONAL CHARGE OF HIGHER EDUCATION, YOUTH AFFAIRS, SPORTS, ARCHEOLOGY AND TOURISM
-See under Mashhood Ahmad Khan, Rana
MOTION regarding-
-Suspension of rules for presentation of a resolution 495
MUHAMMAD AFZAL, RANA
reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-The Punjab Civilian Victims of Terrorism (Relief and Rehabilitation) Bill 2016 (Bill No. 18 of 2016) 627
-The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 2016 (Bill No. 16 of 2016) 627
MUHAMMAD AHMAD KHAN, MALIK
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Substandard construction of roads from Kanganpur to Ganda Singh and Pajian to Goharr Jageer district Kasur 724
MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.
BILL *(Discussed upon)-*
-The Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016 606
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget for the year 2015-16 650
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Agriculture 425
-Development 470
MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN

PAGE NO.

BILL *(Discussed upon)*-
-The Punjab Finance Bill 2016 573
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget for the year 2015-16 637,643
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Development 444
-Education 532

MUHAMMAD IQBAL, CHAUDHARY
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-PRIVILEGE MOTIONS NO.12 OF 2013, 20 AND 31 OF 2014, 5, 12, 14, 17, 628
18, 19, 20 AND 22 OF 2015, 2, 3, 5 TO 12, 14, 15, 16, 17, 18 AND 19 OF 2016 629
report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-Privilege Motions No.1 and 25 of 2015 and 4 of 2016

MUHAMMAD RAFIQUE, MIAN
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget for the year 2015-16 633

MUHAMMAD SHOAIB SIDDIQUI, MR.
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget for the year 2015-16 630
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Development 479
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-General Administration 752

MUHAMMAD TAUFEEQ BUTT, MR.
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Starred Question No.7051/2015 asked by Ch Ashraf Ali Ansari MPA (PP-93) 679

MUMTAZ AHMAD MAHARWI, MIAN
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORTS regarding-
-Starred Question No.3254 asked by Chaudry Iftikhar Hussain Chhachhar MPA (PP-188) 641
-Starred Question No.6950 asked by Mr .Abu Hafs Muhammad Ghiyas-ud-Din MPA (PP-133) 641
-Starred Question No.3527/2016 asked by Mr. Amjad Ali Javaid MPA (PP-86) 642

PAGE NO.

-Starred Questions No.3529, 3690, 4400 and 6778 asked by Mr. Amjad Ali Javaid MPA (PP-86) 640

MURAD RAAS, DR.

DISCUSSION ON-

DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-

-Health Services 440

N

NAAT-E-RASOOL-E-MAQBOOL (ﷺ) PRESENTED IN THE HOUSE IN SESSIONS HELD ON-

-23rd, 24th, 27th, 28th & 29th June, 2016 414,510,562,624,720

NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.

BILL *(Discussed upon)*-

-The Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016 610

DISCUSSION ON-

-Supplementary Budget for the year 2015-16 694

EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORTS regarding-

-Starred Question No.7124 asked by Dr Nausheen Hamid MPA (W-356) 678

-Starred Question No.626 asked by Mian Tahir MPA (PP-69) 678

-Starred Questions No.7108 and 7109 asked by Mian Tariq Mehmood MPA (PP-113) 678

-Starred Question No.6787 asked by Mr Amjad Ali Javaid MPA (PP-86) 678

-Starred Question No.7122 asked by Mrs Raheela Anwar MPA (W-357) 678

NAUSHEEN HAMID, DR.

BILL *(Discussed upon)*-

-The Punjab Finance Bill 2016 585

DISCUSSION ON-

-Supplementary Budget for the year 2015-16 666

DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-

-Health Services 490

NOTIFICATION of-

-Prorogation of 22nd session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 13th June, 2016 776

O

ORDINANCE-

-The Punjab Civil Courts (Amendment) Ordinance 2016 *(Laid in the House as a bill)* 594

PAGE NO.

P

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HUMAN RIGHTS & MINORITIES
-See under Tariq Masih Gill, Mr.
PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PLANNING & DEVELOPMENT

-SEE UNDER AHMAD KARIM QASWAR LANGRIAL, MALIK
PARLIAMENTARY SECRETARY FOR WOMEN DEVELOPMENT

-SEE UNDER RASHIDA YAQOOB, MS.

point of order REGARDING-
-Demand for grant of relief to affected Police employees by decision of Supreme Court 773

Privilege motions REGARDING- 563 626,721 415 725

-DENIAL BY SECRETARY LIVESTOCK TO TALK TO MPA

-IMPROPER BEHAVIOUR OF AMS CHILDREN HOSPITAL LAHORE WITH MPA

-LAYING OF WRONG ANSWER TO STARRED ASSEMBLY QUESTION NO. 4923
-Trespass of house of MPA by SHO and DSP Karor Lal Eesan district Layyah

Prorogation- 776

-NOTIFICATION OF PROROGATION OF 22ND SESSION OF 16TH PROVINCIAL ASSEMBLY

OF THE PUNJAB COMMENCED ON 13TH JUNE, 2016

R

RAHEELA ANWAR, MRS.
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Agriculture 422
RASHIDA YAQOOB, MS. (*Parliamentary Secretary for Women Development)*

PAGE NO.

DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget for the year 2015-16 697

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on - 413,509,561,623,719
-23rd, 24th, 27th, 28th & 29th June, 2016

reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 629
-Privilege Motions No.1 and 25 of 2015 and 4 of 2016 629
-The Punjab Animal Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016 (Bill No. 22 of 2016) 627
-The Punjab Civilian Victims of Terrorism (Relief and Rehabilitation) Bill 2016 (Bill No. 18 of 2016) 627
-The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 2016 (Bill No. 16 of 2016) 629
-The Punjab Poultry Production Bill 2016 (Bill No. 24 of 2016)

Resolution REGARDING-
-Show of grief and sorrow on martyrdom of famous Qawal Amjad Fareed Sabri and demand for arrest of accused persons 496

S

SAADIA SOHAIL RANA, MRS.
BILL *(Discussed upon)-*
-The Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016 603
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Education 531
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Irrigation and Land Reclamation 738
SANA ULLAH KHAN, RANA *(Minister for Law & Parliamentary Affairs)*
BILLS *(Discussed upon)-*
-The Punjab Blood Transfusion Safety Bill 2016 -The Punjab 595
596,600,613,616
-THE PUNJAB LOCAL GOVERNMENT (FOURTH AMENDMENT) BILL 2016 595
498
-THE PUNJAB REVENUE AUTHORITY (SECOND AMENDMENT) BILL 2016 495

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-*** 594

PAGE NO.

-ON SAD DEMISE OF FAMOUS QAWAL AMJAD FAREED SABRI 774
MOTION regarding-
-Suspension of rules for presentation of a resolution
ORDINANCE- 496
-THE PUNJAB CIVIL COURTS (AMENDMENT) ORDINANCE 2016 494
(LAID IN THE HOUSE AS A BILL)
point of order REGARDING-
-DEMAND FOR GRANT OF RELIEF TO AFFECTED POLICE EMPLOYEES BY DECISION OF SUPREME COURT
Resolution REGARDING-
-Show of grief and sorrow on martyrdom of famous Qawal Amjad Fareed Sabri and demand for arrest of accused persons
SUSPENSION OF RULES-
-Motion for suspension of rules for presentation of a resolution
SCHEDULE of-
-The Authorized Expenditure for the year 2016-17 *(Laid in the House)* 594
SHAHABUDDIN KHAN, SARDAR
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Demand for regularization of contract Paramedical staff in district Muzaffargarh 516
DISCUSSION ON-
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Agriculture 420
-Education 529
SHAHZAD MUNSHI, MR.
DISCUSSION ON- 647
-SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 626
Privilege motion REGARDING-
-IMPROPER BEHAVIOUR OF AMS CHILDREN HOSPITAL LAHORE WITH MPA
SHER ALI KHAN, MR. *(Minister for Mines & Minerals)*

PAGE NO.

DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-General Administration 758

SHUNILA RUTH, MS.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Increase in prices of medicines by pharmaceutical companies at their own
BILL *(Discussed upon)*-
-The Punjab Finance Bill 2016
DISCUSSION ON- **514**
-Supplementary Budget for the year 2015-16
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding- 569
-Health Services
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding- 659
-General Administration

487

748

SUPPLEMENTARY BUDGET-
-General discussion on Supplementary Budget for the year 2015-16 630-709

supplementary Schedule OF- 773
-Authorized Expenditures for the year 2015-16 *(Laid in the House)*

SUSPENSION OF RULES-
-Motion for suspension of rules for presentation of a resolution
494

T

TAIMOOR MASOOD, MALIK
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget for the year 2015-16 684

TANVEER ASLAM MALIK, MR. *(Minister for Housing, Urban Development & Public Health Engineering Additional Charge of C&W)*
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-
-Report about completion of under construction roads under "Rural Roads Programme" by Communication and Works Department 417

TARIQ MASIH GILL, MR. *(Parliamentary Secretary for Human Rights & Minorities)*
DISCUSSION ON-

PAGE NO.

-Supplementary Budget for the year 2015-16 **704**

TARIQ MEHMOOD, MIAN
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Disclosure of construction of multi-story flats after demolishing Wahdat Colony Lahore 511

V

VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget for the year 2015-16 653
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2016-17 regarding-
-Agriculture 426
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Irrigation and Land Reclamation 741

W

WASEEM AKHTAR, DR SYED
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget for the year 2015-16 669
WIND UP SPEECH On-
-Supplementary Budget for the year 2015-16 by Minister for finance 729-734

Y

YAWAR ZAMAN, MIAN *(Minister for Irrigation)*
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Irrigation and Land Reclamation 743

Z

ZULFIQAR GHORI, MR.

reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-The Punjab Animal Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016 629
(Bill No. 22 of 2016) 629

PAGE

NO.

-The Punjab Poultry Production Bill 2016 (Bill No. 24 of 2016)